

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں دیں  
 اُسے لے لو اور جس سے منع کر دیں اس سے باز رہو (القرآن حکیم)

# شرح مشکوٰۃ

## شرح مشکوٰۃ

تصنیف مفید  
 عارف باللہ شیخ محقق حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ حواشی  
 علامہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مدظلہ العالی

خلیب جامع مہجرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور  
 رکن پاکستان نئی رائٹر مکہ

ناشر

فریدیک سٹال، ۴۰-اردو بازار © لاہور (پاکستان)

(جلد حقوق کی تائش و محفوظ ہیں)



کتاب ..... اشعۃ اللمعات جلد دوم  
تصنیف منیف ..... شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ  
ترجمہ و تقدیم و حواشی ..... مولانا محمد سعید احمد نقشبندی خلیفہ جابر مجدد  
حضرت داماد کی مجلس رحمۃ اللہ علیہ  
مکاتب ..... حاجی محمد داود حضرت کیلیا نوالہ شریف  
پروف ریڈنگ ..... مولانا محمد سعید احمد نقشبندی  
ناشر ..... فرید کبک سٹال ایم اے و بازار لاہور  
سال اشاعت ..... رجب ۱۴۰۳ھ  
تعداد ..... مئی ۱۹۸۳ء  
مبلغ ..... ایک ہزار  
عالمین پرنٹرز پرائیویٹ لیمیٹڈ لاہور  
قیمت ..... ۱۰۰ روپے







بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى تَسْلِيلِ الْكَرِيمِ

## کتاب الصلوة

### نماز کا بیان

نفلت میں صلوة کا معنی دعا، رحمت اور استغفار کا آنا ہے نماز کو صلوة اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں یہ سب معانی موجود ہیں۔  
لفظ صل کا معنی ہے آگ پر گوشت بھونا۔ تصدیق کا معنی ہے گوشت کو آگ میں جلانا اور لفظ صل کا معنی لکڑی گرم کرنا اور صل  
آگ سے گرم کر کے سیدھا کرنے کا بھی آتا ہے۔ یہ معانی بھی حقیقت نماز کے لحاظ سے ہیں۔ نماز کو نماز ہی کو اس لئے کہ اس میں جلانے  
میں پلائی اس کے گناہوں کو جلاتی اور اس کے نفس و طبیعت کی کجی کو درست اور سیدھا کرتی ہے۔

### الفصل الاول

#### پہلا فصل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ الْخَمِينَ  
الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ  
مُكْرَمَاتٌ لِمَا بَيْنَهُمَا إِذَا اجْتَمَعَتِ  
الْكَرَامُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
دو جمعوں کے درمیان اور رمضان کے مہینے کے  
دو جمعوں کے درمیان جو جمعہ آئے وہ کرامتوں  
کے روز ہیں۔ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ  
ہم ان کرامتوں کو حاصل کر سکیں۔

(رواہ مسلم)

اسے یعنی یہ نیک کام درمیان عرصہ میں واقع ہونے والے گناہوں کے لیے کفار و کافرات کے لیے اور ان کو چھوڑ دینا اور  
مٹا دیتے ہیں۔

اسے کہ کبیرہ گناہوں کو ان نیکوں سے چھپتے ہیں نہ معاف ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کو نیچے توڑ دیا جائے۔ ہاں صغیرہ گناہوں  
ہو جاتے ہیں جب کہ ان سے معاف ہوا۔ علماء کرام نے فرمایا ہے ان نیکوں پر استغفار اور بار بار دعا کرنے سے  
صغیرہ گناہوں کی بخشش کے بعد کبیرہ گناہوں میں بھی تخفیف ہو جاتی ہے۔ اور اگر بندہ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے بالکل

مغفور و پاک ہو تو نیکیاں اس کے لیے بشری و دوزخات کا موجب بن جاتی ہیں۔  
 سوال :- اگر یومیہ نمازوں کی برکت سے تمام صغیر و کناہ معاف ہو جاتے ہیں تو جمعہ کی نماز کے لیے پیچھے کیا رہ جاتا ہے  
 اور اگر جمعہ کی نماز سے تمام کناہ معاف ہوتے ہیں تو پھر رمضان شریف کے روزے کون سے گناہوں کی مغفرت کا موجب بنتے ہیں۔

جواب :- مراد یہ ہے کہ یہ سب نیک اعمال گناہوں کو مٹاتے اور صلاحیت رکھتے ہیں کہ اگر ایک سے کناہ معاف نہ ہوں تو دوسرے سے معاف ہو جاتے ہیں مثلاً ایک شخص سے نماز ادا کرنے میں کوتاہی واقع ہو جاتی ہے کہ وہ رکوع بخود وغیرہ میں درست اور غلطی کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ مترجم، تو جمعہ کی نماز عفو کا ذریعہ بن جائے گی۔ اور اگر جمعہ کی نماز یا جمعہ اور پنج وقتہ نمازوں میں کوتاہی سرزد ہو جاتی ہے تو رمضان کے روزے بخشش کا موجب بن جائیں گے۔ اور اگر یہ مذکورہ سب نیکیاں ایک وقت جمع ہو جائیں تو ان کا مجموعہ گناہوں کو مٹا دیتا اور زیادہ عفو و مغفرت اور بندے کے باطن اور قلب کے تزکیے اور روشنی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ جس طرح اگر بہت سے چراغ روشن کیے جائیں تو ان میں سے ہر ایک مکان کی روشنی کے لیے کفایت کرتا ہے۔

انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک  
 اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر پانی کی نہر بہتی ہو وہ  
 اس میں ہر دن پانچ دفعہ نہاتا ہو کہ اس کے جسم پر نیل  
 پھیل جاتی رہے گی و صحابہ کرام نے نہا نہا اس کے بدن  
 پر نیل پھیل بالکل نہ رہے گی۔ فرمایا یہ پنج وقتہ نمازوں کی  
 مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے گناہوں کو  
 مٹا دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

۵۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَيُّكُمْ لَوْ أَنَّ فُتِحَ أَبْوَابُ  
 أَحَدِكُمْ يُغْتَرَلُ فِيهِ كُلُّ يَوْمٍ خُمُسًا هَلْ  
 يَبْقَى مِنْ دَرَمٍ شَيْءٌ قَالُوا لَا يَبْقَى مِنْ  
 دَرَمٍ شَيْءٌ قَالَ فَذَلِكَ مِثْلُ الصَّلَاةِ  
 الْخَمِيسِ يَتَعَمَّقُ اللَّهُ فِيهِنَّ الْخَطَايَا  
 وَتُسْقَى عَلَيْهِنَ

الطهارة من غير أن يكون

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 فرماتے ہیں ایک شخص نے غیر محرم عورت کا بوسہ لیا  
 پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر  
 ہوا۔ اور نبی اس حرکت کی آپ کو خبر دی۔ (راوی آپ  
 نے اسے کوئی جواب نہ دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے آیت

۵۷ وَمِنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ أَنَّ دَجْجًا  
 أَصَابَتْ مِنْ امْرَأَةٍ فَبَكَتْ فَكَانَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَاخَبَرَهُ فَنَزَلَ  
 اللَّهُ تَعَالَى وَأَقْبَمَ الصَّلَاةَ فَطَرَفَ الثَّمَارَ  
 وَزَلْزَلَا مَنَ الْيَلِيلِ إِنَّ الْعَسَنَاتِ

يُذَوِّبَنَّ السَّيِّئَاتِ فَقَالَ اَلرَّجُلُ يَا  
رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلٰى هَذَا قَالَ لِجَمِيْعٍ  
اُمَّتِي كُلِّهْمُ وَفِي رَايَةٍ لِّمَنْ  
عَمِلَ بِهَا مِنْ اُمَّتِي۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

نزل فرادی آویھا الصلوٰۃ طرقت النہار و لکن  
مکمل اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذَوِّبَنَّ السَّيِّئَاتِ۔  
تمام نازک کے مٹانے کے لئے اس بات کے کچھ سختی  
جسکی نیک بختی کو مٹا دیتی ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ  
اللہ پر فضل و ہرمان صرف میرے لیے ہے؟ فرمایا بلکہ  
میری ساری امت کے لیے ہے۔ اور ایک روایت میں  
اس طرح واقع ہے۔ یہ حضرت تیرے لیے نہیں بلکہ میری  
امت میں سے جو بھی اس پر عمل کرے گا۔ غار کا دوسرا۔

۱۔ کہا گیا ہے کہ اس شخص کا نام ابو الیسر ہے فتح یا اور سین محلہ کے ساتھ۔ یہ شخص انھار میں سے تھا۔ کچھ میں بچے کا کام  
کرتا تھا۔ ایک عورت اس کے پاس کھجور خریدنے آئی۔ اس شخص میں نفسانی خواہش کا میلان پیدا ہوا۔ عورت سے بولا اچھی اور  
زیادہ شیریں کھجوریں کمرے کے اندر ہیں۔ اس بہانے عورت کو اندر لے گیا۔ اور اس سے بوسہ کرا کیا۔ عورت نے اس سے  
کہا خدا تعالیٰ سے ڈر اس پر وہ مرد نام اور یشیمان ہوا۔

۲۔ آپ نے اس کی بات سن کر کوئی جواب نہ دیا۔ اور فرمایا دیکھنا اللہ تعالیٰ اس پر کیا فرماتا ہے۔ اس کے  
بعد اس مرد نے نماز ادا کی۔

۳۔ ہر دو طرف یعنی صبح کی نماز اور سورج ڈھلنے کے بعد کی نماز میں طرفِ معرکہ کی طرف رخ ڈھکنے کے بعد دن کا چھٹا حصہ  
شروع ہو جاتا ہے۔

۴۔ یعنی نماز کا رات کی ان چند گھنٹوں میں جو دن کے قریب ہیں۔ یعنی مغرب و عشاء کی نماز اور صبح و زوال  
نماز کی پیش اور لام کی زبر کے ساتھ زلفہ کی جمع ہے۔ یعنی قریب و نزدیک و مشاک و دونوں نمازوں کے قریب ہیں۔  
زلفہ، ظلم جمع ظلمت کی طرح ہے۔

بعض مفسرین طرفی النہار سے صبح، ظہر و عصر اور مغرب کی نمازوں کو مراد لیتے ہیں۔ نماز صبح و عصر کی طرف کی اور عصر و  
مغرب دوسری طرف کی۔ اور زوال ناسم اللیل کو مشاک کی نماز کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں۔

۵۔ سیئات سے معفیہ گناہ مراد ہیں۔ جو نماز روزہ سے مٹ جاتے ہیں۔ مگر یہ فرقہ فقہاء کی بات کو عموم پر  
عمل کرتے ہوئے کبیرہ گناہوں کو بھی داخل کر لیا ہے۔ مگر عموماً ایسی سنت اس میں ہے کہ یہ آیت متاثر کے ساتھ خاص ہے  
اُن احادیث کی بنا پر جو اس شخص پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ ذاتی فتح الباری۔

۶۔ یہ لفظ تاکید میں مبالغہ کے لیے آیا ہے اور بعض روایات میں کلمہ کا لفظ نہیں آیا۔





دورانِ روضہ شریف کی بعض زیارات مبارکہ کے موقع پر اتفاق ہوا تھا اس لیے امید ہے کہ صحیح ہوگا۔ اور اس وقت کی نورانیت کا پرتو ہوگا۔ واللہ اعلم۔

۵۲۲۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى قَالَ الصَّلَاةُ لَوْ قُتِلَتْ ثُمَّ أَيْ قَالَ بَرَأَ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيْ قَالَ الْجَهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي بَيْهَقٌ وَلَوْ اسْتَرَدُّتْهُ لَزَأْتُهُ بِهَيْفٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب و پسندیدہ عمل کونسا ہے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا عمل محبوب تر ہے فرمایا والدین سے نیک سلوک کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا عمل محبوب تر ہے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت عیسیٰ بن مسعود فرماتے ہیں سب باتیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے روایت فرمائی ہیں اگر میں آپ سے اور باتیں روایت کرتا تو آپ نے مجھ سے یہ باتیں بھی روایت فرمائی۔

۱۔ کہ وقت مکروہ نہ ہونے پائے۔ بخاری شریف میں علی وقت کے لفظ میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت میں آپ سے روایت کیا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

۲۔ اور ان کی فرمانبرداری کرنا اور انہیں کسی قسم کی تکلیف و اذیت نہ پہنچانا۔

۳۔ یعنی اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو چیزیں پوچھتا ہوں تو میں اس دریافت کے لیے آپ سے یہ بھی بتاتے اس سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی سنی حدیث کے لیے آپ کی عنایت و التفات کا بیان ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے لحاظ سے آپ کے لیے یہ حدیث کی ضرورت نہ تھی۔ میں نے زیادہ مسائل و روایات نہ کیے۔ جیسا کہ علم کی روایت میں آیا ہے۔

واضح ہو کہ افضل اعمال کے بیان میں احادیث مختلف و متنوع ہیں۔ بعض احادیث میں افضل اعمال کے لیے نماز کا ذکر ہے۔ بعض میں صوم کا ذکر ہے۔ بعض میں زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ بعض میں صدقہ کا ذکر ہے۔ بعض میں حج کا ذکر ہے۔ بعض میں اللہ کی یاد میں بسر کرنا کا ذکر ہے۔ بعض میں اللہ کی یاد میں بسر کرنا کا ذکر ہے۔ بعض میں اللہ کی یاد میں بسر کرنا کا ذکر ہے۔

اس طرح بھی وارد ہے کہ افضل اعمال وہ جہاد ہے جس میں مال فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے اور وہ جہاد جس میں کسی قسم کی مصیبت صادر نہ ہو۔ اس طرح بھی آیا ہے کہ افضل اعمال ذکر اللہ ہے۔ اور یہی بھی وارد ہے کہ افضل اعمال وہ ہے جو پابندی سے دائماً ادا کیا جائے اور اس پر مبرا طہیت کی جائے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف جواب ارشاد فرماتے ہیں کہ جو چیزیں اللہ کے مختلف تھے۔ آپ نے ہر شخص کو وہ جواب دیا جو اس کے حال کے لائق و مناسب تھا۔ اور میں نے ان کے لیے یہ روایت اور زیادہ روایت و

جاہت تھی۔ یا مختلف اور کثرت میں آگیا۔ نے مختلف جواب ارشاد فرمائے۔

چنانچہ جواد بدلتے اسلام سے ہی افضل ترین عمل چلا آ رہا ہے اور بہت سی نصوص (آیات و احادیث) اس بات کی تائید و حمایت میں وارد ہیں کہ نماز صدقہ سے افضل ہے۔ اس کے باوجود محتاج و مسکین کی شدتِ مسکنت و مجبوری کے وقت اس کی بددکرتا اور صدقہ کرنا نماز سے افضل ہو جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ مختلف اعمال مختلف وجوہات اور حیثیتوں کے تحت افضل قرار پاتے ہیں۔ ہر عمل حیثیت و مقام کے مطابق دوسرے سے افضل ہو جاتا ہے۔ اعمال کی افضلیت و خیریت کے باب میں ہمارا یہ کلام اصل عظیم کی حیثیت رکھتا ہے۔ مدعوب و مدعوبین کو دہ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کے درمیان حد فاصل یہی ترک نماز ہے۔

(مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ

الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ

دَوَاكُلُ مُسْلِمٍ

۱۔ کہ نماز بندے کو روکتی اور اس بات سے دور رکھتی ہے کہ وہ کفر تک پہنچے۔ جب نماز کی یہ رکاوٹ اور حد فاصل درمیان ہے اٹھ گئی تو رکاوٹ ہٹ گئی اور بندہ کفر تک پہنچ گیا۔ جس طرح دیوار جو دو آدمیوں کے درمیان عامل ہو کہ ایک کو دوسرے کے پاس نہ جانے دے۔ وہ درمیان سے دیوار اٹھ گئی رکاوٹ ختم ہو گئی اور یہ آدمی اُس کے ساتھ مل گیا۔ علامہ نے اس عبارت کی یہی تفسیر و تفسیر کی ہے۔ اسی عبارت کی اور بھی تو جیسا کہ میں جو شرح (عربی) میں مذکور ہیں۔ اس میں تحریر کرتے۔

در اصل یہ ترک نماز پر سخت قسم کی رجحان و ڈانٹ ہے۔ اور اس جانب اشارہ ہے کہ تارک نماز قریب ہے کہ کافر ہو جائے۔ اور تارک نماز، صاحب ظاہر کے نزدیک کافر ہے۔ بعض صحابہ کرام سے بھی ایسی روایات مروی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے تارک نماز کفر کے قریب ہو جاتا ہے۔

بعض علماء کے نزدیک کہ امام شافعی اور امام مالک بھی ان میں سے ہیں تارک نماز اگرچہ کافر نہیں ہو تا مگر واجب القتل ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تارک نماز جب تک نماز ادا کرنے کا پابند نہ بنے مارا جائے گا اور جس اور قیدی رکھا جائے گا۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت عبادہ بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ  
إِفْتَرَضْنَتْهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ أَحْسَنِ مَوْضُوعٍ  
وَصَلَّيْنِ رُتَبَتَيْنِ وَآتَمَرُ رُتَبَتَيْنِ وَ  
خُشوعَيْنِ كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ  
يَغْفِرَ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى  
اللَّهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ عَقَرَهُ وَإِنْ شَاءَ  
عَذَّبَهُ - رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَتَرْمِذِيُّ  
مَالِكٌ وَالتَّيْمِيُّ وَنَحْوُهُ -

نہایت ہی بڑی رحمت اللہ علیہ کہ اس نے اپنے پیغمبر پر  
پنچ سالہ صلوٰۃ فرض فرمائی ہے، جس نے ان کے لیے اچھا  
وضو کیا اور ان میں اسی کی طرح وقت میں ادا کیا۔ اور ان کے لیے  
دو عشرت مکمل کیا۔ ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے  
کہ وہ اسے بخش دے گا۔ البتہ جس نے ایسا نہ کیا تو اس کے  
لیے اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد اور ذمہ نہیں۔ چاہے اسے بخشے  
چاہے طلب میں ڈالے۔ اسے احمد و ابو داؤد نے روایت کیا  
اور امام مالک و ترمذی نے اس کی مثل روایت کیا۔

۱۔ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ۔ عبادہ عین کی بیٹی اور یاغیر مشرک کے ساتھ وہ آپؐ مشاہیر اور کبار صحابہ  
کرام میں سے ہیں۔ آپ کے حالات متعدد جگہوں میں بیان ہو چکے ہیں۔

۲۔ یعنی وضو کے آداب و سنتوں کا خیال رکھنا۔  
۳۔ یعنی تمام و کامل طور سے اس کے احکام و ازکام پہنچانا۔ خصوصاً تو کو جو مسجد کو کسی میں بیٹگی و غیرانہ جہازی کا  
معنی بیشتر پایا جاتا ہے۔ اور اکثر لوگ ان کی درست ادا کیلیں جیستی سے کام لیتے ہیں۔

۴۔ یعنی اس کے لیے خدا تعالیٰ کی ذمہ داری ہے کہ اسے تجھے عفو فرمے کہ ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ و عہد  
ہے۔ اور جب کہ اس کا وعدہ سچا ہے کہ اس میں خلافت کا امکان و جواز نہیں تو اس وعدہ کو عہد سے تعبیر فرما کر چھوڑ دینا  
ذمے کرے اور اس کی حفاظت و نگہداشت کرے۔

۵۔ یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ تاریکی نماز کا فرض نہیں ہے۔ البتہ اگر کتب کبیرہ کا نظارہ میں مشاہیر و صحابہ  
اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب و عقیدہ ہے۔

۶۔ وَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا  
شَهْرَكُمْ وَآتُوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيعُوا  
ذُلَّ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ تَابِعَكُمْ  
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّيْمِيُّ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی  
پنچ سالہ صلوٰۃ پوری کرو اور ایک ماہ کی روزہ رکھو اور اپنی مال کی زکوٰۃ  
اپنے جہیز و عیال کے روزانہ دینے سے روکو اور اپنے امرا کی اطاعت کرو اور  
ذکوٰۃ ادا کرو اور اپنی مال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنی مال کی زکوٰۃ ادا کرو اور  
بھلائی اپنے آپ کا جنس میں داخل ہو بلکہ احمد و ترمذی۔

۱۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ تہلیلہ باہلہ سے ہیں۔ آپ کا شمار مشاہیر صحابہ میں ہوتا ہے۔  
۲۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان احکام کے بیان کے وقت ابھی حج فرض نہ ہوا تھا۔ اس لیے اس کا ذکر



فرمایا۔

کہ ذی امر میں حاکم و قاضی کہ وہ خدا تعالیٰ کا ظیفہ اور نائب ہے جب کہ خدا و رسول کے فرامین کے خلاف حکم نہ دے۔

۲۹۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ  
سَلِيمٍ بَيْنَيْنَ وَأَخْنِي يَوْمَ ذَلِكَ وَهُمْ  
أَبْنَاءُ عَشْرِي بَيْنَيْنَ وَقَدْ قُتِلَ يَتِيمٌ فِي  
الْمَصَابِيحِ نَفَاةً أَبُودَاؤُكُمْ كَذَلِكَ إِذَا عَاظُ  
فِي شَرْحِ الشُّعْرِ عَنْهُ وَفِي الْمَصَابِيحِ عَنْ  
سَيِّدَةِ بَنِي مَعْبُودٍ۔

حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ وہ اپنے دادا  
سے روایت کرتے اور فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
و سلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کا حکم دے جب کہ وہ سات سال  
کے ہو جائیں اور انہیں نماز کے لیے مار دے جب کہ وہ دس برس  
کے ہو جائیں۔ اور بستر میں انہیں الگ لٹاؤ۔ اسے  
الوداؤ نے روایت کیا۔ اس طرح شرح سند میں اسے  
حضرت عمرو بن شعیب سے روایت کیا۔ اور مصابیح میں  
حضرت سیدہ بن معبود سے روایت کیا۔

۱۔ اس اسناد کی کیفیت و حال بیت سی جگہوں میں لکھا جا چکا ہے۔

۲۔ تاکہ انہیں نماز پڑھنے کی عادت پڑے۔

۳۔ تاکہ انہیں نماز پڑھنے کی عادت پڑے۔

۴۔ اسی طرح کہ بہن اور بھائی الگ بستر میں نہ سوئیں۔ یہ بھی احتیاط اور مواضع نعمت سے پرہیز کے لیے ہے۔ پھر جب سات  
سال کا ہو جائے تو ان میں ایک کو قوت بخلافت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے اور وہ ایک دوسری حالت میں ہو جاتا ہے جیسا کہ  
اپنے مقام میں لکھا جا چکا ہے۔ تو نائب ہوا کرتا ہے نماز کا حکم دیا جائے۔ کہ وہ سات برس اور گزرنے پر حد بلوغت  
کو پہنچ جائے۔ کہ وہ عورت کے لیے حد بلوغت کو پہنچتا ہے۔ تو اس قابل ہو جاتا ہے کہ اسے نماز کی تاکید کی جائے۔ اور زور دیا  
جائے کہ وہ نماز پڑھے۔ دس سال کی عمر کو پہنچے اور نماز پڑھے۔ تاکہ اسے نماز پڑھنا پڑ جائے۔ اور اسلامی آداب کی تلقین کر دے۔  
اسے نماز پڑھنا کہ اس میں عورت کے لیے حد بلوغت کو پہنچتا ہے۔ تاکہ اسے نماز پڑھنا پڑ جائے۔ کہ یہ حد بلوغت کو پہنچے۔ اور شہوت  
نفس پر قابض ہو کر قوت بخلافت پیدا ہو جائے۔ تاکہ اسے نماز پڑھنا پڑ جائے۔

۵۔ تاکہ انہیں نماز پڑھنے کی عادت پڑے۔

۶۔ تاکہ انہیں نماز پڑھنے کی عادت پڑے۔

۷۔ تاکہ انہیں نماز پڑھنے کی عادت پڑے۔

مرد نمازی۔

سہ یعنی وہ عہد و امان جو ہمارے اور منافقین کے درمیان ہے، خاتمہ ہے۔ اور ہم منافقین کو جو قتل نہیں کرتے۔ اور ان کو  
پر اسلامی احکام جاری کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ظاہری احکام کی اطاعت میں مسلمانوں سے مشابہ ہیں۔ اس بارے  
میں عہد تہریم چیز نماز ہے۔ یہ لوگ نماز میں حاضر ہوتے اور جماعت کی پابندی کرتے ہیں۔  
سہ تو ان منافقین میں سے جس نے نماز ترک کر دی اس کا کفر ظاہر ہو گیا۔ اور وہ دائرہ اسلام سے باہر نکل آیا ایسے  
شخص پر اسلامی احکام جاری نہ ہوں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حکم منافقین کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ ینعم کی غیر تمام امت ایجاب  
کی طرف لڑتی ہو۔ یہ آخری احتمال لفظ نقد کفر کے زیادہ مناسب ہے۔

تیسری فصل

[illegible]

رَجَلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً  
فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَإِنِّي أَصَبْتُ بِهَا  
مَا دُونَ أَنْ أَمْسُهَا فَأَنَا هَذَا فَاتَّبَعَنِي  
مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهُ عَمْرُ لَقَدْ سَكَرَ اللَّهُ  
لَوْ سَمِعْتَ عَلَى نَفْسِكَ قَالَ وَلَمْ يَرَهُ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا وَ  
قَامَ الرَّجُلُ فَاتَّطَلَّقَ فَاتَّبَعَهُ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا قَدْ عَاكَ وَ  
تَلَا عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةَ وَأَقْرَأَ الصَّلَاةَ

طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنْ أَلْفَيْ مِائَةٍ  
الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُ عَنْكَ الشَّيْئَاتِ ذَلِكَ  
ذِكْرِي لِلَّذِينَ كُنْتُمْ تُقَالُونَ الْجَنَّةُ  
يَا نَبِيَّ اللَّهِ هَذَا لَهُ خَاصَّةٌ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى

رَمَاؤُكُمْ مُسْلِمًا

پلڑا تو نے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیچھے ایک آدمی روانہ  
کیا۔ آپ اسے بلال اور اسے آیت اس کے سامنے تلاوت فرمائی۔  
لَمْ يَلْبَسُوا طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنْ أَلْفَيْ مِائَةٍ  
يُذْهِبُ عَنْكَ الشَّيْئَاتِ تمام گونا گوں کے دونوں کناروں میں  
اور اس کے قریبی حصہ میں۔ ایک ٹیکیاں پڑھیں کہ شادی میں ہیں۔  
اور وہ ذکر کرے لِلَّذِينَ كُنْتُمْ تُقَالُونَ الْجَنَّةُ یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے  
یہ نصیحت ہے۔ یہ آیت کا ترجمہ ہے جو حدیث میں مذکور نہیں ہے شہداء اللہ  
تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا اے اللہ کے نبی یہ حکم صرف اس  
شخص کے لیے ہے۔ غرض اب اس شخص کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام  
لوگوں کے لیے ہے۔ (مسلم شریف)

اسے یہ شخص وہی حضرت ابوالخیرؓ ہیں کا قصہ گزشتہ حدیث میں ذکر ہوا۔ یا کوئی دوسرا شخص ہے جیسا کہ دونوں کے  
تفاوت و مخالفت سے ظاہر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس شخص میں سے لوگ عورت کے ہم کو ساتھ لے گئے اس سے دل لگی کی ہے اور میں نے شہر مدینہ کے باہر ایک جانب میں  
سے پکڑا ہے۔

اسے اللہ میں سے عورت کے علاوہ ہر حرکت اس سے لگتی ہے۔ یعنی ہوس و کنار و غیرہ۔

اسے اور اللہ تعالیٰ نے اسے ظاہر نہیں کیا۔

اسے اللہ حکم بھی پڑا ہے کہ پورے شہر گناہ کی توہم بھی پورے شہر ہی گناہ کی تشہیر کرنا شریعت پاک  
دل عزت و حرمت کے ساتھ ہے۔

اسے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کی تردید نہ فرمائی۔

اسے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے صلی اللہ

علیہ وسلم پر ہر سہ ماہی باہر تشریف لے گئے جبکہ وہ خیرات کے پتے

کر رہے تھے۔ آپ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑیں

حضرت ابوذر فرماتے ہیں نہ شہر کے پتے نہ شہر کے پتے

ابوذر فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَتَوَضَّعُ قَالَ فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَنَبِيٍّ

يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُفِي

الصَّلَاةَ يُؤَدِّي بِهَا فَمِنْهُ اللَّهُ فَمَنْ فَعَلَهَا

عَنْهُ ذُكُوبُهُ صَحَابَتُهَا كُنْتُ

هَذَا الْوَرَفُ عَنْ هَيْدَرِ

الشَّجَرَةِ -

رَوَاهُ أَحْمَدُ

ابو ذر غفیرؓ کی بیوی یا رسول اللہؐ کی خدمت میں تیر  
کھڑا ہوا اور ظاہر فرمایا میں آپؐ کے غلام ایک بندہ مسکینہ  
ناراضہ کا گناہ ہے اس گناہ سے اس کا مقصد صحت و طہارت کی  
خوشنودی ہو رہی ہے تو اس گناہ سے اس بندے سے اس گناہ  
گناہ جھڑپیں جس طرح اس درخت سے پتے جھڑپے ہیں۔

۱۵۔ جس طرح موسم خزاں میں درختوں کے پتے جھڑپے ہیں۔

۱۶۔ یعنی آپ کے شاخوں کو پکڑ کر ہلانے سے زیادہ پتے گرنے لگے جیسا کہ اس طرح کرنے سے عام حالت سے زیادہ  
ہی پتے گرتے ہیں۔

۱۷۔ رضائے الہی کے سوا اس میں کوئی غرض یا معاوضہ مطلوب نہیں ہوتا۔ بلکہ حکم الہی کی بجا آوری اور محض اس کی رضا  
مقصود ہوتی ہے۔

۱۸۔ لفظ توافقت دونوں جگہ تاکیدی پیش ہے آیات

۵۳۱/۱۳ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ

صَلَّى سَجْدَتَيْنِ لَا يَسْفُرُ فِيهِمَا عَمَّا

اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّرَ مِنْ ذَنْبِهِ -

رَوَاهُ أَحْمَدُ

۱۹۔ جہنمی بیم کی پیش اور صاف کی نوید کے ساتھ

۲۰۔ یعنی اس میں سہو و غفلت کو قریب نہ آنے دے بلکہ حضورؐ کی اور شروع باطن سے

۲۱۔ یعنی گزشتہ کے تمام صیغہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

۵۳۱/۱۳ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَدَنِ عَنْ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ

الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَاقَ عَلَيْهِ كَانَتْ

لَهُ نُورًا أَوْ بُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُورًا أَوْ

لَا بُرْهَانًا وَلَا نَجَاةً وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ

وَنَزَعُونَ فَعَامَانِ وَأَمَّا بَيْنَ خَلْفٍ -  
رَدَّاهُ أَحَدًا وَالْكَافِرِينَ وَالْبَيْتِ فِي شَيْبِ  
الْإِيمَانِ -

ہے اے ارادہ کیا، تو نماز اس کے لیے، نور، دلیل و حجت اور نجات  
میں ہے کہ سادہ و شمس قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان  
اور امیر بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ احمد، داری اور یحییٰ  
فی شعب الایمان۔

۱۷ میں نماز کی فضیلت و شان بیان فرمائی۔

۱۷ مصلیٰ یہ ہے کہ وہ ان کفار کے ساتھ و درخ میں جائے گا۔ اس میں اس پر اظہار شدت و سختی ہے۔ اگرچہ یہ کفار ہمیشہ  
و درخ میں اور اس تارک نماز سے بدتر ہو گئے ہوں گے۔ امیر بن خلف۔ خلف لام کی زیر کے ساتھ۔ یہ اشیاء قریش میں سے وہ  
بدنعت ہے جسے جنگ احمد کے دن حضور علیہ السلام نے خود اپنے دست اقدس کے ساتھ واصل جہنم کیا۔ اسے امت کا  
بدنعت ترین شخص بھی کہتے ہیں۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ كَانَ أَحْمَدُ  
يَسْتَوِي أَفْوَةً مَلِكٍ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزِيدُ  
شَيْئًا فِي الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كَثْرَ عَمَلِهِ  
الْمُتْلُو -

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نماز  
کے سوا باقی اعمال میں سے کسی عمل کے ترک کو کفر قرار نہ  
دیتے تھے۔

(ترمذی شریف)

دَعَاءُ التَّوْبَةِ

۱۸ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ ثقفی تابعین اور ان کے اکابر ائمہ میں سے ہیں۔ آپ کو حضرت عمر حضرت علی،  
حضرت عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سماع حاصل ہے۔ ۱۸ میں فوت ہوئے۔

وَعَنْ أَبِي الْكَرْمِ دَاوُدَ قَالَ أَقْصَرُ خَلْقِي  
أَنَا لَا تَقْضِي كَيْفَ اللَّهُ لِمَنْ قَطَعَتْ وَحُفَّتْ  
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ صَلَواتٌ مُكْتَوَّبةٌ مُتَعَمِّدًا فَمَنْ  
تَوَضَّعَ لِقُدْرَةِ اللَّهِ يَمْنَةً اللَّهُ يَقْبَلُ  
لَا تَقْبَلُ إِلَّا بِالنَّاسِ قِيَامًا مَعَكُمْ

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
مجھ میرے جان و دست (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)  
نے نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا  
اور کافر بن جانا اگرچہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں۔  
اور تجھے جلا دیا جائے۔ اور جان بوجھ کر فرض نماز ترک نہ  
کرنا۔ کہ جو آدمی فرض نماز دانستہ ترک کرتا ہے اس سے دُور  
اٹھ جاتا ہے۔ اور شراب نوشی نہ کرنا کہ وہ ہر شر و بدی کی

چال ہے۔ (ابن ماجہ)

دَعَاءُ آيَةِ مَابَعْدَ

۱۹ یہ عزیت پر عمل کرنے کی وصیت و تاکید ہے۔ قَلْبُوت طاک شد اور بغیر شد کے دونوں طرح مروی ہے۔ اور



## مثنوی

ہر آن کو فاعل از حق یک زمان است      در اہل دم کافر است اما نہاں مست  
اگر آن غفلتش پیوستہ بودے      در اسلام ہر دم بستہ بودے  
ترجمہ۔ جو شخص ایک گھڑی کے لیے بھی خدا کی یاد سے غافل ہوتا ہے۔ وہ اس گھڑی میں کفرانِ نعمت کا ترکیب ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کی یہ برائی لوگوں سے پوشیدہ ہے۔  
اگر بندے کی یہ غفلت مسلسل جاری رہتی تو اسلام کا دروازہ اس پر بند ہو جاتا نہ خود باللہ من الکفر  
الکفران۔ (ہم کفر و ناشکری سے اللہ کے پاس پناہ لیتے ہیں)۔

## پہلی فصل

## الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج ڈھلنا شروع ہو جائے تو نمازِ ظہر کے وقت کی ابتدا ہو جاتی ہے اور انسان کا سایہ اس کے جسم کی لمبائی جتنا ہو جائے۔ ظہر کا یہ وقت عصر کا وقت داخل ہونے تک رہتا ہے۔ اور عصر کا وقت دھوپ کا رنگ نہ رہنے تک رہتا ہے۔ اور نمازِ مغرب کا وقت شفقِ غائب ہونے تک رہتا ہے۔ اور نمازِ عشاء کا وقت شفقِ غائب ہونے سے نصفِ شب یعنی رات کے درمیان واقع تک ہے۔ اور نمازِ صبح کا وقت طلوعِ فجر سے سورج کے طلوع ہونے تک ہے۔ جب سورج طلوع ہونا شروع ہو جائے تو نماز سے رک جا کہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم شریف)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا ذَلَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطَوِّهِ مَا لَمْ يَخْضِرِ الْعَصِيرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَوْ قَصُفَتِ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلَوةِ الْغُرُوبِ مَا لَمْ يَغِيبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلَوةِ الْعِشَاءِ إِلَى يَصْفَ اللَّيْلِ الْأَوَّلُ وَوَقْتُ صَلَوةِ الْعُشُومِ مِنْ طُلُوعِ النُّجُومِ إِلَى أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا أَطْلَعَتِ الشَّمْسُ فَانْصَلَبَتْ مِنَ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ مِنْ بَيْنِ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ

(بَدَاؤُ الصَّلَاةِ)

لے اوقات نماز کے بیان کی ابتدا وقتِ ظہر کے بیان سے اس وجہ سے کہ یہ صبح سے پہلی نماز ہے جو باجماعت ادا کی گئی جب حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اوقات نماز کی تعلیم کے لیے حاضر ہوئے۔ جب کہ دوسری فصل میں آ رہا ہے۔ اسی وجہ سے ظہر کو صلوٰۃِ ادل یعنی نمازِ پیشین (پہلی) نماز کہتے ہیں۔ اس نماز کا وقت سورج کے



درمیان آسمان سے جانب مغرب ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے۔ سورج ڈھلنے کے وقت کو وقت نزال بھی کہتے ہیں۔ یہ اس کا اول وقت ہے اس کا آخر وقت دکان الموجل کھول دینا بیان فرمایا۔

۷۵۔ دکان الرجل كطوله۔ یعنی انسان کا سایہ وقتِ زوال کا سایہ نہ کمال کے جسم کی مقدار لما ہو جائے کہ ہر چیز کا سایہ اکثر ایسے علاقوں میں کہ سورج سر کی سمت نہیں پڑتا، وقتِ زوال کے سایہ کے علاوہ ایک مقدار رکھتا ہے۔ اس سایہ کے درازی میں انسان کے جسم جتنا ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے۔

۱۵ مالہ یحضر العصر۔ یعنی جب تک کہ عصر نہ آئے۔ اور ہر شے کا سایہ ایک شل ہونے تک ابھی عصر کا وقت شروع نہ ہوا ہو اس کلام سے مقصود وقت ظہر کی تقریر و تاکید ہے۔ اور اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ ظہر و عصر کے درمیان کوئی وقت مشترک نہیں۔ جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یہ بات منسوب ہے۔ اور عنی شرح میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے تو اس حد تک سایہ پہنچنے تک ظہر کا وقت رہتا ہے۔ اور یہیں سے عصر کے وقت کی ابتدا ہوتی ہے۔

تک اس کا وقت رہتا ہے۔ یہ اس کا مختار و مستحب وقت ہے۔ جس میں کراہت نہیں۔ اور اس کا وقت جو از غروب آفتاب تک ہے۔ سورج کی نزدیکی سے بعض کے نزدیک سورج کی ٹکیا کی نزدیکی سے کراہت ہے جب تک کہ اس کی ٹکیا کو دیکھنے سے نہیں چند یاقی۔ بعض کے نزدیک سورج کی شعاع جو دیواروں پر پڑتی ہے اس کی نزدیکی سے کراہت ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر آئے گا۔

واضح ہو کہ حضرات ائمہ ثلاثہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ امام محمد اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ ظہر کا وقت  
 انسان کا سایہ ایک مثل ہونے تک ہے۔ اس کے بعد نماز عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ یہ مذہب ان کی روایت ہے  
 ایک روایت کے مطابق حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ لیکن ان کی روایت کے خلاف ہے  
 مگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ وقت ظہر دو مثل ہونے تک ہے۔ اس کے بعد ظہر کی دلیل  
 ہدایت میں مذکور یہ حدیث ہے کہ اگر دو اذان ظہر کی نماز ٹھنڈی نہ ہو تو پھر ان کے بعد ظہر کی نماز کرنا  
 شے کا سایہ ایک مثل ہونے پر ہوتا ہے۔ پس ان دونوں حدیثوں میں اختلاف ہے۔ اسی اختلاف میں یہ مذہب کہ  
 سے ظہر کا وقت ختم نہیں ہوتا۔ اس مسئلے کے مزید دلائل شرح میں ذکر کر دیے گئے ہیں۔ فقہاء کرام نے کہا ہے کہ ظہر  
 پسندیدہ بات یہ ہے کہ ظہر کی نماز مثل اول میں ہما ادا کر لی جائے۔ اور عصر کی نماز دو مثل ہونے سے پہلے ادا کر جائے  
 واللہ اعلم۔

شہ اور مغرب کا وقت شفق کے غائب ہونے تک ہے۔ اکثر ائمہ کے نزدیک شفق اس سرخی کا نام ہے جو سورج کے غروب ہونے کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ امام اہل لغت بھی شفق کا یہی معنی کہتے ہیں۔ مگر حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ



اور ایک گروہ علماء کے نزدیک شفیق اس سفیدی کا نام ہے جو سرخی کے غائب ہونے کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی شفیق سرخی ہی کو کہتے ہیں۔ جابنین کے دلائل عربی شرح میں ذکر کر دیے گئے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفر میں سرخی کا اعتبار اور حضر (گھر میں) سفیدی کا اعتبار کیا جائے گا۔ یہ انہوں نے دونوں حالتوں (سفر و حضر) کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف احادیث کو آپس میں مطابقت دینے کے لیے کیا ہے۔ کیونکہ حضر میں کبھی محرت (سرخی) نمودار تو ہوتی ہے مگر اسے دیواریں چھپا لیتی ہیں۔ اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ سرخی زائل ہو گئی (مغرب کا وقت جاتا رہا) مگر اس کے بعد جب سفیدی بھی غائب ہوتی ہے تو یقین ہو جاتا ہے کہ سرخی غائب ہو گئی ہے۔ اس بیان کے مطابق امام احمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک بھی شفیق سرخی ہی کا نام ہے۔ تاہم انہوں نے سفیدی کا لحاظ سرخی غائب ہونے کے یقین کے لیے کیا ہے۔ مختصر یہ کہ مغرب کے وقت میں احتیاط یہ ہے کہ سرخی کا اعتبار کیا جائے۔ اور عشاء کا وقت شروع ہونے میں سفیدی کا اعتبار کیا جائے تاکہ مغرب و عشاء دونوں یقین کے ساتھ اپنے اپنے وقت میں ادا ہوں۔ جیسا کہ ظہر و عصر کے وقت میں گزرا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول ہدید میں مغرب کا وقت صرف اتنا ہے جس میں وضو، اذان، اقامت اور پانچ رکعت نماز ادا ہو سکے۔ امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ جو امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مذہب کے آئینے میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ مذکورہ وقت کے علاوہ شدت بھوک کی وجہ سے چند لمحے کھالینے کا مزید وقت بھی شامل کر لیا جائے تو یہ درست ہے۔ اس قول کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے دونوں دن مغرب کی نماز ایک ہی وقت میں پڑھائی تھی۔ اگر مغرب کی نماز کا وقت بھی وسیع اور لمبا ہوتا تو دوسری نمازوں کے اوقات کی طرح اس کا اشارہ بھی کرتے۔ تاہم امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے قول قدیم کے مطابق دوسرے آئمہ کے موافق ہیں۔ شیخ محمد الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قول قدیم کی موافقت میں احادیث صحیحہ مراستہ وارد ہیں۔ اور قول قدیم کو بھی بہت سے شافعی المسلک آئمہ خطابی، بیہقی اور امام غزالی رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے۔ بعض شافعی حضرات وہ بھی ہیں جنہوں نے قول جدید کو اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

نماز عشاء کا وقت شفیق غائب کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ اور نصف شب (درمیانہ حصہ رات) تک رہتا ہے۔ یعنی نصف شب تک رہتا ہے۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ معتدل رات کے نصف تک رہتا ہے۔ یعنی اس رات کے نصف حصہ تک جو نہ لمبی ہوتی ہے نہ دراز۔ مگر قول اول ظاہر تر ہے۔ معتدل رات کا نصف چھ گھنٹے گزرنے پر معتدل ہے۔ اس کی زد سے چھ گھنٹے تاخیر کرنی چاہیئے۔ اور یہ وقت سب سے چھوٹی رات کے دوثلث (دو تہائی) کے برابر ہوتا ہے۔ اور دراز ترین رات کا ایک ثلث (ایک تہائی) وقت بنتا ہے۔ اور اس کا عکس ادنیٰ اور انسب ہے۔ (خوب سمجھ لو) بہر صورت یہ حد مختار و پسندیدہ وقت کی حد ہے۔ مگر چاند وقت طلوع فجر سے ذرا پہلے تک باقی رہتا ہے۔

کتاب الصلوة وامتکلت فی باب فصل

کے نماز صبح کا وقت طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہے۔ حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا وقت مستحب وقت ہے۔ مگر بعض علماء نے کہا ہے کہ فجر کے سفید ہونے تک مستحب وقت ہے اس کے بعد طلوع آفتاب تک جائز وقت ہے۔

۵۵ یعنی شیطان کے سر کی دو جانبوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو شیطان اس کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اپنا سر اس کے نزدیک کر لیتا ہے۔ اسی طرح غروب کے وقت ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے سامنے کھڑا ہوتا ہے جو سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ اور کفار کا مسجد اس کی طرف ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے متعلق خیال کرتا ہے کہ یہ اس کی عبادت ہو رہی ہے۔ اور یہ کہ لوگ اس کی طرف سجدہ کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت میں غار ادا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں کی عبادت اس وقت میں نہ ہو جس وقت شیطان کی عبادت کرنے والے عبادت کرتے ہیں۔ اور تاکہ اہل اسلام دین خالص کی صفت سے موصوف رہیں۔ علماء نے لفظ قرن کے معنی میں اور بھی وجہیں بیان کی ہیں جو مخرج میں مذکور ہیں۔

وَعَنْ بَرِيْدَةَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ  
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَقْتِ  
الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَيْنِ يَوْمَيْنِ  
فَلَمَّا ذَاكَ الْيَوْمِ الشَّمْسُ اَمْرَبَتْ لَا  
فَاَذْنُ ثَمَرًا مَرَّةً فَاَقَامَ الظُّهْرُ ثَمَرًا مَرَّةً  
فَاَقَامَ الْعَصْرُ وَالشَّمْسُ مُرْتَبِعَةً ثَمَرًا  
ثَمَرًا مَرَّةً فَاَقَامَ الْمَغْرِبُ وَحِينَ  
غَابَتِ الشَّمْسُ ثَمَرًا مَرَّةً فَاَقَامَ الْغَسَاوُ  
حِينَ غَابَ الشَّمْسُ ثَمَرًا مَرَّةً فَاَقَامَ الْغَجْرُ  
حِينَ طَلَعَ الْغَجْرُ فَلَمَّا اَنَّ كَانَ يَوْمَ الثَّانِي  
اَمْرَةً فَاَقَامَ الظُّهْرُ فَاَبْرَدَ بِهَا فَالْعَصْرُ  
اَنَّ يُبْرَدَ بِهَا وَصَلَّى الْعَصْرُ وَالشَّمْسُ  
مُرْتَبِعَةً اَخْرَجَهَا نَوَاقِ الدِّمِ كَانَ وَصَلَّى  
الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَغِيْبَ الشَّمْسُ وَصَلَّى

حضرت جریرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں  
ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت  
کیا کہ ہر نماز کا اہل نماز کو وقت کیا ہے۔ آپ نے اسے  
فرمایا دو دنوں کو ہمارا اللہ ساتھ قراریں اور اگر نہ ملے  
تو اپنے اور اپنے ساتھیوں کو پھر جب سورج سورج ہو کر  
ترک ہو جائے حضرت بیان فرمایا کہ سورج غروب ہونے کے بعد  
کئی پھر اٹھ کر اٹھ کر اٹھ کر اٹھ کر اٹھ کر اٹھ کر اٹھ کر  
پھر انہیں حکم دیا کہ انہوں نے غار غار کی اقامت کی  
جب کہ سورج ابھی چمک رہا تھا اور اس کے مغرب ہوا  
اور سفید تھی پھر انہیں حکم دیا کہ انہوں نے نماز مغرب کی  
اقامت کی۔ جب کہ سورج غروب ہو گیا۔ پھر انہیں حکم دیا  
تو انہوں نے نماز عشاء کی اقامت کی جب کہ شفق غائب  
ہو گئی۔ پھر اسے حکم دیا تو اس نے نماز فجر کی اقامت کی۔  
جب کہ فجر طلوع ہوئی۔ پھر جب دو سردان اٹھا تو اپنے

الْحَشَاءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَصَلِّ  
الْفَجْرَ فَاسْفَرَّ بِهَا ثَوْرٌ قَالَ آيُنَ السَّائِلُ  
عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنَّمَا سَأَلَ  
اللَّهُ قَالَ وَقْتُ صَلَاتِكُمْ مِثْنُ مَا لَا يَكْفُرُ  
دَرَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت بلالؓ کو نماز ظہر ٹھنڈی کی کمی پڑنے کا حکم دیا تو حضرت  
بلالؓ نے ظہر کو ٹھنڈا کیا۔ اور اسے غروب ٹھنڈے وقت تک  
بے گئے۔ اور آپؐ نے عصر کی نماز کو اکی جب کہ ابھی سورج  
بند تھا۔ مگر پہلے دن کی نسبت تاخیر کر کے پڑھی۔ اور مغرب کی  
نماز شفق غائب ہونے سے پہلے پڑھی۔ اور عشاء کی نماز  
رات کا تہائی حصہ گزرنے کے بعد پڑھی۔ اور فجر کی نماز سفید کر کے  
پڑھی۔ پھر آپؐ نے فرمایا نمازوں کا وقت دریافت کرنے والا  
سائل کہاں ہے سائل نے عرض کیا یا رسول اللہ میں موجود  
ہوں۔ فرمایا تمہاری نمازوں کا وقت اس کے درمیان ہے ہم شریف

لے یعنی ابھی زبردی اور تیرگی کی آلائش سے پاک تھا۔ اس حدیث میں سایہ کے ایک مثل یا دو مثل کا کوئی ذکر نہیں اور اس  
میں کوئی شک نہیں کہ سورج کی بندی، اور سفیدی اور فرق و تفاوت دو مثلوں میں بھی باقی رہتا ہے۔  
۲۔ آپؐ نے اس روز نمازوں کا اہل وقت بتانے کے لیے ہمازیں اول وقت میں ادا کیں۔

۳۔ اور نماز ظہر کے ٹھنڈا کرنے میں مبالغہ کیا۔ یہاں تک کہ دن کی گرمی کا زور پوری طرح ٹوٹ گیا۔ حدیث کا انداز  
بتاتا ہے کہ ظہر کو اس حد تک ٹھنڈا کرنا اول وقت سے موخر کرنا ظہر کا آخر وقت بتانے کے لیے تھا۔ جیسا کہ آپؐ نے  
دوسری نمازوں کے اوقات بتانے کے لیے کیا۔ گرمیوں میں ظہر کو اس لیے ٹھنڈا کر کے پڑھنا کہ اس کی شدید پیش بہم  
کی سانس کا اثر ہو جائے۔ ایک دوسری بات ہے۔ اور ہو سکتا ہے یہ سائل جن دنوں میں حاضر خدمت ہوا تھا وہ گرمی کے دن  
تھے۔ (غروب گھنٹوں اور اسی کی شرح باب تعجیل الصلوٰۃ میں آ رہی ہے۔)

۴۔ یہ اتفاق اس امر پر ملاحظہ فرمائیے کہ یہ عصر دوسری مثل میں ادا کی تھی کیونکہ سایہ دو مثل ہونے کے  
بعد بھی سورج میں باندی پائی جاتی ہے تاہم ظاہری حضرات دوسری روایات کے قرینے سے یہاں بھی دوسری مثل میں  
یہ نماز پڑھا کر دیکھ لیتے ہیں۔

۵۔ احادیث میں اس بابت اشارہ ہے کہ روز اول کی نسبت دوسرے دن نماز مغرب موخر کر کے ادا کی۔ غروب  
آفتاب کے متعین اوقات کی بجائے شفق غائب ہونے سے پہلے پڑھی۔ (غروب گھنٹوں)۔

۶۔ گزشتہ حدیث میں نصف رات آیا ہے۔ اور یہ دو دنوں وقت مستحب ہیں۔ اور جواز صبح صادق کے طلوع ہونے  
تک ہے۔ جیسا کہ معلوم ہو چکا۔ تاہم حنفیہ کے نزدیک نماز عشاء کو ایک تہائی رات تک موخر کرنا مستحب اور نصف رات  
تک موخر کرنا بلا کر اہت جائز ہے۔ اور نصف رات کے بعد ادا کرنا جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ اور بعض کے

نزدیک نصف رات تک سوخ کرنا جائز ہے اور کراہت ہے مگر گناہ نہیں۔ اور نصف شب کے بعد تک سوخ کرنا جائز تو ہے مگر گناہ بھی ہے۔

۳۔ یعنی تم نے نماز کا اول اور آخر وقت شناخت کر لیا۔ ان دونوں اوقات کے درمیان سارا وقت صبح اور مستحب ہے۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

۳۳۴ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرِي بِجَبْرِئِيلَ عِنْدَ

الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلَّى بِي الظُّحْرَ حِينَ

ذَلَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرُ الشَّرَاحِ

وَصَلَّى بِي الظُّحْرَ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ

مِثْلَهُ وَصَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَقْبَلَ الصَّائِمُ

وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّمْسُ

وَصَلَّى بِي الْفَجْرَ حِينَ حَرَّمَ الطَّعَامُ وَرَوَى

الشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ فَلَمَّا كَانَ الْعَدُوُّ

صَلَّى بِي الظُّحْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ وَصَلَّى

بِي الْمَغْرِبَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ وَصَلَّى

بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَقْبَلَ الصَّائِمُ

وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ عَرَا لِي ثَلَاثُ اللَّيْلِ فَصَلَّى

بِي الْفَجْرَ فَاسْتَمَرَّتْ تَعَالَتْ إِلَى فَقَالَ

يَا مُحَمَّدُ هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ

قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ

الْوَقْتَيْنِ -

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیت اللہ کے

پاس جب جبرئیل میرے دو بار آواہ بنے۔ انہوں نے مجھے ظہر کی

نماز پڑھائی جب کہ ظہر دو بج رہا تھا اس وقت

سایہ شب کی روشنی تھا اور جبرئیل نے مجھے عصر کی نماز پڑھائی

جب کہ عصر دو بج رہا تھا اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا

اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا

اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا

اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا

اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا

اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا

اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا

اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا

اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا

اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا

اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا

اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا

اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا اور جب کہ عصر دو بج رہا تھا

۱۵۔ یعنی جب کہ آفتاب کا سایہ اصل (جو زوال کے وقت ہوتا ہے) چٹڑے سے بنے ہوئے جوتے کے قسے کی مقدار تھا۔ ظاہر یہ ہے کہ قسے کی چوڑائی کی مقدار مراد ہے۔ اور سایہ اصل جسے فی زوال کہتے ہیں، مختلف علاقوں اور اوقات کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے۔ بعض علاقے ایسے بھی ہیں جن میں بعض موسموں میں فی زوال بالکل نہیں ہوتا جس طرح مکہ معظمہ میں ۱۹ سرطان کی تاریخ کے دن اور ہر اس علاقہ میں جو سورج کے سر پر سے گزرنے میں بالکل نیچے آتا ہو۔ سایہ اصل میں فرق عرض بلد کی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔ جس طرح کہ اس کی تحقیق علم ہیئت میں کر دی گئی ہے۔ اور اس کی پہچان کے لیے کتابوں میں طریقہ مذکور ہیں۔

۱۶۔ یہ طلوع صبح صادق کا وقت ہوتا ہے۔ آپ نے اس روز تمام نمازیں اول وقت میں ادا فرمائیں۔  
۱۷۔ اس حدیث میں سورج کی زردی اور اس کے غروب کا ذکر نہیں ہے۔ تاہم اس کا ثبوت دوسری احادیث میں آچکا ہے۔ جن سے زیادتی کا اثبات ہوتا ہے۔

۱۸۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز مغرب کا ایک ہی وقت ہے۔ بخلاف دوسری نمازوں کے۔ جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قولی جدید ہے۔ مگر گزشتہ حدیث میں اشارہ ہو چکا ہے کہ نماز مغرب کے وقت میں بھی تعدد اور وسعت ہے جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔

۱۹۔ کہ ہر گزشتہ نبی کے دین میں ان اوقات میں سے کوئی نہ کوئی وقت نماز کا تھا۔ اگرچہ پانچوں نمازوں کا یہ مخصوص وقت صرف امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا خاصہ ہے۔ خوب سمجھو۔  
۲۰۔ اور دو وقت نماز کے لیے اول و آخر وقت ہے۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت ابی شامہ زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔  
کہ شیک حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے نماز  
عصر قلد سے تاخیر سے ادا کی۔ تو حضرت عروہ بن الزبیر  
رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اگاہ رہ اسے عمر شیک جبریل  
نازل ہوئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

عمر بن ابی شامہ ان حضرت ابی شامہ زہری  
عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله  
صلى الله عليه وسلم انما ركعتي  
عصر اكلت من اكلتي فقالوا  
عمر اكلت ما تقول يا عروة فقال

۱۔ یعنی ان دوسری احادیث سے یہ مسئلہ پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جب سورج کا رنگ زرد پڑ جائے۔ یا قریب الغروب ہو جائے تو وہ  
نماز کے لیے مکروہ وقت ہے۔ اس وقت میں نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ مگر اس دن کی نماز عصر کہ کراہت کے باوجود پڑھی جائے گی۔

سَمِعْتُ بِشِيرِينَ ابْنِ مَسْعُودٍ يَقُولُ  
 سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
 نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ  
 ثَمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثَمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثَمَّ  
 صَلَّيْتُ مَعَهُ ثَمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسِبُ  
 بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ -

(دُثْنُو عَلَيْهِ)

آگے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ اس پر حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ  
 عنہ نے ان سے کہا اے عروہ جو شکر کیا کہہ رہا ہے۔ حضرت  
 عروہ نے کہا میں نے شیر بن ابی مسعود سے سنا وہ کہتے ہیں میں نے  
 ابی مسعود سے سنا انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جب جبریل نازل ہونے اور میرے  
 امام بنے تو میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے ان کے  
 ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے  
 ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔  
 آپ انگلیاں ملاتے جاتے تھے اور جواب کرتے جاتے تھے آپ نے

پانچ نمازیں شمار کیں۔ بخاری و مسلم۔

۱۔ آپ مشہور تابعی عظیم المرتبت عالم اور فقیہ و حدیث میں آئمہ تابعین میں سے ہیں۔ کنیت ابی بکر محمد نام اکثر مشہر کنیت  
 سے مذکور و منسوب ہوتے ہیں۔

۲۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اموی ہیں تابعین میں سے ہیں۔ اہل بیت و عدالت میں ان کے حالات مشہور  
 معروف ہیں۔ آپ نے یہ نماز عصر مستحب وقت میں ہی ادا کی تھی۔ مگر قہر سے تاخیر ہو کر کعبہ میں گئے کہ آپ صبح کی یہ

وقت میں ادا کی۔

۳۔ حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیشتر زادہ حضرت اسما  
 بنت ابی بکر صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں۔

۴۔ یعنی حضرت جبریل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امام بنے۔ امام جبریل علیہ السلام کی شان و کرامت کا بیان ہر کتاب و کتاب میں ہے۔  
 ہے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا مقصد حضرت جبریل کی امامت کو اپنے ہاتھ میں لانا اور ان کے ساتھ نماز پڑھنا تھا۔ پہلے  
 دن اول وقت میں نمازیں ادا کیں۔ پوری حدیث جبریل اس لیے ذکر نہ کی کہ ان کے ہاتھ میں امامت کی شان و کرامت  
 تھی۔ اور یہ ضروری بات ہے کہ اول وقت میں نماز ادا کرنا افضل ہے۔ اسے ترک نہ کرے کہ وہ نماز کی اول وقت ادا  
 کرنے کی فضیلت ترک کی اگرچہ معمولی سی تاخیر ہی ہے۔

۵۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنا اور حضور کی طرف سے منسوب کرنا عظیم ذمہ داری کی بات  
 ہے۔ اس میں احتیاط کی شدید ضرورت ہے۔ آگاہ اور ہشیار ہونا چاہیے کہ غلطی میں نہ پڑ جائے اور حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب نہ کر دے۔ اگرچہ حضرت عروہ نہایت جلیل الشان شخصیت ہیں۔ ان کے یہ

ایسی بات کہنے کی گنجائش نہیں تاہم روایات کی عظمتِ شان نے انہیں اس تنبیہ اور شدت پر آمادہ کیا۔

۵۷ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کے متعلق اپنی قوتِ ضبط و حفظ کی مضبوطی و احتیاط کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس بارے میں یقینی علم رکھتا ہوں۔ اور میں نے یہ حدیث ایسے شخص سے سنی ہے جس نے وہ حدیث صحابی سے اور صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔

۵۸ بشیر پاک زبیر کے ساتھ۔ بشیر بن ابی موسیٰ و کبارتاہین سے ہیں۔ اور ابی موسیٰ و انصاری مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔ ان کے حالات بھی کئی مقامات میں تحریر ہو چکے ہیں۔

۵۹ آپ نے اپنی انگشتانِ مبارک سے پانچ نمازیں شمار کیں۔ کلمہ یحسب یا کے ساتھ ہے اور تحسب بھی روایت ہے۔ یعنی ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتانِ مبارک سے گن رہے تھے۔ تاہم بحسب کی روایت کا معنی زیادہ ظاہر ہے۔ بہر صورت اس کلام و بیان سے حضرت عروہ کا مقصد یہ ہے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات شریفہ پوری طرح یاد و محفوظ ہیں۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنے اپنے ماتحتِ عہد کی طرف لکھا میرے نزدیک تمہارے لیے سب اہم ترین کام نماز ہے۔ جس نے اس کی حفاظت کی اور پابندی سے اسے ادا کیا اس کا دین محفوظ ہو گیا۔ اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ دوسری چیزوں (احکام و فرائض) کو زیادہ ضائع اور برباد کرے گا۔ پھر اپنے لکھا کہ ظہر کی نماز پڑھو جب کہ سایہ لڑکے گز ہو جائے۔ یہاں تک کہ تمہارا سایہ ایک مثل ہو جائے۔ اور عصر کی نماز پڑھو جب کہ سورج بلند سفید اور صاف ہو اور نماز کے بعد اتنا وقت غروب آفتاب میں باقی ہو کہ سواری پر چلنے والا دو یا تین فرسنگ سفر طے کر سکا ہو اور غروب کی نماز پڑھو جب سورج ڈوب جائے۔ اور عشا کی نماز پڑھو جب شفق غائب ہو جائے۔ سات کے ایک تہائی حصے تک۔ اور جو عشا کی نماز پڑھے بغیر سو گیا تو خدا کرے اس کی آنکھ نہ سوئے۔ جو عشا کی نماز پڑھے بغیر سو گیا خدا کرے اس کی آنکھ نہ سوئے۔ جو عشا کی نماز پڑھے بغیر سو گیا خدا کرے اس کی آنکھ نہ سوئے۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عَمَّالِهِ أَنَّ أَمْرَ أُمُورٍ كُنْ عِنْدِي الْقِيَلَةُ مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ هَنَعَهَا فَقُولِي مَا سِوَاهَا أَهْلِيكُمْ ثُمَّ كَتَبَ أَنَّ صَلَوَاتُ الظُّهْرِ إِنْ كَانَ الْفَرَسُ فِيهَا حَالًا إِلَى أَنْ يَكُونَنَّ ظِلُّ أَحَدٍ حُمْرٍ مِثْلَهُ وَالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَوِعَةً مِثْلَهُ نَقِيَّةٌ قَدْ رَمَا يَسِيرًا أَرَاكَ قَسِيمًا أَوْ قَلِيلًا قَبْلَ مَغِيبِ الشَّمْسِ وَالْغُضْبُ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ وَالْجَعَلَةُ إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ إِلَى قُلُوبِ الْقَبْلِ نَمَنَ قَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ وَالضُّبُعُ وَالنَّجُومُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ۔



(دَوَاكُمَا لَكَ)

۱۴۔ ”میرے نزدیک“ کا کلمہ ذکر کرنے میں حکام و عمال کو ڈانٹ و نماز کی تاکید ہے۔ کہ وہ عمال رعب و ہیبت فاروقی سے ترساں اور لرزاں رہتے تھے۔

۱۵۔ حَفِظَهَا وَحَافِظَ عَلَيْهَا کا تکرار یا تو اہتمام و تاکید کے لیے ہے۔ یا حفظ سے نماز کو یاد رکھنا قرآن و شریعت میں اور اسے وقت مستحب میں ادا کرنا مراد ہے۔ اور محافظت سے شرائط و آداب اور اس کی صفات کے لحاظ کا اہتمام مراد ہے۔ یا اول سے اس کے ظاہری احکام کی حفاظت اور محافظت سے اس کے باطنی حالات و خصوصیات کو نگاہ میں رکھنا مراد ہے۔

۱۶۔ کیونکہ جو شخص دین کے عمدہ ارکان اور اس کے اہم ترین امور کی پروا نہیں کرتا وہ دوسرے احکام کی کیا پروا کرے گا۔

۱۷۔ یعنی اصلی سایہ کے متصل بعد جو کہ ظہر کا اول وقت ہے۔ آپ کا یہ حکم مخصوص جگہوں اور مخصوص زمانوں سے متعلق ہو گا۔ جہاں یہ عمال تعینات تھے۔ کہ یہ ایک معلوم بات ہے کہ اقلی کا یہ مختلف جگہوں اور اوقات کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے۔

۱۸۔ یہ ظہر کا آخر وقت ہے۔

۱۹۔ یعنی درمیانی رفتار سے۔

۲۰۔ یہ بددعا ہے۔ یعنی جو شخص عشاء کی نماز پڑھے بغیر سو جائے۔ اس کو اول جہنم اور جہنم کے تمام عذابوں کا مستحق ہو گا۔ آپ نے تاکید و مبالغہ کی غرض سے اس جملے کو تین بار دہرایا۔

۲۱۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ قَدْرُ صَلَوةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ الظُّہْرِ فِی الصَّیْفِ ثَلَاثَةٌ اَقْدَامٍ وَ فِی الشِّتَاءِ خَمْسَةٌ اَقْدَامٍ وَ فِی الرَّیِّ سَبْعَةٌ اَقْدَامٍ۔

دَوَاكُمَا اَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِی

۲۲۔ یعنی سایہ کے تین قدم سے پانچ قدم تک ہونے تک کے وقت میں آپ جو ہم گامیں ظہر کی نماز ادا کرتے تھے۔ ۱۵ اور سردیوں میں سایہ کے پانچ قدم سے سات قدم تک دراز ہونے کے عرصہ میں ظہر کی نماز پڑھتے تھے۔ سردیوں



میں سایہ کی زیادتی اس بنا پر ہے کہ اس موسم میں سایہ اصل زیادہ ہوتا ہے۔ اور گرمیوں میں کم خصوصاً حرمین شریفین میں۔ درنہ دونوں موسموں میں اس نماز کا وقت ایک ہی ہوتا ہے۔ بہر صورت یہ حدیث اس مسئلہ میں بالکل مرتجح ہے کہ نماز ظہر وقت زوال سے تاخیر کر کے پڑھی جائے۔ واللہ اعلم۔

ایک قدم انسان کے جسم کی درازی کا ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر چیز کی لمبائی اس کے ساتھ قدم ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے کہ ہر آدمی کا قدم اس قدر ہوتا ہے۔

## بَابُ تَعْجِيلِ الصَّلَاةِ نماز جلدی ادا کرنے کی فضیلت کا باب

اس بارے میں آئمہ کرام رحمہم اللہ کے مذاہب میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقاً اور بلا تفصیل بہ نماز اول وقت میں ادا کی جائے گی۔ اور جن احادیث میں تاکید و مبالغہ کے طور پر گرمیوں کی ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنے کا حکم آیا ہے۔ وہ ان کے نزدیک رخصت پر معمول ہیں۔ پھر یہ رخصت بھی اس شخص کے لیے ہے۔ جسے نماز یا جماعت کے لیے دور جانا پڑتا ہو یا ہر آدمی کے لیے یہ رخصت نہیں جس نے اکیلے نماز پڑھنی ہو یا جس کے مکان کے دروازے پر مسجد ہو۔ بعض شافعی حضرات ظہر ٹھنڈی کرنے کی تاویل وقت زوال گزرنے سے کرتے ہیں۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مذہب کے قریب قریب ہے۔ الا یہ کہ امام مالک علیہ الرحمۃ کے کچھ اصحاب علم شدت پیش کے وقت اکیلے نماز پڑھنے والے کے لیے تیرپہ ظہر کو ٹھنڈا کرنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مختار مذہب بھی یہی ہے۔ تاہم ان کے مذہب میں طالع بجاخت کے لیے تیرپہ مستحب نماز عصر پہلے پڑھ لینا افضل ہے۔ نماز مغرب کا ایک ہی وقت ہے اور اس میں بالاجماع ششثانی کرنا مستحب ہے۔ امام احمد کے نزدیک عشاء میں تاخیر۔ اور امام مالک کے نزدیک عصر کرنا مستحب ہے۔ ان لوگوں کے جمع ہوتے کے لیے تاخیر کر لیں تو حرج نہیں۔ اور امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ظہر کو ٹھنڈا کر کے فجر کو سفید اور عشاء کو دیر سے پڑھنا مستحب ہے اور عصر میں بھی اتنی تاخیر کرنا کہ سورج کی کرنیں تبدیل واقع نہ ہو افضل ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ کے مذہب کے دلائل کی شرح متعلقہ احادیث کی شرح کے منہ سے لکھا جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

واضح ہو کہ اس میں ظاہر کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی نے وقت مستحب کے نصف اول میں نماز ادا کر لی تو اس نے جلد اور شتاب ادا کرنے کے حکم کی تعمیل کر دی۔

میں سایہ کی زیادتی اس بنا پر ہے کہ اس موسم میں سایہ اصل زیادہ ہوتا ہے۔ اور گرمیوں میں کم خصوصاً حرمین شریفین میں۔ درنہ دونوں موسموں میں اس نماز کا وقت ایک ہی ہوتا ہے۔ بہر صورت یہ حدیث اس مسئلہ میں بالکل مرتجح ہے کہ نماز ظہر وقت نزول سے تاخیر کر کے پڑھی جائے۔ واللہ اعلم۔

ایک قدم انسان کے جسم کی درازی کا ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر چیز کی لمبائی اس کے ساتھ قدم ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے کہ ہر آدمی کا قدم اس قدر ہوتا ہے۔

## بَابُ تَعْجِيلِ الصَّلَاةِ نماز جلدی ادا کرنے کی فضیلت کا باب

اس بارے میں آئمہ کرام رحمہم اللہ کے مذاہب میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقاً اور بلا تفصیل بہ نماز اول وقت میں ادا کی جائے گی۔ اور جن احادیث میں تاکید و مبالغہ کے طور پر گرمیوں کی ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنے کا حکم آیا ہے۔ وہ ان کے نزدیک رخصت پر معمول ہیں۔ پھر یہ رخصت بھی اس شخص کے لیے ہے۔ جسے نماز یا جماعت کے لیے دور جانا پڑتا ہو یا ہر آدمی کے لیے یہ رخصت نہیں جس نے اکیلے نماز پڑھنی ہو یا جس کے مکان کے دروازے پر مسجد ہو۔ بعض شافعی حضرات ظہر ٹھنڈی کرنے کی تاویل وقت نزول کی گزرتے سے کرتے ہیں۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مذہب کے قریب قریب ہے۔ الا یہ کہ امام مالک علیہ الرحمۃ کے کچھ اصحاب علم شدت پیش کے وقت اکیلے نماز پڑھنے والے کے لیے تیرپہ ظہر کو ٹھنڈا کرنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مختار مذہب بھی یہی ہے۔ تاہم ان کے مذہب میں طالع بجاخت کے لیے تیرپہ مستحب نماز عصر پہلے پڑھ لینا افضل ہے۔ نماز مغرب کا ایک ہی وقت ہے اور اس میں بالاجماع شیشائی کرنا مستحب ہے۔ امام احمد کے نزدیک عشاء میں تاخیر۔ اور امام مالک کے نزدیک عصر کرنا مستحب ہے۔ ان لوگوں کے جمع ہوتے کے لیے تاخیر کر لیں تو حرج نہیں۔ اور امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ظہر کو ٹھنڈا کر کے فجر کو سفید اور عشاء کو دیر سے پڑھنا مستحب ہے اور عصر میں بھی اتنی تاخیر کرنا کہ سورج کی کرنیں تبدیل واقع نہ ہو افضل ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ کے مذہب کے دلائل کی شرح متعلقہ احادیث کی شرح کے منہ سے لکھا جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

واضح ہو کہ اس میں ظاہر کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی نے وقت مستحب کے نصف اول میں نماز ادا کر لی تو اس نے جلد اور شتاب ادا کرنے کے حکم کی تعمیل کر دی۔



۵۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

۵۴ اسے پہلی نماز کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہی نماز حضرت جبرئیل علیہ السلام کی امامت میں سب سے پہلے ادا کی گئی۔ جیسا کہ گزشتہ مذکور ہوا۔

۵۵ یعنی جب سورج پھسل پڑتا اور زوال پزیر ہو جاتا۔ اس وقت میں نماز ظہر ادا کرنا غیر گرمیوں میں ہوتا ہوگا۔ کیونکہ دوسری روایات میں واضح طور پر آچکا ہے کہ آپ نے گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھی۔ اور ٹھنڈی کر کے پڑھنے کا حکم دیا۔

۵۶ یعنی جس کی رہائش شہر مدینہ طیبہ کے دور کنارے پر ہوتی تھی۔

۵۷ یہ اس کی گرمی اور زردی اور تبدیلی سے پاک و صاف سے کنایہ ہے۔ شافعی حضرات کہتے ہیں کہ یہ وقت شے کا سایہ و دخل ہونے سے پہلے ہوتا ہے۔ مگر ان کے اس قول میں بحث و تردد ہے۔

۵۸ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز مغرب کے وقت کے متعلق جو کہا وہ مجھے بھول گیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مغرب کے وقت کے متعلق کچھ بھی نہ کہا ہو۔ کیونکہ اس نماز کے وقت میں کوئی اختلاف نہیں۔

۵۹ عتہ عین کی زیر اور دو نکتوں والی تار کے ساتھ۔ یہ شفق کے غائب ہونے کے بعد رات کے ایک تہائی حصے کا نام ہے۔ اصل لغت میں اس لفظ کا معنی شب کی تاریکی ہے۔ یہ نماز عشاء کا وہ نام ہے جو دیہاتی لوگوں نے رکھا ہوا تھا۔ بالآخر اس نام سے روک دیا گیا۔ اس سے ایک تہائی حصہ رات تک دیر کرنا مراد ہے۔

۶۰ اگر ضرورت کے تحت دونوں باتوں کی رعایت و اجازت ہے۔ مثلاً عشاء سے پہلے سونے سے اگر یہ غرض ہو کہ نماز عشاء کے لیے طبیعت ہلکی ہو جائے، سستی دور ہو جائے اور طبیعت ہشاش بشاش ہو جائے خصوصاً رہنمائی الیاذک میں۔ اسی طرح بعد نماز عشاء کسی بارے میں گفتگو کرنا ضروری ہو لایعنی گفتگو نہ ہو تو دونوں باتیں جائز و روا ہیں۔

۶۱ اللہ تعالیٰ کہ آپ تاریکی میں فجر کی نماز ادا کرتے تھے۔ فصل ثانی کے آخر میں آیا ہے کہ آپ نے نماز فجر روشنی اور سفیدی میں ادا کرنے کا حکم دیا۔

۶۲ اگرچہ نماز عشاء کو ایک تہائی حصہ رات تک دیر کر کے پڑھا مباح معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ استحباب کے متانی نہیں ہے جیسا کہ دوسری احادیث سے صراحتاً استنباط ثابت ہوتا ہے۔

۶۳ ان الفاظ سے یہ لازم نہیں آتا کہ عشاء کے بعد کلام کرنا مکروہ ہو کیونکہ جو چیز محبوب نہ ہو ضروری نہیں کہ مکروہ ہو۔ مگر جب کہ اسے محبوب نہ رکھنے سے اسے دشمن رکھنا مراد ہو۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ  
عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ  
صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُصَلِّي الظُّهْرَ بِأَلْهَا جَرَّةً وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ  
حَيْثُ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجِبَتْ  
وَالْعِشَاءَ إِذَا أَكْثَرَ النَّاسُ عَجَلَ  
وَإِذَا قَلُّوا آخَرَ وَالصُّبْحُ يَغْلِي  
دُتَّفَقَ عَلَيْهِ

حضرت محمد بن عمرو بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے  
فرماتے ہیں ہم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا  
تو انہوں نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر دو رکعت کو بعد ازاں  
ادا کرتے تھے۔ اور عصر کی نماز جب کہ سورج زندہ اور قائم تھا  
تھا۔ اور غروب کی نماز سورج غروب ہونے پر اور عشاء کی نماز  
جب لوگ زیادہ جمع ہو جاتے تو جلدی پڑھ لیتے اور جب  
لوگ کم ہوتے تو دیر سے پڑھتے۔ اور صبح کی نماز تیار کیا کرتے تھے۔  
(بخاری و مسلم)

۱۔ حضرت محمد رضی اللہ عنہ تابعی ہیں۔ کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ ثقہ ہیں۔ حضرت ابن عباس و حضرت جابر رضی اللہ عنہما  
سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ بخاری و مسلم میں ان سے روایت کردہ احادیث صحیح ہیں۔

۲۔ یعنی سورج ابھی روشن و تاباں ہوتا تھا۔ اور گزشتہ حدیث میں گزرا کہ نماز عصر پڑھنے کے بعد تا وقت ہوا تھا  
کہ انتہائے شہر مدینہ میں رہنے والا اپنے گھر واپس آجاتا تھا اور ابھی سورج کی روشنی اور تاباں ہونا ظہر پڑھ لیتی تھی۔  
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورج کی زندگی اور اس کی روشنی و تاباں ہونا وقت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس کی  
رنگ زرد نہ ہو جائے۔ جیسا کہ حنفی مذہب ہے۔

۳۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز باجماعت کے لیے زیادہ نمازی کھڑے ہونے کے لیے اور اس کے لیے  
بلکہ مستحب ہے۔ علماء و کرام نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور شافعی کے اصحاب نے نماز کو پڑھنے کے لیے  
التزام نہیں کیا اس کی وجہ یہ ہے۔ اس وجہ سے ایسا نہیں کیا کہ اگر  
بعض وجوہ کے تحت تاخیر کرنا اولیٰ اور پسندیدہ تر ہو جاتا ہے۔

۴۔ ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی میں فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے۔  
چکی ہوتی تھی۔ کیونکہ صحابہ کرام شب بیداری کے خواہ گرتے۔ اور رات کو سوئے رہتے۔  
برعکس عشاء کی نماز کے وقت دن کے کام کاج میں مصروف رہنے کے باعث فجر کی  
عشاء کی نماز میں آپ ان کے جمع ہونے کا انتظار کرتے تھے واللہ اعلم۔

فلس و دوزبوں کے ساتھ معنی تاریکی شب میں صبح کی سفیدی علی ہوں ہونا ایک روایت میں لام کے بجائے فلس  
با کے ساتھ بھی آیا ہے۔ ایک روایت میں فلس نہیں کے ساتھ آیا ہے۔ مگر یہ دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔ بعض نے کہا فلس



تَلْبَخَارِي فَاشْدُ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْخَيْرِ  
فَمِنْ سُمُومِهَا وَاشْدُ مَا تَجِدُونَ  
مِنَ الْبَرِّ فَمِنْ ذَمِّهِ يَرْهَا

گرمی اور سخت ترین سردی جو تم پائے ہو وہ درسانس میں  
بخاری و مسلم اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح لکھا ہے۔  
پس سخت ترین گرمی جو تم محسوس کرتے ہو یہ جمعہ کے گرمی درسانس  
کا اثر ہے اور سخت ترین سردی جو تم لوگ محسوس کرتے ہو  
تو یہ اس کے سرد درسانس کی وجہ سے ہے۔

۱۔ یعنی نماز ظہر۔ اسے اول وقت سے اتنی تاخیر کر کے پڑھو کہ حرارت اور تپش کی تیزی ٹوٹ جائے۔ بخاری شریف  
کی حدیث میں ہے۔ کہ صحابہ کرام نماز ظہر اس حد تک دیر کر کے پڑھتے تھے کہ زمین پر پھیلے ہوئے ریت کے ٹیلوں کا سایہ  
زمین پر پڑتا تھا۔ زمین پر پھیلے ہوئے ٹیلوں کا سایہ زوال سے کافی دیر کے بعد زمین پر پڑتا ہے جملہ ان چیزوں کے  
جو بلندی میں لمبی ہوں جیسے منارہ وغیرہ۔ کہ ان کا سایہ بہت جلد زمین پر نہ پڑتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ  
سے اس سایہ کی درازی پنج قدم تک آتی ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ صحابہ کرام دیواروں کے سایے کے نیچے  
نیچے نماز ظہر کے لیے مسجد میں آتے تھے۔ اس زمانے میں دیواروں کی بلندی سات گوبھی تھی۔ بعض نے دیر سے وقت  
مراد لیا ہے۔ اور وقت استوا کی گرمی کی نسبت سے وقت زوال کو کہتے تھے کہ ظہر ٹھنڈی کرے پھر بخون کرتا جیسا کہ بعض  
شافعیہ نے کہا ہے، بعید سی بات ہے۔ اور خط استوا کی نسبت سے وقت زوال کو سرد تر وقت قرار دینا صحیح اور واقعہ  
کے خلاف ہے۔ کیونکہ سبب کا دوام فعل اس کے محض درجہ حرارت سے زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ موسم سرما میں صبح کے وقت سردی  
نصف رات کے وقت کی سردی سے زیادہ ہوتی ہے۔ اندر سے تجربہ کی پیروی ہے۔ اور جیسے جیسے سورج نزدیک آتا جاتا ہے  
سردی بڑھتی جاتی ہے۔ اور باب مواقیت میں گزر چکا ہے کہ گرمی بہت سخت ہو جاتی ہے۔ سایہ میں ہے کہ ان علاقوں میں جو گرمی  
اس وقت ہوتی ہے جب شے کا سایہ ایک شل ہو۔ اس کے مطابق ظہر کے ٹھنڈا کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ سردی شل  
ادا کیا جائے۔ الغرض بہت سی احادیث صحیحہ ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنے کی تاکید میں وارد ہو چکی ہیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
عند کی حدیث میں جو آیا ہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوسری گرمی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
قبول نہ کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پورے وقت کی تاخیر چاہتے تھے۔ مجھے آپ نے تسلیم ہوئی۔ واللہ اعلم۔  
اور امام شافعی رحمہ اللہ جو فرماتے ہیں کہ ابراہیم ظہر ایک رخصت ہے وہ بھی ان لوگوں سے ہے جو نماز باجماعت کی تکمیل میں  
کئی مسجدوں میں پھریں اور مشقت اٹھائیں۔ جو شخص اکیلا نماز پڑھے۔ یا اپنے محلے کی مسجد میں پڑھے۔ اس کے لیے سبب  
کہتا ہوں کہ اول وقت سے تاخیر نہ کرے۔ تو ان کا یہ بیان اس حدیث کے ظاہر کے خلاف ہے۔ امام ترمذی ایک حدیث  
لائے ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں بھی ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنے کا حکم دیتے تھے حالانکہ اس وقت  
سب لوگ ایک منزل میں جمع ہوتے تھے۔ امام ترمذی نے کہا ہے جو لوگ شدت تپش و گرمی میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنے کے قائل



ہیں ان کا دل ایمان و خیر کے لئے تیار ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے

میں نے اور جو غلامی کی ایک حرکت میں جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ لفظ یا غلامی کی بجائے غلامی کا لفظ آیا ہے۔ اور جو غلامی کی اس نزایت میں اس حکم کے بیان علت کے طور پر لفظ یا غلامی لکھا ہے اسے غلامی کے لفظ بھی زیادہ آئے ہیں۔

حکمتِ آگ نے یہ حکم یا تو دریاں مال سے کیا یا زبانِ مال سے قال پر عمل کرنا تو علیٰ اوسع اور ظاہر ترجمہ خداوندیوں نے نہ زبانِ قال مراد لینا ہی درست اور جواب ہے کہ خدا تعالیٰ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ آگ بلکہ ہر چیز میں قوت گویائی پیدا کر دے۔ اسے بعید خیال کرنا نفس فضول کی بات اور حادث نہیں مگر قیاری کے سبب ہے۔

حکمتِ آگ نے اپنے آخر و ایک دوسرے کو کھانکے ہیں۔ یہ ان کے احتیاط و جوہر سے کھاتے ہیں۔ گو یہ جزوِ حیات ہے کہ دوسرے کو فنا کر دے۔ اور اس کی جگہ خود لے لے لے۔

۵۵ من مین پلے سے اس کا شعلہ اڑتا اور یا ہر نکلنا مراد ہے۔ جس طرح میوان سانس باہر نکالتا ہے۔  
۱۰۰ دونوں جگہ لفظ نص پیش اور زیر دونوں طرح مروما ہے۔ اسی طرح لفظ آشدہ بھی ہے۔ جسے میں مرفوع و مجرور دونوں  
طرح پر نکالے۔

کچھ اس وقت میں نماز پڑھنے سے قناعت میں حکمت باوجودیکہ اس میں مشقت زیادہ ہے، یہ ہے کہ ایسی حالت میں نماز میں شغور و تضرع پیدا نہیں ہو سکتا۔ یا یہ وقت طائب کے پھیلنے کا وقت ہے، کہ دوزخ کا گرم ہونا اس کے عذاب کا وقت ہے۔ مگر یہاں قول زیادہ ظاہر و اداں ہے۔

یہاں تین باتیں قابلِ توجہ ہیں۔ ایک یہ کہ آگ کا شکایت کرنا اور اس سے سردی مانس باہر کھینچنے کا کیا مطلب ہے اس کا مطلب جواب یہ ہے کہ آگ سے آگ کی جگہ مراد ہے۔ جسے دوزخ کہتے ہیں۔ اور دوزخ میں طبقہ ترہم پر (سخت ٹھنڈی جگہ) بھی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ صفت درجہ تین کو پہنچ چکی ہے کہ گرمی و سردی اجرامِ علویہ کے اثر سے ہوتی ہے۔ تو اسے دوزخ کی سانس کا اثر قرار دینا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں شدت گرمی و سردی کو دوزخ کے سانس کا اثر کہا گیا ہے۔ نفس گرمی و سردی کو اس کا اثر قرار نہیں دیا گیا۔ اور اگر فلسفی الذہن شخص یہ کہے کہ سخت گرمی و سردی بھی سوز و گداز کے اثر سے ہوتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ دوزخ کی سانس سے اس میں اور شدت آجاتی ہو۔ مگر صادق علیہ السلام کی خبر کے باوجود اس کا انکار طریقہ اسلام سے خارج ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس حدیث کے تقاضا کے مطابق چاہیے کہ شہید سرحدی کے دلوں میں بھی ظمیر کی غلامی تاثیر کر کے پڑھی جائے۔ اہل کاجواب یہ ہے کہ نعمت سرحدی صبح کے وقت سورج طلوع ہونے تک جوتی ہے۔ اگر اس میں تاخیر کی جائے تو وقت ہی گزر جائے گا۔



۳۳ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّي الْعَصَا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً حَيْثُ قَدْ ذَهَبَ الدَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرَوِّعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِي مِنَ الْمَدَائِنَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ أَوْ نَحْوِهَا -

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی غار پر کھڑے تھے حالانکہ ابھی سورج بلند اور نہ دھند ہوتا تھا۔ اور غار سے فارغ ہو کر عوالی مدینہ کو جانے والا عوالی میں پہنچ جاتا تھا اور ابھی سورج بلند ہی پر ہوتا تھا۔ حالانکہ عوالی کے بعض حصے مدینہ منورہ سے چار میل یا اس کی مانند فاصلہ پر واقع ہیں۔

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۳۴ لہ عوالی، مدینہ منورہ کے اطراف میں وہ بلند جگہیں ہیں جو مسجد قبا اور مسجد نبی قرینہ وغیرہ کی جانب واقع ہیں۔ لہ یعنی حالانکہ ابھی تک سورج بلند اور آفتاب پر ہوتا تھا۔ اور غروب نہیں ہوا ہوتا تھا۔

۳۵ لہ یہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ جو حضرات انس سے اس حدیث کے راوی ہیں۔ ان الفاظ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ جانے والا چار میل کے فاصلے کی طرف جاتا تھا یا اس سے کم فاصلے کی جگہ تک۔ پھر تیز رفتار سے یا آہستہ رفتار سے جاتا تھا۔ نیز وہ سواری پر ہوتا تھا یا پیدل۔ بہر تقدیر اس سے بھی یہ لازم نہیں آتا اور ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کچھ جگہ گزرنے اور سایہ ایک مثل گزرنے پر نماز عصر پڑھ لی جائے جیسا کہ وہ سر سے آئیں گے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۳۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ صَلَاةُ الْمَنَافِقِ يَوْمَ يَتَقَبُّ الشَّمْسُ حَتَّى إِذَا أَصْفَقَتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَوْمٍ الشَّيْطَانِ قَامَ فَتَقَرَّ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فَيَعْبَا أَلَّا يَلِيْلًا - دُعَاءُ مُسْلِمٍ -

انہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ منافق کی نماز ہے کہ وہ سورج کو سورج کی انتظام میں رہتا ہے یہاں تک کہ جب اس کا رنگ زرد ہو جائے اور شیطان کے درمیان میں کھڑے ہو جائے اور وہ چار بار اللہ کا ذکر نہ کرے اور نہ ہی اللہ کا ذکر کرے۔

۳۷ لہ یعنی وہ نماز عصر جو آخر وقت میں غروب آفتاب سے قبل دانستہ سے غفلت سے پڑھ کر کے کر لی جائے، منافق کی نماز ہے۔ یا اس کی نماز ہے جس میں منافق کی صفت و عادت ہو۔ لہ اس جگہ کی شرح گزشتہ باب میں گزری ہے۔

۳۸ لہ یعنی وہ بے طمانیت و تعدیل کے شباب شباب سجدہ مکمل ہے ہر طرح میں دانستہ ہے۔ اور یاد ہو کہ نماز عصر میں آٹھ سجدے ہیں ہر دو سجدوں کو ایک رکعت یا ارادۂ جنس یا ایک رکعت کا اعتبار کرتے ہوئے چار سجدہ کہہ دیا۔





مگر اس مسئلہ تکمیل اور جوہر آتی تھی کہ مردوں کی شہادت کا حکم نہ ہوتا تھا۔ اور نہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمائی  
گوشہ نہ ملے کہ اس میں کھنڈوں کے مثالی نہیں کہ مرد اپنے ساتھ کسی کو بچاویں لیکن اٹھا کیونکہ ہر وقت ہر قسم کے اور

عورتیں و مردانہ اس میں شہادت دیتے تھے

اَللّٰهُمَّ وَصِّىْ رَسُوْلَكَ رَجُلًا رَءُوْىً اَنَّ الْمَسْلُوْمِيْنَ  
جَعَلَ اللهُ عَلَيْهِمْ وَصِيْلًا وَرَجُلًا رَءُوْىً  
كَارِهًا تَمَجُّدًا فَلَمَّا قَرَأَ مِنْ مَّحْمُوْرِهِمَا  
قَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ مَّيْلًا اِلَى اللهِ عَلَيْهِمْ وَصِيْلًا  
اِلَى الْعَلَوِّ فَكُنْتُ رَجُلًا رَءُوْىً كَمَا كَانَ  
بَيْنَ قَرِيْبِهِمَا مِنْ مَّحْمُوْرٍ وَمَا وَ

حضرت قاضی رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت  
کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید  
بن ثابت رضی اللہ عنہ دونوں نے سحری کھائی دونوں حضرات  
جب سحری کھانے سے فارغ ہوئے تو اللہ کے نبی مانا کیلئے  
کھڑے ہو گئے اور مانا ادا کیا۔ ہم نے حضرت انس سے کہا دونوں  
حضرات کے سحری کھانے اور نماز شروع کرنے میں کتنا وقفہ

تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اتنا وقفہ تھا جتنی

مقتضیٰ ان کی طبیعت تھی کہ وہ نماز شروع کر سکیں

میں سے کہ وہ نماز شروع کر سکیں

حیات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نماز شروع کرتے کہ کھڑے تھے تاہینا تھے تاہینا تھے تاہینا تھے  
حافظ حسین نے لکھا ہے کہ وہ نماز شروع کرتے کہ کھڑے تھے تاہینا تھے تاہینا تھے تاہینا تھے  
انہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نماز شروع کرتے کہ کھڑے تھے تاہینا تھے تاہینا تھے تاہینا تھے

سے سحر میں کہ پیش کے ساتھ سحری کے وقت کھانا کھانا۔ سحر زری سے سحری کا کھانا حدیث میں دونوں مردانوں کو ضبط

دیکھا گیا ہے کہ سحر زری سے سحری کا کھانا کھانا۔ سحر زری سے سحری کا کھانا حدیث میں دونوں مردانوں کو ضبط

دیکھا گیا ہے کہ سحر زری سے سحری کا کھانا کھانا۔ سحر زری سے سحری کا کھانا حدیث میں دونوں مردانوں کو ضبط

دیکھا گیا ہے کہ سحر زری سے سحری کا کھانا کھانا۔ سحر زری سے سحری کا کھانا حدیث میں دونوں مردانوں کو ضبط

دیکھا گیا ہے کہ سحر زری سے سحری کا کھانا کھانا۔ سحر زری سے سحری کا کھانا حدیث میں دونوں مردانوں کو ضبط

دیکھا گیا ہے کہ سحر زری سے سحری کا کھانا کھانا۔ سحر زری سے سحری کا کھانا حدیث میں دونوں مردانوں کو ضبط

دیکھا گیا ہے کہ سحر زری سے سحری کا کھانا کھانا۔ سحر زری سے سحری کا کھانا حدیث میں دونوں مردانوں کو ضبط

دیکھا گیا ہے کہ سحر زری سے سحری کا کھانا کھانا۔ سحر زری سے سحری کا کھانا حدیث میں دونوں مردانوں کو ضبط

دیکھا گیا ہے کہ سحر زری سے سحری کا کھانا کھانا۔ سحر زری سے سحری کا کھانا حدیث میں دونوں مردانوں کو ضبط



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے طلوع  
آفتاب سے پہلے ایک رکعت پالی، اس نے صبح کی نماز  
پالی۔ اور جس نے غروب آفتاب سے پہلے ایک  
رکعت پالی، اس نے عصر کی نماز پالی۔  
(بخاری و مسلم)۔

وَمَنْ آتَى مُرِيدَةً قَالًا كَانَ نَسْلُهُ نَسْلًا  
مَلَىٰ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آدَاكَ نَكْعَةً  
مِّنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ  
فَقَدْ آدَاكَ الصُّبْحَ وَمَنْ آدَاكَ نَكْعَةً  
مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ  
آدَاكَ الْعَصَرَ - وَتَثَقُّ عَلَيْكَ

یعنی اس کی نماز باطل نہ ہوگی۔ اسے چاہیے کہ ایک رکعت اور ساتھ ملائے اور اپنی نماز مکمل کرے۔ اکثر اہل علم کا  
میں قول ہے کہ طلوع و غروب آفتاب سے فجر اور عصر کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ مگر امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب رحمہم اللہ  
کا یہ مذہب ہے کہ فجر کی نماز کے درمیان اگر سورج نکل آیا تو یہ نماز باطل ہو جاتی ہے۔ مگر نماز عصر کے دوران سورج غروب  
ہو جانے کی صورت میں یہ نماز باطل نہ ہوگی۔ ہاں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ایک روایت ہے کہ نماز فجر بھی باطل نہیں  
ہوتی۔ وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ درمیان نماز طلوع آفتاب کی صورت میں نماز میں اتنی دیر گزرے کہ سورج پوری طرح  
طلوع کر آئے۔ مگر یہ حدیث ان کے اس قول کے خلاف حجت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث اور ان احادیث  
کے درمیان تعارض واقع ہوتا ہے جو طلوع و غروب کے وقت نماز ہو کر نہ جانے۔ ہاں انصاف میں داعدی ہے۔ چاہے یہ نماز  
فرض ہو یا نفل۔ تو قاعدہ فقہ کے مطابق اختلاف نے یہاں قیاس پر عمل کیا ہے۔ اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ جب دو آیتوں میں  
تعارض لازم آئے تو حدیث کی جانب رجوع کیا جائے گا۔ اور جب احادیث میں تعارض واقع ہو تو قیاس کی طرف  
رجوع کیا جائے گا۔ اور قیاس اس حدیث میں نماز عصر کو ترجیح دیتا ہے۔ اور فجر کی نماز میں جہانت اور نہی کی احادیث  
کو ترجیح دیتا ہے۔ اور ترجیح یہ ہے کہ نماز فجر کا سارا وقت کامل ہے۔ اس میں آخر جزو فجر تک کوئی نقص و کراہت نہیں۔  
نماز فجر کی نماز صحت کمال کے ساتھ ادا فرمائی ہوئی۔ جب دوران نماز سورج نکل آیا تو جس صفت کمال کے ساتھ یہ نماز  
فرمائی جاتی تھی اس طرح ادا نہ ہوئی۔ مگر نماز عصر جو آخر وقت میں سورج کے زرد ہو جانے پر ادا کی جاتی ہے۔ اس کے  
وجہ سے اس میں نقص آ جاتا ہے۔ اور سورج کے غروب سے مزید نقصان ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے قاعدہ باطل  
نہیں ہوئی۔ اور جس صفت نقصان سے لازم ہوتی تھی اسی حالت نقصان میں ادا ہوئی۔

خاص ضرورتوں کی احادیث کو قائل کے ساتھ فاسد کرتے ہیں۔ فرض نمازوں کی ادائیگی تینوں اوقات و وقت  
رواں، طلوع اور غروب آفتاب میں جائز قرار دیتے ہیں۔ مگر اس بارے میں دایم احادیث کا ظاہر مفہوم عموم  
پر دلالت کرتا ہے۔ اور ان میں قواعد کی تخصیص کا کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ اس مقام سے متعلق زیادہ گفتگو ماشیہ  
میں کر دی گئی ہے۔







## دَرَاۓ التِّرْمِذِیُّ

(ترمذی شریف)

۱۵ یعنی اول وقت میں نماز ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا سبب ہے ماسوائے ان نمازوں کے جن میں تاخیر کرنا مستحب ہے۔ جیسے ظہر کو ٹھنڈا کرنا اور فجر سفیدی میں ادا کرنا۔ اور ماسوائے اس جگہ کے جہاں تاخیر کرنے میں نماز کی تکمیل ہوتی ہو اور پورا ثواب ملتا ہو۔ جیسے جماعت میں شامل ہونے کے لیے تاخیر کرنا۔

۱۶ آخر وقت میں نماز ادا کرنا اللہ تعالیٰ سے معافی اور درگزر کا فریضہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نمازی کی گرفت نہ کرے گا۔ یا اسے بری الذمہ قرار دے گا۔ اول وقت کے بارے میں آئمہ کرام کے مذاہب کی تفصیل باب اول میں معلوم ہو چکی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ اول وقت کے نصف اول میں نماز ادا کرنا اس میں کفایت کر جاتا ہے۔

۵۵۹ وَ عَنْ أَوْفَرَةَ قَالَتْ سَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَى الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ لِأَقَلِّ وَقْتِهَا نَدَاءُ أَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ أَبُو جَاوِدَ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ لَا يُرْوَى الْحَدِيثُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْعُمَرِيُّ وَ هُوَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ جَدًّا أَهْلُ الْحَدِيثِ۔

حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کونسا ہے آپ نے فرمایا نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا۔ اسے احمد ترمذی اور ابو جواد نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا کہ حدیث روایت نہیں کی جاتی بلکہ عبد اللہ بن عمر انصاری کی حدیث سے ہے اور وہ علماء حدیث کے نزدیک قوی راوی نہیں ہے۔

۱۷ فردہ ناکہ زبرد اور واکہ جزم کے ساتھ آپ انصاری صحابی ہیں۔ بعض نے کہا کہ آپ حضرت ابو جعفر ترمذی عنہما کی بیٹی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ ہیں۔

۱۸ ایک تو نانا ایمان کے بعد بذات خود افضل ترین عمل ہے۔ سچے اول وقت میں یا بعد نماز ادا کر کے اس میں اور زیادہ فضیلت آجاتی ہے۔ اور اس میں دیر کرنا مستحب نہیں ہے۔ بعض دوسری احادیث میں دوسرے اہل علم کا نقل کیا گیا ہے وہاں اضافی فضیلت مراد ہے۔ اور نماز کے الاطلاق سب سے افضل ترین عمل ہے۔ جیسا کہ وقت و محلت میں ہوگا۔ ۱۹ یعنی اگر عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم کی حدیث سے اور کسی حدیث سے ان کو عمری کہا جاتا ہے۔ آپ سلسلہ ہجری میں فوت ہوئے۔

۲۰ یعنی یہ عبد اللہ نہایت عبادت گزار اور متواضع انسان تھے۔ مگر علماء حدیث کے نزدیک حفظ و ضبط میں مضبوط قوی نہ تھے۔ غلبہ زہد و عبادت ان کے لیے حفظ و ضبط حدیث سے مانع بن گیا۔ ان کا ایک بھائی تھا عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز بصیغہ تصغیر یہ بزرگ حدیث میں ثقہ ثبت تھا۔ اور احمد بن صالح اس کو امام الکسیری ثقہ و قویٰ تھے۔ عمری کہلانے

والے بہت سے لوگ سمجھتے ہیں۔ "عالم دینہ کی تحقیق میں، اس بارے میں گفتگو ہو چکی ہے۔ اور شرح عربی میں اس پر مکمل بحث کر دی گئی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں دو تہہ بھی کوئی نماز آخر وقت میں نہیں پڑھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح پاک کو قبض کر لیا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً تَرْتَمِيهَا الْآخِرُ مَرَّتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ تَعَالَى -

(ترمذی شریف)

(دَوَاءُ الْتَرَمِيدِ)

یعنی اگر یہ ایسا ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر وقت میں نماز ادا کی ہے۔ مگر ایسا واقعہ ایک بار سے زیادہ نہیں ہوا۔ اور یہ اس وقت ہوا جب ایک سائل اوقات نماز دریافت کرنے آیا تو آپ نے ہر نماز دوسرے دن آخر وقت میں ادا کی۔ اور آپ نے ایسا تعلیم کیے کیا۔ یہاں امامت جبریل کی حدیث خارج از بحث ہے۔ کہ اس حدیث میں امت کے ساتھ آخر وقت میں نماز ادا کرنا مراد و مقصود ہے۔ اور ایک رسالت میں الامتین کا لفظ بھی آیا ہے۔ اس صورت میں امامت جبریل بھی اس میں شامل ہوگی۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں تعلیم و تعلم کی نیت کے بغیر آخر وقت میں نماز ادا کرنا مراد ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور کے نکاح میں آنے کے بعد آپ کا حال بیان کرنا مقصود ہے۔ اور حضرت عائشہ سے بیان کر رہی ہیں جو ان کے علم میں تھی۔ واثقہ علم۔

اور اس حدیث میں ایسے آخر وقت میں ادا کرنا مراد ہے۔ مگر اس کے بعد وقت باقی نہ رہا تھا۔ تاہم حقیقی اول وقت بھی آپ نے کسی دفعہ نماز ہو کر کے ادا کی ہے۔ جیسا کہ ہم نے شرح میں بیان کیا ہے۔ شافعی المسلک حضرات ایسے تمام مواقع کو طہر ضرورت پر محمول کرتے ہیں۔ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں بھی کلام کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کا اسناد متصل نہیں ہے۔

حضرت ابو الیاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سیدہ خدیجہ پر اور ایک روایت میں بخیر کے بجائے علی الفطرۃ کا لفظ آیا ہے) نہج کی وجہ تک کہ وہ نماز مغرب کے ادا کرنے میں دیر نہ کریں گے یہاں تک کہ ستارے کثرت سے دکھائی دینا شروع ہو جائیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا۔ اور دارمی نے عباس سے روایت کیا۔

وَعَنْ أَبِي يَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ يَخْرُجُ إِذْ قَالَ عَلَى الْفَطْرَةِ مَا لَمْ يَخْرُجْ وَالْمَغْرِبُ رَأَى أَنْ تَشْرَكَ الْجُودُ -

دَعَاءُ أَبُو دَاوُدَ وَتَمَامُ الدَّائِرَةِ فِي الْكَلْبَانِ -

۱۱ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ اکابر اور شایر صحابہ کے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر وقت کے بعد نماز تک آپ کے گھر کو اپنے نزل اجل سے مشرف کیے رکھا۔

۱۲ یہاں تک کہ ستارے آپس میں بدل لیا جائیں یہ کثرت سے ستارے دکھائی دیئے گئے تھے۔

۱۳ ظاہر عبارت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ مغرب میں اس قدر کثرت سے ستارے دکھائی دیئے گئے تھے تاخیر نہ کرنی چاہیے اس سے کم وقت تک تاخیر میں حرج نہیں۔ یا یوں کہا جائے گا کہ کثرت سے ستاروں کا دکھائی دینا تاخیر مغرب کو لاتم ہے اگرچہ بہت کم تاخیر ہی ہو۔ اس حدیث میں ایک حد تک اس جانب بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ شعل سے سفیدی مراد ہو۔ کیونکہ عبارت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اشتباہ نجوم رکھنے سے ستاروں کا دکھائی دینے تک مغرب میں تاخیر جائز ہے۔ مگر یہ جواز مع الکرہتہ ہے۔ اور یہ حالت سرخی رائل پورے کے بعد آتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۹۲ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَلَّ

أَنْ أَشُقَّ عَلَى أَعْقَى لَا مَرَلَهُمُ الْ

تَوَخَّرُوا وَالْعِشَاءُ إِلَى ثَلَاثِ اللَّيْلِ

أَوْ نِصْفِهِ -

بِقَاءُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ

مَاجَه -

۱۴ بعض شروحوں میں مذکور ہے کہ یہ راوی کا ایک ہے کہ اور صحاح میں ابی ذر اور ابی ہریرہ کے نام سے

میں واقع نہیں ہوا۔ اس حدیث کا ظاہر اول وقت سے تاخیر کا استحباب ثابت کرتا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۵۹۳ وَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَمُوا

بِهَذِهِ الصَّلَاةَ فَإِنَّكُمْ قَدْ فَضَّلْتُمْ

بِهَا عَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ وَلَمْ تُصَلِّهَا

أُمَّةٌ قَبْلَكُمْ -

(دعاء ابوداؤد)

۱۵ اور جب کہ یہ نماز تم تاریکی میں ادا کرو گے تو زیادہ شرف امتحان پورے کی اور جس قدر خلقت زیادہ ہوگی

فضیلت بھی زیادہ ہوگی۔



۱۴۔ حدیث بھی ہزار مشاہیر کے منہ سے ہے، ولایت کی آیت سے اور تاریخ کی شہادت کو شفق غائب ہونے کی تحقیق اور اس کے نثر کی تحمل کو فاعید بات ہے، جس طرح اسفار ہجر کو ظلم کی معصایق کے یقین پر مہول کو نالغیہ میں بات ہے نہیا کر آگے آ رہا ہے۔

۴۳۷. وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ أَتَانَا أَعْلَمُ  
حضرت النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

فرماتے ہیں کہ اس نماز میں اعتناء آخر کا وضع نہیں

طرح مقامی در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز تیسری کا

چاند عروپہ ہونے کے بعد بڑا حاکم بن گئے۔

اسے ہزار محنت کے بعد انصارِ حق بنے اور ان کے

بوقت صلوة الاخرة كان رسول

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

دعاء الوداد والتضامن

۱۰۰ حضرت نعمان بن النضر رضی اللہ عنہ محمدی عہد کے

۱۰ حضرت نعمان بن ابیہر رضی اللہ عنہ صحابی مکہ صحابی میں سے ہیں۔ رحمت کے بعد انھارہ مدرسہ میں آپ پہلے پیرا ہونے والے تھے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وقت الام کی عمر سات سال تھی۔ ۶۲ھ میں حج میں آئے اور انھوں نے آپ کو مرد اللہ کے حکم سے قتل کیا۔

یہ عشاء کو عشاء آخرہ اس لیے کہتے ہیں کہ بعض اوقات عشاء کا لفظ نماز مغرب کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں۔  
تو دونوں میں فرق و امتیاز کے لیے عشاء کو عشاء آخرہ کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا شیخ نے جو حساب لکھا ہے اس کی تشریح میں فرماتے ہیں: تیسری کا چاند اکثر دینے سے شفق غائب ہونے کے نزدیک غروب ہوتا ہے۔ مگر حضرت شیخ موصوف کا یہ کلام محل نظر ہے کہ حساب کے مطابق تیسری کا چاند پانچ گھنٹوں حصہ رات گزرنے پر غروب ہو جائے۔ لیکن اس حدیث میں کہیں مثلاً ذکر ہے کہ یہ رخصت پر دلالت ہو رہی ہے۔ لہذا تیسری رات کے چاند کے غروب سے پہلے چاند غروب ہونے سے احتیاط ہے۔

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ اِنَّ اَوْلَىٰ لِلَّهِ فِی الدِّیْنِ اَلْحَقُّ ۝ اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ ۙ

اور سبیدی میں پڑھو کہ وہ اجرو لواب میں زیادہ ہے۔

اس حدیث کو روایت کیا ہے ابوبکر بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما

اعظم اللہ علیہ وسلم

[illegible]

کتابخانه عمومی مسجد جامع کربلا



کتاب الصلوۃ مجلی نماز ادا کرتے کتاب فصل ۲

۱۵ واضح ہو کہ عبارت حدیث کے ظاہر سے متبادر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز سفیدی میں شروع کی جائے۔ اسفار صبح کا معنی ہے۔ صبح کا کھانا، اس کا روشن ہونا اور اس کی سفیدی کا پھیل جانا۔ مذکورہ معنی کے علاوہ اسفار کے جو معنی کیے گئے ہیں وہ تاویل و تکلف پر مبنی ہیں۔

اور اسفار کی حد جیسا کہ ہمارے مشارح مذہب سے منقول ہے ایسا ہے کہ اگر مسنون قرأت یعنی پالیس سے ساٹھ آیات یا سو تک تہلیل سے پڑھی جائیں اور نماز سے فراغت کے بعد بالعرض طہارت میں مسوا ظاہر ہو جائے تو طلوع آفتاب سے پہلے وضو اور نماز کا اعادہ بطریق مسنون ہو جائے۔ (یعنی اتنا وقت سلام پھیرنے کے بعد باقی بچنا چاہیے) علماء نے کہا ہے کہ سیدنا حضرت صدیق اکبر و سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما اسی وقت میں یہ نماز ادا کرتے تھے۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ نماز فجر تاریکی میں پڑھی جائے۔ امام موصوف یہ فرماتے ہیں کہ اسفار سے صبح صادق کا یقین ہونا مراد ہے۔ اور یہ کہ طلوع فجر کے بارے میں محض ظن کی بنا پر جلد بازی نہ کی جائے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دخول وقت کا یقین ہونے پر نماز ادا کرنا بڑی اعظم اور افضل بات ہوگی۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ کی یہ تقریر محض تاویل ہے۔ کیونکہ حدیث سے بلا غور و تاویل جو بات مفہوم ہوتی ہے یہ ہے کہ ثواب کا زیادہ اور اعظم ہونا اس خصوصیت کی بنا پر ہے جو اسفار میں ہے نہ کہ محض فجر کا وقت موجود ہو جائے کی وجہ سے۔ بلکہ یہ بات کو عام نمازوں کے اوقات میں پائی جاتی ہے۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ فجر کو سفید کر کے پڑھنے کا حکم یا معنی راتوں میں ہے۔ اور یہ حکم احتیاط کی بنا پر ہے۔ ممکن راتوں میں فجر کا پوری طرح پتہ چل جائے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے آئمہ مذہب میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ نماز فجر کی ابتدا اندھیرے میں کر دے اور اختتام سفیدی میں، قرأت درود کر کے دونوں چیزوں (ناریکی اور سفیدی کو) کرے، علماء نے کہا ہے کہ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ تاویل ادنیٰ، احسن اور افضل ہے کہ اس سے مختلف احادیث میں مخالفت و اختلاف ہے۔ امام احمد رحمہم اللہ کا ظاہر مذہب یہی ہے کہ نماز فجر کی ابتدا و اختتام دونوں سفیدی میں کرے۔ اگرچہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس کا شک ہونے لگے۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت یہ ہے کہ تاخیر کرنا بلکہ اندھیرے میں شروع کرنا افضل ہے۔ ایک دوسری روایت میں فجر سفید کر کے پڑھنا افضل آیا ہے۔ اور ان سے ایک تیسری روایت یہ ہے کہ مقتدرین کا اختیار یہاں تک کہ کیرنگہ جماعت کی فضیلت بہت محبوب اور افضل ہے۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذافہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا اور فرمایا سردیوں میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا اور اس میں قرأت بھی

کرنا جس قدر کہ لوگ برداشت کر سکیں۔ اتنی طویل قرأت نہ کرنا کہ لوگ بدول ہو جائیں۔ اور جو سم گریا میں فجر سفید کر کے پڑھنا کہ رات چھوٹی ہوتی ہے۔ اور لوگ عیند میں ہوتے ہیں۔ اس لیے توقف کرنا تاکہ سب لوگ جماعت میں شامل ہو جائیں۔

علمائے کبار یہ بات بھی اس وقت کے ساتھ خاص ہے جب سب یا بعض لوگ حاضر ہو جائیں۔ اور اگر سارے نمازی تاخیر کریں تو پھر بلا اختلاف تاخیر کرنا بہتر ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ۔ اور دوسرے آئمہ جو فجر جلدی پڑھنے کے قائل ہیں، یہ کہتے ہیں کہ وقت داخل ہونے کے ساتھ ہی پڑھنے میں ادائیگی عبادت میں جلدی ہوتی ہے۔ اور حق افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ وَ سَارِعُوا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِنْ قَبْلِكَ يَتَمَنَّى اَنْ يَخْرُبَ عَنْ رُءُوسِهِمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔

احناف اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ سفید کر کے پڑھنے میں نماز باجماعت کے لیے نمازی زیادہ ہو جائیں گے۔ اور جماعت میں زیادہ لوگوں کو شامل ہونا زیادہ فضیلت کی بات ہے۔ اور مغفرت کے لیے جلدی کرنا اس کام میں افضل ہے جو خدا کے نزدیک افضل ہو۔

استاد ابی معنی لقمی یہ ہے کہ آخر وقت تک فجر کو مؤخر کرنا بالاجماع اور بلاکرہست مباح ہے۔ اور اتنی سویرے پڑھنا کہ جماعت میں نمازی کم شامل ہوں مکروہ ہے۔ نیز لوگوں کو مشقت اور تکلیف میں ڈالنا بھی مکروہ ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو زیادہ لمبی قرأت کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا فَتَنَّا اَنْتَ بَيْنَ اَمْرِ مَعَاذِ لَوْ كُنَّا كُنَّا كُنَّا كُنَّا۔ باوجودیکہ نماز میں قرأت لمبی کرنا سنت ہے۔ اور اول وقت میں نماز ادا کرنے کے ساتھ یہ سنت بھی متفق ہوتی ہے۔

تیسرے نماز پر طلوع آفتاب تک بیٹھنا بھی مستحب ہے اور اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔ اور یہ چیز فجر سفید کر کے پڑھنے میں بھی مستحب ہے۔

چوتھے اصحاب را حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ روایات سے ثابت یہ امر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سفید کر کے پڑھتے تھے۔ اور تاریخوں میں پڑھنے کی روایت اگر ثابت ہو جائے تو شاید آپ نے ایسا سفری نمازوں میں کیا ہو۔ طبرانی کے جامع۔ اسی لیے جب آپ نے مزدلفہ میں فجر کی نماز ادا کی تو لوگوں نے کہا آج آپ نے خلافت دست بردار کی ہے۔ جیسا کہ روایات میں آچکا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو فصل اول میں گزری تھی۔ اَلنِّسَاءُ مُتَكَلِّفَاتٌ لِّعَمَلِهِنَّ فِي الْبُيُوتِ۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو اس حدیث کے معارض ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول احناف کے نزدیک زیادہ راجح ہے۔ اور شاید یہ اس وقت کی بات ہے جب عورتوں کو نماز کے لیے باہر نکلنے کا حکم تھا۔ بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اور انہیں گھروں میں ہی بیٹھنے



نزدیک تھا روپ بندیدہ قول ٹیکس کی رنگت ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ جب تک سورج ایک دو نیزہ بلند ہوتا ہے تو اس میں تبدیلی نہیں آتی۔ جب اس سے نیچے آگیا تو اس کا رنگ زرد ہو جاتا ہے۔

۴۷۷ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَكَّنَّا ذَاتَ لَيْلٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْوُشَاءِ الْآخِرَةِ فَخَرَجَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ فَلَا نَذِيرَ إِلَّا شَيْءٌ شَغَلَهُ فِي أَهْلِهِ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ فَقَالَ حِينَ خَرَجَ إِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُونَ صَلَاةَ مَا يَنْتَظَرُهَا أَهْلُ دِينٍ خَيْرُكُمْ وَكَوْ لَا أَنْ يَثْقُلَ عَلَى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَدِّثَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات ہم لوگ عشاء آخر کی نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتظار میں ٹھہرے رہے۔ آپ تیسرا حصہ رات گزرنے پر یا اس سے کچھ دیر بعد ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ کو گھر میں کسی کام نے مشغول رکھا یا کوئی اور بات تھی۔ جب آپ تشریف لائے تو فرمایا تم لوگ ایک ایسی نماز کی انتظار میں رہے جس کا انتظار تمہارے سوا کسی اور دین والے نے نہیں کیا۔ اور اگر میری امت کے لیے بوجھ نہ ہوتا تو میں یہ نماز (روزانہ) اسی وقت رتھائی حصہ رات گزرنے پر پڑھتا۔ پھر آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی۔

(مسلم شریف)

دَعَاءُ مُسْلِمٍ

عشاء کے ساتھ آخرہ کا لفظ اس لیے آجاتا ہے کہ بعض لوگ نماز مغرب کو بھی عشاء کہہ دیتے ہیں تو نماز مغرب گویا عشاء اول ہے۔

۴۷۸ ابی جب آپ نماز کے لیے باہر تشریف لائے تو زیادہ دیر ہو جانے کی بنا پر امت پر شفقت و رحمت اور ان کی تسلی و تسکین کے لیے بطور مصلحت ان کے الفاظ ارشاد فرمائے۔  
۴۷۹ ابی بن ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی بھی تمہارے سوا اس نماز کی انتظار نہیں کرتا۔ کیونکہ نماز عشاء اسی امت پر مخصوص ہے۔

۴۸۰ ابی بن ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز عشاء کو رتھائی حصہ گزرنے پر ادا کرنا افضل ہے۔ جیسا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔ کبھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء اول وقت میں بھی ادا کر لیتے جب اکثر صحابہ کرام مسجد میں آجاتے۔ چنانچہ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جب اکثر غامدی آجاتے تو آپ یہ نماز پہلے وقت میں ادا کر لیتے۔ اور جب دیر سے آتے تو دیر سے ادا فرماتے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

۵۸ وَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ  
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی  
الصَّلَواتِ نَحْوًا مِّنْ صَلَواتِکُمْ وَ کَانَ  
یُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلَواتِکُمْ وَ کَانَ یُحْفِظُ  
الصَّلَوةَ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں تمہاری  
نمازوں کی طرح ادا فرماتے اور تاریکی کی نماز (عشاء)  
تمہاری نماز عشاء کے وقت کے بعد ادا فرماتے۔ اور  
آپ ہلکی نماز ادا کرتے۔

(دقاء مسیلم)

(مسلم شریف)

۱۵ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ آپ کا باپ بھی صحابی ہے۔ آپ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ  
کی ہمیشہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کو فہم سکونت پذیر ہوئے اور وہیں سکونت اور ایک قول کے مطابق سلسلہ صحیح میں  
فوت ہوئے۔

۱۶ اور رعایت اوقات میں تمہاری نمازوں کے قریب وقت میں ادا فرماتے۔ گہرائی خصوصیات و صفات میں آپ کی  
نماز تمہاری نماز کی طرح نہ تھی۔ (بلکہ بہت افضل و اعلیٰ ہوتی تھی)۔  
۱۷ یہ حدیث اس امر میں صریح ہے کہ آپ عشاء کی نماز تاخیر کی کہ پہلے تھے۔ اول وقت میں ادا نہ کرتے تھے۔  
خواہ دوسرے لوگ (امت) اول وقت میں ادا کریں یا اس کے بعد۔

۱۸ یعنی کمزور مقتدیوں کا لحاظ کرتے ہوئے۔ آپ یہ لحاظ اور رعایت اکثر غالب اوقات میں فرماتے تھے۔ ورنہ  
یہ بھی حدیث میں آیا ہے۔ کہ آپ نے نماز مغرب میں سورہ اعراف پڑھی۔ اس کی تفسیر لایا خدا اللہ تعالیٰ اپنے  
مقام میں آئے گی۔

۵۹ وَ عَنْ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ  
تَسْئَلُ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ  
صَلَوةَ الْعَتَمَةِ فَلَمْ یُخْرِجْ حَاشِی  
مَعْنٰی نَحْوًا مِّنْ شَطْرِ اللَّیْلِ فَقَالَ  
خُذُوا مَقَاعِدَکُمْ فَاتَّخِذُوا مَقَاعِدَکُمْ  
فَقَالَ اِنَّ الْکَاسَ قَدْ صَلَّوْا وَ اتَّخَذُوا  
مَقَاعِدَهُمْ وَ اِنَّکُمْ لَنْ تَزَالُوا هُنَا  
صَلَّوْا مَا اَسْتَقَرَّتْ الصَّلَوةُ وَ کَوْلَا  
مُبْعَثُ الْعَرَبِیُّونَ وَ سَعْدُ السَّوْدِیُّ

حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد  
نماز عشاء کی نماز کے بعد ادا فرماتے۔ اور تاریکی کی نماز  
(عشاء) تمہاری نماز عشاء کے وقت کے بعد ادا فرماتے۔ اور  
آپ ہلکی نماز ادا کرتے۔

میں ہے ہر نماز ادا کرنے کا ثواب ہی حاصل کرتے رہے جو۔  
اگر کمزوروں کی کمزوری اور بیماروں کی بیماری نہ ہوتی تو یہیں  
اس نماز کو نصف رات تک مؤخر کرتا۔

(احمد و ابوداؤد و نسائی)

لَا تَخْرُتْ هَذِهِ الصَّلَاةُ رَأْسًا شَعِيرَ  
الْيَلِيلِ -

رَقَاءُ أَحْمَدُ وَابُودَاؤُدُ وَ

النَّسَائِيُّ

۱۔ یہاں کہ گزشتہ مذکور ہوا کہ مسلمانوں کے علاوہ کوئی بھی دوسرے دین والا اس نماز عشاء کی انتظار نہیں کرتا کہ  
شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی شرح میں ایسا ہی ہے۔ اور یوں کہنا بھی ممکن ہے کہ ان الفاظ کا معنی ہے دوسرے علموں والے لوگ  
جو اس مسجد سے متعلق نہیں، نماز عشاء ادا کر کے سو گئے ہیں۔ یہ معنی اس اگلے قول مبارک وَ اِنَّكُمْ لَوْنَ تَزَالُوْنَ اِلٰی اٰخِرَتِكُمْ  
زیادہ مناسب ہے۔

۲۔ ان دو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نصف رات تک نماز عشاء کو مؤخر کرنا جائز بلکہ مستحب ہے کیونکہ اتنی دیر کے  
یہ نماز ادا کرنے میں بڑی مشقت و محنت ہے۔ بہر حال اتنی دیر تک تاخیر کرنا بالکل مکروہ نہیں ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر جلد ادا کرنے میں تم  
سے سخت تر تھے مگر تم لوگ نماز عصر ادا کرنے میں حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت تھے۔

(احمد و ترمذی)

۳۔ وَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ  
اَللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ اَشَدَّ  
تَعَجُّلاً لِّلظُّہْرِ مِنْكُمْ وَاَقْفَرُ اَشَدَّ  
تَعَجُّلاً لِّلْعَصْرِ مِنْہٗ۔  
رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتَّرمِذِیُّ

۱۔ اس سخت گرمی کے علاوہ دوسرے دنوں میں۔ کیونکہ سخت گرمی کے دنوں میں ظہر کو ٹھنڈا کرنے کے پڑھنا مستحب ہے۔  
۲۔ اس کلام سے مقصود تمام باتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے التزام کی ترغیب و تحریض ہے۔ اس  
حدیث میں ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر کچھ نہ کچھ دیر کے پڑھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گرمی کے دن ہوتے ظہر  
ٹھنڈی کر کے پڑھتے۔ اور جب سردی کے دن ہوتے  
تو جلدی پڑھ لیتے۔

(نسائی شریف)

حضرت عباد بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۴۔ وَ عَنْ اَبْنِ کَانَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ  
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ اِذَا كَانَ  
مِنَ الْمَسْرِ اَمَّ بِالصَّلَاةِ وَاِذَا كَانَ الْبَرْدُ  
عَجَّلَ۔  
رَوَاہُ النَّسَائِيُّ

۵۔ وَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ  
لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ



إِنَّهَا سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي أَمْرًا  
يَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءٌ عَنِ الصَّلَاةِ لَوْ قَرَّبْتُمَا  
فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لَوْ قَرَّبْتُمَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا  
رَسُولُ اللَّهِ أَصَلِّيَ مَعَهُمْ قَالِ  
نَعَمْ

جیسے ہم امر واقع ہے کہ مقترب میرے بعد ایسے بادشاہ تم پر  
سلطہ ہوں گے کہ وقت پر نماز پڑھنے سے انہیں بہت سی  
چیزیں مصروف رکھیں گی۔ یہاں تک کہ نمازوں کا وقت گزر  
جائے گا تم لوگ اپنی نمازیں وقت پر پڑھ لینا تو ان کی شخص نے  
کہا رسول اللہ کیا میں ان کے ساتھ ہی نماز پڑھوں فرمایا ہاں۔

(الہود اؤد)

(رَقَاءُ أَبُو دَاوُدَ)

۱۷ مشہور صحابی ہیں۔ نقباء انصاریں سے ہیں۔ جنگ بدر اور باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ کے بے شمار  
مناقب ہیں۔ کئی بار آپ کے حالات مذکور ہو چکے ہیں۔

۱۸ یعنی بے مقصد مصروفیات اور خواہشات انہیں مستحب وقت میں نماز ادا کرنے سے روک رکھیں گی۔

۱۹ جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزرا۔

۲۰ وَ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَكُونُ عَلَيْكُمْ أَمْرًا مِنْ بَعْدِي  
يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ فَهِيَ لَكُمْ وَ رَحِي  
عَلَيْهِمْ فَصَلُّوا مَعَهُ مَا صَلُّوا  
الْأَيْكَلَةَ

صحبت قبیسہ بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تم پر

ایسا بادشاہ مسلط ہوں گا جو نمازیں دیر وقت سے

دیر کر کے پڑھیں گے۔ ان کی نمازیں تو کھینچنے کی قیادت

تو پھر ہوں گی اور خدا ان کے لئے وبال و عذاب بھیجے گا۔ اسی

کے ساتھ شامل ہو کر نماز پڑھتے رہو جب تک کہ وہ قبیلہ کی

طوبہ نہ کرے کہ نماز پڑھتے رہیں۔ (الہود اؤد)

(رَقَاءُ أَبُو دَاوُدَ)

۲۱ یعنی قبیسہ قاف کی زبردہ باکی زبرد اور صادق کے ساتھ۔ وقاص قبیلہ کی غوث کے ساتھ آپ صحابی ہیں۔ جو صحابہ کرام  
ہے اور بصریوں میں شمار ہوتے ہیں۔

۲۲ یعنی جو نمازیں وہ ادا کریں گے ان کا ثواب تمہیں ملے گا۔ اور اسی کا صلہ بھی تمہیں حاصل ہو گا کیونکہ اگر تم نے اپنی نماز  
صحیح وقت میں پڑھ لی ہوگی۔ تو یہ نماز جو ان کے ساتھ ادا کرو گے تمہاری نفل نماز ہوگی۔ اور اگر تم نے صحیح وقت میں نماز نہ  
پڑھی ہوگی بلکہ تم نے بھی آخر وقت میں ان کے ساتھ پڑھی ہوگی۔ تو پھر بھی تمہیں کوئی ضرر و نقصان نہیں۔ کہ تم خود غافل اور  
دفع فساد کے لیے ایسا کرو گے۔

۲۳ یعنی اس نماز کا ضرر و نقصان۔ اور صحیح و مستحب وقت سے نماز مؤخر کرنے کا وبال ان کی گردن پر ہو گا۔

۲۴ یہ قید اتفاق ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ حقیقت پر مبنی ہو کہ گرفت فساد تقدیر آئے ظالم بادشاہ اور حاکم قیادت کی جانب سے



# بَابُ فِي فَضَائِلِ الصَّلَاةِ

گذشتہ باب میں مذکور

فضائل نماز

اور ان کے اوقات کے تراویح اور انہیں مکمل کرنے والے امور کا باب

پہلی فصل

الفصل الأول

حضرت عائشہ بنی زید رحمۃ اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ  
ہر شے مناسبت سے شخص ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا جو طلوع  
آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے بعد نماز پڑھے  
یعنی فجر و عصر کی نماز پڑھے گا۔

عَنْ عَمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ  
نَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ  
لَنْ یَلِیْجَ الْاَنْدَادُ اَحَدٌ صَلَّی قَبْلَ طُلُوْعِ  
الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِہَا یَعْنِی الْفَجْرَ  
وَالْعَصْرَ۔

د رَوَاہُ مُسْلِمٌ

امام عمارہ بنی زید کی پیش اور غیر مشہور حدیث کے ساتھ۔  
آپ صوابی ہیں۔ ثقیفی ہیں۔ کوفیوں میں شمار ہوتے ہیں۔  
اسے واضح ہو کہ اس حدیث کے ظاہر الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ جو شخص  
کے گا وہ ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔ نہ تو ترک نماز کی وجہ سے اور نہ ہی کسی اور وجہ سے بلکہ اس کے  
نزدیک خلافت تحقیق ہے۔ کیونکہ اس سے مراد صغیر گناہ ہیں۔ اور نماز انہیں نماز کا کفارہ دیتی ہے۔

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ وہ آدمی جو ان دو نمازوں کی پابندی کرے گا باوجودیکہ فجر کی نماز کے بعد نماز پڑھ لیا  
ہوتا ہے اور عصر کی نماز کے وقت کام کاج میں مشغولیت ہوتی ہے وہ دوسرے اعمال غیر کہ ہمالیہ کی بیشی  
نہ کرے گا۔ لہذا ایسے شخص کی بخشش ہو جائے گی۔ اور وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ اس میں غور و تدبر کرو مگر ظاہر یہ ہے  
کہ ان الفاظ سے ان دو نمازوں کی فضیلت میں مبالغہ مراد ہے۔ کہ یہ نمازیں اس قدر افضل و اعلیٰ ہیں کہ ان کو پابندی سے  
ادا کرنے والا ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کے ہر عمل پر جزا دیتا ہے۔ اس کے باوجود اگر چاہے

تو ان دو نمازوں کو پابندی سے پڑھنے والے کے ہر گناہ کو بخش دے اور اسے معافی عطا کر دے۔ عواذ اللہ اعلم۔

۵۶۹ وَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ

صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

اسے ایک مؤرخین فرمیں کہ قول یہ ہے اس سے موسم سرما کی فجر و عصر کی نماز مراد ہے۔ (اور بعض فجر و عشاء مراد لیتے ہیں مگر گزشتہ

حدیث قول اول کی تائید اور اسے قوی کرتی ہے۔

۵۷۰ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَابُونَ فِيكُمْ

مَلَايِكَةُ بِاللَّيْلِ وَحَلَاوَكَةُ بِالنَّهَارِ

وَيَجْعَلُونَ فِي مَلُوقِ الْفَجْرِ وَ

مَلُوقِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ يَأْتُوا

فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ

بِهِمْ يَنْفَتُ تَرْتُمُهُمْ جَبَلُونَ خَيَمُودُونَ

تَرْتُمُهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَاتَّيَفُّهُمْ

وَهُمْ يُصَلُّونَ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

اسے یہ فرشتے ہندوں کے حالات کھنڈ اور ان کے اعمال اور برے جانے کے لیے آتے ہیں۔

حالاں کہ فرشتوں کی یہ دونوں جماعتیں نماز فجر میں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ کہ رات کے اعمال لکھنے والا گروہ ابھی زمین پر ہی

ہوتا ہے کہ دن کے اعمال لکھنے والا گروہ اُجاٹا ہے۔ پھر دیگر کی نماز میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ تو ان دو نمازوں کو ایک

خصوصی مقام حاصل ہے کہ اترنے والے اور اوپر چڑھنے والے ملائکہ ان دو نمازوں کے وقت جمع ہوتے ہیں۔

اس سبب کہ جانتے کے باوجود وہ فرشتوں سے اس لیے دریافت کرتا ہے تاکہ ملائکہ کے سامنے اپنے بندوں کی

فضیلت و شان کا اظہار کرے کیونکہ ملائکہ نے بندوں کو فسق و فساد پر پا کر نے کا طعنہ دیا تھا اور قبیح و تقدیس کے ساتھ

اپنی مدح و ثنا کی حق۔ تو وہ ملائکہ شب سے دریافت کرتا ہے کیونکہ رات کا عمل افضل اور صدق و اخلاص کے اعتبار سے

زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ رات کے ملائکہ دن کے ملائکہ سے افضل ہیں۔ کہ رات دن سے افضل ہے

تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے۔ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے۔

۴۸۔ وَ عَنْ جُنْدِبِ الْقَسْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى

صَلَاةَ الصُّبْحِ فَعُوفِي ذِمَّةَ اللَّهِ

فَلَا يَطْلُبُكُمْ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ

فَاتَهُ مِنْ يَطْلُبُهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ

يُذِرُكُمْ ثُمَّ يَكْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي

نَارِ جَهَنَّمَ

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ فِي بَعْضِ نُسَخِ

النَّصَائِيحِ الْقَشِيرِيِّ بَدَلِ الْقَسْرِيِّ

۵۔ القسری قاف کی زبرداری میں کی جزم کے ساتھ۔ حضرت جندب القسری صحابی ہیں۔ بنی قیس کی ایک شاخ قسری طرف منسوب ہیں۔

۶۔ یعنی چاہیے کہ کوئی ایسا کام نہ کر جس سے خدا تعالیٰ کا عہد اٹل سکے ذمہ داری میں خلل نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ اس پر تم سے پیچھے اور تمہاری باز پرس فرمائے۔ تو کسی بھی صبح کی نماز ادا کرنے والے کو رنج و رنجیت نہ چھوڑا کر ایسی طرح عہد خدا کو قضا و دامت میں خیانت لازم آتی ہے۔ اور جب تم نے خدا کے عہد کو توڑا اور اس کی امانت میں خیانت کی تو تم کو کرب و تکاب ہوئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب میں مبتلا کرے گا پھر ایسا کرنے والا کوئی بھی شخص خدا تعالیٰ سے بچ نہ سکے گا۔

۷۔ بلکہ مصابیح کے تمام نسخوں میں عن جندب القسری کہ اس حدیث کی روایت کی ہے اور

۸۔ یعنی تختانیہ کی جزم کے ساتھ بدل القسری قاف کی زبرداری میں کی جزم کے ساتھ

۹۔ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے حدیث کی کسی کتاب میں نہیں پایا کہ حدیث کی روایت کی ہو۔

۱۰۔ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَعَّلُوا النَّاسَ مَا فِي الدُّعَاءِ وَالْحَقُّ الْأَقْوَلُ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَتَّهَمُوا عَلَيْهِمْ لَأَسْتَفْهَمُوا وَ لَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي

۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کو مت ڈرو۔ جو اللہ تعالیٰ نے تم پر فرمایا ہے وہ سب سچا ہے۔ اور تم لوگوں کو مت متہم کرو۔ کہ تم نے انہیں متہم کیا ہے۔

التَّحِيُّرُ لَا مَسْتَقَرَّ إِلَيْهِ وَلَا مَعْلَكُنْ  
مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالْقُبُورِ لَا قَوْمُهَا  
وَلَوْ حَبُوعًا -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

لوگ جان لیں کہ وہ پہر کو نماز ظہر کے لیے جلتے ہیں کسی قدر فضیلت  
ہے تو اس کے لیے مزد ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی  
کوشش کرتے ہیں اور اگر لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ نماز  
عشاء اور فجر میں کیا فضیلت ہے تو وہ مزدورانِ دونوں نمازوں  
کے لیے آئیں اگرچہ انہیں سرین کے بل چل کر آنا پڑے۔

(بخاری و مسلم)

۱۵ یعنی اذان اور صفتِ اول کی فضیلت اس قدر زیادہ ہے کہ اذان اور صفتِ اول کے لیے آپس میں جھگڑا پڑیں اور  
قرعہ اندازی کی نوبت آجائے۔ تو وہ مزدور قرعہ اندازی کریں۔

۱۶ مگر یہ بات گرم ہوا کے علاوہ دوسرے اوقات کے لیے ہوگی۔ کیونکہ گرم ہوا کے وقت ظہر کی نماز ٹھنڈی  
کر کے پڑنا مستحب و مرغوب ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ تحییر (دوپہر کو نماز ظہر کے لیے جانا) سے تبکیر مراد ہے یعنی نماز ظہر کے لیے جلدی جانا۔ اور تبکیر کے  
لفظ سے تبکیر مراد لینا اہل جہان کی لغت کے ساتھ خاص ہے۔ مقصود یہ نماز کے لیے جلدی جانا ہے۔ یہ بات ظہر کے ساتھ  
خاص نہیں دہر تقدیر اس سے وہ نماز مراد ہے جس میں تاخیر مستحب نہیں ہے۔ بعض علماء نے تبکیر کو نماز جمعہ کے ساتھ  
خاص کیا ہے۔ اس معنی کی تحقیق کتاب الجمع میں اللہ شہادۃ تعالیٰ آئے گی۔

۱۷ جمہور فقہوں باتوں اور سنیے پہ یا سیرین پر چل کر جانا۔ جس طرح بچہ چلتا ہے یعنی اگر ان میں پاؤں سے  
پل کو جاتے کی ترتیب و طاقت نہ ہو تو وہ کمزوروں کی طرح مذکورہ طریقہ پر چل کر ان نمازوں میں شامل ہوں۔

بَعْدَ مَا عَشِيَ قَالَ قَالِ لِمَنْ سَأَلَ اللَّهُ بِسْمِ اللَّهِ  
مَعْلُومٌ لَيْسَ مَعْلُومٌ الْقُلُوبِ  
الْمَعْلُومُونَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْوُشَاوِ وَكَوْ  
يَمْلِكُونَ تَمَارِجُهَا لَا تَوْنُهَا وَكَوْ  
حَبَا

انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافقوں پر فجر و عشاء کی  
نماز سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں۔ اور اگر انہیں پتہ  
چل جائے کہ ان دونوں میں کسی قدر فضیلت ہے تو انہیں  
سرین کے بل بھی آنا پڑے تو ضرور آئیں۔

(بخاری و مسلم)

۱۸ کہ یہ دونوں ایسے وقت پڑھی جاتی ہیں جب کہ طبیعتِ سست ہوتی ہے پھر ان اوقات میں لوگ بھی  
کم دیکھتے ہیں۔ تو زور دیا کہ ساتھ ہی منافق یہ نمازیں پڑھتے ہیں۔





ہوتا ہے کہ زبان، اصطلاح شرع کے مطابق ہونی چاہیئے۔ اور اہل جاہلیت اور ارباب بطالت کے ہاں مستعمل الفاظ زبان پر نہ لانے چاہئیں۔ اس بات سے منع کرنے اور اس ممانعت کی علت بیان کرنے کے بعد آنے والے لفظ قَائِلًا تَعْتَمُ کے لفظ سے اس جانب بھی اشارہ فرمایا کہ اعراب عشاء کو عتمہ کیوں کہتے ہیں۔ تاکہ کلام کی تکمیل اور ازالہ خفا ہو جائے۔

۴۴ قَائِلًا تَعْتَمُ تاکہ پیش اور عین ساکن اور دوسری تاکہ زبر۔ اور زبر کے ساتھ۔ دوسری تاکہ زبر کی صورت میں معنی یہ ہو گا کہ بیشک نماز عشاء تاریکی میں ادا کی جاتی ہے۔ اونٹوں کا دو دو نکلنے کے وقت۔

۴۵ یہ جذیب الایمل یعنی اونٹوں کا دو دو چھٹے کے وقت۔ کہ اعراب اونٹوں کو شفق غائب ہونے کے بعد تاریکی میں دوہتے ہیں۔ جو کہ عشاء کا وقت ہوتا ہے۔ اس مناسبت سے اعراب اسے نماز عتمہ کہتے ہیں۔ عتمہ یعنی سخت تاریکی اور لفظ تعتم کی دوسری تاء کی تریہ کی صورت میں معنی یہ ہو گا۔ کہ اعراب اونٹ دوپہے میں تاریکی کر دیتے تھے۔ اور اس وقت کے لیے عربوں میں یہ نام مشہور تھا۔ یہاں تک کہ اسلام کا زمانہ آیا اور اس وقت میں نماز شروع ہوئی اور مسلمان بھی زمانہ قبل اسلام کے نام کے مطابق نماز عشاء کو نماز عتمہ ہی کہتے تھے۔ چنانچہ اس میں اس نام سے روک دیا گیا۔ اور اہل جاہلیت کے ساتھ تشبیہ کی بنا پر اس نام کو مکروہ قرار دیا گیا۔ اور اس بنا پر بھی روکا گیا کہ عتمہ تاریکی کو کہتے ہیں جب کہ نماز عصر اور نوروزنی ہے۔ اور بعض احادیث میں جو اس نماز کے لیے عتمہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ نہی و ممانعت سے پہلے ایسا ہوا ہے۔ والہ اعلم۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن فرمایا۔ ان کفار نے ہمیں نماز وسطیٰ یعنی نماز عصر پڑھنے سے روکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

(بخاری مؤلف)

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَسْبُنَا مِنْ صَلَوةِ الْوُسْطَى صَلَوةُ الْعَصْرِ صَلَّى اللَّهُ يُبَوِّغُهُمْ وَيُبْوَغُهُمْ نَارًا۔

(متفق علیہ)

۴۶ یہ متفق کہ غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔ جنگ کی شدت اور تیراندازی کے باعث چار نمازیں فوت ہو گئیں۔ ان میں نماز عصر بھی تھی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے فضل و شرف کے اظہار کے لیے خصوصاً اس نماز کا ذکر فرمایا۔

۴۷ صلوة وسطیٰ معنی درمیان اور افضل نماز۔

۴۸ یہ ان کفار کے لیے دنیا و آخرت میں عذاب و سزا کی بددعا ہے۔ واضح ہو کہ جنگ امد کے دن کفار کی طرف سے انواع و اقسام کی تکالیف پہنچنے کے باوجود حضور نے ان کے لیے بددعا کی۔ مگر یہاں خندق کے موقع پر آپ نے بددعا کی اس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں حق اللہ (عناں) فوت ہوا۔ اور امد کے دن آپ کی ذات کو اذیتیں پہنچیں۔ اپنی ذات کے لیے

آپ نے بد دعا کرنا مناسب نہ سمجھی۔

۳۷ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر کا نام ہے۔ اکثر علماء و صحابہ و تابعین اور امام ابو حنیفہ و امام احمد رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔ پس قرآن مجید میں مذکور صلوٰۃ وسطیٰ سے یہی نماز عصر مراد ہوگی۔ اس میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔ اور اس نماز کی تعیین کے بارے میں جو اختلاف صحابہ و تابعین میں پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اگلی دو فصلوں میں آ رہا ہے وہ غالباً اس حدیث کے سننے اور اس کے پہنچنے سے پہلے کا ہے۔ جو قرآن میں اپنے اجتہاد سے تاویل کی بناء پر واقع ہوا۔ حدیث کی صحت کے بعد اس امر کا یقین ہو گیا کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے یقینی طور پر نماز عصر مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

۵۸۴ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ  
قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ صَلَوةُ الْوُسْطَى صَلَوةُ الْعَصْرِ  
رَدَاكَ الترمذی

۱۔ یہ دونوں عظیم و مشہور صحابی ہیں۔

۳۷ اور اس حدیث کو امام حسن بصری نے حضرت سمرہ سے روایت کیا۔ اور امام بخاری نے اس سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ حسن بصری کی حضرت سمرہ سے روایت کہ وہ حدیث صحیح ہے۔ اور حسن بصری کا حضرت سمرہ سے روایت ثابت ہے۔

۵۸۵ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى إِنْ قُرْآنُ  
الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا قَالَ تَشْهَدُهُ  
مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ۔  
رَدَاكَ الترمذی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت ملائکہ اللیل و ملائکہ النہار شہادت دیتے ہیں۔

۱۔ نماز فجر کو قرآن فجر سے تعبیر کرنا اس بنا پر ہے کہ قرأت نماز کے ارکان میں سے ہے۔ جس طرح کہ نماز عصر کو عصر سے تعبیر کرنا اس بنا پر ہے۔ اور قرآن فجر کے لفظ سے نماز فجر کی قرأت مراد مل جاتی ہے جیسا کہ بعض نے ایسا کہا ہے اور امام غزالی نے نیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس معنی کو ترجیح دی ہے تو یہ بھی درست ہے۔ اور اس سے نماز فجر کی

فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

۱۱۔ یعنی فجر کے نماز کے وقت ملائکہ کے فرشتے موجود ہوتے ہیں جو آسمان کی طرف صعود کر جاتے ہیں۔ اور لوگوں کے رات کے اعمال سے جاتے ہیں۔ اسی طرح دن کے فرشتے بھی اس نماز کے وقت موجود ہوتے ہیں جو دن کے اعمال لکھنے کے لیے نیچے اترتے ہیں۔ فرشتوں کے یہ دونوں گروہ رات کے ملاقات کرتے ہیں۔ اور یہ معنی نمازیں بھی موجود ہے اور اس بات کے ساتھ کوئی منافات نہیں کہ آیہ کریمہ کی تفسیر میں تو فجر کا ذکر آیا ہے۔ اور اگر نماز عصر کے حق میں بھی اس آیت کا ورود ہوا ہوتا تو اس کی تفسیر بھی یہی ہوتی۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت زید بن ثابت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے کہا ہے کہ صلوۃ الوسطیٰ صلوۃ ظہر ہے اسے مالک نے زید سے روایت کیا اور ترمذی نے ان دونوں سے تعلیقاً روایت کیا۔

۵۸۶ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَ عَائِشَةَ قَالَا  
الصَّلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الظُّهْرِ  
رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ زَيْدٍ وَ التِّرْمِذِيُّ  
عَنْهُمَا تَعْلِيْقًا

۱۲۔ یعنی اس قول کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سوطا میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ۱۳۔ اور امام ترمذی نے اسے زید و عائشہ رضی اللہ عنہما سے بطریق تعلیق روایت کیا۔ تعلیق کا معنی ہے حدیث کے اول سے بعض یا کل اسناد حذف کر دینا۔ یعنی ترمذی نے اسے بے استناد روایت کیا۔ اور اپنے جامع میں کہا کہ زید بن ثابت اور عائشہ رضی اللہ عنہما دونوں نے کہا صلوۃ الوسطیٰ صلوۃ ظہر ہے۔ یہ ان دو صحابہ کا قول ہے اور ان دونوں پر وقوف ہے اور ان میں اس کا رفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں کیا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر دوپہر کے وقت پڑھتے تھے۔ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کی نماز سے زیادہ سخت اور کوئی نماز نہ تھی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ تَمَامِ نَازِل کی پابندی کرو جو صلوۃ نماز وسطیٰ ظہر کی۔ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شکل نماز سے پہلے بھی دو نمازیں ہیں اور اس کے بعد بھی دو نمازیں ہیں۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلَاةَ الْوُسْطَىٰ وَ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّي صَلَاةَ الْفَجْرِ أَوْ صَلَاةَ الْعِشَاءِ أَوْ صَلَاةَ الْغَدَاةِ وَ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّي الصَّلَاةَ الْوُسْطَىٰ إِلَّا قَبْلَهَا صَلَاةً وَ بَعْدَهَا صَلَاةً

فَدَوَّاهُ أَجْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ) (احمد والبداء و د)

۱۱۔ یعنی حضرت زبیر بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس بات پر دلیل پیش کر کے دیے کہ نماز وسطیٰ نماز ظہر ہے، حضور علیہ السلام کا عمل مبارک پیش کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخی اخرہ۔

۱۲۔ اور یہ چیز اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ نماز وسطیٰ وہ نماز ہے جس میں زیادہ فضیلت کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ اس بنا پر خصوصیت کے ساتھ اس کا حکم دیا گیا۔ اور یہ دونوں باتیں نماز ظہر میں پائی جاتی ہیں۔ ایک فضیلت تو یہ ہے کہ نماز ظہر کے متعلق کہا کہ کوئی نماز اس سے زیادہ سخت نہیں اور ہر عمل جو سخت تر ہو تلک ہے، فاضل تر ہو تلک ہے۔ جیسا کہ وارد ہوا ہے۔ افضل العبادات احمزھا افضل عبادت وہ ہے جو زیادہ سخت ہو۔ باقی رہا اس نماز کا درمیانی نماز ہونا تو اس کے اثبات کے لیے فرماتے ہیں ان قبلھا صلوٰتین الخی اخرہ۔

۱۳۔ ایک دن کی نماز دوسری رات کی نماز یعنی فجر و عشاء۔

۱۴۔ اس کے بعد بھی دو نمازیں ہیں۔ یعنی عصر و مغرب۔ نیز یہ نماز درمیان عصر و دن کی نماز ہے۔ تو چاہیے کہ صلوۃ وسطیٰ ظہر کی نماز ہو۔ اور یہ وہ دلیل ہے جو حضرت زبیر بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے قول پر پیش کی ہے۔ اور یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زبیر کا یہ قول اجتہاد پر مبنی ہے جیسا کہ ہم نے کہا۔ (اس میں غور کرو)۔

۱۵۔ وَ عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي

طَالِبٍ وَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَا

يَقُولَانِ الصَّلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْفَجْرِ

دَوَّاهُ فِي الْمَوْظِعِ وَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ عُمَرَ تَعْلِيلًا

لَهُ كَيْونَكُيْهِ وَهُوَ نَمَازٌ هُوَ فِي مِيقَاتِهِ مَعْرُوفٌ

كُلُّهُ دَرْمِيَانِ وَاقِعٌ هُوَ۔ اور یہ دونوں کے درمیان طائفتوں کے مشترک ہے۔

۱۶۔ اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

۱۷۔ صحیح وارد ہیں کہ صلوۃ وسطیٰ نماز عصر ہے۔ اور ماوردی نے جو امام شافعی سے روایت کی ہے کہ امام شافعی کا مذہب ہے کہ نماز وسطیٰ نماز فجر ہے۔ لیکن جب کہ حدیث صحیحہ کے قریب کوئی حدیث نہیں ملتی کہ نماز وسطیٰ نماز فجر ہے۔ تو غیر

امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہو گا کہ نماز عصر ہی صلوۃ وسطیٰ ہے۔ اُن کی اُنسیں و صیغہ کے مطابق جو انہوں نے لکھا ہے

کہ اگر تم صحیح حدیث پاؤ جس کے خلاف میں نے حکم دیا ہو۔ تو یقین رکھو کہ میرا مذہب وہی ہو گا جس میں صحیح حدیث

وارد ہو چکی ہے۔ اور میرے مذہب کو دیوار پر مار دو رضی اللہ عنہ۔

وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ  
عَدَا إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ عَدَا بِرَأْيِهِ  
الْوَيْمَانَ وَمَنْ عَدَا إِلَى الشُّوقِ عَدَا  
بِرَأْيِهِ رَابِعٌ -

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ  
فرماتے تھے جو آدمی صبح سویرے اٹھ کر نماز فجر کو جاتا  
ہے۔ وہ ایمان کے جھنڈے کے ساتھ جاتا ہے۔ اور جو  
صبح اٹھ کر بازار کو جاتا ہے۔ وہ ایس کے جھنڈے کے ساتھ  
جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

بِرَأْيِهِ رَابِعٌ -

۱۔ تاکہ وہ شیطان اور اس کے لشکر کے ساتھ جنگ کرے جس طرح غازی لوگ جھنڈے سے لے کر چلتے ہیں۔  
۲۔ اس سے وہ شخص مراد ہے جو بغیر غنا و مال کے صبح اٹھ کر بازار کو چلتے۔ اور اگر نماز ادا کرنے کے بعد رزق حلال  
کمانے اور عیال کی روزی مہیا کرنے بازار چلتے تو وہ ایسا نہیں ہے۔

## بَابُ الْاَذَانِ

### اذان کا باب

گفت میں اذان کا معنی بتلانے اور اطلاع دینے کا ہے۔ شرع میں الفاظ مخصوص اور وقف مخصوص میں نماز کا وقت  
ہو جانے کی اطلاع دینے کا کہلے۔ مشہور ہے کہ اس کا ثبوت عبداللہ بن زید انصاری کے خواب میں دیکھنے سے  
ہوا۔ اس کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دیکھنے سے۔ جیسا کہ حدیث میں آئے گا۔ بعض کہتے ہیں  
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی خواب دیکھا تھا۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دس صحابی  
ہیں جنہوں نے اذان کو خواب میں دیکھا۔ بعض نے چودہ کے عدد کی تصریح کی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ صحابہ کے خواب  
میں دیکھنے کے بعد وہی میں داخل ہوئی۔ بعض کہتے ہیں اذان کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد سے ہے۔  
حضرت رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے اور  
کبریا کے مقام پر تھے تو ان میں میں فرشتے دیواری کے کناروں تک پہنچے تو وہاں ایک فرشتہ نمودار ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے حضور کو سلام کیا تو فرشتہ کو سلام کیا۔ حضرت جبریل نے عرض کیا اُس خدا تعالیٰ کی قسم جس نے  
حق سے پہلے میرے وجود کو پیدا کیا میں سب سے نزدیک ترین مخلوق میں ہوں۔ مگر جب سے پیدا ہوا ہوں  
میں نے اس فرشتے کو اس گھڑی میں پہلی بار دیکھا ہے۔ اس فرشتے نے کہا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر، پروردہ کے پیچھے سے آواز  
آئی میرے بندے نے سچ کہا میں ہی اکبر ہوں میں ہی بڑا ہوں پھر اس فرشتے نے اذان کے باقی کلمات ذکر کیے۔  
تحقیق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کو اذان کے کلمات سنے۔ مگر اس وقت نماز کے لیے



کلمات اذان پڑھنے کا حکم نہ ملا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بغیر اذان نماز ادا کرتے رہے۔ پھر مدینے تشریف لائے اور اس بار سے میں صحابہ سے مشورہ کیا۔ بعض صحابہ نے خواب میں اذان کے الفاظ سنے۔ پھر وحی بھی نازل ہو گئی کہ جو کلمات آسمان پر سنے تھے زمین پر سنت اذان قرار دیے جائیں۔ واللہ اعلم۔

الفصل الأول

## پہلی فصل

٥٩. عَنْ أَنَسٍ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّارُ تَنْفُثُ  
فَذَكَرُوا الْيَمُودَ وَالنَّصَارَى فَأَمَرَ  
بِلَالٍ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُؤْتَرَ  
الْأَقَامَةَ قَالَ أَسْمِعِيْ قَدْ كَرْتَهُ لَا يُؤْبَى  
فَقَالَ إِلَّا الْأَقَامَةَ -  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں بعض صحابہ نے ٹیگ اور ناقوس کا ذکر کیا۔ بعض نے یہود و نصاریٰ کا ذکر کیا۔ پھر حضرت جمال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات عدد و باریکیں اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ۔ اسماعیل نے کہی ہے اس بات کا ذکر عرب سے کیا تو انھوں نے کہا کہ تم غایت العیالہ (مخلای و مسلم)۔

لہ اذان کے بارے میں یہ حدیث، دراز حدیث سے مختصر ہے۔ پورا واقعہ وہ ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے تیسری فصل میں آرہا ہے۔ کہ مسلمان جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تھے انہوں نے چاہا کہ نماز کے لیے وقت معین کریں۔ کہ اس وقت پر سب لوگ نماز کے لیے حاضر ہو جایا کریں۔ بعض نے کہا کسی بلند جگہ آگ روشنی کی باتیجہ ہو سب لوگ دیکھ کر اکٹھے ہو جایا کریں۔ یا ناقوس بجایا جائے جس کی آواز پر سب جمع ہو جایا کریں۔ پھر صحابہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اطلاع کے لیے آگ جلانا تو یہود کا طریقہ ہے۔ اور ناقوس بجانا نصرانی کی رسم ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ ملاہٹ کرنا ٹھیک نہیں۔

ناقوس کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ ایک بڑی اور لمبی لکڑی پر چھوٹی لکڑی کر ادا جلتے۔ یہاں سے اس کی تہا کی تہا کیا کرتے ہیں۔ بعض روایات میں یہود کے لیے بوقی واقع ہوا ہے۔ بعض روایات میں قرآن و سنن اور قرآن و سنن کا حکم ہے۔ قرن (سنکھ) ایک معروف چیز ہے جسے یہود کے ساتھ جلا نا جاتا ہے۔ ہاتھ کی بعض شروعیہ چیزیں ہیں کہ نا قوس نصاریٰ کے لیے، بوقی یہود کے لیے۔ اور آگ مجوسی کے لیے ہے۔ مگر یہاں سے یہود کے ساتھ جو تہا کی تہا نہیں پڑھتے۔ الایہ کہ اس سے مراد یہ ہو کہ آگ جلا نا مجوس کا طریقہ ہے۔ یہاں سے اس کا اختیار کہ ایک شیک ہو۔ علامہ توریشی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مشہور یہ ہے کہ یہود سنکھ بجاتے ہیں۔ یہود سنکھ کہ ان میں سے بعض آگ بھی بجاتے ہوں۔ اور بعض سنکھ بجاتے ہوں۔ مختصر یہ کہ آخر کار بات اذان اور اقامت پر اگر مختصر کیا۔

۵ امام مالک و امام شافعی اور بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہے جائیں اور اقامت



۱۵۔ حضرت ابو محذورہ صحابی ہیں آپ کا نام سمرہ ہے۔ اور بعض نے کہا اوس ہے۔ بعض آپ کا نام سلمان اور بعض سلمہ بتلاتے ہیں۔ مگر قول اول صحیح تر ہے۔ آپ مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے۔ اور اذان میں ترجیع راوی ہیں۔ (ترجیع کا معنی ابھی بیان ہوگا)۔

۱۶۔ یعنی یہ کلمات چار بار کہے۔ ایک روایت میں دو بار کا ذکر بھی آیا ہے۔ امام مالک کا مذہب دو بار کہنے کا ہے۔

۱۷۔ اسے ترجیع کہتے ہیں اور یہ امام شافعی، امام مالک کے نزدیک اذان میں سنت ہے۔ امام احمد سے اس بارے میں دو روایتیں ہیں۔ ان کا ظاہر مذہب عدم ترجیع کا ہے۔ جیسا کہ اخلاف کا مذہب ہے۔ ترجیع میں شہادتین کو دو بار پست آواز سے پڑھتے ہیں۔ پھر اس کے بعد دو دو بار بلند آواز سے کہتے ہیں۔ ان حضرات کی دلیل یہ حدیث ہے علمائے حنفیہ اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ تکرار ابو محذورہ کی تعلیم کے لیے تھا۔ شروع قرار دینے کے لیے نہ تھا حضرت ابو محذورہ نے پہلی شہادتین کو آہستہ کہا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوبارہ کہہ اور بلند آواز سے کہہ۔ اور ایک دوسری حدیث حضرت ابو محذورہ سے مروی ہے اس میں ترجیع نہیں ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں الفاظ اذان میں اصل دہرایا ہے، بھی ترجیع نہیں ہے۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان میں بھی جو مؤذنین کے سردار و پیشوا ہیں، ترجیع نہیں ہے۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی مسجد (نبوی) میں اذان دیتے تھے۔ اور سعد قرظہ جو مسجد قبا کے مؤذن تھے۔ ان حضرات کی اذان میں بھی ترجیع کا کوئی ذکر نہیں۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان سے ایک قصہ متعلق ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہادتین کی تکرار کی تعلیم اذان کا طریقہ بیان کرنے کی غرض سے نہ تھی۔ ہم نے اسے شرح میں ذکر کیا ہے۔

## الفصل الثانی

### دوسری فصل

۹۲۔ عَنْ ابْنِ حُمَرَ قَالَ كَانَ الْآذَانُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْأَقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَدْ قَامَتِ الْهَلَاةُ قَدْ قَامَتِ الْهَلَاةُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے ایک ایک بار ہوتے تھے۔ سو اسے اس کے کہ قدامت الہلاۃ کے الفاظ مؤذن دو دو بار کہتا تھا۔

(ابوداؤد، نسائی و دارمی)

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَ الدَّارِمِيُّ۔

۵۹۳۔ وَعَنْ أَبِي مَحْذُومَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْإِذَانَ رَجَعَ  
عَشْرَةً كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ  
كَلِمَةً۔

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ  
كَادَةَ وَالْإِسَائِيُّ وَالدَّاعِمِيُّ وَابْنُ  
مَاجَةَ۔

۱۔ یہ قاعدہ ترجیع کے مطابق ہے۔

۲۔ یہ حدیث اس امر میں صریح ہے کہ اقامت کے کلمات بھی دو دو بار کہے جائیں گے۔ کہ انیس سے چار کلمے ترجیع کے  
نکل گئے اور قدامت الصلوٰۃ کے دو کلمے شامل ہو گئے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔ اور حدیث اول کو  
صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر وہ اس حدیث سے منسوخ ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۔ وَعَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي  
مُسْنَةَ الْإِذَانِ قَالَ فَسَمِعَ مُقَدِّمَ رَأْسِهِ  
قَالَ تَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ  
أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ ثُمَّ  
تَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ  
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا  
رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ  
اللَّهِ تَخْمُومُ بِهَا صَوْتَكَ ثُمَّ تَرْفَعُ  
صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ  
إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ  
أَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا  
رَسُوْلُ اللَّهِ عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى  
الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ  
فَإِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبْحِ قُلْتَ الصَّلَاةُ

انہیں حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے اذان کا طریقہ  
سکھلائیں فرماتے ہیں کہ میرے (عرض کرنے پر) آپ نے اپنے  
سر مبارک کے اگلے حصہ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ اور کہا  
اے ابو محذورہ یوں کہ۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر  
یہ الفاظ بلند آواز سے کہے۔ پھر کہ اشہدان لا الہ الا اللہ  
اشہدان لا الہ الا اللہ اشہدان محمد رسول اللہ اشہدان محمد  
رسول اللہ یہ الفاظ پڑھتے وقت آواز پست رکھ۔ پھر  
بلند آواز سے کہ اشہدان لا الہ الا اللہ اشہدان لا الہ الا اللہ  
اشہدان محمد رسول اللہ اشہدان محمد رسول اللہ  
۱۔ علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح حی علی  
الفلاح۔ پھر اگر صبح کی نماز ہو تو یہ الفاظ بھی کہہ  
الصلوٰۃ خیر من النوم۔ الصلوٰۃ خیر من النوم۔ اللہ  
اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ۔

(البراد و شریف)

خَيْرٌ مِنَ النُّومِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ  
النُّومِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ  
إِلَّا اللَّهُ - دَوَاءُ أَبُو دَاوُدَ

۹۵۔ وَ عَنْ بِلَالٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُثَوِّبَنَّ رِجْلِي  
شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي صَلَاةِ الْبُحْرِ  
دَوَاءُ التِّرْمِذِيِّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَ  
قَالَ التِّرْمِذِيُّ أَبُو سَرَاتَيْلَ الرَّاوِغِي  
لَيْسَ مُوَبَّذًا الْقَوِي عِنْدَ أَهْلِ  
الْحَدِيثِ -

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا نماز فجر کے علاوہ کسی نماز کے  
لیے تثنیہ نہ کرنا۔

اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور  
ترمذی نے کہا ابواسرائیل — جو اس حدیث کا  
راوی ہے۔ محدثین کے نزدیک کوئی قوی راوی  
نہیں۔

اسے لغت میں تثنیہ کا معنی ہے رجوع کرنا اور واپس آنا۔ یہاں تثنیہ سے اعلان (اذان) کے بعد دوبارہ اعلان  
(تثنیہ) مراد ہے۔ کہ ایک بار تو اذان کی صورت میں اعلان ہوا۔ دوبارہ پھر اعلان کرتے ہیں۔

تثنیہ چند قسم ہے۔ اذان فجر کے درمیان الصلوۃ غیر من النوم بھی تثنیہ ہے۔ جو تثنیہ عہد موت میں ہوتی تھی  
اور سنون ہے وہ یہی ہے۔ اس کے بعد علماء کو فہ نے اذان و اقامت کے درمیان بطور تثنیہ حی علی الصلوۃ کے الفاظ  
کا اجرا کیا (جاری کیا) اس کے بعد ہر قوم نے کوئی متعارف چیز اختیار کر لی۔ مگر صرف نماز فجر کے لیے کہ یہ تثنیہ اور کسب  
کا وقت ہے۔ اس کے بعد متاخرین نے تمام نمازوں کے لیے تثنیہ کا اختراع کیا اور اسے سخن قرار دیا مگر یہ بدعت  
اختراع کے بعد نئی اختراع ہے اور بدعت ہے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا انکار منقول ہے۔  
ایک دفعہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں داخل ہوئے اس کے منبر پر نماز فجر کے علاوہ دوسری  
نمازوں کے لیے بھی تثنیہ کرتا ہے۔ آپ مسجد سے باہر چلے گئے اور فرمایا اگر اس آدمی کے پاس سے باہر چلا جاؤ  
کہ یہ شخص بدعتی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تو اذان کے آواز  
اور تثنیہ کر کر (اس میں جلدی نہ کر) اور جب اقامت ہے تو جلدی  
کر اور تثنیہ کر کہہ اور اذان و اقامت کے درمیان اتنا وقفہ کر  
جتنا وقفہ کھانا شروع کر کے اس سے فارغ ہونے تک ہوتا ہے

۹۶۔ وَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ لِبِلَالٍ إِذَا أَذَّنْتَ  
فَتَرَمَلْ وَ إِذَا أَقَمْتَ فَاحْدُدْ وَ اجْعَلْ  
بَيْنَ أَذَانِكَ وَ أَقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَهْرُمُ  
الْإِنْسَانُ مِنْ أَكْلِهِ وَ الشَّرِبِ مِنْ شَرِبِهِ

وَالْمُحْتَضِرُ إِذَا تَخَلَّلَ لِقَضَائِهِ حَاجَتَهُ  
وَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي  
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَا نَعْرِفُهُ  
إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمُنْجَرِ وَرَأْسَادُهُ  
مَجْهُولٌ

اور پانی پینے والا پینے سے فارغ ہوتا ہے اور اتنا وقفہ کر بول  
پانا نہ کرنے والا اہل بیت کھانے میں داخل ہو کر اس سے فارغ ہوتا  
ہے اور جب تک مجھے نہ دیکھو نماز کے لیے نہ اٹھو اسے ترمذی  
نے روایت کیا اور کہا کہ ہم اس حدیث کو نہیں جانتے مگر عبد المنعم کی  
حدیث کے ذریعے اور اس کا اسناد مجہول ہے۔

۱۷ یعنی اقامت شروع ہونے کے ساتھ ہی نماز کے لیے نہ اٹھ کھڑے ہو بلکہ مجھے گھر سے باہر مسجد میں آتا ہوا دیکھو  
تو نماز کے لیے کھڑے ہوا کرو۔ فقہ میں مذکور ہے کہ غازیوں کو حی علی الصلوٰۃ کے الفاظ پر کھڑے ہونا چاہیے۔ اور شاید  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکی وقت باہر تشریف لاتے تھے۔

۱۸ یعنی عبد المنعم ابن نعیم کی حدیث کے ذریعے اور وہ مجہول اور ضعیف لوگوں میں سے ہے۔

۱۹ یعنی اس حدیث کا اسناد مجہول ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کے ثوابہ موجود ہیں۔ اور ان کے تمام  
فرق ضعیف ہیں۔ اور بعض نے کہا اس کے لیے (اذان و اقامت کے درمیان وقفے کے لیے) کوئی حد معین نہیں ہے۔  
ماسوائے اس کے کہ پورے طور پر دخول وقت ہو جائے اور نمازی جمع ہو جائیں۔ اور کسی بھی عالم نے اس میں اختلاف  
نہیں کیا کہ اذان و اقامت کے درمیان نوافل ادا کرنے جائز ہیں۔ جیسا کہ ابھی آئے گا۔

حضرت زید بن الحارث العدائی رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے فرماتے ہیں۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے حکم دیا کہ میں فجر کی اذان کہوں میں نے اذان  
کہی پھر حضرت بلال نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک صداد کے بجائے تے  
اذان کہی اور جو اذان کہے وہی اقامت بھی کہے۔

ترمذی . ابوداؤد

ابن ماجہ

وَحَنَ زَيْدُ بْنُ الْحَارِثِ الصَّدَاقِي قَالَ  
أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَنْ أَذِنَ فِي صَلَوةٍ فَتَجَرَّعْتُ  
فَأَمَرَادِي بِأَنْ أَقِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَصَادَ  
هَذَا ذَنْ وَهَذَا أَذَنٌ فَهُوَ يُقِيمُ  
بَعَاثَ التِّرْمِذِيُّ وَابُودَاؤُدُ وَ

ابن ماجہ

۲۰ الصداق: صداق کی پیش کے ساتھ صداق کی طرف منسوب ہے جو عین کا ایک قبیلہ ہے۔ حضرت زید بن الحارث  
نبی ملی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہایت سے شرف ہوئے احمد بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اذان کہی آپ بعمر میں  
میں شمار ہوتے ہیں۔

۲۱ جو شخص کسی قبیلہ میں سے ہوا اس کو اس قبیلہ کا بجائی کہہ دیتے ہیں۔



## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۵۹۸۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَوَضَّعُونَ لِلصَّلَاةِ وَكَيْسٌ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَرْنًا وَمِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ فَقَالَ عُمَرُ أَوْ لَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَتَادِ بِالصَّلَاةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مسلمان جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو وہ نماز کے وقت کا اندازہ کرتے تھے۔ اور نماز کے لیے کوئی آواز نہ دیتا تھا۔ ایک دن مسلمانوں نے اس بارے میں باہمی گفتگو کی۔ بعض نے کہا نصاریٰ کی طرح ناقوس بجاؤ۔ بعض نے کہا یہودی کی طرح سسکہ بجاؤ۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ کوئی آدمی مقرر کیوں نہیں کرتے جو نماز کے لیے اذان دے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا اے بلال اٹھ اور نماز کے لیے آواز دے۔ (بخاری و مسلم)۔

۱۔ یعنی کیا تم لوگ نصاریٰ اور یہود کا ناقوس و سسکہ کہیں اختیار کرتے ہو۔ نماز کے لیے آواز دے گا کوئی آدمی مقرر کیوں نہیں کرتے۔

۲۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں نماز کا ہو جانے کے لیے آواز دینا اور اطلاع کو نامراد ہے۔ بطریق خاص شرعی اذان کہنا مراد نہیں ہے۔ اس تو جیمہ سے احادیث کے درمیان مطابقت ہو جائے گی۔ گویا ابتداء میں حضرت اذان دیتی جاتی تھی۔ اس کے بعد خواب میں اذان دکھائی گئی اس کے بعد وحی یا اجتماع سے اذان کی ضرورت نہ رہی۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضرت بلال نماز کے لیے الصلوۃ جامعۃ کے لفظ سے آواز دیتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ناقوس تیار کرنے کا حکم دیا تاکہ لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کی خاطر بجایا جائے۔ تو مجھے خواب میں ایک آدمی دکھائی دیا جس نے اپنے ہاتھ میں ناقوس اٹھایا ہوا تھا۔ میں نے کہا اے اللہ کے بندے تو یہ ناقوس فروخت کر دے گا۔ اس نے کہا تو اسے کیا کرے گا۔ میں نے کہا ہم اس کے ساتھ نماز

۵۹۹۔ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَبِشَةَ قَالَ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوسِ يُعْمَلُ لِيُضَرَّبَ بِهِ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ طَافَ رَجُلٌ وَآنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحِيلُ نَاقُوسًا فِي يَدِهِ فَقُلْتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَتَيْتَنِي النَّاقُوسُ قَالَ وَمَا كَصْنَعُهُ بِهِ قُلْتُ نَدَعُوهُ

إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَا  
مَوْخٍ مِنْ ذِيكَ فَقُلْتُ لَهُ بَلَى قَالَ  
فَقَالَ تَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ إِلَى آخِرِهِ وَ  
كَذَا الْإِقَامَةُ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ آتَيْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَاخْبَرْتُهُ بِمَا رَأَيْتُ فَقَالَ إِنَّهَا لَوَحْيٌ  
حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعْلَمُ مَعَ بِلَالٍ  
فَأَتَى عَلَيْهِ مَا رَأَيْتُ فَلْيُؤْذِنْ بِهِ  
فَإِنَّهُ أُنْذَى صَوْتًا مِمَّنْكَ فَقُلْتُ مَعَ  
بِلَالٍ فَجَعَلْتُ أُلْفِيهِ عَلَيْهِ وَيُؤْذِنُ  
بِهِ قَالَ فَسَمِعَ بِذَلِكَ عُمَرَا بَنُ  
الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ يَمْشِي  
رَدَّاءً يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ  
بَشَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَأَيْتُ وَشَلَّ مَا  
أُتِيَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ

بَعَا الْوَدَّ وَالْذَّائِرِي وَ  
لَنْ مَاجَةٍ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَدْ كُرْ  
الْإِقَامَةُ وَقَالَ التَّرْمِذِيُّ هَذَا  
حَدِيثٌ صَحِيحٌ لَكِنَّهُ لَمْ يُصَوِّحْ  
قِصَّةَ النَّاقُوسِ

کی طرف بلائیں گے۔ اس نے کہا میں تجھے اس سے بہتر چیز نہ  
بتاؤں گا۔ میں نے کہا ہاں۔ عبداللہ بن زید کہتے ہیں کہ اس  
مرد نے کہا کہ اللہ اکبر الی آخر۔ اسی طرح اقامت بھی  
کہے۔ عبداللہ بن زید کہتے ہیں صبح اٹھ کر میں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جو کچھ میں  
نے خواب میں دیکھا تھا آپ کو اس کی خبر دی۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سچا خواب ہے ان شاء اللہ  
تعالیٰ تو بلال کے ساتھ کھڑا ہو۔ اور جو کچھ تو نے دیکھا ہے  
وہ بلال کو بتلاتا جا۔ کہ وہ ان کلمات کے ساتھ اذان کہے۔  
کیونکہ وہ تجھ سے زیادہ بلند آواز ہے۔ میں بلال کے  
ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور ان کو اذان کے کلمات بتلاتا جاتا  
تھا۔ اور حضرت بلال اذان دیتے جلتے تھے۔ عبداللہ بن زید  
کہتے ہیں۔ اذان بلال کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ  
نے سنا جبکہ وہ اپنے گھر میں تھے۔ تو وہ اپنی چادر کھینچتے  
ہوئے اور یہ کہتے ہوئے باہر نکلے۔ یا رسول اللہ اس ذات  
کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے۔ البتہ میں  
نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا کہ عبداللہ بن زید کو  
دکھایا گیا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
فَلَمَّا الْحَمْدُ لِلَّهِ هِيَ كَلِمَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى  
وَارْحَمِیْ اَوْ اَبْنِ مَاجَةٍ کَمَا اَبْنِ مَاجَةٍ اَوْ اَبْنِ مَاجَةٍ  
ذُکْرُنِیْ کَلِمًا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ مگر اس  
نے قصہ ناقوس کی تصریح نہیں کی۔

اے حضرت عبداللہ بن زید انصاری خضر جی ہیں۔ مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔ آپ کو صاحب اذان بھی کہتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے ناقوس تیار کرنے میں صحابہ کے اختلاف کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تیار  
کرنے کا حکم دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ حکم تنخیر کے طور پر ہو (یعنی نہیں ناقوس تیار کر لینے کا اختیار ہے) واللہ اعلم۔

۳۵ کیا تو ناقوس چاہتا ہے۔ میں تجھے ایسی چیز نہ بتلاؤں جو اس سے بہتر ہے ؟  
 ۳۶ تا آخر اذان بیان کردہ کیفیت کے مطابق۔ اور اسی طرح اقامت بھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقامت عدد کلمات میں اذان کی طرح ہے۔ شافعیہ کہتے ہیں عبارت کا معنی ہے کہ اسی طرح آپ نے اقامت کی تعلیم دی۔ تو یہ تشبیہ صرف تعلیم میں ہے۔

۳۷ یہاں کلمہ ان شاء اللہ تعالیٰ کا استعمال تبرک اور اظہارِ رغبت کے لیے ہے۔ شک و تردد کے لیے نہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ اس کلام کا معنی خواب یا اجتہاد کے ذریعے حصول یقین کے بعد نزول وحی کے اظہار کا انتظار وقوع ہے۔ گویا اسی وقت وحی کا نزول ہوا اور اسی وقت آپ نے اجتہاد بھی کیا۔ تو عبد اللہ بن زید کو فرمایا اَقْعَمَ مَعَهُ بِلَالٌ رَاحِلًا اَخْبَرَهُ

۳۸ یعنی آپ نے یہ قصہ یا حضرت بلال کی اذان سنی۔

۳۹ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرشتے سے آسمان میں بیداری کی حالت میں اذان سنی۔ اور اس حدیث کی عبارت کہ میں نے بھی وہی کچھ دیکھا ہے جو اسے دکھایا گیا ہے، اس جانب اشارہ کر رہی ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۰ یعنی خدا تعالیٰ کی ہی حمد و ستائش ہے کہ تیرا دیکھنا اور اس کا دیکھنا آپ میں موافق و مطابق ہو گیا ہے۔ کہ حق کی طرف سے الہام ہو گیا ہے۔ اور تیری زبان سے صدق و صواب نکلا ہے۔  
 ۴۱ جو کہ دوسری روایت میں واقع ہوا ہے۔

۴۲ چنانچہ ان کے نزدیک حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں۔ کہ حضرت عبد اللہ بن زید نے کہا میں نے حضرت بلال کی تو ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ نے بلال کی خدمت میں خواب حقیقی ہے۔ اور فرمایا بلال کے ساتھ اٹھ کر کھڑا ہو۔ کہ وہ تجھے اپنے ساتھ لے کر اترے اور اذان پڑھا۔ تب تجھے خواب میں بتلائے گئے ہیں بلال کو ان کی تلقین کرتا جا۔ اور بلال کو بتایا ہے کہ وہ انہیں اذان پڑھنے کے لیے بلے۔ پھر جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کی آواز سنی تو آپ نے گھر سے باہر نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی چادر کھینچتے ہوئے۔ اور کہا یا رسول اللہ اس قاف کی قسم جن سے آپ کو اس حدیث میں سنی دے کر بھیجا ہے۔ میں نے بھی اس کے مطابق دیکھا ہے پھر کہ یہ عبد اللہ بن زید کہہ رہے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ الحمد فتلك اثبت۔ حمد و ثنا اللہ ہی کے لیے ہے۔ تو اس پر ثابت و قائم رہ۔

حضرت ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
 میں غارِ صبح کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ

نکلا تو آپ کسی آدمی کے پاس سے نہ گزرتے تھے مگر اسے نماز کی آواز دیتے تھے۔ یا اس کے پاؤں کو ہلاتے تھے۔

(ابوداؤد)

فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ إِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلَاةِ  
أَوْ حَرَكَهُ بِرَجْلِهِ -

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

۱۔ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ آپ کا نام نفع بن الحارث ہے۔

۲۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے لیے بیدار کرنا جائز ہے۔ خواہ ہلانے کی صورت میں ہو یا خواہ ہلانے

کے ساتھ۔

حضرت مالک سے روایت ہے انہیں یہ بات پہنچی کہ نوؤں  
حضرت عمر کو نماز صبح کی اطلاع دینے آیا انہیں سوچا  
ہوا پایا۔ تو کہا الصلوۃ غیر من النوم۔ حضرت  
عمر نے اس کو کہا یہ الفاظ صبح کی اذان میں  
کہا کرتے تھے

(اسے مالک نے موطا میں روایت کیا)۔

۳۔ وَ عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ أَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَهُ  
عَمَّا يُؤَذِّنُهُ لِيُصَلِّيَ الصُّبْحَ فَوَجَدَهُ  
نَائِمًا فَقَالَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ  
فَامْرَأَةٌ عَمَّا أَنْ يَجْعَلَهَا فِي رِندَاءِ  
الصُّبْحِ -

(رَوَاهُ فِي الْمُوطَا)

۱۔ یعنی اذان ہو جانے کے بعد۔

۲۔ حضرت ابوفردوس کی گزشتہ حدیث سے معلوم ہوا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا تھا کہ صبح کی اذان میں یہ الفاظ کہیں۔ بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ حضرت بلال حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے  
انہیں الصلوۃ غیر من النوم حضور یہ الفاظ سن کر خوش ہوئے اور فرمایا یہ الفاظ اذان میں کہہ کر ہو سکتا ہے کہ عینہ طیبہ  
میں یہ سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد متروک ہو گئی ہو۔ پھر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے  
عند میں یہ حدیث درج ہے کہ وہ فرماتے ہیں واللہ اعلم۔

حضرت عبدالرحمن بن سعد — — — — —  
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے وہ اپنے باپ اور ان کا باپ  
اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ اذان دیتے وقت اپنی  
انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں ڈالیں اور فرمایا  
اسی طرح تیری آواز زیادہ بلند ہوگی۔

(ابن ماجہ)

۳۔ وَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنٍ  
يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ حِينَ كَانَ يُؤَذِّنُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَجْعَلَ رِجْلَيْهِ فِي  
أُذُنَيْهِ وَقَالَ إِنَّهُ أَرْفَعُ لِمُؤَذِّنِكَ -

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

اے یعنی عبدالرحمن نے کہا مجھ سے روایت بیان کی میرے باپ سعد بن عمار نے اس نے اپنے باپ سے یعنی عمار بن سعد سے اور میرے باپ نے اپنے دادا سے جن کا نام سعد قرظہ ہے۔ قرظہ قاف کی زیر اور راء ذلہ کے ساتھ یہ سعد قرظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسجد قبا میں موزن تھے۔ واضح ہو کہ سعد جو آنحضرت کے موزن ہیں صحابی ہیں۔ اور عمار بن سعد ان کے لڑکے تابعی مقبول ہیں اور طبقہ ثالثہ میں ہیں اور ان کا لڑکا عبدالرحمن مقصور الحال راوی ہے، چھٹے طبقہ سے ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ پس عبدالرحمن اپنے باپ سے کہ سعد بن عمار سے۔ وہ اپنے باپ سعد سے جو صحابی ہیں اور میرے باپ کا دادا ہے۔ ابیہ وجہ کی دونوں تیسریں لفظ الی کی طرف لوثی ہیں۔

## بَابُ فَضْلِ الْآذَانِ وَاجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ

### اذان اور اذان کا جواب دینے کی فضیلت کا بیان

اذان کی فضیلت و شان فی نفسہ بہت زیادہ ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ گفتگو اس میں ہے کہ اذان کتنا افضل ہے یا امامت کرنا۔ مختار و پسندیدہ نہایت یہ ہے کہ اگر جانتا ہو کہ امامت کے حقوق صحیح اور کامل طور پر بحال نہ ہو سکتے ہیں امامت افضل ہے ورنہ اذان افضل ہے۔

پھر اس بارے میں بھی علماء نے گفتگو کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس اذان کی ہے اس میں ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ لوگ سوار یوں پر سوار تھے۔ اذان کے گونجے گونجے اس وقت تک کہ اذان کہی اور سوار یوں پر ہی نماز ادا کی۔ بعض نے اس کا تادل یہ کیا ہے کہ اذان کہنے سے اذان کا جو دینا واجب ہے اور یہ طریقہ عربوں میں بہت مروج ہے کہ جو شخص کسی کام کا حکم دیتا ہے۔ وہ کام اسی کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں بادشاہ نے قلعہ تعمیر کیا اور جڑا پہنایا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ اس نے اس کام کا حکم دیا۔ یہی دارقطنی کی روایت میں اس امر کی تصریح بھی آچکی ہے کہ آپ نے اذان کا حکم دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

ہا یہی حضرت امام ابو یوسف سے نقل کیا کہ امام ابو یوسف نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرب کی اذان و اقامت خود کہی۔ اور دونوں کے درمیان بیٹھے۔ کلام سنائی سے ظاہر بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے اقامت بھی خود کہی تھی۔ (ذخیرہ)

موزن کی اذان کا جواب دینا واجب ہے اور اگر چند اشخاص اذان دیں تو اذان کی اذان کا جواب منوری ہوگا۔

اور اگر مختلف اطراف سے اذان کی آواز بیک وقت آرہی ہو تو اپنے محلے کی مسجد کی اذان کا جواب دے اور اگر اذان کے وقت مسجد میں موجود ہو تو پھر اذان کا جواب دینا ضروری نہیں کہ وہ فعل سے اس کا جواب دے رہا ہے اور قرآن پڑھنے والے میں دو قول میں مختار وہ پسندیدہ قول یہ ہے کہ اس کے لیے جواب دینا لازم نہیں ہے۔

## الفصل الاول

### پہلی فصل

حضرت معاذیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت کے روز اذان دینے والوں کی گردنیں تمام لوگوں سے زیادہ دراز ہوں گی (مسلم شریف)

۳۳ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ یہ قیامت کے دن ان کی بزرگی اور سرفرازی اور سر بلند کی سے کنایہ ہے۔ یا بہشت میں داخل ہو کر ان کے اذان کہنے کی انتظار سے کنایہ ہے۔ نیز حق تعالیٰ کی طرف سے فضل و کرامت کے لیے ان کے دیدہ ہائے امید کے دراز ہونے کی جانب اشارہ ہے کہ جو شخص کسی چیز کا منتظر اور امیدوار ہوتا ہے وہ اس کی طرف دیکھتا اور اس کی جانب گردن دراز کرتا ہے یا اس کی درگاہ عزت و عظمت میں قرب و نزدیکی سے کنایہ ہے۔ بعض نے اعناقاً بکسر حمزہ روایت کی ہے۔ یعنی مشتابی کرنا اور تیز چلنا یعنی بہشت کی جانب۔ مطلب یہ کہ اذان کہنے والے جنت میں جلد پہنچیں گے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ

۳۴ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صلى الله عليه وسلم فرمایا جب نماز کیلئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُودِيَ لِلصَّلَاةِ

پشت پھیر کر بھاگ جاتا ہے نور سے ہوا خارج کر دیتا ہے۔

أَدْبَرَ الْبُحْبُوحَ وَهُوَ ضَرَّاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ

یعنی کہ اذان نہ سن سکے اور اس کی وجہ اذان ختم ہو جاتی ہے

الْقَارِئِينَ فَإِذَا قُبِضَ التَّدَاؤُ أَقْبَلَ حَتَّى

تو واپس آ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب نماز کی بکیر شروع

وَالْقَارِئُ بِالْمُحَلَّةِ أَدْبَرَ حَتَّى إِذَا قُبِضَ

ہوتی ہے تو پھر پشت پھیر کر بھاگ جاتا ہے یہاں تک کہ

الْقَارِئُ يَنْفِرُ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ

کہ جب اقامت ختم ہوتی ہے تو واپس آ جاتا ہے اور

تَفْهِمَ يَكُونُ يُدْكَرُ كَذَا أَوْ كُرْ كَذَا لِمَا لَمْ

اگر انسان اور اس کے نفس کے درمیان مائل ہوتا اور

يَكُنْ يُدْكَرُ حَتَّى يَخْلَعَ الرَّجُلُ لَا يَذَرُ

دوسرے نمازی کرتا ہے اسے کتبے نلال چیر یا دیگر نلال چیز

تَمَّ مَبْنًى -

یاد کروہ باتیں یاد دلاتا ہے جو اسے پہلے یاد تھیں یہاں تک کہ آدمی

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اسے پتہ نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت

پڑھی ہیں۔ (بخاری و مسلم)



۱۵۔ تاکہ اذان کی آواز نہ سن سکے۔ بعض کہتے ہیں یہ ایسے ظاہر معنی پر معمول ہے کیونکہ شیطان بھی غذا کھانے والا جسم رکھتا ہے۔ لہذا اگر بلند آواز سے ہوا خارج کرے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لہذا وہ ہوا خارج کرتا جاتا اور بھاگتا جاتا ہے جس طرح گدھا کہتا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس میں تشبیہ دی گئی ہے شیطان کے اپنے آپ کو اذان کی آواز نہ سننے سے غافل کرنے کو اس آواز کے ساتھ جو کان کو بھر دے کہ اذان کی آواز نہ سن سکے۔ اور اس تشبیہ کو گورنر، بارہانے سے تعبیر کرنا اس کی قیامت و شہادت بیان کرنے کے لیے ہے۔ مسلم کی روایت میں کہ حصاص کا لفظ بھی آیا ہے۔ حصاص ماکہ کی پیش اور صاد بہمد کے ساتھ یعنی سخت تیز دوڑنا۔

۱۶۔ سوال۔ اگر یہ کیا جائے کہ شیطان اذان سے کیوں بھاگتا ہے۔ نماز و تلاوت قرآن۔ کیوں نہیں بھاگتا۔ جواب۔ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اذان کے کلمات میں ایسی ہیبت اور ایسا رعب رکھا ہے کہ جس سے ابلیس پر سخت رعب و ہیبت چھا جاتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں راز یہ ہے کہ اذان اگرچہ نماز کا مقدمہ ہے لیکن اس میں عجب وریا نہیں ہوتا۔ اور نماز چوتھہ کامل درجہ کی فضیلت رکھتی ہے اس لیے آدمی اس میں عجب وریا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اس رختہ کے راستے شیطان کو دوسرے اندازی کا موقع مل جاتا ہے۔ قرآن کی بھی یہی کیفیت ہے۔ مختصر یہ کہ اذان میں یہ غافل چیز رکھ دی گئی ہے۔ واللہ اعلم!

۶۵۔ وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جَنَّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

دلفاکا البخلوی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے شیطان جن و انس اور نہ کوئی اور چیز موزن کی انتہائی آواز کو سنا قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گا۔ (بخاری ص ۱۰۸)

۱۷۔ حیوانات۔ نباتات۔ اور عبادات میں حضور۔ یعنی اس کے ایمان، اس کے نفل و کمال اور اس کی عزت و شرف کی گواہی دے گا۔ یہ حدیث صحیحہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کی غایت و نہایت کو کہتے ہیں۔ غایت و نہایت کی تفصیل اس بنا پر کہ جب خدا چیز بھی گواہی دے گا جو غایت آواز سننے کی۔ اگرچہ انتہائی پست ہو تو وہ چیز جو نزدیک ہوگی اور بلند آواز سننے کی وہ بطریق اولیٰ گواہی دے گی۔

۶۶۔ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ثَيْنِ الْعَاصِبِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَتَوَلَّوْا وَمِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَىٰ قِيَامَتِهِ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَوةً

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم موزن کی اذان سنو تو کہو مثل اس کی جو وہ کہتا ہے۔ پھر فجر پر درود بھیجو۔ اس لیے کہ جو شخص فجر پر

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ  
لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَوْزَنَةٌ فِي الْجَنَّةِ  
لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُو  
أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ  
حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ.

درداء مُسَلِّمٌ

ایک مرتبہ حضور مجتہد ہے اللہ تعالیٰ اس پر اس مرتبہ  
رحمت نازل کرتا ہے پھر میرے لیے اللہ تعالیٰ سے  
وسیلہ طلب کرو کہ وہ وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے  
جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق و مناسب  
ہے اور مجھ پر ہے کہ وہ بندہ میں ہوں جو شخص میرے لیے

غلام سے وسیلہ کا سوال کر لیا اسکے لیے شفاعت لازم ہو جائیگی (مشریف)

اے درود شریف بھیجئے کہ یہ جزا اللہ کی طرف سے ہمیشہ کے لیے مقرر ہے تو اس وقت بھی مجھ پر درود شریف بھیجو۔  
کہ یہ مبارک وقت ہے۔ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

۱۰ لغت میں وسیلہ سبب اور دستاویز کو کہتے ہیں۔ توسل کا معنی ہے کسی چیز کے ذریعے نزدیکی ڈھونڈنا۔ وسیلہ  
کردنہ اور وسیلہ کردہ ہونے والا کا معنی ہے عمل کے ذریعے خدا کا قرب تلاش کیا۔ یہاں وسیلہ سے مراد جس کے سوال  
کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہوا ہے اللہ جل جلالہ و عز شانہ کے حضور اور اس کی درگاہ عزت و عظمیٰ اس قرب کا  
سوال ہے جو آپ کو عطا ہوگا۔ اور جو عموماً مخلوق کے لیے حصول شفاعت کا سبب بنے گا۔ اور بہشت میں مرتبہ  
اور درجے کا حصول بھی اس قرب درجہ کا نتیجہ اور اثر ہوگا۔ اسی بنا پر اس کی تفسیر اس مرتبے سے کی گئی ہے۔ جو جنت میں  
آپ کو نصیب ہوگا۔ اور ارجو (میں امید کرتا ہوں) کا لفظ بارگاہ الہی میں تواضع اور ادب کی نیت سے آپ نے استعمال  
فرمایا اور حقیقت میں یہ اس مرتبے کے یقینی طور پر حصول سے کنایہ ہے۔ کیونکہ حبیب کی امید حضرت مجیب (اللہ تعالیٰ)  
میں ناکامی کا نہ ہو گزرتہ دیکھیے۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْمُؤْمِنُ اللَّهُ أَكْبَرُ  
اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ  
أَكْبَرُ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ  
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ  
أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا  
رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ مُحَمَّدٌ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ  
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ مُحَمَّدٌ  
عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن نے  
اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو تم نے بھی اللہ اکبر اللہ اکبر اور  
جب مؤذن اشہدان لا الہ الا اللہ اشہدان لا الہ الا اللہ  
کہتا ہے تو تم نے بھی اشہدان لا الہ الا اللہ کہا۔ پھر مؤذن  
کہتا ہے اشہدان محمد رسول اللہ کہا تو تم نے بھی اشہدان  
محمد رسول اللہ کہا۔ پھر کہتا ہے حی علی الصلوۃ تم نے  
اس کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہا۔ پھر  
وہ کہتا ہے حی علی الفلاح تم نے اس کے جواب میں

کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ پھر کتاب ہے اللہ اکبر اللہ اکبر  
 تم نے بھی اللہ اکبر اللہ اکبر پھر وہ کتاب ہے لا الہ الا اللہ  
 تم نے بھی اپنے دل میں کہا لا الہ الا اللہ۔ جو بھی ایسا  
 کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔

يَا لَلّٰهُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ اَكْبَرُ قَالَ  
 اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا  
 اللّٰهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَنْ قَلْبِهِ  
 دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

(مسلم شریف)

دَوَاۓ مُسْلِم

۱۷ احادیث میں حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں یہی کلمہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ آیا ہے اور وہ  
 جو بعض لوگ کہتے ہیں ماشاء اللہ یکن و ما لم یکن اس کی کوئی اصل نہیں ملی۔ ان کلمات کے جواب میں حیدر (حی علی  
 الصلوۃ حی علی الفلاح) اور حوقلہ (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) دونوں کو جمع کرنا ضعیف ہے ایک روایت ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اذان سننے کے وقت یہ دعا  
 پڑھے

۱۸۔ وَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى  
 اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ  
 الْيَدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ النَّاقِظَةِ  
 وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اَنْتَ مُحْتَمِدٌ الْوَسِيْلَةَ  
 وَالْفَضِيْلَةَ وَ اَبْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا  
 الَّذِي وَعَدْتَهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ  
 الْقِيَمَةِ۔

دَوَاۓ الْبُخَارِي

(ترجمہ) اے میرے اللہ اس دعوت کا کہ (دعوت توحید) اور صلوۃ  
 قائم رہی علی الصلوۃ کے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام حقوق  
 پر توبہ و درجہ عطا کر۔ اور آپ کو تمام امور پر اکبر میں رکھو  
 ان سے دعا کی ہے تو ان کی ہر چیز میں شفاعت ہوگی  
 (اسے میرے اللہ)

۱۹ اور یہی کی روایت میں لیں آیا ہے۔

میں تجھ سے اس دعوت تمامہ کے حق کے ساتھ سوال کرتا ہوں) دعوت تمامہ سے دعوت توحید مراد ہے جو خمس شریک سے  
 منترہ اور تغیر و تبدل سے محفوظ اور روز قیامت تک باقی و قائم ہے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ تمام اقوال سے تمام مسائل  
 قول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ کیونکہ یہ تمام دنیوی و آخری معاوتوں کا جامع ہے۔

۲۰ والصلوۃ القا ئمہ یہ حی علی الصلوۃ کے مضمون کی طرف اشارہ ہے اور صلوۃ سے دعا اور قائم سے دعا مراد  
 لیا جائے تو پھر یہ دعوت تمامہ کی تاکید اور اس کا بیان بنے گا۔

۲۱ مقام محمود سے وہ مقام مراد ہے کہ اس مقام والے کی سب کائنات صفت و ثناء کرے گی اور تمام مخلوق اس پر  
 رشک کرے گی۔ اور یہ مقام قرب و شفاعت ہے۔ کہ تمام عالم حیران و سرگردان ہوگا اور انبیاء و رسل میں سے کسی کو

بھی معیت دوست کے باعث سڑھلے کی حیات نہ ہوگی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خائے قدوس کے حرم خاص میں حاضر ہوں گے اور اس دروازہ (شفاعت) کو کھولیں گے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ خدا تعالیٰ (اس دن) اپنے محبوب پاک کو ایسی حمد کی تعلیم و تلقین کرے گا کہ جب آپ اس حمد کے ساتھ خدا تعالیٰ کی صفت دستائش کریں گے تو رحمت کا دروازہ کھل جائے گا۔ یہ بھی ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روز قیامت عرش پر بٹھایا جائے گا بزرگ کا خاص لباس آپ کو پہنایا جائے گا پھر آپ کو اذن دیا جائے گا کہ جو چاہیں فرمائیں اور جو کچھ میرے جیب کی رضا ہے مجھ سے مانگے اور طلب کرے۔ اس دن معلوم ہوگا کہ مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے اور اس (آخرت) کی مجلس دمعہ کہ کا صدر و سلطان کون ہے۔

اں چشم و چراغ اہل بینش  
سلطان سر بر آفرینش  
وہ اہل دانش و بینش کا چشم و چراغ  
وہ کائنات ہستی کا سلطان و بادشاہ

در مقامیکہ صدارت بر بزرگان بخشند  
چشم دارم کہ بجا از ہمہ اقزول باشی  
وہ مقام جہاں بزرگوں کو صدارت عطا کرتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہاں بھی تو سب سے افضل و اعلیٰ جگہ میں ہوگا۔

یہ یعنی اپنے اس قول مبارک میں جو تو نے قرآن میں فرمایا  
تیرا سب عنقریب تجھے مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔

یہ یعنی جو شخص اذان کے بعد یہ دعا پڑھتا ہے روز قیامت اس کے لیے شفاعت اترے گی اور وہ اس کا مستحق قرار پائے گا۔ اگرچہ تمام سب گناہگار گناہوں کی مغفرت کے لیے نیک لوگ بلندی درجات کے لیے شفاعت کے امیدوار ہوں گے۔ لیکن اس عمل والے کے لیے شفاعت لازم و ضروری ہوگی اور یہ شخص خصوصی شفاعت اور عظیم رحمت سے نوازا جائے گا۔ بعض علماء رحمہم اللہ نے اس قسم کی بشارات کو حسن عاقبت اور ایمان پر موت سے کنایہ قرار دیا ہے کہ شفاعت ایمان والوں کے ساتھ خاص ہے۔ پس شفاعت کی بشارت ایمان پر موت کی بشارت کو مستلزم ہے جیسا کہ حدیث میں تار تیری و ثبت کہ شفاعتی (جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی) میں علماء نے یہ نکتہ بیان کیا ہے۔ اہم از تنارے اللہ ہمیں اپنے حبیب کی شفاعت نصیب فرما۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت دشمن پر ٹھہرتے تھے۔  
اور آپ کان لگا کر اذان سنتے تھے۔ اگر دشمن کی طرف سے

وَحَنَّ اَنِي قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعِيرُ اَذَانَ طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ  
يَسْتَمِعُهُ الْاَذَانَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا مَكَ

## کتاب الصلوۃ فضیلت اذان کا باب فصل

اذان کی گواہی دیتے تو حاکم کرتے سے رک جاتے۔ دین  
حکم کر دیتے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک آدمی کو کہتے  
ہوئے سنا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر تو آپ نے فرمایا اے مرد تو  
اسامی فطرت پر ہے اور آپ نے اس کے ایمان کی  
گواہی دی پھر اس نے کہا اشدان لا الہ الا اللہ آپ نے فرمایا  
تو آگ سے باہر نکل آیا۔ لوگوں نے اس آدمی کو جا کر دیکھا تو  
دیکھ کر یہاں چرانے والا پرواہ نہ کیا۔

وَلَا أَغَارُ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ  
اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْفُطْرَةِ ثُمَّ قَالَ  
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ فَنَظَرُوا إِلَيْهِ فَإِذَا  
هُوَ سَاعِيٌّ وَمُعْزِيٌّ -

(مسلم شریف)

(رواہ مسلم)

اظہارِ نجات کا معنی ہے۔ قتل اور لوٹ مار کے لیے گھوڑوں کو سخت دوڑانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف  
یہ تھی کہ جب کسی قوم پر حملہ کرنے تشریف لے جاتے صبح کو تشریف لے جاتے۔ تاکہ ان کے کفر و اسلام کا امتحان  
ہو سکے۔

۲۷ کہ ان کی اذان سے پتہ چل جاتا کہ یہ مسلمان ہیں۔

۲۸ کہاں قوم سے اذان کی آواز نہ آنے کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ آپ نے اذان کے ہونے اور  
نہ ہونے کو ان کے ایمان و کفر کی علامت قرار دیا۔ ایک فقہی روایت میں آیا ہے کہ کسی جگہ کے لوگ اگر کفر کا متحرک  
کردیں تو ان کے خلاف تلوار کشی جائز ہو جائے گی کہ اذان اگر پڑھتے ہیں تو شکارِ اسلام ہیں۔  
۲۹ یہ اس کے ایمان کی تاکید ہے۔ اس کا معنی یہ ہے قرآن و سنت پر عمل کرنے والے مسلمان ہیں۔ یا معنی  
یہ ہے کہ اگر تو گناہ بھی کرے اور اس کی سزا کے طور پر دوزخ میں بھیجا جائے۔ اگر کفر کا ایمان کی بدولت دوزخ میں  
نکل آئے گا۔ (غور کرو)

۳۰ تاکہ معلوم کریں کہ یہ کون شخص ہے۔

۳۱ معزی۔ میم کی زیر اور میں ساکن اور زاکم۔ وقع کے ساتھ کلمہ دہر معنی بکری  
معنی بھیڑ۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ قَالَ حَبِيبَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ  
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ اذان سننے  
کے وقت یہ پڑھتا ہے۔

لَهُ وَ اَنْ مَّحَمَّدًا عَبْدًا وَ رَسُوْلَهُ  
فَضَيْتُ بِاِلٰهِ رَبِّكَ وَ مَحَمَّدٍ رَسُوْلًا  
وَبِاِسْلَامٍ دِيْنًا عَفَرَ لَهُ ذَنْبُهُ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ  
ایک اس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک محمدؐ کا بندہ اور رسول میں  
میں اللہ کے رب ہونے اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونا اسلام کے  
دین ہونے پر راضی ہوں تاکہ اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں (مسلم شریف)

۱۱۰ یعنی تمام مغیرہ گناہ جیسا کہ احاث کا مذہب ہے۔

۹۱۱ وَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُعْقِلٍ قَالَ قَالَ  
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ  
بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَوةٌ بَيْنَ كُلِّ  
اَذَانَيْنِ صَلَوةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ  
شَاءَ۔

حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو اذان کے  
درمیان نماز ہے ہر دو اذان کے درمیان نماز ہے پھر آپ  
نے تیسری مرتبہ فرمایا ہر اس کے لیے جو چاہے

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

۱۱۰ یعنی دو اذانوں (اذان و اقامت) کے درمیان دو قسمیں جو شخص چاہے نماز پڑھے مگر یہ نماز لازم و ضروری نہیں  
چاہے تو پڑھے چاہے تو نہ پڑھے

واقع ہو کہ دعاغافوں کے یہاں اذان و اقامت مراد ہے۔ اقامت کو بھی اذان سے شائبہ ہونے کی بنا پر اذان  
کہہ دیا جس طرح شمس و قمر کو قرین اور امام حسن و حسین کو حسین کہتے ہیں۔ یا اس وجہ سے اقامت کو اذان کہا کہ اذان بمعنی  
اعلان و اطلاع دیتا ہے اور اقامت بھی نفل نماز کے وجود پر ہی اطلاع ہے جس طرح اذان نماز کا وقت ہونے کی اطلاع  
ہے مطلب درود ایسا ہے کہ اذان دینے کے بعد نماز پڑھنی چاہیے کہ یہ مبارک وقت ہے۔ اور اس میں دعا قبول ہوتی ہے  
یا اس میں غرض سے پہلے نوافل کی طرف اشارہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں جو بعد دو وقت در پڑتا ہے۔  
وہ غلام مغرب کے بارے میں ہے کہ اس میں اذان کے بعد فرض ادا کرنے سے پہلے نفل نماز کر رہا ہے جیسا کہ حضرت  
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے۔ مگر بخاری شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ  
سے روایت ہے کہ حضرت انس فرماتے ہیں جب مولیٰ مغرب کی اذان دیتا تو صبح میں سے چند حضرات اٹھ کھڑے ہوتے  
اور مسجد کے ستونوں کی طرف جاتے اور فرض پڑھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھتے اسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم دو لنگرہ سے باہر تشریف لاتے اور صحابہ کو نماز میں دیکھتے اور منع نہ فرماتے۔ اور مسلم نے آنا معنون اور زیادہ کیا



کہ جب کوئی اجنبی آدمی باہر سے آتا تو گمان کرتا کہ نماز ہو گئی۔ کیونکہ وہ لوگوں کو نماز میں دیکھتا دیکھتا یعنی حضرت نے یہ گمان کیا ہے کہ یہ مغرب کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں۔ مگر یہ گمان درست نہیں کیونکہ یہ دو رکعت صحابہ اذان کے متصل بعد فرض نماز سے پہلے پڑھتے تھے اور حضور نے صحابہ کو ایسا کرنے کا اختیار دے رکھا تھا۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ابتداء میں ایسا کرنے کا اختیار تھا بعد میں جب نماز عصر کے بعد پڑھنے سے مخالفت آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے ساتھ مغرب کی اذان کے بعد کے نفلوں کا جواز بیان فرمایا اس کے بعد ان کا جواز بھی منسوخ ہو گیا۔ یہاں کافی گفتگو ہے جو شرع (عربی) میں ہم نے کر دی ہے۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا کی کتاب ہے اور مومن مسند ہے اے اللہ انہیں کو عمل کی توفیق عطا فرما اور مومنین کی مغفرت فرما اسے احمد ابو داؤد و ترمذی اور شاہی نے روایت کیا اور ایک دوسری روایت میں امام شاہی سے قول انہیں کو عمل کی توفیق عطا فرما اور مومنین کی مغفرت فرما

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِمَامُ صَامِرٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمِنٌ اللَّهُمَّ ارْشِدِ الْأُمَّتَةَ وَاعْفُ عَنِ الْمُؤَذِّنِينَ -  
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ دَاوُدَ وَ  
التِّرْمِذِيُّ وَ الشَّافِعِيُّ وَ فِي أُخْرَى لَهُ  
بَلْفُظُ الْمَصَابِيحِ -

یعنی امام مقتدیوں کی نمازوں کا اہم ہونا ہے اور وہ اپنے حال کی قرأت میں غلطی سے بچنا چاہیے

کہا ہے کہ اگر وہ رکوع میں شامل ہوں۔ اور وہ ان کے لیے افعال نماز اللہ تعالیٰ کی توفیق عطا فرما اور مومنین کی مغفرت فرما

۱۵ کہ وہ ان کے لیے نماز و روزہ کے اوقات کی نگرانی اور حفاظت کرتا ہے۔  
۱۶ اے اللہ اماروں کی راہ نمائی فرما۔ انہیں علم و عمل اور درستگی حال کی توفیق عطا فرما۔  
۱۷ کہ یعنی مومنین سے جو کوتاہی اور خطا صادر ہو جائے اس سے دیگر نفل و اعمال میں امامت اور امانت کو  
ایک دوسرے پر فضیلت دینا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک کا حال بیان کرنا اور ان کے لیے دوائے خیر کرنا مطلوب ہے۔ (خوب غور کرو)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ  
مِائَتَيْنِ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهُ بِرَاءَةٌ مِنَ  
النَّارِ۔

دَعَاكَ التَّوَمِيذِيُّ وَأَبُو عَادَةَ وَابْنُ  
مَاجَةَ

۶۱۳  
وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْجَبُ  
نَبِيُّكَ مِنْ شَرِّهِ غَنَمٍ فِي مَرْنٍ شَخِيطَةٍ  
لِّلْجَبَلِ يُؤَوِّنُ بِالصَّلَاةِ وَيُصَلِّيُ فَيَقُولُ  
اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي هَذَا  
يُؤَوِّنُ وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ يَخَافُ مِنِّي قَدْ  
خَفَرْتُ لِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ۔  
دَعَاكَ أَبُو عَادَةَ وَالْمُسَافِيُّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سات  
سال اذان دی۔ محض اللہ کی رضا اور طلب ثواب کے لیے  
اس کیلئے دوزخ سے بیزاری لکھ دی جاتی ہے۔

ترمذی، ابوداؤد

ابن ماجہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے رب کو پہاڑ  
کی بلندی میں بکرلیں چرانے والے کی یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ  
غاز کے لیے اذان دیتا۔ اور غاز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں  
سے فرماتا ہے میرے اس بندے کی طرف دیکھو کہ اذان  
دیتا اور غاز قائم کرتا ہے۔ یہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں  
نے اس بندے کو بخش دیا۔ اور میں نے اسے جنت میں داخل

(ابوداؤد و نسائی)

کیا۔

۱۵ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عقبہ بن البرقیاء  
رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے والی مقرر ہوئے پھر آپ نے انہیں مغرب کر دیا  
مصر میں مشہور ہیں فوت ہوئے رضی اللہ عنہ۔

۱۶ تیسرا سبب تعجب کتاب ہے یعنی اس کے نزدیک عظمت و شان والی بات ہے۔ اور بکریاں چرانے والے سے  
وہاں سے غنم کی طرف ہوتا ہے۔

۱۷ اگرچہ جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کر سکتا۔

۱۸ اگر کوئی شخص نہیں پڑھ سکتا ہے۔ لوگوں کا ہرمانہ ہونا اس کی نگاہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھتا بلکہ وہ صرف

میرے شخص سے اذان کی سنت قائم کرتا ہے۔

۶۱۴  
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ  
عَلَى كُتْبَانِ الْمَسْكِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَبْدٌ  
أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ تَعَالَى وَحَقَّ مَوْلَاكَ وَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے  
دن تین آدمی کتوری کے ٹیلوں پر ہوں گے۔ ایک یہ  
بندہ جس نے اللہ کا حق بھی ادا کیا اور اپنے آقا کا حق بھی

رَجُلٌ آتَى قَوْمًا وَهُمْ بِهِ نَاضُونَ وَ  
رَجُلٌ يُنَادِي بِالْقُلُوبِ الْخَمْسِ كُلِّ  
يَوْمٍ وَكَيْلَتَا -

اور کیا دوسرا آدمی جو کسی قوم کا امام بنا اور وہ اس سے  
ناضی ہوں۔ تیسرا شخص وہ جو دن رات میں پانچ نمازوں  
کے لیے اذان دیتا ہو۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَبِيثٌ  
غَرِيبٌ -

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث  
غریب ہے۔

۱۔ کتاب جمع کتب ثناء کے ساتھ۔ یعنی بریت کا ٹیلہ۔ کتب کا معنی ہے جمع کرنا۔

۲۔ اپنے آقا کا حق بھی دراصل خدا تعالیٰ کا حق ہے۔ کیونکہ وہ فرمان شریعت کے تحت اس کے حقوق  
ادا کرتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہ تمام معاملات میں خدا تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں رہتا ہے اس لیے جو بھی  
زیادہ ہے۔

۳۔ کیونکہ وہ امام نماز کے احکام، اس کے ارکان و سنن و مستحبات کا پورا پورا خیال رکھتا ہے اور نماز کی قوت  
بھی صحیح اور خوبصورتی سے کرتا ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَوْتُ  
يُعْزَلُهُ مَدَى صَوْتِهِ وَيُشْهَدُ لَهُ كُلُّ  
رَأْطٍ وَيَأْبِسُ وَشَاهِدُ الْقُلُوبِ يَنْفُذُ  
لَهُ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ صَلَوةً وَيُكْفَرُ  
عَنْهُ مَا بَيْنَهُمَا -

حدیث امام ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کی تکفیر  
میں آواز کا ایک قطرہ (یا ایک لہر) ایک نماز کی گواہی دیتا ہے اور نماز کی قوت  
تو اس تکفیر کے لیے گواہی دیتی ہے۔ اور نماز کی قوت  
والے کیے گئے ہیں۔ اور نماز کا ایک قطرہ ایک نماز کی گواہی دیتا ہے۔

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ عَسَاكِرَ وَابْنُ  
مَاجَةَ وَرَوَى التَّيْمِيُّ إِلَى قَوْلِهِ  
كُلُّ رَأْطٍ وَيَأْبِسُ وَقَالَ وَلَهُ صَلَوةٌ  
أَجْرُ مَنْ صَلَّى

اسے احمد بن حنبلہ اور ابن عساکر اور ابن ماجہ  
تکفیر کے لیے ایک قطرہ کی گواہی دیتی ہے اور نماز کی قوت  
نماز کے لیے ایک قطرہ ایک نماز کی گواہی دیتی ہے۔ اور نماز کی قوت  
والے کیے گئے ہیں۔ اور نماز کا ایک قطرہ ایک نماز کی گواہی دیتی ہے۔

۱۔ یعنی اس کی بیعت ادا تک اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور جس قدر وہ آواز بلند کرے یا جتنا کہ اس کی  
کے مطابق اس کی مغفرت ہو تی ہو جاتی ہے۔ اور اگر اپنی آواز اتنا ہتھالی بلند کرے تو اس کی مغفرت بھی اتنی ہی ہے۔

ان الفاظ کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اگر اس موزن کے اتنے گناہ ہوں کہ جہاں تک اس کی اصلاح کی آواز

پہنچ رہی ہے ان ساری مسافت و فاصلہ کو پر کر دیں تو وہ سب گناہ اذان کی برکت سے بخش دیے جاتے ہیں۔ مگر  
مذکورہ کی روایت پہلے معنی کی تائید کرتی ہے۔

۵۔ اگرچہ ظاہر یہ لفظ (رطب دیا لیں) نباتات یا جمادات کے لیے آتا ہے۔ مگر یہاں حدیث میں ہر چیز مراد  
ہے۔ جیسا کہ حق سبحانہ کے قول مبارک ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین میں رطب دیا بس سے ہر چیز  
مراد ہے۔

ادیوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب جمادات و نباتات گواہی دیتے ہیں تو پھر جن و انس بطریق ادلی گواہی  
دیں گے۔

۵۔ اور اس کی اذان سن کر نماز کے لیے آنے والے کو ایک نماز ادا کرنے پر پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے  
جیسا کہ احمدیہ میں آیا ہے کہ نماز باجماعت اکیلا نماز پڑھنے سے پچیس گنا فضیلت و درجہ رکھتی ہے اور یہ فضیلت  
درحقیقت اذان کی فضیلت کی جانب رجوع کرتی ہے۔ کیونکہ جماعت اذان کی بدولت ہوتی۔ اور اذان کی وجہ سے  
لوگ اکٹھے ہوئے اسباب درجہ کو پہنچتے۔

۶۔ یعنی وہ تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں جو دو نمازوں کے درمیانی وقفہ میں موزن سے سرزد ہو جاتے  
ہیں۔ جب کہ وہ دونوں نمازیں پڑھے اور وہ فکلی میں شامل ہو۔

۷۔ ابو فضل شاہ الصلوۃ کے الفاظ روایت نہ کیے۔

۸۔ کہ نقل خیرہ دلالت کرنے والا اس نیک کام کے کرنے والوں کے ساتھ شریک قرار دیا جاتا ہے۔  
یعنی وہ بھی ان کے ثواب میں شامل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی نماز کے لیے لوگوں کے جمع ہونے کا ذریعہ بنا ہے یہ مطلب  
میں کہ موزن کو تمام نمازوں کے نمازوں کے ثواب ملتا ہے۔ تاکہ لازم آئے کہ اذان نماز سے بھی افضل ہے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اپنی قوم کا امام

مقرر فرمادیں۔ فرمایا تو ان کا امام ہے اور امامت میں قوم کے

کمزور ترین آدمی کے حال کا خیال رکھ کہ نماز ادا کرنا۔

اور ایسا موزن مقرر کرنا جو اذان پر اجرت وصول نہ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَجْعَلُ

تَوَكُّفَ مَنْ يَكُونُ إِمَامًا مَعَهُ وَ

يَأْتِيَهُمْ وَاسْتَنْدَ مَوْكَا لَا يَأْتِيَهُمْ

عَلَى كَذِبٍ أَوْ

کرے۔ (امراء البواہی نسائی)

لَوْ لَمْ يَأْتِيَهُمْ أَوْ لَمْ يَأْتِيَهُمْ

۱۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تفسیر ہیں۔ مشہور صحابی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طائف  
کا مال متبرفہ یا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پاک اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پھر



۱۔ حضرت ابراہیمؑ باہمی مشہور صحابی ہیں۔

۲۔ یعنی اس حدیث کو بعض راویوں نے حضرت ابراہیمؑ سے روایت کیا ہے۔ اور بعض نام کی صراحت کے بغیر لائے ہیں۔ اور بغیر کسی صحابی کا نام لے کر بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔  
 ۳۔ یعنی اذان میں مروی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو فصل اول میں گزری ہے۔ یعنی اذان کے جو ماؤ نے وہی کتابائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور اقامت  
 کے درمیان دعا رو نہیں ہوتی۔

۲۰ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُودُ الدُّعَاءُ  
 بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ۔

(ترمذی والبرداء)

دَعَاءُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

۱۔ حدیث کے ظاہر الفاظ عام ہیں کہ اذان کے محصل بعد دعا کرے یا کچھ دیر سے بہتر یہ ہے کہ متصل کرے تاکہ  
 اُتدہ حدیث جس میں فرمایا۔ عند النداء کے موافق ہو جائے۔

حضرت شہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو چیزیں (دعائیں) رد  
 نہیں ہوتیں۔ یا کم ہی روہوتی ہیں ایک اذان کے وقت  
 ۱۔ دوسری کفار کے ساتھ جنگ کے وقت دعا جب  
 بعض بعض کو قتل کر رہے ہوں یا ایک دوسرے گتھ گتھ ہو چکے ہوں  
 اس ایک روایت میں عنکالباس کے بجائے تحت المطر  
 کا لفظ بھی آیا ہے یعنی بارش کے نیچے یا بارش کے وقت  
 اسے البرداء داری نے روایت کیا اگر داری نے تحت المطر  
 کا روایت کا ذکر نہیں کیا۔

۲۱ وَعَنْ شَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 ثَنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ أَوْ قُلْنَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ  
 عِنْدَ الْوَدَاعِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِينَ يُلْعَمُ  
 بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَفِي رَوَايَةٍ وَتَحْتَ  
 الْمَطَرِ۔

دَعَاءُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ  
 اللَّهُ لَمْ يَدْعُ وَتَحْتَ الْمَطَرِ۔

۱۔ حضرت شہل بن سعد رضی اللہ عنہ مشہور انصاری صحابی ہیں۔ صحابہ میں مدینہ کے اندر سب سے آخروں نے  
 دے ہیں صحابی ہیں۔

۲۔ قلت کا لفظ عدم سے کنایہ ہے۔ یعنی دعا رو نہیں ہوتی۔

۳۔ لمح کا لفظ جنگ میں قتل کرنے یا ایک دوسرے سے گتھ گتھ ہونے کے معنوں میں آتا ہے۔ اور یہی معنی ہیں لفظ  
 یلعم اور ماک زبر کے ساتھ اور جاکی پیش اور زیر کے ساتھ دونوں روایتیں ہیں۔

۱۷۔ جبارت کا ظاہر معنی یہ ہے کہ بارش کے نیچے کھڑے ہو کر دعا کرے کہ بارش اپنی پوری رہی ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ تحت امطر سے بارش نازل ہونے کا وقت مراد ہو۔ جیسا کہ ایک دوسری روایت میں آیا ہے۔  
اس حدیث کو ابو داؤد اور دارمی و دونوں نے روایت کیا۔ تاہم دارمی نے تحت امطر والی روایت کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ مومن لوگ تو ہم پر فضیلت سے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بھی وہی الفاظ کہہ دو جب تو آخر پر پہنچے تو خدا سے ملگ تجھے ملے گا۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ يُفَضِّلُونَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ كَمَا يَقُولُونَ فَإِذَا انْتَهَيْتَ فَلْ تَعْطِ رَوَاكُ أَبُودَاوُدَ

۱۸۔ کیونکہ وہ اذان کہتے ہیں اور ہم اذان نہیں کہتے۔

۱۹۔ یہ اس کے جواب سے زیادہ بات آپ نے بیان فرمائی اور اس جانب اشارہ ہے کہ اگر اذان کا جواب دینے کے بعد دعا کرے تو زیادہ فضیلت کی بات ہے۔  
۲۰۔ اس حدیث سے معہم ہوتا ہے کہ اگر مسجد میں آچکا ہو تب بھی اذان کا جواب دے کہ اذان کا جواب پائے گا۔ برخلاف اس کے جو لوگوں میں مشہور ہے کہ اجابت فعلی کی موجودگی میں اجابت قوی کی کوئی ضرورت نہیں۔ (خوب سمجھو)

### الفصل الثالث

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ التَّوْحَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتَّى يَكُونَ مَكَانَ التَّوْحَاءِ قَالَ التَّوْحَاءُ وَالتَّوْحَاءُ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى يَسْتَوِي وَثَلَاثِينَ مِيلًا

(تَعَالَا مُسْلِمٌ)

### تیسری فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ شیطان جب اذان سنتا ہے تو ہلک جا تا یا تھک کر مکانِ روماد تک چلا جاتا ہے۔ اس کا لفظ کتاب کے دو ماد میں مذکور ہے۔

(مسلم شریف)



۱۷۔ رومادرا کی زیر حاکم اور مد کے ساتھ۔

۱۸۔ بعض نے کہا کہ یہ جگہ مدینہ طیبہ سے پالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

۱۹۔ وَعَمَّ، عَلَّقَمَةُ مَبْنٍ وَقَامِصٍ قَالَ  
إِنِّي لَوْنِدٌ مُعَارِيَةٌ إِذَا كَانَ مُؤَذِّنُهُ فَقَالَ  
مَعَا وَبِهِ كَمَا قَالَ مُؤَذِّنُهُ  
حَتَّى إِذَا قَالَ سَحَى عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَا  
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَلَمَّا قَالَ  
سَحَى عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا  
قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَوْلَى الْعَظِيمِ وَقَالَ  
بَعْدَ ذَلِكَ مَا قَالَ الْمُوَذِّنُ تَعَرَّقَ قَالَ  
سَوِّغْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ فَلَكَ

(رداء أحمد)

تھا۔

(احمد)

۱۹۔ حضرت علقمہ بن وقاص رضی اللہ عنہ کہا کرتا عین میں سے ہیں۔

۲۰۔ وَمَنْ إِنِّي مُرْمِةٌ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَلَالُ  
يُنَادِي فَلَمَّا سَكَتَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ مَغْلٍ  
هَذَا قِيمًا دَخَلَ الْجَنَّةَ

(رداء النسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں  
ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ حضرت  
بلال رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اذان کہی۔ اذان ختم کر کے  
جب حضرت بلال خاموش ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا جس آدمی نے یقین و ایمان سے موزن کے کلمات  
کی مانند کلمات کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (نسائی شریف)

۲۱۔ بعض صدیق یقین سے اذان کا جواب دے۔

۲۲۔ اگرچہ حدیث کا سیاق (الانذار الفاظ) موزن کا جواب دینے والوں کی فضیلت بیان کرتا ہے۔ تاہم  
اس سے موزن کی فضیلت خود بخود ثابت و لازم ہوتی ہے۔ کیونکہ جب موزن کے الفاظ کے مثل الفاظ کہنے والا  
ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے تو جس نے (موزن) نے پہلے یہ کلمات اذان کہے وہ بھی اجر و ثواب پائے

گا۔

۴۳۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يَتَشَعَّدُ قَالَ وَآنَا وَآنَا۔

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب مؤذن تمناؤں (اشھد ان لا الہ الا اللہ اور اشھد ان محمد رسول اللہ) پڑھتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے دانا دانا یعنی میں بھی گواہی دیتا ہوں میں بھی گواہی دیتا ہوں۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بارہ سال اذان دے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اس کے لیے ہر اذان پر ساتھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر اقامت پر بھی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

(ابن ماجہ)

۴۳۴ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَذَّنَ ثَلَاثِي عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِينِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ سِتُّونَ حَسَنَةً وَلِكُلِّ إِقَامَةٍ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

۱۔ گزشتہ فصل ثانی میں سات سال فرمایا ہو سکتا ہے پہلے بارہ سال کی دہی ہوئی ہو یا اس کے بعد جب فصل و کرم حق تعالیٰ میں مزید وسعت آئی تو فرمایا اگر صرف سات سال ہی اذان کہے تو بخشش اور دخول جنت کے لیے کافی ہے۔ بلکہ وہاں زیادہ بشارت یہ بھی دے دی کہ کتب کہ براۃ من الذنوب اس کے لیے دوزخ سے ہر اذان و اقامت لکھ دی جاتی ہے۔ اور یہاں فرمایا اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے مگر یہ کہ عبادت اللہ میں اور اللہ کی رضا میں بجاۃ مراد ہے۔ یا لیں کہا جائے کہ بارہ سال کی اذان میں یہ زیادتی ہے کہ مؤذن کے لیے ہر اذان پر ساتھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

۲۔ ظاہر اذن میں دہی طور پر آتا ہے کہ چونکہ اقامت کے کلمات ایک ایک بار پڑھنے میں صرف ایک بار ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اقامت پر اذان کی فضیلت اس بنا پر ہو کہ اذان میں خشیت اور محبت زیادہ ہے اور کلمہ کا راز شارع علیہ السلام کو ہی معلوم ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۳۵ وَعَنْهُ لَمَّا تَوَمَّزَ بِالْأَذَانِ وَجَدَ أَذَانَ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَعَوَاتِ الْكَبِيرِ۔

انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ نماز میں تومز ہوئے تو اذان کے وقت دیکھا کہ دعا کیا کریں۔ اسے یعنی نے الدعوات الکبیر میں روایت کی۔

۳۔ شاید کہ اس سے دہی دعا مراد ہے جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں گزری ہے۔



## بَابُ فِيهِ فَصْلَانِ

گزشتہ دو بابوں میں جو کچھ مذکور ہوا ان کے ملحقات اور انہیں مکمل کرنے والے  
امور کا باب

## پہلی فصل

## الفصل الأول

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک بلال خبر کی  
اذان رات کے حصے میں ہی دے دیتا ہے تم لوگ  
ابن ام مکتوم کے اذان دینے تک کھایا پیا کرو۔ راوی  
کتبا ہے ابن ام مکتوم ایک نابینا شخص تھے وہ اس  
وقت تک اذان نہ کہتے تھے جب تک لوگ یہ  
نہ کہیں صبح ہو گئی تھی ہو گئی۔ (بخاری و مسلم)

۶۲۹ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بِلَالَ لَا يُنَادِي  
بَلِيلَ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ  
أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ  
رَجُلًا أَعْمَى لَا يُنَادِي حَتَّى يُقَالَ لَهُ  
أَصْبَحَتْ أَوْ صَبَحَتْ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

علامہ ذکریٰ نے قبل از فجر صبح استغفار واجب ذکر کے نماز کے لیے تیار ہو جائیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ  
فجر کے اذان کے لیے رات میں ہی اذان کہنا درست ہے جیسا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور امام  
شافعی بھی اسی پر ہیں۔

۳۔ رمضان کے مہینے میں سحری کھا کر پھر سنا کہ حضرت ابن ام مکتوم اذان دیں۔ حضرت ابن ام مکتوم مشہور صحابی  
نیک و پارسا تھے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذن تھے کہ ایک فجر ہونے سے  
پہلے اذان کہتا تھا۔ دوسرا فجر ہونے کے بعد۔ غالباً یہ طریقہ رمضان شریف میں ہوتا تھا۔ ایک اذان سحری کے لیے۔  
دوسری نماز کے لیے۔ شافعی حنفی کہتے ہیں فجر کے لیے دو مؤذن ہونے چاہئیں۔ ایک فجر سے پہلے رات کے  
نعت اخیر میں اذان کہے دوسرا فجر کے لیے اول وقت میں اذان کہے۔

۴۔ اصحبت الصبحت۔ صبح ہو گئی یعنی صبح نزدیک ہو گئی۔ صبح کے نزدیک ہونے کو بطور مبالغہ کہہ دیتے  
تھے کہ صبح ہو گئی۔ یہ تادل ہم نے اس لیے کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ابن ام مکتوم کی اذان تک کھایا  
پیا کرو۔ اور جب وہ فجر طلوع ہو جانے اور لوگوں کے انہیں مکرر کہنے کے بعد اذان دیتے ہوں۔ تو اس وقت

تک کھانا پینا کیسے جائز و رد ہو سکتا ہے۔ کذا فی بعض الشرح۔ اے (خوب سمجھو)

۹۳۰ وَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ لَا يَمْنَعُكُمْ مِنْ سُجُودِكُمْ  
أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا الْفَجْرُ الْمُسْتَبِيلُ  
وَلَكِنَّ الْفَجْرَ الْمُسْتَبِيلَ فِي الْكُفْرِ  
دَعَاكَ مُسْلِمًا وَ لَفْظُهُ لِلتِّرْمِذِيِّ.

حضرت عمر بن عبد بنی النضرؓ اپ مشہور صحابی میں اسے  
دسبے کے خلاف سے ہیں بعد میں رہے ان سے حسن بکر  
اور شعبی وغیرہ نے روایت کیا، فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا بلال کی اذان ہمیں سجدی کرنے سے نہ روکے  
اور نہ فجر مستطیل کو نہ پینے سے روکے بلکہ اتنی میں  
شمالاً جنوباً پھینے والی فوج کے وقت کہ ناپائیدار کیا کرو  
اسے سلم نے روایت کیا اور لفظ ترمذی کے ہیں۔

۱۔ کیونکہ وہ رات کے اندر ہی اذان کہہ دیتے ہیں۔  
۲۔ فجر مستطیل۔ دراز صبح۔ یہ اس سفیدی کا نام ہے جو مشرق سے مغرب کی طرف خط دراز کی طرح بھتی ہے  
اور جلد ختم ہو جاتی ہے۔ پھر تاریکی چھا جاتی ہے۔ اسے صبح کا وقت کہتے ہیں اسے بڑے کدوم سے تشبیہ دیتے ہیں  
۳۔ لیکن کھانے پینے سے وہ صبح روکتی ہے جو چڑائی میں کچھ آسمان میں غماخا جنوباً پھینتی ہے اور فجر مستطیل  
کے بعد نمودار ہوتی اور باقی رہتی ہے۔

۹۳۱ وَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ  
أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ  
أَنَا وَ ابْنُ عَمْرِو لِي فَقَالَ إِنْ أَفَاسَاكُمْ نَمْنَا  
فَارْزُقْنَا وَ إِيَّيْنَا وَ لِيَوْمَكُمَا الْبِرْكُمَا  
دَعَاهُ الْبُخَارِيُّ

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں میں اور ابن عمرؓ آپؐ کے پاس گئے  
میں نے عرض کیا کہ اگر آپؐ کو نیند آئے تو ہمیں بھی نیند آئے  
دوران نماز کے (یہ) اظہار کیا کہ اگر نیند آئے تو ہمیں بھی نیند آئے  
دعائے بخاری

۱۔ آپ کی کنیت البرسیمان ہے۔ صحابی ہیں پھر اہل سنت میں سب سے جبریں صحابی ہیں  
کے عہد حکومت میں کشتہ میں فوت ہوئے۔

۲۔ غالباً یہ دونوں حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کی اجازت لینے آئے تھے۔  
۳۔ یعنی سفر کے دوران بھی نماز کے لیے اذان و اقامت کہنا۔

۴۔ اور جب کہ آپؐ نے یہ فرمایا کہ تم میں جو بزرگ ہو وہ امام بنے تو یہ بات از خود متعین ہو گئی کہ ان دونوں حضرات  
دسے جو بڑا نہیں ہے۔ مارد ہو سکتا ہے کہ علم و ذریعہ میں دونوں سادی ہوں یا اکبر سے یہاں افضل مارد ہو۔ اسی سے  
یہ معلوم ہوا کہ اذان کے لیے افضلیت شرط نہیں۔ مگر اس کے باوجود چاہیے ہی کہ مؤذن وقت پہنچانے والا صالح

بہترین باتیں اور روایات خوش الحانہ کلمات اذان میں درست ادا کرنے والا ہو۔

۶۲۲ وَ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أَصَلِّيْ وَأَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيُؤْمَكُمُ الْكَبِيرُ كُمْ۔

(متفق علیہ)

۶۲۳ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَعَلَ مِنْ غَزْوَةٍ خَيْرَ سَأَاءٍ لَيْلَةٍ حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَوْثَرُ عَرَسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ أَكَلْنَا الْفَيْلَ فَصَلَّى بِلَالٌ ثُمَّ قُوِيَ لَهُ وَ نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَلَاَتِ الْفَجْرُ اسْتَحْنَدَ بِلَالٌ إِلَى مَا حَوْلَهُ مُوْجِبَةَ الْفَجْرِ فَعَلِمَتْ بِلَالٌ أَنَّهَا رَدٌّ وَ هُوَ مُسْتَوْدِعُ الْجَبِّ تَحْتَ رَأْسِهِ فَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا بِلَالٌ قَوْلًا أَجَدُّنَ أَصْحَابِهِ حَتَّى نَزَلَ بِلَالٌ مِنَ الْبَيْتِ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْلَهُمْ اسْتَحْنَدُوا فَفَرَّعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْ بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ أَخَذَ بِنَفْيِي الَّذِي أَخَذَ

انہیں مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز اس طرح ادا کرو جس طرح تم مجھے ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے کوئی آدمی تمہارے لیے اذان کہے۔ پھر جو تم میں بزرگ و افضل ہو وہ امام بنے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خیبر سے واپس لوٹے تو مدنی رات چلتے رہے یہاں تک کہ جب آپ پر نیند طاری ہونے لگی تو آپ ساری سے نیچے اتر گئے اور حضرت بلال سے فرمایا۔ (ہم سوتے ہیں تو بیدار رہ کر ہمارا پیرو دینا) حضرت بلال نماز پڑھنے لگ گئے اور جس قدر آپ کے مقبرہ میں تھا آپ نے نماز پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا صحابہ سرگئے۔ جب صبح صادق کا وقت قریب آیا تو حضرت بلال نے حجر کی جانب منہ کر کے اپنے کچادے کے ساتھ اپنی پشت سے ٹیک لگا رکھی تو حضرت بلال پر نیند غالب آگئی اور انہوں نے اپنے کچادے کے ساتھ ٹیک لگا لی ہوئی تھی تو نہ بیدار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ حضرت بلال اور نہ ہی صحابہ میں سے کوئی اور آدمی یہاں تک کہ ان پر سورج کی شعاع پڑنے لگی۔ قرآن سب میں پڑھ بیدار ہونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ گھبرا گئے اور آپ نے فرمایا اے بلال حضرت بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی اسی چیز نے اچکا

بِنَفْسِكَ قَالَ أَقْتَادُوا فَأَقْتَادُوا  
رَوَّاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ قَوَّضًا رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ  
بِلَاكًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِهِمُ  
الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ مَنْ  
لَيْسَ الصَّلَاةَ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا  
فَاتَّ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ وَارْقِعِ الصَّلَاةَ  
لِذِكْرِي -

جس نے آپ کو پکڑا آپ نے فرمایا یہاں سے اپنے  
اونٹوں کو نکالو اور ہاکو تو لوگ اپنی سواریاں وہاں سے  
پکڑ آگے سے مجھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر  
کیا اور حضرت بلال کو حکم دیا حضرت بلال نے نماز کے لیے  
اقامت کی آپ نے ان کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی جب  
آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا جو نماز پڑھنا قبول یا جائے  
جب اسے یاد آئے پڑھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا ہے۔ قائم کرنا جب تجھے میری یاد آ جائے یہ

(مسلم شریف)

(لَقَاكَ مُسْلِمًا)

۱۔ تعویس کا معنی ہے مافر کا آخر شب میں آرام و استراحت کے لیے کسی جگہ اتر پڑنا۔  
۲۔ مؤجہ یعنی متوجہ یہ وجہ یعنی توجہ سے ماخوذ ہے۔ جس طرح قدم قدم کے معنی میں آتا ہے۔ اور ایک نسخہ میں  
مؤجہ جیم کا زبر سے بھی آیا ہے۔

۳۔ یعنی آپ اللہ تعالیٰ کی صفت جلالہ کے مشابہہ کی بنا پر سوجھانے اور نماز وقت ہو جانے سے بکرا گئے۔  
۴۔ یعنی اسے بلال یہ کیا ہو گیا۔ اور تو کہیں سوجھا اور تو نے چاروں پاس بانی میں کیوں کوٹا ہی کیا۔  
۵۔ اہل وادی سے نکلنے کے سبب و دیر میں عملہ کا اختلاف ہے جو لوگ شروع وقت میں نماز قضا کرنے کے  
قائل نہیں ہیں۔ جیسے ہمارے اصحاب حنفیہ رحمہم اللہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اہل وادی سے نکلنے کی وجہ سے قضا کرنا واجب ہے۔ وادی  
شیطان کی جگہ تھی۔ پھر آپ نے آفتاب بلند ہونے پر نماز ادا کی۔ اور جو لوگ وقت غروب میں ہی قضا کرنا چاہتے ہیں  
دیتے ہیں۔ وہ اس وقت کی ممانعت کو نوافل کے ساتھ خالص کرتے ہیں۔ جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم دیا ہے۔ اور  
وہ بھی اہل وادی سے نکلنے کی وجہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ وادی شیطان کی جگہ تھی۔ اس لیے کہ ایک حدیث میں ہے کہ  
میں آ رہا ہے۔

۶۔ اہل حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ قضا نماز کے لیے اذان نہیں ہے۔ امام غزالی کے ایک قول کے منافی ہے کہ  
مذہب یہی ہے۔ ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ قضا نماز کے لیے نہ اذان ہے نہ اقامت۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث  
علیہ وسلم نے لیتا التعریس (غیر سے واپسی کی رات) کو اذان و اقامت کے ساتھ فجر کی قضا نماز پڑھی۔ شیخ ابن العلام  
اس معنی میں مسلم، ابو داؤد وغیرہ اور مولیٰ سے احادیث لائے ہیں۔ اور کہا کہ امام مسلم سے اس قصہ میں جو مروی  
ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہرت بلال کو حکم دیا پس بلال نے اقامت کہی وہ ان دوسری روایات کے منافی اور

خلاف نہیں۔ کیسے خلاف ہو سکتی ہیں حالانکہ بات محبت سے ثابت ہو چکی ہے کہ اس موقع پر اذان و اقامت دونوں کہی گئیں۔ ابن الہمام علیہ الرحمۃ کا کلام ختم ہوا۔

سوال۔ یہ جو کہتے ہیں کہ اذان تو وقت نماز داخل ہونے کی اطلاع دینے اور لوگوں کو جمع کرنے کے لیے ہوتی ہے اور قضا نماز میں ان دونوں چیزوں کی ضرورت نہیں۔

جواب۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اذان اطلاع کے لیے بھی شروع ہوئی ہے۔ اذان کلمات اذان کا ذکر کر کے ثواب حاصل کرنے کے لیے بھی۔ اسی لیے افضل یہ ہے کہ منغزو (اکیلا نماز پڑھنے والا) بھی اذان و اقامت کہے۔ جیسا کہ مسلمان سخانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔

۷۵۔ یعنی نیند وغیرہ کی وجہ سے نماز پڑھنا بھول جائے تو چاہیے کہ جب اسے یاد آئے پڑھ لے۔

۷۶۔ قائم کر نماز جب تک میری یاد آئے کہ نماز کا یاد آنا گویا میرا یاد آنا ہے۔

۷۹۔ اشکال۔ کہا جاتا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری صوفیاں نکلیں سوئی ہیں۔ دل بیدار رہتا ہے۔ پھر بیداری دل کے باوجود ایسا کیوں ہوا کہ آپ طلوع فجر سے آگاہ نہ ہو سکے۔  
جواب۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طلوع وغروب کا دریافت کرنا اس آنکھ کا کام ہے جب آنکھ نیند میں ہو اور نہ ہو طلوع وغروب کا پتہ نہ چل سکے گا۔ اگرچہ دل بیدار ہی کیوں نہ ہو۔ عمار نے ایسا ہی کہا ہے۔

سوال۔ کشت، وحی اور الہام کے ذریعے آپ نے کیوں نہ معلوم کر لیا۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں کشت وحی اور الہام سے سرفراز کرنا خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ اگر اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل نہیں کی۔ اور اس صورت حال کا کشت نہیں کیا تو کیا کیا جاسکتا ہے۔ اس میں حکمت ہوگی کہ یہ شرعی احکام کے وجود پر قائم نہ ہوں۔ اور لوگوں کو آپ کی متابعت کا شرف حاصل ہو۔

مصلحت طلب یہ ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ دل بیدار رہتا ہے۔ مگر ہو سکتا ہے آپ پر ایک ایسی حالت اور مستحضر کی کیفیت طاری ہو کہ اس میں مستغرق ہو کر مشہود کے ماسوا تمام مہمان و مہور سے ذہول ہو گیا ہو۔ جیسا کہ بعض اوقات حالت وحی میں یہ حالت کیفیت رونما ہوتی تھی۔ پس بیان وفقت کا سبب دل کا سونا نہ ہوگا۔ بلکہ اس عظیم حالت کا طاری ہونا ہوگا جس کی کیفیت صرف رب العزت ہی جانتا ہے۔ خوب سمجھ لے۔ وباللہ توفیق

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غانہ کی

اقامت کہی جائے تو جب تک مجھے باہر آنا نہ دیکھو

فرمے نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

وَحِينَ رَأَى قِتَادًا قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُيِّمَتِ

الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي قَدْ

خَرَجْتُ - مُشْفَعٌ عَلَيْهِ



۱۔ فقہائے کرام نے کہا ہے کہ مذہب یہ ہے کہ جی ہے الصلوۃ کے نزدیک کھڑا ہونا چاہیے اور شاید کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت تشریف لاتے ہوں گے۔

۱۳۵۔ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقِمْتَ

الصَّلَاةَ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعُونَ وَأَقْوَمًا

تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ فَمَا

أَدْبَأْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا

مُتَّقِينَ عَلَيْهِ وَفِي رَوَايَةٍ لِسُؤْلٍ فَإِنْ

أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ يَعْمَدُ إِلَى الصَّلَاةِ

فَعُوْ فِي الصَّلَاةِ وَهَذَا الْبَابُ خَالٍ

عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي۔

۱۔ یعنی امام کے ساتھ۔

۲۔ جو تم نے امام کے ساتھ ادا نہیں کیا اسے امام کے خلاف ثابت کرنے کے بعد اگر امام کو یہ علم ہے کہ تم عقلی و عقلیت بلکہ بے عقلی اور حماقت کی یہ علامت ہے کہ انہی نماز کے بعد اگر عقلی کو چاہئے ہو اور تکبیر اولیٰ پانا چاہئے ہو تو پہلے آم اور تبارک و تعالیٰ پڑھ کر اور نماز کے بعد بولیں اللہ تعالیٰ تمہارا اجر دے وہ یہ ہے۔

۳۔ تو نماز کے پے دوڑنے والے کو اللہ تعالیٰ عذاب دے گا۔ (اللہ تعالیٰ عذاب دے گا) بنسے کو چاہیے کہ ہر جگہ مولا کی یاد میں رہے۔ اور نماز میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہے۔ جلدی کرنا منقول و ماثور ہے۔

## الفصل الثالث

۱۳۶۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَيْلَةً بِطَرِيقِ مَكَّةَ وَكَانَ يَلَاؤُ أَنْ

يُوقِظَهُمْ لِلصَّلَاةِ فَرَقَدَ يَلَاؤُ وَنَقَدَ

حضور زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے راستہ میں لاکھ لاکھ کے

یہ آئے۔ حضرت بلال کو نماز کے لئے بیدار کرنے کو مقرر

فرمایا۔ بلال بھی سو گئے۔ اور دوسرے سب صحابہ بھی

سو گئے۔ یہاں تک کہ جب بیٹہ ہوئے تو ان پر سورج  
 طلوع کر چکا تھا چنانچہ سب لوگ بیدار ہوئے مگر گھبراہٹ سے  
 ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ سواروں  
 پر سوار ہوں یہاں تک کہ اس دادی سے نکل جائیں اور فرمایا یہ  
 ایسی دادی ہے جس میں شیطان ہے۔ صحابہ کرام سلام ہوئے  
 اور اس دادی سے نکل گئے۔ پھر انہیں رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اتریں اور وضو کریں۔ اور بلال کو حکم  
 دیا کہ نماز کے لیے اذان یا اقامت کیسے کرے۔ تو رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپ نماز  
 سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی گھبراہٹ دیکھ کر فرمایا اے  
 لوگو! بیشک اللہ نے ہماری رومیں قبض کر لیں۔ اگر وہ  
 چاہتا تو اس وقت کے سوا دوسرے وقت (نماز کے  
 صحیح وقت) میں ہماری جانب ہماری رومیں واپس کر دیتا  
 جب تم میں سے کوئی سو جائے نماز پڑھے بغیر یا اسے  
 بھول جائے پھر گھبرا کر نماز پڑھے تو اس کی طرح پڑھے  
 جس طرح اسے اپنے وقت میں پڑھنا تھا پھر حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر کی طرف متوجہ ہوئے اور  
 فرمایا: بے شک شیطان بلال کے پاس آیا جب کہ  
 بلال نماز پڑھ رہا تھا تو اسے نیند کے لیے زمین  
 پر ڈال دیا۔ پھر اسے مسلسل تھپکتا رہا۔ جس طرح بچے  
 کو تھپکا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بلال کو نیند آگئی۔ پھر رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو بلایا۔ تو بلال نے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی جس طرح رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو خبر دی تھی پس ابو بکر  
 نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے پیچھے

حَقِّ اسْتَقْبَلُوا وَقَدْ ظَلَمْتُ عَلَيْكُمْ  
 الشَّمْسُ فَاسْتَقْبَلُوا الْقَوْمُ فَقَدْ فَرَعُوا  
 فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ أَنْ يَرْكَبُوا حَتَّى يَخْرُجُوا مِنْ  
 ذَلِكَ الْوَادِي وَقَالَ إِنَّ هَذَا وَادِيهِ  
 شَيْطَانٌ فَرَكَبُوا حَتَّى خَرَجُوا مِنْ ذَلِكَ  
 الْوَادِي ثُمَّ أَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَلَّوْا أَنْ يَتَوَقَّعُوا  
 وَأَمَرَ بِإِلَّا أَنْ يُكَادِيَ لِلصَّلَاةِ أَوْ يُعَيِّمَ  
 فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 بِالنَّاسِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ سَأَى مِنْ فَرَمِهِ  
 فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَنَا  
 وَوَضَعَهَا كَرَوْنَهَا إِلَيْنَا فِي حَيَاتِنَا غَيْرَ هَذَا  
 بَلْ إِذَا مَرَرْنَا أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ كَرَوْنَهَا  
 ثُمَّ فَرَمَ إِلَيْنَا لِنُعْطِلَهَا لَكُمْ فَإِنْ تَعَيَّيْتُمْ  
 فِي وَادِيهَا ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الْمَدَنِيِّ فَقَالَ  
 إِنَّ ذَلِكَ لَطَلَسٌ إِلَى بِلَالٍ وَهُوَ ظَلَمْتُ عَلَيْكُمْ  
 فَأَمَرَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقْبِضُهُ حَتَّى  
 لَمَسَ الصَّلَاةَ حَتَّى نَامَ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِلَالٍ فَانْصَرَفَ  
 بِبِلَالٍ ثُمَّ لَمَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 صَلَاتَهُ الْوَدِي اشْتَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَدْرَأَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ  
 أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ

دَقَاكَ مَالِكٌ مُنْزَلًا

رسول میں اسے ایک نے بطریق الشان روایت کیا۔

۱۷۔ آپ بلند پایہ تابعین سے ہیں۔

۱۸۔ شاید کہ واقعہ متعدد ہے۔ یا راوی کو دم ہوا ہے۔ ورنہ تعمیل کا قوت مدینہ کے راستہ میں ہوا تھا اور اس حدیث کا معنوں بعینہ حضرت ابو ہریرہ والی حدیث کا معنوں ہے۔ جو گزشتہ مذکور ہوا کہ خبر سے مدینہ کی جانب واپس آتے وقت ایسا ہوا۔ البتہ ان دونوں معنوں میں قدرے فرق ہے جیسا کہ ظاہر ہو گا۔

۱۹۔ اپنی کوتاہی پر۔

۲۰۔ یہ راوی کا شک ہے۔

۲۱۔ انہیں تسبیح دینے اور ان کی گھبراہٹ دور کرنے کے لیے۔

۲۲۔ یعنی اذان، اقامت اور جماعت اور دیگر شرائط و ادب کے ساتھ۔

۲۳۔ صراح میں ہے ہَذَا حَدَّثَنَا اَرَامُ كَرْنَا اور اَرَامُ دینا اور پھر اَرَامُ سے کہنا تاکہ اس کا معنی ہے۔

۲۴۔ یعنی جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور کی شبیہ کا شیر دینے کا مجوزہ دیکھا۔

۲۵۔ کیونکہ زید بن اسلم تابعی ہیں۔

۲۶۔ وَعَنْ اَبْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ  
اللَّهَ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصَّصَتَانِ  
مُسَلَّتَانِ فِي أَحْتَاكِ التَّوْحِيدِ لِلْمُؤْمِنِينَ  
وَبِأَمْرِهِمْ وَصَلَوْهُمْ

دَقَاكَ اَيْتُ مَلَكًا

۱۷۔ اور ان کے ذمے لگائی گئی ہیں۔ تاکہ وہ انہیں نماز کی حالت میں اللہ کی تعظیم کی راہ میں کام لیں۔

۱۸۔ روزے کے لیے ترافطی و سحری کا خیال رکھا جائے کہ اللہ کے فضل و شرف سے مستفید رہے۔

## کتاب المساجد ومواضع الصلوة

مساجد میں پڑھنے کا کتاب

لفظ مسجد مسجد کبیر جمیع کی جمع ہے۔ عجم کا فتح بھی جائز ہے۔ فقہاء کے نزدیک مسجد کبیر جمیع الہی مکان کہتے ہیں جو خاص نماز کی تعمیر کیا جاتا ہے۔ اور مسجد فتح جمیع کے ساتھ بمعنی مسجد کا پیشانی کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اور مسجد

ان سب حضار کو بھی کہتے ہیں جن کے حاتمہ سجدہ کیا جاتا ہے یہاں موانع علویہ سے وہ عقلمیں مراد ہیں جہاں نماز پڑھی جائے یہاں نماز پڑھنا مکروہ ہو جیسا کہ آگے اخلاقیات میں آ رہا ہے۔

الفصل الأول

پہلی فصل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لَكَ رَسُولُ  
الرَّبِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَقِثُ  
مَعَا فِي تَوَاصِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ  
حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ دُكْتُ وَتَحَيَّنَ  
فِي قَبْلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ هَذِهِ الْيَقِثَةُ  
وَقَالَ الْبَغَاوِيُّ وَرَدَّ الْأَمْسَلُ  
عَنْهُ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل  
ہوئے تو ہم اُن کے تمام کپڑوں میں دعا فرمائی۔ اور نماز نہ  
پڑھی یہاں تک کہ باہر نکل آئے جب باہر نکلے تو قبلہ کی طرف  
منہ کر کے اُن نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور فرمایا یہ ہے  
قبلہ۔ اسے بخلائی نے روایت کیا اور سلم نے ان سے  
اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

کے یہی اہل کے پادشاهوں کو نہیں۔

سیدہ ذبیحہ نے ساتھ اور شکاک کی پیش اور باساکن کے ساتھ دونوں روایتیں ہیں مگر روایت اول زیادہ

۱۔ ایک قید کی مدت اشہد کیا اور واضح فرمایا کہ قید کی جانب متوجہ کرنے کا حکم ملے ہو چکا ہے۔ ہرگز منفرغ نہ ہوگا۔ سزا سزا کا یہ مطلب نہیں کہ جو مدت یہی جائز ہے اور اس کی کسی اور طرف متوجہ کرنے کے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ یہ اصل مطلب ہے کہ اگرچہ اس عبادت کا یہ مطلب ہے کہ قید کے مکان سے باہر کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھنا جائز ہے۔ لیکن اگر نماز پڑھنا اور سزا نہیں۔ جیسا کہ عزم نماز کے بارے میں امام مالک کا مذہب ہے اور بعض علماء کا بھی یہی مذہب ہے (کہ نماز قید کے اندر نماز درست نہیں)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن زید اور حضرت عثمان  
بن مظعونؓ اور حضرت بلال بن رباحؓ یہ سب حضرات غزوہ  
بخی کا قاتل ہونے کو حضرت بلال یا حضرت عثمان نے  
حضرت کے پاس کا دروازہ بند کر دیا اور کچھ دیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
تَكْرِيماً لِلَّهِ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِلَّهِ الْمُلْكُ وَلِلَّهِ  
الْحُكْمُ وَالْكَوْنُ هُوَ أَسْمَاءُ بْنُ زَيْدٍ  
وَحُثَّانُ بْنُ طَلْحَةَ السَّعْدِيُّ وَبِكْرُ  
ابْنِ زَبَّاجٍ كُتِبَتْ عَلَى رَأْسِهَا

فِيهَا فَسَأَلَتْ بِلَاكَ رَجَبٍ خَدِجَةَ مَا صَنَعَتْ  
نَسُؤُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَتْ جَعَلَ عَمُودًا عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُودًا  
عَنْ يَمِينِهِ وَثَلَاثَةَ أَحْمَدَةٍ وَرَأَى أَنَّ  
كَانَ الْبَيْتُ يُؤْمَدُ عَلَى وَشَّةِ أَحْمَدَةٍ  
ثُمَّ صَلَّى.

اگر کسی اندر سے ہے میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔  
جیسے کہ وہ باہر سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (انہما)  
کیا ایک ہے۔ حضرت بلال نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک  
ستون اپنی بائیں جانب کیا اور دوسری اپنی دائیں جانب اور  
تین آئینے اپنے پیچھے رکھے۔ بیت اللہ شریف اس وقت چڑھتا تھا  
یہ تھا کہ تم آپ نے نماز پڑھی تھی

(بخاری و مسلم)

دَمْتَقُ عَلِيٍّ

۱۔ حضرت عثمان بن طلحہ الجلی رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے دریاں اسیاں کے پانی بہا رہے تھے۔  
لے تاکہ لوگ اندر نہ آئیں۔ اور ہجوم نہ کریں۔ اور آپ کو تشویش میں نہ ڈالیں۔  
۲۔ اگرچہ اس وقت (حضرت یحییٰ کے زمانہ میں) تین ستونوں پر مسجد ان تعمیرات کے دور میں چلائی جہاں جہاں  
کی تعمیر میں واقع ہوئے ہیں۔ جیسا کہ کتب تاریخ میں مذکور ہے

۳۔ اس حدیث میں جو حضرت عمر نے حضرت بلال سے روایت کیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ  
کعبہ کے اندر نماز پڑھی تھی اور گزشتہ حدیث سے جو حضرت ابن عباس نے حضرت ابراہیم سے روایت کیا ہے، وہ صحیح ہے کہ  
کہ آپ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی۔ دونوں احادیث میں تطبیق کی ضرورت ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت  
خانہ کعبہ میں داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر دیا اور ایک کونے میں دعائی صوف بکھری اور اس صوف میں بیٹھ گئے  
صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک کونے میں بیٹھ دیا اور خود درخت کے کونے میں بیٹھ گئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ  
شغل ہو گئے ہوں۔ اس کے برعکس حضرت بلال رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ  
کے بعد نماز ادا کی جو اس بنا پر بلال نے آپ کو نماز میں رکھا ہے اور وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئے  
اور دعائی شغل تھے۔ پھر نماز پڑھی تو صرف دو رکعت ہی تھی بلکہ مددہ بھی پڑھی اور ایک صوف میں بیٹھ گئے  
بھی مری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کو پانی لایا اور اس کے ہاتھ میں دیا اور اس کے ہاتھ میں  
صاف کریں۔ اور بوڑھا اس جو خانہ کعبہ دیکھ کر دیر میں موجود تھیں۔ ہو کر آئے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس کے پاس بیٹھ گئے  
حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ باہر پانی لائے گئے ہوئے تھے۔ لہذا ان کے ہاتھ میں پانی تھا کہ ان کے ہاتھ میں  
ان کا درست ہے۔ نفی کا قول درست نہیں۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا  
ہے۔ فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوَاتُ

نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری ہر مسجد میں  
ہزار نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ قُلِّتَ صَلَوةً  
فِيهَا سِوَاةِ اِلَّا السُّجُودَ الْحَقَّارَ  
(مَنْفَعِي حَلَبِي)

سہ۔ کہ اس میں نماز ادا کرنا میری مسجد میں نماز ادا کرنے سے بھی بہتر و افضل ہے۔ چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ مسجد  
حرام میں ایک نماز پڑھنا دوسری کسی بھی مسجد میں نماز پڑھنے سے ایک لاکھ درہم کا ثواب رکھتی ہے۔ احادیث کے مطابق  
اس اکثر ائمہ فرہب کے موافق یہاں یہاں ہے بخلاف مالکیہ جمع اللہ کے کہ وہ اس عبارت کو اس پر عمل کرتے ہیں کہ میری  
مسجد میں ایک نماز ادا کرنا مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے بھی افضل ہے۔ مگر فائدہ کعبہ میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار درہم  
سے کم افضل ہے۔ گویا اسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق ہے۔ کہ وہ مدینہ منورہ کو کوہ معظم  
سے افضل مانتے ہیں۔ فضیلت مدینہ کے قول کو تسلیم کرتے ہوئے جیسا کہ ان کا مذہب ہے۔ جواب یہ ہے کہ فضیلت  
ثواب کے جوگنا ہونے میں تخریج نہیں۔ تو اگر مسجد حرام میں نماز ادا کرنا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھنے سے ثواب  
میں کمی گنا زیادہ ہے لیکن وہ انوار کلمات و ہدایات اور فتوح و مناقب جو مدینہ طیبہ کے ساتھ خاص ہیں، فضیلت  
کے لیے کافی ہیں نیز ثواب کا زیادہ ہونا عدد کے اعتبار سے ہے۔ مگر ثمرت و نفاست و جلال جو مدینہ مطہرہ میں عبادت  
کے بعد نصیب ہوتا ہے وہاں عدد سے لگان چیز ہے اور ایسا ممکن ہے کہ ایک چیز ہزار چیز سے بڑھ کر نفیس  
ہو جائے جیسا کہ ایک موتی ہزار روپے میں آتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ مسجد نبوی شریف میں ایک نماز حورو علی اللہ علیہ وسلم  
کے حضور میں پڑھنے سے اس لاکھ درہم نماز سے نفیس و عظیم ہو مسجد حرام میں ادا کی گئی ہو اور یہ بحث کہ مدینہ طیبہ  
افضل ہے وہ کتب فقہ میں بھی کتب فقہ میں ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک و منہج میں بیان کر دی  
ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَقَدْ رَوَيْتُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
مَنْ صَلَّى فِي هَذِهِ الْمَسْجِدِ صَلَاةً فَلَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ  
وَمَنْ صَلَّى فِيهَا صَلَاةً فَلَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ  
مَنْ صَلَّى فِيهَا صَلَاةً فَلَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ  
(بخاری و مسلم)

سہ۔ یعنی دوسری مساجد کا نسبت مسجد نبوی شریف میں جو نماز پڑھی جائے گی وہ ہزار درہم زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ مگر فائدہ  
میں پڑھی گئی نماز سے ہزار درہم افضل نہیں بلکہ ہزار سے کم درہم افضل ہے۔ (مترجم)

۱۷۔ یعنی سفر اختیار نہ کیا جائے مگر تین مہاجد کی طرف۔

۱۵۔ ایک مسجد کعبہ سے مسجد حرام کہتے ہیں کہ وہاں شکار و طرائق وغیرہ قائم ہے۔

۳۵۔ دوسری مسجد بیت المقدس جسے مسجد اقصیٰ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں اٹھنے کے سوا اور کوئی مسجد تعمیر نہ ہوئی تھی لہذا مسجد کی انتہا اسی مسجد اقصیٰ تک نہیں۔ یا مسجد حرام سے کھلتی قاصدہ پر واقع ہونے کی بنا پر اسے مسجد اقصیٰ کہتے ہیں۔

لے۔ تیسری سیر یہ مسجد (مسجد نبوی شریف) اس حدیث کے ظاہر سے یہ ثابت ثابت ہوئی ہے کہ ان تین مقامات  
ہی کی طرف سفر کرنا جائز ہے ان کے علاوہ کسی اور جانب سفر کرنا جائز نہیں۔ کہ ان تین مقامات کو غصہ کی فضیلت و کرامت  
و عظمت حاصل ہے۔ اور یہی تین جگہیں اس خصوصیت کے ساتھ مخصوص ہیں کہ ان میں سے کسی ایک سے دوسرے مقامات کو براہ  
کے کہ وہ فضیلت و شرافت میں ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ اور شان و عظمت کے تمام کلمات ان کے خاص فضل و شرف  
کے ساتھ فاصل نہیں ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ تقرب و تعبد کا نیت سے ہر ایک میں تین مقامات مقصود کی طرف سفر کرنا جائز  
ہے۔ ہاں کسی حاجت و ضرورت کے تحت کسی اور جانب بھی سفر کرنا جائز ہے۔ لیکن یہ تین مقامات ہیں جو عام خصوصیت کے ساتھ  
اور کہ یہ ایک دوسری چیز ہے۔ اور اس طرف سے سفر جائز ہے۔ لیکن یہ تین مقامات ہیں جو عام خصوصیت کے ساتھ

۹۔ مگر قبور صالحین اور مقامات قبیر کہ گنایا نہایت کے لیے عسکری خدمت کی انعامات میں ہیں۔ بلکہ کچھ عسکری خدمت کے حوام کے خلاف مجمع البحار والہ اہم۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ برہنیت متعدد صورتوں میں مقامات کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ مثلاً ان کے ہونا  
 اور مسجد کی طرف سفر کی نذر مانیں تو یہ ضروری ہے کہ ناوا حسیب نہ ہوگا۔ یعنی مقامات کے تین کہ انہیں ہر طرف سے  
 سے متعلق ہے۔ یعنی مساجد کے لیے اگر سفر کیا جائے تو وہ صرف انہیں تین مساجد کی طرف سے ہو سکتی ہے۔  
 مساجد کے علاوہ دوسرے مقامات سے سفر کرنا جائز ہے۔ مثلاً مسجد کے باہر سے سفر کرنا جائز ہے۔  
 بندہ سکیں کاتب حروف عبدالحق بن یوسف الدین عفا اللہ عنہ کہ یہ ہر طرف سے ہو سکتا ہے۔ مثلاً  
 مقدسہ کی شان کا اہتمام بیان کرنا اور ان کی جانب سے سفر کرنا جائز ہے۔ مثلاً مسجد کے باہر سے سفر کرنا جائز ہے۔  
 مقامات ہیں۔ یعنی اگر سفر کرنا مطلوب ہو تو ان تین مساجد کی طرف سے سفر کرنا جائز ہے۔ مثلاً مسجد کے باہر سے سفر کرنا جائز ہے۔  
 کو سفر کا بوجھ لوگ برداشت نہیں کرتے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان تین مساجد کی طرف سے سفر کرنا جائز ہے۔  
 نہیں۔ مصرع

دل اگر یار کشد باز بیکاری باری۔  
 ترجمہ۔ دل اگر روبرو آئے تو کسی جمع مقصد و کام کے لیے اٹھانا پڑے۔

ترجمہ۔ دل اگر رونا چاہتا ہے تو کسی مجمع مقصد و کام کے لیے اٹھنا پڑیگا۔



۲۲۲ وَحَنَ ابْنُ مَرْجُوَّةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
اللَّهُ يَكْفِيكَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هِيَ  
بَيِّنَةٌ وَ مَشْبُورَى . نَعَمْ سَأَلْتُ عَنْ رِيَاضِ  
الْجَنَّةِ وَ هُنَّ عَلَى حَوْضٍ  
دُمْنَقُ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے  
نگار اللہ میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں  
سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔  
(بخاری و مسلم)

۱۔ یہ ایک روایت میں اس طرح ہے یٰٰنَّی قُرْبَیْ مِیْرَی قُبْرَیْ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان۔ اور ایک روایت  
میں یوں ہے یٰٰنَّی قُبْرَیْ وَ مِیْرَی میرے حجرہ اور میری بھائی نانہ کے درمیان اور منہ دراصل بنو زرار، باغ اور نناک  
جگہ کو کہتے ہیں۔

اس حدیث کی تائید دوسرا میں بعض کہتے ہیں کہ اس جگہ میں عبادت گاہ یا بشت میں آنے کا ذریعہ و وسیعہ ہے۔  
ایک دوسری حدیث میں ذکر کے حلقوں کو ریاضی الخیال کیا گیا ہے۔ یہ مقدس و جبرک و پائیزہ جگہ بھی ملائکہ اور جن و  
کے اجتماع کی جگہ ہے کہ یہاں جگہ میں اگر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح و تہلیل کر لیتے ہیں۔ مگر یہ دونوں باتیں  
ضعیف ہیں کہ یہ معنی اس حکام کے ساتھ کچھ خصوصیت نہیں رکھتا۔ کہ تمام مساجد اور جبرک جگہوں کا یہی حکم  
ہے۔

۱۔ تحقیق کے نزدیک یہ کلام بلا تاویل اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے یا تو معنی یہ ہے کہ بعینہ اس بقعہ مبارکہ کو قیام  
کے روز اللہ تعالیٰ کے درخت میں رکھ دیں گے اور وہیں کے طرح پر کھڑا زمین باقی زمین کی طرح قالی و ہلاک نہ ہوگا یا بایں معنی  
یہ ہے کہ قیام کے روز اللہ تعالیٰ کے درخت میں رکھ دیں گے یا لایا گیا ہے جس طرح حجر اسود حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے لیے  
لایا گیا تھا اسی طرح اس کو اللہ تعالیٰ کے لیے لایا گیا۔ اگر یہ ظاہر کے اعتبار سے یہ ٹکڑا اس عالم  
دنیا سے دھلائی و بکھریا ہوا ہے یا اس کے نزدیک اس عالم سے ہے اور انسان جب تک کہ طبیعت ظلمات  
باب سے غافل نہ ہو اس کی ہمت میں گر نہ سکتا ہے۔ جس کے حقائق اشیاء اور امور آخریہ کے ادراک  
سے محروم ہے۔ وہی بنا پر جنت کے آثار بھی محسوس نہیں نہ بد و خیر کا ظہور نمایاں نہیں ہوتا۔ اسی قسم کی تاویلات  
و تحقیقات حضرت علیہ السلام کے اس قول میں بھی نہیں کہ منبری علیٰ منبر جہاں وقت مسجد میں قائم ہے میرے  
حوض پر ہے ایک حدیث میں اس طرح آیا ہے منبری علیٰ منبر جہاں وقت مسجد میں قائم ہے میرے  
پانی کے پلہ تھوں میں ہے ایک راستے پر واقع ہے۔ اور جنت کا پانی میرے منبر کے پایہ کے نیچے آتا ہے۔  
روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر پر تشریف فرما تھے کہ فرمایا میرا قدم جنت کی  
طرف سے آنے والے پانی کے پلہ تھوں میں سے ایک راستے پر ہے۔ ایک روایت اس طرح وارد ہے کہ میرے

پاؤں جنت سے آنے والے کی نالی میں ہیں۔ مقررین کے منہ اس کا منہ ساکن کے ساتھ معنی حوض میں پانی آنے کی جگہ  
 میں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی شریف کی یہ جگہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔ کہ آپ کا جمع الثمان منبر  
 اس پر قائم ہے۔ بعض علماء نے یہ کہاہے کہ اس سے ال منبر کی خبر دینا مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے  
 قیامت کے دن ہوگا۔ اور وہ حوض کوثر پر رکھا جائے گا۔ نہ کہ یہ منبر جو مسجد شریف میں ہے۔ مگر یہ قول مسیحیوں و یسوعیوں سے  
 بعید ہے۔ جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

۶۳۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءَ عَلَى  
 سَبْتٍ مَا يَشِيءُ وَرَأْسًا يُصَلِّي فِيهِ لُحْتَيْنِ  
 مُتَقَيَّعَيْنِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے  
 ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر سبت کے دن مسجد  
 قبا میں تشریف لایا کرتے تھے کبھی بیدل اور کبھی  
 بواہی پر۔ آپ مسجد میں اگر دو رکعت نماز پڑھتے یا ایک

۱۔ مسجد قبا وہ مسجد ہے جو مدینہ منورہ سے قدیم ہے۔ اس کے لیے یہ وہ جگہ ہے جہاں علامہ ہجرت  
 کے ایام میں مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے پہلے تعمیر کی گئی۔ اور وہ قول کے مطابق آید کہ مسجد قبا مسجد نبوی  
 الشقوی الی اخر الا یہ۔ (البتہ وہ مسجد جو ہے اسی مسجد نبوی کی نیچے قائم گئی) مسجد قبا شریف کی شان و  
 نام نہ ہوئی۔ قبا قاف کی پیش کے ساتھ ایک جگہ کا نام ہے جس میں یہ مسجد واقع ہے۔

۶۳۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْبِدُ إِلَهُكَ  
 إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدَ مَا وَفَّقَهُمْ إِلَهُكَ  
 إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقًا

۱۔ کہہ نہ ان میں خدا تعالیٰ کے عبادت کی جگہ ہے۔ اور ملک میں ملک میں اس کے عبادت کی جگہ ہے۔

۲۔ کہ ان میں لوگ دینی کاروبار میں مشغول ہو کر یا دنیا سے غافل ہو کر عبادت کی جگہ ہے۔

۶۳۵ وَعَنْ حُطَّانٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَنِي لُؤْلُؤَ  
 مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ مَسْجِدًا فِي الْجَنَّةِ  
 مُتَقَيَّعَيْنِ

۱۔ یعنی خدا تعالیٰ کے رضا حاصل کرنے اور اس کی عبادت کے لیے مسجد تعمیر کرتا ہے۔

۱۰۔ اور ایک روایت میں بھی شکر کا لفظ آیا ہے۔ اور یہ مائتہ شذاعت، کشادگی، صفائی اور نقاست میں سے  
درہ دنیا کے مکانات کی مائتہ جنت کے مکانات سے نہیں ہو سکتی۔ ایک دوسری حدیث میں آیا اگرچہ یہ مسجد پڑیا کے  
گھونے جتنی ہمدرد چھوٹی اور تنگ ہونے میں مبالغہ ہے۔

۱۱۔ وَحَنَ ابْنِ مَرْمُوهَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْرِ اِلَى الْبَيْتِ  
اَوْ رَاسِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ نَزْلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ  
لَمَّا خَدَا اَهْلُهَا  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت  
مسجد میں جاتا ہے۔ یا شام کے وقت اللہ تعالیٰ اس کے  
یہ جنت میں ہمراہی تیار کرتا ہے۔ جب بھی وہ صبح کرے  
خام کو مسجد میں جاتا ہے۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۲۔ اہل میں لفظ نزل استعمال ہوا ہے۔ نزل کی پیش زما کن یا نزل کی پیش کے ساتھ۔ یعنی وہ کھانا جو مہمان کے  
یہ دن کے پہلے جسے میں تیار کر کے اس کے آگے رکھتے ہیں۔ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ مسجد کو یا صیانت خانہ  
ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں زائرین کو اپنی عطا سے محروم نہیں کرتا کہ وہ کریم اس سے پاک و منزہ ہے کہ اپنے مہمان کو محروم  
کرے۔ یہی آنے سے متعلق نیات و مراقبات میں سے ایک یہ ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو تو اللہ تعالیٰ کی  
معاذ کے وصول کرنے کی نیت بھی کرے۔ جیسا کہ ابتدائے کتب میں حدیث انما الاعمال بالنیات میں گزر رہا۔  
۱۳۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْمُوهَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِي الصَّلَاةِ  
الْبَيْتِيُّ ثُمَّ فَاَتَتْهُمْ مَنَابِقُ وَ الَّذِي  
يُتَوَلَّى الْقِبْلَةَ حَتَّى يَصْلِيَهَا مَعَ  
الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنَ الَّذِي  
يُصَلِّيُ بِنَاجٍ  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سب سے زیادہ  
نماز کا اجر و ثواب اسے ملے جو دور سے چل کر آئے پھر  
جو دور سے چل کر آئے۔ اس میں شخص کو جو نماز کی انتہا  
میں رہے۔ یہاں تک کہ امام کے ساتھ نماز پڑھے۔ اسے  
زیادہ اجر و ثواب ملے اس آدمی کی نسبت جو ایک  
نماز پڑھ کر سو جائے۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

۱۴۔ اور جماعت کا انتظار کرنے۔ اگرچہ اصل وقت میں نماز پڑھ لے اور اگر فریاد و تقدیر اخیل جماعت کے  
ساتھ نماز پڑھے۔ یا ایسے شخص کی اقتدار میں نماز پڑھے جو امامت کا زیادہ حق دار نہیں۔ اس کے برعکس ایک دوسرا شخص  
جماعت کثیر کی انتظار کرتا ہے۔ اور ایسے شخص کی اقتدار میں نماز پڑھتا ہے جو امامت کا زیادہ حق دار ہے۔ تو اس اعتبار  
سے وہ عظیم اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔ خصوصاً جب ایسے نماز پڑھ کر مومن کا باعث بستی اور جماعت کی عظمت ہو

میں نہ ہو۔ عنیفہ کے نزدیک فجر کی نماز سفیدی کے وقت یا چاشت ادا کرنے میں انقیاد کا ہی وارث ہے۔

۶۳۸ و عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَلَّتِ الْبُكَاعُ  
حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُو سَلِيمَةَ أَنْ  
يَتَنَقَّلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَبْلَهُ ذَلِكَ  
الَّتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ لَهُمْ بَلِّغْنِي أَنْتُمْ تُرِيهُونَنِي  
أَنْ تَتَنَقَّلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوا  
نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَرَدْنَا ذَلِكَ  
فَقَالَ يَا بَنِي سَلِيمَةَ وَيَا رَأْسَكُمْ  
تَكْتُبُ أَثَارَكُمْ وَيَا رَأْسَكُمْ تَكْتُبُ  
أَثَارَكُمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا میں  
مسجد نبوی کے ارد گرد کچھ مجلس خالی نہیں رہتی تھی  
چاہے مسجد کے قریب مشعل ہو جائیں۔ ان کی تہمت  
مکانی کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تو آپ نے  
ان سے فرمایا تھی یہ بات پہنچی ہے کہ تم لوگ مسجد کے قریب  
مشعل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ  
ہم نے اسی امر کا ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے بنی  
سلیمہ تم لوگوں میں ہی رہو کہ تمہارے قدم مسجد کی طرف

آگے جاتے ہو تو تمہارے اعمال نامے میں لکھے جاتے ہیں

کہ تم میں سے جو کونسا اللہ کے رحم سے مسجد کے قریب آگے جاتا ہے

وہی اللہ کے فضل سے اس میں سے لکھا جاتا ہے

۱۔ کہ ان جگہوں میں بسنے والے یا قیام کرنے والے کو مسجد کے قریب آگے جانا

۲۔ جو مسجد کے قریب آگے جاتا ہے وہی مسجد کے قریب آگے جاتا ہے

انہوں نے مسجد کے قریب آگے جانا

۳۔ آپ نے تاکید و ترغیب کی عرض سے یہ بات

۶۳۹ و عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ  
يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ  
إِلَّا ظِلُّهُ رَامًا عَادِلًا وَبِطَائِفًا  
فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلًا قَلْبُهُ مَعَلَّقٌ  
بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَخُودَ  
رَأْسَهُ وَرَجُلَانِ تَحَابَّاهُ فِيهِ اللَّهُ  
اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَكَفَرَا عَلَيْهِ وَ  
رَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ لِحَالِهِ فَنَاقَشَتْ عَيْنَاهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات

میں سے سات لوگ اللہ کے سایہ میں ہوں گے جس میں

جب کہ کوئی مسافر ہو گا۔ ایک مرد اللہ کے سایہ میں

بادشاہ۔ دوسرے مرد اللہ کے سایہ میں جو اللہ کی عبادت میں

آپ اللہ کے سایہ میں جو اللہ کے سایہ میں جو اللہ کے

جب کہ وہ اللہ کے سایہ میں جو اللہ کے سایہ میں

مسجد میں آجائے اور چوتھا وہ خدا کی عبادت میں

اللہ کے سایہ میں جو اللہ کے سایہ میں جو اللہ کے

وَرَجُلٌ دَخَلَ آمَرًا كَأَنَّهُ حَبِيبٌ  
وَجَمَلٌ فَقَالَ إِنِّي أَتَمُّتُ إِلَهُكَ وَ  
رَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْطَا مَا  
حَقُّهُ لَا تَحْكُمَ عَمَلُهُ مَا تُشْفِقُ  
بَيْنَهُ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ای شخصیت پر ایک دوسرے میں۔ آدمی پر ایک دوسرے  
شے انگ ہیں۔ یا نچوڑاں وہ شخص جس نے نہائی میں خدا کو یاد  
کیا تو اس کی انکھیں پڑیں چھٹا وہ شخص جسے حب چال  
والی عورت نے پایا مگر اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا  
ہوں۔ ساتواں وہ شخص جس نے اس طرح چھپا کر صدقہ  
دیا کہ اسے بائیں ہاتھ کو ملتا نہ ہو کہ وہ ایسا کہتہ کا شریعہ کر رہا  
ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ یعنی انہیں اپنی پناہ کی دیکھو۔

۲۔ نعمت میں قیل کا معنی سایہ ہے۔ مگر یہ کیفیت، عزت، غلبہ، راحت اور نعمت کے معنی میں بھی آتا ہے۔  
بعض کہتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ غرش کے نیچے بٹھائے گا۔ چنانچہ قیامت کے سورج سے اس میں ہر بائیں  
گے۔

۳۔ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق رعیت پروری اور داد گستری کرے اور  
مظلوموں کو حقوق میسر کرے۔

۴۔ بچپن سے صالح اور عبادت گزار اور اسی حالت پر جوانی کو پہنچے۔

۵۔ یعنی خدا کے لیے اداسی کے بین کے اداس کی رہنا جوئی اور تقرب کے لیے آپس میں اکٹھے ہوں۔

۶۔ یہ ایک دوسرے کے سامنے اور پشت پیچھے مظلوموں کی محبت سے کہیے ہے۔

۷۔ تنہائی کی تہیہ اس لیے کہ اللہ کی ملکیت دنیا کا اس میں دخل نہ ہو سکے۔

۸۔ خدا کا نام نہ لے کر اللہ کی عبادت نہ کرے۔

۹۔ یہ بات وہ اپنے دل میں کہے یا زبان کے ساتھ اس عورت سے کہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے شہرہ رکھنے سے کہیے ہے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کے قول اللہ تعالیٰ کے قول اللہ تعالیٰ کے قول

اللہ تعالیٰ کے قول اللہ تعالیٰ کے قول اللہ تعالیٰ کے قول

فی الجہات فی شوقہ فی شوقہ فی شوقہ

فی بیوتہ فی بیوتہ فی بیوتہ فی بیوتہ

فی بیوتہ فی بیوتہ فی بیوتہ فی بیوتہ

انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی نماز باجماعت

اس کے گھر میں یا بازار میں پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ

قرب رکھتی ہے یہ اس لیے کہ جب وہ وضو کرتا ہے اور

اجہاد منور کرتا ہے۔ پھر سجدہ کی طرف جاتا ہے۔ اسے عزت

الْوُضوءُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى السُّجُودِ لَا  
يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ  
خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ  
وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَتُهُ فَإِذَا  
صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ  
مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ  
اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ  
فِي صَلَاةٍ مَا أَنْظَرَ الصَّلَاةَ وَفِي  
رَوَايَةٍ إِذَا دَخَلَ السُّجُودَ كَانَ فِي  
الصَّلَاةِ تَحِيَّةٌ وَنَادَى فِي فِعْلِ الْمَلَائِكَةِ  
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ تَبَّ عَلَيْهِ مَا  
لَمْ يُؤْذِ فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ  
(دُتِنَ عَلَيْهِ)

نماز ہی نگرے باہر نکالشی ہے تو ہر قوم پر اس کا ایک درجہ  
بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ  
نماز پڑھتا ہے تو جب تک اپنی جگہ سے نہ اٹھتا ہے  
فرشتے اس کے لیے رخصت ہو جاتے رہتے ہیں اور یہی  
کہتے ہیں۔ اللھم صلی علیہا وسلم۔ اے اللہ اس پر رحم کر  
یہ صبح اے اللہ اس پر رحمت نازل کر۔ اور تمرا وہ آدمی نما  
ز میں ہی بچھا جاتا ہے۔ جو نماز کی انتظار میں ہوتا ہے۔  
اس ایک روایت میں اس طرح لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم فرمایا جب مسجد میں داخل ہوا تو نماز پڑھنے ہی  
اسے مسجد میں رکھ کر رکعتوں کی روایت میں فرشتوں  
کی دعا ہو گی۔ اللھم اغفر لہ۔ اے اللہ اس کو بخش  
دے۔ جب نماز کرے تو ہر قوم پر اس کا ایک درجہ

۱۔ جس میں وہ کب و تجارت کے یہ فیصلے شریعت کے مطابق نہ ہوں۔  
۲۔ طریقہ مسنون کے مطابق اسے ادا کرنا اس کی نیت میں نہ ہو کہ وہ اس کے خلاف نیت کرے۔  
۳۔ یہ دوسری نماز کی انتظار کے لیے جائے نماز پر بیٹھنے کی نفی ہے کہ اگر وہ نماز کی تکمیل کے لیے  
فرشتوں کی دعا کا ذریعہ ہے۔

۱۷۔ کہ دینو کا ٹوٹنا فرشتوں کی تکلیف اور قیامت کا سر جیسے ہے۔ پھر بے اختیار ہو رہا ہے۔ تاکہ اس کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے بعض روایات میں حدیث ... آیا ہے۔ یعنی حبیب اللہ کہ مجھ کو یہ خبر کہ دنیا کی باتیں چکرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فضیلت اسی موت میں حاصل ہوتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ کسی دیندار کے لیے اسی جگہ میں بیٹھا رہے۔ اور بعد از مرگشت سے کام لے۔ اور اگر نماز ادا کر کے کسی دیندار کو یہ جگہ چلا جائے تو فضیلت بڑھ کر ہو جائے گی۔ بعض مشائخ کا دستور ہے کہ وہ اٹھ کر خلوت میں چلے جاتے ہیں تاکہ وہ زمین پر ان گھونٹ نہ ہوں۔ یہ بھی محفوظ ہے۔ یہ ایک صحیح نیت ہے اور اس میں ذکر و تسبیح کی فضیلت حاصل ہے۔ مگر جیسے نماز پر بیٹھنے

کی فضیلت اور دیگر سے۔ عیا کہ بعض علماء نے تصریح کی ہے۔

۶۵۱ وَ عَنْ أَبِي أَسِيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اَللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَلَّ  
اَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ  
رَبِّ الْاَوَّابِ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَقُلْ  
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔  
دَعَاؤُ مُسَلِّمٍ

حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے  
تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے  
کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو یوں کہے۔ اے اللہ! فتح لی ہوا  
رنگ۔ اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے  
کھول دینے اور مسجد سے باہر نکلے تو کہے اے اللہ! ال رنگ  
من فضلك اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل و کرم مانگتا ہوں۔

۱۔ ہنزہ کی پیش اور سین کی زبرد کے ساتھ انصاری صحابی سادسی ہیں۔ بعض نے ہنزہ کی زبرد سے بھی پڑھا

۲۔ یعنی اس مکان شریف میں آنے کی برکت سے۔ یا نماز کی توفیق عطا کر کے یا نماز میں کثرت حقائق  
کے ساتھ۔

۳۔ اس فضل و کرم سے بزرگ طلال ہر اوہ ہے جو غار سے فارغ ہونے کے بعد اس کی تلاش میں نکلتا ہے۔  
اور کہا کہ ہے۔ اے اللہ! میرے فضل و کرم سے دوبارہ مسجد کی طرف لوٹنا مراد ہو۔ جو کہ ثواب پر ثواب کا موجب و  
ذریعہ ہے۔ عیا کہ بار اول میں یہ ثواب حاصل ہوا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیشک  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے  
کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو چاہے کہ بیٹھنے سے  
پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔

۶۵۲ وَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ  
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخْلَا  
اَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكُعْ رَكَعَتَيْنِ  
قَبْلَ اَنْ يَخْرُجَ۔

(بخاری و مسلم)

دُعاؤ مُسَلِّمٍ

۱۔ حضرت ابوقحافہ انصاری صحابی ہیں۔ سیت عقبہ میں موجود تھے۔ جنگ بدر میں شریک ہوئے اس کے  
ساتھ تمام روایات کی بھی روایت ہے۔ عیا کہ بعض علماء نے یہ روایت بھی لکھی ہے۔

۲۔ یہ حدیث شامی حلیات رحمہم اللہ کی دلیل ہے کہ تحیۃ المسجد پڑھنا واجب ہے۔ کہ یہ حضرات امر کو  
واجب نہ سمجھتے تھے۔ متنبہ کے نزدیک تحیۃ المسجد کی دو رکعت نفل ہیں۔ حدیث کے معنیوں کا ظاہری چلاؤ اس  
استحباب کو ظاہر کرتا ہے۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ تحیۃ المسجد کی نماز بیٹھنے سے پہلے واجب ہو۔ حالانکہ بالاتفاق ایسا  
نہیں ہے۔



۹۵۲ وَ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَقَدَّمُ  
مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا فِي الصُّحَى فَإِذَا  
قَدِمَ بَدَأَ بِالسَّجْدِ فَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ  
ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ :

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس  
تشریف نہ لاتے تھے گوردن کو چاشت کے وقت جب  
آپ تشریف لاتے تو پہلے سجدہ میں تشریف لاتے اور  
اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر سجدہ میں بیٹھتے تھے

(بخاری و مسلم)

۱۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرمادے تھوکت میں کہ مجھے رہ جانا (شربک نہ ہونا) اور آپ کی توہین  
کا قصدا چھ تصوں میں سے ہے۔ آپ شعراء اسلام میں سے ہوتے ہیں۔

۲۔ تاکہ لوگ آپ کی زیارت سے شرف ہو سکیں۔ اور آپ کی خدمت میں ماضی کی سعادت سے مستفید  
ہوں بعض لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے چاشت کا نماز کو سنت قرار دیا ہے۔ مگر ان بائے  
میں تحقیق وہ ہے جو باب مَلُوقِ النُّعْمِ میں آرہی ہے انشاء اللہ۔ اسی حدیث سے مسافر کے واپس آنے پر پہلے  
سجدہ میں بیٹھنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ حضور کی ماحول نماز میں یہ بھی کہ  
آپ پہلے گھر نہ تشریف لے جاتے مسجد میں تشریف لاتے تاکہ لوگ آپ کی خدمت میں پہلے گھر سے آئے تو یہ بھی جائز  
ہے۔ جیسا کہ علمائے کبار نے کہا ہے۔

۹۵۳ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ  
سَجَدَ رَجُلًا يَتَعَدُّ هَذَا لِقَاءِ النَّبِيِّ  
فَلْيَقُلْ لَا مَرَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ فَإِنَّكَ  
السَّاجِدُ لِرَسُولِ اللَّهِ ثَبَنَ لَهَا

دَوَّالُ الْمُسْلِمِينَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
کوئی شخص سجدہ کرے پھر کہے کہ اے اللہ! میری  
سجود کو نبی کے لئے لے کر دے تو اس کی سزا  
میں ہے کہ اللہ اس کی سزا نہ کرے۔

تیسری روایت ہے کہ سجدہ کرنے کے بعد  
کہے کہ اے اللہ! میری سجدہ کو نبی کے لئے  
لے کر دے تو اس کی سزا میں ہے کہ اللہ اس کی  
سزا نہ کرے۔

۱۔ اور نہ ہی اس قسم کے دوسرے کاموں مثلاً غریب اور محتاج کو مال دینا یا کسی کو عطا کرنا  
خداوندی کے لیے تعمیر کیا گیا ہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ الفاظ زبان اور زبان کا اظہار ہے کہے تاکہ یہ الفاظ  
دینی غرض کے لیے آئے ہوں۔ اس کا اثر ڈیڑھ ہو۔ محض دل سے یہ چیز عطا کرے اور نہ یہ چاہے کہ مسکین کو  
گم شدہ چیز سے اور اگر زبان دونوں سے کہے اور یہ ارادہ کرے کہ اس کو اپنے فعل کی سزا سے عطا کرے یہ کام  
نہ کرے۔ تو اس طرح کرنا بھی درست ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس مسجد پر دروازہ  
(پار یا لہسن) درخت سے کھائے تو وہ ہماری مسجد  
کے قریب ہو گا نہ آئے۔ کہ لانا کہ کوئی اس چیز سے اذیت  
پہنچتی ہے جس سے انسانوں کو اذیت پہنچتی ہے۔

(بخاری و مسلم)

وَمَنْ جَاءَ بِهَا فَقَالَ كَلَّ اللَّهُ  
مَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ ثُمَّ كَسَفَتْ عَنْهُ الْكَلْبُ  
فِيهِ الشَّجَرَةُ الْمُنْتَنُو فَلَا يَقْرُبُ  
مَسْجِدَنَا وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَذَرُ  
مَنَّا وَمَنْ جَاءَ مِنْهُ إِلَّا شَىْءٌ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ یہ مساجد یا لہسن مراد ہے۔ فصل ثانی میں آ رہا ہے کہ جو شخص ان دو درختوں سے کچھ کھائے تو وہ ہرگز ہماری  
مسجد کے قریب نہ آئے۔

۲۔ اور جو چیز سی ہو تو نہ ہو کہ لہسن میں بد دروازہ برائے کا یہی حکم ہے۔ جیسے منہ کا گندہ ہونا یا بیلوں کا گندہ  
ہونا وغیرہ۔ ہر مسجد کے حکم میں ہیں تمام وہ مجاہدات کے لیے اکٹھا ہونے کی جگہیں جیسے مجلس علم و ذکر  
اور سب علمائوں کی مجالس خیر۔ اور مسجد سے فاس مسجد نبوی مابینیں ماسی لیے بعض روایات میں مساجدنا جمع کے لفظ  
سے لایا ہے۔ بعض روایتوں میں مسجد کی کلا لفظ بھی واقع ہو چکا ہے۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے  
ماترک الہائی مخصوص ہے۔ بطریق شک۔ بات نہیں کیونکہ اس چیز کی کراہت مسجد نبوی شریف میں نہایت اشد  
وہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں تم کو نہ لگانا  
سببہ ابدال کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کر دیا جائے  
(بخاری و مسلم)

وَمَنْ جَاءَ بِهَا فَقَالَ كَلَّ اللَّهُ  
مَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتْبَازَ فِي  
الْمَسْجِدِ خَطْبَيْنِ مَرَّتَيْنِ كَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ مسجد میں تم کو نہ لگانا یہ ہے۔ لہذا کسی نے لیا تو اس کا تلافی یہ ہے کہ اسے زمین میں دفن کر  
دے۔ دو بار خطبہ پڑھے۔ ہر بار دو بار اس کے ساتھ ہے۔ مترادف الفاظ میں بمعنی منہ سے تم کو باہر پھینکنا اور  
جس کی حد یہ ہے۔ اسے دفن کر دینا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میری  
امت کے اعمال پیش کیے گئے تو میں نے اس کے  
اچھے اعمال سے یہ بات دہمی کہ راستہ سے تکلیف

وَمَنْ جَاءَ بِهَا فَقَالَ كَلَّ اللَّهُ  
مَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَتْ  
عَنْ أَحِبَّالٍ أُمِّي حَسَنًا وَبَسِيئًا  
فَوَجَدْتُهَا مَعَافٍ مَعَافٍ أَعْمَلُهَا الْآذَى

يُحَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ وَجِدَتْ فِي  
مَسَارِوِي أَعْمَالِهَا الشَّفَاعَةُ تَكُونُ  
فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(اسلم شریف)

۱۷۔ اصل میں لفظ نعامہ استعمال ہوا ہے۔ اس کا معنی ہے۔ سینہ سے آنے والا منہ کا تھوک۔ یا ناک نکلنے والا مواد۔

٢٥٨  
عَنْ أَبِي مُرَّةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ  
أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْسُقُ أَمَامَهُ  
فَاتِمًا يُنَاجِي اللَّهَ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ  
وَلَا عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ  
مَلَكًا ذَلِيلٌ عَنْ يَسَارِهِ أَوْمَتْ  
قَدَمَيْهِ فَيُدْفِنُهَا وَفِي مَوَايِعِ آيَةٍ  
سَعِيدٍ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى -  
رُتَفَقُ عَلَيْهِ

۱۵۔ یعنی جانب قبلہ کو۔

۷۔ بعض نسخوں میں خانا کی بجائے ناموسیا کا تذکرہ آیا ہے اور اس حالت میں اگر یاد آوے تو ان نسخوں میں اس کے لئے اس نے اور مقابل ہوتا ہے۔ اس لیے قید کی جانب توجہ کرنا ادب کے خلاف ہے۔

۳۔ جو بڑا عالی مرتبت شہزادہ کاتب حسنات اور محبت الہی کے ساتھ ہر وقت مصروف رہتا ہے اور کاتب خیر خدایہ کے قابل ہے یا اس سے وہ فرشتہ مراد ہے جو نماز کے وقت غازی کے جلی کے ساتھ یہاں ہی اللہ تعالیٰ کا دعا پڑھتا ہے کہ  
 کے لیے آتا ہے۔ اور غازی کی زیارت کرنے والے کی طرح ہے اور جو اس کے ساتھ ہے کہ آج ہے اس کے ساتھ ہے  
 کہ اپنے ذمہ کا احترام ان فرشتوں سے بڑھ کر ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ہیں یعنی کلام اللہ میں  
 کے۔ اس طرح غیر مسجد میں کرے اور جب مسجد میں ہو تو قنوک پڑھے میں لے کر لے کر لے کر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ کلمہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ موت

۶۵۹  
۲۷  
وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَوْضِعِهِ

الَّذِينَ لَمْ يَقْعُوا مِنْهُ لَمَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْيَقُونَ  
وَالصَّامَاتِ اتَّخَذُوا نُجُومًا كُتِبَ عَلَيْهِمُ  
مَسَاجِدَ -

میں جس سے آپ جابر نہ ہو سکے، فرمایا۔ اللہ تعالیٰ  
یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے آپ  
علیہم السلام کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

۱۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب میت کو محسوس کیا تو آپ کو خوف لاحق ہوا کہ آپ کی امت بھی  
آپ کی قبر اللہ کے ساتھ وہی کچھ نہ کرنا شروع کر دے جو یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کے ساتھ  
کرتے تھے۔ اس لیے اس کی ممانعت پر تنبیہ کرنے کے لیے آپ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی جنہوں نے اپنے  
انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

سجدہ گاہ بنانے کی دوسری بات ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ ان کی قبر کی طرف سجدہ کریں انہیں معبود جانتے ہوئے جس طرح  
کہ بہت سے بت پرست بتوں کی پرہیز کرتے ہیں۔

دوسری صورت یہ کہ مقصود و منظور تو خدا تعالیٰ کی عبادت ہی ہو۔ مگر یہ اعتقاد کہیں کہ حق تعالیٰ کی عبادت اور  
نمازیں اس کی قبر کی طرف تو جہ و قرب و درمنائے حق تعالیٰ کا موجب و ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی بڑی  
قدروترتیب ہے۔ کہ یہ چیز بھی عبادت پر مشتمل اور اس میں انبیاء اکرام علیہم السلام کی تعلیم میں مبالغہ اور زیادتی پائی جاتی  
ہے۔ یہ وہی طریق ناپسندیدہ اور نا شروع میں یہ پہلی صورت تو شرک جلی اور کفر ہے۔ دوسری صورت بھی حرام ہے  
کہ اس میں بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ شرک پایا جاتا ہے۔ اگرچہ اس دوسری صورت میں شرک خفی ہے۔ اور دونوں  
صورتوں کا ترکیب انسان لعنت کا مستحق ہوتا ہے۔

اور بقصد تعلیم و تہذیب کسی نبی یا مرد صالح کی قبر کی طرف متہر کے نماز ادا کرنا حرام ہے۔ اس حرمت میں کسی کا بھی  
اختلاف نہیں۔ حالانکہ اس کے قریب سجدہ تعمیر کوئی یا مختلف ادا کریں بغیر اس کے کہ نماز میں اس کی طرف توجہ کی جائے تاکہ  
اس کے جوار میں کھڑے رہیں کہ پڑھیں کہ رکعت اذان کی روحانیت کی ذرا نیت کی۔ مراد سے عبادت میں کمال پیدا  
ہو جائے اور عبادت شرف قبولیت حاصل کرے۔ تو اس نیت اور اس طریقہ میں کوئی خرابی اور کوئی حرج نہیں  
ہے۔ جیسا کہ فقہان و محدثین نے فرمایا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَلَا وَرَأَيْتُمْ  
مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَسْجُدُونَ قُبُورَ  
أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدًا أَلَا

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے فرماتے  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے  
سنار اگاہہ ہو بیشک تم سے پہلے لوگ اپنے  
نبیوں اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے تھے۔

فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ عَنْ ذٰلِكَ ۚ

آگاہ رہو کہ قبور کو مسجد گاہ نہ بناؤ۔ بے شک میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔

دَعَا مُسْلِمٌ

(مسلم)

۱۔ جذب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نام ہے اور آپ کے نام میں بہت اختلاف ہے۔ آپ کے علاوہ بھی صحابہ کرام میں جذب نام کے حضرات ہیں۔ ایک جذب بن عبد اللہ بخلی۔ اور ایک جذب القشیری قرطبی ہیں۔ ہونکا کہ یہاں کون سے جذب مراد ہیں۔

۲۲۱ دَعَا ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ اَجْعَلُوْا فِیْ بُیُوتِکُمْ قَبْرَ صَلَاتِکُمْ وَ لَا تَتَّخِذُوْہَا مَبُوْرًا ۙ دُثِّقَ عَلَیْہِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھا کر دو اور اپنے گھروں کو قبر بنانا۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ یعنی نفل نماز تاکہ اس کی برکت، نورانیت ان میں اثر کرے۔ اور نماز عبادت بے شک تمہارے گھر منور و روشن ہو جائیں۔

۲۔ یعنی اپنے گھروں کو قبروں کی طرح نہ بناؤ کہ گھروں کی طرح ان میں پڑھنے سے بہرہ۔ اور کوئی کام نہ کرو۔ یا کہ گھر اور چوکنہ غیزدین ہے موت کی۔ اسی لیے جن گھروں کو گھر بنائے یا دیں وہ گھر قبر کے شایہ ہے۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

۲۲۲ عَنْ ابْنِ مَرْثَدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ ۙ دَعَا الْمُصَوِّفُ

حضرت ابی مرثدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ (ترمذی و شریعت)

۱۔ یہ بیان مدینہ طیبہ کے قبلہ سے متعلق ہے کہ مدینہ طیبہ سے قبلہ جانب جنوب طالع ہے۔ اگرچہ کتبے جانب شمال میں ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ میں سے کوئی جہت ایسی نہیں کہ اختلاف جب تک کہ کسی نہ کسی قوم کا قبلہ واقع نہ ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْہَكُمْ لِلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ یعنی تم جہاں بھی ہو اپنے چہرے مسجد حرام کی طرف کرو۔

۳۴ وَ عَنْ حَلِيقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجْنَا  
وَقَدْ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَبَايَعَنَا وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَ  
أَخْبَرَنَا أَنَّهُ رَأَيْنَا بَيْعَةً لَنَا  
فَأَسْتَوْهَبْنَا مِنْ فَضْلِ طَهُورَةٍ قَدْ بَايَعْنَا  
بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَتَنَضَّضَ ثُمَّ صَبَّهَ  
لَنَا فِي أَدَاوَةٍ وَآمَرَنَا فَقَالَ اخْرُجُوا  
كَذَا أَتَيْتُمْ أَرْضَكُمْ فَافْكُرُوا بِعَمَلِكُمْ  
وَانْصَبُوا مَكَانَهَا بِهَذَا الْمَاءِ وَ  
اتَّخِذُوا مَسْجِدًا قُلْنَا إِنَّ الْبَلَدَ  
بَيْدٌ وَالْحَرَّ شَدِيدٌ وَالْمَاءُ يَنْفُذُ  
فَقَالَ مُدُّوهُ مِنَ الْمَاءِ فَإِنَّهُ لَا  
يُفْكِرُ إِلَّا كَيْبَارَ  
(رواء النسائي)

حضرت حلیق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
ہم لوگ وفد کی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
میں حاضر ہوئے ہم نے آپ کی بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز  
پڑھی۔ اور ہم نے آپ کو بتلایا کہ ہمارے علاقہ میں ہمارے  
ایک کلیسا (عبادت خانہ) ہے۔ اور ہم نے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو مبارک سے پچھلے ہوئے پانی سے  
بخشش طلب کی۔ آپ نے پانی منگوایا اور پکی کی۔ پھر  
آپ نے اسے چڑے کے ایک برتن میں ڈال دیا۔ پھر  
ہمیں فرمایا اب تم لوگ جاؤ اور جب تم لوگ اپنے علاقہ  
میں پہنچو تو اس کیسے کو توڑ دو اور اس کی جگہ یہ پانی  
چھڑک دو اور اس جگہ مسجد بنادو۔ ہم نے عرض کیا ہمارا  
علاقہ مینہ منظر سے دور ہے۔ گرمی سخت ہے اور پانی  
خشک ہوتا ہے آپ نے فرمایا۔ اور پانی ملا کر اس پانی کو  
بڑھاتے رہو کہ یہ پانی مزید ملے گا پانی کی برکت میں  
امانہ کرے گا۔ (نسائی)

۱۔ حضرت حلیق بن علی رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔ قیس نے اور عبد اللہ بن بدر اور ایک  
جماعت نے۔

۲۔ وفد واک کی زیر اور خاصا کن سمجھا تو اس جماعت کو کہتے ہیں جو کسی قوم کے سردار کے پاس آئے کسی  
ہم کے لیے یا زیارت یا بیعت کی۔ حضرت حلیق کی یہ جماعت بیعت اسلام کے لیے حضور کی خدمت میں  
حاضر ہوئی تھی۔

۳۔ اصل یہ لوگ نصاریٰ تھے۔ حاضر خدمت اقدس ہو کر ایمان لائے اور انہوں نے چاہا کہ کلیسا کو  
توڑ دیں۔

۴۔ مساجد بنانے کے لیے اس جانب اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پچا ہوا پانی اس  
مال و خزانے کی طرح ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا چاہیے۔

۵۔ یعنی وہ کلیسا توڑ دو۔ اور اس جگہ یہ پانی چھڑک دینا تاکہ دین کے انوار و برکات اس جگہ کے خال

حال ہو جائیں۔

۱۵۔ تشف بمعنی چوستا۔ جیسے کپڑے کا پانی لگا کر نکال دیا ہی کھٹکھٹ کا پانی کو چوستا۔  
۱۶۔ راستے میں اس کے اندر اور پانی ملا تے جاتا۔

۱۷۔ یعنی بے شک میرے دھوکا بچا ہوا وہ پانی جو چڑے کے برتن میں ہے۔ اس خزیرہ ملائے گئے پانی کی برکتیں اضافہ ہی کرے گا۔ یا یہ اور پانی برکت و خوشی میں اضافہ کرے گا۔ یعنی اور پانی ملنے سے اس میں کچھ نقصان نہ ہوگا۔ بلکہ اگر اور پانی ملائے گا۔ تو اس میں بھی برکت آجائے گی۔ ان لوگوں کی نگاہ عالم اسباب پر پڑھ رہی تھی۔ اس لیے انہوں نے عرض کیا چڑے کے برتن میں پڑا ہوا پانی خشک نہ ہو جائے تو آپ نے اسی عالم اسباب کے مطابق ان کو اس کی تدبیر بتلا دی اور اگر یہ لوگ خاموش رہتے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل و علم پر اکتفا کرتے تو وہ پانی تمام و کمال ان کے ملا تے تک پہنچ جاتا حیرت آفتاب اس میں کچھ اثر نہ کر سکتی۔ دراصل خشکے تردد اور ظاہر اسباب اختیار کرتا یہ سب چیزیں یقین کے راستے اور عالم قدرت میں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ واللہ علی کل شے قدر۔ اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اس حدیث پاک سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خنو مبارک کے پچھے ہونے یا کسی تکریم ہونے کا استنباط ظاہر ہوتا ہے۔ نیز آپ زمرم کی طرح بطور تبرک لے جانے کا ثبوت بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دینہ طہیہ میں ہوتے تھے۔ اور حاکم مکہ سے آپ زمرم منگوا کر لے تھے اور تبرک کے طور پر دے دیتے تھے۔ آپ کے وارثوں یعنی علماء و صحابہ کی فضیلت و شان بھی اس پر قیاس کرنی چاہیے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ ۖ قَالَتْ ۖ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۖ بَيْنَكَوُ  
الْمَسْجِدِ فِي التَّوْبَةِ ۖ وَأَنْ يُسْكَفَ ۖ وَ  
يُحْلَبَ ۖ نَقَاءُ الْوَدَّاعَةِ ۖ وَالتَّوْبَةِ ۖ  
وَأَبْنُ مَرْجَةٍ ۖ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔  
زمانی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں میں  
مسجد کے آگے بھیجا کہ ان کو سکا کر پاک  
لکھا جائے اور توبہ کی جگہ پر لکھا جائے۔  
(ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

۱۸۔ یعنی گھوڑوں، محلوں اور قبیلوں میں اگر مسلمانوں کو ضرر پہنچانے کے ارادے سے لے کرے تو ہر گز اس کے  
لوگ یا جماعت نماز ادا کریں۔

۱۹۔ کہ اس جگہ کی تعلیم کثرت سے کہ اس جگہ فرستے ماضی ہو تے ہیں۔ اور میں بھی خوشی و نشاط و سرور کی سی  
نیکی طیب کے پیغمبر یا اور تاد و نزل لے آئے ہیں۔

وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۖ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔



اَللّٰهُ مَعَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ اٰمِنُوْنَ  
يَتَشَبِهَنَّ الْمَسْجِدَ قَالَ ابْنُ حَبَّابٍ  
لَقَدْ خُزِنَتْهَا كَمَا دَخَلَتْ الْيَهُودُ  
وَالنَّصَارَى -

فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے  
مسجدوں کو جو جہنم کے گھر بنائے گئے ہوں گے کہ جہنم میں دیا گیا۔ حضرت  
ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں البتہ تم لوگ خود مسجدوں  
کو نقش و نگار کرو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے کیا ہے

(ابوداؤد)

(دعاء ابو داؤد)

۱۔ اصل میں لفظ تشبیہ آیا ہے جس کا معنی ہے بلند کرنا آراستہ کرنا اور نقش و نگار کرنا۔  
۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے لوگوں کی عادت و حالت بیان کرتے  
ہوئے فرمایا۔

۳۔ اصل میں لفظ ازخرف استعمال ہوا ہے۔ یعنی طلا اور معنی چیز کا کمال حق و جمال یعنی لوگ مساجد میں نقش و نگار  
کریں گے۔ اور ان پر سونے کا کام کریں گے۔

بعض متاخرین نے اسے جائز قرار دیا کہ جب لوگ اپنے مکانات کو بلند و آراستہ اور منقش بناتے ہیں۔  
اگر لوگ مساجد کو سادہ اینٹ مٹی سے بنائیں گے تو شاید عوام کی نگاہ میں ان کی عزت گر جائے۔ اور وہ لوگوں کو حقیر  
دکھائی دیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی صامت  
میں سے ہے کہ لوگ مسجدوں کے بنانے میں ایک  
دوسرے پر فخر کریں گے۔

(ابوداؤد، ترمذی، دارمی و)

(ابن ماجہ)

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
مَعَكُمْ اَللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَسَلَّمَ اَنَّ مَن  
اَشْرَطَ النَّاسِ اَنَّ يَبْنِيَهُ النَّاسُ  
فِي الْمَسْجِدِ -

دَعَاءُ اَبُو دَاوُدَ وَ التَّرمِذِي وَ الدَّارِمِي  
وَ ابْنُ مَاجَه

خلاصہ بے شک ملائمت قیامت میں سے ہے یہ بات کہ لوگ ایک دوسرے پر فخر کریں گے اور مسجد  
بنانے میں فخر کریں گے مسجد خوبصورت بنائیں گے۔ ان کا نقش و نگار کریں گے اور اونچی اونچی تعمیر کریں گے یہ سب  
کچھ یاد دہاش کی غرض سے ہو گا تاکہ لوگ ان کی مدح و ثنا کریں۔

انہی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد پریری امت کے اعمال  
پیش کیے گئے۔ یہاں تک کہ وہ مکہ بھی جو انسان مسجد

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
اَللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَى اَبُو دَاوُدَ  
اُمِّي حَقَّ الْقَدَاةِ يُعْرِجُهَا الرَّجُلُ

مِنَ الْمَسِيحِ وَخَرُصَتْ عَلَى ذَوَيْهَا  
 أُمَّتِي فَلَمْ أَرَ كُنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سَوْدِ  
 مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ أَمِيَّةٍ أَوْ تَيْعًا نَجَسًا  
 ثُمَّ نَسِيَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو  
 دَاوُدَ .

تھے یا نہ لگتا ہے اور مجھ پر میری امت کے گناہوں کے  
گئے تو میں نے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہ دیکھا کہ جس  
کو قرآن پاک کی صحت یا آیت عطا کی گئی پھر اس نے  
اسے بدل دیا۔

(ترندی و ابوحافزو)

۱۵۔ القذاۃ خس و خاشاک اور گرد و خاک جو مسجد سے باہر نکالی جاتی ہے۔ قذی وہ خاک و خاشاک اور میل جو آنکھ اور پانی میں پڑ جاتی ہے۔ اس مقام پر یہ اشارہ ہے کہ مسجد کی اہمیت و عظمت انسان کے لیے اس کی آنکھ کی طرح ہے کہ وہ اس کی صفائی اور دیکھ بھال کے لیے ہر قسم کی مشقت و تکلیف برداشت کرتا ہے۔ یہ مسجد حیات معنوی کے یا چشمہ مصفا اور شیریں پانی کی طرح ہے۔ کہ اگر اس میں کسی نوع کی تیزگی پیدا ہو جائے تو جو شخص اسے پاک صاف کرے گا وہ منظور نظر رحمت اور شراب صفوت سے سیراب ہوگا۔

۱۵۔ ان الفاظ میں اس انسان کے لیے سخت طمانت اخذ کر رہے جو قرآن پاک یاد کرنے کے بعد فراوان بخش کر دے۔ حضرات شافعیہ کے بعض علماء نے اسے گناہ کبیرہ میں شمار کیا۔ اما ذی اللہ منہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے پناہ میں رکھے۔

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِيرِ  
الْمَشَارِثِينَ فِي الظُّلُمِ إِلَى الْمَسْجِدِ  
بِالنُّورِ الشَّامِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ نَعَاءُ  
الْقَوْمِ مَذِيٍّ وَأَبُو دَاوُدَ وَهَوَاةُ ابْنُ  
مَاجَةَ عَنْ سَقِيلِ بْنِ سَعْدٍ وَأَنَسِ

صحت پریدہ شیخ الحدیث سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمارت کے تیار کی میں مسجد کو آجئے والوں کو قیامت کے دن میں کھڑا کر دیا اور ہر نے کا اثبات دے دوں گا۔

۱۔ یہ اہل آیت کی طرف اشارہ ہے۔ **نُورُہُمْ یُسَبِّحُ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیَاذَکَ الذِّکْرُ لَیْسَ لَکُمْ نُورٌ کَانَ**  
**نُورًا۔** ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں و بائیں ہر گاہ وہ لیں گتے ہوں گے۔ ہماری رب ہر گاہ

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ إِذَا نَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَامَدُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب  
تم کسی آدمی کو مسجد کی خبر گیری ملے کہ تاہوا دیجھو تو اس کے

مومن ہونے کی گواہی دود کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
مسجدوں کی تعمیر وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ پر اھدیم  
آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

(دارمی)

السَّجْدَ قَا شَهَدًا لَهُ بِأَلَا يَمَانِ قَانِ  
اللَّهُ يَقُولُ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ  
مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ  
نَقَاءَ التَّوْبَةِ وَأَنْ يُسَاجِدَ  
الذَّائِرِ

۱۔ تعمیر یعنی دیکھ بھال، خبر گیری کسی چیز کی حفاظت کا خاص خیال رکھنا۔ اس کی مرمت کرنا۔ اس کی جاربوب  
کشی کرنا۔ اس میں نماز ادا کرنا۔ عبادت میں مشغول رہنا، ذکر الہی کرنا دینی علوم کا درس دینا یہ سب مسجد کی خبر گیری کی اعلیٰ  
اور افضل اقسام ہیں۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں ہم نے عرق کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
آپ ہمیں خصی ہونے کی اجازت دے دیں۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہم میں سے نہیں جس نے کسی  
کو خصی کیا یا غرضی ہو گیا۔ بیشک میری امت کا خصی ہونا  
یہ ہے کہ وہ روز سے رکھے۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں ہم  
نے عرق کیا ہمیں گھومنے پھرنے (دشت نوردی) کی اجازت  
دے دیں فرمایا میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ  
ہے۔ حضرت عثمان نے عرق کیا ہمیں عزت و گوشہ نشینی  
کی اجازت دیں فرمایا میری امت کی عزت و گوشہ نشینی  
مسجدوں میں نماز کی انتظار میں بیٹھنا ہے۔ (شرح مستدرک)

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ قَالَ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُذِنُ لَنَا فِي الْإِفْصَالِ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصَى وَلَا اخْتَصَمَ  
إِنْ خَصَمَاءُ أُمَّتِي الْعَقِيمُ فَقَالَ أَتُذِنُ  
لَنَا فِي السِّيَاحَةِ قَالَ إِنْ سِيَاحَةٌ  
أَتَتْهُنَّ الْحِكَاؤُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ  
أَتُذِنُ لَنَا فِي التَّرْهَبِ فَقَالَ إِنْ تَرَهَّبَ  
أَتَتْهُنَّ الْجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ أَنْتَظَرُ  
الْعَلَا

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں عرق کرنے کی اجازت ہے۔

۲۔ عرق یعنی وہ جہاد سے طریقہ سنت پر نہیں۔

۳۔ عرق یعنی وہ جہاد سے انسان کی شہرت طبعی و نفسانی ٹوٹتی ہے خصوصاً جب کہ جوارح اعتقاد اور قوی کو غیر شرع  
اور غیر پسندیدہ کاموں سے بچانے رکھے۔

۴۔ یعنی میری امت کی سیاحت راہ خلا میں جہاد کے لیے نکلنا اور کھڑے سے جنگ کرنا ہے یعنی زمین میں  
گھرنا پھرنا یہ نیت جہاد محمود و مستحسن ہے اس کے بغیر بے ہودہ اور لاعینی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔

اسیاحتہ فی الاسلام۔ یعنی اسلام میں سیاحت نہیں ہے۔

۵۵۔ یعنی ہمیں رہبانیت اختیار کرنے کی اجازت دے دیں جس طرح بعض اہل کتاب یہود و نصاریٰ کرتے تھے۔ کہ وہ عزالت و گوشہ نشینی اختیار کرتے اور شامل دلفات دنیا سے بالکل الگ تھلک ہو جاتے۔ زنا و غیرہ کے ارد و گرد ہرگز نہ گھومتے بلکہ ہر چیز سے یکسوئی اختیار کر لیتے انہیں راہب کہا جاتا۔ لفظ ترہب رب سے بنا ہے۔ بمعنی غوث۔

۵۶۔ کہ سب لوگوں اور ہر چیز سے منہ پھیر کر پروردگار کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جائیں وہ رہبانیت جو عیسائی لوگوں نے اختیار رکھی ہے کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ اس کا انجام بھی اچھا نہیں اور اس پر پوری پابندی بھی نہیں کر سکتے۔

۴۶۱  
وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَاصِمٍ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ رَأَيْتُ رَافِقًا عَزَّ وَجَلَدًا  
أَحْسَنَ صُورًا فَقَالَ فِيمَا يَخْتَصِمُ  
الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ أَتَيْتُ أَعْلَمُ  
قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيْ فَوْجَدٍ  
بَرْدَهَا بَيْنَ كَتِفَيْ فَعَلِمْتُ مَا  
فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَتَلَا  
كَذَلِكَ نُبَيِّرُ أُمَامًا وَمِمَّا مَلَكَ  
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبِّكَ وَرَبِّكَ  
الْمَوْقِفِينَ۔

حضرت عبدالرحمن بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے  
ایک شخص کو دیکھا اچھی صورت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
بتاؤ بلند تر فرشتوں کی جماعت کس بارے میں جھگڑ رہی  
ہے میں نے عرض کیا تو بہتر جانتا ہے حضور فرماتے ہیں  
یہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست پا کہ میرے ہاتھوں کے  
کھینچا رکھا تو میں نے اس ہاتھ کو کھینچا کہ یہ  
دو طرفہ پھیل گیا کہ زمین و آسمان کہ تو میں نے جان  
لیا کہ آسمان اور زمین کی ساری چیزیں اس کے  
ہاتھ میں تھکتی ہیں۔ کذا اللہ عز وجل یخضع لہ کل شیء  
الشہید والذین دیکھتے ہیں من الموقفین۔

تَدَاةَ الدَّاءِ فِي مَرَسَاةٍ وَتَلَفُ  
نَحْوُ عَنْهُ وَ عَنْ ابْنِ جَبْرِ وَ مَعْلُ  
ابْنِ جَبْرِ وَ كَادَ فِيهِ قَالَ يَا مَعْتَدُ  
هَذَا تَدْوِيهِ فِيمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَكُ  
الْأَعْلَى قُلْتُ كَعَرَفِي الْكَفَارَاتِ  
وَالْكَفَارَاتِ الْمَكْتُبَةِ فِي الْمَسَاجِدِ  
بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَالْمَشَا عَلَى الْأَقْدَامِ

اسے فارسی نے مرسانہ کہہ کر کہا کہ تزدی نے  
اس کی شکل روایت کیا الفاظ میں قدرے اختلاف ہے  
ساتھ ہی عبدالرحمن ابی جابر اور عطاء بن یحییٰ رضی اللہ  
عنہم سے املا میں زیادہ کیا کہ فرمایا اسے محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم کیا تو جانتا ہے موقوفین فرشتے کس چیز میں گفتگو  
کرتے ہیں۔ میں نے کہا ہاں گفتگو کرتے ہیں کفارات  
میں (جن نیک کاموں سے گناہ جھڑتے ہیں) اور

إِلَى الْجَنَاحَاتِ وَسَلَّامُكُمُ الْمَوْصُوعُ  
فِي الْمَكَارِهِ وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ عَاشَ  
بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ  
خَطِيئَتِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ وَقَالَ  
يَا مُحَمَّدُ إِذَا صَلَّيْتَ فَقُلْ اللَّهُمَّ  
إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ  
الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ السَّائِكِينَ فَإِذَا  
أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَأَيُّصِبْنِي  
إِلَيْكَ غَيْرَ مُفْتُونٍ قَالَ وَالَّذِي بَكَتُ  
أَفْشَاءَ السَّلَاحِ وَأَطْعَامُ الطَّعَامِ  
وَالصَّلَاةُ بِالْكَفْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ وَ  
لَقَدْ هَذَا الْحَدِيثُ كَمَا فِي الْمَصَابِيحِ  
لَهُ أَحَدُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَفِيِّ  
شَرْحُ الشُّنَّةِ -

وہ ہیں نمازوں کے بعد مسجد میں بیٹھنا اور باجماعت نمازوں  
کے لیے سیدیل ہل کر جانا اور ناگوار کسی کی حالت میں وضو  
پورا کرنا حرام یا کرے گا غیر کے ساتھ زندہ رہے گا۔  
اور غیر کے ساتھ ہی سرے گا۔ اور وہ گناہوں سے اس طرح  
پاک ہو جائے گا جس طرح آج ہی ماں کے شکم سے پلایا  
ہے اور فرمایا کہ محمد جب تو نماز پڑھے تو کہہ اے اللہ  
میں تجھ سے نیکی کرنے کا سوال کرتا ہوں اور برائیوں کو چھوڑ  
کا اور کہیں سے دوستی کا۔ اور جب تو اپنے بندوں کے  
ساتھ فتنہ کا ارادہ کرے تو مجھ کو اپنی طرف اٹھالے بغیر  
فتنہ کے۔ اور فرماتا اللہ تعالیٰ نذر بات دے عمل یہ ہیں  
سلام کو عام کرنا، کھانا کھلانا اور رات کو جب لوگ سوئے  
ہوں نماز پڑھنا۔ اس حدیث کے لفظ جس طرح معنی  
میں ہیں میں نے نہیں پائے۔ عبدالرحمن سے مگر شرح  
سنہ میں ہے۔

۱۔ طیش یا تمنا یہ درشتین مجاہد کے ساتھ۔ ان عبدالرحمن بن عائش کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابو حاتم  
نے کہا۔ میں نے بھی عبدالرحمن کی روایت میں سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا اس نے خطا کی۔ واللہ اعلم۔  
۲۔ اگر یہ دیکھنا خواب میں ہو جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے تو پھر یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں  
ہے جس سے یہ کہ قیل و قال کے مطابق شب معراج کو ہوا۔ یا یہ اس امر کے ساتھ مادل ہے کہ آپ نے حق تعالیٰ  
کو شہل کو ایک خالی صحبت میں دیکھا۔ واللہ اعلم۔

۳۔ کہ یہ حق تعالیٰ کی شان و صفات کا بیان ہو تو پھر صورت سے مراد صفت ہوگی۔ کہ وہ صفیت جمال و لطف  
و کرم کے ساتھ شہل ہوتا ہے۔ صورت کا اطلاق پھر عام ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں صورت حال یہ ہے۔ اور صورت مسئلہ  
یہ ہے اور اگر گنی احسن صورت میں حضور علیہ السلام اپنا حال بیان فرما رہے ہوں کہ دیدار حق تعالیٰ کے وقت میں  
بظاہر صورت اور مغرب الحال تھا تو پھر بھی کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کیوں  
خواب صورت نہ ہوں گے۔ حالانکہ یہ وقت مشہود خاص تملی تام اور انعام عام کا وقت ہے۔

۴۔ کلام قرم کے اکابر۔ اشرف کی جماعت کو کہتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ وہ کون سے اعمال ہیں جن کی

فصلیت میں فرشتے بحث و گفتگو کرتے ہیں۔ یا انہیں قبولیت کے مقام میں لے جانے میں آپس میں جھگڑتے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا وہ النان کے فضائل و درغائب پر رشک کرتے ہیں۔ کہ جہاں شہوت کے باوجود ان فضائل و خوبیوں سے مخصوص و مختار اور سرفراز ہے۔

۵۵۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے سوال کے جواب میں عرض کیا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت و انعام میرے دلوں شائقوں کے درمیان رکھا۔ دراصل یہ آپ کو مزید فضل و کرم اور اکرام و انعام کے ساتھ مخصوص کرنے سے کتایہ ہے۔ جس طرح بادشاہ اپنے بعض خدام کے ساتھ کرتے ہیں۔ جب کہ انہیں مزید قریب اور افاضہ نعم کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔

۷۵۔ یہ قلب اطہر تک فیض کا اثر پہنچنے اور یقین کی ٹھنڈک محسوس ہونے سے کنایہ ہے اور جب اس کا اثر حصول علوم اور راحت فیض کا موجب و ذریعہ بنا تو فرمایا فعلت ما فی السموات الی آخرہ۔

۵۔ یہ تمام کئی و جزوی علوم اور ان کے احاطہ سے عبارت ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کئی و جزوی علوم عطا کر دیے گئے اور آپ کا علم تمام کو محیط ہو گیا۔

۵۹۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال کے مناصب اور امانتیں پر استیفاء کے لئے یہ آیت تلاوت فرمائی وَكَذَٰلِكَ يُدْعَىٰ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ مُنْكَرٌ كَتَبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيُحْسِنُ الْحُسْنَیٰ۔

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام آسمانوں اور زمین کے عظیم ملکوت دکھائیے۔  
 ۱۷۔ وَلْيُكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ تاکہ حضرات ابراہیم الخلیل علیہ السلام کی ذات و صفات اللہ تعالیٰ کو بتائیے کہ وہ ان  
 میں سے ہو جائیں۔

اہل تحقیق نے کہا ہے کہ ان دو روایتوں میں فرق ہے حضرت امیر مومنین علیؑ کی اس روایت میں ایک کلمہ الکریم نے جو کچھ آسمان و زمین میں تھا اور اشیاء کی ذوات و صفات خواہ زمین یا آسمان کی جو کچھ آسمان و زمین کے ملکوت سے جوہر ذاتی اور وحدت حق کا یقین ہوا جس طرح اہل اسماء اہل ارباب حرکت اور زبان و بیان کی نوعیت ہوتی ہے۔ اور حبیب پاک کو یقین اور وصول الی اللہ اپنے حاصل ہوا اس کے بعد آپ نے حقائق ہر عالم کو جانا جس طرح کہ مجذوبوں، مجبولوں اور مظلوموں کی شان ہوتی ہے۔ اولیٰ ترجمہ اس حدیث کے موافق ہے۔ شیخ الاسلام لا یرایۃ اللہ بعدہ۔ دوسری ترجمہ اس حدیث کے موافق ہے۔ لا یرایۃ اللہ بعدہ۔ یعنی عبد الرحمن بن عائش جو تابعین سے ہیں۔ بطریق ارسال اسے روایت کرتے ہیں۔

۱۵۔ یعنی عبدالرحمن بن عافش جو تابعین سے ہیں۔ بطریق ارسال کے روایت کرتے ہیں۔

۵۲۔ مزید علوم عطا کرنے کیلئے دوبارہ سوال کیا۔

۱۳۔ یعنی جو نیک اعمال گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں۔ تین ہیں۔ ان میں سے ایک ہے نمازوں کے بعد

مبھدوں میں بیٹھے رہنا ذکر و دعا کے لیے یاد و مری غماز کی انتظار کے لیے۔

۴۷۔ جیسے بیماری اور سوز و ہوا کے وقت۔

۱۵۔ حب المساکین۔ مساکین سے محبت۔ کہ میں انہیں دوست رکھوں۔ یا وہ مجھ سے دوستی کریں۔ مال و مطلب ایک ہے کہ جب میں ان سے دوستی کروں گا وہ مجھ سے دوستی کریں گے کیونکہ انسان اپنے دوست سے دوستی کرتا ہے۔ جانین میں ایک ہی محبت ہوتی ہے جس نے دونوں پر توڑ ڈالا ہوتا ہے۔ نتیجتاً حب محبوب ہوتا ہے۔ اور محبوب محب۔

۱۳۔ یعنی جیب تو اپنے بندوں کو اپکا مدد آزمائش اور گمراہی میں ڈالنا چاہے یعنی ایسی مصیبت دیا مسط کرے جس سے ایمان کے چھین جانے کا اندیشہ لاحق ہو جائے۔

۷۱۰۔ کہ دین و ایمان ہی میرے ہاتھ سے نکل جائے۔ یہ اور اس طرح کی دعائیں اعظم امت اور ان کو ڈرانے کے لیے ہیں۔

۱۰۰  
۱۱۰  
۱۲۰  
۱۳۰  
۱۴۰  
۱۵۰  
۱۶۰  
۱۷۰  
۱۸۰  
۱۹۰  
۲۰۰  
۲۱۰  
۲۲۰  
۲۳۰  
۲۴۰  
۲۵۰  
۲۶۰  
۲۷۰  
۲۸۰  
۲۹۰  
۳۰۰  
۳۱۰  
۳۲۰  
۳۳۰  
۳۴۰  
۳۵۰  
۳۶۰  
۳۷۰  
۳۸۰  
۳۹۰  
۴۰۰  
۴۱۰  
۴۲۰  
۴۳۰  
۴۴۰  
۴۵۰  
۴۶۰  
۴۷۰  
۴۸۰  
۴۹۰  
۵۰۰  
۵۱۰  
۵۲۰  
۵۳۰  
۵۴۰  
۵۵۰  
۵۶۰  
۵۷۰  
۵۸۰  
۵۹۰  
۶۰۰  
۶۱۰  
۶۲۰  
۶۳۰  
۶۴۰  
۶۵۰  
۶۶۰  
۶۷۰  
۶۸۰  
۶۹۰  
۷۰۰  
۷۱۰  
۷۲۰  
۷۳۰  
۷۴۰  
۷۵۰  
۷۶۰  
۷۷۰  
۷۸۰  
۷۹۰  
۸۰۰  
۸۱۰  
۸۲۰  
۸۳۰  
۸۴۰  
۸۵۰  
۸۶۰  
۸۷۰  
۸۸۰  
۸۹۰  
۹۰۰  
۹۱۰  
۹۲۰  
۹۳۰  
۹۴۰  
۹۵۰  
۹۶۰  
۹۷۰  
۹۸۰  
۹۹۰  
۱۰۰۰

۱۹۔ یعنی وہ اعمال جن سے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں بندوں کی قدروں و منزلت بڑھتی ہے وہ یہی تین ہیں۔

۵۲۔ یعنی ہر آشتاد و بیگانہ کو علی الاعلان بتائیں سلام کہنا۔

۵۱۔ یعنی مسکینوں محتاجوں کو کھانا کھلانا اور ان پر مدد کرنا اور ان کی امداد و اعانت کرنا۔

۱۔ تمہاری چیز بات کو اس وقت غائب کرنا چاہیے کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ کہ اس وقت کی نماز صدق و اخلاص کے بہت نزدیک ہے۔ اور اس میں خشقت و ریاضت زیادہ ہے۔ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ بندہ خاک و قلعہ اور ریاضت کو جامع ہونا چاہیے۔

شرف و کرم و است و کرامت بسجود

ہر ایک کی زندگی مختص ہے۔ اور اس کی عزت عبادت الہی سے ہے جس میں یہ دونوں نہ ہوں اس کا نہ ہونا ہونے سے بتر ہے۔

۵۲۲۔ یعنی اس حدیث کے الفاظ اس طرز پر جو معایج میں ہیں۔ میں نے ان کو عبد الرحمن بن مالک سے نہیں پایا مگر شرح سنہ میں اور یہ بھی صاحب معایج کی تصنیف ہے۔



وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ - قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ  
كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ رَجُلٌ خَرَجَ  
عَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى  
اللَّهِ حَتَّى يَتَوَقَّأَ فَيْدُخِلَهُ الْجَنَّةَ  
أَوْ يَرُدَّهُ رِبَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ  
وَرَجُلٌ تَرَاخَرَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ  
عَلَى اللَّهِ وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ  
بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ -  
(دَعَا أَبُو دَاوُدَ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین آدمی جو  
ہیں جن کی ضمانت اللہ کے ذمہ ہے۔ ایک وہ آدمی جو  
اللہ کے راستے غازی بن نکلا۔ تو وہ اللہ کی ضمانت میں  
ہے یہاں تک کہ اللہ اسے وفات دے اور جنت میں داخل  
کرے یا اسے اجرو ثواب کے ساتھ واپس کر دے یا غنیمت  
دے کہ واپس گھر لوٹا دے اور ایک وہ آدمی جو مسجد کو گیا  
اس کی ضمانت بھی خدا تعالیٰ پر ہے یہ علاوہ شخص جو اپنے گھر  
میں سلام کے ساتھ داخل ہوتا ہے اس کی ضمانت بھی اللہ تعالیٰ  
کے اوپر ہے۔ (الرواد و شریف)

۱۔ یعنی حضرت ابوامامہ باہلی صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایک ابوامامہ تابعی ہیں۔ مگر مشہور صحابی ہیں۔  
۲۔ کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ جو آدمی اپنے ذمہ کرم  
کرے گا۔ کہ وہ تین آدمیوں کو ہر نقتہ اور خسارے اور دینی و دنیوی ضرورت سے بچائے گا۔  
۳۔ ان تین میں سے ایک وہ آدمی ہے جو گھر سے ازاوہ جہاد سے نکلا۔  
۴۔ یہ اس کے لیے دینی سعادت ہے۔  
۵۔ یہ بھی دینی سعادت ہے۔

۶۔ یہ دنیوی سعادت ہے۔ مختصر یہ کہ مجاہد فی سبیل اللہ کو ہر حالت میں دینی و دنیوی سعادت ضرور حاصل  
ہوتی ہے۔

۷۔ یعنی اس کی حفاظت و رعایت اور اسے اجرو ثواب عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔  
۸۔ گھر میں سلام کے ساتھ داخل ہونے کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کو  
سلام کہے۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی ضمانت کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے گھرانے کو  
خیر و برکت عطا کرے گا۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ امن و سلامتی کے لیے اپنے گھر میں رہے گھر سے باہر نہ نکلے اور لوگوں کی صحبت و  
مجلس سے الگ رہے۔ اس صورت میں سلامتی سے آفات و بلیات سے سلامتی مراد ہوگی اور جو حکم بیان دو قسم ہے  
دوسری قسم ظاہر تھی۔ اس لیے اس کی صراحت نہ فرمائی۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ  
 مَسْطُورًا إِلَى اللَّهِ مَسْكُوبَةً فَاجْرُءُ  
 كَأَجْرِ الْحَاكِمِ الْمُسَوِّدِ وَمَنْ خَرَجَ  
 إِلَى تَبْيِيعِ الصُّلْحَى لَا يُصْبِحُ إِلَّا  
 رَاكًا فَاجْرُءُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ وَصَلَوَاتُ  
 عَلَى أَكْثَرِ صَلَوَاتٍ لَا تَقُو بَيْنَهُمَا مِثَابٌ  
 فِي عِلَّتَيْنِ -

دَعَاءُ أَحْمَدُ وَأَبُو هَالِدٍ

انہیں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
 ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر  
 سے بالعمارت فرض نماز ادا کرنے نکلا تو اس کا اجر و ثواب  
 حرم ماجملہ کے اجر و ثواب جتنا ہے اور جو شخص نماز چاشت  
 کے لیے نکلا اس نے خالص نماز کے لیے ہی یہ مشقت  
 اٹھائی اسے عمرہ کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا اور  
 ایک نماز کے بعد دوسری نماز اس طرح ادا کرنا کے دونوں کے  
 درمیان بے ہودہ گفتگو واقع نہ ہو، ایسا مل ہے جو حافظہ ملائکہ  
 کے دیوان میں لکھا جاتا ہے سوا اعلیٰ و اشرف مراتب والا مل ہے  
 (علامہ نے کہا ہے طہین ساتویں آسمان میں ایک جگہ کا نام ہے)

(احمد و ابو داؤد)

۱۔ نماز کے خارج کے خارج ہے اور وضو احرام کے مشابہ۔ دونوں میں وجہ تشبیہ گھر سے باہر نکلنے کے وقت سے  
 لاکر واپس آنے تک اجر و ثواب کا ثبوت ہے جیسا کہ باب فضیلت نماز میں واقع ہوا ہے۔ تمام وجوہ سے ثواب میں  
 مساوات و امتیاز نہیں ہے۔ یہاں یہ ناقص کو کامل سے لاحق کرنے کے قبیلہ سے ہے۔ زیادہ رغبت دلانے کے لیے  
 ہودہ اجر و ثواب تو مشقت و ریاضت کے مطابق ملتا ہے۔ اگرچہ نماز فی نفسہ اہم اور افضل ہے۔

۲۔ تسبیح اور تہنیم پیش کے ساتھ فعل نماز کو کہتے ہیں۔

۳۔ صحیحہ دینا اور کسی اور فرض کی ملاوٹ اس میں نہ ہو۔

۴۔ عروج کی نسبت اس طرح ہے جس طرح فعل نماز فرض نماز کے سامنے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم لوگ  
 جنت کے باغات میں سے گزرو تو ان میں چریا کرو۔  
 (کچھ کھالیا کرو) عرض کیا گیا یا رسول اللہ جنت کے باغات  
 کیا ہیں۔ فرمایا مسجد میں۔ عرض کیا گیا چرنے کا کیا مطلب  
 یا رسول اللہ فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ  
 الا اللہ واللہ اکبر، پڑھنا۔

وَعَنْ أَبِي مُرَّةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
 مَرَرْتُمْ بِبَغْيِ الْجَنَّةِ فَأَرْفَعُوا  
 قُلُوبَكُمْ تَسْبِيحًا لِلَّهِ وَمَا يَبْدَأُ الْجَنَّةَ  
 قَالَ التَّسْبِيحُ قِيلَ وَمَا التَّسْبِيحُ يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ  
 لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ



۱۔ حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا تابعیہ ہاشمیہ میں حضرت علی بن الحسین زین العابدین رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ان سے حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا۔ جب حضرت حسن وفات پا گئے تو عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا۔ یعنی فاطمہ صغریٰ دختر حضرت امام حسین اپنی جدہ (دادی) فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

۲۔ یعنی خداوند علیم کے گناہ بخش دے۔ آپ نے یہ الفاظ تعلیم امت کے لیے فرمائے۔ اسی لیے یہاں آپ نے اللہ صلی علیہ وسلم یا اللہ علیہ وسلم فرمایا یا اللہ اغفر محمد بن عبد اللہ یا اس اسم شریف کو صلوٰۃ ورحمت سے جو محاسنیت ہے اللہ اغفر لی میں جو انکار و تواضع پائی جاتی ہے۔ اس کے پیش نظر آپ نے اللہ اغفر لی کا کلمہ اختیار فرمایا۔  
۳۔ کیونکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت آٹھ سال سے نائذ عمر کے نہ تھے لہذا اس حدیث میں کوئی راوی متروک ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب من امیہ عن جدہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع فرمایا۔ اور مسجد میں غریب و فروخت سے بجا منع فرمایا۔ اور اس سے بھی منع فرمایا کہ لوگ جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقہ بنا کر مسجد میں بیٹھیں۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَنَاضُلِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالْإِشْتِرَاءِ فِيهِ وَأَنْ يَتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ۔

(البرداء و الترمذی)

نَعَاةُ الْجُودَاكَ وَ التَّرْمِذِي

۱۔ یعنی ایسے اشعار جو جھوٹ و باطل ہوں کیاں کا پڑھنا ناجائز ہے خصوصاً مسجد میں جو طاعت و عبادت کی جگہ ہے۔ اگرچہ شہر و دیہات کی ہر جگہ مسجد یا امامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے متبعین یا موافق و ناصح پر مشتمل ہوں وہ ہر حالت میں ہر جگہ محمود و مستحسن ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان کے لیے جو آپ کی مدح اور آپ کے دشمنوں کی مذمت میں جو کرتے تھے، مسجد میں نہ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے روح قدس حسان کی مدد و تائید کرتا ہے۔ جب تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقابلہ اور ملافت کرتا رہتا ہے۔  
۲۔ اگرچہ یہی معاملات کبھی ایک پر قیاس کرنا چاہیے۔

۳۔ اگرچہ یہ حلقہ بنانا مذکورہ علم و فضل و ذکر کے لیے ہو۔ اس ملافت کی چند وجہیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ حلقہ بنانا نمازیوں کی ہیئت اجتماع کے خلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز جمعہ کا اجتماع عظیم ذمہ داری کا کام ہے۔ جب تک اس سے فراغت نہ ہو جائے کسی اور کام میں مشغول ہونے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ نماز سے پہلے

حلقہ بنا کر بیٹھنا اہل عظیم کام سے غفلت کا دھم ڈال رہا ہے۔ ان دو وجہوں کے تحت یہ بھی صوفیہ طبقہ سے خالص نہ ہوگی تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ وقت خاموشی اور توجہ سے غلبہ سننے کا وقت ہے۔ اس وجہ کے مطابق نبی ﷺ کے نزدیک حلقہ بنانے سے متعلق ہے۔ پھر پہلی دو وجہوں کے مطابق نبی ﷺ کی ہر گز اور تیسری وجہ کے مطابق نبی ﷺ کی تحریمی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو مسجد میں خرید و فروخت کرتا ہو اور گھوڑہ تو گوارہ اللہ تیری تجارت میں نفع نہ ڈالے اور جب تم کسی آدمی کو مسجد میں گمشدہ چیز تلاش کرتا ہو اور گھوڑہ تو گوارہ اللہ تعالیٰ وہ چیز تجھے حلالین عطا نہ کرے۔ اسے ترفی اور دہائی نے روایت کیا۔

حضرت عظیم بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں کسی چیز کے لئے سے متاع نہ لیا اور اس کے لئے نہ لیا کہ مسجد میں اشتر سے جائیں مسجد میں نہ لیا کہ مسجد میں حقد نام کی جائیں۔ ابناؤ نے اسے اپنے

میں روایت کیا۔ اور صاحب جامع نے

اپنے ہاں میں حکم سے لیا کہ مسجد میں

میں جائز ہے روایت کیا۔

۱۔ خوام مانے ہمارے کمرہ اور زنا کے ساتھ۔ آپ ام المومنین حضرت خدیجہ کبریٰ کے بارے میں

ہیں۔ آپ عام الخیل سے تیرہ سال پہلے پیدا ہوئے۔ ایک سو بیس سال مرے۔ سال مرے سال باہر سے ہی گزرتے اور ساٹھ سال اسلام میں اشراف قریش اور نقلائے قوم میں سے تھے۔ آپ کے باقی حالات دوسری جگہ مذکور ہیں۔

۲۔ جیسے حد زنا حد شراب وغیرہ۔ چاہیے کہ حد کے ثبوت کے بعد اس کا اجرا مسجد کے باہر کر لیا جائے باہر ہی قصاص میں اسے قتل کریں۔

۶۴۸ وَ عَنْ رَافِي مُهْرَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاغُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا لَا أَرْبَحَ اللَّهُ بِجَارَتِكَ وَ إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ فِيهِ مَآلَةً فَقُولُوا لَا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْكَ -

دَعَاهُ التَّوَمِيزُ وَالذَّاهِي

۶۴۹ وَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسْتَقَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنْ يُنْشَدَ فِيهِ الْأَشْعَارُ وَأَنْ يُقَامَ فِيهِ الْحُدُودُ -

دَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ فِي سُنَنِهِ وَ صَاحِبُ جَامِعِ الْأُصُولِ وَ شَوْعَنُ حَكِيمٍ وَ فِي الْمَصَابِيحِ عَنْ جَاهِلٍ

۱۲۔ یعنی جامع الاصول میں حکیم سے خرام کی طرف نسبت کرنے کے بغیر روایت کی۔ ظاہر یہی ہے کہ حکیم سے حکیم بن خرام ہی مراد ہے کہ صحابہ میں بھی ایک حکیم بن خرام ہیں۔ دوسرے حکیم بن معاویہ السمری میں ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

۱۳۔ اور یہ روایت اصول میں موجود نہیں ہے۔

حضرت معاویہ بن قرةؓ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان در درختوں سے منع فرمایا یعنی پیاز و لہسن سے اور فرمایا جو شخص انہیں کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اور فرمایا اگر تم نے ضرور کھانا ہی ہو تو پھر ان کو پکا کر مار لو۔

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَ عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ يَعْْنِي الْبَصَلَ وَ الثُّومَ وَ قَالَ مَنْ أَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرُبَنَّ مَسْجِدَنَا وَ قَالَ إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ أَيْلَيْهِمَا فَأَمِيتُوهُمَا طَبْحًا۔

(البداء) (البداء)

(دَوَاؤُا أَبُو دَاوُدَ)

۱۴۔ آپ تابعی عالم ہیں۔ یوم الجمل کے دن پیدا ہوئے۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ آپ کو ستر صحابہ کی روایت نصیب ہوئی۔ یہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے قتادہ اور شعبہ اور اعلمش وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

۱۵۔ قرة قات کی پیش اور راکی شد کے ساتھ۔

۱۶۔ اگرچہ صحاح میں مذکور ہو چکا ہے کہ کھانے وال چیزوں میں سے ہر بد بودار چیز کا یہی حکم ہے اور مسجد سے ہر کدورت سے منع ہے۔ اور خیر و برکت کی مجالس و مجالس کا بھی یہی حکم ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام روئے زمین مسجد ہے۔ مگر قبرستان اور حمام۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْقُبُورَ وَ الْحَمَامَ وَ دَوَاؤُا أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ

(البداء) (ترمذی، داسی)

(الذامی)

۱۷۔ یعنی مسجد کا یہی حکم رکھتا ہے کہ اس میں بلا کر اہست نماز جائز ہے۔

۱۸۔ بقبر یعنی قبرستان کہ اس میں غالباً ناپاکی پھیلی ہوتی ہے۔ اور اس کی مٹی مردہ سے نکلنے والی نجاست

سے ملی ہوتی ہے۔ اور اگر قبرستان میں کوئی پاک و نکیف جگہ ہو تو وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج و کراہت نہیں۔ بعض اس پر یہ کہ قبرستان میں نماز پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے۔ اس حدیث کے ظاہر کی بنا پر۔ اور قبر کی طرف متوجہ کر کے نماز پڑھنا بالاتفاق حرام ہے۔ اگر بقصد تعظیم ہو ورنہ اس کا حکم بھی قبرستان کا حکم ہے۔ اور عام میں اس لیے نماز منع ہے کہ یہ بے پردگی اور شیطانیں کی جگہ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ کوڑا ڈالنے کی جگہ۔ مہلج میں۔ عید قبرستان میں۔ راستے کے درمیان اور عام میں اور اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ۔ عید اور بیت اللہ شریف کی چھت پر۔

(ترغی و نہی ماہیہ)

۱۔ اصل میں لفظ مزبلہ استعمال ہوا ہے۔ یا کی زبردستی کے ساتھ پانچ خانہ ڈالنے کی جگہ۔ بل یعنی پانچ خانہ اور دیگر نجاستیں۔ اس کے حکم میں یا اس سے بھی سخت تر ہے۔  
۲۔ غیر زرعہ جیم اور زرا کے ساتھ حیوانات کے ذبح کرنے کی جگہ۔ جگہ جگہ یا نجاست سے منع ہے۔  
۳۔ قارعر الطریق لوگوں کی گزرگاہ۔ عافیت کی وجہ سے کہ ایک قافلہ گاہوں سے منع ہے۔

۴۔ حیوان نہ رہے گا۔ دوسرے لوگوں کے لیے راستہ ٹک ہو جائے گا۔ غیر زرعہ جیم اور زرا کے ساتھ حیوانات کے ذبح کرنے کی جگہ۔ جگہ جگہ یا نجاست سے منع ہے۔  
۵۔ تاکہ اونٹوں کے اور اور بھاگنے اور حرکت کرنے سے نماز کا دل ٹک نہ ہو۔  
۶۔ ادب کی بنا پر خانہ کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا منع ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز پڑھنے سے منع ہے۔ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں پڑھنا چاہیے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهُ فِي مَوَاطِنَ الْغَنَمِ وَلَا تَصَلُّوا فِي أَحْكَامِ الْإِبِلِ۔



(ترمذی شریف)

دَعَاكَ الْقَبْرِ

۱۔ کہ ان کا ادھر اور حرکت کرنا اس جگہ پریشانی دل کا باعث بنتا ہے۔ جگہات بکریوں کے کہ ان میں یہ حرکت نہیں پائی جاتی۔

۲۔ علامہ نے اس میں احتکات کیا ہے کہ یہ نہی تحریمی ہے یا تنزیہی۔ دونوں صورتوں میں اس کی یہ علت نہیں کہ وہ جگہ نجس دنیا پاک ہے۔ ورنہ ہذا جائز ہی نہ ہو مگر ناپاک جگہیں انہی میں مختص نہیں ہیں۔ اور پھر دونوں صورتوں میں یوں کتنا چاہیے تھا کہ آپ نے جس جگہ نماز ادا کرنے سے منع فرمایا۔ بلکہ اس ممانعت کی علت نجس جگہ کی ہمسائیگی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص وہاں نماز پچھانے اور اس پر نماز پڑھنے تو بھی نماز مکروہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں  
پر لعنت کیا ہے جو قبروں کی زیارت کریں۔ اور ان  
لوگوں پر بھی لعنت کی ہے جو ان قبروں پر مسجدیں بنائیں  
اور چراغ جلا لیں۔

وَحِينَ أَهْوَى تَحَابِينَ قَالَ لَعْنَتُ مَسْئُ  
الْمَوْتِ اُمَّةٌ حَلِيَّةٌ وَمَسْئُ ذَاوَاتِ  
الْقُبُورِ وَالتَّحْوِيلِ عَلَيْهَا السَّكِينَةُ  
وَالشَّرِيمَةُ۔

دَعَاكَ أَبُو ذَاوَدَ وَ التَّحْوِيلِ

الْمَسْكُونَةِ

(ابو داؤد ترمذی، نسائی)

۱۔ واضح ہو کہ ابتدائی مردوں و عورتوں و بچوں کو زیارت قبور کی اجازت نہ تھی۔ اس کے بعد آپ نے اجازت دے دی اور فرمایا میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبور کی زیارت کر سکتے ہو۔ اس رخصت و اجازت کے بارے میں بعض علماء کہتے ہیں کہ عورتیں بھی اس میں شامل ہیں۔ اگرچہ لفظ میثعہ جمع مذکر کی شکل میں آیا ہے کہ قرعہ شریعت کی علامت ہے کہ غلبہ اوقات میں مخاطب مردوں کو کیا جاتا ہے مگر عورتیں بھی اس میں داخل و شامل ہوتی ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں یہ اجازت صرف مردوں کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے یہی حکم بدستور باقی ہے کہ عورتیں قبر پر جا کر بے مہرگی اور نرم گری کا مظاہرہ کرتی ہیں یہ حدیث اگر مردوں کو رخصت دینے کے بعد کی ہے تو پھر یہ اس آئینہ میں (جو قبل کی ممانعت) کی تجدید ہے۔

۲۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر بھی لعنت کی ہے جو قبروں کی جانب ان کی تعظیم کے لیے سجدہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ مذکور ہوا اس میں لوگوں پر بھی لعنت کی ہے جو بقصد تعظیم قبر اس پر چراغ جلا لیں۔ بعض کے نزدیک چلائے جانا حرام ہے اگرچہ تعظیم کے لیے نہ بھی ہو۔ کہ اس میں اسراف اور فیسح مال ہے۔ بعض کے نزدیک اگر وہ لوگوں کی گزرگاہ ہے یا اس کے سایہ میں کوئی کام کرنا مطلوب ہے تو پھر جائز ہے۔ اس صورت میں چراغ قبر کے لیے نہیں جلا یا گیا۔ بلکہ دوسرے مقصد کے لیے ہے قبر پر نظر نہیں ہے۔

۶۸۵ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ إِنَّ جِبْرًا  
مِنَ الْمَلَكُوتِ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْبُقَاعِ خَيْرُ فَسَكَتَ  
عَنْهُ وَقَالَ أَسْكُتُ حَتَّى يَخْرُجَ  
جِبْرِئِيلُ فَسَكَتَ وَجَاءَ جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ فَسَأَلَ فَقَالَ مَا الْمَسْئُورُ عَنْهُ  
يَا عَلَمٌ مِنَ السَّائِلِ وَلَيْكُنِّي أَسْأَلُ رَبِّي  
تَبَارَكَ وَتَعَالَى ثُمَّ قَالَ جِبْرِئِيلُ يَا  
مُحَمَّدُ إِنِّي دَنُوتُ مِنَ اللَّهِ دُكُومًا مَا  
دَنُوتُ مِنْهُ قَطُّ قَالَ وَكَيْفَ كَانَ يَا  
جِبْرِئِيلُ قَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمَا  
سَبْعُونَ أَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُورٍ فَقَالَ  
شَرُّ الْبُقَاعِ أَسْوَأُهَا وَخَيْرُ الْبُقَاعِ  
مَسَاجِدُهَا.

رَوَاهُ أَبُو جَبَانَ فِي مُصَنِّعِهِ  
عَنْ أَبِي عَمْرٍ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں۔ جبریل کے ایک واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم سے دریافت کیا سب جگہوں سے بہتر جگہ کونسی  
ہے۔ آپ اس کا جواب دینے سے غافلوں رہے اور  
فرمایا۔ جب جبریل کے آنے تک غافلوں رہو۔ وہ  
وہ غافلوں ہو گیا۔ اتنے ہی حضرت جبریل اُٹھ کر اپنے  
جبریل سے دریافت کیا جبریل نے عرض کیا میں سے  
(مگر ہے) اس واسطے میں سوال کیا گیا ہے۔ وہ سوال  
کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ لیکن میں اپنے رب  
تبارک و تعالیٰ سے دریافت کرتا ہوں۔ جبریل نے  
کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے رب کے آقا و  
ہو کر اس سے پہلے آنا قرعہ کہیں وہ ہر آقا و رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل تیرے اللہ تعالیٰ کے  
نزدیک ہونے لگا کیا کہیں تھی جبریل نے کہا ہر

جگہ اس کے نزدیک تو میرے سر پر ہے۔

ترجمہ: جبریل نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے آقا و

ہو کر اس سے پہلے آنا قرعہ کہیں وہ ہر آقا و رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل تیرے اللہ تعالیٰ کے

نزدیک ہونے لگا کیا کہیں تھی جبریل نے کہا ہر

جگہ اس کے نزدیک تو میرے سر پر ہے۔

ترجمہ: جبریل نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے آقا و

ہو کر اس سے پہلے آنا قرعہ کہیں وہ ہر آقا و رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل تیرے اللہ تعالیٰ کے

نزدیک ہونے لگا کیا کہیں تھی جبریل نے کہا ہر

جگہ اس کے نزدیک تو میرے سر پر ہے۔

محبوب ہیں۔ اور کچھ عوام یا حرام شہوتوں اور کچھ دوسرے طبعی و نفسانی حجابات میں محبوب ہیں اور لاکھ و لجنس مقرب بندے حق تعالیٰ کے اسمائے و معانی اور اس کے افعال کے معانی کے ساتھ محبوب ہیں۔ اور مقرب ملائکہ حق تعالیٰ کے نور و ہیبت و کبریا و جلال و تہجد و عبادت کے ساتھ محبوب ہیں۔ بیت۔

بد و بھد پرودہ اسے خیال نماں دسر پرودہ الاجلال

ترجمہ خیال کے تمام پرودے پھٹ جاتے ہیں۔ جلال و عظمت کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔

مختصر یہ کہ صفات ذات کے لیے پرودہ ہیں۔ وَرَأَيْتُ لِبَعَانَ عَلَى قَتْلَبِجِ (بے شک میرے دل پر بھی پرودہ آجاتا ہے) اسی قبیلہ سے ہے۔ کوئی بھی شخص اس ذات کی نسبت بے پرودہ نہیں۔ اگر پرودہ نہ رہے تو ساری کائنات اس کے نور ذات سے مل جائے۔ بیت۔

ہمت از پرودہ گفت و گو سے من و تو چوں پرودہ برافتم نہ توانی و نہ من

ترجمہ۔ پرودہ کی بدولت یہ سب گفتگو ہو رہی ہے۔ اگر پرودہ اٹھ جائے تو نہ تو رہے نہ میں نہ میں اس معنی کی طرف اشارہ کتاب کے ابتداء میں گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم ما اس کے بعد جبریل نے کہائیں خدا تعالیٰ کے انتہائی مرتبہ قرب میں پہنچا تو اس سے دریافت کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ثر البقاع اسوا تھا۔ لہ۔ اس کتاب میں جگہ نماں سینہ ہے۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

سنا جو شخص میری مسجد میں آئے۔ اور نہ آئے مگر

خیر رکھنے اور سکھانے کے لیے تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ

کی طرح ہے۔ اور جو شخص کسی اور نماز کے لیے آیا تو

اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی کے سامان کو کھیتا

ہو۔ (ابن ماجہ اور بیہقی شعب الایمان میں)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ

جَاءَ مَسْجِدِي هَذَا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

فِي خَيْرٍ يَكْتُمُهُ أَوْ يَكْتُمُهُ فَكَأَنَّهُ كَفَرًا

أَوْ كَفَرًا سَبِيلَ اللَّهِ وَمَنْ جَاءَ لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

فِي شَرٍّ يَكْتُمُهُ أَوْ يَكْتُمُهُ فَكَأَنَّهُ كَفَرًا

أَوْ كَفَرًا سَبِيلَ اللَّهِ وَمَنْ جَاءَ لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

فِي شَرٍّ يَكْتُمُهُ أَوْ يَكْتُمُهُ فَكَأَنَّهُ كَفَرًا

أَوْ كَفَرًا سَبِيلَ اللَّهِ وَمَنْ جَاءَ لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

فِي شَرٍّ يَكْتُمُهُ أَوْ يَكْتُمُهُ فَكَأَنَّهُ كَفَرًا

أَوْ كَفَرًا سَبِيلَ اللَّهِ وَمَنْ جَاءَ لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

فِي شَرٍّ يَكْتُمُهُ أَوْ يَكْتُمُهُ فَكَأَنَّهُ كَفَرًا

أَوْ كَفَرًا سَبِيلَ اللَّهِ وَمَنْ جَاءَ لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

لہ۔ کہ میری مسجد عظیم الخان اور جامع البرصان مسجد ہے۔ باقی تمام مساجد اس حکم میں اس کے تابع اور اس کا فروع ہیں۔

لہ۔ نماز، ذکر، اعتکاف کا بھی یہی حکم ہے تعلیم و تعلم کی تحفیس اس کی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے ہے۔



يَوْمًا لَقِيَ رَسُولُ اللَّهِ أُقْرَبَهُ أَقْرَبَهُ أَيْتَ  
 أَنْتُمْ قَالُوا مِنْ أَقْرَبِ الظَّالِمِينَ قَالَ لَوْ  
 كُنْتُمْ مِنْ أَقْرَبِ الْمَيِّتِينَ لَأَوْجَعْتُكُمْ  
 قُلُوبَكُمْ أَصَابَكُمْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

(نَدَاءُ الْمَيِّتِينَ)

دو آدمیوں کو بلا کر لا کر میں ان کو بلا کر لایا آپ نے ان سے  
 فرمایا تم کس قوم سے تعلق رکھتے ہو؟ کسی جگہ سے آئے ہو  
 انہوں نے کہا ہم اہل طائف سے ہیں آپ نے فرمایا اگر  
 تم اہل مدینہ سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ تم لوگ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازیں  
 بلند کرتے ہو۔ (بخاری شریف)

۵۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ محمد سال صحابی میں اپنے باپ کے ساتھ حجرہ الوداع میں حاضر ہوئے  
 اس وقت آپ کی عمر سات سال کی تھی۔ اپنے باپ سے حدیث روایت کرتے ہیں قلیل الحدیث ہیں۔ بنی امیہ یا بنی  
 عبد شمس کے حلیف تھے۔

۶۔ یعنی مسجد نبوی شریف میں۔

۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ جو مسجد میں تھے اور بلند آواز  
 سے اپنی کرسی سے تھے (کہ ان کو بلا کر لاؤ)  
 ۸۔ کعبہ راوی کا خشک ہے۔

۹۔ طائف حجاز کے ایک مشہور مقام کا نام ہے۔ جو مکہ معظمہ سے تین فہرل پر واقع ہے حضرت عبداللہ بن  
 عباس رضی اللہ عنہما کی قبر نور میں ہے۔

۱۰۔ یعنی اگر میں مسجد نبوی شریف کی عزت و حرمت اور ادب و احترام کا پتہ ہوتا تو تم لوگ غور و شفقت کے  
 ساتھ دیکھتے۔

۱۱۔ یعنی اس وقت۔

۱۲۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد میں خصوصاً مسجد نبوی میں آواز اونچی کرنا ادب کے خلاف ہے کہ مسجد نبوی  
 خلیفہ عامی تمام دور و حضور کے وارد ہونے کی جگہ ہے۔ ہاں غلی بخت کے دوران آواز کے بلند ہو جانے  
 میں رخصت ہے (ممانعت نہیں)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک طرف ایک  
 چوڑی بندھی تھی جسے لپیٹا کرتے تھے اس کا آپ نے فرمایا  
 شخص شرمیل کرنا چاہیے یا شریعت چاہیے یا بلند آواز

يَوْمَ دَخَلَ قَالِيكُ بَنِي عَمْرٍاءَ رَجَبَةَ فِي  
 مَسْجِدِ الشَّجِيدِ تَسْمَى الْبُطِيحَا وَقَالَ  
 مَنْ كَانَ يُؤَيِّدُ أَنْ يُنْقَطَ أَوْ يُشَدَّ طَعْرًا  
 أَوْ يَفْقَعَ صَوْتُهُ فَلْيُخْرِجْ رَأْيَ الْهَوَى وَالْوَقَا

( نَعَاكَ فِي الْمَوْطَلِ )

سے بات کرنا چاہیے تو وہ اس جگہ کی طرف اٹھ آیا کرے  
اس حدیث کو امام مالک نے مرطانی روایت کیا یہ اس کی  
کتاب کا نام ہے۔

۱۔ یعنی ایک کھلی جگہ

۲۔ بطیخا یا کی پیش اور طائی زبر سے بمعنی ککریوں والی زمین۔

۳۔ اصل لفظ لفظ استعمال برابر ہے۔ عین اور طاف مفتوحہ کے ساتھ بمعنی شور و غوغا کرنا۔

۴۹۰ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَضَهُ فِي الْفَيْلَةِ  
فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ حَتَّى رَأَى فِي وَجْهِهِ  
نَقَامَ نَحْمَةٍ بَيِّدَةٍ فَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ  
إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ  
وَإِن دَبَّهَ يَبْتُهُ وَبَيْنَ الْقَبْلَةِ فَلَا  
يَبْرُقَنَّ أَحَدَكُمْ فَبَدَّ قَبْلَتِهِ وَلَكِنْ  
عَنْ يَسَارٍ أَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ  
طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ  
بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ أَمَّا يَفْعَلُونَ  
هَكَذَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیوار قبلہ پر تھوک دیکھا  
تو یہ چیز آپ کو ناگوار گزری حتیٰ کہ ناگواری کا اثر آپ کے  
چہرے پر محسوس ہوا پھر آپ کھڑے ہوئے اور اسے  
اپنے دست اقدس سے کھینچ کر اسے دیوار سے ہٹا دیا  
آدی جب غلام کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے سر پر  
سے روایت کر رہا ہوتا ہے اور اس کے بعد اس کے  
اوپر کے سر پر ہوتا ہے۔ تم میں سے کوئی آدمی  
ہرگز قبلہ کی طرف نہ تھوکرے نہ کھینچے نہ دھکے دے نہ  
اپنے ہاتھ سے اس کے سر پر ہاتھ رکھے نہ اس کے  
اپنی چادر یا رک کا ایک کنارہ ہاتھ میں لے کر اس کے سر پر  
اس کپڑے کو آپس میں مل دے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھے نہ

( نَدَاكَ الْهَيْكَلُ )

۱۔ اصل میں لفظ نداء استعمال برابر ہے۔ بمعنی دنگھڑا کرنا یا دنگھڑا کرنا۔

۲۔ کہ بندے کی توجہ اور حضور حق تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے۔  
۳۔ قبلہ کے ادب و احترام کے لیے۔

۴۔ علماء فرماتے ہیں۔ اگر مسجد میں ہو تو اسی طرح کرے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ مسجد کو مسجد میں  
نہ ہو تو اسے اختیار ہے کہ بائیں جانب تھوکرے یا پاؤں کے نیچے دفن کرے۔

۵۰ وَ عَنْ الشَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ وَ هُوَ  
حضرت الشائب بن خلاد سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

رَجُلٌ قَدْ أَصَابَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ نَجْلًا أَمَرَ قَوْمًا  
فَبَصَحَ فِي الْقَبْلَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ  
حِينَ فَرَغَ لَا يُصَلِّيَ لَكُمْ قَامًا وَبَعْدَ  
ذَلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ فَمَسُكُوهُ فَأَخْبَرُوهُ  
بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
سَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ وَوَسَّيْتُ  
أَنْهُ قَالَ إِنَّكَ قَدْ أَذَيْتَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
وَنَعَانَا أَبُو ذَاقَا

کے صحابیوں سے ہے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص  
کسی قوم کا امام بنا اس امام نے قبلہ کی جانب تھوک دیا جبکہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ رہے تھے آپ نے  
اسکی قوم سے کہا جب کہ وہ انکی امامت سے فارغ ہوا  
یہ شخص اس کے بعد تمہاری امت نہ کرے گا اس نے انکے  
بعد ان کی امامت کرنی چاہی لوگوں نے اسے امام بننے  
سے روک دیا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے قول مبارک کی اطلاع دی۔ اس مرد نے رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا  
ہاں۔ (میں نے منع کیا ہے) اور میرا گمان ہے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تو نے اللہ و رسول  
کا ذیبت پہنچائی ہے۔ (ابوداؤد شریف)

لہذا اس نے یہ فعل گنہگار بن کر برا اور کرویہ فعل تھا اور اگر اس نے باہر ایسا کیا تو بھی اس میں کراہت و برائی  
موجود ہے کہ قبلہ کے ادب کا ترک اب بھی بایا گیا

مسلکوں کے لئے اس سے اطلاع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے امامت سے برطرف کر دیا ہے۔

تو کئی اوقات آپ نے مجھے قوم کی امامت سے منع کر دیا ہے۔

لہذا تمہارا ہمہ گیر اور خصوصاً جانب قبلہ کو تھوک کر

حضرت ملازمین جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
ایک مسیح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کے لیے ہمارے پاس  
آنے سے روک گئے (دولت کدہ سے باہر تشریف نہ لائے)  
یہاں تک کہ قرب تھا کہ ہم سرورج کو طلوع ہوتا دیکھ لیں۔  
پھر آپ جلدی سے باہر نکلے نماز کے لیے پھر کھڑے ہو گئے تو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غانہ ادا کی۔ اور جلدی ادا  
کی جب سلام پھیرا تو آپ نے بلند آواز سے پکارا اور میں  
فرمایا اے لوگو اپنی اپنی جگہوں پر صاف بستہ بیٹھے رہو۔

وَمِنْ مَّنْ كَتَمَ وَحْدَ رَجُلٍ قَالِي جَيْشٍ  
مَّا عَمِلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
سَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ وَوَسَّيْتُ  
أَنْهُ قَالَ إِنَّكَ قَدْ أَذَيْتَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
وَنَعَانَا أَبُو ذَاقَا





فَكُنْهُ رَفًا قَوْمٍ كَتُوفِي غَيْرَ مَقْتُولٍ  
وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ  
وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِنَّهَا حَقٌّ فَأَدْرَسُوهَا ثُمَّ  
تَعَلَّمُوهَا -

لَنَاكَ أَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ  
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَوِيحٌ  
وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ  
هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ  
صَحِيحٌ -

کی حالت میں کمال ہو کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر اور کس چیز میں  
فاما اسی بحث و نزاع کہ ہے میں میں نے عرض کیا درجہ جات میں۔  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کیا ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ انا کھانا۔ نرم  
گھٹو کرنا۔ اور رات کو اس وقت نماز پڑھنا (شب خیزی کرنا)  
جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا کھانا۔ میں نے  
عرض کیا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ تَوَلَّیَ  
الْمُنْكَرَاتِ وَ حُبَّ الْمَسَاكِينِ وَ اَنْ تُعْفِرَ لِيْ وَ تُدَحِّمَنِيْ  
وَ اِذَا اَرَدْتَ نَفْسَهُ فِیْ قَوْمٍ كَتُوفِيْ غَيْرَ مَقْتُولٍ وَ اَسْأَلُكَ  
حُبَّكَ وَ یُحِبُّكَ وَ حُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِيْ اِلَى حُبِّكَ ترجمہ  
اے اللہ شک میں تجھ سے نیک کام کرنے کی توفیق مانگتا ہوں  
اور برے کاموں کے چھوڑنے کی ہمت مانگتا ہوں اور مساکین

کو محبت مانگتا ہوں۔ اسے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔ اور میرے اوپر رحم کر۔ اور جب تو کسی قوم کو نقص میں مبتلا  
کرنے کا ارادہ کرے تو مجھے قہر میں ڈالے بغیر موت کا اغوش میں سے جانا۔ اور میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں  
اور اس کی محبت کا عمل جو مجھ سے محبت کرتا ہو۔ اسی لیے عمل کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے  
اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شک یریدان بالکل حق و سچ ہے۔ اسے پڑھو اور اس کے معانی و الفاظ  
کو یاد کرو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دو۔ اے ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث من صحیح ہے۔ اور میں نے محمد بن اسماعیل  
سے سنی ہے اسے اس صریح کمال و بیانیہ کیا تو انہوں نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عبادت و عبادت واسطے وقت میں یا ہر تشریف نہ لائے۔

حکومت و عبادت کے خلاف جو کی نماز ادا کی۔

یہ کہ نماز تہجد کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھنے کی عادت مبارک تھی۔

حکومت و عبادت کے ساتھ یعنی ابتدائی نیند کی گرانی۔

یہ کہ نماز تہجد کے لیے کہ یہ روایت نیند کی حالت میں تھی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پھر میں

بیدار ہو گیا اور نماز پڑھ لی کہ یہ واقعہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد کا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۔ ایسی حالت یا ایسی صفت میں یہ حق تعالیٰ کی صفت کا بیان ہے یا حضور کی خود اپنی حالت کا جیسا کہ

مصری فصل میں گزرا۔

۸۵۔ ملا علی کا معنی گزشتہ عبارت میں گزر چکا ہے۔

۸۶۔ سردی اور بیماری کی حالت میں۔

۸۷۔ یعنی وہ اعمال جن سے ثواب اور قرب الہی میں درجہ بلند ہوتا اور بڑھتا ہے۔

۸۸۔ مسکینوں، محتاجوں اور مہالوں کو یعنی مخلوق کے ساتھ جو دو احسان میں سے ایک چیز یہ ہے کہ کھانا کھلایا جائے اس کا نفع عام اور ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔

۸۹۔ اور لوگوں کے ساتھ خلق و لطف و نرمی سے رہنا۔ اور اپنے ماتحت اور شکستہ دلوں کے ساتھ سختی سے پیش نہ آنا۔

۹۰۔ اور اس سے خیرات طلب کریں اور اپنے لیے دعا کریں جو آپ چاہتے ہیں۔

۹۱۔ ان الفاظ کا ترجمہ فصل ثانی میں گزرا معمولی فرق کے ساتھ جو یہاں ہے کہ یہاں حضرت و میرانی کا بھی سوال

کیا گیا ہے۔ اور یہاں ایک زائد بات یہ بھی ہے کہ یہاں دُائِیٰ لکھنے کی آخری بھی فرمایا۔

۶۹۳  
۵۵  
وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ  
الْعَاصِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا مَعَلَّ  
الْمُسْجِدَ أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِجَنَّةِ  
الْكَرِيمِ وَ سُلْطَانِهِ الْقَوِيمِ  
مَنْ الشَّيْطَانُ الرَّجِيمِ قَالَ فَإِذَا  
قَالَ ذَلِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ حُفَظَ مَقَامِي  
سَائِرَ الْيَوْمِ -

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتا  
تو یہ کہتا تھا اے اللہ عظیم و بزرگوار! اے اللہ کریم و بخشنده! اے  
اللہ عزوجل! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے  
پناہ مانگتا ہوں کہ میری قوم کو اللہ کی رحمت سے محروم نہ کر دے۔  
اور میں نے کہا کہ یہ حدیث صحیحہ ہے۔  
اس حدیث میں ان الفاظ کا ترجمہ ہے کہ اے اللہ عظیم و بزرگوار! اے  
اللہ کریم و بخشنده! اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔  
اور میں نے کہا کہ یہ حدیث صحیحہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتا  
تو یہ کہتا تھا اے اللہ عظیم و بزرگوار! اے اللہ کریم و بخشنده! اے  
اللہ عزوجل! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے  
پناہ مانگتا ہوں کہ میری قوم کو اللہ کی رحمت سے محروم نہ کر دے۔  
اور میں نے کہا کہ یہ حدیث صحیحہ ہے۔

۶۹۴  
۵۶  
وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَتَنَافُثَ عِبْدِكَ  
أَشْتَدَّ غَضَبِ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا  
قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ قَسَاجِدَ -

دَوَاءُ مَا لَكَ مُرْسَلٌ ، بتایا۔ اسے مالک نے مرسل روایت کیا۔

۱۔ حضرت عطاء تابعین سے اور ان کے شاہیرہ کا برہم سے ہیں۔ ثقہ کثیر الحدیث ہیں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ مشہور قول کے مطابق ۹۴ھ میں فوت ہوئے۔ جب کہ ان کی عمر ۸۴ سال تھی۔

۲۔ جیسا کہ گزشتہ حدیث میں اس کا معنی مذکور ہوا۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كَانَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعُ

الْقَبْلَةَ فِي الْيَمْعَانِ قَالَ بَعْضُ دُوَائِهِ

يَعْنِي الْبَسَائِتِينَ -

دَوَاءُ أَحْمَدُ وَ الدَّرْمَدِيُّ وَقَالَ

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ

حَبِيبِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَدْ

ضَعَفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ -

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار دیواریوں میں نماز پڑھنے کو

پسند کرتے تھے۔ اس کے بعض راویوں نے کہا یعنی ایسے

بانات ہیں جن کے ارد گرد چار دیواری ہو۔ اسے ترمذی

نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اسے نہیں

جانتے مگر من بن ابی جعفر کی حدیث سے۔ اور بیشک

یحییٰ بن سعید وغیرہ اسے ضعیف کہا

ہے۔

۱۔ اصل میں لفظ حیطان آیا ہے۔ حدیث کے بعض راویوں نے اس سے بانغات مراد لیے ہیں۔ یہ لفظ حالط

کا جمع ہے یعنی دیوار جس نے کسی جگہ کا احاطہ کیا ہو۔ بانغات کے معنی ہیں۔ اس لیے یہ لفظ آتا ہے کہ چار دیواری کے انکا احاطہ کیا ہوتا۔

۲۔ یہ حدیث ہے کہ من بن ابی جعفر روایت میں ہذا جلد ہذا کے حدیث ہے یحییٰ بن سعید عن امیہ حدیث کے ناقدین

میں سے اس سے روایت نہیں کرتا۔ الباقی نے کہا من مستجاب الدعوات تھا۔ لیکن جب وہ عبادت میں زیادہ تہمک

اور شغل ہو گیا تو ان حدیث اور اس کے ختم میں اسے غفلت اور وہم لاحق ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کا گھر میں نماز

پڑھنا ایک نماز کے ثواب کے برابر ہے۔ اور مسجد محمد میں اسکا

ایک نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے۔ اور اسکا جمعہ

مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کے ثواب کے برابر ہے

اور اس کا سبھا قطعی میں ایک نماز پڑھنا پچاس ہزار نماز کے

برابر ہے۔ اور اس کا میری مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز

پڑھنا پچاس ہزار نماز کے برابر ہے اور اسکا مسجد خانہ کعبہ میں

وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صَلَاةَ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلَاةٍ وَصَلَاةٍ

فِي الْمَسْجِدِ النَّبِيِّ بِخَمْسَةٍ وَخَمْسِينَ

وَأَمَّا صَلَاةُ وَصَلَاةٍ فَبِخَمْسِينَ وَخَمْسِينَ

أَلْفَ صَلَاةٍ وَصَلَاةٍ فِي الْمَسْجِدِ

الْأَقْصَى بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَاةٍ وَصَلَاةٍ

فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِأَلْفِ صَلَاةٍ -



# بَابُ السَّتْرِ

## نماز میں جسم و عورت کا بابت

ستر بمعنی چھپانا یا بھیلنا شرکاء کا چھپانا طہارۃ ہے کہ یہ بھی شرائط نماز میں ہے جسے مولف رحمۃ اللہ اس باب میں وہ  
امادیت لائے ہیں جو کائنات نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے لباس سے تعلق ہیں۔ اور اس بارے میں  
مکررہ چیز کا بھی ذکر کیا ہے اس سے قطع نظر کہ نماز میں کتنی مقدار ستر عورت واجب و ضروری ہے۔

### الفصل الاول

### پہلی فصل

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ  
حضرت ام سلمہ کے گھر میں ایک ہی کپڑے میں شکل استعمال فرماتے  
کر نماز پڑھ رہے تھے۔ اور اس کے دونوں کنارے  
اپنے دونوں کندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔  
(بخاری و مسلم)

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ  
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يُعْرِيقُ رِيقَهُ كَوْجَةً وَاحِدَةً  
مُتَشَوِّطَةً بِرِيقِهِ بَيْتِ أَوْ سَلَمَةَ  
وَأَمَّا سَتْرُهُمْ حَتَّى يَخْتَفُوا  
فَلَمْ يَسْتَقِ حَتَّى يَخْتَفُوا

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے روایت فرمائی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں حضرت ام سلمہ  
رضی اللہ عنہا کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ نے ایک ہی کپڑے میں شکل استعمال فرمائی تھی۔ اور اس کے  
دونوں کنارے اپنے دونوں کندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔ اور اس کے دونوں کنارے اپنے دونوں کندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔  
مسلم بن الحجاج نے روایت فرمائی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر نو سال تھی۔ آپ نے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان میں  
نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ نے ایک ہی کپڑے میں شکل استعمال فرمائی تھی۔ اور اس کے دونوں کنارے اپنے دونوں کندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔

۱۔ شکل کا بابت ہے کہ کپڑے کا دائیہ کنارہ جو دائیں کندھے پر ہوتا ہے۔ دائیں کندھے کے نیچے سے  
کھانک کی کندھے پر لٹکا کر بائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر  
دائیں کندھے پر لٹکا جائے۔ پھر دونوں کناروں کو سیدھے پر باندھ دیا جائے۔ غالب یہ ہے کہ درکناروں کو سیٹے  
پر باندھنے کی حدیث اس وقت ہوتی ہے جب کہ کپڑے کے کنارے بے نہ ہوں اور برہنگی کا اندیشہ ہو۔ اور اگر  
کپڑا کھلا ہے کہ بے لیے ہیں تو پھر باندھنے کی حاجت نہیں جیسا کہ طہارۃ فرماتے ہیں کہ لباس سے ظاہر ہوتا ہے۔

اسی بنا پر بعض شارحین کے کلام میں باندھنے کی قید کا ذکر نہیں ہے۔ اس احتمال کو تو فریح بھی کہتے ہیں یہ دشام سے مانور ہے یعنی وہ حائل جو گردن میں ڈالتے ہیں۔

۵۳۔ یعنی مذکورہ کیفیت کے مطابق جو اشتمال کے معنی میں بیان ہوئی ہے۔

۶۹۹ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الثُّرَيْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاقَتَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے  
کوئی آدمی ایک کپڑے میں نانہ پڑھے۔ جب کہ  
اکھٹکے کندھوں پر کوئی چیز نہ ہو۔

(نجماری و سیم)

(مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ یعنی اگر کثیر اس طریقہ کے مطابق جو اشتمال کے معنی میں بیان ہوا کند سے پورے طور پر ادا ہو گا تو اس میں نماز نہ پڑھے کہ اس طرح نماز کے اندر بہتہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور ہاتھ سے لادوں کا کلمہ پکارتے کی ضرورت پیش آتی ہے اور پکڑنے سے نماز کے اندر ہاتھ بہا تو رکعت کی جو سنت ہے وہ فروعی ہوتی ہے نہ اصل و نہ واجب بلکہ مستحب و مکمل ہے نہ ہے تو نماز آئمہ ثلاثہ اور جمہور علماء کے نزدیک درست ہو جاتی ہے مگر امام احمد اور بعض محدثین کے نزدیک غریب ہے ظاہر الفاظ پر نگاہ کرتے ہوئے ————— اس شخصیت میں نماز جلتی نہیں

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ  
صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلْيَحْلِلْ بَيْنَ  
طَرَفَيْهِ۔

انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملنے کے لیے بھیجے گئے۔

~~CONFIDENTIAL~~

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۵۔ جیسا کہ اشتمال کے معنی میں اس کا طریقہ مذکور ہے۔

۱۴۰ وَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّيْ رَسُولُ  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْصَصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ  
 فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ  
 أَذْهَبُوا بِخَيْصَصَتِي هَذِهِ إِلَى ابْنِ جُلَيْمٍ  
 أَوْ ابْنِ جُلَيْمٍ فَإِنَّمَا أَلْهَتَنِي إِلَيْهَا عَنْ صَلَواتِي

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے مطابق یہ روایت صحیح ہے۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اپنی خدمت میں  
 لے کر دھاریاں توڑیں۔ غار کے دروازے پر آ کر ٹھہر گئے۔  
 پوچھا گئی جب غار کے خارج ہوتے تو فرمایا میرے گھر چلا جاؤ۔  
 جسم کے پاس سے جاؤ اور ابوجہم کے پاس آئی۔ انھیں نیز چلائی۔



لے آؤ کہ اس نے بھی بھی مجھے غمان سے نفست میں ڈالنا ہی چاہتا ہے اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح بھی آیا ہے آپ نے فرمایا میں غما کے اندر ان دھاریوں کو دیکھتا تھا تو مجھے خوف لاحق ہوا کہ یہ مجھے غم میں ڈال دے گی۔

مُتَّقِي عَلَيْهِ وَفِي بَعَايَةِ لِبَهَارِي  
قَالَ كُنْتُ أَنْظُرَ إِلَى كُلِّمَا وَآتَا  
فِي الصَّلَاةِ فَأَخَافُ أَنْ يَفْتِنَنِي۔

۱۴۔ خمیسہ کھدیا صوف کا اس سیاہ چادر کو کہتے ہیں چھمیں دھاریاں ہوں۔ اگر اس کا رنگ سیاہ یا اس میں دھاریاں نہ ہوں تو اسے خمیسہ نہیں کہتے۔

۱۵۔ حضرت ابو جہم شہر اور عمر صحابی ہیں۔ قریش کے عمر سیدہ لوگوں میں سے تھے۔ یہ چادر جو انہوں نے بطور ہدیہ آپ کی خدمت اقدس میں بھیجی تھی۔ جب آپ کی نگاہ اس کی دھاریوں پر پڑی تو آپ کو ناپسند لگی اور آپ نے اس کی وہ چادر واپس بھیج دی۔

۱۶۔ انجانیہ۔ ہمزہ کی زیر یا زبر اور نون ساکن اور بار کے کسر اور فتح کے ساتھ۔ چشم کا بلی قسم کا کیل یا چادر۔ یہ انجان بیکہ کی طرف منسوب ہے۔ اس دوسری چادر کا ان سے واپس منگوانا اس بنا پر تھا کہ جب خمیسہ (سیاہ رنگ کی دھاریوں والی چادر) نے بطور تحفہ بھیجی تھی وہ آپ نے ان کو واپس کر دی تو ان کے دل شکستہ ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس لیے دوسری چادر انجانیہ ان سے منگوالی۔ اور اس دھاری دار چادر کے پسند نہ آنے کی وجہ یہ بیان فرمائی۔  
فَأَخَافُ أَنْ يَفْتِنَنِي مَلُوكِي۔ کہ بے شک اس نے مجھے میری غارت سے غافل کیا۔ یعنی میرے ذوق و حضور غارت میں فرق واقع ہوا۔

۱۷۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری صورت و نقوش، نفوس، طاہرہ اور قلوب صافیہ پر ان کے علوم مقام اور کمال نہایت کے باوجود اثر انداز ہوتی ہیں۔ نظر تحقیق کے مطابق یہ تاثیر تبدیلی ان کے کمال صفا اور غایت لطافت کا بنا پر ہوتی ہے۔ جس طرح صاف سفید کپڑے پر ایک سیاہ داغ بھی پڑ جائے تو نمایاں نظر آتا ہے۔ اور جس قدر وہ کپڑا زیادہ سفید ہوگا اسی قدر وہ کالا نشان زیادہ نمایاں ہوگا۔ گناہوں سے آلودہ اور سیاہ دل لوگ اس حقیقت نہ سمجھ سکتے ہیں۔

میرے (شیخ عبدالحق قدس سرہ) کے نزدیک یہ اہمیت کو تعظیم اور انہیں تنبیہ ہے کہ زینت و نقش و نگار دنیوی کی طرف مائل نہ ہونا چاہیے کہ حقیقت پر ثابت قدم رہنا چاہیے اور اس بارے میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیے اور غفلت و شغولیت کے امور سے بچ کر رہنا چاہیے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

۱۸۔ وَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ قَرَامٌ لِعَلَاءِشَ  
سَكَتَ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا  
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی ایک جانب میں ایک

کتاب الصلوۃ باب ستر فضل

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطُ  
عَنَّا قَرَامَتِ هَذَا فَإِنَّهُ لَا يَنَالُ تَصَادُيْقَهُ  
تَعْرِضُ لِي فِي صَلَوتِي .

ایک رنگین و نقش پروردگار کا ہوا تھا ان سے جو یہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارے آگے سے نہ پرے  
کو نہادے کہ ال کی تعداد پر میری نمازیں میرے سامنے

(دَوِّ الْبُخَارِيِّ) آتی رہیں۔ (بخاری شریف)

۱۵۔ اہل میں لفظ قرام آیہ ہے۔ قات کی زیر اور الف ساکن کے ساتھ بمعنی باریک رنگین اور نقش پروردگار کا ہوا تھا۔  
یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پورہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیوار پر لٹکایا ہوا اور دیوار کو اس سے آراستہ کیا ہوا تھا  
جنہ کہتے ہیں دلہن کی ڈولی کی طرح آپ نے اس پردے سے کوئی چیز بتائی ہوئی تھی۔ بعض کہتے ہیں گھر میں جو سامان  
نہ ہوتا تھا اس پر دم سے چھایا ہوتا تھا۔ کیونکہ دیواروں کو کپڑوں سے ڈھانپنا اور ان پر پردے لٹکانا ممنوع  
ہے۔ حضرت عائشہ اس ممنوع فعل کا ارتکاب کیے کہ کتنی تھیں۔ تاہم ممکن ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عاقبت  
سے پشیمان کیا ہو۔ واللہ اعلم۔

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أَمَدَى  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَرَدَّ حَرِيرَ فَلْبَسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ ثُمَّ  
انْصَرَفَ فَبَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَاهِ  
لَهُ ثُمَّ قَالَ دَنَبَنِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عقیب بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی لباس پہنایا  
تھی آپ نے اسے پہنا لیا اس میں نماز پڑھی پھر غائب ہوئے  
فارغ ہوئے اس ریشمی لباس کو ناپسند کر کے مائل  
طرح نکلتے تھے اتار دیا پھر فرمایا یہ ریشمی لباس کے لائق  
ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۱۶۔ یعنی حضرت عقیب بن عامر جہتی جو مشہور صحابی ہیں۔ انہوں نے یہ روایت فرمائی  
تھی۔ فرودج حریر۔ ریشمی لباس۔ فرودج کا زبرد اور ریشمی لباس کی طرف اشارہ ہے۔ وہ لباس کاٹ کر  
میا کہ مری کے لیے لیا کرتے تھے۔ یہ ایک نامی مرد عالم و دیندار نے ارسال کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ دوسرے  
نے بھیجا تھا۔

۱۷۔ آپ نے ریشم پہنے کی نہی سے پہلے اسے پہنا تھا۔ بعض کہتے ہیں حرمت کے بعد پہنا تھا۔ یہ  
کی دجوں کے لیے۔ مگر بعض کا یہ قول بہت بعید اور معنوں اور سیاق حدیث کے خلاف ہے۔  
۱۸۔ خصوصاً اہل ذات کے لیے جو سب سے بزرگ سب سے پتر اور تمام متقیوں کا سرور و سرور ہے یعنی حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم۔ مطلب یہ ہے کہ اگر چہ اس کا پتہ مباح اور دلہ ہے مگر حرمت و انقیاد کے مقام سے دور ہے  
ہو سکتا ہے ریشم کی حرمت کی ابتدا کا مقدمہ یہی ہو۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

ہے عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قُلْتُ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ رَجُلًا مَشَى فَاَصْلَى  
فِي الْقِيَمِيسِ الْوَاحِدِ قَالَ لَعَنَهُ وَاللَّهُ  
وَلَوْ بِشَوْكَةٍ -

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ

نَحْوَهُ -

حضرت سلم بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک شکاری  
آدمی ہوں کیا میں صرف قیَمِیس کے اندر غنا پڑھوں دنیا  
ہاں پڑھ لیا کر مگر اسے ٹن لگا لیا کر اگرچہ کانٹے کا ہی  
ہو۔

(ابوداؤد)

۱۔ میں صرف ایک قمیص ہی پہنتا ہوں تاکہ شکار کے تعاقب میں آسانی کے ساتھ دوڑ سکوں۔  
۲۔ یعنی گریبان بند کر لیا کہ اگر وہ کھلا اور کشادہ ہو اور رکوع و سجود کے وقت برنگی کا خطرہ ہو تو ٹھیک نہیں۔  
۳۔ اور نالی نے اسی کی مثل روایت کیا۔ دوسرے الفاظ میں۔

ہے وَعَنْ ابْنِ مُرَيْقَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ  
يُصَلِّي مُسْبِلًا إِذَا مَرَّ قَالَ لَهُ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ  
فَتَوَضَّأَ فَذَهَبَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ  
رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ  
يَتَوَضَّأَ قَالَ إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ  
مُسْبِلٌ إِذَا مَرَّ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ  
صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِذَا مَرَّ -

(رواہ ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں اس اثناء میں کہ ایک آدمی ٹخنوں سے نیچے تہ بند لٹکائے  
نماز پڑھ رہا تھا کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا  
لحد وضو کر وہ مرد گیا اور وضو کیا پھر آیا۔ ایک شخص نے  
عرض کیا یا رسول اللہ کس وجہ سے آپ نے اسے  
دھڑ کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا یہ شخص تہ بند نیچے  
لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا اور بے شک اللہ تعالیٰ اس  
آدمی کی نماز قبول نہیں کرتا جس نے تہ بند ٹخنوں کے

نیچے لٹکایا ہوا ہو۔ (ابوداؤد)

۱۔ اس سوال کا معنی لغت میں ہے کپڑے کو ناز و نگہ سے اس قدر نیچے چھوڑ دینا کہ زمین سے لگ  
جائے۔ یہ اس سوال صرف تہ بند کے ساتھ خاص نہیں۔ چونکہ اس کا استعمال بیشتر تہ بند میں ہوتا ہے۔ اس لیے

۱۔ حضرت سلم بن الاکوع مشہور صحابی ہیں۔ اپنے وقت کے بڑے شجاع اور دلیر انسان تھے۔ سواروں پر پیادہ

حملہ کرتے تھے۔

• بیش میں تمہ بند کا لفظ آگیا۔

۵۲۔ یعنی تکبر و غرور کی وجہ سے اسے ثواب نہ ملے گا۔ اگر یہ اسلئے نہ بھیج ہو جائے گی۔ اور دوزخ سے بھی ماقطع ہو جائے گی۔

یہاں یہ گفتگو باقی ہے کہ نماز کا قبول نہ ہونا اسے دوبارہ وضو کا حکم دینے کی علت کیسے بن گیا۔ اس کے جواب میں دو وجہیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ اسے وضو کا حکم اس لیے دیا کہ اسے پتہ چل جائے کہ وہ معصیت کا ترکب ہوا ہے۔ کیونکہ ان حضرات کے علم میں یہ چیز قرار پذیر ہر چکی تھی کہ وضو خطاؤں کو مٹاتا ہے۔ اور گناہوں کی بخشش کا وسیلہ اور ذریعہ ہے اور یہ وضو گناہوں کے اسباب، غصہ و غضب وغیرہ کو بھی دور کرتا ہے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ نے کہا اس کے باطن میں طہارت ہونے کے باوجود اسے دوبارہ وضو کا حکم دینے میں یہ سزا نہ ہو سکتی ہے کہ وہ شخص نکر مند ہو اور اپنے اس فعل کی قباحت کو محسوس کرے کہ اس نے اس کا ارتکاب کیوں کیا اور اس وجہ سے بھی وضو کا دوبارہ حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری طہارت کا حکم دینے کی برکت سے اللہ تعالیٰ باطن کو تکبر و غرور سے جواسیال (تہ بند نیچے لٹکانے) کا موجب بنا، سے پاک کر دے گا۔ کیونکہ ظاہری طہارت باطنی طہارت کے پیدا کرنے میں موثر ہے۔

غامی صوفیہ پر تجھ میں یوں آتا ہے کہ اس بال و منو توڑ دیتا ہے یا وگھڑیں گلابت کا موجب ہے۔ مگر تاخرین نے نہ بیان ایسے ہی کیا ہے جو یہاں مذکور ہوا۔ (درب کج ہے)

الْمَرْأَةُ فِي دَمْرٍحٍ وَخَمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا  
إِذَا قَالَ إِذَا كَانَ الذَّرْعُ سَابِغًا  
يُغْفَى ظُهُورًا قَدَمِيهَا  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَذَكَرَ جَمَاعَةٌ  
وَقَفَّوْهُ عَلَى أَمْرٍ سَلَمَةٍ

حدیث قمی میں اور چادر میں کہ تہ بند پہننے ہوئے نہ جو نماز پڑھ  
سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا جبکہ اسکی قمیص اتنی بڑی اور کھلی ہو  
کہ وہ پاؤں کی پشتوں کو بھی بچھالے (تو بانہ ہے) سے  
ابوداؤد نے روایت کیا اور بیان کیا کہ ائمہ حدیث کی یہ حدیث  
نے اس حدیث کا وقت حضرت ام سلمہ پر کیا ہے یعنی انہوں  
نے کہا ہے یہ حضرت ام سلمہ کا قول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک نہیں اور حدیث مؤثقہ کا معنی مقدمہ میں بیان  
بزرگ ہے۔

وَعَنْ آيَةَ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ  
السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَّ يُغْفَى  
الرَّجُلُ قَدَمًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل سے منع  
فرمایا۔ اور اس سے بھی منع فرمایا کہ آدمی نماز کے اندر  
اپنا منہ ڈھانپ کر رکھے۔

(ابوداؤد، ترمذی)

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

۱۔ سدل کی صورت یہ ہے کہ کپڑا سر اور کندھوں پر ڈال لیا جائے۔ اور کنارے نیچے لٹکا دیے جائیں۔ چادر  
شام پر ڈالنا اور اس کے کنارے نیچے لٹکاتا بھی سدل اور منع ہے۔ قبا پہننا اور ہاتھ اس کی آستینوں میں نہ ڈالنا۔ بلکہ  
اندر رکھنا اور آستینوں کا لٹکنا بھی سدل ہے اور منع ہے۔

۲۔ یعنی منہ کو نماز میں کپڑے یا ہاتھ سے ڈھانپنا۔ بعض شارحین نے سدل کی تفسیر اس سے کی ہے کہ منہ کی مٹیم  
کا بائیں یعنی دستار کے ایک کنارے سے منہ کو باندھ دیا جائے۔ اس سے ممانعت کا سبب و باعث یہ ہے کہ  
یہ یورو کا فعل ہے۔ بعض کہتے ہیں اس کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ عورتوں کی سیرت و عادت ہے۔ بعض کہتے ہیں  
ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے نماز کی قرأت اور اس کے حق میں رکاوٹ واقع ہوتی ہے۔ ڈکار مارنے والا  
اور وہ آدمی جس کے منہ سے بدبو آتی ہو اس ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔ بلکہ ان عورتوں میں ہاتھ سے منہ کو بند کرنا مستحب  
رسم ہے۔

حضرت شہاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی کی ممانعت  
کرد کہ وہ اپنے جوتوں اور موزوں میں مناز نہیں  
پڑھتے۔

وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
خَالِفُوا الْيَهُودَ فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ فِي  
نَعَالِهِمْ وَلَا خِفَائِهِمْ

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

(ابوداؤد شریف)

۱۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ گمراہ لوگوں کی مخالفت کے اظہار کے لیے رخصت پر عمل کرنا بھی مستحسن و مرغوب چیز ہے کہ اس میں ان کی مخالفت پائی جاتی ہے، اس لیے رخصت سے نکل کر عزیت کے حکم میں ہو چکی ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ  
بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُصَلِّي بِرِجَالِهِ إِذْ خَلَعَ  
نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهِ فَلَمَّا  
رَأَى ذَلِكَ الْقَوْمُ أَلْقَوْا لَهَا لَهْمَ فَلَمَّا  
قَفَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
صَلَاتَهُ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى  
إِنْفَاسِكُمْ رِغَالَكُمْ قَالُوا مَا رَأَيْنَاكَ  
تَفْعَلُ كَذَا فَعَلْنَا فَعَلْنَا فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَا جِبْرِيلُ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ قَوْمًا  
قَدَرُوا إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ التَّسْبِيحُ فَلْيَنْظُرْ  
فَإِنَّ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَدْرًا فَلْيَسْحَهُ  
وَلْيَصِلْ فِيهِمَا

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالدَّائِمِيُّ

(ابوداؤد و داہمی)

۲۔ شاید کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی جانب تھی کہ نہ تھا درمیان جانب جو تھوڑے سے  
اس بارے میں نہیں آچکی ہے۔ جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔

۳۔ قدر قاف اور فال کے فتح کے ساتھ یعنی پیدری اور دو چیز جن سے طبیعت نرس کرے۔ ظاہر ہے کہ نعین مبارک کو کوئی ایسی نجاست نہیں لگی ہوئی تھی جس سے نماز درست نہ ہو بلکہ کوئی ایسی چیز لگی ہوئی تھی جس سے طبیعت نفرت کرے۔ ورنہ آپ از سر نو نماز پڑھتے۔ کیونکہ کچھ نماز ادا کر چکے تھے حضرت جبریل کا آپ کو اطلاع دینا اور آپ کا نعین شریف اتار دینا کمال طہارت و نظافت کی بنا پر تھا جو کہ آپ کی طبیعت شریف کے لائق تھا





خواہ وہ چیزیں سے اُگنے والی چیزوں میں سے ہو یا دوسری چیزوں میں سے۔ ادا میں حدیث میں اگر یہ صیر (چٹائی) کی تخصیص ہے گرد و سر سے دلائل موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کپڑے یا صوف پر بھی جائز ہے۔ بعض کہتے ہیں جو چیز زمین کی روئیدگی میں سے نہ ہوں پر ٹھیک نہیں۔

حضرت محمد بن شعیب اپنے باپ اور اپنے دادا سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پارہ نماز پڑھتے تھے اور جوتے کے ساتھ بھی۔

۱۳۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي حَارِثًا وَ مُتَعَلًّا۔

(ابو داؤد)

حضرت محمد بن المنکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ایک تہ بند میں بیشک آپ نے اپنی گردن کے نیچے گرد لٹائی ہوئی تھی۔ اور ان کے پیرے کمرے پر رکھے ہوئے تھے ایک کچھ دالے نے ان سے کہا آپ ایک تہ بند میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت جابر نے فرمایا میں نے ایسا اس لیے کیا ہے تاکہ ترے جیسا حق مجھے دیکھے۔ جیسا کہ اللہ علیہ وسلم سے دالے میں

(رواہ ابو داؤد)

۱۴۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلَّى بِنَا جَابِرٍ فِي إِذَا مَا قَدْ عَقَدَا مِنْ قَبْلِ قَفَا وَ ثِيَابَهُ مَوْضُوعَةً عَلَى الشَّعْبِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ تُصَلِّي فِي إِذَا مَا وَاحِدٍ فَقَالَ إِنَّمَا صَنَعْتُ ذَلِكَ لِيَرَانِي أَحْمَقُ مِنْكَ وَ إِنَّمَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رواہ البخاری)

۱۵۔ آپ تابعی ہیں۔ حضرت جابر حضرت انس حضرت عائشہ اور حضرت ابو ہریرہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی۔

۱۶۔ حضرت جابر بن عبد اللہ مشور انصاری صحابی ہیں۔ جو چادر آپ کے گردن پر باندھی تھی وہ وہی چادر تھی جسے بطور تہ بند آپ پہنتے تھے۔ آپ نے گردن تک بلند کر کے اس کے کناروں کو گردن سے باندھ دیا اسے ہی پین کر نماز پڑھی۔

۱۷۔ مشجب میم کی زیر شین ساکن اور حیم کی زیر کے ساتھ یعنی چند کڑیاں جن کے سرے ملا دیتے ہیں ماسنان کے پاؤں کھلے کر دیتے ہیں۔ ان پر کپڑے رکھ دیتے ہیں کبھی ان کے ساتھ پانی کی ٹھک بھی لٹکا دیتے ہیں تاکہ پانی سرد ہو جائے۔ یہاں (دہلی) کے لوگ اسے تپائی کہتے ہیں۔

۱۵۱۔ اور جان لے کہ ایک کپڑے میں بھی نماز جائز ہے اور رخصت کے خلاف نہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اسے الحق اس لیے کہا کہ اس نے خود کرنے اور سوال سے پہلے اقراض کر دیا اس میں اس امر پر بھی تنبیہ ہے کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ترک سنت کا اقراض۔ طعن نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیے۔ اگر بظاہر ٹھیک دکھائی نہ دے اس پر قیاس کرتے ہوئے اہل انتقامت علماء راہنمیں سے سوال واستفسار کرنا درست ہے مگر ان پر اقراض اور انکار ٹھیک نہیں ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت بت ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا کرتے تھے اور یہ ہمارے لیے کوئی عیب نہ تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اس وقت کی بات ہے جب کپڑوں کی قلت تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دکھنا دگی عطا کر دی تو پھر دو کپڑوں میں ادا کرنا زیادہ بہتر اور زیادہ ثواب کی چیز ہے۔ (احمد)

۱۵۲۔ وَ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ الصَّلَاةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ سُنَّةٌ كُنَّا نَفْعَلُهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْابُ عَلَيْنَا فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ إِذَا كَانَ فِي الثِّيَابِ قِلَّةٌ فَأَمَّا إِذَا وَسَّعَ اللَّهُ فَالصَّلَاةُ فِي الثَّوْبَيْنِ أَذْكَى۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

۱۵۳۔ آپ شہیر و علماء کا یہ میں سے ہیں۔ کاتب وحی اور حافظ قرآن ہیں۔ آپ کے مناقب بے شمار ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو سید المسلمین کہا کرتے تھے۔

۱۵۴۔ یعنی یہ دین کا وہ راستہ ہے جس پر لوگ چلے ہیں۔ اور یہ جائز و درست ہے۔

۱۵۵۔ کہ دو کپڑوں میں حین ادب، اظہارِ محبت اور اپنی اہیت کی تحسین پائی جاتی ہے۔

## بَابُ الشُّرَّةِ

### شترہ کا باب

شترہ سین کی پیش اور تا ساکن کے ساتھ۔ وہ چیز جس سے کسی چیز کو چھپایا جائے۔ یہاں وہ چیز مراد ہے جو نماز کے آگے کھڑی کی جاتی ہے جس سے اس کی سجدہ گاہ متمیز اور واضح ہو جاتی ہے تاکہ گزرنے والا نمازی کے آگے سے نہ

گزرے یہ سترہ دیوار، ستون اور کڑی دھیر کا ہو سکتا ہے۔ چاہیے کہ سترہ کی لمبائی گزرے کم اور موٹائی انگشت سے کم نہ ہو۔ سترہ کے احکام احادیث میں آ رہے ہیں۔

## الفصل الاول

### پہلی فصل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح سویرے اٹھ کر عید گاہ کو جاتے تھے۔ چھڑی بھی آپ کے آگے آگے لے جاتی تھی اور آپ کی جگہ نماز کے آگے گاڑ دی جاتی تھی، آپ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْدُمُ إِلَى الْمُصَلَّى وَالْعَنْزَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلَّى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا۔

(دَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۔ عنزة تین زبردوں کے ساتھ چھوٹے نیزے کو کہتے ہیں جس کے آگے گزرے لٹکا ہوا ہوتا ہے۔ ایک گز لیا ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک یوں تھی کہ آپ کے خادم حضرت ابی بکرؓ کے پیچھے ساتھ لے کر جیتے تھے۔ ان سے ایک کام یہ ہوتا تھا کہ نماز میں اس کا سترہ بناتے تھے۔

وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قُبَّةِ حَمَاءَ مِنْ أَدِيمٍ وَرَأَيْتُ بِلَا أَاخَذَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَتَّبِعُونَ ذَلِكَ الْوُضُوءَ فَمَنْ أَصَابَ يَدَهُ مِنْهُ أَخَذَ تَسْتَمُّ بِهِ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ أَخَذَ مِنْ بَلَدٍ يَدِ صَاحِبِهِ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَا أَخَذَ عَنْزَةً فَرَكَّزَهَا وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُلَّةِ حَمَاءَ مُشْتَمًا صَلَّى رَأَى

حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں عید گاہ کے سرے پر دیکھا کہ وہ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ کے پیچھے چھڑی لٹکائی گئی تھی۔ آپ نے نماز پڑھی اور اسے گاڑ دیوار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پٹلی تک انہار مبارک اٹھائے ہوئے سرخ بوڑے میں باہر نکلتے۔ آپ نے چھڑی

کا طرف منہ کر کے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور میں نے  
دیکھا کہ لوگ اور روشنی چھڑی کے آگے سے گزر رہے  
تھے

الْعَزَّوَجَلَّ بِالنَّاسِ دَعَمَتَيْنِ وَرَأَيْتُ  
النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُتُّوْنَ بَيْنَ  
يَدَيِ الْعَزَّوَجَلَّ۔

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ حجیفہ پہلے جیم شوم پھر ملے مفتوح کے ساتھ حضرت ابو حجیفہ رضی اللہ عنہ خور و سال صحابی ہیں۔ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کے وصال مبارک کے وقت آپ مد بلوغت کو نہ پہنچے تھے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث پاک سنی۔  
امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کے بیت المال کا محافظ مقرر کیا تھا۔

۲۔ ابلح کب سے بنی جاتے ہوئے راستے میں ایک وادی ہے۔ اسے محصب اور بلحا کہتے ہیں کہ معظمہ کو بھی اس  
وادی کی مناسبت سے بلحا کہہ دیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی مناسبت سے ابلحی کہتے ہیں۔ ابلح دراصل  
پانی کے لیے چھاتی نام کو کہتے ہیں جس میں چھوٹی چھوٹی لکڑیاں بھی ہوں۔

۳۔ آدم مدزبروں کے ساتھ دیانت شدہ چمڑے کو کہتے ہیں۔

۴۔ ملہ معنی چادر و تہ بند و کپڑوں میں جن میں سرخ و عاریاں تھیں جس طرح ہمارے علاقوں (ہندوستان) میں ملاچہ  
ہوتا ہے۔ سرخ سے مراد نہیں کہ آپ نے خالص سرخ لباس زیب تن کیا تھا کہ اس کا پہننا مکروہ تحریمہ کی حد تک ممنوع ہے  
ہے۔ اس کی حقیقی باب لباس میں انشاء اللہ آئے گی۔

۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ سترہ کھڑا کرنے کے بعد انسانوں اور غیر انسانوں کے نمازی کے آگے سے گزرنے میں  
کوئی نقصان نہیں۔ اور سترہ کے آگے سے گزرنے والے گناہ گار نہ ہوں گے۔

حضرت نافع سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے  
روایت کرتے ہیں بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم صواری کو  
چوڑائی میں بٹھاتے تھے پھر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے  
بخاری و مسلم احمد بخاری نے یہ عبارت زیادہ کی۔ میں نے کہا تو  
مجھے بتلائیں اگر روشنی پھر نہ لگیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ  
عنہ نے کہا ایسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کجاھے  
کو کھڑے اور اسے برابر رکھتے اور اس کی پھٹی کمرہ کی  
طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔

۱۸۔ عَنْ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِي عَمْرٍاءَ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ  
يَعْرِضُ مَا جَلَتْهُ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ  
قُلْتُ أَفَرَأَيْتَ إِذَا خَبَّتِ الرِّكَابُ  
قَالَ كَانَ يَأْخُذُ الرَّجُلُ مَبْعُوثَهُ فَيُصَلِّي  
إِلَى أُخْرَتِهِ۔

۱۔ یعنی عرض۔ یا کہ زبردین ساکن را کی پیش کے ساتھ۔ را کے کمر کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ مگر اپر پیش پڑھنا

زیادہ فصیح ہے۔ اور یا کی پیش عین کی زہرا اور راضیہ کی زیر کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ معنی یا تعریف یعنی جاتوار کو چوڑائی میں بٹھانا۔

۱۵۔ یعنی جب اونٹ چارہ چرنے اور پانی پینے کے لیے اور مرد صر بل پھر رہے ہوں تو اس وقت آپ کیا کرتے تھے۔

۱۶۔ یُذِلُّهُ يَأْتِيَهُ لَهْ كَامَعْنَى هُوَ كَمَا سِيدُ عَادٍ يُضَيِّكُ كَرَكْعَةٍ

۱۷۔ آخر تم۔ کجاوے کی پھلی کڑی۔ آخر خورہ مرد اور بغیر مرد کے اور خاکی زیر کے ساتھ بمعنی وہ کڑی جس کے ساتھ شتر سوار تکیہ لگا تا ہے۔ چونکہ یہ کڑی بلند ہوتی ہے اس لیے آپ نماز میں اس کا شترہ بتاتے تھے۔

حضرت محمد بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب  
تم میں سے کوئی آدمی کجاوے کی پھلی کڑی کی طرح  
اپنے ساتھ رکھے اور نماز پڑھے پھر شترہ کے آگے  
سے جو کچھ گزرے اس کی بے وقاحت کرے۔

۱۹ وَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهُ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ  
يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخَّرَةِ الرَّحْلِ فَلْيَصِلْ  
وَلَا يُبَالِ مَنْ تَمَرَّ وَرَأَوْ ذَلِكْ

دَوَاكَا مُسْلِمًا

۱۸۔ مؤخرہ۔ سیم کی پیش، ہمزہ ساکن خا کے کسر اور فتح کے ساتھ ویم کی پیش ہمزہ کی زیر خاکی شترہ کے ساتھ بمعنی  
آخرہ یعنی پالان کی پھلی کڑی۔ آخرہ مؤخرہ سے زیادہ فصیح ہے۔ یہاں تک کہ علماء نے کہا ہے کہ مؤخرہ سے مؤخرہ  
آخرہ الرمل ہی فرمایا تھا۔ آگے رادی نے اپنی لغت سے اسے مؤخرہ روایت کر دیا۔ قریش میں لغت تمام عرب سے  
زیادہ فصیح ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصیح قریش میں۔

۱۹۔ کہ اس سے اس کے خشت میں فرق نہ آئے گا یا گزرنے والے سے بے کوئی طرح عین اور شترہ کے ساتھ

حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر طاری کے  
آگے سے گزرنے والا جانے کہ اس پر کتنا گناہ لازم  
آتا ہے تو اس کے لیے چالیس تک کھڑے رہنا  
آگے گزرنے سے بہتر تھا۔ ابو النضر نے کہا میں  
نہیں جانتا کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس  
میسے یا چالیس سال۔

۲۰ وَ عَنْ أَبِي جَهْمٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَأْمُورُ بَيْنَ  
يَدَيْهِ الْمَصْلِي مَا ذَا عَلَيْهِ لَكَاتِ أَنْ  
يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ  
يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ  
لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ

شَعْرًا أَوْ سَنَةً

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۵۔ ابو جحیم جیم کی پیش۔ ہاکی زبیر اور یاساکن کے ساتھ۔ آپ مشہور مکانی ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بشیر و زاد میں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ امامت تک زندہ رہے۔

۱۶۔ ابوالنضر ضار کے ساتھ اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ہیں۔

۱۷۔ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے چالیس سال فرمایا۔ اور بالغہ بھی اسی میں ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی آدمی کسی چیز کی

طرف منہ کر کے نماز پڑھے جو اسے لوگوں سے ڈھانکتا ہے

(سترہ بن جائے) پھر کوئی آدمی سترے اور غازی کے درمیان سے

گزرنا چاہے تو اسے ہٹا دے اگر باز نہ آئے تو اس سے

لڑائے کہ بیشک وہ شیطان ہے۔ یہ بخاری کے الفاظ ہیں

اور مسلم نے دوسرے الفاظ میں اس معنی کو روایت کیا۔

۱۸۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ

مِنَ النَّكْسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَبْجُتَ زَ

بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى

فَلْيَقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ هَذَا

لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَاسْلِمٍ مَعْنَاهُ

۱۹۔ یعنی اسے سترہ بنائے کہ وہ چیز اس کے اور لوگوں کے درمیان مائل ہو جائے۔

۲۰۔ ایک روایت میں قُلَيْبُتْلُمُ آیا ہے یعنی چاہیے کہ اسے قتل کر دے۔ یہ اسے ہٹانے اور باز رکھنے میں

بالغہ ہے۔ علامہ نے کہا ہے اگر کسی نے ایسی چیز کے ساتھ اسے ہٹایا جس سے ہٹانا معمولاً جائز اور درست ہوتا ہے مگر وہ اس چیز کے گھنے سے مرگیا تو قصاص واجب نہ ہوگا۔ مگر دیت میں اختلاف ہے۔

۲۱۔ یعنی وہ شیطان کام کرنے والا ہے کہ نمازی کے خشوع و خضوع کو برباد کرتا ہے۔ یا انسانوں میں سے

شیطان مراد ہے کہ شیطان کا اخلاق جن فاسد دونوں پر ہوتا ہے۔ اور شریر لوگوں کو شیطان انس کہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی نماز کو

عورت گدھا اور کتا باطل کر دیتے ہیں۔ اور اسے

باطل مومن سے پناہ دیتی ہے جی رے کی پھیل

نکری کی مانند چیز۔

اسے مسلم نے روایت کیا۔

۲۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تَقْطَعُ الْمَرْأَةُ الْمَرَّاةَ وَالْجَمَّازُ

وَالْكَلْبُ وَيَبْقَى ذَلِكَ مِثْلُ مُوْخَرَةٍ

الرَّحْلِ

(دَوَالُ مُسْلِمٍ)

۱۷۔ یعنی کجاوے کی پھٹی کلڑی کی مانند کسی چیز کو سترہ کے طور پر اگر غازی نے سامنے رکھ دیا تو پھر تراز باطل نہ ہوگی جیسا کہ گذشتہ احادیث سے معلوم ہوا۔

واضح ہو کہ صحابہ وغیرہم علاوہ کرام اس پر ہیں کہ ان میں سے کوئی چیز بھی نمازی کی نماز کو باطل نہیں کرتی یہ مذکورہ تین چیزیں ہوں یا ان کے علاوہ اور احادیث جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں ہمتہ قائم کرنے کی تاکید اور نہ درودینے پر مجبور ہیں۔ یا باطل و قطع کرنے سے ملو یہ ہے کہ نماز کے شروع و خضوع کو جو نماز کا سر اور اس کی روع ہے، باطل کرتے ہیں۔ یا یہ مراد ہے کہ قریب ہے کہ نمازی کی نماز باطل ہو جائے۔ نمازی کا دل اس جانب مشغول ہو جانے کا وجہ ہے۔ ان تین چیزوں کی تخصیص اس بنا پر کی کہ ان کے ساتھ دل زیادہ مشغول ہوتا ہے۔ عورت میں تو یہ بات ظاہر ہے اور گدھے سے اس بنا پر کہ اس کے ساتھ عموماً بیشتر شیطان رہتا ہے۔ جیسا کہ گدھے کے ڈانکنے کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھنے کے استجاب سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اس وجہ سے کہ اس میں سخت نجات پائی جاتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حائضہ عورت اور سیاح کہتے کہ گزرنے سے نماز قطع اور باطل ہوتی ہے۔ یہ قول حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

٤٣٣ وَعَنْ عَارِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ  
الَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَ  
بَيْنَ الْقَبْلَةِ كَاغْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھتے اور میاں آپ کے اور قبیلہ کے درمیان اس طرح پڑھی جوتی تھی جس طرح جنازہ پڑا جاتا ہے۔

(پنجابی)

۱۷۔ مطلب یہ ہے کہ میرا اور اجہم آپ کے آگے بڑھا ہوا تھا یہ نہیں کہ جسم کا کوئی ایک حصہ ماننے پر متحد اس کی ہر طرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے ساتھ اُن کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہوتی۔

٢٢٩ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا  
عَلَى آتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَأْتَمَرْتُ  
الْأَحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بَيْنِي  
وَالْغَيْرِ جَدَائِمًا فَمَرَرْتُ بَيْنَ  
بَدْنِي بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَأَمْسَلْتُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرأت  
میں میں کہ میں ہر سطر پر کہ عشاء یا میں اس وقت حضرت  
کے قریب تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بلانے  
کو تیار تھا کہ میں نے آپ کے سامنے کوئی دلیل نہ دیا (متر)  
نہ تھی۔ میں صفت کہ ایک حصے کے اُسے سے  
گزارا اور گدھی سے نیچے اترا اور اسے چرنے کے



یہ چھوڑ دیا۔ اور غصہ میں شامل ہو گیا کسی نے  
یہ نے اس عمل پر انکار نہ کیا

(بخاری و مسلم)

لَا تَقْلِبْهُ فَاِذَا جَعَلْتَ رُكْعًا  
فَكَفَّ يَمْنَكَ وَكَفَّ عَلَى اَمْرٍ  
(مسند حاکم)

۱۳۔ لفظ آن استعمال جب ہمزہ کی دربر اور زیر دونوں سے آیا ہے۔ جملہ کالفظ مذکور دونوں کے  
پہلے آتا ہے مگر ان کالفظ کو کسی کے ساتھ خاص ہے اور اتنا بھی آیا ہے۔ گدھی کے ذکر سے اس جانب اشارہ ہے کہ اگر  
گدھی کے آگے سے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹی تو ثورت کے گزرنے سے بھی نہیں ٹوٹی۔

۱۴۔ میرے گدھی پر سوار ہو کر سفر کے آگے سے گزرنے پھر اُسے صفوں کے سامنے چرنے کے یہ چھوڑنے پر  
کسی نے اعتراض نہ کیا کہ ہماری نماز ٹوٹ گئی کیونکہ مادہ خر کے سامنے آنے سے نماز نہیں ٹوٹی پھر میں اس وقت بالغ بھی  
نہ تھا بالغ ہونے کے قریب تھا۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں  
سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے سامنے کوئی چیز کر لے  
اور اگر کوئی چیز نہ ملے تو اپنی لٹھی کھڑی کر لے۔ اگر اس کے  
پاس عین بھی نہ ہو تو زمین پر خط کھینچ لے۔ پھر اسے  
آگے گزرنے والی کوئی چیز منہ سے دے گی۔

(ابوداؤد)

(ابن ماجہ)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْعُدْ بَيْنَ رُكْعَيْهِ  
وَبَيْنَ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ  
عَصَا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصَا  
فَلْيَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لَا يَطْفَأْ مَا  
بَيْنَ رُكْعَيْهِ

(ابوداؤد و ابن ماجہ)

۱۵۔ جسے دیوار درخت اور پتھر وغیرہ

۱۶۔ اگر اسے زمین میں گاڑ دے اور اگر زمین سخت ہو تو عصا کو اپنے سامنے طولا رکھ دے۔ اگر خانہ رکھے  
تاکہ گناہنے کا طریق ہو جائے۔

۱۷۔ کہ اس کے شروع کو باطل نہ کرے گی۔

۱۸۔ مانع ہو کہ زمین پر خط کھینچنا امام شافعی کا قول قدیم اور امام احمد کا قول ہے۔ ہمارے مشائخ متاخرین میں سے بھی  
بعض خط کے قائل ہیں۔ ہمارے اکثر مشائخ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خط کا کوئی اعتبار نہیں۔

امام نے فرمایا الخط لیس لشی۔ خط کوئی چیز نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ نے بھی اپنے قبل صدیق میں خط کو لکھا ہے اس کا کما اس بارے میں وارد حدیث ضعیف اور مضطرب ہے۔ پھر خط کا کوٹ بننے میں کوئی ضخیت نہیں رکھتا۔ اور دور سے تمیز اور دکھائی نہیں دیتا۔ صاحب ہدایہ کا مختار مذہب بھی یہی ہے۔ شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ اتباع کے لیے سنت اولیٰ اور افضل ہے) خط کھینچنا کچھ دیکھو روا تیار رکھتا ہے۔ اطمینان کا موجب بھی بن جاتا ہے۔ اوقات شد و اضطراب دور ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد خط کی کیفیت میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ہال کی شکل میں معتبر ہے بعض کے نزدیک جانب قبلہ لمبائی میں۔ اور بعض کے نزدیک دائیں بائیں چوڑائی میں۔ مگر مختار قول یہ ہے کہ لمبائی میں کھینچا جائے جیسا کہ بعض شروع میں مذکور ہے۔

حضرت بشیر بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے  
قرأتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب  
تم میں سے کوئی آدمی سترے کا طہنہ نہ کر کے نماز  
پڑھے تو جیسے عکاس کے قریب ہو جائے کہ شیطان  
اس کی نماز باطل نہ کر سکے گا۔ (ابوداؤد)

۴۲۸ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَشَمَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ  
مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ  
(دَعَاؤُهُ أَبُو دَاوُدَ)

۱۔ ستر کا ہائے پہلو کی فتح اور جزم کے ساتھ آپ جھوٹی ہر کے محال ہیں۔ ہجرت کے تیس سال پہلے ہوئے۔  
انصاری ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ امارت میں خدمت ہوئے ان سے چند احادیث مروی ہیں۔  
۲۔ تاکہ سجدہ بقدر امکان اس کے قریب واقع ہو۔  
۳۔ کہ اس طرح نہ تو ابلیس دوسرے ڈالے گا اور نہ اس پر قادر ہو سکے گا۔ کیونکہ اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا تو سترے کے درمیان سے گزرنے کا احتمال ہے اور اس سے دل میں دوسری باتیں آجے گی۔

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی  
نہیں دیکھا کہ آپ کسی کڑی یا ستر یا درخت کی طرف  
منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں بلکہ آپ اپنے منہ کی طرف  
یا بائیں ابرو کے سامنے رکھتے تھے اسے بائیں  
سامنے نہ رکھتے تھے۔

۴۲۹ عَنْ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ  
مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَسْتَلِّي إِلَى عُودٍ أَوْ لَا عُودٍ  
وَلَا مَشْجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلَى حَاجِبِهِ  
الْأَيْمَنِ أَوْ الْأَيْسَرِ وَلَا يَصُدُّ لَهُ  
صَدًّا۔

(ابوداؤد)

(دَعَاؤُهُ أَبُو دَاوُدَ)

۱۔ یعنی ایہ نہ کرتے تھے کہ وہ دونوں آنکھوں کے وسط میں آئے۔ بلکہ آپ چھوڑا اور بائیں ابرو کے سامنے رکھتے تھے

تاکہ بتوں کی عبادت سے مشابہ نہ ہو جائے اس میں آپ کی کمال پاکیزگی کی جانب اشارہ ہے جو اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔

۴۳۰ وَ عَنْ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ،  
أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ وَ نَحْنُ فِي بَادِيَةِ نَنَا وَ مَعَهُ  
عَبَّاسٌ فَصَلَّى فِي الصُّبْحِ أَوْ لَيْسَ بَيْنَ  
يَدَيْهِ سُكْرَةٌ وَ حَمَارَةٌ نَنَا وَ كَلْبَةٌ  
تُعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالِي بِذَلِكَ  
(رواه أبو داود و الترمذی و تھوری)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف  
لائے جب کہ ہم لوگ اپنے ایک جنگل میں تھے جنہوں میں اللہ  
علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عباس بھی تھے۔ تو آپ نے صبح  
میں نماز پڑھی آپ کے سامنے کوئی سترہ نہ تھا اور ہماری  
ایک گدھی اور کتیا دونوں آپ کے سامنے کھین رہی تھیں  
آپ نے ان کی کوئی پرکھانہ نہ کی۔ (ابوداؤد اور ترمذی)

۱۔ فاکر و برادر خدا کا کہ یہ حضرت ابن عباس کے بھائی کا نام ہے۔

۲۔ حراؤں کی عادت ہے کہ شہر سے باہر آجاتے ہیں۔ اور جنگل میں خیمہ زن ہوتے اور اسے اپنی منزل بنا لیتے ہیں  
اور چند روز وہاں گزارتے ہیں۔ ہر گزردہ جماعت کا ایک جنگل اور جگہ مخصوص ہوتی ہے۔ جہاں وہ رہتے ہیں۔ پس رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت عباس رضی اللہ عنہ کے باویہ (جنگل) میں تشریف لائے۔

۳۔ یعنی دیوار یا درخت یا لاشی وغیرہ کسی چیز کا سترہ سامنے نہ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سترہ رکھنا ضروری  
نہیں بلکہ ایک سبب چیز ہے۔ وہ بھی اس صورت میں جب کہ وہ جگہ لوگوں کی گزرگاہ ہو۔

۴۔ یعنی آپ نے ان کی پرمانہ کی اور عادتہ، کلبہ میں تائیا تائیت کے لیے ہے یا عادت کی ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی چیز نماز کو  
باطل نہیں کرتی۔ اور اپنی طاقت کے مطابق چیز کو  
آگے لے بٹاؤ کہ وہ شیطان ہے (ابوداؤد)

۴۴۰ وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَقِطْعُ  
الْعِلَّةِ مَنِيٌّ وَ أَدْرَدُوا مَا اسْتَظَفْتُمْ  
فَاتَّقُوا شَيْطَانًا - (رواه أبو داود و  
ترمذی و تھوری)

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوئی ہوتی

۴۵۰ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَتَاهُ بَنِي  
بَنِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ

وَرَجُلَايَ فَرَقِلْتَهُمَا فَلَا ذَا سَجَدَ  
غَمَزَ فِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيْهِ وَإِذَا كَامَ  
بَسْطَهُمَا قَالَتْ وَابْيُوتْ يَوْمَئِذٍ  
لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحٌ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

تھی۔ نیزے پاؤں آپ کے قبضے میں ہوتے تھے جب  
آپ سجدہ کرتے تو مجھے ٹھوکر مارتے میں اپنے پاؤں  
سمیٹ لیتی۔ جب آپ کھڑے ہوتے تو اپنے  
دونوں پاؤں پھیلا لیتی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں ان دنوں  
گھروں میں چراغ نہ ہوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۶۔ یہ گویا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے حضور کی سجدہ گاہ میں پاؤں پھیلانے کے لیے بیان عذربے۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ٹھوکر مارنے کے بعد دوبارہ پاؤں پھیلانا اس وجہ سے ہوتا تھا کہ شاید آپ نے جگہ چھوڑ دی  
ہے اور اس کے دیر بعد کھڑے ہوئے ہیں۔ یا نیند کی حالت میں انسان پر قدرت غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

۱۷ وَ عَنْ إِبْنِ مَرْيَمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ  
أَحَدُكُمْ مَا لَهُ فِي آتِ يَمَّةٍ بَيْنَ يَدَيِ  
أَخِيهِ مُعْتَرِكًا فِي الصَّلَاةِ كَانَ لَأَنْ  
يُقِيمَ مِائَةَ حَامٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَخْطِئَ  
أَلْفِي خَطَاةٍ

فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر  
تم لوگ یہ جان لو کہ غازی بھائی کے آگے سے گزرنے  
میں کیا گناہ ہے۔ تو اس کے لیے سو سال کھڑے رہنا  
غازی کے سامنے ایک قدم اٹھانے سے  
بتر ہے۔

رَدَاءُ ابْنِ مَكْحُومٍ

۱۸ وَ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ  
الْعَامَّةُ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَا قَامَ عَلَيْهِ  
لَكَانَ أَنْ يُخَسَفَ بِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ  
يُحْمَزَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى  
عَلَيْهِ

(ابن ماجہ)  
حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عائشہ  
الرحمہ اللہ عنہا کے آگے سے گزرنے والا جو شخص ہے اس پر گناہ  
گناہ ہے۔ اگر اس نے اس سے پہلے نماز کی تو اس کے لیے  
آگے سے گزرنے سے جو گناہ ایک سو سال کھڑے رہنا  
خیر ہے۔ اگر اس نے نماز کے بعد اس سے پہلے نماز کی تو اس کے لیے  
وہ نماز ناجائز ہے۔ اگر اس نے نماز کے بعد اس سے پہلے نماز کی تو اس کے لیے

رَدَاءُ مَكْحُومٍ

۱۹ وَ عَنْ رَجِيٍّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتَ  
أَحْبَبْتُ إِلَيَّ خَيْرَ الشُّعْرِ مِائَةَ خَطَاةٍ  
مَلَأَتْهُ الْجَبَابُ وَالْخَنَزِيرُ وَالْهَمُورُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عائشہ  
رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے  
کوئی آدمی بغیر سترہ کے نماز پڑھے تو اس کی نماز کو مال  
کو تباہ ہے۔ گویا خنزیر، بھیدی، بھری اور عورت

وَالْمَجْرُوحُ وَالْمَأْكُتُ وَتُخَوِّفُ عَقْبَهُ  
إِذَا مَرُّهُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى قَلْبِهِ مَجْرُوحٌ  
(نَعَاءُ أَبُو دَاوُدَ)

جب کہ ان میں سے کوئی چیز اس کے آگے سے گزرتی  
اور کفایت کرتی ہے۔ اس سے جب کہ یہ چیزیں اس کے  
آگے سے پھر پھینکنے کے واسطے سے گزریں۔ (ابوداؤد)

۱۔ اس کی تائید اور مطلب فصل اول میں گزرا۔

۲۔ علامہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد حج کے موقع پر لنگری مارنے کی مقدار کا مسئلہ مراد ہے۔ اور وہ تین گز بیان

کیا گیا ہے۔

## بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ

### طریقہ نماز کا بیان

یعنی نماز کا طریقہ اور اس کی صفات کا بیان کہ کس طرح ادا کی جائے۔ اور یہ کہ اس کے ارکان و اجزاء کیا ہیں۔  
یہاں سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو چیز حقیقت نماز سے خارج ہے اس کا بیان بھی کیا جائے مگر یہ قبیلہ اعراض میں سے  
ہے اس کے اجزاء ہی اس کی صفات کہلائیں گی۔

### پہلی فصل

### الفصل الأول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک  
ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے۔ اس آدمی نے نماز  
پڑھی پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا آپ  
نے اسے فرمایا: علیک السلام! سلام! جا اور نماز پڑھ کہ تو نے  
نماز نہیں پڑھی وہ آدمی واپس گیا اور نماز پڑھی اور سلام  
عرض کیا آپ نے فرمایا: علیک السلام! سلام! جا اور نماز پڑھ۔  
کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اس مرد نے تیسری بار یا ایہا الی کے  
بعد کہا یا رسول اللہ مجھے نماز کا طریقہ تعلیم فرمائیں۔ تو آپ

سُئِلَ عَنْ آتِي مَرِيَّةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ  
الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي تِلْكَ الْمَسْجِدِ  
فَقَامَ لَمْ يَلَمْ يَلَمْ عَلَيْكَ فَقَالَ لَهُ  
يَا لِمَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ وَلَمْ تَلَمْ عَلَيْكَ  
وَعَلَيْكَ السَّلَامُ أَمِيجُ فَصَلِّ يَا لِمَ  
لَمْ تَصَلِّ فَرَجَعَهُ فَصَلِّ لَمْ يَلَمْ عَلَيْكَ  
فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ أَمِيجُ فَصَلِّ  
فَقَالَ لَمْ يَلَمْ عَلَيْكَ فَقَالَ فِي الْإِسْلَامِ

فِي الْيَقِيْنِ بَعْدَهَا عَلِمْنِي مَا رَسُولُ اللَّهِ  
فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاسْبِغْ  
رَأْسَكَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ  
أَقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ  
ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ لَكَ رُكْعًا ثُمَّ ارْفَعْ  
حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ بِحَسَبِ  
طَمَئِنَةٍ مَرَجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ  
قَائِمًا وَبِئْزَى مَرَايَةٍ ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ  
قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا  
(مُسْنَدُ عَلِيٍّ)

نے فرمایا جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو کھڑے کھڑے اور تازہ  
دھند کر پھر قبیلہ کی طرف منہ کر پھر قرآن میں سے وہ پڑھ  
جو تیرے لیے آسان اور تجھے یاد ہو پھر رکوع کر  
پڑے قرار دو گون سے۔ پھر اپنا سر رکھتے  
اور اٹھا اور اچھی طرح سیدھا کھڑا ہو پھر سجدہ میں بجایا تک  
کر پڑے قرار دو گون سے سجدہ کر پھر سجدہ سے سڑاٹھا اور  
سکون دیکھ کر سے بیٹھ۔ اور ایک روایت میں اس طرح آیا ہے  
پھر سجدہ سے سڑاٹھا اور بالکل سیدھا کھڑا ہو جا۔ پھر اپنی  
ساری نماز میں اس طرح کر۔

(بخاری و مسلم)

۱۷۔ اگر اس میں تعدیل ارکان اور قورمہ و غیرہ ٹھیک طریقہ ہے یا نہ کیا۔

۱۸۔ یعنی آپ نے اسے نماز کا طریقہ تسلیم فرمایا نیز وضو اور قیام کی طواریں متذکرہ نے کا طریقہ چکایا اور وہ باتیں  
بھی بتائیں جو نہایت عمدہ اور نماز کے قریب ترین غلطیوں سے بچانے والی ہیں۔  
۱۹۔ دو سجدوں کے بعد بیٹھنے کو جلسہ استراحت کہتے ہیں۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سنت ہے  
کردہ دوسرے سجدے کے بعد دوسری رکعت کے لیے اٹھنے سے پہلے دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد دوسری رکعت  
کے لیے اٹھتے ہیں۔

۲۰۔ یعنی ایک روایت میں ثم ارفع حتی تطمئن جاپا کے بعد اٹھ کر تیسری رکعت پڑھ دوسری رکعت  
کے لیے سڑاٹھا۔ اس روایت میں جلسہ استراحت کا کوئی ذکر نہیں۔ جلسہ استراحت کے بارے میں بعض لوگوں تک بن  
الواریث کی دوسری حدیث میں آ رہی ہے۔

۲۱۔ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس سے  
محبت حرام و قورمہ و جلسہ کو فرض قرار دیا ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے اس آئی کہ نماز کا طریقہ بتایا تھا۔ اور فرمایا تیری  
یہ نماز نماز نہیں ہے۔ جا اور پھر پڑھ۔ یہاں کے فرض ہونے کی علامت ہے۔ کہ جس چیز کے انتظام سے فعل کا  
انتقاد ہو جائے اور وہ فعل باطل قرار پائے وہ چیز فرض ہوگی۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک رکوع و سجدوں میں اطمینان واجب ہے فرض نہیں۔ اور قورمہ و جلسہ  
سنت ہیں۔ امام صاحب اور امام محمد علیہما الرحمة اس حدیث کی توجہ سے کرتے ہیں کہ نفعی نماز ہے اس کے کمال کی نفی

مراد ہے اس دلیل کی بنا پر جو اہل حدیث کے آغوشِ بدعتیت البوداؤد ترمذی دہلوی نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نے اس کو مکمل کیا تو تیری نماز مکمل ہو گئی اور جو کرنے اس میں نقصان کیا تو اسی قدر تیری نماز ناقص ہو گئی۔ اور یہ وجہ سنت کی علامت ہے کہ اس کے بغیر فعل ناقص و ناتمام شمار ہوتا ہے۔ تو معلوم ہو گیا کہ نماز کے لوٹانے کا حکم آپ نے اس لیے دیا کہ یہی نماز میں کراہت و نقصان واقع ہو گیا تھا نہ اس وجہ سے کہ پہلی نماز باطل و معدوم تھی۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ پہلی بار ہی منع کر دیتے اور اس سے روک دیتے اور اسے اجازت نہ دینے کے فرائض کے بغیر نماز ادا کرے۔ واللہ اعلم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبیرے نماز شروع کرتے تھے اور قرائت الحمد للہ رب العالمین لٹھے۔ اور جب رکوع جاتے تو اپنے سر کو بلند نہ رکھتے تھے اور نہ اسے پست کرتے تھے بلکہ دونوں کے درمیان رکھتے تھے یعنی پشت و گردن کو برابر رکھتے تھے اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ میں نہ جاتے جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور جب آپ سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوبارہ سجدہ میں نہ جاتے جب نہ کہ صحیح طرح پر کھڑے نہ جاتے اور آپ ہر دو رکعت پر اتھکات پڑھتے۔ اور آپ اپنی بلیاں پاؤں پچھائیے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے۔ اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع کرتے اور آپ مرد کو ورنہ سے کی طرح بازو زین پر پچھانے سے منع کرتے اور آپ سلام کے لفظ سے اپنی نم سے بازو ختم کرتے۔

(مسلم شریف)

۱۔ یعنی قرائت سورہ فاتحہ سے شروع کرتے۔ اس سورہ کے اول میں کلمہ الحمد واقع ہونے کا وجہ سے اس سورہ کا نام ہی گویا سورہ الحمد ہو چکا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں آپ کیا پڑھتے ہیں۔ وہ کہتا ہے اُمّ ذالک الکتاب پڑھتا ہوں۔ اس سے مراد پوری سورت ہوتی ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھتے تھے

۲۔ وَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَقْبِلُ الصَّلَاةَ بِالْكَبِيرِ وَالْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ كَانَ إِذَا مَكَّنَهُ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يَمِيلْهُ وَلَكِنْ بَيِّنَ ذَلِكَ وَ كَانَ إِذَا رَأَى رَأْسَهُ مِنَ التَّوَكُّعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَ كَانَ إِذَا رَكَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَ كَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّاتِ وَ كَانَ يَقْرَأُ فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَ كَانَ يَنْهَى عَنْ عَقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَقْنِي آتَ يَقْنِشُ الرَّجُلُ ذِمَّتَهُ وَأَقْرَبُ الشَّيْءِ وَ كَانَ يَخْبِئُ الصَّلَاةَ بِالْقَبْلَةِ وَ تَعَاةً مُسَلِّمًا



اور اگر بیاں بسم اللہ شریف کو بلند آواز سے نہ پڑھنا مرد پر تو پھر ہمارے نزدیک بلا کسی دلیل کے یہ درست ہے۔  
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تاویل مذکور اختیار کرنا ہوگی کہ ان کے ہاں بسم اللہ کے بلند آواز سے پڑھنے  
میں اختلاف ہے۔

۵۲۔ یعنی پشت و گردن کو برابر رکھتے تھے نہ تو سر کو پشت سے اونچا کرتے تھے نہ پشت سے نیچے۔

۵۳۔ اس حدیث کا ظہر یہ ہے کہ آپ پہلے اور دوسرے دونوں قعدوں میں ایسا ہی کرتے تھے۔ یہی حضرت

امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب حنفیہ کا مذہب ہے۔ ابو حمید کی حدیث میں پہلے قعدہ میں افتراشی (پاؤں پھاننا) اور  
دوسرے قعدہ میں تورک (سرین پر بیٹھنا) بھی آیا ہے۔ اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ امام مالک کے نزدیک  
دونوں قعدوں میں تورک ہے۔ بعض کے نزدیک دونوں قعدوں میں افتراش کا ذکر بھی آیا ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ رضی  
اللہ عنہ کا قول ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر اس نماز میں جس میں دو قعدے ہوتے ہیں۔ آخر میں تورک  
ہے۔ اور اگر ایک ہی تشہد ہے تو پھر افتراش ہے۔ اس مسئلہ میں چاروں ائمہ کے اقوال مختلف ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی وجہ و دلیل یہ ہے کہ بہت سی احادیث میں مطلق افتراش واقع ہوا ہے  
کہ تشہد میں سنت یہ امر ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بیٹھتے تھے۔ اس میں پہلے یا دوسرے قعدے کی کوئی  
قید نہیں۔ قعدہ میں جس طریق پر حنفیہ بیٹھتے ہیں، زیادہ سخت اور زیادہ محنت طلب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ  
ہمب سے افضل عمل وہ ہے جو زیادہ محنت طلب ہو۔ بعض احادیث میں قعدہ اخیرہ میں بھی تورک کا  
ذکر آیا۔ یہ بڑھاپے اور کمزوری کی حالت پر محمول ہے کہ آخری قعدہ لمبا ہوتا ہے۔ اس کے لیے آسانی مناسب ہے۔ تورک  
کا معنی ہے سرین پر بیٹھنا یا تورک کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں کے نیچے  
پھیر کر رکھنے اور دونوں سرینوں کو زمین پر پھیرنے سے دوسری صورت یہ ہے کہ بائیں پاؤں کو بائیں سرین کے نیچے  
رکھے اور دونوں پاؤں کو بائیں سرین کے نیچے سے باہر نکالے اور دونوں سرین ان پر رکھ دیتے۔

۵۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عقبہ شیطان سے منع کرتے تھے۔ عقبہ میں کہ پیش اور کاف یا کون۔ یعنی نماز میں

اعتدال کرنے سے منع کرتے تھے۔ اور یہ نماز میں بالاتفاق مکروہ ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو دونوں سرینوں میں

سے چپکائے دونوں پنڈلیوں کو کھڑا کرے۔ اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھے جس طرح کتا بیٹھتا ہے۔

عالمی طبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عقبہ یہ ہے کہ دونوں سرین اڑھائیوں پر رکھے۔ یہ معنی لفظ عقبہ کے زیادہ

مناسب ہے۔

۵۵۔ مرد کی قید اس لیے لگائی کہ عورت کے لیے زمین پر بائیں پھلانے بہتر ہیں کہ یہ حالت اس کے پردے

کے زیادہ مناسب و نزدیک ہے۔

۱۵۔ لفظ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض اور ہمارے نزدیک واجب ہے۔ اہل اہل کی شرع کر دی گئی ہے۔

حضرت ابو حمید سامعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے  
ایک گروہ میں فرمایا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
نماز تم سب سے زیادہ یاد ہے۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ  
جب آپ تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھ مبارک دونوں کندھوں  
کے برابر رکھتے۔ جب آپ رکوع کرتے تو منبھوٹی سے  
دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر آپ پشت مبارک  
بالکل دھری کر دیتے۔ جب رکوع سے سر اٹھا اٹھاتے تو  
سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ یہاں تک کہ آپ کی ہر ہڈی کا  
جوڑ اپنی جگہ پر آ جاتا۔ اور جب آپ سجدہ کرتے تو دونوں  
ہاتھ اس طرح زمین پر رکھتے کہ نہ زمین پر اپنے بازو بچھاتے  
اور نہ انہیں پہلو کے ساتھ ٹکاتے۔ اور اپنے پاؤں کی  
انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کرتے۔ جب دو رکعت  
کے بعد بیٹھتے اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دائیں کو  
کھڑا کرتے۔ جب آخری رکعت میں بیٹھتے بائیں پاؤں  
آگے نکالتے اور دوسرے کو کھڑا کرتے اور اپنی کوئی  
پر بیٹھتے۔ (بخاری شریف)

۱۶۔ وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ السَّاعِدِيِّ قَالَ  
رَأَيْتُ مَنْ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَحْفَظُكُمْ  
لِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ  
هَذَاءِ مَتَكَبِّرًا وَإِذَا رَكَعَ أَمَحَقَنَ  
يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ مَضَى ظَهْرَهُ  
وَإِذَا رَكَعَ رَأَسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ  
كُلُّ تَقَالُوبِهِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ  
يَدَيْهِ غَيْرَ مُهْتَزٍّ وَكَرَّ كَأَنَّهُ يَمَسُّهَا  
وَأَسْتَقْبِلُ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ بِأُجْجَلِيهَا  
الْقَبْلَةَ فَإِذَا جَلَسَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ  
جَلَسَ عَلَى رِجْلَيْهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ  
الْيُمْنَى فَإِذَا جَمَعَ بَيْنَ الرُّكْعَةِ الْاِخْرَى  
قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ  
الْيُمْنَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدِهِ  
(مَدَامُ الْبُخَارِيِّ)

۱۷۔ حضرت ابو حمید سامعی مشہور صحابی ہیں۔ انصاری ہیں بنی ساعدہ میں سے ہیں۔ آپ کی حدیث کو حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی نماز کے بیان میں جامع ترین حدیث قرار دیا گیا ہے۔ آپ کثرت کے ساتھ مشہور ہیں۔ آپ کے نام میں بظاہر اختلاف  
ہے۔ حضور عبدالرحمن سے۔ رضی اللہ عنہ۔

۱۸۔ نذر دونوں زبردوں کے ساتھ میں سے دس تک افراد کو کہتے ہیں۔

۱۹۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ اخاف کے نزدیک زبرد کاں تک اٹھائے جائیں گے۔ یہ بھی احادیث  
میں آیا ہے۔ بعض احادیث میں اگان سے بھی زیادہ بلندی تک آیا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے متوسط عمل کو اختیار

فرمایا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ نے ان روایات کی مطابقت کرنے میں فرمایا ہے کہ تحصیل کنندہ صلوٰۃ کے برابر ہیں انگوٹھا کاٹوں کے برابر اور دوسری انگلیوں کے سرے کاٹوں سے بھی بلند تھے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مختلف اوقات میں یہ سب ہوتیں۔ آپ سے وجود میں آئی ہوں۔ واللہ اعلم۔

۴۵۔ یعنی دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنے منبسطی سے تھامے اور انگلیاں مبارک کشادہ رکھتے۔ عطا فرماتے ہیں رکوع کی حالت میں انگلیاں کھول کر رکھے۔ سجدہ میں ٹاکر اور ٹیکر اور تشہد کے وقت اپنی حالت پر رہنے دے۔  
۴۶۔ ہنقر۔ یعنی آپ پشت مبارک دوہری کرتے تاکہ گردن کے ساتھ برابر ہو جائے۔ ہنقر ماد صمد کے ساتھ یعنی کھینچنا۔ مائل کرنا اور توڑنا۔

۴۷۔ فقار۔ فاک زبر کے ساتھ پشت کی ہڈیوں کے جوڑ اور نیچے۔ فقرہ واحد ہے۔ فاک زبر کے ساتھ۔ اور فقرہ فاک کے کسر، قات ساکن اور قات مفتوح کے ساتھ آتا ہے۔ فقر یعنی درویشی بھی اسی سے مشتق ہے کہ بھوک اور تنگ دستی سے فقیر کی پشت ٹوٹ جاتی ہے۔

۴۸۔ بلکہ صرف انگلیوں اور تحصیلوں کو زمین پر رکھتے تھے۔ اور آپ بانڈ زمین سے اتنے بلند رکھتے تھے کہ بکری کا چھوٹا بچہ ان کے نیچے سے گزر سکتا تھا اس حدیث میں۔ مذکور نہیں ہوا کہ جب آپ قرآن پڑھتے سجدہ کی طرف جاتے تو پیدل زمین پر رکھتے یا دونوں ہاتھ دونوں طرح درست ہے۔ اگر اصل حدیث زیادہ فضیلت رکھتا ہوگا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت ہے کہ  
صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو ہاتھوں کو زمین پر رکھتے  
میں اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھتے اور  
رکعت کے پہلے گھٹنے کو زمین سے ہٹاتے اور  
دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھتے اور  
حدیث یعنی اللہ نے اس حدیث کی روایت کی ہے  
تاکہ یعنی اس حدیث کی روایت کی ہے تاکہ  
اس حدیث کی روایت کی ہے تاکہ اس حدیث کی روایت کی ہے  
تیرے ساتھ ہی حدیث میں ہے اس حدیث میں اس طرح  
مذکور ہے۔

عَمَّ وَرَعْنِ ابْنِ عَمْرٍَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ  
يَدَيْهِ حَذَّ وَمَنْكِبَيْهِ إِذَا اُتَمَّتْ  
الْقَبْلَةُ وَإِذَا اكْتَبَرُ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا  
رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفْعًا كَثِيرًا  
وَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ لِمَنْ حَمْدُهُ نَبَتْ  
لَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي  
السُّجُودِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۴۹۔ یعنی ہر حد کو جو کرتے ہیں اور جس کے لیے بھی کرتے ہیں وہ تیری ہی جناب کی طرف وحشی اور رجوع کرتی ہے۔

کہ ہر چیز اور ہر بندے کو پیدا کرنے والا تو ہی ہے یا تیری حد بیان کرنا تیرے ساتھ ہی خالص ہے۔ تیرے سوا تیری حمد کوئی نہیں کر سکتا۔ اور یہ موتی جیسا کہ پرفتا چاہیے تیرے سوا کوئی نہیں پر دسک بیت۔

مارا چہ حمد و حمد دشنائے تو بود ہم حمد دشنائے تو سزاے تو بود

ترجمہ۔ ہماری حمد اور حمد دشنا کی کوئی حقیقت نہیں۔ ہر حمد دشنا کے لائق تیری ہی ذات ہے۔

اور ایک سعادت میں اللہ کا لفظ زیادہ آیا ہے۔ اسی طرح تک الحمد سے پہلے لفظ داد زیادہ آیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تسمیع و تحمید (سمیع اللہ اور ربنا تک الحمد) دونوں کو جمع کیا جائے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک منفرد دونوں جمع کرے۔ اور جماعت کی صورت میں امام سمیع اللہ اور مقتدی ربنا تک الحمد کہے۔

کیونکہ حدیث میں اسے امام و مقتدی کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ربنا تک الحمد بھی کہے تاکہ لم تقولون مالا تفعلون میں سے نہ ہو جائے۔ (وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے)

۴۔ یعنی سجود میں رفع یدین نہ کرتے تھے یعنی سجدہ کو جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت بعض شافعی

حضرات یہاں بھی رفع یدین کرتے ہیں۔ مگر مختاریہ ہے کہ نہ کریں۔ اور وہ جو صحت کو پہنچا ہے کہ شافعیہ کے نزدیک

فروع نماز کے وقت رکوع جلتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا جائے۔ ان تین مواقع

کے علاوہ نماز کے نزدیک بھی رفع یدین کا کوئی ثبوت نہیں۔ جیسا کہ کتاب تفرغ الصلوۃ میں مذکور ہے۔

حضرت نافع سے روایت ہے۔ بیشک ابن عمر رضی اللہ

عنه جب نماز میں داخل ہوتے تو بکیر کہتے اور دونوں

ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع جلتے تو بھی ہاتھ اٹھاتے

اور جب سمیع اللہ من حمدہ کہتے تو اس وقت بھی رفع یدین

کرتے اور جب رکعت کے بعد کھڑے ہوتے تو

ان وقت بھی ہاتھ اٹھاتے حضرت ابن عمر سے یہ روایت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع بیان کی۔

(بخاری شریف)

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ

إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَثَرًا وَرَفَعَهُ

يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَهُ يَدَيْهِ وَ

إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ أَوْ

بِحَمْدِهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَةِ

رَفَعَهُ يَدَيْهِ وَرَفَعَهُ ذَوَاتِ ابْنِ عُمَرَ

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رَفَعَهُ يَدَيْهِ

۵۔ حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

۶۔ یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ مرفوع حدیث

وہ ہوتی ہے کہ قول و فعل میں اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کریں۔ اور جو صحابی سے منقول ہو اسے

موقوف کہتے ہیں۔ جیسا کہ مقدمہ میں مذکور ہوا۔

۳۹۔ وَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ  
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِذَا كَثُرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى  
يُحَازِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا سَاقَعَ  
رَأْسَهُ مِنَ الزُّكُوفِ فَقَالَ مَعَ اللَّهِ  
لِيَنْ حِمْدًا فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ  
دَرَفِي رَأْيِي حَتَّى يُحَازِيَ بِهِمَا  
قُدُوعَ أُذُنَيْهِ۔

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم جب تکبیر تحریر کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے۔  
یہاں تک کہ دونوں ہاتھ کانوں کے برابر لے جاتے اور  
جب سر مبارک رکوع سے اٹھاتے تو کہتے مع اللہ لمن  
حمدہ اور پسند کی طرح کرتے یعنی رفع یدین کرتے۔  
ایک روایت میں اس طرح آیا ہے یہاں تک کہ آپ  
دونوں ہاتھ کانوں کی بلند کا تک اٹھاتے۔

(متفق علیہ)

(بخاری و مسلم)

۱۷۔ واضح ہو کہ تکبیر تحریر کے علاوہ ہاتھ اٹھانا اخاف اور شافعیہ کے درمیان مختلف ہے۔ امام شافعی و امام دونوں  
جانب وارد ہیں۔ اس بارے میں جو چیز پایہ ثبوت کو پہنچی ہے یہ ہے کہ نالودوں طریقہ ارفع یدین و غیر ارفع یدین سے  
آپ نے نماز پڑھیں کہ کبھی ارفع یدین کیا اور کبھی نہ کیا پھر صحابہ کرام سے میں نے جو کیفیت دیکھی وہ روایت کر دی اور سر  
صورت یہ ہے کہ ابتداء میں رفع یدین تھا آخر میں منسوخ ہو گیا اور عالم صحابہ کرام میں سے ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی  
اللہ عنہ جو شریعہ اور احکام اسلام کے عالم اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات معلوم کرنے کا جراحہ رکھنے والے  
اور سفیر و حضرت آپ کے ساتھ رہتے تھے، نے رفع یدین نہیں کیا۔ ان کے اس عمل سے ظاہر ہو رہا ہے کہ احتمال نالودوں  
ہونا ظاہر ہے۔ ائمہ اربعین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی عدم رفع کی روایت کرتے ہیں اب اگر نالودوں کو رفع یدین  
ہوں تو پھر بھی عدم رفع راجح ہے۔ کہ اس میں شکون ہے جو نماز کے شروع و ختم کے حال میں نماز زیادہ ثابت رکھا  
ہے۔ یہاں کافی گفتگو ہے ہم نے وہ سب شرح سفر السادۃ میں کر رکھا ہے۔ علاوہ ازیں

۴۰۔ وَ عَنْهُ أَنَّهُ سَأَى النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَائِمًا كَانَ  
فِي رُتْبَةٍ مِّنْ صَلَواتِهِ لَمْ يَنْقُصْ حَتَّى  
يَسْتَوِيَ قَائِمًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں  
کھڑے ہوئے تو جب سجدہ کرتے تو نہ اٹھتے تھے (یعنی  
ایک رکعت کے بعد دوسری رکعت کے بعد اٹھ کر سجدہ کرتے تھے)  
یہاں تک کہ ایک ہرگز نہ اٹھتے۔ (بخاری و مسلم)

رد قاعۃ البخاری

۱۸۔ یعنی سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے اور یہ جگہ استراحت ہے جس کے شافعیہ قائل ہیں  
ان کے نزدیک یہ جگہ سنت ہے اور اس کی کیفیت وہی ہے جو قعدہ اول کی کیفیت ہے۔ اگر جگہ کے بعد دونوں ہاتھ

کتاب پر ٹیک کر کھڑے ہوتے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک اور ایک مختار روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک ایسا رجسہ (تسبیح) مضر اور بڑھاپے و غیرہ کی وجہ سے ہوا۔ تو جو شخص معذور یا بڑھانہ ہو اس کے لیے سنت نہیں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔ ترمذی نے کہا۔ امام بن الحوریث کی حدیث صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ بعض صحابہ بھی اس کے قائل تھے۔ (راہنما)

احناف کی دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ اسے بھی ترمذی نے ہی روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قدموں کے سینوں پر اٹھتے تھے یعنی بیٹھنے کے بغیر اگرچہ اس حدیث کے بعض طرق ضعیف ہیں لیکن یہ صحیح اصل ہے جیسا کہ شیخ ابن ابی امامہ رحمہ اللہ نے کہا اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ نمازیں دونوں قدموں کے سینوں پر اٹھتے تھے یعنی بغیر بیٹھنے کے حضرت علی حضرت عمر حضرت ابن عمر اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہم سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ حضرت نعمان بن ابی عیاش سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں نے بہت سے صحابہ کرام سے سنا کہ جب وہ پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ کر بغیر سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ اس بارے میں اور بھی بہت سے اہل علم و شہادہ ہیں۔ اگر بعض اہل حدیث و اخبار اس کے خلاف آئے ہیں تو وہ بڑھاپے، معذوری اور جھوٹ پر محمول ہوں گے۔

حضرت داؤد بن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیں داخل ہوتے وقت ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا پھر آپ نے اپنے ہاتھ کپڑے میں پیوست کیے اور آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں پر رکھا۔ پھر جب آپ نے رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھ کپڑے سے نکالے پھر انہیں اٹھایا اور تکیہ کی اور رکوع میں پہلے گئے۔ پھر جب آپ نے سمع اللہ من حمد کہا تو دونوں ہاتھ اٹھائے اور جب آپ نے سجدہ کیا تو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔

(مسلم)

۱۷۔ حضرت داؤد بن جریر شہر صحابی ہیں اصل میں شاہان میں سے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درگاہ میں بڑا محترم مقام رکھتے تھے آپ کے حالات دوسری جگہ میں مذکور ہو چکے ہیں۔

۱۷۔ وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ جَرِيرٍ أَنَّهُ  
رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ  
كَثَّرَ ثُمَّ التَّحَفَّ بِكَوْبِهِ ثُمَّ وَجَّهَهُ  
يَدَاهُ إِلَيْنِي حَلَى الْمُسْنَى فَلَمَّا أَرَادَ  
أَنْ يُرَكِّعَ أَسْلَمَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْبِ  
فَكَثَّرَ وَجَّهَهُ وَكَثَّرَ عَزَمَهُ لَكَ لَكَ  
سَمِعَ اللَّهُ مِنْ حَمْدِهِ رَفَعَ يَدَيْهِ  
فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ كَيْدًا

(دواؤہ مسنی)

۵۲۔ صبح مسلم میں بغیر وائے کے آیا ہے۔

۵۳۔ ظاہر یہ ہے کہ چادر کے اندر کر کے بعض کہتے ہیں کہ ہاتھ استیغوں میں ڈال لے۔ کما گیلہ کہ شاید شدید سردی کا وجہ سے ایسا کیا۔

۵۴۔ پھر آپ دہنا ہاتھ بائیں پر رکھتے۔ دہنا بائیں پر رکھنا امام مالک رحمہ اللہ کے سوا سب کے نزدیک متفق علیہ ہے امام مالک کے نزدیک ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کے علاوہ کھلے چھوڑ کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے پھر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور ایک روایت میں احمد کے نزدیک ہاتھ زیر ناف باندھے۔ اور امام شافعی کے نزدیک سینے کے برابر ناف کے اوپر۔ امام احمد سے ایک روایت کے مطابق اسے دونوں طرح باندھنے کا اختیار ہے۔ احادیث دونوں کے لیے اُلی ہیں۔ علماء نے کہا اس بارے میں بڑی وسعت ہے۔ جس طرح کہنے کا درست ہے۔ دہنا ہاتھ بائیں پر زیر ناف باندھا جائے یا سینے کے برابر ان دونوں میں کوئی بات خصوصیت اور یقین سے ثابت نہیں ہے۔ اور جب کہ حدیث طحاوی سے ہے تو پھر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ طریقہ اختیار کیا ہے جو مروج دعوت کے مطابق ہے۔ یعنی زیر ناف ہاتھ باندھنا۔

۵۵۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر تحریم کے وقت ہاتھ اٹھانے کے لیے ہاتھوں کو کپڑے اور استیغوں سے باہر نکالنا چاہیے۔

۵۶۔ یعنی آپ سر کو دونوں مسجدوں کے وقت دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھتے تھے۔

۴۷۲۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعُوا الرَّجُلَ  
الْيَمَنِيَّ عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْخَرِي فِي  
الصَّلَاةِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
میں نے لوگوں کو حکم دیا کہ اپنے دائیں ہاتھ کو  
بائیں بازو پر رکھیں۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۵۷۔ یعنی بازو کے قریب رکھیں۔ جب کہ ہاتھ کو ہاتھ پر یا دائیں ہاتھ پر رکھتے ہیں تو نہ بالکل قریب رکھنا چاہیے۔ گویا کہ بازو پر ہی رکھ دیا۔ اور گویا کہ ہاتھ پر رکھا ہی نہیں۔ فرد کی قید کی انتظامیہ ہے۔ حدیث سے ظاہر ہے۔

۴۷۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ  
يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَزُكُّ ثُمَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کیلئے کھڑے  
ہوتے تو کبیر کہتے جب کہ رکعت پہلے پڑھتے تھے  
کہتے جب کہ رکعت سے اپنی پشت مبارک اوپر اٹھاتے



يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ  
يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكْعَةِ ثُمَّ يَقُولُ  
وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ  
يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ  
يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ  
ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ  
يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى  
يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ  
الْثَلَاثِينَ بَعْدَ الْجُلُوسِ -

اند جب کھڑے ہوتے تو کہتے رہنا لک الحمد پھر تکبیر  
کہتے جب سجدہ کو جاتے پھر تکبیر کہتے جب سر اٹھاتے  
پھر جب سجدہ کو جاتے تو تکبیر کہتے پھر تکبیر کہتے جب  
سجدہ سے سر اٹھاتے پھر اسی طرح ساری نمازیں کرتے  
یہاں تک کہ نماز پوری کرتے۔ اور آپ  
تکبیر کہتے جب دو رکعتوں کے بعد اٹھ کر  
کھڑے ہوتے۔

(بخاری و)

(مسلم)

(متفق علیہ)

۱۔ اس حدیث میں چار تکبیروں کا ذکر ہے۔ رخ یدین لاکیں ذکر نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
افعل نماز وہ ہے جس میں تہنوت ملے ہو۔

۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ  
الصَّلَاةِ طَوَّلُ الْعُنُوتِ -

(مسلم)

(مسلم)

۳۔ تہنوت کا اطلاق قیام، طاعت، خشوع، نماز، دعا اور رکعت و خاموشی کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں تہنوت سے قیام مراد  
ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز میں طویل قیام افضل ہے کہ اس میں مشقت، خدشہ اور طاعت زیادہ اور ظاہر تر ہے۔  
ظہور کا اس میں اختلاف ہے کہ نماز میں قیام افضل ہے یا سجدہ یہ حدیث اس گروہ کا دلیل ہے جو قیام کو افضل قرار دیتے  
ہیں پھر وہ کہ قیام میں کیا جاتا ہے قرآن ہے اور قرآن تسبیح سے افضل ہے۔ حنفیہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ شرح سفر السعاده  
میں تہنوت کے معنی میں ذکر کیا ہے۔ وہاں یہاں سے لیا جائے۔

## دوسری فصل

## الفصل الثاني

حضرت ابو حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں  
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ کرام کے درمیان  
کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تم سب سے

عَنْ أَبِي حَمِزَةَ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ فِي عَشْرَةِ رِجَالٍ أَصْحَابِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ



التَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخْرَجَ  
رَجُلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى  
شِقِّهِ الْأَيْسَرِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالُوا صَدَقْتَ  
هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي - سَأَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ  
الدَّارِمِيُّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ  
مَاجَةَ مَعْنَاهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ -

وَفِي رِوَايَةٍ لِابْنِ دَاوُدَ مِنْ حَدِيثِ  
أَبِي حُمَيْدٍ ثُمَّ سَأَلَ قَوْضَعُ يَدَيْهِ  
عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَ  
رَوَى يَدَيْهِ فَنَحَا هُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ  
وَقَالَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَمَكَّنَ لِنَفْسِهِ وَ  
جَهَنَّهُ الْأَرْضَ وَنَحَّى يَدَيْهِ عَنْ  
جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَيْهِ حَذْوِ مَرْكَبَيْهِ  
وَقَرَّبَ بَيْنَ قَدْحَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ  
بَلَنَّهُ عَلَى يَمِينِهِ مِنْ قَدْحَيْهِ حَقٌّ  
فَرَجَّ عَنْ يَمِينِهِ فَأَمَّا رَجُلٌ رَجُلَهُ الْيُسْرَى  
وَأَمَلْ بِمَنْدَرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبَلَتِهِ وَ  
وَعَدَهُ كَلَامُ الْإِسْلَامِ هَذَا وَكَثَرَتِ الْيُمْنَى  
وَكَلَّمَ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ الْيُسْرَى  
وَأَكْثَرُ الْمَصْبُوحِ يَعْنِي السَّابِقَ  
فِي الْأَمْرِ لَهُ وَإِذَا قَعَدَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ  
قَعَدَ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ الْيُسْرَى وَ  
نَحَبَ الْيُمْنَى وَإِذَا كَانَ فِي  
الرَّابِعَةِ أَمْنَى يُوَسِّرُ الْيُسْرَى إِلَى

کیا اسے البردافد اور دارمی نے اور روایت کیا  
قرنی اور ابن ماجہ نے اس کا معنی اور قرنی نے  
کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ البردافد کی ایک  
روایت میں ہے ابو حمید کی روایت سے کہ آپ  
نے رکوع کیا پھر اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے۔  
گویا انہیں پکڑنے والے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھوں  
کو پٹے کی مانند کیا اور دوز رکھا اپنی کھینوں کو اپنے  
پیلوں سے۔ راوی کتاب سے پھر سجدہ کیا اپنی ناک  
اور پیشانی کو زمین پر ٹھہرایا۔ اور دونوں ہاتھوں  
کو پلوؤں سے دوز رکھا۔ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں  
کے برابر رکھے دونوں رانوں کے درمیان  
کٹاؤ کی سیٹ مبارک کو رانوں سے  
دور رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ  
فارغ ہوئے۔ پھر بیٹھ گئے پنا بایں  
پاؤں بچایا اور دائیں کی پشت قبہ کی طرف  
کی۔ اور دائیں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بائیں  
ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھا اور انگلی سے  
اشارہ کیا۔ یعنی سہا بر انگلی سے  
ایک دوسری روایت میں ہے جب  
دو رکعتوں پر بیٹھے ، بائیں  
پاؤں کے سروے پر بیٹھے اور دایاں  
کھڑا کرتے اور جب چوتھی چوتھی  
رکعت میں ہوتے۔ تو بایاں  
کو نما زمین پر لگاتے۔ اور  
دونوں قدم ایک طرف نکال

بَلَّغُوا وَ أَخْرِجْ قَدَامَيْهِ مِنْ تَا حِيَةٍ  
وَأَحَدًا ۚ

۱۷۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص نفسانی غرض کے لیے نہیں بلکہ دینی مصلحت کے تحت اپنے مطلق بڑا نام ہونے کا دعویٰ کرنے تو یہ درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۸۔ ان صحابہ نے کہا جن کے سامنے اس نے یہ دعویٰ کیا تھا۔

۱۹۔ یعنی جب تو دعویٰ کر رہا ہے کہ تو ہم سے زیادہ علم والا ہے تو پھر ہمارے سامنے پیش کر اور اسے ہم پر غلام تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ تو اپنے دعویٰ میں کہاں تک سچا ہے۔

۲۰۔ یہ حدیث اس بار سے میں مرتع ہے کہ آپ ہاتھ پیرے اٹھائے اور پھر اس کے بعد کہتے جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔

۲۱۔ اس کے بعد اعتدال کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ منہ کو مچھلاتے الی آخر۔

۲۲۔ اس میں لفظ یقینی یا کی پیش آمد و حملہ کی زبرد اور با مشورہ کے کسر کے ساتھ آیا ہے یعنی سر پہنے جھکانا۔ ولا یقین یا کی پیش قاف ساکن اور نون مکسور کے ساتھ۔ یعنی سر کو اوپر اٹھانا۔ یعنی حالت رکوع آپ نہ سر کو نیچے کرتے اور سر کر کے بلکہ پشت اور سر کو برابر رکھتے۔ اطلاق یہ ہے کہ اعتدال کا معنی اطمینان کا کیا جائے جس طرح وہ مہدول کے درمیان ہمسا استراحت کے بیان میں آئے گا۔ ابن جبان اور سلم کی روایت میں لا یقین یا کے بغیر آیا ہے۔ اس میں یہ معنی زیادہ ظاہر ہے۔ لفظ یقینی کی مزید تحقیق ہم نے شرح میں کر دی ہے۔

۲۳۔ یعنی آپ دونوں پاؤں کی انگلیاں کھولتے اور درہری کرتے اس طرح کہ انگوٹھ کے سر کی کھال جو جڑ سے نچ فاقلم والی کے ساتھ یعنی نیچے کے وقت پاؤں کی انگلیوں کو کھولتے۔ اس سے صریح کا معنی اعم ہونے کا آتا ہے جیسا کہ مارج میں ہے۔

۲۴۔ یہ اعتدال کی تفسیر تاکید ہے۔

۲۵۔ جیسا کہ گذشتہ حدیث پاک سے معلوم ہوا۔

۲۶۔ یعنی سوا تک البصر کے سوا باقی سب باتیں پہلی رکعت کے طور پر کرتے۔

۲۷۔ ایسی تشہد پڑھنے کے بعد جب آپ تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے۔ اس حدیث میں تشہد کا ذکر نہیں ہے جس طرح کہ ابو داؤد کی ایک روایت میں تشہد کا ذکر موجود ہے۔

۲۸۔ یعنی جن کے سامنے انہوں نے اپنے زیادہ عالم ہونے کا دعویٰ کیا تھا ان کے تہلیل کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھی اس مذکورہ تفصیل سے واقف تھے۔ اس بنا پر ابو حنیفہ کا دعویٰ اہمیت (بڑا عالم ہونا) درست نہیں رہتا۔

لہذا ان کی تعریف کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ تشریحی خبر بالکل سچی اور قابل اعتماد ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۱۔ یہ حدیث سفر السعاده ایچ ابن جان اور سلم سے بھی مروی ہے۔

۱۲۔ آپ نے دونوں کنیوں کو چلوؤں سے دوڑ رکھا تو گریا کنیاں چلے کے مشابہ ہو گئیں اور پہلو کمان کے مشابہ جس پر

وہ چل رہا ہے۔

۱۳۔ اور آپ نے ناک اور پیشانی کو سجھو میں دین پر بجایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ ناک اور پیشانی دونوں پر

ہونا چاہیے جنہو علی اللہ علیہ وسلم بھی ہمیشہ ایسا ہی کرتے رہے۔ احادیث بھی اسی کے موافق اور اسی کی تائید کرتی ہیں۔ تاہم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک ایک پر کفایت کرتا بھی جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ ایک روایت میں صرف پیشانی پر سجدہ کرنا

مکروہ بھی نہیں ہے۔ صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) کے نزدیک ان دو میں سے ایک پر سجدہ کرنا جائز نہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ سجدہ سات اعضا پر اور ایک روایت میں سات ہڈیوں پر کرنا چاہیے۔ چہرہ دونوں ہاتھ۔ دونوں دو پاؤں۔ بخاری

مسلم کی ایک حدیث میں چہرے کے بلکے پیشانی کا مطلقاً ذکر ہے۔ اس کی مزید تحقیق باب السجود میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ

۱۴۔ یعنی لا شہدان لا اللہ کے وقت اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔ انگشت شہادت کو انگشت سبابة بھی کہتے ہیں نفی کے وقت اٹھائے جائے اور اثبات کے وقت رکھ دی جائے۔ اس انگلی کو سبابة اس لیے کہتے ہیں کہ

برنی وقت میں فقط سب کا معنی ہے گالی دینا عربی گالی دیتے وقت اس سے اشارہ کرتے ہیں یہ زمانہ جاہلیت کا طریقہ تھا اسلام میں اس انگلی کو سبابة اور سبابة کہتے ہیں اور تسبیح و توحید کے وقت اس کے ساتھ اشارہ کرتے ہیں۔ یہ اشارہ جہاں توجہ الہی کی طرف اشارہ ہے شیطاں پر بھی گالی ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

۱۵۔ یعنی دائیں طرف نکال دے۔

روایت ہے حضرت وائل بن حجر سے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو اپنے

دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ کندھوں کے مقابل ہو گئے اور

اپنے انگوٹھوں کو کانوں کے مقابل کر دیا پھر بکیر کی۔

(ابوداؤد)

اس کی دوسری روایت میں ہے کہ اپنے انگوٹھے

کانوں کی گدیوں تک جھڑکیے

لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي صَلَاتِهِ إِلَّا أَنْ يُغِشِّيَ

الْأُذُنَ بِإِصْبَعِهِ أَوْ أَنْ يَرْفَعَهُ حَتَّى

يَمْلَأَ الْكَفَّ بِإِصْبَعِهِ أَوْ أَنْ يَرْفَعَهُ حَتَّى

يَمْلَأَ الْكَفَّ بِإِصْبَعِهِ أَوْ أَنْ يَرْفَعَهُ حَتَّى

يَمْلَأَ الْكَفَّ بِإِصْبَعِهِ أَوْ أَنْ يَرْفَعَهُ حَتَّى

يَمْلَأَ الْكَفَّ بِإِصْبَعِهِ أَوْ أَنْ يَرْفَعَهُ حَتَّى

يَمْلَأَ الْكَفَّ بِإِصْبَعِهِ أَوْ أَنْ يَرْفَعَهُ حَتَّى

يَمْلَأَ الْكَفَّ بِإِصْبَعِهِ أَوْ أَنْ يَرْفَعَهُ حَتَّى

يَمْلَأَ الْكَفَّ بِإِصْبَعِهِ أَوْ أَنْ يَرْفَعَهُ حَتَّى

يَمْلَأَ الْكَفَّ بِإِصْبَعِهِ أَوْ أَنْ يَرْفَعَهُ حَتَّى

يَمْلَأَ الْكَفَّ بِإِصْبَعِهِ أَوْ أَنْ يَرْفَعَهُ حَتَّى

يَمْلَأَ الْكَفَّ بِإِصْبَعِهِ أَوْ أَنْ يَرْفَعَهُ حَتَّى



کہ جبکہ اطمینان ہو جائے۔ یہ مسابیح کے نقطہ میں  
اور اسے ابو داؤد نے قزوے فرق سے روایت  
کیا اور ترمذی و نسائی نے اس کے معنی روایت کیے  
ترمذی کی روایت میں ہے جب تو نماز  
کے لیے اٹھے تو اس طرح و منکر جس طرح اللہ  
نے تجھے حکم دیا ہے پھر کلمہ شہادت پڑھ کر  
تکبیر بھی اگر تجھے کچھ قرآن یاد ہو تو اسے  
پڑھ و رضی اللہ عنہ کی حمد کر اس کی تکبیر و تہلیل  
کے پھر رکوع کر۔

فَمَنْ قَامَ فَلْيُحْسِنِ كَلِمَاتِهِ فَتَقِيَتْ مَا جُوبِحَ  
عَلَى فَوَيْدِكَ الْيَسْرَى ثُمَّ أَصْبَحْهُ الْوَلَدُ  
فِي كُلِّ رُكْعَةٍ وَ سَجْدَةٍ حَتَّى تَعْلَمَنَّ  
هَذَا لَفْظُ الْبَصَائِصِ وَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ  
مَعَ تَفْسِيرٍ يَسِيرٍ وَ رَوَى التِّرْمِذِيُّ وَ  
النَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ وَ فِي مَقَابِلِهِ لَمْ يَزِدْ  
قَالُوا إِذَا قُمْتَ إِلَى السُّجُودِ فَتَوَضَّأْ  
كَمَا أَمَرَكَ اللَّهُ بِهِ ثُمَّ تَقَرَّبْ فَاقْرَأْ  
فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَأَقْرَأْ إِلَّا  
فَاحْمَدِ اللَّهَ وَ كَبِّرْهُ وَ هَلِّلْهُ ثُمَّ  
امْرَأْكَ۔

۱۔ حضرت رفاعة کبریٰ بن رافع آپ انصاری صحابی ہیں۔ قبیلہ بنی خزرج سے ہیں۔ ان کی کنیت ابو معاف ہے۔ بدری  
ہیں۔ ان کے باب فقہاء میں سے ہیں۔ آپ مالک بن رافع اور فلاد بن رافع کے بھائی ہیں قبیلہ خزرج میں سے سب  
سے پہلے ایمان لائے تھے آپ ہی ہیں۔ معتبر اولیٰ میں حاضر ہوئے۔ جبل و معین کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ  
کے ساتھ تھے۔

۲۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ چاہے تو پڑھ۔ یہ اس لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی چاہت کے بغیر بندے کی چاہت سے  
کچھ نہیں ہوتا۔

۳۔ یعنی آپ نے ہم پر اس پر ایمان لایا کہ یہ دونوں صحابیوں کے بعد جو ادراک سے جیسا ستراحت مراد  
ہو وہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے مسجد سے لڑا جاتا مراد ہو۔ پھر صریح اس عبارت میں اختیار پایا جاتا ہے۔

۴۔ یعنی اس حدیث کا معنی ہے کہ یہی وہی حدیث کا معنی ہے جو باب اول میں گوری صرف بعض الفاظ  
کے ساتھ آئی ہے۔ اس عبارت میں جو وہاں مذکور ہوئی۔

۵۔ یعنی اس حدیث کے معنی ہیں کہ اگر اس کا پڑھنا مراد ہے کہ اگر اس کا پڑھنا بھی فضیلت رکھتا ہے۔ اور اقامت سے  
غافل نہ رہنا۔

۶۔ اس کی توجیہ بیان کر یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن یاد نہ ہو وہ قرآن کی جگہ سبحان اللہ والحمد للہ واللا الہ  
الا اللہ واللہ اکبر پڑھے۔ جیسے وہ شخص جو ایمان لایا مگر اسے خدا کا وقت آنے تک کا موقع نہ ملا کہ قرآن یاد کر لیتا تھا یا



آدمی ذکر تہلیل و تہلیل کرے۔ یعنی شانیہ کے نزدیک اس بات بار ذکر کرے۔ سورۃ فاتحہ کی آیات کی تعداد کے مطابق۔ کہ وہ بھی اس بات میں ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بھی تو مسلم تھا۔ اگرچہ اس نے دین کے احکام و شرائط دیکھے تھے۔ اسی وجہ سے اس کی نماز کی ادائیگی میں کوتاہی پائی جاتی تھی۔

عن فضل بن عباس رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ  
دور رکعت ہے۔ ہر دور رکعتوں میں اتنی بات ہے اور ہر دو  
یا زمرہ کی ہے اور انہما رکعت ہے فرماتے ہیں پھر  
اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہیں کہ ایک طرف پھیلا کر پھیلاں  
تیرے پیر کے رکعت ہوں اور کہ اس حدیث کے سبب  
اور حوالہ ان کے یہ وہ ایسا ہے۔ ایسا ہے اس حدیث سے  
ایک روایت میں ہے وہ ناقص ہے۔

۱۹۹ وَ عَنْ الْفَضْلِ بْنِ عَسَّاسٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَوْلُ  
مَثْنَى مَثْنَى تَشْهَدُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ  
وَتَتَشَعَّرُ وَتَضَعُ وَتَمْسُكُ ثُمَّ  
تُقْبِعُ يَدَيْكَ يَقُولُ تَرَفَعُهُمَا إِلَى بَيْتِكَ  
مُسْتَقْبِلًا يَبْطُونُهُمَا وَجْهَكَ وَتَقُولُ  
يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ  
فَهُوَ كَذَا وَكَذَا وَفِي رِوَايَةٍ فَهُوَ  
جَدَّاجٌ

ترجمہ: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

لَقَاءُ التِّرْمِذِيِّ  
۱۔ فضل بن عباس آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہیں ان کے فضائل بہت زیادہ ہیں ان کی کئی کئی  
الوجہ ہے۔ بعض نے ابو عبد اللہ کنیت بتائی ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ظاہر ہوئے تھے ان کی  
میں فوت ہوئے بعض نے کہا جنگ یرموک کے دن شہید ہوئے تھے۔ ان کی وفات ۶۵ھ میں ہوئی۔  
۲۔ یعنی فضل نماز میں افضل یہ ہے کہ دو رکعت کر کے پڑھی جائے۔ چاہے وہ کتنی ہی رکعتیں پڑھیں۔  
یہیں سے اپنا مذہب اخذ کیا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ ان کی کتاب میں  
فضیلت رکھتا ہے اور ابو یوسف و امام محمد کے قول کے مطابق اس بات میں وہ صحیح ہے۔ ان کی کتاب میں  
افضل ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ ان کی کتاب میں  
فرماتے ہیں محبت سے ثابت ہو چکا ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ ان کی کتاب میں  
میں بھی یاد رکھنا چاہیے۔ پھر چار رکعت پڑھنے میں شقت زیادہ ہے کہ ان میں قرعہ نہیں ہے اور جو یہ حدیث صحیح ہے  
زیادہ ہوگی اس کی فضیلت زیادہ ہوگی۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ ان کی حدیث صحیح ہے۔  
نہیں ہے کہ فضل نماز اس سے کم نہیں ہو سکتی یعنی ایک ایک رکعت نہیں ہو سکتی یہ مطلب نہیں کہ دو دو رکعت افضل ہے

۵۲۔ یہ دو دو رکعت کا بیان ہے اور اس کا تاکید ہے۔

۴۷۔ یہ حضرات ابن عباس کا قول ہے جس سے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تفسیر کرتے ہیں یعنی حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اور اس قول سے یہ چاہتے ہیں۔

۵۔ یہ کہنا یہ ہے اس شخص کے مالی کو نقصان و غارہ لاحق ہونے سے۔

۱۵۔ کہ جس نقصان والے آدمی کی غماز ہے بوجھ خا کے کسر و آفریں جسم یعنی بچہ کا پوری مدت حمل سے پہلے پیدا ہونا  
(یعنی ناقص القدر)

تجیر تحریر بلند آواز سے کہی ہے۔ اس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے ہنر پر تشبیہ لائی ہے۔ فرمایا مجھے تمہارے اختلاف کا کوئی ڈر نہیں تم اختلاف کر دیا نہ کرو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اسی طرح آواز پڑھی۔ گویا اس زمانے میں بھی اس میں اختلاف رکھتے تھے کہ تجیر بلند آواز سے کہی جائے یا آہستہ۔ بنی امیہ کے مروان و ذیہ و پست آواز سے کہتے تھے حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ امارت مروان کے زمانے میں مدینہ پاک میں امامت کراتے تھے۔ جیسا کہ بعض شروح میں مذکور ہے۔

۱۸۱۔ وَ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ  
شَيْخٍ بِمَلَّةٍ فَكَبَّرَ ثَنَيْنِ وَعَشْرَيْنِ  
تَكْبِيرًا فَقُلْتُ لَا بَيْنَ بَيْنَايَا اِنَّ  
اَحَقَّ فَقَالَ تَكَلَّمْتَ اَمَّاكَ سُبْحَهُ  
اَبَى الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
(نَوَافِلُ الْمُحَلِّينَ)

روایت ہے حضرت عروہؓ سے فرماتے ہیں میں نے کہ  
مظلوم میں ایک بزرگ کی اقتداء میں نماز پڑھی انہوں نے  
بائیس تکبیریں کیں۔ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا ہے  
بے وقوف ہے۔ فرمایا تمہیں تمہاری ماں روئے یہ نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

نوافل

۱۔ حضرت عکرمہؓ حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام بنی تھوئے مکر میں سے ہیں۔

۲۔ یہ بزرگ حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ تھے۔

۳۔ یہ چار رکعت کا ذکر ہے تجیر تحریر اور تشہید اور سے اس نے کے وقت کی تجیر اور بائیس تکبیریں پڑھیں۔

۴۔ کہ یہ بزرگ احمق ہے (معاذ اللہ) جاہل اور بے عقل ہے کہ تجیر کو بائیس تکبیریں پڑھنے کے لئے کہتا ہے۔

۵۔ یہ دعا کے کلمات ہیں جنہ جبروت و ملائکہ کے برقرار رکھنے کے لئے پڑھنے کی ہوتی ہے۔

اس کی موت کا دعا مراد نہیں ہوتی۔

۱۸۲۔ وَ عَنْ عَوْنِ بْنِ الْحُسَيْنِ مُرْسَلًا  
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلَاةِ كُلَّمَا خَفَضَ  
وَمَرَفَعَ فَلَمْ يَزَلْ تِلْكَ صَلَاتُهُ صَلَّى  
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ

حضرت عاون بن الحسینؓ سے مرسل ہے  
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں  
جب سر اٹھاتے اور جھکاتے تو ہر بار ایک تکبیر پڑھتے تھے  
اور یہ آپ کی نماز تھی۔

نَوَافِلُ الْمُحَلِّينَ

۱۔ یعنی امام زین العابدینؓ بن علی بن امام حسینؓ رضی اللہ عنہ کے بطریق ارسال اور کتاب ہے۔

۲۔ یعنی رکوع اور سجدہ کو جاتے وقت پھر قوس اور جسد اور جلیبی سر اٹھاتے وقت

۳۔ حضرت عکرمہؓ رضی اللہ عنہ سے روایا ہے فرماتے ہیں

مَسْعُودٌ الْكَافِرُ يَكْفُرُ صَلَوةً رَسُولِ  
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى وَ  
لَمْ يَزِدْهُ يَدِيهِ اِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ  
تَكْبِيرُ الْاَوَّلِيَّةِ -

ہم سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہارے  
ساتھ حضور کی نماز نہ پڑھوں تو نماز پڑھی اور اپنے ہاتھ  
صرف ایک بار ہی یعنی شروع کی تکبیر کے ساتھ اٹھائے  
تہذیبی، ابو داؤد، ابی داؤد، ابی داؤد  
نے کہا۔ یہ حدیث اس معنی پر صحیح  
نہیں ہے۔

نَوَافِلُ الْقُرْآنِ وَابْنُ دَاوُدَ وَ  
الْبُخَارِيُّ وَقَالَ ابْنُ دَاوُدَ لَيْسَ هُوَ  
بِصَحِيحٍ عَلَى هَذَا الْمَعْنَى -

۱۔ علقہ بن قیس بن ملک رضی اللہ عنہ۔ آپ اکابر فقہاء اور مشہور تابعین میں سے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے  
ساتھ ہیں۔ تابعین میں علقہ چند ہیں جس علقہ کو حضرت ابن مسعود سے سماع حاصل ہے وہ یہی ہیں یہ علقہ حضرت ابو بکر اور حضرت  
عمار رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

۲۔ یہ حدیث اس معنی میں صحیح نہیں ہے یا مذکور نے یہاں دو باب ذکر کیے ایک باب رفع یدین میں دوسرا  
باب رفع یدین نہ کرنے میں۔ اور اس دوسرے باب میں یہ حدیث لائے ہیں اور کہا اس باب میں حضرت براء بن عازب  
سے ہی حدیث آئی ہے۔ اور ابن مسعود کی حدیث سن ہے۔ اس کے قائل ہیں بہت سے صحابہ اور تابعین اور سفیان ثوری اور  
ابن کثیر کا یہی قول ہے ہاں حضرت عبداللہ بن مبارک سے پہلے باب میں ایک حدیث نقل کی کہ رفع یدین میں ثابت ہے پہلے اور  
ابن مسعود کی حدیث عدم رفع میں ثابت نہیں۔ مگر اس حدیث کے علاوہ بھی عدم رفع میں بہت اخبار و آثار و اربعین۔ جس طرح  
گورنر بلان میں خلیفہ اسلام نے فرمایا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ دَاوُدَ الْكَافِرُ يَكْفُرُ صَلَوةً رَسُولِ  
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى وَ  
لَمْ يَزِدْهُ يَدِيهِ اِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ  
تَكْبِيرُ الْاَوَّلِيَّةِ -

حضرت ابو حمزہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کیے  
کھڑے ہوتے تو منہ کعبہ کو کرتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے  
اور اللہ اکبر کہتے۔

(ابن ماجہ)

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں قبیلہ بنی ساعدہ سے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غمانہ کے حافظ ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ دَاوُدَ الْكَافِرُ يَكْفُرُ صَلَوةً رَسُولِ  
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى وَ  
لَمْ يَزِدْهُ يَدِيهِ اِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ  
تَكْبِيرُ الْاَوَّلِيَّةِ -

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی آخری  
صف میں ایک شخص تھا جس نے نماز ٹھیک طرح نہ پڑھی

فَاسَاءَ الصَّلَاةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَا فُلَانُ أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ أَلَا تَرَى  
كَيْفَ فَضَّلْتُ إِيَّاكُمْ تَرَوْنَ أَنَّهُ يُخَفِّي  
عَنِّي شَيْئًا مِمَّا تَصْنَعُونَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ  
لَا أَرَى مِنْ خَلْقِي كَمَا أَرَى مِنْ بَيْنِ  
يَدَيَّ.

جبی سلام پھیرا اُسے مسخرو صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا اسے ظاہر کیا کہ اللہ سے نہیں ڈرتا کہ مجھے  
نماز پڑھتا ہے مگر یہ جانتے ہو کہ مجھ پر تمہارا کوئی عمل  
پھیرا ہوتا ہے۔ اللہ کی قسم میں تجھے بھی ایسا ہی  
دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے آپ کے دیکھتا  
ہوں۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

(احمد)

لے اس مرد نے سلام پھیرا۔

لے واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آگے پیچھے دیکھنا خرق عادت (موجزہ) کے طور پر تھا اور حالانکہ کوفہ کے قریب  
اور کبھی کبھی تھا عیشہ نہ تھا۔ اس کی موید وہ روایت ہے کہ جب آپ کا ناقہ مبارک گم ہو گیا تو آپ کو معلوم ہوا کہ جو گھوڑا ہے تو  
نافقین نے کہا محمد کہتے ہیں کہ میں آسمان کی خبر دیتا ہوں مگر نہیں جانتے کہ ان کا قہر کیا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا میں وہی جانتا ہوں جس قدر اللہ مجھے بتلاتا ہے۔ اچھا ابھی ابھی میرے پیچھے ایک شخص تھا کہ میں نے  
اور اس کی ہمارا ایک درخت کی شاخ سے الجھی ہوئی ہے۔ یہ بھی آپ نے فرمایا میں نے اس سے کہا کہ یہ درخت کی شاخ  
کیا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کے بتلانے کے بغیر میں نہیں جانتا۔ اور بلاشبہ نماز چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملائمت میں سے سب سے افضل اور  
آپ کو انکشاف حقائق اشیاء اور ایمان موجود پر اطلاع اتم اور اکل ہو گئی ہے۔ اس لیے کہ ان کی حالت میں ان کی حالت میں ان کی حالت میں  
کائنات سے استغراق اور غائب ہونے کا موجب نہ تھا۔ جس طرح کائنات میں ان کی حالت میں ان کی حالت میں ان کی حالت میں  
ہیں وہاں حال ہے۔ مثلاً قدس اللہ سرہ ہم فرماتے ہیں نماز کشف و حضور کا مقام ہے عینیت و کشف و انوار و انوار و انوار  
ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان دیکھ کر ان کی حالت میں ان کی حالت میں  
مگر یہ قول غریب ہے کسی روایت سے ثابت نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔

ان چیزوں کا باب جو بکیر گے بعد پڑھی جاتی ہیں

پہلی فصل

الفصل الأول

عَنْ أَبِي مُسَيْبَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ  
بَيْنَ الْكَلِمَتَيْنِ الْوَحْدَانِ إِسْكَاتَةً  
فَيَقُولُ بَيْنَهُمَا أَوْفَى مَا جَاءَ اللَّهُ  
إِلَّا بِمَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ الْكَلِمَةِ بَيْنَ الْوَحْدَانِ  
مَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَكُونُ  
وَيَكُونُ خَطَايَاكُمْ كَمَا يَأْتِيكُمْ بِهِ  
الْبُحْرَانُ مِنَ الْبُحْرَيْنِ اللَّهُمَّ نَقِّنِي  
مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَخْضَرَ  
مِنَ النَّعَسِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ خَطَايَايَ  
بِالْمَاءِ وَالْخَلْرِ وَالْبَرَدِ

(بخاری و مسلم)

وَمَنْ عَنِكَ

۱۵۔ اصل میں لفظ لکھنے یا کی زبر کاف کی پیش سے ہے جیسا کہ مشہور ہے۔ لکھنے کی پیش اور کاف کی زیر کے ساتھ بھی روایت ہے۔ دونوں کا معنی ہے۔ خاموش ہو جانا۔ ایک تہ ہمزہ کھنکھ سے ہے جس کا معنی سکوت (خاموش ہونا) روایت ثانی کے مطابق تو یہ مصدر قیاس کے مطابق ہے اور پہلی روایت کے مطابق طواف قیاس ہے پھر یہاں سکوت سے بلند آواز سے نہ پڑھنا مراد ہے۔ ذکر سے خاموش رہنا مراد نہیں۔

۱۶۔ اسکا تک میں مشہور روایت نصب کے ساتھ ہے۔ ایک بروایت اسکا تک بھی ہے۔

۱۷۔ دراصل اس میں گذشتہ گنا ہوں کی توبہ کے ساتھ معافی طلب کرتے ہیں اور بطور تاکید و مبالغہ بخشش کا سوال کرتے ہیں۔

۱۸۔ ایک میں نیت قلبی آیا ہے۔ یعنی میرا دل پاک کر دے۔

۱۹۔ ان الفاظ کے ساتھ آپ یہ طلب کرتے ہیں کہ گذشتہ تمام گناہوں کے نشانات مٹ جائیں اور آئندہ گناہوں سے حفاظت و عصمت حاصل ہو جائے۔ سفید کپڑے کی تھیس معافی میں مبالغہ کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زیادہ نمایاں نظر آتی ہے۔ اگرچہ معمولی ہو۔ یا فطرت انسانی کی طرف اشارہ ہے کہ میں نے اپنے آپ کو بہت برا سمجھا ہے۔

۲۰۔ ان الفاظ میں مختلف پاک کرنے والی چیزوں اور اقسام مغفرت کی طرف اشارہ ہے۔ مادہ خلی و طہارت میں مبالغہ ہے۔ شیخ لام ساکن کے ساتھ مجبوراً کی زبر کے ساتھ۔

وَعَنْ عَجَلِيٍّ قَالَ كَانَ الْيَهُودِيُّ صَاحِبَ  
اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الْمَقْلُوبَةِ  
وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ إِذَا اقْتَسَمَ الْمَقْلُوبَةُ  
كَبَّرْتُمْ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلدُّنْيَا  
فَطَرَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حِينًا وَكَانَ  
أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي  
وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي وَلَوْ نَبَتِ الْعُلُومُ  
لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا  
مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا  
إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ نَبِيٌّ وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ  
نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي فَاعْفُ عَنِّي  
ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا

عَجَلِيٌّ عَنِ الْيَهُودِيِّ صَاحِبِ الْمَقْلُوبَةِ  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الْمَقْلُوبَةِ  
وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ إِذَا اقْتَسَمَ الْمَقْلُوبَةُ  
كَبَّرْتُمْ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلدُّنْيَا  
فَطَرَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حِينًا وَكَانَ  
أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي  
وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي وَلَوْ نَبَتِ الْعُلُومُ  
لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا  
مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا  
إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ نَبِيٌّ وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ  
نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي فَاعْفُ عَنِّي  
ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا



بخش دے بیشک تیرے سوا کوئی بھی خطا میں نہیں بخش سکتا۔  
 اور مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت دے تیرے سوا کوئی  
 اچھے اخلاق کی ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور مجھ سے بری  
 حالتیں دور رکھ۔ تیرے سوا برائیاں کوئی مجھ سے دور نہیں  
 کر سکتا۔ علیٰ کریم میں حاضر ہوں۔ تیری نوابی ہدایت پر آمادہ ہوں  
 ماری بھلائیوں تیرے قبضہ میں ہیں۔ اور مجراں تیری طرف  
 منسوب نہیں ہو سکتی۔ میں تجھ پر عبودیت کرتا ہوں۔ تیری بارگاہ  
 میں اہتمام کرتا ہوں۔ تو برکت دالا بلند یوں مالا ہے۔ میں  
 تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور جب آپ رکوع میں جاتے  
 تو کہتے تیرے لیے رکوع کیا میں نے۔ تجھ پر ایمان لایا  
 میں تیرا مطیع ہوا میں۔ تیرے حضور میری سماعت و مینائی  
 اور میری شہادت اور میری ہڈی اور میرے پٹھے عاجز  
 اور جھکے ہوئے ہیں پھر جب اپنا سر مبارک اٹھاتے  
 تو کہتے اے اللہ ہمارے رب تیری ہی تعریف ہے  
 آسمان اور زمین اور ان کے درمیان بھر کر۔ اور اس کے  
 علاوہ وہ چیز بھر کر جو تو چاہے۔ اور جب سجدہ کرتے  
 تو کہتے۔ الہی تیرے لیے میں نے سجدہ کیا۔ تجھ پر  
 ایمان لایا۔ تیرا مطیع ہوا۔ میری ذات نے اُسے  
 سجدہ کیا جس نے اُسے پیدا فرمایا۔ اُسے صورت  
 عطا کی۔ اور اس کے کان اور آنکھیں چیریں پیدا کیں  
 برکت والہ ہے اللہ بہترین پیدا کرنے والا پھر آخر میں  
 اقیات اور سلام کے درمیان کہتے یا الہی میری اگلی کھچ  
 میری پوشیدہ میری ظاہری خطائیں اور جو زیادتیاں میں نے  
 کیں اور جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے سب بخش دے تو ہی  
 آگے بڑھائے دالا اور تجھے دیکھنے والا ہے تیرے سوا کوئی معذور نہیں (اسلم)

اَنْتَ وَ اَمْرُكَ اَحْسَنُ الْاَخْلَاقِ لَا  
 يَهْدِيكَ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَ اَمْرُكَ  
 عَنِّي سَيِّئٌ لَا يَهْدِيكَ عَنِّي سَيِّئٌ  
 اِلَّا اَنْتَ لَيْسَ بِكَ وَ سَعْدِيكَ وَ الْحَيُّ  
 اَكْمَلُ فِي يَدَيْكَ وَ الشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ  
 اَنَا بِكَ وَ اِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَيْتَ  
 اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوبُ اِلَيْكَ وَ اِذَا رَكَعَ  
 قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَ بِكَ اَمَنْتُ  
 وَ لَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعْتُ لَكَ مَنْعِي وَ بَصَرِي  
 وَ مَنِي وَ عَظْمِي وَ عَصِيي فَيَا اَرْحَمَ  
 رَاسِهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْعَمْدُ  
 يَوْمَ لَا تَعْلَمُ السَّمَوَاتُ وَ الْاَرْضُ وَ مَا بَيْنَهُمَا  
 وَ مَلَا مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ رَاكَا  
 سَجَدَ فَكَانَ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَ بِكَ  
 اَتَمَسْتُ وَ لَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَ سَجَدَ  
 لَكَ عَمْدُكَ فَسَجَدَ وَ اَمْرُكَ اَحْسَنُ  
 وَ يَهْدِيكَ تَبَارَكَ اَللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَلْقِ  
 اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَيُؤْمِنَنَّ الشُّعْرُ  
 وَ التَّسْلِيْمُ اَللّٰهُمَّ اَغْفِرْ لِي مَا كُنْتُ  
 وَ مَا اَعْرَفْتُ وَ مَا اَسْرَرْتُ وَ مَا اَعْلَنْتُ  
 وَ مَا اَسْتَعْنَيْتُ وَ مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ  
 وَ اَنْتَ اَكْمَلُ الْخَلْقِ وَ اَنْتَ السُّوْفَرُ  
 لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ رُدَّاهُ مُسْلِمًا  
 فِي رِعَايَةِ التَّائِبِيْنَ وَ الشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ  
 وَ اَللّٰهُمَّ مِنْ هَدَيْتَ اَنَا بِكَ وَ اِلَيْكَ



لَا مَنُجَا مِنْكَ وَلَا مَلْجَا إِلَّا إِلَيْكَ  
تَبَارَكْتَ۔

اور مٹانی کا ایک روایت یہ ہے کہ تیری طرف سے نہ بچنے  
بلائی یا قوت دہندہ ہے جسے تو ہلاکت دے میرا گھر پر  
جو رہا اور تیری طرف تو رہا ہے تجھ سے میرا جاننا تیری  
ہی طرف ٹھکانہ ہے۔ تو برکت کا لہجہ ہے۔

۱۷۔ یعنی میں اسلام لانے والوں، حکم کی بجا آوری کرنے والوں اور اس امر حق کو تسلیم کرنے والوں کی اطاعت کرنے والوں  
میں سے ہوں و تشریحی امر ہدیا ارادی۔ اور ایک روایت میں جیسا کہ تعمیری فعل میں آئے گا انا اول المسلمین آیا ہے۔ یہ سب  
سے پہلا مسلمان ہوں۔

علماء نے کہا ہے کہ انا اول المسلمین کا معنوں جاب بہت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے کہ آپ کے سامرا جو بھی  
میں اسلام کے اندر آپ ان سب سے اول و سابق ہیں۔ ہر چیز پر اپنی امت کے احکام میں اول و سابق ہوتا ہے اور قرآن مجید  
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ آپ کہیں انا اول المسلمین۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور سے اس الفاظ  
کا صادر ہونا درست نہیں بلکہ جموٹ اور دروغ ہو گا یعنی نے کہا انا اول المسلمین جو اس کے لئے صحیح بات ہے کہ  
اگر انا اول المسلمین کے لفظ سے اس نے کبھی قرآن کی تلاوت کا اور کسی اور نے تلاوت کا تو اس سے پہلے تلاوت کیا تو غلط  
فائدہ ہوگی۔

بندہ ضعیف عفا اللہ عنہ کہتا ہے مگر اس جملہ کو غیر قرآنہ دیں بلکہ اس سے منظور و انتہا و قیاساً مسلمین کے ساتھ  
دفعہ باری کا اظہار ہو تو یہ معنی بھی درست ہے جس طرح بادشاہوں کے احکام کا یہی ہو کہ کس سے پہلے اور کس کے بعد  
جو فرمان ہو گا اس کی بجا آوری اور اس کی تعمیل اور اس کے آگے سب سے پہلے اس کے لئے کھڑے ہونے اور اس کے لئے  
رہبت و اطاعت ہوتا ہے اور اس حقیقی مراعاتی ہوگی۔ واللہ اعلم۔

۱۸۔ اور تو نے فرمایا ہے جو بندہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرے اور توبہ کرے اور اللہ سے توبہ کرے  
دیتا ہوں۔

۱۹۔ اور تیرے دین کی مدد و نصرت کے لیے ہم وقت تیار ہوں گے۔

۲۰۔ یعنی ادب و تعظیم کی بنا پر۔ اگر میرے پیش کے اعتبار سے سب کی عزت و توقیر ہے تو میرے لئے  
کسی چیز کی خلق و آفرینش میں کوئی شرد برائی نہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے پیدا کرانے میں۔  
شر اگر ہے تو مخلوق کے اعتبار سے ہے۔ چنانچہ فرمایا میں شر کا خلق۔ بعض علماء فرماتے ہیں ان شر میں ایک ایک مخلوق ہے کہ  
شر و برائی کسی کو تیرے نزدیک نہیں کہ شکر سے قرب الہی حاصل میں ہو سکتا۔ یا اس کا معنی ہے شر تو یہی اور گناہ  
بلند نہیں ہو سکتا اور تیری جانب میں مقام قبولیت حاصل کر سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا اللہ یضربکم الذین یلقونکم بالکلمات

۸۔ یہ معروضہ کہ اگرچہ تیسری سورت میں تیسرے ساتھ ہی سرتا ہوں اور تیسرے ساتھ ہی سیتا ہوں۔ اور تیسری قدرت کے ساتھ ہی موجود ہوں اور میں تیسری طرف ہی آتا اور لوٹتا ہے۔ یا میں تیسرے ساتھ قائم ہوں اور تیسری چاہت و رغبت رکھنے والا ہوں۔  
۹۔ یہ معروضہ کہ کوئی کاغذی ہے یا نہیں کرنا۔

۱۰۔ غز کا ذکر بڑی سہولت سے کرنے کی وجہ شایع یہ ہے کہ شروع باطن سے ظاہر کی طرف آتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے اسی نتیجہ کو بنا پر بڑی کوشش پر مقدم کیا گیا ہو۔

۱۱۔ یہ تیسرا معروضہ ہے کہ دریاں و دریاں و دریاں و دریاں یعنی ممکنات معدومہ جب کہ حق سبحانہ کے کمال قدرت نے آسمان و زمین اور جہاں کے دریاں ہیں جب مقدورات و ممکنات کو اپنے قبضہ قدرت میں لے رکھا ہے تو پھر سب اس کی قدرت و شہادت سے پُر ہونے چاہیں۔

۱۲۔ اس میں اخلاص عمل کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ میں تجھ پر ایمان لایا تیرا اسلام قبول کیا اور اپنا سب کچھ تیرے سپرد کیا۔

۱۳۔ یہ تیسرا معروضہ ہے کہ تصور یعنی صورت مطلقہ اور پیدا کرنا۔

۱۴۔ یہ تیسرا معروضہ ہے کہ آیت یعنی آیتیں میرے مکان آکھ پیل کیے اور چونکہ یہ دونوں اعفائات کی صورت میں ہیں لہذا یہ ایک ہی ہے۔

۱۵۔ یہ تیسرا معروضہ ہے کہ اس کے برا اور کوئی غائی نہیں ہے لہذا فائق کی جمع ظاہر کے اعتبار سے لائی گئی ہے یعنی تصویریں کیچنے والوں کے اعتبار سے۔

۱۶۔ یعنی مراعتی سے بڑھتا ہوں اور اعمال و مال و جاہ وغیرہ میں مجھ سے بے اعتدالیوں ملدہ ہوئی ہیں۔

۱۷۔ یہ تیسرا معروضہ ہے کہ یہ کلمات آئے ہیں والحمد للہ الی آخرہ۔

۱۸۔ یہ تیسرا معروضہ ہے کہ یہ کلمات آئے ہیں والحمد للہ الی آخرہ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور

صف میں داخل ہوا اس کا راس چڑھا ہوا تھا۔ اس نے کہا

اللہ اکبر الحمد للہ محمد اکبر طیباً مبارکاً فیہ حبیب نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے غزوہ بدر کی تو فرمایا تم میں سے یہ کلمات کس نے کہے

وگہ غزوہ بدر ہے پھر فرمایا تم میں سے یہ کلمات کس نے کہے

تو پھر غزوہ بدر ہی پھر فرمایا تم میں سے یہ کلمات کس نے کہے

مَنْ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ فَقَدْ نَجَّى نَفْسَهُ مِنَ النَّارِ

وَمَنْ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ فَقَدْ نَجَّى نَفْسَهُ مِنَ النَّارِ

وَمَنْ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ فَقَدْ نَجَّى نَفْسَهُ مِنَ النَّارِ

وَمَنْ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ فَقَدْ نَجَّى نَفْسَهُ مِنَ النَّارِ

وَمَنْ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ فَقَدْ نَجَّى نَفْسَهُ مِنَ النَّارِ

وَمَنْ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ فَقَدْ نَجَّى نَفْسَهُ مِنَ النَّارِ

أَيُّكُمْ أَلْتَكَلَّمَ بِهَا فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا  
فَقَالَ رَجُلٌ جَلْتُ وَقَدْ خَفَزَ فِي  
النَّفْسِ فَقُلْتُهَا فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ أَتَى  
عَشَرَ مَلَكًا يَتَنَادَرُونَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اس نے کوئی بات بھی نہیں کہی جس میں شک نہ ہو کہ اس نے  
میلے لہجے میں یہ بات کہی تھی یہ کہتے کہ کیا میں نے  
بڑے خوشیوں کو دیکھا کہ ان کے نے بدن میں جلدی  
کر رہے ہیں کہ کون سے بدگاہ الہی میں پیش کرے  
(مسلم)

۱۵۔ یعنی اس مرد کو شقت و تھکاوٹ میں ڈال دیا تھا اس کے سانس نے کیر نکھو رہا تھا اسے یہ جانتا تھا کہ وہ اس کا  
اصل میں لفظ حفر مامور فاوز کے ساتھ یعنی کسی کو سختی سے ہلکاند جلدی میں ڈالتا اور کسی کو جگہ سے اکھڑاتا

۱۶۔ یعنی نماز پڑھنے والے سب لوگ خاموش رہے اس بنا پر کہ شیطان سے غلاما واقع ہو گئی تھی جو خطاب و  
عتاب کا موجب بن رہی ہے۔ ارم ہمزہ در کی زبردستیم کی شد کے ساتھ بمعنی خاموش ہونا روایات میں ارم ذرا اور سمیم  
مخفف کے ساتھ بھی آیا ہے ارم کلام سے رک بدلنے کے معنی میں آیا ہے

۱۷۔ بارہ کے عدد کی وجہ اور راز شریع علیہ السلام کو ہی معلوم ہے بعض عقیدتوں نے کہا ہے براہ و امرا میں سے ہر ایک  
کے لیے ایک روح موجود ہوتی ہے جہاں سے پے اور انہیں قائم رکھتی ہے اگر کسی شخص کی روح جہاں کی تھیں تو اس کے کلمات  
گرنے، اور الف ہمزہ کا اعتبار نہ کرنے سے کہ الف کی حرکت صورت ظہری ظاہر ہوتی ہے۔ مگر میں ظاہر میں ہوتی ہے اور  
ثانی یعنی ہمزہ کی نہ خط میں شکل ظاہر ہوتی ہے نہ خط میں بیجا کہ دوسری جگہ بیان کیا گیا ہے۔ ایک دوسری صورت میں بھی لکھا  
کریں نے میں اور چند فرشتے دیکھے یعنی کلمات اور الفاظ کا اعتبار کرتے ہوئے

## الفصل الثانی

وہ جس کی شکل لکھی گئی ہے

۱۸۔ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم إذا افتتح  
الصلوۃ قال سبحانک اللہم و  
بحمدک وتبارک اسمک وتعالی  
جدک ولا الہ غیک۔ رواہ الترمذی  
والابن ماجہ ورواہ ابن ماجہ عن  
ابن سیرین (ترمذی و ابن ماجہ)  
ترمذی نے کہا کہ اس حدیث کو ہم تراویح میں پڑھتے ہیں  
کسی نے نہیں جانتے۔ اور ماثر کے

۱۹۔ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم إذا افتتح  
الصلوۃ قال سبحانک اللہم و  
بحمدک وتبارک اسمک وتعالی  
جدک ولا الہ غیک۔ رواہ الترمذی  
والابن ماجہ ورواہ ابن ماجہ عن  
ابن سیرین (ترمذی و ابن ماجہ)  
ترمذی نے کہا کہ اس حدیث کو ہم تراویح میں پڑھتے ہیں  
کسی نے نہیں جانتے۔ اور ماثر کے





۵۲۔ ایک خاموشی جیسا کہ آپ بھیج کر رکھتے یعنی اس کے بعد سبحانک اہم پڑھتے۔ یہاں سکتے خاموشی) عدم جہر کے معنی میں ہے۔ مطلق سکوت مراد نہیں۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعائے استفتاح (سبحانک اہم) بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ علامہ نے کہا ہے یہ مقتدیوں کے لیے کرتے تھے تاکہ انہیں سبحانک اہم پڑھنے کا علم ہو جائے اور وہ اسے پڑھا کریں۔

۵۳۔ اور جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو پہنچی جو عظمیٰ صحابی ہیں سے ہیں تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔

۵۴۔ واضح ہو کہ پہلا سکتہ (خاموشی) یعنی تکبیر کے متصل بعد متفق علیہ ہے یعنی ائمہ اربعہ وغیرہم اس پر متفق ہیں یہ سکتہ دعائے استفتاح (سبحانک اہم) پڑھنے کے لیے ہے۔ اگر دوسرا سکتہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔ اور امام احمد سے بھی ایک روایت امام شافعی کے مطابق آئی ہے۔ جیسا کہ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا ہے تاکہ مقتدی سورہ فاتحہ پڑھ سکیں۔ اور امام کی قراءت کے دوران سورہ فاتحہ شروع کر کے اس کے ساتھ ٹکراؤ پیدا نہ کریں کہ ایسا کرنے سے مخالفت وارد ہو چکی ہے۔ علامہ کلام ایک تیسرا سکتہ بھی بیان کرتے ہیں جودلا الفاضلین اور آمین کے درمیان ہوتا ہے تاکہ یہ وہم نہ پڑے کہ آمین فاتحہ میں سے ہے۔ چوتھا سکتہ قراءت سے فارغ ہونے کے بعد ہے۔ تاکہ قراءت اور تکبیر رکوع کے درمیان فرق و امتیاز ہو جائے۔ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک صرف ایک سکتہ استفتاح ہے یعنی پہلا سکتہ جس میں سبحانک اہم پڑھتے ہیں اور یہ درحقیقت سکتہ نہیں ہے جیسا کہ بیان ہوا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت سے اٹھتے تو الحمد للہ رب العالمین سے قراءت شروع کرتے تھے خاموش بالکل نہ ہوتے۔ سلم میں یوں ہی ہے حمید علی نے اسے اپنے افراد میں ذکر کیا یوں ہی جامع واے نے صرف سلم سے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرُّكُوعِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ وَلَوْ رَتَّبَ الْعَلَمِينَ وَ لَمْ يَكُنْ يَكْنُزُهُ فِي صَوْتِهِ مُسْلِمٌ وَ ذَكَرَهُ الْعَلَمِيُّ فِي إِفْرَادِهِ وَ كَذَا صَاحِبُ الْإِسْلَامِ عَنْ مُسْلِمٍ وَ حَدَّثَهُ

۱۔ یعنی دعائے استفتاح پڑھنے کے لیے خاموش نہ ہوتے۔ حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسری رکعت کی ابتداء بسم اللہ سے نہ کرتے تھے شافعیہ رحمہم اللہ جو بسم اللہ کو فاتحہ کا جزو قرار دیتے ہیں اس کی تاویل کرتے ہیں۔ کہ الحمد للہ سے شروع کیا اور پوری سورہ مراد ہے) جیسا کہ گزرا۔ یا مراد یہ ہے کہ بسم اللہ بلند آواز سے نہ پڑھتے تھے۔ رکعت اول سے اٹھنے کا حکم بھی یہی ہے۔ اس حدیث میں دوسری رکعت سے اٹھنے کا تخصیص اس لیے آئی کہ یہاں چونکہ نماز کا



اپنا رخ اسی کی جانب کیا جس نے آسمان و زمین پیدا کیے میں تمام بلاؤں سے دور ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔ اور باقی حدیث حضرت جابر کی سی ذکر کی مگر یہ کہما کہ ”میں مسلمانوں میں سے ہوں“ پھر کہا اہل تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے میں تیری حمد کرتا ہوں۔ پھر قراوت فرماتے۔

اللَّهُ أَكْبَرُ وَحَمْدُهُ وَبِحَبْلِ الَّذِي  
فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَقِيقًا وَ  
مَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَ ذَكَرَ  
الْحَدِيثَ مِثْلَ حَدِيثِ جَابِرٍ إِلَّا أَنَّهُ  
قَالَ وَ أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ قَالَ  
أَللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ  
سُبْحَانَكَ وَ يَحْمَدُكَ ثُمَّ يَقْرَأُ

(رواہ الساکفی)

۱۷۔ حضرت محمد بن مسلمہ ایم اور لام کی زبردستین ساکن کے ساتھ۔ آپ انصاری اشہلی میں غزوہ تبوک کے سوا تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ غزوہ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مدینہ منورہ میں چھوڑ کر تبوک گئے۔ فضلاء صحابہ میں سے تھے۔ حضرت شعیب بن عیر مبنی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مدینہ میں اسلام قبول کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ نے قتب کے ایام میں گوشہ نشینی اختیار کی ۳۳ حج میں وصال فرمایا۔

۱۸۔ اس کی شرح گذشتہ حدیث گذری۔

۱۹۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عروضا اللہ اور اسم اللہ کے بعد قراوت فرماتے۔ جیسا کہ دوسری احادیث میں آیا ہے۔ بڑی کامقصد بھی یہاں یہ بیان کرنا ہے کہ قرأت سے آپ سبحانک الہم پڑھتے تھے۔

## بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ

### نماز میں قراوت کا باب

نماز میں قراوت مجید احمد و محمد کے نزدیک فرض ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک ساری نمازیں۔ امام مالک کے نزدیک جن مکہ میں اکثر کوئل کا حکم دیتے ہوئے۔ اخلاف کے نزدیک دو رکعتیں۔ امام احمد کا مذہب قول مشہور کے مطابق امام شافعی کے مطلق ہے ایک روایت میں احاف کے موافق۔ اور امام حن بصری و امام زکریا کے نزدیک ایک رکعت میں اور ابو جحیم و حیان بن عیینہ کے نزدیک قراوت سنت ہے کہ نماز کی اصل بنیاد افعال پر ہے نہ کہ اقوال پر۔ اسی وجہ سے جب افعال پر قدرت نہ رہے تو نماز ہی ساقط ہو جاتی ہے۔ مگر قول پر قدرت نہ ہو تو ساقط نہیں ہوتی۔ کذا فی شروع البیان۔





اللَّهُ مَكَانَ اللَّهِ عَلَيْكَ وَ سَلَوَ يَقُولُ  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي  
وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِي مَا  
سَأَلَ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى حَمْدِي عَبْدِي  
وَأِذَا قَالَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ قَالَ اللَّهُ  
تَعَالَى أَشْتَى عَلَى عَبْدِي وَإِذَا قَالَ  
مَوْلِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ مَجْنُونِي عَبْدِي  
وَأِذَا قَالَ الْعَبْدُ إِيَّاكَ لَعْبُدُ وَ  
إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ قَالَ هَذَا بَيْنِي وَ  
بَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا  
قَالَ رَحْمَنًا الرَّحِيمًا الْمُسْتَقِيمَ صَلَواتُ  
الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ  
عَلَيْهِمْ وَلَا الْغَافِلِينَ قَالَ هَذَا لِعَبْدِي  
وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ

کو فرماتے سنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے نماز کو اپنے  
اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف بانٹ لیا ہے  
اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جو وہ مانگے۔ بندہ  
کتاب ہے الحمد للہ رب العالمین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے  
بندے نے میری حمد کی۔ اور جب بندہ کہتا ہے الرحمن الرحیم  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثنا کی اور جب کتاب  
ہے اے اے یوم الدین تو رب تعالیٰ کہتا ہے یہ میرے بندے نے  
میرے نزدیک بیان کیا اور جب کہتا ہے ایاک نعبد و  
ایاک نستعین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے  
اور میرے بندے کے درمیان ہے۔ اور میرے  
بندے کے لیے وہ ہے جو وہ مانگے۔ پھر جب  
بندہ کہتا ہے ارحمنا الرحیم المستقیم صراط الذین  
انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تو اللہ  
تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ میرے بندے کے لیے ہے اور  
میرے بندے کے لیے وہ ہے جو وہ مانگے۔

(مسلم)

(رقاء مسلم)

خاصہ نماز عشاء کے ساتھ اذان کا پڑھنا کہ یہی ہے اللہ کی اذیت عمل پوری ہونے سے پہلے گرا دینا پھر یہ لفظ  
مطلق نفل کے لیے ہے تاکہ  
کے ساتھ پڑھ کر پڑھے کہ نماز  
کے ساتھ پڑھ کر پڑھے کہ نماز  
کے ساتھ پڑھ کر پڑھے کہ نماز

نماز میں نماز کے ساتھ پڑھ کر پڑھے کہ نماز  
کے ساتھ پڑھ کر پڑھے کہ نماز  
کے ساتھ پڑھ کر پڑھے کہ نماز  
کے ساتھ پڑھ کر پڑھے کہ نماز  
کے ساتھ پڑھ کر پڑھے کہ نماز

اس سے خارج نہ ہوگا۔ اس میں غور کرو۔ اس کے بعد بندے اور خدا کے درمیان اپنے قول مبارک سے سورۃ فاتحہ کا نصف نصف ہونا بیان فرمایا۔

۵۵۔ یعنی میرے بندے نے مجھے بزرگ جانا اور میری تعظیم بجالایا۔ مجھ پر صبح شرف و کرم کو کہتے ہیں۔ سلام کہہا ہے مجید وہ ہر تلبہ جو شرف ذات کے ساتھ حق افعال کا بھی جامع ہو۔ یہ تینوں خاص خدا تعالیٰ کے لیے ہیں۔  
۵۶۔ یعنی استعانت و استمداد۔

۵۷۔ یہ تینوں چیزیں بندے کے لیے ہیں۔

۵۸۔ خلاصہ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں تین خاص خدا تعالیٰ اور اس کا ثنا کے لیے اور تین بندے کے لیے۔ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ بسم اللہ نہ فاتحہ میں داخل ہے۔ نہ اس کا جزو ہے۔ جیسا کہ احناف کا مذہب ہے ان سات میں ایک آیت طوطا الذین انعمت علیہم ہے۔

۵۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابَا بَكْرٌ وَعُمَرَا كَانُوا يَقْتَتِعُونَ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدِ وَلَوْ لَبَّيْ الْعُلَمَاءُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت ہے۔  
بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما الحمد للہ رب العالمین سے نماز شروع کرتے تھے۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ گذشتہ گفتگو سے معلوم ہوا کہ ظاہر یہ ہے کہ حضور اور صحابہ کرام بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ پڑھتے تھے۔ لیکن اس کا پڑھنا متفق علیہ ہے۔ کسی کا بھی اس میں اختلاف نہیں۔ دوسری احادیث سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل مبارک بھی یہ تھا کہ آپ بسم اللہ پڑھتے تھے۔ چاہے بسم اللہ کو فاتحہ کا جزو نہ سمجھتے تھے۔ چاہے سمجھتے تھے۔ لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک اسے اول قاری ہی پڑھنا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کی طرح نماز کا آغاز بناتے ہیں۔ ایک روایت میں اُن کے اور ان کے صاحبین کے مذہب کے مطابق ہو کر حمد کے اول اسے پڑھنا چاہیے۔ کہ تسمیہ مفتاح اچالی (قرأت ہے)۔ اند قرأت کے پاسے میں ہر رکعت میں تسمیہ پڑھنا چاہیے اس بنا پر بھی ہر رکعت میں بسم اللہ پڑھی جائے گی کہ احتیاط اسی میں ہے۔ پھر علماء کا اختلاف بھی ہے کہ بسم اللہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں۔ فاتحہ و سورت کے درمیان یہ اختلاف نہیں۔ مگر امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہر رکعت میں بسم اللہ کا اضافہ حدیث میں کی تاویل کرتے ہیں کہ الحمد للہ سے تمام سجدت مراد ہے۔ جیسا کہ گویا اور احادیث کہتے ہیں کہ مراد جہر کی تسمیہ نہ نحر نہیں کہ بسم اللہ پڑھی نہ جائے گی۔ اور یہ بات تحقیق سے ثابت ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بسم اللہ شریف بلند آواز سے نہ پڑھتے تھے۔ اگرچہ جہری غار ہوتی تھی اور

شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے بعض ضابطہ سے نقل کیا کہ ایسی کوئی حدیث ثابت نہیں ہو سکی جو بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنے میں صریح ہو مگر یہ کہ ایسی ہر حدیث کا سند میں کام ہے۔ اور چار مشہور مسانید وائے حضرات نے کوئی حدیث اس میں نہیں لائی مالاںکہ ان کی کتب ضعیف احادیث پر بھی مشتمل ہیں۔ اور بے شمار صحابہ، تابعین تبع تابعین وغیرہم کا ذکر کیا کہ وہ بسم اللہ شریف بلند آواز سے نہ پڑھتے اگر کہیں کبھی کسی سے جہر کی روایت آئی ہے تو وہ تعلیم پر محمول ہے۔ یا مقتدریوں کے صحت قریب ہونے کا وجہ سے اسے سنا ہو۔ اور ترمذی نے دو باب منع کیے ایک بسم اللہ کے بلند آواز سے پڑھنے کا۔ دوسرا بلند آواز سے نہ پڑھنے کا پھر بلند آواز سے نہ پڑھنے والی احادیث کو ترمذی صریح دی۔ اور اکثر اہل علم یعنی صحابہ میں حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان، حضرت علی، وغیرہم اور تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم اس جانب گئے ہیں۔ اس مقام پر شرح (عزلی) میں اس سے زیادہ گفتگو کی گئی جس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب زیادہ صحیح اور زیادہ راجح ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آئین کہے تو تم بھی آئین کہو کہ جس کی آئین ملائکہ کی آئین کے موافق ہوگی اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔ بخاری و مسلم، اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا جب امام کہے غیر المغضوب علیہم والفعالین تو تم کہو آمین کہ بے شک جس کا کلام (ملائکہ کے کلام) کے موافق ہو اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ یہ بخاری کے لفظ ہیں۔ اور مسلم کے نزدیک اس کی نقل ہیں۔ اور بخاری کی دوسری روایت ہے کہ فرمایا جب تاریخی آئین کہے تو تم بھی آئین کہو کہ ملائکہ بھی آئین کہتے ہیں۔ اور جس کی آئین ملائکہ کی آئین کے موافق ہوگی اس کے گزشتہ سب گناہ بخش دیے جائیں گے۔

۶۸، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينَهُ تَأْمِينُ الْمَلَائِكَةِ عَمَلًا لِمَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الْفَاعِلِينَ قَالُوا آمِينَ فَإِنَّ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ عَمَلًا لِمَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَابْنِ كَثِيرٍ وَفِي أُخْرَى لِلْبُخَارِيِّ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِنُوا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُولُ آمِينَ فَأَمَّنْ تَأْمِينُهُ تَأْمِينُ الْمَلَائِكَةِ عَمَلًا لِمَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ -

۱۔ جب امام آئین کہے تو تم بھی آئین کہو۔ حدیث کا ظاہر معنی یہ ہے کہ امام سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد جب آمین کہے

تو تم بھی آمین کہو یعنی یہ ہے کہ جب امام دعا کرے (اصحنا العراط المستقیم) تا آخر مسیت اور نبی امام کی آمین کہنے کا موقع ہے تو تم بھی آمین کہنے کے لیے تیار ہوتا کہ اس کے ساتھ مل کر آمین کہہ سکو۔ جس طرح کہتے ہیں جب بادشاہ کو حج کرے (رخت سبز باندھے) تم بھی کوچ کر دو یعنی رخت سبز باندھنے اور اس کی تیاری میں مصروف ہو جاؤ۔ تاکہ جب اس کی دعا ملے کادت سر پہنچے تو تم بھی اس کے ساتھ مل پڑو۔ گردنوں باتوں کا حاصل معنی ایک ہی ہے۔ زیادہ سے زیادہ جو فرق محسوس ہوتا ہے یہ کہ ہے کہ اول معنی میں امام کا پہلے آمین کہنا مفہوم ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہی ہو تو ٹھیک ہے جیسا کہ تمام افعال میں امام مقتدی کا حال ہے کہ امام ذرا پہلے کرتا ہے اور مقتدی اس کے بعد الجہد گریباں آمین کہنے میں مقتدی جلدی کرے کہ امام کے ساتھ موافقت و معیت مستحب ہے (خوب سمجھ لو) اس کے بعد امام اور مقتدی دونوں کے آمین کہنے کا علت اور وجہ بیان کی۔ فائدہ سن و افق ان آخرہ سے۔

۴۔ کہ ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں۔ تو تم بھی آمین کہو۔ کہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق پڑھی گی۔ اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

۵۔ واضح ہو کہ ظاہر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوں فرماتے ہیں کہ جس بندے کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہوگی اس کی التجابت ہوگی اور اس کی دعائے مغفرت ذریعہ قبول ہوگی۔ یہ بات کہاں سے آگئی کہ میں کما جائے کہ حق جل و علانے مغفرت ذریعہ کو اس موافقت کے خصائص اور لوازم میں سے کر دیا ہے۔ اور یہ کہ اس موافقت کی بدولت ہی اجابت دعا بھی ہوگی۔

جواب ہر کتاب ہے کہ ملائکہ کرام آمین کہنے والوں کے لیے دعائے مغفرت بھی کرتے ہوں۔ جیسا کہ تم نے بھی سنا کہ جو غازی غازی کے انتظار میں بیٹھتے ہیں ملائکہ ان کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور فرشتوں کا کام جو دعا و حاجت مومنوں کے لیے دعا و استغفار کرنا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقْوَاهُ ۖ فَيُخْرِجَكُم مِّنْ فَتْرَتِهِ ۖ فَتَمُوتُوا وَأَنتُمْ سَوَاءٌ** (مائدہ ۶۹)۔ ملائکہ کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے اور زمین والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ **وَيُخْرِجُكُم مِّنْ فَتْرَتِهِ ۖ فَتَمُوتُوا وَأَنتُمْ سَوَاءٌ** (مائدہ ۶۹)۔ ملائکہ کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے اور زمین والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ **وَيُخْرِجُكُم مِّنْ فَتْرَتِهِ ۖ فَتَمُوتُوا وَأَنتُمْ سَوَاءٌ** (مائدہ ۶۹)۔ ملائکہ کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے اور زمین والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

۶۔ قاری یعنی امام یا مطلق قاری چاہے نماز میں نہ ہو۔

۷۔ آمین بمعنی التجب قبول کر یا ایسا ہی ہو یعنی بعض نے کہا آمین ام الہی ہے۔ مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ بعض نے کہا جنت میں ایک درجہ ہے کہ آمین کہنے والا اس کا مستحق قرار پائے گا۔ موقوفہ اور میر کا شہ کے ساتھ دونوں طرح آیا ہے۔ اکثر روایات الف کی مدد میں باقی رہا الف کی مدد اور میر کا شہ سے پڑھنا تو بعض نے کہا یہ غلط ہے اور تحقیق یہ ہے کہ یہ بھی ایک لغت ہے لیکن قلیل ہے (اس میں غور کرو)

۶۹، وَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
 سَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُمْ قَرَأْتُمْ مَصْفُوفَكُمْ  
 ثُمَّ لَيُؤْتِيَكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا حَبَّرَ  
 فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ  
 عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ  
 يُجِيبُكُمْ اللَّهُ فَإِذَا كَثُرَ وَرَكْعَتُكُمْ فَكَبِّرُوا  
 وَادْعُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَ  
 يَرْفَعُ قَبْلَكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَتْلَكَ بِتِلْكَ قَالَ  
 وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ  
 فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ  
 يَسْمَعُ اللَّهُ لَكُمْ - نَعَاءُ مُسْلِمٍ وَ  
 فِي رِجَالِهِ لَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ قَتَادَةَ  
 وَإِذَا قَرَأَ قَائِلُكُمْ -

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم لوگ نماز پڑھو تو  
 صفیں بنو اور پھر تم میں سے کوئی تمہارا امام بنے جب  
 وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ غیر المغضوب علیہم  
 ولا الضالین کے قنوت آمین کہو اللہ تعالیٰ تمہاری  
 دعا قبول کرے گا۔ پھر جب تکبیر کہے اور رکوع کرے  
 تو تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو۔ امام تم سے پہلے  
 رکوع میں جائے گا اور تم سے پہلے سر اٹھائے گا۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ اس  
 کے بدلے میں ہوا اور جب کہے سمع اللہ لمن حمدہ  
 تو تم کہو اللہم ربنا ک الحمد۔ اللہ تمہاری تسبیح کا  
 (سلم) اور سلم کی البرہریرہ و قنادہ سے ایک  
 روایت میں ہے۔ کہ جب امام قنوت کرے  
 تو تم خاموش رہو۔

❖ ❖ ❖

۷۰، یعنی جب تک لوگ جماعت سے نماز ادا کر رہے ہیں تو چونکہ حدیث کے الفاظ کے انداز سے جماعت کا پتہ چل جاتا ہے۔  
 اس لیے ہر ایک جماعت کا ذکر نہ کیا۔

۷۱، یعنی نعت میں دعا لگے کر کہتے ہیں یا قنوت مصفوف سے انہیں برابر اور سیدھا کرنا مراد ہے کہ ان میں  
 صحابین اور تابعین کے صف مکمل کرنے کی بھی صف سیدھے کرنے میں خال کیا گیا ہے۔

۷۲، یعنی تم میں سے جو بھی تمہارا امام بن جائے ٹھیک ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں جو آیا کہ تمہارا امام اعظم  
 وافر (یعنی امام اسحاق ماری) ہونا چاہیے تو وہ ادلی اور افضل کا بیان ہے (اور جو از سب کے لیے ہے)  
 ۷۳، کہ قنوت کی روایت کرتا ہے کہ مقتدی بخیر در رکوع وغیرہ جو فعل کریں امام کے پیچھے اور متصل پیچھے کریں جیسا کہ  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فان الامام یرکع قبلكم الی آخرہ۔ کیونکہ امام کی شان اولیت و سبقت ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ  
 امام و مقتدی دونوں کا زمانہ رکوع ایک ہو۔

۷۴، یعنی وہ لفظ جس میں امام تم سے پہلے رکوع میں گیا اتنی ہی مقلد میں تمہارا امام کے بعد سر اٹھانا اس کے معنی



(نماز و مسلم)

(مُشَقِّقٌ عَلَيْنَا)

۱۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورۃ پڑھتے تھے۔

۲۔ یعنی جو صورت آپ پڑھتے کبھی کبھی اس کی آیات میں سے کوئی آیت ہمیں سناتے تھے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ سننا قصد و ارادہ سے ہوتا تھا یہ بتلانے کے لیے کہ فاتحہ کے بعد بھی پڑھا جائے۔ یا یہ بتلانے کے لیے کہ ظلال سورۃ پڑھی ہے یا بیان جہنم کے لیے آپ نے ایسا کیا کہ اگر سرور نماز میں کوئی ایک آیت بلند آواز سے پڑھی گئی تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ بعض کہتے ہیں آپ کا ایسا کرنا آیات میں تدبیر کرتے ہوئے غلبہ و استغراق پر محمول ہے کہ یہ جہر بے اختیار ہو جاتا تھا مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ سننا قصد و ارادہ سے ہوتا تھا اور ظہر کی قید اتفاقی ہے۔

۳۔ واضح ہو کہ تمام نمازوں میں پہلی رکعت کو لیا کرنا ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ ظہر و عصر اور صبح میں تو اس بارے میں اس سے نفی ہے۔ اور مغرب و عشا کو ان پر قیاس کرتے ہوئے اور عبدالرزاق نے عمر سے اس حدیث کے آخر میں کہا ہم لوگ گمان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلی رکعت کو لیا کرنے کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ لوگ رکعت اولیٰ پالیں۔ ابو داؤد اور ابن فریج نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ جیسا کہ بعض شروح میں ہے۔ مگر امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ غلط فہم کے ساتھ خاص ہے کہ یہ نیز اور غفلت کا دقت ہے۔ مندرجہ دونوں رکعتیں اہل حق قراوت میں برابر ہیں۔ اس لیے مقدار میں بھی برابر ہونا چاہیے۔ جیسا کہ آخری حدیث میں آیا ہے کہ ہر رکعت میں تیس آیات کے مقدار ہوتا تھا اور حدیث میں (ہر نماز) کے بارے میں پہلی رکعت کی جو لمبائی مذکور ہے وہ صحاح و کماؤں بالحدیث و حدیث پر محمول ہے اور اس صورت پر کہ تین آیات سے کم پڑھی جائیں۔ جیسا کہ شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نہاتے ہیں ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہر و عصر کے قیام کا اندازہ لگاتے تھے تو ہم نے آپ کی ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں قیام کا اندازہ اتم تنزیل پڑھنے کے بقدر لگایا۔ ایک روایت میں ہے ہر رکعت میں تیس آیات کی مقدار اور ہم نے آخری دو رکعتوں میں قیام کا اندازہ لگایا۔ اس سے آدھے کا لگایا۔ اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ظہر کی آخری دو رکعتوں کے قیام کے بقدر اندازہ لگایا۔ اور عصر کی آخری رکعتوں

بَعْدَ ذَلِكَ رَأَى مِنْهُ مُلَاجِئًا فَقَالَ هَلْ أَتَى عَلَى الْكَافِرِ نَارُ الْقِيَامَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّلُمِ قَدْ رَأَى الْآلَمَ تَنْزِيلُ السُّجُودِ فِي وَدَائِهِ فِي كُلِّ لَكْعَةٍ قَدَّمَ قُلُوبَيْنِ آيَةً وَ حَزَنًا قِيَامَهُ فِي الْآخِرَتَيْنِ قَدَّمَ التَّصَبُّعَ مِنْ ذَلِكَ وَ حَزَنًا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ



مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرٍ قِيَامِهِ فِي

الْأُخْرَيْنِ مِنَ الْأُخْرَيْنِ مِنَ

الْعَصْرِ عَلَى الرَّصْفِ مِنْ ذَاكَ -

(3)

رَوَاةُ مُسْلِمٍ

۱۵۔ اصل میں لفظ خزا استعمال ہوا ہے۔ حائے مہملہ پھر نرا اس کے بعد را کے ساتھ اس کا منتخب ہے کیفیت میں موجود فضل اور درخت بزمیہ کا اعزازہ لگانا۔

۵۲۔ اس سے مراد اس سورۃ کی مقدار آیات کا پڑھنا ہے۔ دو رکعتوں میں یا ایک رکعت میں اس دوسرے معنی کے موافق ہے۔ یہ اگلا لفظ یعنی فی روایت کُلِّ رکعتہ قدر ثلاثین آیت یعنی ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ ہر رکعت میں آپ تیس آیات کی مقدار پڑھتے تھے۔ کہ اس سورۃ کی ان تیس آیات ہیں۔ معنی اول کے مطابق یہ۔ پہلی روایت کے مخالف ہو گا۔

۵۳۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری دو رکعت میں بھی آپ سورۃ پڑھتے تھے۔ مگر پہلی دو کی نسبت مختصر ہوتی تھیں۔

۱۴۔ واضح ہو کہ تمام آئمہ اہل امر کے قائل ہیں کہ آخری دو رکعت میں صوف فاتحہ پر کتابت کرنا یا نہ کرنا احادیث کے نزدیک اگر ایک بار تسبیح کہے یا خاموش رہے تو بھی جائز ہے۔ مگر قرأت افضل ہے۔ امام غنی و امام قسطلانی اور کوفہ کے تمام علماء اسی پر ہیں۔ حیث میں ہے اگر دانستہ خاموش رہا۔ تو یہ اہل نے اچھا نہ کیا۔ مگر یہ سنت کی مخالفت ہے۔ اور صحیحین زیادہ کی ایک روایت میں جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ پہلی دو رکعت کے بعد قرأت واجب ہے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت علی دین محمد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا یہی دو رکعت میں قرأت کو واجب کرنا درست نہیں ہے۔ جیسا کہ شافعی نے ذکر کیا۔ یہ بھی کہا کہ آخری دو رکعت میں اگر کسی نے فاتحہ اور سورہ بقرہ پڑھی تو پھر سورہ بقرہ پڑھنا صحیح ہے کیونکہ آخری دو رکعت میں صرف فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔ اور ترک کرنا مکروہ نہیں ہے۔ امام احمدی کے نزدیک صحیح ہے کہ آخری دو رکعت میں سورہ بقرہ کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے کہ تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ آخری دو رکعت میں سورہ بقرہ کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ لیکن مستحب ہے کہ سورہ بقرہ پڑھ کر رکعت پڑھ لے۔

حضرت جانشین سمرہ نامی امام غزالیؒ کے دراج  
ہے۔ قرآن پڑھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ﷺ  
طہر میں داخل افغانی پڑھتے تھے۔ بعد  
ایک روایت میں ہے کہ سچ ام ربک الاعلیٰ اور عصر  
میں اسی طرح اور فجر میں اس سے کچھ دیر

۴۴۲ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ  
الشَّيْءُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرَوُ  
فِي الظُّمْرِ بِاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَفِي  
رِذَايَةٍ بِسَمِيحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ  
وَفِي الْعَصْرِ نَعْمَ ذَٰلِكَ وَفِي الصُّبْحِ

اَقُولُ مِنَ ذَٰلِكَ

رَمَعًا مُّسَلَّحًا

(مسلم)

۱۷۔ عمرہ مین کی زبرد ورمیم کی پیش کے ساتھ حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عمرہ صحابی ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بشیرہ زادہ ہیں۔ حضور علیہ السلام اور حضرت عمر اور حضرت علی سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

۱۸۔ اس بات کا علم کہ آپ یہ دو درتیں پڑھتے تھے یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلانے سے ہوا۔ یا آپ نے کبھی کبھی بلند آواز سے پڑھ کر کوئی آیت سنوادی۔

۱۹۔ واضح ہو کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازیں فلاں فلاں سورت پڑھتے تھے یہ بیان کیے بغیر کہ پہلی رکعت میں یا دوسری میں یا کسی رکعت میں لامعی تعین پہلی میں یا دوسری میں۔ یہ عبارت ان تمام احتمالات کو شامل ہے۔ مگر اسے دونوں رکعتوں پر محمول کرنے سے ایک تو تکرار سورۃ دوسرے سورتوں کو چھوٹے چھوٹے حصے بنانا لازم آتا ہے۔ اور یہ دونوں باتیں بعید ہیں مگر یہ جائز ہیں۔ مگر اس کا وقوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نادر ہے۔ فقہانے کہا ہے ایک سورۃ کا پڑھنا اگر یہ چھوٹی ہو افضل ہے اس سے کہ لمبی سورۃ پوری پڑھی جائے بلکہ اس کا کچھ حصہ پڑھا جائے۔ یہاں قراوت سے ایک رکعت میں خواہ پہلی ہو یا دوسری عبارت کے اعتبار سے یہ سب سے ظاہر اور واضح احتمال ہے۔ جامع الاموال میں نسائی کی حدیث سے قطیبہ بن مک سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز صبح ادا کی۔ اور آپ نے اس کی ایک رکعت میں داخل باسقات پڑھی۔ اگرچہ تروی میں فی ا رکعت الاولیٰ کا لفظ واقع ہوا ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ رکعت اولیٰ ہو کہ اکثر احادیث میں رکعت اولیٰ کا بیان آیا ہے۔ اور میں نے ائمہ حنفیہ کے ثقہ فقہانے مکہ معظمہ سے سنا ہے کہ فقہانے نے طہال متعل اور اوسط و اقصر کی تعین جو کی ہے وہ رکعت اولیٰ سے متعلق ہے یہ بیان و تفصیل جریہاں کا گئی ہے کسی بھی شرح میں نہر سے نہیں گزری ہو کر ہو۔ واللہ اعلم۔

حضرت جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب میں سورہ طور پڑھتے سنا۔

(مسلم بخاری)

عَنْ جَابِرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۲۰۔ معلم مین کی پیش، طائے مہاجرین کی زیر کے ساتھ صحابی ہیں قرشی میں اشراف قریش میں سے ہیں سوار بردیا اور طے باقمانان تھے۔

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ

ذَٰلِكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ  
بِالْمُرْسَلَاتِ عَزَافًا

روایت ہے۔ زمانائی میں نبی ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم  
علیہ وسلم کو مغرب میں دو امر سلات عزا فڑا کرتے  
تھے۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

۱۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا حضرت عباس کی زوجہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس و فضل بن عباس کی  
والدہ ہیں۔

۲۔ واضح ہو کہ ان دو احادیث اور ایک اور حدیث میں جو واقع ہوا کہ آپ نے مغرب کی نماز میں سورۃ اعراف و  
الانفال اور دخان پڑھی۔ اسی طرح وہ احادیث جو دوسری نمازوں میں واقع ہوئی ہیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کوئی قرات  
متعین نہیں۔ حالانکہ ائمہ فقہاء نے قرار دیا ہے کہ فجر و ظہر میں طوال مفصل اور عصر و شام میں طوال اوجہ طار و مغرب میں مختصر سورتیں  
پڑھی جائیں۔ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جابر کی حدیث میں آ رہا ہے کہ کوئی سورت مفصل نہیں نہ صغیر نہ کبیر نہ یزیدی نے پیغمبر صلی اللہ  
علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپ نے ان کے ساتھ لوگوں کی نماز فرما کر ان کے ساتھ کلام کیا کہ میں سورتوں کا کلام کیا کہ میں  
در اصل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وہ خط ہے جو آپ نے حضرت ابوالفضل اشجری رضی اللہ عنہ کو لکھا جبکہ وہ  
آپ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔ اس میں آپ نے یہ تفصیل لکھی تھی کہ میں اسے اس شخص سے قرات دلاؤں جسے میں اس سے  
اقتصر کیا تعین ہوئی) مختصر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ احمدی میں قرات کا یہ حکم جاری رہا کہ وہ اپنی سورت  
تھا۔ اور یہ اختلاف حالات، اوقات، محنتوں، مسرتوں اور تعلیم و ادب و فہم کے باعث تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ خط  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط مبارک کے مطابق تعین ہوا۔ اس میں اس دلیل و حجت کے ساتھ ہے کہ جو حدیث میں ہے کہ  
طرف سے ملی ہوگی۔ ہر سکتا ہے غالب حالات و اوقات میں آپ کی قرات میں اس کی ہر ایک کلمہ آپ نے اس کے  
خلاف کیا ہو۔ اور دلیل و حجت کے لیے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قول مبارک کافی ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ  
جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ قَوْمَهُ  
فَصَلَّى لَيْلَهُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ آتَى قَوْمَهُ فَأَمَّنَهُمْ  
فَأَفْتَتَهُ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَأَنْحَرَفَ  
رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى وَحْدَهُ وَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ خط  
میں حضرت معاذ بن جابل رضی اللہ عنہ سے  
علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر لوگوں کی  
قوم کی امامت کرتے۔ ایک رات انہوں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء  
پڑھی۔ پھر اپنی قوم میں آئے ان کے امام بنے اور  
سورۃ بقرہ شروع کر دی۔ ایک شخص چھڑ گیا اور

النَّصْرَتِ قَالُوا لَهُ أَنَا قُتِبْتُ يَا مُلْكُ  
قَالَ لَا وَاللَّهِ وَلَا جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا خَيْرَ لَكَ  
فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ مَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْكَ أَصْحَابُ  
تَوَاضَعْتَ تَعَمَلُ بِالْهَجَارِ وَإِنْ مُعَاذًا  
صَلَّى مَعَكَ الْعِشَاءَ ثُمَّ آتَى قَوْمَهُ  
فَاقْبَلْتَهُمْ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى  
مُعَاذٍ وَقَالَ يَا مُعَاذُ أَفَتَأْنِ أَنْتَ  
أَقْرَأَ وَالشَّيْءُ وَضَعَهَا وَالضُّعْفُ  
وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى وَتَسْبِيحُ اسْمِ

بِكَ الْأَعْلَى

(بخاری و مسلم)

(دُتَفِقَ عَلَيْهِ)

۱۔ یعنی اس نے نماز توڑ دی اور اس سے باہر نکل آیا۔ یہ مقام سلام پھیرنے کا تھا کہ اس کا مقام آخر نماز ہے۔ مگر  
اس مرد نے سلام کے ساتھ نماز سے باہر ہو نماز مکمل ہو جانے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے۔  
۲۔ کہ تو جماعت سے باہر آ گیا ہے اور تو نے نماز کے سستی کی ہے۔ جیسا کہ منافقین کے بارے میں ہے۔ وَاِذَا  
تَوَارَا إِلَى الصَّلَاةِ تَوَارَا كَالْكَافِرِ۔ اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہو تے ہیں تو جیسا کہ منافقین کے بارے میں ہے۔  
۳۔ مگر یہ سستی اور نکل کا وہی ہے نماز سے باہر نہیں آیا۔ بلکہ ملاقاتی کی وجہ سے اور میں اس لمبی نماز کی ادائیگی کی  
طاقت نہیں رکھتا۔ میں اتنی دیر کھڑا نہیں رہ سکتا۔

۴۔ ہم ملک انہوں نے جانے میں کہا کہ یہ ساتھ پانی کیسے پیتے ہیں۔ قُرَاحِ نَاصِخَ صَلَاةٍ مَكْرُوهَةٍ دَاوِیِّہِ کے ساتھ۔ ناصخ پانی کیسے پیتے  
والا وہی ہے جو اس کی ہونٹ۔

۵۔ اور ہم رات کو تھک جاتے ہیں۔

یہ۔ یعنی اسے معاذ کیا لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والا ہے۔ اور انہیں جماعت سے بھگانے والا ہے اور اختلاف ڈال  
کر ان میں فساد برپا کرنے والا ہے اور لوگوں کو دین سے دور کرنے والا ہے۔



حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہم نے کہا کہ اس سے ہم نے تمام تحولات سے زیادہ ظاہر احتمال قرار دیا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ  
الرَّبِّيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْلُو  
فِي الْفَجْرِ بَقِيَّةَ الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَكَمْ مَرَّةً  
وَكَاثَتْ مَلُوكُهُ بَعْدُ تَخَوُّفًا  
وَدَوَاةً مُسَلِّمًا

سنت جابر بن عمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر میں  
قرآن الفجر بقیہ و انقوان المجید و کمرہ  
یہ آپ کی غائز کچھ بھی ہو گئی  
(مسلم)

۱۔ یعنی قرآن اس میں جیسی صورتیں فجر میں پڑھتے تھے۔

۲۔ علامہ طبری رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی غائز کے بعد (علاوہ) باقی چار غائزیں بھی پڑھتے تھے  
علامہ نے کہا ہے فجر کی قراءت لمبی کرنے کا سبب دو چیزیں تھیں کہ رحمت ربانی کا نزول اور فیض روحانی کاوند و جرات کے آخری  
قیرے سے شروع ہوتا ہے وہ فجر کی غائز کے اختتام تک اور ایک روایت کے مطابق طلوع فجر تک رہتا ہے۔ لہذا  
اس وقت قراءت ذکر و تسبیح زیادہ بہتر و افضل ہے۔ یہ غائز صبح میں قراءت و تلاوت کرنے کی وجہ تھی کہ استراحت و نیند کے  
بعد جو راحت نصیب ہوئی اور اس استراحت کی وجہ سے جو خدمت میں کوتاہی واقع ہوئی اور جو کمزورت و زنگ دل کے  
کے آئینے پر چھو گیا تو قراءت کا لیا کرنا اس کی تلافی کا موجب اور اس کوتاہی کا عذر اور اس زنگ و کمزورت کا انالہ ہے  
مزید یہ کہ اگر ہم ماشاں ادا اسباب کی مشغولیت بھی ابھی نہیں ہوتی۔ اور انسان کیسے یہ ایک ایسا وقت ہے کہ دل در  
جہاں اور کام کے موافق ہوتا ہے۔ اس وجہ سے قرآن حکیم کا فہم اور اس میں تدبیر آسان تر اور روشن تر ہوتا ہے۔ شرح  
سفر السعاده میں اس سے بڑھ کر کئی اور نکتے بیان کر دیے گئے ہیں یہ مذکورہ گفتگو بھی وہاں کی ہے۔

ہماری حدیث کے شیخ مشائخ جناب امام حجر کی نے اس عبارت کی شرح میں کہا کہ اس امر کا احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی غائز ان زمانہ کے بعد بھی پڑھتی ہوگی یعنی اول ہجرت میں جب کہ صحابہ کم اور محدود تھے۔ اس وقت آپ قراءت  
لمبی کرتے تھے۔ بعد میں جب صحابہ کرام تعداد میں زیادہ ہو گئے اور ان میں کام کاج والے تجارت و زراعت پیشہ اور ضعیف  
و بیمار لوگ بھی شامل ہو گئے تو آپ نے قراءت بھی کوئی اور یوں کننا بھی ممکن ہے کہ عبارت کا معنی یہ ہو کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کے قراءت و تلاوت کرنے کے باوجود صحابہ کرام اسے بھی اور مختصر خیال کرتے تھے۔ اس ذوق و حضور و لذت کے باعث  
جو انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سننے سے حاصل ہوتی تھی کہ آپ کی قراءت تھوڑے وقت میں زیادہ اور جلدی معلوم  
ہوتی تھی۔ حدیث اس میں اس معنی کی تصریح بھی موجود ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تَخَفَتْ صَلَوةً فِي تمام یعنی مکمل قراءت  
کے باوجود آپ کی قراءت بھی محسوس ہوتی تھی۔ صاحب سفر السعاده نے فرمایا کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ آپ کا بھی

نماز بھی دوسروں کی نمازوں کے مقابلے میں بہت اچھی عورت ہوتی تھی۔ ان کے بعد سے میں یاد کر رہا۔ (یعنی وفات کا زمانہ) ان کی چیز کا ہلکا ہونا ایک انسانی امر ہے۔ (اسے سمجھو)

۴۸ وَ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ أَنَّهُ سَمِعَ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي  
الْفَجْرِ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسَيْتَ -  
(دَعَاءُ مُسْلِمٍ)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ یہ تک انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کو نماز فجر میں وَاللَّيْلِ إِذَا عَسَيْتَ پڑھتے  
سنا۔ (مسلم)

۱۵۔ عبد بن حریث۔ حریث حاکم پیش راکی زبر بعد ثا۔ آپ کی کنیت ابو سعید ہے قرشی مخزومی ہیں۔ آپ نے حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کو دیکھا تھا آپ نے ان کے سر مبارک پر اپنا دست پاک پیرا تھا اہل ان کے لیے خیر و برکت کی دعا کرتے تھے حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کے وصال شریف کے وقت آپ بارہ سال کے تھے حضرت ابو بکر اور حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔  
اور ان سے عطایہ ابن السائب وغیرہ

نظر در حوزۃ افلاک کورت ہے جس میں یہ کلمہ آیا ہے۔

۴۹ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ التَّائِبِ قَالَ  
صَلَّى لَنَا يَحْمِلُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ الْقُبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَقَمَّ سَوْدَا  
الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَ  
هَارُونَ أَوْ ذِكْرُ عِيسَى أَخَذَتِ الْكَلْبُ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْلَةً فَرَكَمَ  
(دَعَاءُ مُسْلِمٍ)

حضرت عبد اللہ بن التائب رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے فرماتے ہیں ہم کو رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے مکہ میں لایا اور وہاں سودا  
کا ذکر کیا تو سب مسلمانوں کی آنکھیں  
پانی کی طرح بہنے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ساعلہ فرمائی۔ (مسلم)

۱۶۔ عبد اللہ بن اسائب صحابی ہیں مخزومی ہیں۔ اہل مکہ نے قرآن مجید میں لکھا کہ عبد اللہ بن اسائب نے کہا کہ  
سے مجاہد مطلق نے اور عبد اللہ بن اسائب جو تابعی ہے وہ فوسل اشعل ہے۔  
۱۷۔ یعنی کہ عظمیٰ صبح کا نماز نسا کی ایک روایت میں ہے کہ کہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
پڑھنا شروع کرو۔

۱۸۔ سَعْلَةُ سِنِّ كَذِبٍ اور پیش اور میں ساکن کے ساتھ یعنی کھانسی۔ کہتے ہیں یہ کھانسی گریہ کی وجہ سے ہوتی  
ہوتی تھی۔

۱۹۔ اور آگے قرأت نہ کر سکے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
قرا تھے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع کے دن  
غیر کی پہلی رکعت میں آکم تنزیل اور دوسری میں  
صل آتی علی الانسان پڑھتے تھے۔

وَمَنْ آتَى قَرْيَةً كَانَ فِيهَا  
مَلَأَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْقَبْرِ  
يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَمْرِ تَنْزِيلُ فِي الزُّكَاةِ  
الْأُولَى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ آتَى عَلَى  
الْإِنْسَانِ -

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اے ان دو سورتوں کا جمع کے روز فجر کی نماز میں پڑھنا شافعیہ کے نزدیک متعارف، ضروری اور ہمیشہ کا دستور ہے  
حرم شریفین میں بھی ان کا عمل ایسی پر ہے۔ احاف کی کتب میں مذکور ہے کہ نماز کے لیے قرآن میں سے کوئی جگہ متعین نہ  
کرے اور وہ اسی روایت کو مثال میں پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں جیسے ان دو سورتوں کا تعین فجر جمعہ کے لیے اور سورہ  
جمعہ اور منافقون کا تعین نماز جمعہ کے لیے ہے۔ مگر یہ بات صحت حدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پر عمل پیرا  
ہونے کے بعد غرابت سے خالی نہیں ہے۔ حنفیہ رحمہم اللہ کے متفق شیخ ابن ہمام رضی اللہ عنہ نے طحاوی اور اسماعیلی سے  
قل کیا کرے (تعین کرنا) اس صورت میں ٹھیک نہیں جب کہ وہ اسے لازم و ضروری خیال کرے اور اس کے ماسوا کو کر دے جائے  
اور اگر آسان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرات سے تبرک حاصل کرنے کے لیے پڑھے تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ کبھی دوسری  
سورتیں بھی پڑھے۔ تاکہ کوئی جاہل یہ گمان نہ کرے کہ ان سورتوں کے علاوہ اور کسی سورت کا پڑھنا جائز ہی نہیں اور یہ تحقیقی  
بات ہے کہ احادیث صحیحہ میں بعض نمازوں کے لیے قرات کی تعین آچکی ہے۔ جیسے قل یا ایہا الکفران اور قل ہواللہ حدیث  
کی سنتوں میں۔ اور صبح اسم ربک الامی اور قل یا ایہا الکفران اور قل ہواللہ حدیث کا وتر نماز میں پڑھنا وغیرہ۔  
شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا ہے کہ دلیل کا مقتضا عدم مداومت ہے مداومت عدم نہیں۔ جس طرح کہ حنفیہ  
صر کرتے ہیں بلکہ مستحب ہے کہ گاہ بگاہ وہ سورتیں بھی تبرکاً بالماثور (منقول دوسری چیز) سے تبرک حاصل کرنے کے لیے پڑھیں  
(ابن ہمام کا کلام ختم ہوا)

چند حقیقت (الحقائق) احادیث سے کتاب ہے اس میں خشک نہیں کہ حدیث کی صحت تسلیم کرنے کے بعد وجوب کا وہم  
پڑھے گا خداوند عدم صحت و میر و حب و شائب باتیں ہیں۔ تو خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ عمل دائم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سے ثابت نہیں ہوا ہے۔ بلکہ کبھی کبھی ڈرانے اور بشارت دینے کے ارادے سے آپ نے یہ سورتیں پڑھی ہیں جیسا کہ وہاں  
ان دو سورتوں کے پڑھنے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ یہ سورتیں مباد و معاد اور دخول جنت و دوزخ کے معانی پر مشتمل ہیں۔  
یہ معانی روز جمعہ میں پائے جائیں گے اور قیامت جمعہ کے دن قائم اور ظاہر ہوگی۔ چنانچہ محافل اور بڑے بڑے محلوں  
میں آپ صحت و قیامت پر پڑھتے تھے۔ پس اگر کبھی کبھی انہیں پڑھیں تو بہتر ہے افضل ہے۔ واللہ اعلم۔



۸۱۰ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ  
اسْتَخْلَفَ رُوَّانُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْعِدَّةِ  
وَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى لَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ  
الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ سُورَةَ الْجُمُعَةِ فِي التَّجْدَةِ  
الْأُولَى وَفِي الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ  
فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ -  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے۔ فرماتے ہیں مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
کو مزینہ طور پر اپنا خلیفہ بنایا۔ اور خود کو خطبہ چلا گیا۔ پھر  
ان کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعہ  
پڑھایا آپ نے پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ پڑھی اور دوسری  
رکعت میں اذہا جاک ان منافقون پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کے دن یہ کرتی پڑھتے سنا۔

(مسلم)

۸۱۱ حضرت عبداللہ بن ابی رافع مدنی ہیں مشہور تابعی ہیں مایہ المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث پاک سنی۔  
آپ حضرت امیر المؤمنین کے کاتب بھی تھے۔ اور ابورافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔  
۸۱۲ یعنی مروان بن الحکم نے اپنی امارت کے زمانہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مزینہ طور پر اپنا جانشین  
بنایا اور خروج وغیرہ کے لیے کہ معظمہ چلا گیا۔

۸۱۲ وَ عَنْ الثَّعْلَبِيِّ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ  
فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَمْعِ اسْمِ  
بَيْتِكَ الْكَاعِلِيَّ وَهَلْ شَكَ حَدِيثُ الْغَرَضِيَّةِ  
قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي  
يَوْمٍ وَاحِدٍ قَرَأَ بِهِمَا فِي الصَّلَوَتَيْنِ -  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت الثعلبی بن کثیر رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور  
عید میں سچا امجد بک الاعلیٰ اور علی ایک حدیث  
الغرضیہ پڑھتے تھے فرماتے ہیں کہ جب عید اور  
جمعہ ایک دن میں جمع ہو جاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ  
وہ دن غزوات میں پڑھتے

(مسلم)

۸۱۳ یعنی نعمان بن بشیر بادی زبیر بن ابی شہین کی زبیر سے صحابی ہیں۔ انصار مدینہ منورہ کے ہجرت کے بعد مدینہ سے پہنچے ہیں  
پیدا ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دھماکے شریف کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ ان کے والدین مدینہ منورہ  
میں بیان ہو چکے ہیں۔

۸۱۴ اس حدیث سے نماز عید و جمعہ میں ان دو سورہوں کے پڑھنے کے استنباط کی تاکید ملتی ہے  
جو توی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون کا جمعہ میں پڑھنا ہمیشہ  
نہ تھا۔

۸۳ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ الْيَشَجِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِقِ وَالْقُرْآنِ الْمَبِيدِ وَ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو داؤد لیشی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید بقدر عید الفطر میں کونسی صورتیں پڑھتے تھے انہوں نے کہا کہ اُن دونوں میں آپ قی و القرآن المجید اور اقربت الساعۃ پڑھتے تھے۔

(مسلم)

۸۴ یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ تابعی اصحاب میں عرینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے ہیں۔ حضرت ابو داؤد لیشی بھی صحابی ہیں۔

۸۵ علامہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حضرت ابو داؤد لیشی سے دریافت کرنے کا مقصد حاضرین کے ذہن میں مسئلے کو بٹھانا تھا تاکہ جب کو تہ میں جائے روزہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر وقت قریب ہونے کے باوجود اس سے بے خبر رہنا بعید سی بات ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعتوں میں قل یا ایہا الکفران اور قل ہو اللہ احد پڑھیں۔

۸۶ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي تَلْعِقِ الْفَجْرِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

(مسلم)

۸۷ یہ بات دین میں رہے کہ جب فجر کی دو رکعتیں کہتے ہیں تو اس سے سنت مراد ہوتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں قُرْأُوا آتَا بِاللَّهِ وَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا أَوْ رِآلِ عَمْرٍاءِ مَا لِي أَمِيتَ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى بَيْتٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ پڑھتے تھے۔

(مسلم)

۸۸ وَ عَنْ أَبِي جَبْرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي تَلْعِقِ الْفَجْرِ قُرْأَا أَمَّا بِاللَّهِ وَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَ إِلَيْنَا وَ إِلَيْنَا وَ إِلَيْنَا قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى بَيْتٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ رَدَّ مُسْلِمٌ

۱۵۔ یہ دونوں آیات سورۃ بقرہ کی ہیں۔

۱۶۔ یہ آل عمران کی آیت ہے اور اسے دوسری رکعت میں آپ پڑھتے تھے۔

۱۷۔ ظاہر یہ ہے کہ ان دو آیات کو آپ کبھی کبھی پڑھتے تھے۔ غالب و اکثر آپ فجر کی سنتوں میں قل یا ایہا الکافر

اور قل ہو اللہ بڑھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سررتوں کا پڑھنا خصوصاً اداسا میں سے مکروہ نہیں ہے۔ اگر کراہت ہے تو فرض میں ہوگی۔ مگر حق یہ ہے کہ جو چیز یا یہ ثبوت اور درجہ صحت کو پہنچ چکی ہے۔ اس کے مکروہ ہونے کا کوئی معنی نہیں۔ اگر اس بارے میں گھٹکوں کی کوئی گنجائش ہے تو وہ اس کے ثبوت و صحت میں ہوگی۔ واللہ اعلم۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

۴۸۶ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَّ صَلَاتَهُ بِبِسْمِ

فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز

اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ رَوَاكَ التَّرمِذِيُّ وَقَالَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرتے تھے (ترمذی)

هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَلِكَ -

اور کہا اس حدیث کا اسناد قوی نہیں۔

۱۸۔ ظاہر یہ ہے کہ اس سے بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھنا شروع ہو گا ورنہ بسم اللہ شریف کے ساتھ نماز

کے شروع کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ بعض روایات میں ملتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ

الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے تھے مگر ترک جہر کی احادیث زیادہ صحیح اور راجح ہیں۔ جیسا کہ فصل اول میں

گزارا۔

۴۸۷ وَ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت وائل بن حُبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

قَرَأَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا

سخا کو آپ نے غیر المغضوب علیہم سے پڑھا (ابن ماجہ)

الضَّالِّينَ فَقَالَ أَوْحَيْنَ مَتَى يَهْجَا

پڑھا تو کہا کہ میں انہیں آواز پہنچ کر کہے

صَوْتَهُ - رَوَاكَ التَّرمِذِيُّ وَابْنُ أَبِي

ترمذی۔ ابن ماجہ و ابن ابی

وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

ابن ماجہ۔ ابن ابی

۱۹۔ مجر حاکیم پر تقدیم کے ساتھ اور کبھی جیم کی ما پر تقدیم کا اشتیاء ہوتا ہے۔ ہمارے نسخے پہنے شیخ

سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اس لفظ کا صحیح تلفظ یاد رکھنے کے لیے دل میں مجرہ کا لفظ یاد

رکھا کرو۔



قَالَ بِأَمِينٍ -

فرمایا آمین سے۔

(دَوَاةُ اَبُو دَاوُدَ)

(ابوداؤد)

۱۔ زبیر زاک پیش اور ہاکا زبیر کے ساتھ۔ انہی کی پیش اور ہم کی زبیر کے ساتھ ان کا نام بھی بن لکیر کان کے ساتھ ہے۔ اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی حدیث آئین میں ہے۔ ابن عبد البر رضی اللہ عنہ نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ اور کہا اس حدیث کا اسناد قائم نہیں۔

۲۔ یعنی قبولیت و اجابت دعا۔ اور حصول مراد۔ یا یہ معنی ہے کہ اگر اس نے دعا مکمل و پوری کر لی یہ پوری بیعت میں قائم رب العالمین (آمین رب العالمین کی ہر ہے) کے زیادہ مناسب ہے کہ یہ آمین اوقات و طہیات کو ورد کرتی ہے۔ جیسے خط کو مہر کے ساتھ محفوظ کر دیتے ہیں یا ہر چیز کو جس پر مہر لگا دیا جائے کہ اس میں خرابی یا غلطی نہ ہو اور اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نہ آئے۔

۳۔ آمین ہر کی طرح ہے اور اس کے ساتھ دعا کا دل و مقام ہو جاتا ہے۔

۴۸۹ وَ عَنْ عَائِشَةَ مَّا كُنْتُ اَبْغِي رَسُولَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے

اللّٰهُ صَلَّيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّيَ

جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مغرب میں صلا

الْمَغْرِبِ بِسُورَةِ الْأَعْرَافِ فَزَقَّهَا رَفِ

اس وقت پڑھی کہ سورۃ اعراف کے بعد اس کی

الزَّكَّاتِ

تعمیم کر دیتی تھی۔

(دَوَاةُ الْمُسْلِمِ)

(مسلم)

۱۔ اس میں شک نہیں کہ وقت مغرب میں اتنی گنجائش در وقت ہے کہ یہ صلا میں پڑھی جائے اور صبح میں جب کہ شفق سفیدی کا نام ہو یا اس بنا پر آپ نے اتنی ہی صلا پڑھنے کا ارادہ کیا ہو یا نہ ہو یہی صلا تھی اور آپ کم وقت میں زیادہ تلاوت کر دیتے تھے اور اس میں شوق و رغبت میں پڑھتے تھے اور اس میں شوق و رغبت میں پڑھتے تھے۔ یہاں فرمایا کہ اگر مغرب کا وقت نکل بھی جائے تو کوئی حرج نہیں کہ صلا نماز کے لیے ٹھیک وقت میں شروع کر دیا جاتا ہے۔ بعض شافعیہ عظیم الرحمة نے فرمایا کہ اس سے مراد کچھ عرصہ صلا پڑھنا ہے اور بعد نماز صلا پڑھنا ہے۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سورۃ اعراف پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ یہاں تعمین کے بعد کے آیت کے بعد یہ صلا پڑھی یا اسے دعا کہتے ہیں تعمین کیا۔ اور ایک روایت میں سورۃ اعراف پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے۔

۴۹۰ وَ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ كُنْتُ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

اَلْخُدَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی

سَلَّمَ نَاقَتَهُ فِي السَّيِّ فَقَالَ لِي يَا  
عَقْبَةُ أَلَا أَعْلَمُكَ خَيْرَ مَكْرَتَيْنِ  
قُرْمَتَا فَعَلِمَتْنِي قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ  
الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ  
قَالَ لَكُمُ يَرْفِي سِرِّي بِهَذَا لِحْتًا  
فَلَمَّا نَزَلَ يَصَلُّوهُ الصُّبْحُ صَلَّى بِهَذَا  
فَصَلُّوهُ الصُّبْحُ لِلنَّاسِ فَلَمَّا قَرَأَ  
الْفَتْحَ رَأَى فَقَالَ يَا عَقْبَةُ كَيْفَ  
رَأَيْتَ

مبارک کی ہمارے کھینچ رہا تھا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا:  
اسے عقبتہ کہیں مجھے دو بہترین سریتیں نہ بتاؤں  
جو پڑھیں بہائی ہیں۔ آپ نے مجھے قل اعوذ برب الفلق  
اور قل اعوذ برب الناس سکھائی۔ فرماتے ہیں کہ  
رسول اللہ صلیہ وسلم نے مجھے ان دو سورتوں کا دہرے  
زیادہ خوش ہوتے نہ دیکھا۔ جب نماز صبح کے لیے  
اُترے تو انہیں دو سورتوں سے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی  
جب فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے  
عقبتہ تم نے کیا دیکھا۔

(ما احمد، ابو داؤد، نسائی)

وَعَلَى أَحْسَنَ وَأَبْوَدَ الْفَلَقِ

۱۔ آپ شہر مہاجر میں۔ ان سے بعض صحابہ جیسے جابر بن عبد اللہ بن عبد الرحمن سے بے شمار لوگ روایت کرتے ہیں  
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی عقبہ بن ابی سفیان کے بعد حضرت معاویہ کی طرف سے مصر کے والی مقرر ہوئے  
۲۔ یعنی ان دو سورتوں کے بہترین سریت میں آپ نے مجھے زیادہ خوش نہ دیکھا بلکہ بالکل خوش نہ دیکھا کیونکہ یہ دو  
سورتیں تو سید کے نشانات اور مفلح کمال کا تمیز یہ پیشکش نہیں ہیں جس طرح بعض دوسری سورتیں مشتمل ہیں۔ پھر ان  
کے مقابلے میں بعض دوسری سورتوں کی افضلیت اور عظمت بھی وارد ہو چکی ہے۔ جیسے سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ  
۳۔ یعنی قرآن نے ان دو سورتوں کی شان و فضیلت دیکھی کہ کسی قدر زیادہ ہے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
حضرت عقبہ کے بعد ان دو سورتوں کی شان و فضیلت میں بعد محسوس کیا تو نماز فجر میں ان کی تلاوت فرمائی جو کہ کئی وجہ  
سے خاص ہے۔ ۱۔ نماز فجر میں تلاوت کرنا بھی مستحب ہے مگر آپ نے ان دو سورتوں کی تلاوت فرمائی تاکہ  
لوگ ان کی عظمت و فضیلت سے آگاہ ہو جائیں۔ ۲۔ معاویہ نے کہا ہے کہ ان دو سورتوں کی افضلیت باب تعوذ میں  
ہے۔ ۳۔ ان دو سورتوں میں ہے ان میں آپ نے ان دونوں مغرب میں پڑھا جو انات و خطرات کا محل و موقع ہے لہذا قرآن اس  
محل کا بہترین نسخہ ہے۔

حضرت معاویہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی رات مغرب  
کا تلاوت میں سورہ قل یا ایہا الکافرون اور  
قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْعَأُ  
فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ  
قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ

أَحَدٌ .

(شرح مستہ)

اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر سے روایت کی مگر انہوں نے شب جمعہ کا ذکر نہ کیا۔

رَوَاهُ فِي شَرْحِ الشُّعْرِ وَرَوَاهُ  
ابْنُ مَاجَةَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ إِلَّا أَنَّهُ  
لَمْ يَذْكُرْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ .

۱۷ اور جمعہ کی رات کی قید ذکر نہ کی بلکہ مطلق روایت کیا آپ نماز مغرب میں یہ دو سو تریس پڑھتے تھے اور لیلۃ الجمعۃ والی حدیث بھی صحیح ہے۔ کذا فی شرح الشیخ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے کتنی دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کے بعد کہ تم نے اور مجھ سے پہلے ستر رکعت پڑھیں یا اے کافرون! بعد ازاں حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رہتے۔

۹۲/۲۸ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ  
مَا أَحْصَى مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ  
بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ  
صَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُلُ يَا أَيُّهَا الضُّعَفَاءُ  
وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ .

۱۸ نَوَاةَ التَّرْمِذِيِّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ بَعْدَ الْمَغْرِبِ .

۱۹/۲۹ وَعَنْ سُكَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَلَا صَلَّيْتُ  
أَشْبَهُ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قُلَادٍ قَالَ سُكَيْمَانُ  
صَلَّيْتُ خَلْفَهُ فَكَانَ يُطِيلُ الرُّكْعَتَيْنِ  
الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّلَمِ وَ يُخَفِّضُ  
الْآخِرَتَيْنِ وَيُخَفِّضُ الْخُفْرَ وَيَقْرَأُ  
فِي الْمَغْرِبِ بِمَقَارِ الْمُنْقَبِلِ وَيَقْرَأُ  
فِي الْعِشَاءِ بِوَسْطِ الْمُنْقَبِلِ وَيَقْرَأُ

۲۰ حضرت سکیمان بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھا اور اس سے پہلے کسی کی نماز کو نہیں دیکھا۔

۲۱ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھا اور اس سے پہلے کسی کی نماز کو نہیں دیکھا۔

۲۲ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھا اور اس سے پہلے کسی کی نماز کو نہیں دیکھا۔

۲۳ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھا اور اس سے پہلے کسی کی نماز کو نہیں دیکھا۔

۲۴ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھا اور اس سے پہلے کسی کی نماز کو نہیں دیکھا۔

۲۵ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھا اور اس سے پہلے کسی کی نماز کو نہیں دیکھا۔

۲۶ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھا اور اس سے پہلے کسی کی نماز کو نہیں دیکھا۔

۲۷ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھا اور اس سے پہلے کسی کی نماز کو نہیں دیکھا۔

۲۸ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھا اور اس سے پہلے کسی کی نماز کو نہیں دیکھا۔

۲۹ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھا اور اس سے پہلے کسی کی نماز کو نہیں دیکھا۔

۳۰ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھا اور اس سے پہلے کسی کی نماز کو نہیں دیکھا۔



صبح میں طویل مفصل۔

فی الصبح بطول المفصل۔

رواء النسائي وسأوى ابن

عمر ابھی پڑھتے تھے۔

مجلسه الى و يثبت العصر۔

۱۷ حضرت سلیمان بن ایسا کہارتا بعین اور مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے ہیں۔ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

۱۸ شارحین حدیث فرماتے ہیں فلاں سے وہ شخص مراد ہے جو مروان بن عبد الملک کی طرف سے مدینہ منورہ کا حاکم تھا بعض نے کہا وہ فلاں آدمی حضرت عمر بن عبد العزیز ہیں۔ مگر یہ غلط ہے کیونکہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات سے ایک یا دو سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ہاں اس قسم کی بات حضرت انس نے حضرت عمر بن عبد العزیز کی شان میں کہی ہے۔ جیسا کہ باب الركوع میں آ رہا ہے اور یہ صحیح ہے کیونکہ حضرت انس نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے بعض نے کہا فلاں سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ بعض کہتے ہیں اس سے عمرو بن سلمہ بن نفع مراد ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی قوم کے امام تھے۔

۱۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

۲۰ اس طرح کہ آخری دو رکعت ظہر میں سورۃ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھتے تھے۔ یا اگر پڑھتے تھے تو چھوٹی سورت پڑھتے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ ظہر کی نماز کی حرمت لمبی کرتے تھے۔

۲۱ نماز ظہر کے لیے طویل مفصل کا تقاضا استعمال نہ فرمایا بلکہ مجملہ آتا فرمایا کہ ظہر کی قرات دراز کرتے تھے اور عصر کے لیے تخفیف لکھا کا ذکر فرمایا۔ یہ تفصیل بیان نہ کی کہ اس (عصر میں) قصار یا لکل مختصراً سورتیں پڑھتے تھے یا اوساط یعنی درمیان پڑھتے تھے۔

۲۲ اعلیٰ مرتبہ ان کے زمانہ میں معمول و مقرب یہ ہے کہ ظہر و فجر میں طویل مفصل عصر و شام میں اوساط سورتیں پڑھی جاتی۔ واضح ہو کہ قول مشہور کے مطابق مفصل سے سورۃ حجرات سے آخر قرآن تک کی سورتیں ملادیں مان کو مفصل اس لیے کہتے ہیں کہ ان میں ہمسلمہ کے ساتھ ایک ہمسری سے ظہر کا زیادہ مقدار میں پائی جاتی ہے بعض کہتے ہیں ان کو مفصل کہنے کا وجہ یہ ہے کہ ان میں نسخ کم ہے اور یہ تمام میں طویل (یعنی اوساط درمیان) قصار (چھوٹی) حجرات سے بروج تک طویل ہیں۔ بروج سے داعی تک اوساط ہیں۔ اور داعی سے آخر قرآن تک قصاریں فصل اول میں اس بارے میں قدرے گفتگو ہو چکی ہے۔

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

وَعَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

فرماتے ہیں ہم لوگ نماز فجر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

قَالَ مِمَّا خَلَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

پیچھے تھے۔ آپ نے قرأت کی قرآپ پر قرات بجا دی

وَسَلَّمَ فِي صَلَاتِهِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ فَتَلَّ





معلوم ہوا کہ اس کا سبب تم کو ان کا میرے نیچے الگ الگ اپنی تلاوت کرنا ہے۔  
 ۱۵ حضرت علیؓ علیہ السلام کے قول مبارک اذا جهرت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر تنہا سرے سرے نماز میں پڑھیں تو جائز ہے اس کی تفصیل آئندہ احادیث کی شرح میں آ رہی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس غانہ سے فارغ ہوئے جس میں قرات انجی کی جاتی ہے تو فرمایا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ ایسا قرات کیا۔ ایک شخص نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا اکی دو مرتبہ سے تو میں سوچتا تھا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں قرآن میں جھگڑا کیا جا رہا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ پھر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان غانوں میں قرات سے باز رہے جن میں قرات بلند کی جاتی ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا۔

ماک۔ احمد، ابو داؤد۔ ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ نے اس کی مثل روایت کی۔

۱۶ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَوةٍ جَهْرَ فَيَعَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ مَنْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِنَّمَا قَالَ رَبُّهُ تَعَالَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنْ أَقُولُ مَا لِي أَتَاذَعُمُ الْقُرْآنُ قَالُوا فَإِنَّتَهُ النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَجَاهِرُ فِيهِ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَواتِ حِينَ سَمِعُوا ذَنبَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مَا لِكُ وَ أَحْمَدُ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ الْيَرْمُذِيُّ وَ النَّسَائِيُّ وَ رَوَى ابْنُ مَاجَةَ حَوْكًا۔

۱۷ یہاں فقہانین استعمال ہوا ہے ناکہ زبرد اور زیر کے ساتھ دونوں روایتیں ہیں۔ اور حدیث اول میں یہاں زعمی القرآن کا لفظ ہے جس کی تائید کرتا ہے۔

حضرت ابن عمر اور یامنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے تو چاہیے کہ غور کرے کہاں سے کیا مناجات کرتا ہے اور چاہیے کہ تمہارے بعض بعض پر قرآن اونچا نہ پڑھیں۔ (احمد)

۱۸ وَ عَنْ ابْنِ جُمَيْرٍ وَ الْبَيْهَقِيِّ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا جَاءَ رَبَّهُ فَلْيَنْظُرْ مَا يَنْكَبُ بِهِ وَلَا يَجْعَلْ بَعْضُكَ عَلَى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ۔

رواہ ابو احمد

۱۹ یہ بیانی باکی زبرد یا مخفف اور ناد مجھ کے ساتھ یا منہ بن عامر بن ذریق کی طرف منسوب ہے۔ ان کا نام





صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمَنًا هَذَا فَقَدْ مَلَكَ يَدَيْهِ مِنَ الْخَيْرِ

لَقَاءُ أَبُو دَاوُدَ وَانْتَهَتْ رَوَايَةُ النَّسَائِيُّ عِنْدَ قَوْلِهِ إِلَّا بِاللَّهِ

۱۔ یعنی قرآن پاک کے بجائے کچھ اور سکھائیں۔

۲۔ اس حدیث کو نماز میں قرائت کے باب میں لانے کے قرینہ سے بظاہر یہ سمجھنا مقصود ہے کہ دعائی قرآن پاک کی اتنی مقدار بھی یاد کرنے کی استطاعت نہ رکھتا تھا جس سے نماز درست ہو جائے۔ اگر یہ بات بہت ہی بعید ہے کیونکہ یہ بات فرما کر کہنے کو تیار نہیں کہ ایک اعزلی میں کلام کرتے ولا شخص اتنی مقدار قرآن یاد کرنے سے عاجز ہو جائے جس مقدار سے کہ نماز درست ہو جاتی ہے۔ اور اگر انہیں کلمات کی مقدار یا اس سے کچھ نادر قرآن پاک سیکھ لیتا تو کافی تھا۔ کہتے ہیں یہ شخص ابھی اسلام لایا ہی تھا کہ نماز کا وقت ہو گیا استیقامت میں قرآن پاک یاد کرنے کو مجاہد تھے اس لیے آپ نے اسے یہ کلمات سکھائے مگر اس سے بھی وہ استیقامت و تدبیر نہیں ہوتا تھا لہذا چاہئے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک کا آٹھ حصہ یاد کرے جو اس کے لیے فرد کا کام ہے احوال و امور کے لحاظ سے اور تاکہ اس کا تصور اس کے لیے واضح ہے کہ قرآن پاک کا بہت سا حصہ ایسا ہے کہ درود وظائف کے لیے بہت مناسب ہے اور اس کی ایک قسم ہے جو اس کے لیے اس مقدار کا یاد کرنا آسان نہیں ہوتا۔ لہذا ان شخص کو قرآن پاک کی ایک قسم سکھائی تاکہ وہ اس میں سے ہر ایک کلمہ خزان الہی میں سے ایک خزانہ ہے تاکہ وہ شخص ان پر تلاوت کرے اور وہ اس سے بہت فائدہ اٹھائیں اپنا درود بندھے کذا قالوا واللہ اعلم۔

۳۔ کہ حمد و ثناء بکبیر و تجید پر مشتمل ہیں۔

۴۔ یعنی حضرت حق تعالیٰ سے دعا اور دعا کی جگہ پر دعا مانگنا اور دعا مانگنا ہے۔

۵۔ یہ سوال و جواب اور سوئے انصاف کی چیز کو ظاہر کرتا ہے کہ اس میں مرد و عورت سب کے لیے ہے۔

۶۔ جاہلیت کی تھی نہ کہ محبت نماز کے لیے قرآن سیکھنے کی طلب کی تھی۔

۷۔ یعنی اس شخص نے اشارہ کیا کہ میں نے ان کلمات کی یاد رکھی ہے جو کہ میں نے قرآن میں سیکھی ہیں۔

۸۔ اسے بڑی حفاظت سے رکھتے ہیں۔ اسی بنا پر مدون باقرن سے نقل فرماتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

۹۔ آدمی تھا کلام کا ظاہر سیاق بھی اسی میں ہے اور اس کا مورد ہے۔

۱۰۔ اور ہر کتاب ہے کہ اشارہ کرنے والے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ نے اس مرد کو عطا فرمایا۔

۱۱۔ اور زبان کی بجا آوری کے لیے بطور تفسیر اشارہ کیا ہوا اور جب آپ نے دیکھا کہ یہ مرد حفظ کر رہا ہے اور قرآن کی



تاکہ یہ دیم نہ پڑے کہ یہ کلمات بھی قرآن میں سے ہیں۔  
 امام تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر کوئی شخص ظاہر حدیث پر نظر کرتے ہوئے یہ گمان کرے کہ یہ جواب نماز میں ہوتا تھا تو ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ یہ فعل نماز میں ہوتا تھا فرض نماز میں نہ ہوتا تھا۔ جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمات کی نماز ادا کرتے تو ایت رحمت پر نہ پہنچتے مگر وہاں رک کر رحمت طلب کرتے اور عذاب کی آیت پر نہ پہنچتے مگر وہاں رک کر عذاب سے پناہ مانگتے اور کسی نے بھی ان نمازوں میں یمن میں جہر کیا جاتا ہے فرض نمازوں میں روایت نہیں کیا تو رپشتی کا کلام ختم ہوا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

خواتین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ

میں تشریف لائے اور ان کے ساتھ اول سے آخر

تک سورتہ الماعل پڑھی صحابہ کرام کا ہوش رہا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث سنی

بنی ہاشمہ علیہم السلام سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

ابو بکر سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

ابو بکر سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

ابو بکر سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

ابو بکر سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

ابو بکر سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

ابو بکر سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

ابو بکر سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

ابو بکر سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

ابو بکر سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

ابو بکر سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

ابو بکر سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

ابو بکر سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

ابو بکر سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

ابو بکر سے کہ میں نے یہ حدیث سنی

۱۱/۲۲ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَصْحَابِهِ

فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُورَةَ الرَّحْمَنِ مِنْ

أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا فَسَكَنُوا فَقَالَ لَعَدُو

قَرَأْتَهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ لَكَأَنَّ

أَحْسَنَ مَرْدُودًا مِنْكُمْ كُنْتُ كَلْبًا

أَيْتُ عَلَى قَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُ يَا أَيُّهَا

مُتَكَبِّرَانِ قَالُوا لَا يَشْعُرُونَ بِشَيْءٍ مِنْكَ

لَبَنَّا نَكُذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ

غَرِيبٌ

۱۲ یعنی وہ رات جس میں جنات میرے پاس آئے اور محمد پر ایمان لائے اور ان کے لئے جنت میں سے

میں سے ہوئے۔

۱۳ یعنی جنات جواب دینے اور اللہ کا فرمان قبول کرنے میں تم سے بہت بڑھ کر تھے اور ان کا حق یہ تھا کہ

ہے کہ جواب سلام کو رد سلام کہتے ہیں۔ رد کا معنی واپس کرنے کا آتا ہے اور مردود صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں

رد اور مردود آ۔ اس کے بعد جنات کے اپنے جواب کا ذکر فرمایا۔

۱۴ یہ انہوں نے جنات کو خطاب ہے۔



## الفصل الثالث

## تیسری فصل

عَنْ شُعَاذِ بْنِ حَبَّادٍ الْبَجَلِيِّ  
قَالَ إِنَّ رَجُلًا مِّنْ بَطْنِ بَنِي إِسْرَءِيلَ  
أَنَّهْ نَكِسَ رَمْلًا مِّنْ رَّسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ فِي الْقُبُورِ إِذَا ذُكِرَتْ  
فِي الْأَقْبَتَيْنِ يَلْتَمِسُ مَعَنَا فَلَا أَكُونُ  
أَلَيْسَ أَمْرٌ كَرًّا ذَلِكَ حَتَّى

حضرت معاذ بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے ان کو  
خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
دیکھا کہ آپ نے قبر کی دو نزل رکعتوں میں اذانوں  
پڑھی یہ مجھے خبر نہیں کہ آپ بھول گئے یا عمدًا  
پڑھی

(دَعَا أَبُودَاوُدَ)

(البرادور)

اے حضرت معاذ بن عبد اللہ البجلی ہم کی پیش اور صاکی زبر کے ساتھ تابعی مدنی تھے ابن سعد نے ان کو اہل مدینہ  
کے طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ شاہم میں وصال فرمایا۔

۱۱ شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اپنی شرح میں فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ آپ نے بیان جواز اور یہ بات بتانے کے لیے  
کہ ایک ہی سورہ کو دو رکعتوں میں پڑھا کرتے تھے بھی اصل سنت ادا ہو جاتی ہے۔ عمدًا اسے پڑھا۔ شیخ ابن حجر کا کلام  
متم ہوا۔

۱۲ ائمہ و مکتبہ کے اہل علم نے یہ سورہ بار بار سننے کا اتفاق کیا ہے کہ اس سورہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول وارد ہے  
فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ فَمَنْ يَعْمَلْ شَرًّا يَرَهُ فَمَنْ يَعْمَلْ شَرًّا يَرَهُ فَمَنْ يَعْمَلْ شَرًّا يَرَهُ  
اور جو ایک دن برابر پڑھا کرتے تھے گا اسے بھی دیکھ لے گا۔ ماحرین کو یہ کلمات بار بار سنانا مفید تھا کہ یہ کلمات و عدد وید  
کا اہم کتبہ ہیں اس لیے تاکید و تہذیب سے پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کی  
خان میں لایا اس نے یہ درجہ کیا کہ کیا تھا میرے لیے کیا روکھے کافی ہیں کہ یہ شخص نقیبہ ہے۔ گویا تمام علم فقہ ان دو  
جملوں میں سمیٹا ہے۔

عَنْ شُعَاذِ بْنِ حَبَّادٍ الْبَجَلِيِّ  
قَالَ إِنَّ رَجُلًا مِّنْ بَطْنِ بَنِي إِسْرَءِيلَ  
أَنَّهْ نَكِسَ رَمْلًا مِّنْ رَّسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ فِي الْقُبُورِ إِذَا ذُكِرَتْ  
فِي الْأَقْبَتَيْنِ يَلْتَمِسُ مَعَنَا فَلَا أَكُونُ  
أَلَيْسَ أَمْرٌ كَرًّا ذَلِكَ حَتَّى

حضرت شُعَاذِ بْنِ حَبَّادٍ الْبَجَلِيِّ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں بیشک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز  
پڑھی تو دو نزل رکعتوں میں سورہ بقرہ پڑھی۔  
(ہاک)

۱۳ یعنی حضرت مردہ بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بن اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ قرشی اسدی ہیں۔ اکابر تابعین سے ہیں





الحمد لله الذي هدانا لهذا... اور ہم جمعی ہیں اس کے معنی میں آتا ہے۔

سیدنا عن عبد بن حماد عن محمد بن عمار عن عبد بن شیبہ سے روایت ہے کہ والدہ اپنے

امام سے رخصت کرتے ہیں تو فرماتے ہیں منسل کی کوئی

چھوٹی بڑی سورۃ اس میں جو میں نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سنی ہو جس سے آپ عرض

تھیں میں لوگوں کی امانت کرتے تھے۔

(ماکث)

حضرت ابوالفضل بن عیوب بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب میں ہم ان الفاظ

پڑھی۔ نائی نے اسی حدیث کو ترمذی اور مالک روایت کیا۔

(کیونکہ عبد اللہ بن عیوب کا بھی ہے)

ابن ماجہ اور ابوداؤد نے اس حدیث کو (ماکث الصلوات)

نہایت اچانک سے روایت کیا ہے۔ اور ابوالفضل بن عیوب نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں پڑھتے ہوئے سنا۔

زمرہ میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں پڑھتے ہوئے سنا۔

یہ حدیث صحیح ہے، لیکن اس حدیث میں ابوالفضل بن عیوب نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں پڑھتے ہوئے سنا۔

## باب الرکوع

حبیب اللہ بن ابی نعیم نے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں پڑھتے ہوئے سنا۔

ابن ماجہ اور ابوداؤد نے اس حدیث کو (ماکث الصلوات)

ابن ماجہ اور ابوداؤد نے اس حدیث کو (ماکث الصلوات)

ابن ماجہ اور ابوداؤد نے اس حدیث کو (ماکث الصلوات)

ابن ماجہ اور ابوداؤد نے اس حدیث کو (ماکث الصلوات)

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے

ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں پڑھتے ہوئے سنا۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله

وَالسُّجُودَ قَوْلًا رَافِعًا لَدُنْكُمْ مِنْ  
بَعْدِي -

دُشْتَقُّ عَلَيْكَ

(بخاری و مسلم)

۱۱۔ جیسا کہ سنت میں آیا ہے اور باب منفۃ الصلوٰۃ میں مگر

۱۲۔ یعنی تم لوگ جو کچھ کرتے ہو وہ مجھ سے پرشیدہ نہیں سال کہ شرح باب منفۃ الصلوٰۃ کا ترجمہ غرضی کی گزری۔

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں۔

۱۳۔ وَحَنِ الْبِرَاءِ قَالَ كَانَ مَرْكُوعًا  
الْثَّيْبِي مَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ  
سُجُودًا وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَإِذَا  
رَفَعَ مِنَ التَّكْوِيمِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَ  
الْقُعُودَ قَرْنًا مِنَ السَّوَاءِ -

دُشْتَقُّ عَلَيْكَ

حضرت براء سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں  
اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور سجدہ اور دو سجدوں کے  
درمیان کی نشست اور سجدہ رکوع سے سجدہ تک  
میں اٹھ کر قیام اور بیٹھنے کے قریب کیا یہ تھا  
بعض اوقات کہ وہ قیام و سجدہ کے درمیان تھا

(بخاری و مسلم)

۱۴۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور سجدہ  
یہ کہ جس میں قرائت کرتے تھے اور براء نے ان بیٹھنے کے وقت  
وہ قیام جس میں آپ قرائت کرتے تھے یہ سجدہ تک پہنچتا تھا  
بھی لمبا ہوتا تھا ان کے علاوہ باقی ارکان رکوع، قیام، سجدہ، قیام، سجدہ  
ہوتے تھے۔

سُجُودًا

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام و قعود بھی رکوع کے  
کہ جب آپ قیام کیا کرتے تو ان ارکان کو بھی عام اور خاص  
ان ارکان میں بھی تخفیف کرتے اور نماز کے قیام ارکان میں  
سجود قیام و قعود کے برابر ہوتا تھا۔ ان نماز صرف اور صرف  
نارمین نے اس کی بھی ہی تاویل اس میں کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔ اس کا  
مفہم بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

سُجُودًا

۱۵۔ وَحَنِ الْبِرَاءِ قَالَ كَانَ مَرْكُوعًا  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا رَفَعَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهَ

۱۶۔ وَحَنِ الْبِرَاءِ قَالَ كَانَ مَرْكُوعًا  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا رَفَعَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهَ

سمیع اللہ من بعدہ کہتے تو کھڑے رہتے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ آپ کو دم ہو گیا پھر سجدہ کرتے اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ آپ کو دم ہو گیا۔ (مسلم)

لَمَنْ سَمِعَهُ نَادَاهُ حَتَّى يَقُولَ هَذَا أَوْ هَمَّ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى يَقُولَ قَدْ أَوْفَعْتُ رِقَاعًا مُسْلِمًا

اے ازیم ہنرہ! اور ہاکی زبیر اور وادساکن کے ساتھ یعنی آپ کھڑے رہتے اور بہت دیر کھڑے رہتے یہاں تک کہ ہم سمجھتے کہ آپ نے پہلی رکعت ترک کر کے ازیم ہنرہ کو قیام شروع کر دیا ہے۔ بعض نے اس لفظ کی تفسیر بیان سے کی ہے مگر اس تفسیر میں لغت کے اعتبار سے کلام و اعتراض ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدہ میں یہ الفاظ زیادہ کہتے تھے۔ الہی اے ہمارے رب تو پاک ہے تیری حمد ہے ضایا مجھے بخش دے۔ قرآن پڑھ کر رہتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَفْهَمُ أَغْنِيَنِي بِمَا قُلْتُ الْقُرْآنَ

(بخاری و مسلم)

دُ مَنَّ قَوْلُ عَلَيْهِ

اے یعنی آپ اس تسبیح و استغفار سے قرآن کی مراد بیان کرتے تھے کہ قرآن میں فرمایا تسبیح محمد بنک و استغفرہ کہ اس تسبیح و استغفار کے بعد اپنے پیچھے گار کی جگہ سے تسبیح کی کہ اس سے استغفار کریں یعنی رکوع و سجدہ میں کیونکہ حضور و شروع کے لحاظ سے رکوع و سجدہ میں سے اعلیٰ حالت ہے۔ دوسری امامیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تسبیح و استغفار کے بعد کی تسبیح و استغفار کہتے تھے۔ علامہ نے بیان کیا ہے کہ یہ تسبیح و استغفار ذکر کا سلسلہ آخر عمر شریف میں جاری کرتے تھے۔

انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع و سجدہ میں کہتے تھے۔ پاک ہے بے عیب ہے فرشتوں اور رسول کا سبب ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَفْهَمُ أَغْنِيَنِي بِمَا قُلْتُ الْقُرْآنَ

(مسلم)

دُ نَعَا مُسْلِمًا

اے نبی کریم! وہاں وہاں کے صوفیوں نے کہا کہ یہ تسبیح و استغفار کے بعد کی تسبیح و استغفار کہتے تھے۔ علامہ نے بیان کیا ہے کہ اس تسبیح و استغفار کے بعد کی تسبیح و استغفار کہتے تھے۔ علامہ نے بیان کیا ہے کہ اس تسبیح و استغفار کے بعد کی تسبیح و استغفار کہتے تھے۔

کہتے ہیں روئے اک فرشتے کا نام ہے جو ابدی طور پر مقرر ہے۔ یہاں تک کہ اس شخص نے دنیا سے الگ ہو کر جہنم میں نہیں جاتا۔  
روئے اک کہہ کر ایک اور بیان ہے جس کی بڑی قدر ہے۔

۸۱۳ وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَافِرُ

نُهِنْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا

فَأَمَّا الزُّكُورُ فَعَزَّوْا بِهِيَ الْحَبَشَ وَأَمَّا

النِّسَاءُ فَاجْتَمَعُوا فِي الدُّعَاءِ فَقِيلَ أَنْ يَسْتَجَابَ لَكُمْ

دُعَاؤُكُمْ مَسْلُوحًا

۸۱۴ وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَافِرُ

نُهِنْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا

فَأَمَّا الزُّكُورُ فَعَزَّوْا بِهِيَ الْحَبَشَ وَأَمَّا

النِّسَاءُ فَاجْتَمَعُوا فِي الدُّعَاءِ فَقِيلَ أَنْ يَسْتَجَابَ لَكُمْ

دُعَاؤُكُمْ مَسْلُوحًا

۸۱۵ وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَافِرُ

نُهِنْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا

فَأَمَّا الزُّكُورُ فَعَزَّوْا بِهِيَ الْحَبَشَ وَأَمَّا

النِّسَاءُ فَاجْتَمَعُوا فِي الدُّعَاءِ فَقِيلَ أَنْ يَسْتَجَابَ لَكُمْ

میں نے کبھی نہ سنا کہ اللہ جل جلالہ نے قرآن پڑھنے سے منع فرمایا تھا اس حالت کے لیے وظیفہ عبادت کی

۲۵ کیونکہ حالت سجدہ میں مخصوص قرین نصیب ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان۔ بے شک میں قریب ہوں دعا کرنے والے کا دعا قبول کروں گا۔

واضح ہو کہ دعا و محکم ہے۔ ایک وہ دعا جو ثنا تجید و تجرید تقدیس پر مشتمل ہے کہ بندہ پڑھتا ہے اور پروردگار تعالیٰ تقدیس کی حمد و ثنا اور درگاہ عزت و جلال کی ستائش کرتا ہے۔ دوسری قسم دعا ہے طلب و سوال ہے کہ بندہ طلب و دعا کی غرض سے اسے پڑھتا ہے اور مال کی درگاہ عزت و جلال سے اپنے مقاصد مانگتا ہے۔

علماء فرماتے ہیں حضرت کریم وصاب کا مدح و ثناء درحقیقت اس لیے طلب و سوال ہے اور میں دعا کا حکم کثرت سے لکھنے میں شریک ہوں۔ وہ کہوں کہ ہم کی دعا کو مثال ہے۔ یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ حقیقہ جو ذکر پر کفایت کرتے ہیں اور ہر ایک دعا کے لئے اس کے لئے کوئی اور دعا کی جگہ نہیں ہے۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ نذرہ پیا جیسے کہ تعظیم اور ذکر حق میں خلص ہوتا کہ وہ حدیث میں شریفہ ذکر می عن مسنی اعلیٰ انقل و اعلیٰ السالین ترجمہ ہے کہ جو ذکر کرتے ہیں ان کے لئے ان کو سوال کرنا ہے افضل اور بڑھ کر دیتا ہوں کے مطابق

اور حج و عمرہ کی سعادت اختیار ہے کہ وہ اصل میں حرم و ماکہ کے ظہور کو بجا آوری کرتے اور فرائض و تسبیحات پر کفایت کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
 قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیب  
 لہام من اللہ میں خدا کے تم لہام میں ملک الحمد کہو  
 لیکن کلام آخر شریعت کے کلام کے موافق ہوگا اس  
 کے ذریعے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

عَفَا لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَتَتَابَعَهُ  
(مُتَّبِعٌ عَلَيْهِ) (بخاری و مسلم)

۱۰۰ باب امر بنی السلوۃ فی الفضل الذی فیہ من باریہ فی عالم الغریب ہے۔

٨٥ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى  
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ ظَهْرَهُ مِنَ الزُّكُوفِ  
قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِبَنِّ حَمْدِهِ الْفُكْمَ  
رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَمِلَا السَّمَوَاتِ وَ  
مِلَا الْأَرْضِ وَمِلَا مَا شِئْتَ مِنْ  
شَيْءٍ بَعْدُ -

رَدَّاهُ مُسْلِمٌ

۱۵۔ یہ حضرت عبداللہ اور ان کے باپ دونوں صحابی ہیں۔ حدیث میں ان کے بارے میں شریک ہے۔ ایدہ یہ آخری صحابی ہیں جو کوفہ میں شہید ہوئے۔

۵۲ یعنی اتنی مقدار بھرنے کے ساتھ جو تو اس کے بعد ممکنات محدودہ کو پیدا کرے گا۔ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ امام تیسیم و تہجد دونوں کو جمع کر سکتا ہے۔ جس تک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے۔ سو وہ اس میں کلام گزر چکا ہے۔

٨١٧  
وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ إِذَا سَأَلَ تَوَلَّاهُ مِنَ الرُّكُومِ  
قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَمِلَادُ  
السَّمَوَاتِ وَمِلَادُ الْأَرْضِ وَمِلَادُ مَا  
شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلُ الْمَنَاءِ  
وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُنَّا  
لَكَ عَبْدُ اللَّهِ لَا مَلِكَ لَنَا أَطِيعُ  
وَلَا مُعْطَى لَنَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ  
ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ -

دَعَاكَ مُسْلِمٌ

۱۷ بعض روایات میں وَلَا تَقْنِیْتُہِمْ بھی آیا ہے یعنی اس چیز کو کوئی روئیں کہہ سکتا ہے تو کسی کے مقدار



یہ کر دے۔

۱۷۔ کتبہ بمعنی بخت و مال و مصلحت اور تو گھری اور بے نیازی کے معنی میں بھی آتا ہے۔ بعض جہد سے داد و مرا دیتے ہیں یعنی اسے اللہ تیرے نزدیک کل اس تیرا فضل فائدہ دیتا ہے نسب فائدہ نہیں دیتا۔ ایک رعایت میں جہد جم کی زیر سے بھی آیا ہے۔ یعنی کوشش اور دنیا کی حرص اور دنیا کا مال و متاع جمع کرنا۔ یا بمعنی تیرے غلاب سے بھاگنا۔ یعنی بندے کی کوشش۔ اس کی دنیا کی حرص۔ اور مال و متاع جمع کرنا تیرے مقابلے میں کچھ نفع نہیں دے سکتا یا تیرے غلاب سے بھاگنا کچھ نفع نہیں دیتا۔

حضرت رفاقہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے  
تھے جب آپ نے اپنا سر مبارک رکوع سے اٹھایا تو سمع اللہ  
لن حمد و کہنا آپ کے پیچھے ایک شخص نے کہا سُبَّانَا وَكَانَ الْحَمْدُ  
لَهُمَا کَثِیرًا اُطِیْنَا بِمَا کُفِیْنَا اے ہمارے رب تیرے ہی لیے حمد  
ہے بہت طویل برکت والی حمد جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا  
کہ ابھی کس نے یہ کلمات کہے وہ بولائیں نے آپ نے فرمایا  
میں نے جہاد میں شرکتوں کو دیکھا کہ وہ جلیجی کر رہے  
ہیں کہ پیسے کون کھسے۔

(نماری شریف)

۱۴ حضرت سقاہ بدیع الدین انصاریؒ فرماتے ہیں۔ ان کے باب نقباء انصار میں سے ہیں بلکہ ہم میں فوت ہوئے۔  
 ۱۵ یعنی فرکات میں شفا بخیر رہا ہے پاک محمد  
 ۱۶ یعنی ان لوگوں کے لئے کہ بدولت ہر کان پڑھتے اور زیادہ ہونے والی۔  
 ۱۷ یعنی ان کلمات کا فضیلت و تلمیح و تہلیل کی قبولیت کا وجہ ہے۔

## دوسری فصل

حضرت ابن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کی غائے درست نہیں ہوتی جب تک کہ رکوع و رکود

عَمَّا وَ عَنْ رِفَاعَةَ ابْنِ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ  
لَقِيْتُ دِرَّاهِمَ الشَّيْخِ سَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّفْعَةِ  
قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَالَ  
نَجِلٌ وَرَأَوْهُ رَكِبًا وَ لَكَ الْحَمْدُ  
عَنْهُ كَوْنًا وَلَيْسَ مُبَابُكَ فِيهِ فَلَمَّا  
انْفَرَّتْ قَالَهُ مِنَ التَّكْلِيمِ لَنَا قَالَ لَنَا  
عَالِمَايَتُ وَنُصَحِيَّةٌ وَ قُلُوبٌ مَلِكًا  
فِيكَ وَنُصَحِيَّةٌ لَوْ هُوَ يَكْتُمُهَا أَوَّلُ  
حَايَاكَ وَنُصَحِيَّةٌ لَوْ هُوَ يَكْتُمُهَا أَوَّلُ

المجلد الثاني

كَلَّمَ عَنْ آيَاتِهِ وَتَشَارَعُوا الْإِنْفِصَالِ قَالَ  
كَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا تُجِزُوا مِلَّةَ الرَّسُولِ حَتَّى يُقَيِّدَ





أَوْنَاهُ فَوَاقِي سَعْدٍ لِقَائِي فِي سَعْدِي  
سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى فَلَمَّا صَلَّيْتُ  
فَقَدَّرَ لِي سَعْدِي فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ أَدْنَاهُ

سجدہ کر سچے اور اپنے سجدہ میں سچاں رہی الّا حق  
تین بار کہے تو اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ  
ادنیٰ و درجہ ہے۔

ابن ماجة قال الترمذي في  
اسناده بشيخ لا يثق عونا لم يلق

اور قرظی نے کہا اس کی اسناد متصل نہیں۔ کیونکہ ابن عمر نے ابن مسعود سے

١٠٠

۱۷ یعنی حضرت عون بن عبد اللہ بن مسعود ہمدانی آپ فقہیہ ثقہ کوئی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کے لڑکے اور عبد اللہ بن مسعود کے بھائی اور تاحی ہیں۔ آپ نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو موسیٰ سے احادیث سنی، اور ان سے حضرت مسعود و شریک و قتادہ اور ابو صفیہ رضی اللہ عنہم نے احادیث سنیین اور کبھی انہیں واداک کی طرف نسبت کر کے عون بن عقیب بھی لکھتے ہیں۔ صحابہ کرام سے ان کی غالب و اکثر روایات مرسل ہیں۔ تو بخدا کے کما کر ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کی روایات مرسل ہیں۔

کمال کا معنی ہے۔ کمال سے مراد وہی درجہ کمال مراد ہے۔ درجہ اول کمال صرف ایک بار کہنا ہے تین بار کہنا  
کمال میں اضافہ ہے مگر یہ لغو کلامی ہے۔ کمال کا اعلیٰ درجہ پانچ یا ریاضت بار کہنا ہے اور اتھارٹے کمال کے لیے  
کوئی حد نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ کمال کا درجہ کمال قرار دیا ہے۔ اور بعض نے اعلیٰ درجہ اسے قرار دیا ہے کہ اتنی دفعہ  
پڑھے کہ سب کو یاد آئے۔ لیکن نئے قرآن مجید کی تعلیم کے لیے کمال کا معیار ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
بعض بات کرتے تھے۔ گرامر کے لیے مقدمہ لیں کہ حال کی رعایت کرنا ضروری ہے۔ یہی تفصیل سجدہ کی تسبیح میں  
کا ہے۔

یعنی اور خطاب کی آیت پر پہنچے مگر نہیں آئے اور  
(خطاب سے) اپنا نہ مانگے۔

اسے ترغی۔ ابو داؤد، دارمی۔ نسائی  
اور ابن ماجہ نے اس کا ایک روایت کیا اور  
ترغی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَسَالَ وَمَا آتَى عَلَى آيَةٍ هَذَابٍ  
إِلَّا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ وَ  
الْذَايِرِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ وَابْنُ  
مَاجَةَ إِلَى قَوْلِهِ إِنْ كَانَ عَلَى وَفَّالٍ  
التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ يَصِحُّ۔

۱۷ آپ کبار صحابہ میں سے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب راز ہیں۔ انہیں منافقین کا علم تھا۔

۱۸ اور لفظ ما آتٰی علی آیت رحمۃ تا آخر کا ذکر نہ کیا۔

۱۹ بعض روایات میں یہ حدیث صلوٰۃ میں آئی ہے۔ جیسا کہ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۸۲۲ عَنْ عَوْنِ ابْنِ مَرْكَبٍ قَالَ قُتِبَ  
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَوْا مَكَّةَ تَذَارَا  
سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَيَقُولُ فِي ذِكْرِهَا  
سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ  
وَالِكِبَرِيَّاءِ وَالْعَظَمَةِ۔

حضرت عون بن مکرکب سے روایت ہے  
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
مکہ کو پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ  
مکہ کو دیکھو تو سورۃ البقرہ پڑھو اور کہو  
سبحان ذی الجبروت والملكوت والکبریاء والاعظمۃ۔

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۱۷ آپ صحابی اجماعی ہیں۔ رضی اللہ عنہما شیخ باہرہ دکنی شریف شریف ہیں۔ حدیث میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
مکہ کے دن قبیلہ اشج کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ شام میں مکرنت اقلید کی آمد۔ ان کا جھنڈا بھی آپ کے ہاتھ میں تھا۔  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما سے امامیہ روایت کی گئی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
حضرت جابر حضرت ابہریرہ اور حضرت مقدام بن مدکرکب اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے۔  
رضی اللہ عنہم۔

۱۸ بعض نے کہا ہے کہ اگر آپ کے ساتھ نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ اور جو نماز کو پڑھ کر رکھ دے۔  
۱۹ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رکوع میں اتنی مقدار پڑھتے کہ ان میں سورۃ جہ پڑھ سکتے تھے۔

جیسا کہ ذکر کتب میں آیا ہے یہاں ایک تامل کی ضرورت نہیں جو رکوع کو قیام کے ساتھ برابر کہنے کے ساتھ کیا جاتی ہے کہ یہ برابری اور سلمات ٹکرائی رکعت میں ہوئی تھی کہ حضرت بلالؓ کی حدیث میں فصل اول میں گزر چکا ہے۔

۱۱۳ وَ عَنْ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ  
الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ يَقُولُ مَا مَلَكَتْ  
وَرَأَاكَ أَحَبُّ بَعْدَ سُؤْلِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْبَهَ صَلَوةً  
بِصَلَوةٍ سُؤْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مِنْ هَذَا الَّذِي يَعْنِي عُمَرُ  
ابْنُ حَبِيبٍ الْقَوْدِرِيُّ قَالَ فَعَزَّزْنَا زَكَاةً  
عَشْرَ قَبِيحَاتٍ وَ سُبُوحَةً عَشْرَ  
سَبِيحَاتٍ -

حضرت ابن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے  
سنا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے  
پچھے نماز نہ پڑھی جس کا ناس جوان (عمر بن عبد العزیز  
رضی اللہ عنہ) کے مقابل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے  
زیادہ مخایہ ہو۔ آپ نے فرمایا ہم نے ان کو  
رکوع میں دس تسبیح اور سو میں دس تسبیح کا اندازہ  
لگایا۔

(البوداؤد)

(نسائی)

دَرَوَاكُ أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ

۱۲۰ غیر مجیم کہش اور بالکل زبر کے ساتھ مراد حضرت سعید بن جبیر ہیں جو تابعین میں سے ہیں۔ ان کے حالات  
دوسری جگہ احاطہ تحریر میں آچکے ہیں۔ اور جابج غلطی کے ساتھ ان کا قصہ بڑا شہید ہے۔ (جو اکمال میں درج ہے)  
۱۲۱ یعنی اللہ تعالیٰ کہ ہم لوگ دس تسبیح رکعت میں اور دس تسبیح سجدہ میں کہہ لیتے ہیں۔ اتنا وقت وہ رکوع اور  
سجدہ میں صرف کرتے تھے۔ اس کا بیان بھی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بھی یہی تھا۔

۱۲۲ وَ عَنْ عَمْرِو بْنِ قُتَيْبٍ قَالَ إِنَّ خَدِيجَةَ  
نَافِیَ تَعْلَمُ لَا تَسْتَقْبِلُ زَكَاةً وَ لَا  
سُبُوحَةً طَلَبَتْ فَهِيَ صَلَوةٌ دَعَاكَ  
قَالَ أَبُو سَلَمَةَ شَرَفًا صَلَوةٌ مَسَالٍ  
وَ كُنْتُ سَمِعُ قَالَ وَ قَدْ شَرَفْتُ مَسَالٍ  
غَيْرَ الْمَطْرُوقِ الَّذِي قَالَ اللَّهُ مُصْعَدًا  
مَنْ رَفَعَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
(بَدَاةُ الْمَسَاجِدِ)

۱۲۳ حضرت شقیق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ  
بیشک حضرت خلیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنا رکوع  
و سجدہ پڑھ کر کرتا تھا جب اس نے اپنی نماز مکمل کی تو اسے حضرت  
خلیفہ نے بلایا اور فرمایا تو نے نماز نہیں پڑھی راوی کہتا ہے  
مجھے گمان ہے کہ حضرت خلیفہ نے اسے یہ بھی کہا کہ اگر  
تو مرا تو اس طریقہ کے خلاف کرے گا جس پر اللہ تعالیٰ  
نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔

(بخاری)

۱۲۴ یعنی حضرت شقیق بن علی رضی اللہ عنہ مشہور تابعی ہیں سے روایت ہے کہ حضرت خلیفہ نے جو کبار صحابہ

[illegible]

۳۷ یعنی یہ نماز صحیح نہیں ہے جو کہ نے ادا کی ہے۔ شفیقہ کاکہ یوسف بنی بنی علیہ السلام

۷۷ یعنی اگر تو اس قسم کی غلطی سے قریب کرتے ہے تو بغیر مرگیا تو خلافت منقطعہ اطراف ریاضہ حقین اجتماع جسے خلاف مرگیا جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلا کیا ہے۔ اس میں شک کو جاؤ کہ یہ لڑا لڑا کوئی نہ ہو تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں

مَالِ الْفَالِاحَاتِ

۸۲۵ وَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أَرْبَعُ شَيْئَاتٍ أَنْ تَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْمُحَرَّمَ الْاِسْمَ الْاَكْبَرَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

اللَّهُ مَلِكٌ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَأَمَّا الْفُلُ فَأَنزَلْنَاهُ ذِكْرًا لِّعِبَادِنَا إِنَّهُ لَكَبُورُ الْقُرْآنِ

[illegible]

صَوَّبَ قَاتِلَا يَا رُسُوْلَ اللهِ وَبَيَّنَّ

یَسِّرْ لَنَا مِنْ صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَمَسَّ دُلُومَنَا

ولا سجودها -

د نقادہ امتداد میں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ یہ سب کچھ کس کے لئے ہے؟

۱۰۔ تو یہ شخص اس انسان کی طرح ہے جس کے ہاتھ کی پٹیا کاٹ دی جائے۔

**٨٢٧** وَ عَنِ السَّعْمَانِ بْنِ خُرَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ شَرِبَ مِنْ مَاءٍ لَمْ يَسْقِطْ فِيهِ حَبٌّ إِلَّا كَفَّرَ بِهِ عَنْ ذَنْبِهِ مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنْ ذُنُوبٍ قَدْرَ ذَلِكَ  
**١٩**

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ مَا قُبِرْتُ فِي الشَّارِبِ وَالْعَلَّيْكُمْ كَيْتُمْ رَغْبَتِي نَسْتَعِينُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ

وَالشَّامِثُ وَالْكَافُ قِيلَ إِنَّهُ يُقَالُ لَهُ

فِيهِمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَلَمُ يَكُنْ لَهُمُ الْخُزَايِنُ ذُو الْجَوَارِ الْهَارِ

أَعْلَمُ قَالَ مِنْ كَيْفَ بَشَرٍ وَكَذَلِكَ قَالَ كَرِيمٌ أَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْهِ

حُقُورَتِ وَأَسْمُوهُ الشَّيْطَانُ الْمَكْرُورُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتابخانه عمومی

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا نَالِ الْغَاثِ وَالْفَاطِثِ

و کتب و خطوط و احادیث و تفاسیر

الدائري

marfat.com

manat.com

اے نعمان لون کی خوش آواز سن کر اس کے ساتھ بڑی میم کی پیش اور سا کی زبرد اور فدی کے ساتھ آپ (حضرت نعمان بن مرہ) آجی تھے ہیں۔ انصار بھی بعض نے ان کو فخر مہایں کیا ہے مگر یہ دہم ہے حق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں اور ان کی امارت پر مل ہیں۔

۲۵ کہ ان کی مثالہ نافرمانی کس نوعیت اور کس درجہ کی ہے

۱۰۰۰ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شرابی، نرانی ادبِ محمد کے بارے میں صحابہ کا راستے دریافت کرنا شراب نوشی، زنا کاری اور چوری کے بارے میں آیات نازل ہونے سے پہلے تھا۔ ظاہراً روئے کے اس قول و بیان کا فائدہ وہ سوال کا بیان ہے۔  
یہ کہ حدود کے نازل ہونے کے بعد تو ای مذکورہ افعال جو کہ قبیح تر، شنیع تر اور بدتر ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہا۔  
واللہ اعلم

۴۷۔ لواحقین ملائکہ ان گناہوں کو کہتے ہیں جو بھونٹ قبیح ہوں اور ان کا بدی حبیب سے تجاوز کر چکی ہو۔

بَابُ السَّجُودِ

باب السجود وفضله

## سجدہ اور اس کی فضیلت کا باب

یعنی یہ ایک کیفیت ہے جو ہر مادی کا فیضیت کے مطابق ہے۔ جو اس کا افعال میں متغیر ہے۔ ہر زمین پر رکھنا، فرد متغیر  
رکنا اور غیر متغیر رکھنا، ان میں سے جو ہر مادی کا متغیر ہے۔ ہر زمین پر رکھنا۔

پیشی فضل

الفصل الأول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔ پیشانی پر دونوں ہاتھوں پر دونوں گھٹنوں پر اور دونوں قدموں کے کناروں پر اور یہ کہ جم کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹوں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ ﷺ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ  
 كَانَ أَشَدَّ كُلِّ شَيْءٍ سَعَةً أَوْ طَوِيلًا  
 عَلَى الْجَبَّةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ  
 وَالْأُظْفَارِ الْقُدَمَيْنِ وَلَا تُعْصِفُ  
 الْيَتَابَ وَلَا الشَّعْرَ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۱۔ کہ ان تمام اعضا کو سجدہ میں زمین پر رکھنا چاہیے۔ ایک روایت میں سجدہ کے بجائے دبر کا اظہار ہے۔ اور ایک روایت میں جبہ (پیشانی) کے ساتھ انہی یعنی ناک کا ذکر بھی آیا ہے۔ اسی بنا پر اکثر ائمہ اس طرف گئے ہیں کہ ناک اور پیشانی دونوں زمین پر رکھنی چاہئیں۔ اور ان دونوں کے بغیر سجدہ روا نہ ہو گا۔ مذہب حنفی میں پیشانی اور ناک دونوں سے سجدہ کرنا افضل ہے اور اگر ان دونوں میں سے ایک سے کریں تو بھی کافی ہے۔ پس اگر صرف پیشانی سے سجدہ کریں تو حضرت ام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے یعنی اللہ عنہم کے نزدیک ایک روایت میں بالکراہت جائز ہے۔ اور اگر صرف ناک سے سجدہ کریں تو صاحبین کے نزدیک جائز ہے۔ اور امام صاحب سے ایک روایت میں صرف ناک سے سجدہ جائز نہیں ہے اور ایک دوسری روایت میں جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ ہاں ہاتھوں اور زانوؤں کا زمین پر رکھنا غصیہ اور شافیہ کے نزدیک سنت ہے۔ اور ابو الیث قرطبی ہیں۔ اگر زانو زمین نہ رکھے تو سجدہ جائز نہ ہو گا جیسا کہ شرح ابن ابراہیم رحمہ اللہ میں ہے۔ اور پانچوں سے بارسے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر دونوں اٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور ایک پاؤں اٹھائے رکھا تو نماز مکروہ ہوگی۔

۱۲۔ جیسا کہ بعض لوگ سجدہ میں جاتے وقت کچھ سے بچتے ہیں تاکہ ظلمت لگنے میں سراج یا ہاتھوں کی حرکت کے طور پر ایسا کرتے ہو یا دامن بھاڑتے ہیں۔ اور بعض لوگ کمر باندھتے ہیں۔ اور کھڑکے دروازے میں داخل کرتے ہیں۔ ان سب امور کو بھی اس میں داخل کیا گیا ہے۔ اور بعض نمازیں کمر باندھنے کو محتجب میں کہتے ہیں۔ بعض اسے مکروہ قرار دیتے ہیں۔ بالوں کو بھیٹنے کا مطلب ہے کہ انہیں دستار کے نیچے جمع کیا جائے بعض نے کہا مکروہ یہ ہے کہ انہیں گوندا جائے اور کسی چیز کے ساتھ باصدا جائے اور گرہ لگائی جائے۔ اگر ان امور میں سے کچھ سے بچنا چاہیے تو کراہت نہیں ہے۔

۱۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُكُمْ فِي

السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطُ أَحَدُكُمْ فِدْلَاجَهُ

إِنْسَاطُ الْكَلْبِ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۴۔ ظاہر یہ ہے کہ اعتدال سے طہارت و کون مراد ہے۔ جیسا کہ کتب میں بھی اعتدال و کون کا کلمہ ہے۔ بعض نے کہا کہ سجدہ میں اعتدال یہ ہے کہ پشت کو زمین پر ہموار کرے دونوں ہاتھ زمین پر نہ رکھے۔ دونوں بازو زمین پر نہ رکھے اور کمر کو بازوؤں سے دور رکھے۔

۱۵۔ وَعَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّيْتُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



دو نون چھیلیں زمین پر رکھ دو نون کنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھو

سَلَّمَ اِذَا سَجَدْتَ فَصَمَّ كَلِمَتِكَ وَ اَرْفَعْ مِرْفَقَيْكَ

(مسلم)

(رواہ مسلم)

اے گریح محرموں کے لیے ہے جو تلوں کے لیے مسکے یہ ہے کہ وہ اپنے بازو زمین پر رکھیں اور اپنے پلوؤں کو ان کے ساتھ لائیں کہ یہ نیت عزت کے پردہ کے لیے زیادہ بہتر اور قریب ہے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مبارک تھا کہ جب آپ سجدہ میں جاتے تو دونوں بازوؤں کو گھم سے دور رکھتے اور ان کو ان سے الگ رکھتے آپ اتنی مقلد دور رکھتے کہ کبریٰ کا چھان کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔ یہ لفظ ابو داؤد کے ہیں جیسا کہ شرح السنۃ میں اپنے اسناد کے ساتھ مؤلف نے اس کی تصریح کی ہے اور مسلم کی روایت بھی اس کے ہم معنی ہے مگر اس کے الفاظ دوسرے ہیں احمد بن حنبلہ الفاظ یہ ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو کبریٰ کا بچہ اگر دونوں ہاتھوں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔

وَعَنْ هَيْمَوْنَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدًا جَاءَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى لَوْ أَنَّ بَلَمَةً أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ هَذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ كَمَا صَرَّحَ فِي شَرْحِ السُّنَنِ بِإِسْنَادِهِ وَلِمسَلِمٍ بِمَعْنَاهُ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدًا تَوَشَّعَتْ بَلَمَةً أَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ

اے ہیکمہ بانی زبردار ہاتھوں کے ساتھ یعنی کبریٰ یا میسر کا بچہ جسے پیرائش کے وقت سخلہ کہتے ہیں (سین کا زبردار ہاتھ) محمد کی جزم کے ساتھ اور جب وہ قدرے بڑا ہو جائے اور چلنے لگے تو اسے ہیکمہ کہتے ہیں۔  
ابن ابی شیبہ نے حدیث نبوی سے ابو داؤد کے الفاظ میں ہے جیسا کہ صاحب مصابیح نے خود ان کی تصریح کی ہے کہ یہ الفاظ ابو داؤد کے ہیں صاحب مصابیح نے یہ تصریح شرح السنۃ میں اپنے اسناد کے ساتھ کی ہے۔

۳۷ اور اس روایت میں جاتی ہیں یہ کہ الفاظ مذکور نہیں ہیں اور اس روایت میں لفظ اَرَاوُف کے بجائے لفظ تَوَشَّع کے بجائے کر کے ہے۔ اس سے مؤلف کا مقصد صاحب مصابیح پر اعتراض کرنا ہے کہ ابو داؤد کے الفاظ اصل اول میں لانا، جو کہ ضخیم کی حدیث کے لیے مرفوع و متعین ہے، مناسب نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مالک بن نجیحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ فَرَجَ بَيْنَ يَدَيْهِ  
حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطِيقِهِ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

دو ہاتھوں کے درمیان کھینچ کر رکھتے ہیں تاکہ آپ کی ابروؤں کی سفیدی ظاہر نہ ہو جائے۔  
(بخاری و مسلم)

۱۵۔ جینے والی پیش اور عاکی خرم کے ساتھ یہ حضرت عبداللہ کی بات کا نام ہے۔ مالک ان کے باپ کا نام ہے۔ اسی سے اسے تخرین سے پڑھتے ہیں۔ تاکہ لوگ یہ خیال نہ کر لیں کہ یہ مالک بن جینہ ہیں بلکہ یہ حضرت عبداللہ کی دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ اور ابن جینہ اور آپ ابن جینہ کے لفظ سے مشہور ہیں۔ آپ صحابی ہیں۔ بنی اخطب بن عبد مناف کے حلیف ہیں۔ اور بنی ہاشم سے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے دور میں ۵۴ھ اور ۵۵ھ کے درمیان فوت ہوئے۔  
۱۶۔ ظاہر یہ ہے کہ اس نماز میں کہ اس صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رکعت پر کر کے تہجد میں سے بغل مبارک کے گشت کا ظہور و نمایاں ہونا سراو ہے۔ صحابی نے یاقین البلیغ (الطی) کی سفیدی) کا لفظ اسی سے کہا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل مبارک سفید تھی جیسا کہ سالار بن مبارک گرا اور سفید تھلا بغل مبارک علی اور سیاد نہ تھا جیسا کہ دوسرے لوگوں کی ہوتی ہیں۔

طرح اربعہ علی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کا کہم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فیرتہ۔ اسے اللہ میرے سامنے گا۔ پیش سے چھوٹے

۱۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ  
سُجُودُهُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَلْفِي وَنَحْوِي  
وَقَهْ وَجَلَّةً وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَ  
عَلَانِيَتَهُ وَسِرَّتَهُ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۸۔ یعنی قیل و کثیر یا سفیر و کبیر دن حال کے کہہ کر کے ساتھ کہنے کی ایک بات ہے۔ اس کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اگر وہی دلائل و امارات سے کوئی چیز نہیں۔

۱۹۔ بعض نسخوں میں ہرہ کا لفظ غلط ہے۔ اسے اس طرح لکھا ہے۔  
۲۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَحَتِ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَيْلَةً مِنَ الْفَرَاشِ فَالتَمَسَتْ فَوْقَهُ  
فَوُيَّ عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ يَفْ

الْمُسْتَجِدُّ رَحْمَتِكَ مَتَّعُوكَ وَكَفَّلَكَ  
 اللَّهُمَّ ارْقِ أَعْوَدُ بِرَحْمَتِكَ مِنْ غَضَبِكَ  
 وَبِمَعَا فَانِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِكَ  
 مِنْكَ لَا أُخَوِّقُ مَنَاءَ عَلَيْكَ أَفْتَكَمَا  
 أَتَيْتَ عَلَى كُنْكَ

ملا میں تیری رضا کی تیری نافرمانی سے اور تیری معافی  
 کی تیری سزا سے پناہ لیتا ہوں۔ اور تیری تجھ سے پناہ  
 لیتا ہوں۔ میں تیری تعریف کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو  
 دلیسا ہی ہے جیسے تو نے خود تعریف کی تھی

وَقَاءُ مُسَلِّمًا

(اسم شریف)

۱۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا مرد کے جسم کو چھونا وغیرہ کو نہیں توڑتا۔ جیسا کہ اخاف کا مذہب ہے۔  
 ۲۔ یعنی نہوں میں سجدہ کے بجائے مسجد حیم کی رُب کے ساتھ آیا ہے یعنی سجدہ گاہ

۳۔ جیسا کہ سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔  
 ۴۔ سجدہ میں اور ٹانگہ رُب کے ساتھ یعنی نافرمانی

۵۔ یعنی تیری صفات جالیہ لطیف کے پاس تیری صفات جالیہ قہر سے پناہ لیتا ہوں۔ اس کا اور پہلے فقرہ کا معنی  
 یہاں ہے کہ جب تیرے سوا کوئی مالک و قادی نہیں تو تجھ سے تیرے پاس پناہ لینے کے سوا کوئی صوبہ نہیں۔  
 ۶۔ کہ جیسا تو عظیم و بزرگ ہے کوئی تجھے نہیں پہچانتا۔ البتہ یہ کہ بیان نہیں سکتا تو تیری شناخت کس طرح کر سکتا ہے  
 کہ اس صفت کے علاوہ کے صفات ہیں

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ  
 مَا يَكُونُ مَلَكُوتُكَ مِنْ قَوْلِهِ يَوْمَئِذٍ  
 فَاتَّخِذُوا الذِّكْرَ لَكُمْ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ اپنے رب کے  
 سامنے سے زیادہ محبوب عالم سجدہ میں ہوتا ہے تو اس  
 عالم میں کثرت سے دعا کرو

(اسم)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ  
 مَا يَكُونُ مَلَكُوتُكَ مِنْ قَوْلِهِ يَوْمَئِذٍ  
 فَاتَّخِذُوا الذِّكْرَ لَكُمْ

۱۔ ان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم کا  
 بیٹا جب آیت سجدہ پڑھتا اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان  
 اس پر لعنہ لگاتا ہے اور اس سے نفرت ہوتی ہے اس کی نفرت  
 ہاں کہ اس سے نفرت ہوتی ہے اس کی نفرت ہوتی ہے اس کی نفرت  
 کا حکم ہزاروں سجدے کا حکم یا لایا گیا ہے جیسے جنت ہے۔ مجھے

دَوَاہُ مُسْلِمٌ  
 ۳۳۶ وَ عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ  
 ابْدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوُضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ  
 فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُوَافَقَتَكَ  
 فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ  
 مُوَذَّكَ قَالَ فَأَعِيتِي عَلَى نَفْسِكَ  
 بِكَثْرَةِ السُّجُودِ -

مجس کا حکم برائے اس سے اٹھ کر کیا تو میں سجدہ کرتی رہی  
 حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
 فرماتے ہیں میں ملاقات کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوا کرتا  
 تھا میں آپ کے پاس دستر کا پانی اور آپ کی مزید حق کی چیزیں لے کر  
 حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھے فرمایا جو چاہتا ہے ایک تھپتی میں نے  
 عرض کی میں آپ سے جنت میں آپ کا ہر اہی اور رفاقت لگتا ہوں  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی اور چیز لگ کر نہیں سجدے میں نے عرض کیا  
 میرا مقصد وہ طریق ہے آپ نے فرمایا اگر کثرت سجدے سے اپنے  
 نفس کے خلاف میری یاد دہانی (مسلم)

دَوَاہُ مُسْلِمٌ

۱۔ ربیعہ فاکر زبر باکی زبر کے ساتھ بن کعب اسلمی۔ آپ اہل دین میں شمار ہوتے ہیں۔ اصحاب فقہ میں سے ہیں۔ آپ ہر وقت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ اور سیر و حضر میں آپ سے ملنا لگتے نہ ہوتے تھے۔ بقدر ہمتے صحابہ میں سے تھے۔  
 ۲۔ جیسے کپڑے، سواک، شانہ وغیرہ۔  
 ۳۔ یعنی دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی میں سے جو کچھ چاہتا ہے لے لے گا۔  
 ۴۔ اور نیز فایک۔ داد کی زبردست سکون کے ساتھ اور غیر کی عیوش اور نہج کے ساتھ دونوں طرف سے چلے گا۔  
 کے مطابق اس لفظ کی کچھ تحقیق ہے جو اپنے مقام میں مذکور ہے۔ اس کا اصل لفظ ہے کہ کوئی اور چیز لگ کر سجدے میں جبروت و جہالت  
 ہے بڑا بلند و عظیم ہے۔

۵۔ یعنی میرا مقصد وہ طریق ہی ہے جو میں نے عرض کر دیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم سجدے میں جو کچھ چاہتے ہو لے لے گا۔  
 من از تو بیج ملو سے مگر نظر ۱۰۰ میں قدمی کو خرم جلا کر کھانا بنا لے گا۔

۶۔ میں تجھ سے اور کوئی مراد نہیں پاتا میری مراد صرف یہ ہے کہ تو مجھے اپنے آپ سے جدا کر دے۔  
 ۷۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اگر تو اپنے دعا کے حاصل کرنے میں بیہوش ہو کر اپنے نفس کے جہالت  
 میری مدد کا واسطہ طلب کے حصول کے لیے سجدے میں کثرت کر۔ یعنی کثرت نماز و سجدے میں کثرت سے دعا کرے گا۔  
 ہی تو اس مقصد کے قابل اور مستعد ہوگا۔ یعنی میں بھی تیرے مطلب کے حصول کے لیے سجدے میں کثرت کرے گا۔  
 اور کام کرنا ہوگا۔ اور بے کار ہو کر پاؤں پر بیٹھ رہنا ٹھیک نہ ہوگا۔ جیسے طبیب بیمار سے کہتا ہے کہ میں علاج کرتا ہوں اور بیماری  
 شفا یابی کے لیے کوشش کرتا ہوں بشرطیکہ جو کچھ میں کہوں تو بھی اس پر عمل کرے اور میری ہدایات پر کاربند ہو کر طریق تحصیل  
 شفا اور ترمیم کا یہی چیز ہے۔ بیت۔

فتح قفل ارچہ از کلید است اسے عزیز جنبش از دست تو رخا ہند نیز  
توجہ تالا اگر چہ چالی سے کھلتا ہے۔ گراں میں تیرے ہاتھ کی حرکت کی بھی ضرورت ہے۔

اس حدیث سے جو بہت سے فوائد اخذ ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ بزرگوں کی خدمت گزاری اور انہیں  
رائی و خوش رکھنا سعادت اور جوہیت و کرامت و عزت کا سبب و ضمیمہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون بزرگ  
و با عزت ہو سکتا ہے کہ آپ سید کائنات اور وجود اکرم اہل جہاں اور خلاصہ موجودات ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم (تو انکا خدمت گزار  
کس قدر سعادت و عزت سے سرفراز ہو گا)

اب حضرت شیخ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطا کے بارے میں عقیدہ ملاحظہ فرمائیے (چنانچہ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔  
وازا اطلاق سلال کہ فرمودل بخواہ و شخصیں نہ کرو بطلوبے خاص، معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست  
صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہم کہ را خواہد ما ذین پروردگار خود بدہر بیت

بیت اگر غیر بیت دنیا و مافیہ آرزو داری۔ بدگامش بیا و ہر چہ مستحق ہی توان کن  
ترجمہ: اطلاق سلال سے کہ فرمایا مانگ اور کسی مطلوب خاص کی شخصیں نہ کی، سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کے کام آپ کے  
دست ہمت و عزت سے قیض ہیں صلی اللہ علیہ وسلم آپ جو کچہ چاہتے ہیں جس کیسے چاہتے ہیں اپنے پروردگار کے  
اذن سے عطا فرماتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی نعمتیں آپ کے جو دو سخا کا ایک حصہ ہے اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علم  
شریف میں سے ہیں۔ اگر تو دنیا و آخرت کی خیر و صلاحی کا آرزو ہے تو آپ کی درگاہ شریف پر آ اور اپنی ہر تنہا پوری کر۔  
اس ارشاد میں ہمیں یہ کہ طالب عبادت کو چاہیے کہ اخروی نعمتوں جو باقی و دائم ہیں کے علاوہ کچھ نہ چاہیے اور دنیوی  
فانی خطرات و آفات کی طرف التفات نہ کرے۔ خاص کر سب سے کامل و اتم اور افضل کمالات یعنی حضور سید کائنات  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ماتحتی کی مخالفت و معصیت کا ایسا گناہ ہے تاہم طالب عبادت کو چاہیے کہ اس مطلوب کے حصول  
کے طریق میں اپنی کتابی پر مامنی نہ ہو۔ اصراف ہوں و آرزو پر کفایت نہ کرے کہ بے کار بیٹھنا اور آرزو کرنا ٹھنڈے دھبے  
کو کہ گھٹے کے حرافت ہے بیت۔

کاتنکہ کار بگذرد از گفتار کاہدیں راہ کار دار و کار

ترجمہ: باتیں کرنا چھوڑ اور کام کر۔ کہاں راہ میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔

مزد آں اگر نیست جان برادر کہ کار کرد

جان برادر مزدوری و اجرت کا مستحق وہ ہوتا ہے جو کام کرتا ہے

خبر نماز جو تمام کاموں سے بہتر کام ہے اور تمام عبادتوں سے جامع تر اور مکمل تر عبادت ہے۔ جس طرح کہ حقیقت



۱۔ یہی مفسر صاحب نے حوالہ کرتے ہوئے یہی سائل میں نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے یہاں حضرت صاحب سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے عبادت و بندگی۔

## دوسری فصل

حضرت مال بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے ہاتھوں سے پیٹے (زمین) پر رکھتے اور جب اٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پیٹے اٹھتے۔

(ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

(ابن ماجہ، طبری)

## الفصل الثانی

عَنْ وَائِلِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَطَمَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا تَلَعَّ رُكْعَةً يَدَّ يَدَيْهِ بِكُلِّ رُكْبَةٍ رُكْعَةً أَبُو دَاوُدَ وَالْقُرْمِيدِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

۱۔ مالک پیش اور حرم کا خزم کے ساتھ۔

۱۔ عبادت کے کتابت سجدہ کر جاتے وقت چپے سے ہاتھ زمین پر رکھتے جیسے جو زمین کے قریب ہیں اور اٹھتے وقت اس کا عکس کرنا چاہیے۔ مگر پیشانی اور ناک کے زمین پر رکھنے میں ترتیب کی ضرورت نہیں کہ یہ دونوں اعضا ایک ہی عضو کے زمین پر نہ رکھنے کے نزدیک ناک زمین پر رکھنے کے نزدیک زمین کے زیادہ نزدیک ہے۔ علامہ شنی نے کہا ہے۔ کہ اگر کسی طور پر یہ وغیرہ کا وجہ ہے تو زمین پر رکھنے کے لئے دشوار ہوں تو اس صورت میں ہاتھ پہلے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے۔ چاہیے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پیٹے رکھے۔

ابوداؤد، نسائی، دارمی، ابوسلمہ، ابن ماجہ نے کہا دواک بن حجر کی حدیث اس حدیث سے زیادہ قوی ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ حدیث منوع ہے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَطَمَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا تَلَعَّ رُكْعَةً يَدَّ يَدَيْهِ بِكُلِّ رُكْبَةٍ رُكْعَةً أَبُو دَاوُدَ وَالْقُرْمِيدِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

۱۔ یہ حدیث بلاشبہ حدیث اولیٰ کے مخالف ہے کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ زمین پر گھٹنوں سے

پہلے رکھے اور حدیث اول اس پر دلالت کرتی ہے کہ زانو پہنے زمین پر رکھے جائیں۔ اس مسئلہ میں فاطمہؑ کے درمیان بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ البر حنیفہ و شافعی و احمد بن حنبل نے ان کے مشہور قول کے مطابق حضرت دائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کیا ہے اور ہاتھوں سے پہلے زانو زمین پر رکھتے ہیں اور امام مالک امام ابو داؤد اور احمد نے ان سے ایک روایت کے مطابق اور آئمہ حدیث کے ایک گروہ نے حضرت ابو ہریرہ کی حدیث پر عمل کیا ہے اور زانو سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھتے ہیں۔ علامہ نے یہاں یہ بھی کہا ہے کہ دائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث زیادہ صحیح اور زیادہ قوی ہے حضرت ابو ہریرہ کی حدیث سے اور حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے اس کی تصحیح کی ہے اور جب امام حدیث آپس میں مختلف ہو جائیں تو طریقہ یہ ہے کہ اقویٰ اور اصح حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت دائل بن حجر کی حدیث حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کی ناسخ ہے۔ صحیح ابن خزمیہ میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کی ابتداء کرتے تو پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کی حدیثوں میں سے کہ ہم لوگ گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھتے تھے تو ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم پہلے گھٹنے زمین پر رکھیں پھر ہاتھ انہی دو وجہوں کی طرف حضرت مصعبؓ اپنے آئندہ قول میں اشارہ کر رہے ہیں۔

۲۵ خطابی نے کہا جو سلمہ حدیث اوداں کے شمار میں ہے یہی کہ حضرت والی بن حجر کی حدیث منقولہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے زیادہ قوی ہے۔

وَلَمْ يَعْني بعض نے کہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مخبر  
ہے۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہی دونوں  
کہا مجھ پر طریقہ سنت کے مطابق ان دونوں میں سے کسی ایک کی ترجیح دوسرے پر ظاہر نہیں ہوئی۔ وَاللّٰهُ اعْلَمُ

۸۴۰  
۳۳ وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي  
وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَامْنُنْ عَلَيَّ  
رِزْقًا أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

۱۰ یعنی جب آپ ایک سجدہ سے سر اٹھا کر بیٹھتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

۱۱۱ وَعَنْ حَدِيثَةٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ  
السَّجْدَتَيْنِ رَبِّ اغْفِرْ لِي۔



(نسائی، دارمی)

وَقَدْ أَتَى النَّسَائِيَّ وَالْدَّارِمِيَّ

اسی اس حدیث میں اس کی طرف سے زیادہ الفاظ نہیں آئے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف اسی کلمہ پر کفایت کرتے تھے اور حضرت طلب مفسرین ہی کرتے تھے جو تمام مطالب و مقاصد کی اصل لحد سب سے عمدہ ہے۔ اور حضرت فضیل نے حضور سے صرف یہی الفاظ سنا ہو اور روایت کر دی ہیں اور دوسرے اوقات میں آپ اس سے زیادہ پڑھتے ہیں انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہی کلام کی روایت کر دی۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

۸۴۲ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نُقْرَةَ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبَّعِ وَأَنْ يُؤْطَى الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُؤْطَى الْبُعِيرُ رَوَاهُ أَبُو ذَاوَدَ وَالنَّسَائِيُّ وَ

حضرت عبدالرحمن بن شیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئے کی طرح ٹھونگ مارنے اور دوندے کی طرح بازو پھانسنے سے منع فرمایا۔ اور اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص مسجد میں جگہ مقرر کرے جیسے اونٹ مقرر کر لیتا ہے۔

(ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی)

اسے شیبہ بن کثیر اور یحییٰ بن عمار کے ساتھ حضرت عبدالرحمن بن شیبہ انصاری صحابی ہیں۔ اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں۔ جن میں کثرت اختیار کی۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ ۸۴۲ مرغ کا ٹھونگ مارنا اور دانہ چٹا کرنا یہ ہے جلد سجدہ کرنے اور اعتدال و اطمینان ملحوظ نہ رکھنے سے۔ اور بعض اوقات میں مقرر دیکھ و مرغ کا دانہ چٹا کرنا کے الفاظ واضح ہوتے ہیں۔ اس قطع میں نقرۃ الغراب کے لفظ سے بھی زیادہ بیان فرمایا ہے۔

۸۴۳ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نُقْرَةَ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبَّعِ وَأَنْ يُؤْطَى الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُؤْطَى الْبُعِيرُ رَوَاهُ أَبُو ذَاوَدَ وَالنَّسَائِيُّ وَ

بعض مفسرین نے ان کے بیان میں جملہ کے ساتھ بھی آیا ہے۔ یعنی شکار کرنا۔ اور پھاڑنا اور لفظ افتراش انقراش بسین کا ترجمہ ہے کہ دوندہ جب شکار پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ پہلے پاؤں کھاتا ہے پھر دوڑتا ہے۔ ۸۴۳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں مذکور اس سے منع فرمایا کہ وہ مسجد میں اپنے لیے کوئی جگہ مخصوص کرے۔ اور دوسروں کو اس جگہ سے روک دے۔ جیسا کہ اونٹ کی جگہ تعین کر لیتا ہے اور دوسرے کو وہاں بیٹھنے نہیں دیتا اور چونکہ مسجد سب لوگوں کی جگہ ہر تمام مسلمان اس میں بیٹھنے اور عبادت کرنے کا حق رکھتے ہیں

آرمہ کی کسی جگہ کو اپنے لیے مختص کر لینا اور دوسروں کو اس سے روکا کر دینا صحیح ہے۔ اس کی تائید از سجدہ زری شریف میں ظاہر ہوتا ہے کہ بعض لوگ مہر و تبرک کیوں کہ میرے بھائی خیر العینہ کے کوہ کی جگہ اور بعض بلند شان والے مسجد نبوی شریف کے ستونوں کو اپنے لیے خاص کر لیتے ہیں۔ اور دوسرے کے کمانوں کو اس نعمت سے محروم کر سکتے ہیں۔

۸۴۳ و عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ إِيَّا أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي وَ أَكْرَهُ لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِي لَا تَقْعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ -

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تائید ہے کہ یہ پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور پسند کرتا ہوں وہی چیز تیرے لیے پسند کرتا ہوں اور پسند کرتا ہوں وہی چیز تیرے لیے پسند کرتا ہوں۔

(دعاء الترمذی)

(ترمذی شریف)

۱۔ دو سجدوں کے درمیان (اقانہ کرنا) اتفاقاً معنی ہے سر زین پر نہ کرنا اور دو رکعتوں کے درمیان شریف میں اتفاقاً یہی تفسیر کی گئی ہے اور صاحب ہدایہ نے یہ تفسیر کر کے فرمایا ہے صحیح۔ کہ اتفاقاً یہی تفسیر صحیح ہے اور شیخ ابن الہمام نے شرح میں فرمایا کہ یہ امام کرخی کے قول سے بچنے کے لیے فرمایا جنہوں نے کہا کہ اتفاقاً یہی تفسیر صحیح ہے کہ لینا۔ جس طرح کہ حالت سجدہ میں ہوتا ہے اور سرین کو اٹھانے پر رکنا اگر قول صحیح ہے کہ اتفاقاً کہنے کی صفت کا ایک ہے اور یہ معنی اول کے مناسب ہے اور ثانی صریح (بے امام کرخی نے بیان کیا) بھی کر دیا ہے۔ لیکن دعا اتفاقاً یہی تفسیر صحیح ہے اور بعض علماء کا اس دوسرے معنی کے کہ وہ ہستہ (نہیں ہوتا) صحیح ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اتفاقاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے کہ اتفاقاً یہی تفسیر صحیح ہے کہ اتفاقاً یہی تفسیر صحیح ہے۔

۸۴۴ و عَنْ طَلْحِ بْنِ عَفِيفٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى عَبْدٍ لَا يَقِيمُ رِيقًا صَلَاتِهِ بَيْنَ خُشْرَعِهَا وَ سُبُوحِهَا -

حضرت طلح بن عفیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بند کو نہیں دیکھتا جس کی نماز کے ریق (نہیں) خُشْرَعِهَا (نہیں) سُبُوحِهَا (نہیں)۔

۱۔ حضرت طلح بن علی الحنفی بنی ہنیفہ کی طرف مشروب ہیں و علاقہ کجا مر کا ایک قبیلہ ہے کہ یہ صحابی بنی ہنیفہ کے والد ہیں۔ اور ان حدیث کے علاوہ ہیں جس میں آیا ہے کہ آلہ ناسل کو ہاتھ لگانے سے منع نہیں کرتا۔ جیسا کہ

کتاب الارض

سے یعنی اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا

وَمَنْ تَكَفَّرَ بِآيَةِ اللَّهِ فَكَانَ  
يُكْفَرُ عَنْ مَا كَانُوا عَلَيْهِ  
يُقَالُ مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ  
وَالَّذِي وَطِعَ عَلَيْهِ  
تَمَّ إِذَا تَكَفَّرَ فَلَيْزَ هَهُمَا فَإِنَّ الْيَتِيمَ  
تَسْجُدُ لَكَ يَا كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهَ  
وَرَدَّاهُ مَا لَكَ

حضرت تاج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک  
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جو اپنی پیشانی زمین  
پر رکھے تو اپنے ہاتھ بھی دیں رکھے جہاں پیشانی رکھتا ہے  
پھر جب سر اٹھائے تو ہاتھ بھی اٹھائے کیونکہ جس طرح چہرہ  
سجدہ کرتا ہے ویسے ہی ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔  
(مالک)

۱۵ جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے خلاف ذکر وہ غلام ہیں۔

۱۶ یعنی اسے چاہیے کہ ہاتھ بھی زمین پر رکھے یا سر ادا یہ ہے کہ ہاتھ بھی اس جگہ کے قریب رکھے جہاں پیشانی رکھتا ہے  
بقول کہ چہرے سے دوزخ اور نیچے اور آگے نہ رکھے۔ علماء نے کہا ہے کہ اگر بلند جگہ پر سجدہ کر رہا ہے تو ہاتھ بھی اس کے  
ماتھ بلند جگہ پر رکھے۔ اس سے نیچے نہ رکھے۔ یا عبارت کا معنی یہ ہے کہ ہاتھ بھی زمین پر اسی طرح رکھے جس طرح اس نے  
پیشانی رکھی ہے یعنی قریب رکھے۔

۱۷ اس کا مطلب یہ ہے کہ پیشانی کے ہاتھ سجدہ کرتے ہیں زمین پر رکھے اور اٹھائے جس طرح پیشانی کو رکھتا اور اٹھاتا ہے  
اسیے قریب رکھے تاکہ زمین پر رکھے جس کی وجہ سے اس کی جگہ پر رکھا گیا ہے۔

## بَابُ التَّشْهَدِ

### التَّحِيَّاتُ كَابَاب

۱۸ تشہد کا معنی ہے گواہی دینا جس کی خبر دینا جس میں مذکور ایک دوسرے کے موافق ہوں اور گواہی دینے اور علم یقینی  
کے معنی میں گواہی دینا ہے تشہد کا معنی ہے گواہی دینا اور دل میں حقیقت یہ ہے ظاہر کرنا شرع شریف میں تشہد کا معنی ہے گواہی دینا  
اور گواہی دینا ہے تشہد کا معنی ہے گواہی دینا اور گواہی دینا ہے تشہد کا معنی ہے گواہی دینا اور گواہی دینا ہے تشہد کا معنی ہے گواہی دینا  
مشتعل ہے۔

پہلی فصل

الفصل الأول

۸۴۶ عَنْ ابْنِ عَمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ  
 ۱۰۔ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
 قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى  
 عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَضَعَ يَدَهُ  
 الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى وَعَقَدَ  
 ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ وَاشْكَرَ بِالسَّبَابَةِ  
 وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي  
 الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَ  
 رَفَعَ إصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي سَمَّى  
 الْإِصْبَاعَ يَدْعُو بِهَا يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى  
 رُكْبَتِهِ بِاسْطِهَا عَلَيْهَا -  
 (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب التہات میں بیٹھتے تو اپنا  
 بائیں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دائیں ہاتھ دائیں  
 گھٹنے پر رکھتے تین کا عدد پڑھتے اور گھٹنے کی انگلی سے  
 اشارہ کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب نماز میں  
 بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور اپنا  
 دائیں انگلی جو گھٹنے سے لگا ہوا ہے اسے اٹھاتے ہیں  
 سے اشارہ کرتے اور اپنا بائیں ہاتھ  
 بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے۔

(مسلم شریف)

۱۔ یعنی انگشت سبابہ سے اشارہ کرتے سبابہ اس انگلی کا نام ہے جو اگر گھٹنے کے ساتھ رکھی جائے تو سبابہ  
 سب یعنی گالی دینا سے مشتق ہے عرب کی عادت ہے کہ گالی دینے کے لئے سب انگلی سے اشارہ کرتے تھے شراب  
 شریف کی زبان میں اس انگلی کو مسجہر اور انگشت شہادت کہتے ہیں۔ چونکہ یہ اشارہ اللہ تعالیٰ کی طرف  
 اس انگلی سے اشارہ کیا کرتے تھے ماثبات سے کہ صریح یہ ہے کہ اس انگلی کو کہہ لا اللہ یا لفلان اللہ کہتے وقت اٹھاتے  
 اور مشہور یہ ہے کہ نفی کے وقت اٹھاتے اور اثبات کے وقت رکھتے ہیں۔ یعنی اگر ثانیہ سے مشمول ہے کہ آخر کو  
 شہادت تک اٹھاتے رکھے چاہیے کہ اوپر کا طرف اشارہ نہ کرے۔ تاکہ خدا تعالیٰ کے جہت و حق میں ہونے  
 کا وہم نہ پڑے۔

۲۔ اس انگلی کے ساتھ دھار کرتے ہوئے۔ دھار سے یہاں لگہ لگاؤ اور اشارہ کرنے کا مطلب ہے۔ اشارہ کی طرف  
 اشارہ کرنا مراد ہے۔ جیسا کہ ذکر ہوا۔ ذکر کو دہا بھی کہتے ہیں کہ یہ الحام و اکرام حاصل ہونے کا بعد ہوتا ہے۔  
 ۳۔ یعنی آپ جو عقد و اشارہ کرتے تھے دائیں ہاتھ سے ہوتا تھا۔ بائیں ہاتھ بیکل و اولیٰ ہوتا تھا۔ اشارہ  
 کرتے تھے۔

اگر تم یہ کہو تو نے حدیث کا شرح ذکر دی۔ اس کا معنی یہ ہے کہ یہاں لکھا گیا ہے کہ اشارہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں  
 کہ کیا ہے۔ تو واضح ہو کہ صاحب دانی لوگ انگلیاں بند کر کے گریں لگاتے اور ان میں سے ہر گھٹنے ایک عدد

میں مروایتیں اور وضع کرتے ہیں۔ ایک کا حصہ دس کا حصہ سوا دہن کا حصہ چنانچہ ترین کا یہی حصہ جہاں حدیث میں مذکور ہے۔ اس کی صورت یہ ہے چھٹیلے انگلی کے ساتھ والی اور درمیان انگلی کو بند کرے اور ٹیپہ کرے انگشت سبابہ بھی کہتے ہیں پٹھائے اور پھیلائے اور انگوٹھے کی ایک طرف کراٹھت شہادت کے ساتھ لگائے۔

امام شافعی اور امام احمد نے ایک روایت کے مطابق اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے۔ دوسری صورت فقہ تیسن نے اس کے مدد کی گروہ ہے اس کی صورت یہ ہے کہ چھٹیلے اور ساتھ والی انگلی کو بند کرے۔ انگشت شہادت کو پھیلائے اور انگوٹھے کے سر کو درمیان انگلی کے سر پر رکھے اور دائرہ بنائے حنفیہ کے نزدیک اور امام احمد کے مختار مذہب میں اسی طریقہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ بھی اپنے قول قدیم میں اسی طریقہ کے قائل ہیں۔ اور یہ طریقہ مسلم کی حدیث میں حضرت عبداللہ بن الزبیر سے جو آئندہ حدیث میں آئے گا اور احمد اور ابو داؤد کی حدیث میں جو حضرت داؤد بن جحر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور امام مالک دائیں ہاتھ کا تمام انگلیوں کو بند کرتے ہیں صرف انگشت شہادت کو پھیلاتے ہیں۔ ثانیہ کے ہاں اس دائرہ کی ایک اور کیفیت بھی آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ درمیان انگلی کا سر انگوٹھے کی دونوں گروہوں کے درمیان رکھا جائے۔ تیسری روایت یہ ہے کہ تمام انگلیاں زانو پر پھیلائے تاکہ سب کا رخ قبلہ شریف کی طرف ہو جائے جیسا کہ سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اور بعض احادیث میں گروہ کے بغیر بھی اشارے کا ذکر آیا ہے۔ اور بعض حنفیہ کا پسندیدہ مذہب یہی ہے۔

غالباً اس سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہاں تک مختلف تھا کہ کبھی گروہ کی صورت میں اشارہ کرتے اور کبھی بغیر گروہ کے۔ اس بارے میں مختلف روایات کے درمیان مطابقت کی توجہ یہ بھی ہے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ امام ابو نعیم اور ابن ماجہ کے علماء حنفیہ نے عقد و اشارے کا یہ مذہب ترک کر رکھا ہے متقدمین حنفیہ کے نزدیک مختار مذہب پہلا ہی تھا (یعنی عقد و اشارہ) متاخرین حنفیہ میں اس بارے میں اختلاف، رد و تاہل و اختلاف ہے۔ حنفیہ وغیرہ اور عرب کے نزدیک بھی مختار مذہب پہلا ہی ہے اور وہ بھی عقد و اشارہ پر عمل کرتے ہیں۔

حنفہ علیہ السلام کے متفق حضرت شیخ ابن امام رحمہ اللہ علیہ نے کہا ہے نازی کو چاہیے کہ اول شہد سے لے کر شہادتین تک انگلیوں کو پھیلائے تاکہ اللہ والا اللہ کے وقت عقد و اشارہ کرے تاکہ دونوں طریقوں کے عمل کا جامع بن جائے اور اشارہ سے رکھنے کا قول روایت مجدد روایت دونوں کے خلاف ہے اور حضرت شیخ علی متقی رحمہ اللہ علیہ نے اس بارے میں ایک رسالہ تحریر کیا ہے جس میں جانب عمل کو ترجیح دی ہے۔ ہم نے اس رسالہ میں جسے مدرسہ شریعت السعدیہ میں نقل کیا ہے۔ محفل میں کما مائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اٹھانا ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک سنت میں سے ہے۔ ایسا ہی حضرت ابو یوسف سے بھی مروی ہے۔ اور

علامہ نجم الدین زاہدی نے کہا کہ اس عمل کے سنت چھوٹے ہیں ہمارے صحابہ ضعیفہ کی سزا ایسا نہیں ہے۔ جب کہ محمد بن ابی نعیم اور بہت سے صحابہ تابعین اور علما نے کفرہ درمیںہ منورہ اور ان کے مخالفین کو ایسا ہی ہے اور بہت سے ائمہ و فاضلین اس عمل پر ولایت کرتے ہیں تو پھر یہی (مقدمہ منورہ) مذہب اولیٰ الامور ہے قرار دینا چاہیے گا۔

۸۵۶/۲ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو وَضَع يَدَيْهِ

الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَبِكَدِّ

الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَ

أَشَارَ بِأَصْبَعِهِ السَّمَاءَ وَوَضَعَ

يَهَامَةٌ عَلَى اضْئَاعِ الْوُسْطَى وَ

لَقَدْ كَفَرَ الْيَسْرِيُّ كَيْفَ تَكُونُ

رواک مسلم

ام مساکر گزشتہ ورثہ کا تفسر معتمد

۲۲ لغت معجم تہجد کے ترجمہ کے ساتھ

۵۳ یعنی اے لوگو! تم کو اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہے۔

۱۴۲۰

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ

إِنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ أَبِيهِ صَلَّيْنَا

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا السَّلَامُ

مَلَىٰ اللَّهُ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامَ عَلَى

بِرِّيْلُ السَّلَامِ عَلَى مِيكَائِيلَ السَّلَامِ

فَلَمَّا انْقَضَ صَلَاةُ الْيَوْمِ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلْ خَلِينَا مُحَمَّدًا

الَّا تَقُولُوا السَّلَامُ عَلَىٰ اٰمِلُوْنَ

ثَلَاثَةٌ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ

الصلوة فليقل التَّحِيَّاتُ بِهِ وَ

\_\_\_\_\_

t.com

الْمَلَكُوتُ وَالْكَتِبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ  
 أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ  
 الصَّالِحِينَ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ  
 أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ  
 وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ  
 ثُمَّ لِيَتَغَيَّرَ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبًا  
 إِلَيْهِ فَيَدْعُوهُ -

(بخاری د)

(مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْكَ)

۱۔ یعنی اللہ کے بندوں پر سلام بھیجنے سے پہلے اللہ پر سلام ہو۔  
 ۲۔ اور ہم یہ بھی کہتے تھے کہ جبریل پر سلام میکائیل پر سلام اور فلاں پر سلام فلاں سے مراد ان کے علاوہ دوسرے  
 ملائکہ ہیں کہ صحابہ ان پر بھی سلام بھیجتے تھے اور ہر کتاب ہے کہ بعض انبیاء و مرسلین مراد ہیں جن کا ان کے سامنے ذکر ہوتا ہو  
 جیسے حضرت آدم حضرت ابراہیم حضرت نوح وغیرہم علیہم السلام واللہ اعلم۔  
 ۳۔ کہ خدا تعالیٰ خود سلام ہے یعنی تمام نقائص و آفات سے پاک ہے اور اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا  
 ہے ظاہری یا باطنی آفات سے محفوظ رکھتا ہے لہذا سلامتی اس کے لیے اور اس کی طرف سے ہے سلامتی کی دعا اس  
 کے لیے مناسب ہوتی ہے جو محتاج ہو اور اسے خود و خود سلام اللہ تعالیٰ کے سماء میں سے ہے بمعنی سلامتی والا  
 سلامتی ملانے والا۔

۴۔ اشیاء سے قرنی عبادت ملنے کی گئی ہیں اور عبادت سے عبادات بدنیہ اور طبیعات سے مالی عبادات قاعدہ  
 و عہد ہے کہ جب کوئی شخص بادشاہوں کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے تو پہلے سلام عرض کرتا۔ اور صفت دینا کرتا ہے  
 ان کے بعد قاضی و بار میں تحدید پیش کرتا ہے تاکہ سلطان لطف و عنایت کا مستحق قرار پائے۔

۵۔ شیخ علی الدین ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ حمیت سلام، ملک، ابقا، عظمت اور حیات کے معنی ہیں آنا ہے یہاں جمع  
 کے معنی لائے کیونکہ عرب و عجم کے بادشاہوں کے حضور میں ان کی تعظیم و بحکرم کے لیے ان کے خدمتکار خاص قسم  
 سے تحفے تحائف لاتے تھے۔ اس لیے فرمایا ہر قسم کے تحیات صرف اللہ کے لیے ہیں۔ دوسروں کے لیے یہ تحائف  
 مادی اور چند روز کے لیے ہیں۔ بیت۔



خدا نے راست بزرگی و ملک بے انبار  
ترجمہ۔ بزرگی اور ملک و عظمت خدا نے دمدہ لافریک کے لیے ہے۔ مخلوقات کے پاس جو کچھ تو دیکھ رہا ہے وہ اسی کا انہیں چند روزہ عاریتہ دیا ہوا ہے۔ اور توحیات سے تعلیم کی تمام اقسام بھی مراد لی گئی ہیں اور صلوات سے تمام نفع و نفل نمازیں اور طیبات سے کھات طیبہ اور تمام پاکیزہ اعمال بھی مراد لیے گئے ہیں۔

۱۵ یعنی دعائے خیر و سلامتی ہو آپ پر اسے پیغمبر اور اس کی مہربانی اور زیادہ سے زیادہ خیر کرم کا نفع آپ پر ہوتا رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں مخاطب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کلام کو اپنی اصلی حالت پر رکھا گیا ہے کہ یہ کلام و گفتگو دراصل شب معراج کو پروردگار تعالیٰ و تقدس کی طرف سے آپ کے ساتھ کی گئی اور سلام کے ساتھ آپ کو مخاطب کیا گیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کے وقت وہی اصل کلمات باقی اور قائم رکھے۔ تاکہ امت کو وہ حال یاد دلایا جائے نیز وہ حالت ہمیشہ کے لیے تمام حالات و اوقات میں مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے خصوصاً حالت عبادت میں خصوصاً نماز کے آخر میں کہ فورانیت و انکشاف کا وجود اس مقام میں زیادہ اور قوی تر ہوتا ہے اور بعض عارفین نے کہا کہ یہ خطاب (السلام علیک ایہا النبی) اسی بنا پر ہے کہ حقیقت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جلوس جبروت کے ذریعہ اور تمام افراد ممکنات میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیں کی ذرات کے درمیان حاضر و موجود ہوتے ہیں تو غازی کو چاہیے کہ اس معنی و حقیقت سے نگاہ رہے اور شاہدہ سے غافل نہ ہو تاکہ انوار قرب و ہدایت اسرار معرفت سے مستفید اور فیضیاب ہو۔

۱۶ یعنی ہم سب حاضرین اور مائیکہ اور مومنین جن و انس سب ایک جہت میں داخل و شامل ہیں۔  
۱۷ اور خدا تعالیٰ کے تمام نیکو کار بندوں پر جو ماضی و غائب و غیر ذہن یک اور اساتیر اور زمین و آسمان سب کے سلامتی نازل ہو۔ صلاح و فساد کی ضد ہے۔ بندہ صالح اسے کچھ ہی جو عبادت کے حقوق سے اور اس طرح اس کا کمال ہے۔ بجا لائے اور استقامت دکھائے اور کسی طرح سے بجا اس کے ظاہری و باطنی حالات کے کارخانہ میں کسی قسم کی غلطی واقع نہ ہو۔ مقام صلاح دراصل اعلیٰ ترین منصب اور ارفع ترین مرتبہ ہے۔ اس کا یہ ہے کہ تمام اعمال و افعال و احوال و امور ہونے کے ساتھ تعریف کی۔ درست بات یہ ہے کہ صلاح کے معنی سے مراد یہ ہے کہ جو شخص کسی عبادت سے قطع کر دے اور سب کو اپنے صالح ہونے کے مطابق سلامتی سے حصہ ملے۔ ہاں صلاح کا اسی معنی میں جو عبادت میں ہرگز نہ ہو جو شیخ انس و جان طرث الثقلین حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے اپنا کتاب مستطاب سبکی بتدریج الغیب میں ذکر کیا ہے۔ کہ صلاح زوال ارادہ اور فناء مطلق کا نام ہے اور بندہ مکرر و متواتر پر قائم ہو جائے تو صلاح درحقیقت یہی شخص ہے جس نے یہ مقام پایا ہے اور خدا تعالیٰ کی مگرانی اس کی کار ساز بن گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ وَلِيَّيَ اللّٰهِ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَرَى الصّٰلِحِيْنَ يَشْكُ اللّٰهُ هُوَ يُرَادُّ اِلَيْهِ جِسْمِ نَفْسِ كِتَابِ نَزَلَ اِلَيْهِ كَيْفَ هُوَ اَحَدٌ



وہی صالحین کا درست اور بکار صالح ہے۔

اور یہ وہ بندہ ہوتا ہے جو تدبیر کا ہر منافع و مصالح کے اسباب و ذرائع اور نقصان دہ اور فساد انگیز چیزوں کے بچاؤ سے اٹھتا ہے۔ اور اس کا راز حقیقی کا دست توحیدیت اس کا محافظ و متری بن جاتا ہے۔ وہ اپنے نفس کی تدبیر و اختیار سے کوئی حرکت نہیں کرتا جس طرح خیر و خیر خیر پلانے والی ماں کے سامنے اور میت غسل دینے والے کے آگے اور گیند بیٹ بٹے کے آگے۔ انتہی۔

اور جب بندہ اس حالت کو پہنچ جاتا ہے تو پھر وہ تمام انفسی اور مادی آفات سے نجات پا جاتا ہے۔ جب اس نے اپنے آپ کو کار ساز حقیقی کے حوالے کر دیا تو سلامتی میں ہو گیا یعنی اسم تسبیح آمین اور سلامتی میں ہو جا۔ اللہم اجعلنا من الصالحین۔ اے اللہ ہمیں صالحین میں سے کر دے۔ جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات پاک کی تخصیص کے علاوہ دوسرے بعض بندوں اور اشخاص پر بھی التعمین فرمایا تو فائدہ ادا قال الی آخرہ کے الفاظ سے اس ممانعت کی درمیان فرمادی۔

۷۷ کہ جب علی العموم سب پر اس نے سلام بھیج دیا تو ہر بندہ صالح کو جو زمین و آسمان میں ہے یہ سلام پہنچ گیا اور اس کے اثر سے نفس پاک ہو گیا۔ لہذا چند خاص افراد کی تخصیص کی کیا حاجت ہے پھر اس کے بعد التعمین کے کلمات کا اختتام کلمہ شہادت پر کیا جو خلاصہ کلام اور تمام اعمال کی اہل ہے اور فرمایا اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمدًا عبیدہ و رسولہ۔ اور جب بندہ حقیقت اسلام سے موصوف اور مقام قرب و قربیت میں جاگزیں ہو گیا تو دعا و سوال کی طرف اشارہ کیا کہ اب جو چاہے خدا تعالیٰ سے مانگے۔ اے اللہ یہ فرمایا ثم لیقرن الصلوٰۃ الی آخرہ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اقیات ایسے  
ہی سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے  
تھے تو فرماتے تھے برکت والی جنتیں اور طیب نمازیں  
اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی آپ پر سلام اور  
اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ کے  
نیک بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ  
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں  
کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول  
ہیں۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّحِيَّاتِ الْمَشْعُودَةَ كَمَا يُعَلِّمُنَا  
الشُّرُكَ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُولُ  
التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَةُ  
فَلَوْ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ  
اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى  
عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ  
إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ  
اللَّهِ۔

لَمْ يَلْقَاكَ مُسْلِمٌ وَكَفَرُ أَجْدَدِي

الصَّحِيحَيْنِ وَلَا فِي الْجَنَّةِ بَيْنَ

الصَّحِيحَيْنِ سَلَامٌ عَلَيْكَ وَ سَلَامٌ

عَلَيْكَ لَا يَخْتَارُ الْإِنِّ وَلَا يَمُوتُ وَلَكِنْ تَلْقَاكَ

صَاحِبُ الْجَامِعِ عَنْ التِّرْمِذِيِّ

اور میں نے صحیحین میں اور صحیحین کی جامع میں  
سلام علیک اور سلام علینا بغیر اے  
لام کے نہ پایا۔ لیکن اسے جامع والے  
نے ترمذی سے روایت کیا۔

۱۔ یہ تشہد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اکثر شافعیہ کا اسی پر عمل ہے۔ اخلاف کا مذہب  
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تشہد ہے۔ اور حدیث سابق میں جو مذکور ہوا وہ ابن مسعود کا تشہد تھا۔ ان دونوں  
تشہدوں میں لفظ دعائی میں فرق موجود ہے۔ علامہ نے کہا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تشہد زیادہ صحیح ہے۔ امام احمد کے  
مذہب میں بھی یہی ہے۔ صحابہ و تابعین میں سے اکثر اہل علم بھی اسی پر ہیں۔ بیشک اسی تشہد کے پڑھنے کا حکم آیا ہے  
اور اسی کے سیکھنے سکھانے کی تلقین آئی ہے۔ چنانچہ مسند احمد میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن  
مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو یہ تشہد سکھائیں۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ  
نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میل اٹھایا ہاتھ پکڑا اور مجھے القیام کی طرح سکھایا جس طرح آپ قرآن کی تحیم  
دیتے تھے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث متفق علیہ ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث صحابہ میں  
نے روایت کی افراد مسلم میں سے ہے۔ اسی سے اصحاب کتب مستند نے حوالہ دیا کہ روایت کیا اور امام شافعی کا  
تشہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تشہد ہے یعنی القیام طے ان اکیات اللہ العلیہ السلام اللہ العلیہ السلام علیک  
ایھا النبی الخ ایسا ہی ابن ابی فرید کے رسالہ میں مذکور ہے یہ امام شافعی کے مذہب کا تشہد ہے۔ امام شافعی نے  
کہا ہے کہ نماز دونوں طرح سے درست ہے۔ یہ گفتگو اولیٰ اور افضل میں ہے۔ خدا تعالیٰ بخیر و صلاح سے ہم کو  
دفع فرمائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تشہد میں صاحب معانی نے سلام علیک کے بعد اللہ العلیہ السلام کے کلمات  
اس کے تعلق حضرت مولف (صاحب شکوۃ) فرماتے ہیں کہ اسے اس کی جگہ پر لکھ دیا ہے۔ امام شافعی نے اس میں  
میں نہیں پایا۔ بلکہ اسے صاحب جامع الاصول نے جو صاحب مستند کا جامع ہے اسے ترمذی سے روایت کیا ہے۔  
لہذا صاحب معانی کا اس حدیث کو فصل اول میں لانا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

## الفصل الثانی

### دوسری فصل

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

عَنْ قَائِلِ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ تَسْوَلِ  
اللَّهُ صَلَّي اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم قَالَ كُمْ

جَلَسَ فَأَمْرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَ  
وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ  
الْيُسْرَى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْيُسْفَى عَلَى  
فَخْذِهِ الْيُسْفَى وَ قَبَضَ بِيْتَيْنِ وَحَلَّقَ  
حَلَقَةً ثُمَّ رَفَعَ إصْبَعَهُ فَرَأَيْتُمْ  
يُحَرِّكُهَا يَدًا مَعْرُوفًا -

دَوَاةُ الْبُودَادَةِ وَ الدَّائِرَةُ

۱۵ جملہ تہجد کی کیفیت کے بیان میں۔

۱۶ یعنی دوسری رکعت میں دوسرے بعد سے سر اٹھا کر بیٹھے۔

۱۷ یہ مضمون اس حدیث کے موافق ہے جس کی تصحیح امام بیہقی نے کی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں جُلَّ مِرْفَقُهُ الْيُسْفَى عَلَى فَخْذِهِ  
اس فقرہ کو اس کی کوئی طریقوں سے پڑھا گیا ہے۔ ہم نے شرح میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔  
۱۸ یعنی چپنگلیا اور اس کی ساتھ والی انگلی۔

۱۹ یعنی درمیان انگلی اور انگوٹھے سے جیسا کہ فقہ نسیم ہوتا ہے۔ مذہب منعی بھی یہی ہے۔ اور امام شافعی کا  
قول مریم بھی اس کے مطابق ہے۔

۲۰ حرکت سے کمر ہٹا کر پڑھتے وقت توجہ کی طرف اشارہ مراد ہے جیسا کہ گزشتہ ذکر ہوا۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب انگلی  
سے اشارہ کرتے تو اسے حرکت نہ دیتے تھے۔

البودادہ ولسائی اور البودادہ نے یہ  
الفاظ زیادہ کیے کہ آپ کی نگاہ اشارہ سے  
تجاوز نہ کرتی تھی۔

۱۹ وَ تَوَقَّنَ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ  
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُحَرِّكُ يَدَهُ الْيُسْرَى وَ يَدَهُ الْيُسْفَى  
دَوَاةُ الْبُودَادَةِ وَ الدَّائِرَةُ  
دَاةُ الْبُودَادَةِ وَ لَا يَحْلِقُ بِصُورَةٍ  
أُخْرَى -

۲۱ جملہ تہجد کی کیفیت کے بیان میں۔  
۲۲ جیسا کہ اشارہ کے وقت جب انگلی اٹھاتے تو اسے حرکت ہوتی تھی کہ اٹھانے کو حرکت لازم ہے اور  
یہاں جو روایا کہ حرکت نہ دیتے تھے اس سے مراد ہے کہ بار بار حرکت نہ دیتے تھے اس میں حضرت امام مالک کے مذہب  
کا لفظ ہے کہ ان کے نزدیک آخر تہجد تک انگلی کو حرکت میں رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس انگلی کی رگوں کا تعلق دل سے



میں ایسے ہوتے تھے کہ گویا آپ گرم پتھر پر ہیں  
حتیٰ کہ کھڑے ہوئے

(ابو داؤد)

(نسائی)

سَلَّمَ فِي الْوَلَمَكَيْنِ الْاَوَّلَيْنِ كَانَتْ  
عَلَى الرُّضْفِ حَتَّى يَلْتَوِمَ -

رَعَاءُ التَّمِيدِ وَأَبُو حَكَّةَ وَ

الْبُخَارِيُّ -

اے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ اولیٰ میں جو بیٹھتے تھے خواہ نماز تین رکعت والی ہوئی یا چار رکعت والی ہوئی  
اس میں اس طرح ہوتے کہ آگ سے گرم کیے ہوئے پتھر پر ہیں یہاں تک کہ آپ کھڑے ہوتے۔ یہ کنا یہ ہے قعدہ اولیٰ  
سے جلد اٹھنے اور شتائی کرنے سے روضہ را کام زبرد اور ضاد کی جزم کے ساتھ اور زبرد کے ساتھ بھی آیا ہے یعنی آگ  
میں گرم کیا ہوا پتھر جسے دوسروں میں ڈالتے ہیں تاکہ وہ بھی گرم ہو جائے۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں التحیات اسی طرح سکھاتے تھے  
جیسے میں قرآن کی سورت سکھاتے۔ اللہ کے نام سے اور اللہ  
سے تحقیق اور پاک نمازیں اللہ کے لیے ہیں۔ اے  
نبی آپ پر سلام ہمارا اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں  
ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو میں گواہی  
دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا  
ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے  
اور رسول ہیں۔ میں اللہ سے جنت مانگتا ہوں اور آگ  
سے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔

(نسائی خریف)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّحِيَّاتَ  
كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ بِسْمِ  
اللَّهِ وَيَا اللَّهُ الْمُحَيَّاتُ يَلُو الْمُصَلُّونَ  
الْقِيَمَتِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ  
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ  
عَلَيْكَ وَسَلَّمَ عَلَى وَجْهِ اللَّهِ الْمُحَيَّاتُ  
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ  
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَسْأَلُ  
اللَّهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ -

سَلَّمَ فِي الْوَلَمَكَيْنِ الْاَوَّلَيْنِ كَانَتْ

اے یعنی اللہ کے نام اور اس کی توفیق و اعانت کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔

اے یہی التحیات کے طریقہ میں سے ایک طریقہ ہے اور گویا کہ بسم اللہ سے ابتدا کرنا بھی قرآن کی تعلیم دینے کے  
ساتھ تشبیہ کی وجہ تشبیہ میں داخل ہے۔ اور امام نووی نے اپنے اذکار میں کہا کہ بخاری و نسائی نے کہا ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے التحیات میں بسم اللہ کا اضافہ صحت سے ثابت نہیں ہے۔

۸۵۶ وَعَنْ تَارْفِيعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُؤْنِ  
عَمْرًا إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ  
عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ وَ  
اتَّبَعَهَا بَصَرًا ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ هُوَ  
أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيدِ يَفْقِ  
السَّبَابَةَ -

حضرت تارفع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نمازیں پڑھتے  
تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور اپنی انگلی سے اشارہ  
کرتے اپنی نگاہ اس پر لگاتے۔ پھر فرمایا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان پر عرصہ  
سے زیادہ گراں ہے۔ یعنی یہ انگلی (المشاہد)

(احمد)

(دَوَاكُ أَحْمَدُ)

۱۵ یعنی اشارہ کے وقت نگاہ اس پر رکھتے۔ جیسا کہ گزرا۔

۱۶ جس کے ساتھ مارتے اور قتل کرتے ہیں۔ جیسے تیر اور تلوار سے۔  
۱۷ یعنی اس کے ساتھ اشارہ کرنے کا دھبہ ہے کہ اس کے توحید اور ایمان پر غیبت اور شیطان کے غار کی طرح دُکھ دے  
میں ڈالنے کے طمع کو کاٹ دینے کی بنا پر۔

حضرت ابی احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
فرمایا کہ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے  
اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ پھر فرمایا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان پر عرصہ  
سے زیادہ گراں ہے۔ یعنی یہ انگلی (المشاہد)

۸۵۷ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ  
مِنَ السُّنَنِ إِخْفَاءُ التَّشْعِيدِ  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ  
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ -

حضرت ابی احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
فرمایا کہ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے  
اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ پھر فرمایا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان پر عرصہ  
سے زیادہ گراں ہے۔ یعنی یہ انگلی (المشاہد)

حضرت ابی احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
فرمایا کہ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے  
اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ پھر فرمایا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان پر عرصہ  
سے زیادہ گراں ہے۔ یعنی یہ انگلی (المشاہد)

حضرت ابی احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
فرمایا کہ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے  
اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ پھر فرمایا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان پر عرصہ  
سے زیادہ گراں ہے۔ یعنی یہ انگلی (المشاہد)

حضرت ابی احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
فرمایا کہ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے  
اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ پھر فرمایا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان پر عرصہ  
سے زیادہ گراں ہے۔ یعنی یہ انگلی (المشاہد)

حضرت ابی احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
فرمایا کہ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے  
اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ پھر فرمایا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان پر عرصہ  
سے زیادہ گراں ہے۔ یعنی یہ انگلی (المشاہد)

حضرت ابی احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
فرمایا کہ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے  
اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ پھر فرمایا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان پر عرصہ  
سے زیادہ گراں ہے۔ یعنی یہ انگلی (المشاہد)

حضرت ابی احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
فرمایا کہ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے  
اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ پھر فرمایا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان پر عرصہ  
سے زیادہ گراں ہے۔ یعنی یہ انگلی (المشاہد)

حضرت ابی احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
فرمایا کہ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے  
اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ پھر فرمایا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان پر عرصہ  
سے زیادہ گراں ہے۔ یعنی یہ انگلی (المشاہد)

حضرت ابی احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
فرمایا کہ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے  
اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ پھر فرمایا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان پر عرصہ  
سے زیادہ گراں ہے۔ یعنی یہ انگلی (المشاہد)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کریں علماء کا اجماع ہے کہ یہ حکم وجوب کے لیے ہے پھر بعض نے کہا جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک زبان پر آئے درود شریف پڑھنا واجب و ضروری ہے بعض کہتے ہیں ساری عمر میں ایک بار درود بھیجا فرض ہے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نجات و رسالت کی ایک بار گواہی دینا فرض ہے اور ناعد و قد متحب و منون ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا اسلام کی بہت بڑی سنتوں میں سے اور اس کا شمار ہے شامی ابو جرحہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر درود بھیجا فرض قرار دیا اور اس کے لیے کوئی وقت معین نہ فرمایا تاکہ جس قدر ہو سکے زیادہ بار پڑھا جائے اور اس میں غفلت دلا پر وائی نہ کی جائے بعض علمائے قول اول کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک التحیات میں درود پاک پڑھنا فرض ہے علمائے کہا ہے کہ امام شافعی کا یہ قول شاذ ہے علماء میں سے کسی عالم نے اس میں ان کی موافقت نہیں کی۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درود پاک پڑھنا فی الجملہ واجب اور تشہد میں سنت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک بھیجنے کے فضائل حد و شمار سے باہر ہیں بل ان فضائل سے چند ایک کا ذکر ہم نے جذب القلوب میں کیا ہے۔ ایک الگ رسالہ بھی اس بارے میں تحریر کیا ہے جس میں بہت سی منتخب باتوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

پھر اس میں علما کا اختلاف ہے کہ غیر انبیاء پر براہ راست اور بالواسطہ درود بھیجا جائز ہے یا نہیں جمہور کا مختار رکا ہے کہ بالواسطہ انبیاء کے ساتھ خاص ہے اس میں کوئی اور ان کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ دوسروں کا ذکر مختصراً ہر صنف اور درجہ ان کے ساتھ کیا جائے گا اور علامہ طیبی نے نقل کیا ہے کہ یہ اختلاف ادلی میں اختلاف ہے۔ اور بعض نے کہا ظہر ہے یا مکروہ ہے کراہت تحریمی یا تنزیہی اور متقدمین میں اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً بیت پاک اہل اہل و اراج مہربان پر سلام بھیجا متعارف تھا اور شائع اہل سنت و جماعت کی قدیم کتابوں میں ان پر سلام کا تذکرہ بھی ہے۔ یہ میرا محو غرض اہل سنت میں اس کا ترکہ کر دینا متعارف ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

## پہلی فصل

## الفصل الاول

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ مجھے حضرت کعب بن عجرہ سے کہہ کر آیا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ میں نے کہا ہاں وہ ہمیر مجھے ضرور عنایت کریں۔ فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ!

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى  
قَالَ لَكُنِي كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ فَقَالَ لَا  
أَعْلَمُ بِكَ قَدِيمًا سَمِعْتُ عَنَّا مِنْ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلَى  
فَأَهْوَيْتُ فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ

كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ  
اللَّهَ قَدْ عَلِمَنَا كَيْفَ تُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ  
قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى  
آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ  
وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ  
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى  
آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ  
وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ  
مَجِيدٌ

آپ کے اہل بیت پر درود کی کیفیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے  
یہ تو سکھایا کہ آپ پر سلام عرض کریں۔ فرمایا ایل کہہ  
اسے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمتیں بھیج۔ جیسے  
حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمتیں کیں۔ بیشک  
تو حمد و بزرگی والا ہے اسے اللہ حضرت محمد اور  
آل محمد پر ایسی ہی برکتیں نازل کر جیسی برکتیں تو نے  
ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کیں۔ بے شک  
تو حمد و بزرگی والا ہے۔

✽

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ مُسْلِمًا لَمْ  
يَذْكُرْ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْمَوْضِعَيْنِ -

(بخاری و مسلم) مگر مسلم نے دونوں جگہ علی ابراہیم  
کا ذکر نہ کیا۔

۱۔ یعنی دونوں امام کا زبر کے ساتھ۔ بخاری میں کی پیش اور بخاری کی جڑ اور زبر کے ساتھ یعنی حضرت خیر بن  
الولیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو انصاری مدنی ہیں ثقہ و اعلیٰ میں سے ہیں۔ ایک یحییٰ بن صالح کہہ چکے ہیں کہ  
مدینہ میں سے تھے۔ عبداللہ بن الحارث نے کہا میں گمان نہیں کرتا کہ اہل صحیحہ کسی حدیث کے ساتھ غلطی نہ کرتے ہوں۔  
پھر سال باقی تھے کہ آپ پیدا ہوئے۔ ان کے باپ صحابی ہیں اور حضور خدا کے شرکاء میں سے ہیں۔  
۲۔ ہدیہ یعنی وہ کلام جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ حدیث یا کلام کا نام ہے۔  
۳۔ ساتھ یعنی وہ تحفہ جو احترام و اکرام کے طور پر کسی کو بھیجا جائے۔ اور اگر کوئی چیز ہدیہ ہو تو اس کا نام ہدیہ ہے۔  
اسے صدقہ کہتے ہیں۔

بَابُ كَيْفِ الصَّلَاةِ

۴۔ یہ اہل چیز کی تاکید ہے جو لفظ علی سے سمجھ میں آتی ہے۔

۵۔ یعنی اسے اہل بیت نبوت آپ پر درود پاک بھیجنے کی کیفیت اور اس کی کیفیت ہے۔  
صلی اللہ علیہ وسلم نے کیفیت درود شریف کا دریافت کرنا ہے اور اہل بیت کا ذکر بالتحقیق اور شریف و جلیل کہتے  
ہیں کہ اہل بیت کے لفظ سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مراد ہے۔ اور اہل بیت کے معنی بھی ہیں۔  
بسا اوقات آل فلاں سے خود وہ فلاں مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ آل داکو میں حضرت عائشہ زہرا ہیں۔ اور لفظ اہل بیت کہتے  
اللہ تعالیٰ کے قل مبارک رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل بیت کا طرف اشارہ ہے۔ یہ معنی مراقبہ الیقین کا یہ  
اگلا قول مبارک ہے فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات اقدس پر توجہ و تعلق میں



درود شریف بھیجنے کی کیفیت بیان کر دی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کر تعلیم الہی بایں معنی کہتے ہیں کہ آپ احکام الہی میں زبان باریک نہ کھولتے مگر وحی خداوندی سے۔

۵۰ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیفیت درود بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

۵۱ تو اپنے کمال و بزرگی کی شان کے مطابق اپنے حبیب پاک میں اسلام پر درود نازل فرمایا۔

۵۲ یعنی اسے خداوند محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما اور زیادہ سے زیادہ اپنی خیر و نعمت سے آپ کو اور آپ کی آل پاک کو سرفراز فرما۔ جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم علیہم السلام کو برکتوں اور نعمتوں سے نوازا۔  
۵۳ یعنی نہ صلوٰۃ میں علی ابراہیم کا لفظ ذکر کیا نہ برکت میں۔ چنانچہ مسلم کے نقطہ یوں ہیں کہ اسمیت علی آل ابراہیم و کما بارکت علی آل ابراہیم اور جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آل ابراہیم میں سے ہیں۔ تو یہ تشبیہ بھی اسی آل پاک سے ہے۔ آل جلی سے اس کا اہل و عیال مراد لیتے ہیں اور آل کا لفظ پیر و کاروں کے لیے بھی آتا ہے اس معنی کے مطابق ہے یہ حدیث  
آلی کل مومن یعنی ہر مومن میری آل ہے۔ اور ایک روایت میں کل مومن تقی کا لفظ آیا ہے یعنی ہر مومن تقی میری آل ہے۔  
ظاہر یہ ہے کہ یہاں آل سے پیر و کار مراد ہیں۔ اور بعض نے اس کی تفسیر اہل بیت سے کی ہے یعنی وہ نفوس قدسیہ جن پر صلوٰۃ حرام ہے یعنی نبی ہاشم

امام فخر الدین رازمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اولیٰ اور نائب یہ ہے کہ اہل بیت سے ازواج مطہرات اور آنحضرت کے اولاد امجاد و اولاد میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان میں داخل ہیں۔ کیونکہ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رہتے تھے اور آپ کی معاشرت ان کے ساتھ تھی کبھی اہل بیت کا لفظ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے لیے مخصوص ہو گیا ہے۔ جب کہ مباہلہ کا قصہ اور حدیث کساوی کی دلیل شریف اس پر دلالت کرتی ہے۔ اسی طرح انما یرید اللہ لیزیبکم الخ اہل بیت و علیہم السلام کے مراد ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ دور کر دے تم سے ہر قسم کا ناپاک اسباب و لذت اور تمہیں مکمل طور پر طیب و طاہر کر دے) کا خطاب بھی ان کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔  
گرتی یہ جب کہ ازواج مطہرات بھی اس خطاب میں داخل ہیں کہ اہل بیت قرآنی کا سیاق ازواج مطہرات کی اس میں شریعت کا بیان کرتا ہے۔ اہل بیت کی یہ حدیث چند قسم ہے۔ ایک بیت نسب جس طرح جد و قریب کی اولاد کو بیت کہتے ہیں جو ہاشم کی معنی کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کہلاتے ہیں۔ دوسرا بیت کسبی۔ اس معنی کے مطابق ازواج مطہرات بھی لفظ اہل بیت میں داخل ہیں۔ تیسرا بیت ولادت۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک اس معنی کی بنا پر اہل بیت ہیں۔ اسی مقام میں متصل کلام اس رسالہ کے خاتمہ میں۔ جو جنت والوں کی بشارت میں مسیحا بہ تحقیق الاشارة فی تعلیم البشارة کا لفظ کیا گیا ہے۔

یہاں ایک اشکال کا جواب دینا بھی ہوتا ہے اور وہ اشکال یہ ہے کہ تشبیہ کے تقاضا سے لازم آتا ہے کہ درود برکت



رحمت نازل کرتا ہے۔

(دعا کا حشر)

(مسلم شریف)

اسلام یہاں پر سوال نامہ ہوتا ہے کہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ایک بار رحمت نازل ہو اور درود طے کر کے اس پر تو ایک بار رحمت نازل ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک بار درود شریف پڑھنا نمازی کا فعل ہے جس کی جزا ہے کہ ایت میں وہ بلا نکتہ و شراشا لہا کے حکم و تقاضے کے مطابق یہ ہے کہ اس پر وہ بلا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت نازل ہوتی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود نازل ہو۔ اور فرضاً ایک درود ہی تسلیم کیا جائے تو شاید کہ وہ ایک درود شریف و لغات میں ایک لاکھ کے برابر ہو جس طرح ایک مرقی قیمت میں لاکھ روپوں کے برابر ہو سکتا ہے۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَى عَلَى صَلَوةٍ وَاحِدَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَواتٍ وَحَقَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ وَنُفِيتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ فجر پر ایک بار درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کریگا اور اس کے دس گناہ معاف کر دے گا۔ اور اس کے دس درجے بلند کیے جائیں گے۔

(تذکار السنن)

(نسائی شریف)

اس حدیث میں قریب و قرب میں اس کے دس درجے بلند ہوں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَى عَلَى صَلَوةٍ وَاحِدَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَواتٍ وَحَقَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ وَنُفِيتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ تعداد میں درود شریف پڑھے گا۔

(دعاء الترمذی)

(ترمذی)

اسلام ایک دوسرا حدیث میں جو آیا ہے کہ کثرت درود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کرنے کا سبب و قریب ہونا اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حصول قرب کے باعث اللہ تعالیٰ کی رحمت کا وہ قدر جو بہر نجات آدمی صلی اللہ علیہ وسلم پر افسوس ہوا اس سے اس بندے کو بجا حصہ ملے گا۔ اور معنی شفاعت کی

حقیقت بھی یہی ہے۔

۸۶۳ وَ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً  
سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي  
السَّلَامَ -

انہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے  
زمین پر سیر و سیاحت کرتے ہیں جو میری امت کا سلام  
مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

(نسائی، حارمی)

(رَوَاهُ الشَّيْخُ وَالتَّارِخِيُّ)

۱۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ فرشتے اس بندے امداد کے باپ کا نام لے کر بلاگاہ نبوی میں حاضر ہوتے  
اور عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ فلاں بن فلاں یعنی جیسے بندہ یحییٰ و یحیٰ راہ عبدالحق بن سیف الدین آپ کی خدمت میں  
درود و سلام عرض کرتا ہے۔

لَكَ الْبَشَارَةُ فَأَعْلَمُ مَا عَلَيْكَ فَقَدْ

ذُكِرَتْ تَعْرِفُ عَلَى مَا جِئْتَ مِنْ عَوْنِهِمْ

ترجمہ۔ تجھے بشارت ہو اب تو وہ جو تیرے اپنے سے آثار دے کہ تیرا ذکر میری کانٹا ہیوں کے یا جو عہد ہاں مجلس

حضور اقدس میں ہوا ہے۔ ۵

جاں میدہم و ساند و لستے قاصد آخری ناہ گم

در مجلس اہل کائنات میں خشنی کہ از ما میرود

ترجمہ۔ اے قاصد میرا آرزو میں جان دینے کو تیار ہوں۔ آخر تجھے وہ باتیں بتائی جاتی ہیں اس نازنین کا مجلس

میں ہمارے متعلق ہوتی ہیں۔

۸۶۴ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ

أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ نَوِيًّا

حَتَّى أُرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ -

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ الْبَيْهَقِيُّ فِي

الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرَةِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجے تو میں اس پر  
بے حد رحمت فرماتا ہوں۔

۱۔ یہاں ایک اشکال ہے اور وہ یہ کہ اس حدیث کا معنی بزرگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و نیکوئی  
حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ سلام کے وقت آپ کی روح مبارک کو آپ میں داخل ہوتا ہے اس پر دلالت کرتا ہے کہ

بعض اوقات روح پاک آپ سے جڑا ہوا ہوتا ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ روح کے لوٹنے سے یہ ملا نہیں ہے کہ روح بدن سے الگ ہو چکی ہوتی ہے اسی سے بدن شریف میں لوٹایا جاتا ہے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ اس عالم کی طرف توجہ مبذول کرتے احوال کے لیے افاقہ پاتے ہیں اور آپ امت کا صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرسج میں حالات محکوم میں مشغول اور رب العزۃ کے مشاہدہ میں متفرق رہتے ہیں۔ جس طرح دنیا میں حالت وحی کے وقت آپ کی کیفیت ہوتی تھی تو اس مشاہدہ و استغراق سے افاقہ پاتے اور باہر آنے کو روح کے لوٹنے سے تعبیر کیا گیا۔ جیسا کہ حدیث معراج میں واقع ہوا کہ فاستیقظت ذاکا بالمشجد الحرام (یعنی پس میں بیدار ہوا۔ حالانکہ میں مسجد حرام میں تھا) مذہب حق کے مطابق معراج خواب میں نہ تھی۔ لہذا مراد یہ ہے کہ آپ اس عالم سے باہر آتے اور افاقہ پاتے ہیں۔ نیز حیات انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم علیہم احوال کے بدن میں تدریجاً روح ایک بار موت کے بعد حاصل ہو چکی۔ اس کے بعد کوئی زمانہ امد گمراہی خالی نہیں جس میں صلوٰۃ و سلام آپ پر پیش نہ کیا جاتا ہو اس لیے ہر دفعہ کے لیے روح کا بدن سے الگ ہو کر پھر اس میں آنا، غائب دینے میں داخل ہے۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحن عزت و بزرگی کو پاک و منزه جانا ضروری اور واجب ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ آپ ہمیشہ زندہ اور حیات ہوں۔ خوب سمجھو۔ و باللہ التوفیق

باقی رہی یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سلام کا جواب دینے کی فضیلت قبر النور کے زائرین کے ساتھ خاص ہے جس طرح نماز میں داخل ہونے والا سلام میں داخل ہوتا ہے۔ یا سب کے لیے عام ہے کہ جو بھی سلام عرض کرے اور جہاں سے بھی کرے۔ جیسا کہ تشہد و غیرہ میں ہوتا ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ سب کو سلام کا جواب ملتا ہے۔ مگر اتنی سی بات ہے کہ نماز میں سلام کے واسطے سن کر اس کا جواب دیتے ہیں۔ اور درود میں سلام ملانے کے لیے یا صحن (سیر و سیاحت کرنے کے واسطے) سنتے اور جواب دیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو تیسری

سہ کہ یہاں فرشتوں کی ڈیوٹی ہے کہ وہ آستانہ عالیہ تک امت کا سلام پہنچایا کریں۔ یہاں چند باتیں ملحوظ خاطر رہیں۔ پہلی یہ کہ فرشتے کے درود پہنچانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس ہر ایک کا درود نہ سنتے ہوں۔ حتیٰ کہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر درود و قریب کے درود و خوان کا درود سنتے بھی ہیں اور درود و خوان کی عزت افزائی کے لیے فرشتہ بھی بارگاہ عالی میں درود پہنچاتا ہے۔ تاکہ درود کی برکت سے ہم گناہ گاروں کا نام بھی فرشتہ کی زبان سے ادا ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے قین میں سے چوڑی کی آواز سنی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم گناہ گاروں کی فریاد و آواز کیوں نہ سنیں گے۔ رب تعالیٰ ہمارے اعمال دیکھتا ہے پھر بھی اس کی بارگاہ میں فرشتے اعمال پیش کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ فرشتے ایسے تیز رفتاری میں کہ ادھر انتی کے منہ سے درود پاک کے الفاظ نکلے ادھر انہوں نے بزرگنہد میں پیش کر دیا۔ اگر کوئی ایک مجلس میں ہزار بار درود شریف پڑھے تو یہ فرشتہ۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

نفل میں آ رہی ہے۔ ظاہر ہوتا ہے۔

۸۶۵ وَ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا وَلَا تَبْجَعُوا فَتْرَىٰ عَيْنًا وَ صَلُّوا عَلَىٰ قَاتٍ صَلَوَاتُكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ۔

انہیں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اپنے گھروں کو قبور نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور ہر روز دو بار دعا کرو کہ تمہارا دعوہ مجھے پہنچائے۔ تم جہاں بھی ہو۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(نسائی)

۱۔ یعنی قبروں کی طرح نہ بناؤ کہ ان میں مردوں کی طرح پڑے اور سوتے رہو۔ اور ان میں کوئی عبادت اور نماز وغیرہ ادا نہ کرو۔ بلکہ جس طرح تم لوگ مساجد میں عبادت کرتے اور انوار و برکات حاصل کرتے ہو گھروں میں بھی کچھ نہ کچھ عبادت کیا کرو۔ تاکہ اس کے انوار و برکات سے تمہارے گھر بھی روشن و منور ہوں۔ اور تمہارے اہل خانہ بھی اس سے مستفید و مستنیر ہوں۔ اس لیے فرض نمازیں مسجد میں ادا کرو اور نوافل گھروں میں مکہ مسجد کی بجائے گھروں میں نوافل ادا کرنا افضل ہے۔ یہ ہے کہ گھروں میں مردے دفن نہ کرو۔ باقی رہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذات پاک کو آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ کو گھریں (حجرہ عائشہ) میں دفن کیا گیا۔

۲۔ اور میری قبر انور کو عید گاہ نہ بنانا کہ زحمت کرنے اور سچ کہنا پر اجتماع نہ کرنا۔ اور نہ گانے بجانے اور ہر مطلب کا اسے مرکز بنانا۔ کہ یہ چیز موجب غفلت اور سہو و لغو و غصاری کا طریقہ ہے۔ لیکن افعال بڑی اہمیت و بڑی توجہ سے کرتے ہیں۔ بعض اس جملے کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ میری زیارت میری قبر کی قریب نہ کرنا کہ سارے سال میں ایک بار عید گاہ حاضری کے لیے نہ آؤ۔ پس اس میں کثرت سے زیارت اور اس درگاہ بے کس پناہ میں حاضری کا تزیین و تہیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بار بار نصیب فرمائے۔

۳۔ اور یہ فکر نہ کرو کہ ہمارا درود اتنے فاصلے سے آپ کی خدمت میں کیسے پہنچے گا۔ یہ جو تمہاری دعا ہے وہ تمہارے ہاتھ سے تم تک پہنچتا ہے۔ میت۔

در راہ مشق مرحلہ قرب و بعد میت

سے یقین سے نیاں دعاں کرتے رہتے

بقیہ حاشیہ بر مغربہ سابقہ۔ اس کے اور مدنیہ طیبہ کے درمیان ہزار پیکر لگائے گئے ہیں کہ دن بھر کا درود و سلام تحفے میں جمع کر کے ڈاک کی طرح شام کو وہاں پہنچائے جیسا کہ اس درود کے بعض جملات نے کچھ از مرآت المراجع جلد ۱ تبغیر لیسیر (ترجم غفرلہ)

ترجمہ سادہ و مفہوم میں محدود و نزدیک کا مراد نہیں۔ میں سمجھنے بالکل عیاں اور ظاہر دیکھتا ہوں اور دعاؤں کے توفیق بھی ہوں یہاں بعض مشتاقان جناب کے لیے کئی اندیشات ہے کہ اگر وہ مجبوری کا وجہ سے قرب سوری سے محروم ہیں تو انہیں چاہیے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو جہاں حضور قلبی سے تعلق نہ ہوں اور اپنے آپ کو حضور کے معن سے دور خیال نہ کریں۔ کیونکہ صلوة و سلام کے وسیلے اور بارگاہ اقدس میں اس کے پہنچنے کے تعلق سے وہ آپ کے نزدیک ہی ہیں۔

### قرب غائی چوں بود بعد مکانی سہل ست

جب روحان قرب نصیب ہے تو فخر مکانی قرب نہ ہونا آسان چیز ہے۔

انہیں صحت البرہرہ یعنی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جائے	وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى وَ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ اسْتَلَمَ قَبْلَ أَنْ يُفْعَلَ لَهُ وَ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَوْ رَجُلٍ حَفَّهَ الْبَوَاكُ الْكِبَرَاءُ أَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَ ذَوَا الْقُرْبَىٰ
پاس بیگز ذکر ہمارا وہ مجھ پر درود نہ پڑھے اس کی ناک گرد آلود ہو جائے رمضان کا مہینہ نصیب ہو پھر اس کی بخشش سے پہلے گزر جائے اور اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے اس کے ماں باپ یا ان میں سے ایک بڑھا پا پائے اور وہ اسے جنت میں نہ پہنچائیں گے	

(ترمذی)

اسے یعنی وہ مرد و خوار و پاک ہو جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ اس حدیث کا ظاہر معنی یہ ہے کہ جس میں جنتی بارگاہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلانک لیا جائے اتنی ہی یاں درود پاک پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ درود نہ پڑھنے پر عیاں صحت و عید اور ٹانٹ آئی۔ مگر یہ کہ ٹانٹ کیوں کہ وجوب کی دلیل عذاب آخرت کی صورت میں و عید کا لاحق ہونا ہے اور غم آفت (ناک کا خاک آلود ہونا) اس قبیلہ سے نہیں ہے۔ بہر حال ان الفاظ کی غایت استیجاب و انصافیت پر دلالت کرتی ہے۔ ایک جواب یہ ہے کہ اس قسم کے الفاظ میں حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے۔ بلکہ ایک طرح کی ٹانٹ و ٹپٹ مراد ہوتا ہے۔

اسے یعنی ان باتوں میں عبادت نہ کرے اور اس ماہ کے حقوق ادا نہ کرے جو اس کے گناہوں کی بخشش کا سبب ہیں۔

اسے یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک نہ کرے اور شان کے حقوق ادا کرے اور ان کی رضا اور خوشنودی حاصل نہ کرے جو اس کے بہشت میں پہنچنے کا ایک وسیلہ ہے۔





اس کا آپ علمائے عظام میں سے ہیں آپ کے حالات شریفہ دوسرے مقامات میں کہے جا چکے ہیں۔  
 ۱۷۔ شیخ بہت حد درجہ شریف و متعبد ہوتا ہوں تو کتنا وقت اس کے لیے مقرر و معین کروں۔ اس عبادت کا دوسرا  
 معنی یہ ہو سکتا ہے۔ یا رسول اللہ میں آپ پر جو صفت درود پڑھتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اس کی تعداد اور وقت مقرر کر لوں۔  
 اور شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی شرح میں کہا ہے کہ صلوٰۃ سے مراد وہ ہے یعنی میں نے اپنے لیے دعا کرنے کے  
 لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس وقت میں آپ پر درود پڑھوں اور بہت بڑھوں تو کتنی مقدار  
 اس وقت میں سے آپ پر درود شریف پڑھنے میں صرف کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ان کے اختیار پر  
 چھوڑ دیا اور فرمایا جس قدر زیادہ پڑھے گا بہتر ہوگا۔

۱۸۔ چھام یعنی چوتھا حصہ

۱۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نماز وقت مجھ پر درود شریف میں صرف کرے گا تو تیرے لیے  
 کفایت ہو جائے گی اور تیرے تمام دینی و دنیوی مقاصد پورے کر دیے جائیں گے اور تیرے سب ظاہری باطنی اچھے  
 پھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنا تمام مقاصد کے پورا ہونے کا سبب اس لیے بتا ہے کہ  
 بندہ جب خدا اور رسول کی طرف سے مطالب اور پسندیدہ امور کے طلب کرنے کا سوال کرتا اور اس میں صدق و اخلاص کو برے کا  
 ناک ہے اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ کام کو اپنے نفس کے مطالب و مقاصد پر ترجیح دیتا ہے تو ایسا شخص لازماً  
 جہان سے کٹ کر اور طبعی خاص کے قابل ہو جاتا ہے اور اس کے لیے تمام مہمات و مشکلات کے لیے کفایت ہو جاتی ہے۔  
 میں کان محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب نے اس حدیث میں غلطی کی ہے میرے ذکر نے سوال کرنے سے  
 روک دیا۔ انھیں احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بحوالہ ابن ماجہ روایت کیا ہے۔ یعنی جو تعویذ اختیار کرتا ہے اللہ اس کے لیے ذریعہ نجات ہے  
 ان ہوا و ہوا

درود شریف کے کان مہمات و مشکلات ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ شیخ اجل اکرم عبد الوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ  
 نے اس میں (عبداللہ) کو درجہ کبریا کی زیارت کے لیے دعا کی ہے وقت و دعا کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ بات ذہن میں  
 رکھو کہ اگر وہ درود میں راوی احادیث کے بعد کوئی عبادت حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف  
 پڑھنے کے برابر نہیں ہے۔ تمہیں چاہیے کہ اپنا نماز وقت اس میں صرف کرو۔ کسی اور کام میں مشغول نہ ہو۔ عرض کیا گیا اس  
 کے لیے کوئی عین تعداد بھی ہے فرمایا یہاں عدد معین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس قدر پڑھو کہ ہر وقت اس کا  
 طلب اللہ سے رہو۔ چنانچہ کہ انہیں کے رنگ میں رنگے جاؤ۔ اور اس میں مستغرق رہو۔

۲۰۔ دَعَا فَضَالَةَ ابْنِ حَبِيبٍ قَالَ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

بَيْنَمَا نَسْأَلُ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلِيلًا إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي فَقَالَ نَسْأَلُ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَلَتْ آيَتُهَا الْمَصِيبُ إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَأَحْمَدُ اللَّهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلَّى عَلَى ثَمَّ أَدْعُهُ قَالَ ثَمَّ صَلَّى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذَلِكَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَتُهَا الْمَصِيبُ أَدْعُ تُجِبُّ

فرماتے ہیں اس آیت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی پھر کہا، اے نبی مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے نمازی تو نے جلدی کا جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ کا وہ حمد کر جس کے وہ لائق ہے اور مجھ پر درود بھیج پھر دعا کر فرماتے ہیں اس کے بعد دوسرے شخص نے نماز پڑھی پھر اللہ کی حمد کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے نماز کی دعا مانگ کر قبول ہوگی۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَنَوَى أَبُو حَافِظٌ وَالتَّسْلِيَةُ نَحْوَهُ

ترجمہ کیا اور ابی داؤد و نسائی نے اس کی مثل روایت کی۔

۱۔ فضالہ ناکا زب سے۔ عبید بن جریج اور ہاکم زب سے یعنی ابو محمد فضالہ بن عبید اللہ بن ابی ہاشم آپ سب سے پہلے غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ شجرة الزمان کے نیچے سے جو شجرہ ہے جس کی خیر میں بھی حاضر و موجود تھے۔ شام میں منتقل ہو گئے تھے۔ دشمن کی فوج کے ساتھ تھے۔ حضرت ابو ہاشم نے مصیبت کے یہ غم جو آپ کے ذمے دشمن کی تباہی کا ذمہ داری پر دیا گیا تھا تو قول کے مطابق یہ دشمن میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

۲۔ کہ تو خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا اور مجھ پر درود شریف پڑھنے سے پہلے دعا شریف کر دے۔  
۳۔ بیٹھنے میں ایک احتمال یہ ہے کہ اس سے نماز کا قصد مراد ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ غائبانہ نماز کے بعد دعا کے یہ بیٹھنا مراد ہو۔ یہ دوسرا احتمال سیاحی حدیث کے زیادہ موافق و ظاہر ہے۔  
۴۔ یعنی مسافت کمال سے۔

۵۔ پھر خدا تعالیٰ سے درخواست کر اور جو چاہتا ہے مانگ

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد کو دعا کے ادب سکھائے کہ دعا سے پہلے حمد و ثنا اور میرے اوپر درود پڑھ

پڑھنا چاہیے اس کے بعد دعا کرنی چاہیے۔ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے بعد بھی خدا تعالیٰ کی حمد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنا چاہیے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ  
كُنْتُ أَصِلُّ وَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَ أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ مَعَهُ فَلَمَّا  
بَلَغْتُ بِدَأْتُ بِالنَّكَاةِ عَلَى اللَّهِ ثُمَّ  
الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي فَتَعَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّ  
تُعْطُهُ سَلَّ تُعْطُهُ -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(ترمذی)

۱۷ بعض نسخوں میں یہاں لفظ حاضر موجود ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے بعض صحت شدہ نسخوں میں یہ لفظ پایا جاتا ہے۔ اور بعض نسخوں میں جو یہ لفظ موجود نہیں تو وہاں مقدس ہے (یعنی نیت میں ہے) ۱۸ آپ نے یہ جملہ بقصد تاکید اور تشریف الخشب کے لیے مکرر ارشاد فرمایا۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّكَ  
أَنْ يَتَّكَفَلَ بِأَهْلِ بَيْتِكَ إِذَا كَانَ  
عَلَيْكَ أَهْلٌ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ  
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأَرْحَمِ  
أَرْوَاحِهِ وَأَهْلِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَ  
ذُرِّيَّتِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى  
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ -

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

(ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے پسند  
ہو کہ اُسے پوری ناپٹ ملے تو جب ہم اہل بیت پر  
درود پڑھیں تو کہے اے الہی! بنی اُتی حضرت محمد پر اور  
مسلمانوں کی مائیں یعنی حضور کی بیویوں پر اور ان کی  
اولاد پر اور اہل بیت پر رحمت بھیج جیسے تو نے  
رحمت بھیجی۔ ابراہیم پر بے شک تو محمد و بزرگی  
والا ہے۔

۱۷ نکمال۔ یا کہ زبیر اور عیش کے ہاتھ صحیح مسند کے ساتھ وہی طریقہ چلا گیا ہے۔ مذکورہ کتاب میں بھی یہ ہو گا جس شخص کو یہ بات اچھی لگتی ہو کہ وہ اپنے خواب کا پیمانہ پورا پورا اجر سے۔ پیش کی صورت میں معنی ہو گا کہ اس کے لیے خواب کا پیمانہ پورا پورا بھرا جائیگا۔ یعنی جو شخص چاہتا ہو کہ اس کی مراد تمام اسرا کل طریقہ پر حاصل ہو۔

۱۸ اسے چاہیے کہ اس طرح درود پاک پڑھے اور نیچے

۱۹ اُمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاص لقب ہے۔ جو تورات و انجیل و اتمام آسمانی کتابوں میں مذکور ہے۔ لغت میں اُمی اُسے کہتے ہیں جو پڑھنا سکھاتا نہ جانتا ہو اور کسی مکتب و مدرسہ میں نہ گیا ہو اور نہ کسی سے سیکھا ہو۔ یہ لفظ اُم (ماں) کا طعن قریب ہے۔ یعنی اُمی حالت پر ہو جس پر وہ ماں کے شکم سے پیدا ہوا تھا۔

نگار میں کہ مکتب نہ رفت و خط نہ داشت بغیرہ مسئلہ آموزہ مدرسہ شد

میرے عشوق نے جو نہ کسی مکتب و مدرسہ میں گیا اور نہ اس نے خط لکھنا سیکھا آنکھ کے ایک اشارے سے سو مدرس کو مسنے سکھا دیے۔

یتیمی نہ ناکردہ قرآن درست کتب خانہ کو نہ رفت و داشت

وہ یتیم جس نے کسی سے قرآن بھی درست نہ کیا تھا اس نے آگے کے کتب خانے کو نہ رفت و داشت و انہیں منور کر دیا

یہ تعلیم آداب اور ادب حاجت ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے

اُسے آداب سکھانے کی کیا حاجت و ضرورت ہے جو آداب سے ہی باادب پیدا ہو۔  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی اس معنی کی صحت کے باوجود ام القریٰ اکبر علیہا السلام کی طرف اشارہ ہے۔ یہی کہتے ہیں۔ یا ام الکتاب روح محفوظ کا طرف نسبت کی بنا پر امی کہتے ہیں کہ عظیم الشان کتب خانہ کے مالک رب تعالیٰ سے علم و ادب سیکھا صلی اللہ علیہ وسلم۔

۸۶۲ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَخِيلُ الَّذِي مِنْ ذُرِّيَّتِكَ عِنْدَكَ فَلَمْ يُعْمَلْ عَلَيْهِ

خبر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بخل سے اپنے ذریعہ سے اللہ کے فضل سے روکا جائے اور نہ اس کے لئے کوئی عمل کیا جائے۔  
نور علی احمد نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور نور علی نے کلمہ مرثیہ حسن صغیر میں لکھا ہے۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَوِيحٌ عَرَبِيٌّ

اس لئے جو وہ آدمی نہیں ہے جو اپنے جان و مال اور تقاضائے فطرت کے تحت اپنا مال اپنے منہ سے جلا کرنے کو تیار نہ ہو۔  
 کہاں کہنے والی اس شخص کے بل سے کہ یہ انسان کوئی شخص نہیں بلکہ تاجر سستی اور غفلت کے باعث اور اپنے نفس کی خواہش کی وجہ  
 سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک کی کراپ پر ایک کلمہ (درود شریف) کہنے کو تیار نہیں، اور ادا کئے حق اور  
 آپ کی شکر گزاری پر آمادہ نہیں۔ اور خداوند مجتہد و مقدرت دینے کو تیار نہیں۔ یہ مرتعہ تودہ ہے کہ جانیں قربان کر دی جائیں  
 یہ جاسے کہ صرف ایک کلمہ زبان پر لائیں۔

مرحبا سے یکب مشتاقاں بدرہ پیغام دوست

تا کفم جاں از سر رغبت فدا کئے نام دوست

مرحبا سے مشتاقان دید کے قاصد دوست کا پیغام و دہنا کہ میں رغبت و شوق سے اپنی جان دوست کے نام  
 پر قربان اور خدا کر دوں۔

۲۰۰ اللہ العالی کے معانی اور ان صفات کے ایک ہی حدیث میں جمع ہونے کی توجیہ مقدمہ کتاب میں ذکر ہو چکی  
 ہے وہاں سے یہ معانی ذہن نشین کر لو۔

سَبِّحْهُ عَن رَّأْيِ مُرَوِّعَةٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عَلَّی جَنَّاتٍ خَرِیْفٍ سَمِیْعَةٍ ذَا مَنِّ عِلَّی

عَلَّی تَارِیْخًا اَبْلَغَہُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ میری قبر کے پاس مجھ

پر درود شریف پڑھتا ہے میں اُسے سناہوں اور جو دور

سے مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے

(صحیح شعب الایمان میں)

نَدَاۃُ الْجَبَّیْہِیْنَ رَفِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

— کہہ کہ ہم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اُسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اگر کسی نے کہہ کہ ان حضرات کی خدمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اُسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

میں نے کہہ کہ ان حضرات کی خدمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اُسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

میں نے کہہ کہ ان حضرات کی خدمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اُسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

میں نے کہہ کہ ان حضرات کی خدمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اُسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اُسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

میں نے کہہ کہ ان حضرات کی خدمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اُسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

میں نے کہہ کہ ان حضرات کی خدمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اُسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

بہر سلام کہن زنجیر در جواب آن لب  
کہ صد سلام مرا پس یکے جوت در  
ہر بار سلام کے جواب سے اُس کے لبوں کو تکلیف نہ دے، میرے سر سلام کے لیے تیرا ایک جواب کافی ہے۔  
۸۴۴/۱۴ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ  
مَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
مَلَائِكَتُهُ سَبْعِينَ مَلَكَةً  
رَوَاهُ أَحْمَدُ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
فرماتے ہیں جو بندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار  
درود شریف پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے  
(رشتے اہل پر ستر دفعہ رحمت بھیجتے ہیں۔  
(احمد)

۱۔ اگرچہ بظاہر یہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا قول ہے مگر یہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر کہا  
ہے کیونکہ اعمال کی کسیت و کیفیت حضرت نبوت سے بغیر بیان نہیں ہو سکتی۔ لہذا یہ موقوف حدیث بروفا حدیث کے حکم  
میں ہے جیسا کہ مقدمہ کتاب میں گزرا۔

۸۴۵/۱۸ وَ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ رُوَيْفِعِ بْنِ رَافِعٍ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى  
عَلَى مُحَمَّدٍ وَ قَالَ اللَّهُمَّ أَنْزِلْنَا  
الْمُقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ  
وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي -  
رَوَاهُ أَحْمَدُ

حضرت روفیع بن عبداللہ سے روایت ہے۔  
فرماتے ہیں کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور کہے  
اللہم انزلنا المقعد المقرب عندك يوم القيامة  
میں آواز تو اس کے لیے میری شفاعت میں ضرور  
ہو گی۔ (احمد)

بقیہ ماشیہ برصوفہ سابقہ ہمارے بیان کردہ اس مطلب کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص درود شریف پڑھے  
فرمایا اَنْزَحْ مُلْكُوهَ اَنْزَحْ مُلْكُوهَ یعنی اہل محبت کا درود شریف پڑھے تو ان کے ملک و دولت میں  
جلاء الافہام میں ایک حدیث نقل کی اس کے الفاظ میں کہ جو شخص درود شریف پڑھے تو ان کے ملک و دولت میں  
حالا جہاں بھی ہو پھر روضۃ الزریعہ ہزاروں من مٹی وغیرہ کے درمیان میں مائل ہونے کے بعد درود شریف پڑھے تو ان کے  
پر خود سنتے ہیں تو یہاں سے کیوں نہیں سن سکتے۔

اور کتاب اخبار شریف میں حضرت شیخ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اس بیان کے مطابق کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
ابنی امت کے اعمال و اعمال پر مطلع اور حاضر و ناظر ہیں اسی میں کوئی شک و شبہ نہیں، وعدہ سے قطعاً کوئی  
استحالة نہیں۔

۱۵ یعنی رزق رکعت کی پیش رواد سکن اور پاک کے کمرہ سے بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ آپ انصاری ہیں مصر میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت امیر علیہ رضی اللہ عنہ نے طلائع میں کا امیر مقرر کیا تھا۔ آپ نے شہر میں اہل افریقیہ پر فوج کشی کی۔ آپ نے شہر میں مقام رقبہ یا شام میں انتقال فرمایا۔ اسی آپ اہل مصر سے ہیں۔

۱۶ اگرچہ آپ کی شفاعت تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔ تاہم ان الفاظ کے ساتھ درود پاک پڑھنے والوں کے لیے آپ کی شفاعت ضروری اور یقینی ہے۔ امدان کے لیے خاص شفاعت اور خاص درجہ ہے۔ جس طرح روضہ انور کی زیارت کرنے والوں کے لیے آپ خاص شفاعت کریں گے۔

حضرت عبدالرحمن بن حوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
 فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے  
 یہاں تک کہ ایک باغ میں پہنچے تو بہت لمبا سجدہ کیا یہاں تک کہ  
 مجھے ڈر محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات ہی نہ دیدی ہو  
 حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں میں اگر دیکھنے لگا تو آپ نے سر  
 ہلکے ہٹایا اور فرمایا مجھے کیا ہے۔ میں نے اپنے دل کا  
 غم شہر بیان کیا اس پر آپ نے فرمایا قبول نے مجھے کہا ہے  
 کہ میں آپ کو یہ خوشخبری نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا  
 ہے جو بندہ آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت  
 کروں گا۔ اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر  
 سلامتی مانوں کروں گا۔

(احمد)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 فرماتے ہیں۔ (بند سکن) ادما آسمان وزمین کے درمیان  
 رکھا رہتا ہے اس سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی تھی کہ  
 تم اپنے نبی پر درود بھیجو

(ترمذی)

۱۷ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَوْفٍ  
 قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلَ نَخْلًا فَجَدَّ فَكَانَ  
 الْمَسْجُودَ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ  
 تَعَالَى قَدْ كَوْنًا قَالَ فَبُجْتُ أَنْظُرُ  
 فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ مَا لَكَ فَبُجْتُ  
 ذَلِكَ لَهُ قَالَ فَقَالَ إِنَّ جِبْرِيْلَ  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي إِلَّا أَبْشِرْكَ  
 أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَتَمَلَّكُكَ مَنْ  
 مَلَّكَ عَلَيْكَ مَلَائِكَةً مَلَأَتْ عَلَيْهِ  
 وَهْنًا يَسْكُرُ عَلَيْكَ مَلَأَتْ عَلَيْهِ  
 دَلِيلًا أَحْمَدُ

۱۸ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَوْفٍ  
 أَنَّ النَّبِيَّ عَزَّ وَجَلَّ مَرَّ بَيْنَ الشَّجَرِ  
 وَالْأَكْشَادِ لَا يَقْبَعُهُ مِنْهُ فَمِنْ حَتَّى  
 تَسِيلَ عَلَى رَأْسِكَ

(رواہ الترمذی)

۱۹ یعنی دعا کی اجابت اور قبولیت درود و شریف پڑھنے پر موقوف ہے اور چونکہ درود و شریف محبوب مقبول ماحود  
 مقام قبولیت میں پہنچا ہے اور افضل و رحمتوں سے ماحول ہے اس لیے اس کے طفیل اور توسل سے دعا بھی عمل قبولیت







اللّٰهُ صَلِّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلِّمْ اِذَا قَرَأَ  
اَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْاٰخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ  
بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ مِنْ عَذَابٍ جَهَنَّمَ وَ  
مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ  
وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی  
جب دوسری اقیامت سے فارغ ہو تو چار چیزوں  
سے اللہ کی پناہ مانگے۔ دوزخ اور قبر کے عذاب  
سے۔ زندگی اور موت کے فتنوں سے اور  
مسیح دجال کے شر سے۔

(مسلم)

۸۸۰۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلِّی  
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلِّمْ كَانَ یُعَلِّمُهُمْ هَذَا  
الدُّعَاءَ کَمَا یُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ  
الْقُرْآنِ یَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ  
مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ  
عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ  
الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ  
الْمَسِيحِ وَ الْمَمَاتِ -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو (صحابہ کرام) یہ دعا سکھاتے تھے  
جیسے قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔ فرماتے تھے  
کہو اسے اللہ میں میری پناہ مانگتا ہوں دوزخ  
کے عذاب سے اور قبر کی پناہ مانگتا ہوں قبر کے  
عذاب سے اور میری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال  
کے فتنہ سے اور میری پناہ مانگتا ہوں مسیح  
موت کے فتنہ سے۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ یعنی بڑی تاکید و اہتمام سے تعلیم دیتے تھے اور اس دعا کے پڑھنے اور اسے یاد رکھنے کا حکم دیتے  
تھے۔

۸۸۱۔ وَعَنْ زَيْنِ بْنِ بَكْرٍ الصَّوْتِیِّ قَالَ قُلْتُ  
لَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَّمَنِیْ دُعَاءً اَدْعُوْهُ  
فِیْ صَلَاتِیْ قَالَ قُلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ  
نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّوْبَ  
اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ  
وَ اَحْسِنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ  
(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت زین بن بکر الصوتی سے روایت ہے کہ میں نے  
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے  
میں پہلی نماز میں، اللہ کو مل کر دعا پڑھائی ہے کہ  
پرہیزگار کی اور میرے سرکار کو مل کر دعا پڑھائی  
اپنی طرف سے میری بخشش کر۔ مجھ پر رحم کر۔  
تو یہ بخشش والا مہربان ہے۔

(بخاری و مسلم)

۲۔ یعنی آخری تشہد کے بعد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قید اس بنا پر کہ اس کی متعارف اور معروف دعا جو پڑھی جاتی ہے اس کا

عمل و موقع یہی ہے۔

۱۵ اکثر روایات میں کثیر نماز کے ساتھ ہے اور مسلم کی بعض روایات میں کبیرہ کے ساتھ آیا ہے امام نووی نے اذکار میں کہا درازل لفظ جمع کر کے پڑھنا بہتر ہے۔

وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ آبِيهِ  
قَالَ كُنْتُ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَ  
عَنْ يَسَارِهِ حَتَّى أَرَى بَيَاضَ حَقْوِهِ  
(دَعَاةُ مُسَلِّمٍ)

حضرت عامر بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے  
ہیں کہ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کو دیکھا کرتا تھا کہ آپ دائیں بائیں سلام پھیرتے  
تھے حتیٰ کہ آپ کے رخسار کی سفیدی میں دیکھ لیتا تھا  
(مسلم)

۱۶ یعنی حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آپ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد اور حضرت عثمان غنی  
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے احادیث سنیں اور ان سے حضرت زہری وغیرہ نے احادیث سنی ہیں۔  
۱۷ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت اتنی مقدار میں چہرہ اور نمازیوں کی طرف پھیرتے تھے کہ آپ کا پر نور اور  
روشن رخسار دیکھا جاسکتا تھا۔ اس شخص کی سعادت کا کیا ٹھکانا جو آپ کے پیلوں میں بیٹھا ہو۔ بیت

کاشکے بعد نماز جا شود پیلوئے تو  
کاش کہ غلامی میری جگہ تیرا پیو ہو تاکہ سلام کے بہانے ہی نگاہ تیرے چہرے پر پڑ جائے۔  
وَعَنْ سَمَاءَ ابْنِ جُنْدُبٍ قَالَ  
كَلِمَةً يُسَلِّمُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَكَلِمَةً يَسَلِّمُ عَلَيْكَ أَهْلُ بَيْتِهِ  
(دَعَاةُ الْمُسَلِّمِ)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ  
لیتے تو ہماری طرف اپنے چہرہ اور سے توجہ پھرتے  
(بخاری)

۱۸ سنن کی زمرہ احادیث میں کثیر نماز کے ساتھ آپ مشہور صحابی ہیں۔ آپ کے حالات دوسری جگہوں میں لکھے  
جائے ہیں۔

۱۹ یعنی دائیں بائیں سلام پھیرنے کے وقت۔ زیادہ قریب یہ ہے کہ سلام کے بعد کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
سلام پھرتے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد کبھی داہنی جانب رخ کرتے تھے کبھی بائیں جانب۔ جیسا کہ احادیث  
میں آتا ہے اور کبھی پورے طور پر چہرہ اور نمازیوں کی طرف اور پشت قبلہ کی طرف کر کے بیٹھتے تھے۔

يَسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ يَسَارِهِ  
قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ  
وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى يَرَى بَيَاضَ حَقْوِهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے دائیں جانب



کہ کہ چلتے ہیں اور جیسے کہ میں نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ آپ نے ایسے خواب کی وضاحت کی ہے جس میں نفع کہہ کر اشدت ہو اور احادیث میں اس معنی کو ظاہر کر آتوں۔ اگر میں غلط کروں۔

سَمِعَ عَنْ الْمَدِينَةِ قَالَتْ لَنَا إِذَا مَكَّنَا  
خَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ نَحْبِسُكَ أَنْ تَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ  
يُسَلُّ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ فَصِغْتُهُ  
يَقُولُ بَيْتٌ فِيهِ حَدِيثُكَ يَوْمَ تَبْعُثُ أَوْ  
تَجْمَعُ رِجَالُكَ -

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو آپ کی دائیں جانب ہونا پسند کرتے تھے تاکہ آپ ہم پر پائنتہ حیرٹو افس سے ترسیر ہو سکیں۔ حضرت بلال فرماتے ہیں میں نے آپ کو یہ کہتے سنا یا سنا ہے کہ اپنے غراب سے پکا جس دن تو اپنے سرورِ دل کو اٹھائے گا یا جمع کرے گا۔

وَقَاءُ مُسْلِمٍ

(4)

۱۴ یعنی یہ ہے کہ اگر کسی نے کتاب چھو مبارک بائیں جانب کر لیں۔ آپ کی نگاہ پہنچے ہم پر پڑے۔ اور آپ کے مشاہدہ جمال کی سعادت پہنچے ہمیں نصیب ہو جائے اور ہم لوگ آپ کے خطابِ کریم سے مشرف ہوں۔ اور سب سے پہلے ہم لوگ ہی آپ کے دربرو ہو کر انوار و برکات اور اسرار و معارف کی فیض حاصل کریں۔ حضورؐ ماہیتِ وقت میں جب کہ آپ جانب حق سے پہلے کی جانب رجوع کر رہے ہیں اور خدا سے جبرائیل کی ٹھنڈک اور نعیمت شہود کا وقت اور آپ کے غایتِ قرب کامل ہے۔ خطابِ بزرگوار کی جانب رخ کر رہے ہیں۔ اور یلہامِ کدائیں جانب کھڑے ہونے کی وجہ فضیلت ملک سے ملک ہے۔ اور وہ بادِ رحمت میں سے کئی نغمہِ حضورؐ ملیں۔ اور ہم کو حکمِ بزرگ سے عارف کو اپنے نزدیک کھڑے ہونے کا حکم دیتے ہیں۔

[illegible]

عَمْرٍو فَتَمَّ اللَّهُ بِكَهَنَةِ تَحْلَلَتْ رَأْسُ  
الرَّسَاءِ فِي حَقِّهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَمَ  
مِنْ أَهْلِهِ وَهُوَ قَدْ ثَبَتَ رَسُولُ  
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ  
مُتَّكِئٌ مِنَ الرِّسَالِ مَا جَاءَهُ مِنْ قَادَا

حضرت امام مسلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔  
فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ  
میں عورتیں جب قرین نماز سے سلام پھیرتی تھیں تو  
کھڑکی پر ہاتھیں رکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور  
آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے مرد جب تک  
رکب چاہتا بیٹھتے رہتے۔ پھر جب رسول اللہ

قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَامَ الرِّجَالُ -

یعنی اللہ علیہ وسلم اٹھے و مرد بھی کھڑے  
ہر جاتے۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَسَنَدُ كُوحَدِيثٍ  
جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ فِي بَابِ الْفُتُوحِ إِنْ  
شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى -

بخاری اور ہم حضرت جابر بن سمورہ کی حدیث  
ہمسی کے باب میں ذکر کریں گے۔ ان شاء  
اللہ تعالیٰ

۱۷ اور مردوں سے پہلے گھروں کو چلی جاتیں۔

۱۸ پھر آپ بعض اوقات صرف اللہ انت السلام و منک اسلام الی آخر پڑھتے تھے اور کبھی آپ اتنی دیر  
بیٹھتے کہ دعا کرتے۔ قرآن پاک پڑھتے اور تبلیغ احکام کرتے اور کبھی آفتاب طلوع ہونے تک مصلیٰ پر تشریف فرما رہتے تھے یہ مختلف  
قسم کی نشست حالات کے اختلاف کی بنا پر ہوتی تھی۔

۱۹ یعنی حضرت جابر بن سمورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آپ کے نماز خیرے طلوع آفتاب تک باغی نماز پڑھتے کا  
ذکر ہے ماب الضحک میں بیان کریں گے۔ اسی باب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قسم و سوگند و دعا کے ذکر ہے یہ روایت  
رحمۃ اللہ نے اس حدیث کا ذکر اس باب میں کرنا زیادہ مناسب خیال کیا۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَأَلَ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي لَأُحِبُّكَ يَا مُعَاذُ فَقُلْتُ

وَأَنَا أُحِبُّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَوْلَا

تَدْعُ أَنْ لَقُولَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ

رَبِّ أَعِزَّنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ

وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ -

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ

النَّسَائِيُّ إِلَّا أَنَّ أَبَا دَاوُدَ لَمْ يَذْكُرْ

قَالَ مُعَاذٌ وَ أَنَا أُحِبُّكَ -

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا پڑھ کر

کہ میں آپ کو بہت پسند کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ میں بھی آپ کو بہت پسند کرتا ہوں

تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں نہ ہوتا تو میں آپ کو بہت پسند کرتا ہوں

فرمایا تو ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھ کر کہ

یا رب اے خداوند کو پہلے شکر ادا کر اور پھر دعا پڑھ کر کہ

پریر کا شکر۔

ابو داؤد نے اس دعا کو روایت کیا ہے۔

معاذ سے روایت ہے کہ میں نے یہ دعا پڑھ کر کہ

آپ سے محبت کرتا ہوں۔

۱۷ اس حدیث کو باب الدعاء بعد التہجد میں لانے سے ظاہر اس دعا کا اقیام کے بعد اور سلام سے پہلے پڑھنا معلوم

ہوتا ہے اور کتاب میں اس سے بڑا فائدہ ہے فارسیا ہونے کے بعد پڑھنا ظاہر ہوتا ہے۔  
۱۵ اور شہر و مرقبہ کی صورت میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرما جو درجہ احسان اور ان بقدر یک کاتک تراہ کا مقام ہے  
۱۶ مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ حدیث افہامی سے لے کر توفیق انا ایک تک مسلسل ہے۔ اور اس کا تہ حروف  
(عبدالحق) کو بھی بعض علماء کرام نے اسی طرح مسلسل ہی ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

۱۱۹ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ  
إِنْ سَأَلَ اللَّهُ مَلَكًا عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ السَّلَامَ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدَّيْهِ الْاَيْمَنِ وَ عَنْ يَسَارِهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدَّيْهِ الْاَيْسَرِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح سلام  
پھرتے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حتی کہ آپ کے رخسار  
میں ایک کی سفیدی دکھی جاتی تھی اور بائیں جانب  
اس طرح کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حتی کہ آپ کے  
بائیں رخسار مبارک کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

۱۲۰ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ النَّسَائِيُّ وَ كَمْ يَذْكُرُ التِّرْمِذِيُّ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدَّيْهِ وَ رَوَاهُ ابْنُ قُجَّاهُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ يَاسِينَ۔

ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی اور ترمذی نے  
یہ ذکر نہ کیا کہ آپ کے رخسار کی سفیدی  
دکھی جاتی تھی۔ اور ابن ماجہ نے اسے حضرت  
حماد بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۲۱ لہ نہ ایں جانب میں اور نہ بائیں جانب بلکہ اس نے صرف یہی الفاظ روایت کیا کہ ان سے علم من یمنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ  
اسی طرح دوسری جانب۔ اسے حدیث ان کے نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ابن ماجہ نے  
اسے حضرت حماد بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابن ماجہ حتیٰ یری بیاض خد کے الفاظ ذکر کرتے  
میں۔ ابوداؤد و نسائی کے موافق ہے یا نہ کرنے میں ترمذی کے موافق ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ ترمذی کے موافق

۱۲۲ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ تَحَلَّى أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَى بِشْقِهِ الْاَيْسَرِ إِلَى حُجْرَتِهِ۔ (رَوَاهُ فِي شَرْحِ الشُّتُو)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی نماز  
سے پھرنا (رہ کرنا) زیادہ تر بائیں طرف اپنے  
حجرہ کا طرف ہوتا تھا۔ (شرح سنہ)

۸۹۱ وَ عَنْ عَطَّارِ بْنِ النُّعْمَانِ فِي عَوْنِ  
الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعَلِّي الْإِمَامُ  
فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ حَتَّى  
يَتَعَوَّلَ -

حضرت عطاء بن النعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ حضرت مغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس جگہ بٹھا کر نماز پڑھے جہاں اس نے فرض پڑھے بلکہ کچھ بٹھا کر پڑھے۔

ابو داؤد ورمادہ کہتا کہ عطاء خراسانی نے مغیرہ کو نہ پایا ہے۔

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ قَالَ عَطَّارُ  
النُّعْمَانِ لَمْ يُدْرِكْ الْمُغِيرَةَ -

۱۰ حضرت عطاء نے خراسانی مشہور تابعین میں سے ہیں۔ بخاری میں۔ شہر جو میں پیدا ہوئے اور شہر جو میں فوت ہوئے ابو حاتم نے کہا ثقہ ہیں۔ نسائی نے کہا لا یاسرہ۔ ابن الاثیر سے مکتب الحدیث روایت کرتے ہیں۔  
۱۱ عطاء نے کہا ہے کہ یہ حکم صرف امام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مقتدیوں کو بھی شامل ہے۔ امام کے ہٹنے کا جو یہ ہے تاکہ انے واسطے کو یہ وہم نہ پڑے کہ امام نماز فرض میں ہے بعض نے کہا اس سے وہم نہ پڑے کہ امام کی جگہ پر وہیں جگہیں گواہی دیں۔ بعض نے کہا کہ بارگاہ الہی میں کثرت عبادت کا اظہار میں بعض نے کہا کہ یہ ظاہر ہو کہ فقہ حیات کا تہ فرض عبادت سے کم ہے۔ اور یہ تمام وجوہ امام مقتدیوں بلکہ تمام نمازیوں کو شامل ہیں۔ لہذا چاہیے کہ قتل نماز فرض کا جگہ پرادانہ کی جائے۔

۱۲ کہ عطاء نے خراسانی نے نہ تو مغیرہ کو پایا اور نہ دیکھا ہے۔ پس یہ حدیث متصل نہ ہوگی کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ شہر جو میں ہوئی اور اس سال میں حضرت عطاء نے خراسانی پیدا ہوئے۔ ان کا یہ حدیث متواتر ہے۔

حضرت ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ عطاء نے کہا کہ امام کے ہٹنے کا جو یہ ہے تاکہ انے واسطے کو یہ وہم نہ پڑے کہ امام نماز فرض میں ہے بعض نے کہا اس سے وہم نہ پڑے کہ امام کی جگہ پر وہیں جگہیں گواہی دیں۔ بعض نے کہا کہ بارگاہ الہی میں کثرت عبادت کا اظہار میں بعض نے کہا کہ یہ ظاہر ہو کہ فقہ حیات کا تہ فرض عبادت سے کم ہے۔ اور یہ تمام وجوہ امام مقتدیوں بلکہ تمام نمازیوں کو شامل ہیں۔ لہذا چاہیے کہ قتل نماز فرض کا جگہ پرادانہ کی جائے۔

۸۹۲ وَ عَنْ أَنَسِ بْنِ الْكَلْبِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَضَرَهُمْ عَلَى الْقُلُوبِ  
وَنَلَّهُمْ أَنْ يَتَّخِذُوا قَبْلَ الْوُضُوءِ  
مِنَ الْقُلُوبِ -

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (ابن ماجہ)

۱۳ یعنی نماز کی محافظت اور ہمیشہ ادا کرنے کا تاکید و ترغیب دی اور حدیث کا سیاق اس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز باجماعت اور تکبیر اولیٰ پانے کے لیے جلدی کرنے کا آپ نے ترغیب دی اور تاکید کی۔  
۱۴ ادا اس سے بھی منع فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کے خاتمہ ہونے سے پہلے غرض ہم جیسے کوئی شخص آپ کے سلام پھیرنے سے پہلے سلام پھیر کر نماز سے باہر آ جائے۔ یا سلام پھیرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام



سے اٹھنے سے پہلے اظہار کر دیا جائے اور دعاؤں کی انتظامیہ نہ کرے پہلے منی کے مطابق نہیں تحریر کیا ہے اور دوسرے منی کے مطابق نہیں تحریر کیا ہے۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

١١٣ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ كَانَ  
لَعَلُّكَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ  
الْثَبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَالْعَزِيمَةَ عَلَى  
الرَّشْوَةِ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَ  
حُسْنَ عِبَادَتِكَ وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا رَاسِمًا  
وَلِسَانًا صَادِقًا وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ  
مَا تَعْلَمُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَيْءٍ مَا تَعْلَمُ  
وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ -

تَقَاءُ النَّاسِ وَتَقَاءُ الْحَمَلِ

(فقط)

۱۷۔ قتادہ شین کی زبرد اور مال کی شد کے ساتھ۔ بن ادریس ہمزہ کا فتح اور دوا و ماکن کے ساتھ۔ ان کی کنیت ابو یسٰی ہے۔ حضرت صالح بن شیبہ رضی اللہ عنہ کے برابر زادہ ہیں۔ انھیں ادا ان کے باپ دونوں کو حضور کی صحبت کا شرف حاصل ہے بیت المقدس میں قیام۔ اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا۔ شاد کو علم و علم دونوں غریباں دی گئی ہیں۔

یعنی نماز کے آخری تشهد کے بعد یا سلام کے بعد نماز کے تیغے۔ احمد کی روایت میں آیا ہے فیہا اونی لؤیرھا۔  
یعنی آپ نماز میں یا غنائ کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ مگر مولف اسے باب الدعا بعد التہجد میں لایا ہے۔ یہ مقام  
غریب ہے۔

۳۲۔ رشید و رشاد کا معنی ہے سید سے ملنے پر ہونا لیا اس پر چلنا۔

۴۷ کہ شکرِ برہنمت کا سبب ابدال کی ہلاکت و زوال سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

۵۷ یعنی جو تیرے نزدیک نیکی اور خیر ہے۔ سنہ وہ جسے میں نیکی اور خیر سمجھتا ہوں۔ کیونکہ بہاؤات الیہ ہوتا ہے

کہ بندہ ایک چیز کو غیر جانتا ہے اور اس سے دوستی کرتا ہے مگر واقع میں وہ چیز شر اور بدی ہوئی ہے اور اگر میں بعینیت کا فائدہ دیتا ہے۔ اور اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ ساری خیر و نیکی انسان کو حاصل نہیں ہوتی بلکہ اتنی ہی جہاں کی قسمت میں ہو۔ یا اگر میں نادم ہے۔ اور کل خیر اور تمام بھلائیوں کا سوال ماثورہ دعاؤں میں بہت ہے۔

۱۵۔ یہ امت کی تعلیم کے طور پر ہے کہ اس طرح دعا کرتی چاہیے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر خیر حاصل ہے اور شر آپ کے نزدیک بھی نہیں جاسکتا۔ اور آپ کا اگلا، پچھلا (نا مناسب فعل و عمل) سب بخش دیا گیا ہے۔ اور اکثر ماثورہ دعاؤں میں اس طرح کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سب عنایات آپ کے شامل حال ہونے کے باوجود اس طرح کی دعاؤں کو مانع و مزلل اور اظہار بندگی کے طور پر ہیں۔ نیز کبریائے حق اور بے نیاز درگاہ کی عظمت شان کے پیش نظر ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں القیام کے بعد کہتے  
تھے۔ اچھا کلام اللہ کا کلام ہے اور اچھا طریقہ  
حضرت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ ہے۔

۸۹۲  
وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ  
بَعْدَ التَّشْعِيدِ أَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ  
اللَّهِ وَ أَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

(نسائی)

(دعاء الشافی)

۱۶۔ صدی ہا کی زبرد اور مال کی خرم سے۔ یعنی نیک سیرت۔ اور یہ کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی غیروال میں منقول ہے کہ آپ حمد و ثناء کے بعد یہ کلمات کہتے تھے اور شہد میں بھی آیا ہے اس کا معنی و غلامہ و مصل تاکید اور شہادتین کو مضبوط کرنا ہے۔

۸۹۵  
وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ  
فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيمَةً تَلْقَاءُ وَجْهِهِ  
ثُمَّ يَمِيلُ إِلَى الْيَمِينِ شَيْئًا -  
(دعاء الترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں تسلیم کے بعد اپنے چہرہ کی طرف مائل ہوتے تھے۔  
تسلیم کے بعد اپنے چہرہ کی طرف مائل ہوتے تھے۔  
کے سامنے سلام پیرتے تھے پھر سر سے بائیں  
بوسہ لیا کرتے تھے۔

۱۷۔ یعنی آپ ایک سلام اپنے چہرہ کی طرف کرتے تھے۔

۱۸۔ یعنی سلام کی ابتداء قبل رخ سے کرتے تھے پھر سلام پیرنے کے دوران تیس سے ایک جانب کو پیرتے اور سلام پیرنا سلام مکمل کرتے۔ یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دکھائی دیتی تھی، جیسا کہ گزشتہ روایات میں مذکور ہوا اس حدیث کے ظاہر معنی کے مطابق امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ایک سلام ہے دوسرے تینوں آئمہ دو سلام کے قائل ہیں۔

کیونکہ دونوں جانب سلام پھیرنے کے بارے میں حدیث وارد ہوئی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گزشتہ حدیث کا دلیل اور معنی یہ ہے کہ آپ ایک جانب (دائیں جانب) سلام بلند آواز سے کرتے تھے اور دوسری جانب آہستہ اور خفیہ طریقہ پر۔

۴۹۹ عَنْ سَمُرَةَ قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَرُدَّ عَلَى الْإِمَامِ وَنَتَعَابَثَ وَ أَنْ نُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ -

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم امام کا جواب سلام دیں۔ اور آپس میں محبت دپیار کریں۔ اور یہ کہ بعض بعض کو سلام کیا کرے۔

(ابوداؤد) (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

۱۰ یعنی مقتدی امام کے سلام کے جواب کی نیت کریں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مقتدیوں کو سلام کہنے کی نیت کرے۔

۱۱ یعنی نمازی سلام کرتے وقت آپس میں ایک دوسرے کو سلام کہنے کی نیت کریں۔ کہ یہ چیز محبت و دوستی کا موجب و ذریعہ ہے تاہم غانہ کے سلام میں ملائکہ مقربین کا نیت بھی کرنی چاہیے۔ جیسا کہ احادیث میں آیا اور فقہ میں مذکور ہے۔

## بَابُ الَّذِي كَرِبَعًا الصَّلَاةُ

### نماز کے بعد ذکر کا باب

۱۲ ذکر کا ذکر مطلقاً اور بعد از نماز و بعد از رکعت میں اس کے جواز و مشروعیت میں احادیث آئی ہیں۔ جیسا کہ آئندہ ان کا ذکر ہوگا۔ اس میں اتفاق ہے کہ یہ ذکر رکعتوں کے بعد نہیں ہوتا۔ ان فرعون کے بعد بھی بیٹھے یا کھڑا ہو جائے۔ پھر بعض کے نزدیک ملائکہ مقربین سے ملنے کے لیے اس میں دعا ہے یا دعا ہے کہ ہر رکعت پر سے اکثر ملا کے نزدیک قرار دینا پسندیدہ یہ ہے کہ کھڑا ہو جائے۔ دوسری رکعت پر سے اور بہتر ہے کہ مقتدی میں توڑ دیں اور امام بھی وہاں سے آگے پیچھے ہو جائے۔ تاکہ بعد میں اسے ملے۔ لوگوں کو شبہ نہ پڑے کہ لوگ ابھی جماعت میں ہیں۔ اور اس شبہ کے باعث آنے والے جماعت کی اقتدا کا نیت کو کے خلاف ہو جائے اور ان کی اقتدا فاسد ہو جائے۔ بعض کہتے ہیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دعا تو مختصر و مفید میں سے پڑھوئے جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں تو ٹھیک ہے ان کو فرض کے سلام سے متصل بعد میں پڑھوئے جیسے اہم انت سلام و تک السلام تبارک یا ذوالجلال و الاکرام اور آیت الکرسی۔

پھر اس میں بھی احکامات ہے کہ دعائیں جانب پھرنے کو فضیلت حاصل ہے یا بائیں جانب پھرنے کو۔ صحیح یہ ہے کہ اسے

دونوں پیرنے کا اختیار ہے۔ اکثر اس پر یہ بھی کہ بائیں جانب پیرے تاکہ اس کا بائیں دایاں بن جائے اور مسجد نبوی شریف کی نمازیوں کی بائیں جانب کو پیرے جس طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرہ مبارک ہے وہاں بائیں جانب کے نمازیوں کی طرف سے کوئی اختلاف افضل ہے ایک بات جو یہاں ذہن میں رکھنی چاہیے یہ ہے کہ من موکدہ کے بعد اذکار کا پڑھنا بعدیت کے خلاف نہیں ہے کہ بعض اذکار و ادھر کا فرض نماز کے بعد پڑھنے کا جو ذکر اجماع میں آیا ہے۔ من موکدہ پڑھنے کے بعد اذکار کا پڑھنا فرض نماز کے متصل بعد پڑھنے کے حکم میں ہے اس کی تصریح شیخ ابن الجہام رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔ لہذا نماز مغرب میں فرض نماز کے فوراً بعد کھڑا ہونا اور سنت پڑھنا آیہ اکرسی اور اسی طرح کے اور اذکار پڑھنے کے منافی نہیں۔ جبکہ صحیح حدیث میں وارد ہو ہے کہ نماز فجر و مغرب کے بعد دس بار کلمہ لا الہ الا اللہ و عدۃ لا شریک لہ لہ الحک و الحمد و ہر علی کل شیء قدیر پڑھنا بعض لوگ جو یہ ملدی کرتے ہیں کہ مغرب کی سنت میں آیہ اکرسی پڑھتے ہیں تو یہ کوئی چیز نہیں بلکہ یہ عمل خلاف سنت ہے کہ حدیث میں سنت مغرب میں سورہ قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھنے کا حکم آیا ہے۔

## الفصل الأول

### پہلی فصل

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَرَوُّ  
الْقَضَاءَ صَلَوَاتٍ تَسُودُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔  
فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ختم  
کرنے کے بعد تکیب سے پہچانتا تھا۔

(بخاری و مسلم)

اسے شرا حدیث نے بحیر کی مراد بیان کی ہے کہ میں ان کے بعد نماز کے ختم ہونے کے بعد تکیب سے پہچانتا تھا۔  
جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ختم ہونے کے بعد تکیب سے پہچانتا تھا۔  
اسے ذکر کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ انہیں میں تھیں وہ یہ کہ ان کے بعد امام علی رضی اللہ عنہ کی نماز کے ختم ہونے کے بعد تکیب سے پہچانتا تھا۔  
کہا کہ میں اس ذکر سے نماز ختم ہونے کے بعد پہچانتا تھا۔ اس کے بعد امام علی رضی اللہ عنہ کی نماز کے ختم ہونے کے بعد تکیب سے پہچانتا تھا۔  
بحیر سے مراد مطلق ذکر ہے۔ بعض نے کہا تکیب سے وہ تکیب کہ تکیب سے پہچانتا تھا۔ اس کے بعد امام علی رضی اللہ عنہ کی نماز کے ختم ہونے کے بعد تکیب سے پہچانتا تھا۔  
بار پڑھنے کا حکم آیا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ انہیں میں تھیں وہ یہ کہ ان کے بعد امام علی رضی اللہ عنہ کی نماز کے ختم ہونے کے بعد تکیب سے پہچانتا تھا۔  
تین تین بار تکیب کی جاتی تھی۔ بعض کہتے ہیں اس سے ایام مثالی تشریفات کا بحیر سے مراد میں تھیں وہ یہ کہ ان کے بعد امام علی رضی اللہ عنہ کی نماز کے ختم ہونے کے بعد تکیب سے پہچانتا تھا۔  
اس سے وہ تکیب سے مراد میں جو نماز میں رکوع کر جاتے اور اسے تھیں وہ یہ کہ ان کے بعد امام علی رضی اللہ عنہ کی نماز کے ختم ہونے کے بعد تکیب سے پہچانتا تھا۔  
ابن عباس کے قول کی مراد یہ ہے کہ میں نماز کی ہر بیعت کو اس تکیب سے پہچانتا تھا کہ ان تکیبوں کے ساتھ وہ ایک بیعت سے  
دوسری بیعت کی طوٹ متعلق ہوتے تھے مگر یہ وہ بیعت سے مراد ہے۔ بہر تقدیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول

یہ تین چیزیں ممکن نہ تھیں کہ آپ اس سے کیا معافی فرماتے ہیں۔ شاید حضرت ابن عباس نماز میں حاضر نہ ہوتے تھے

تاریخ میں رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس پہلے تھے شاید جماعت میں حاضر ہونے کا پابندی نہ کرتے تھے یہ جو احتمال ہے کہ حاضر تو ہوتے تھے مگر اصل پہلی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے اس لیے سلام کے ساتھ نماز کے اختتام کو نہ پہنچتے تھے۔ واللہ اعلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو نہ بیٹھتے مگر صرف اس قدر کہ کہتے الہی تو سلام ہے اللہ تجھ سے سلامتی ہے تو برکت والا ہے۔ اے جلال و بزرگی والے۔

(مسلم)

وَمِنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مَقْدَامًا مَا يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَاكَتْ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ -

(نقاۃ مسلم)

اے عینی توجیع نقائص و محیوب سے پاک و منزہ ہے اور تمام صفات کمال سے معصیت ہے اور تو ہی بندوں کو انات و بیات سے محفوظ رکھتا ہے

اے تو بزرگی والا ہے کہ یہی اللہ تبارک و تعالیٰ صفات تیری ذات سے متعلق ہیں۔ پھر یہ ذکر و دعا اتنے ہی الفاظ کے ساتھ احادیث میں مذکور ہے۔ ثابت ہے کہ بعض لوگ حالیکہ صحیح اسلام کے الفاظ بھی زیادہ کرتے ہیں علما نے کہا کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں مگر بعض شائخ کے اقوال میں اس سے زیادہ کلمات بھی پڑھتے ہیں۔ معلوم نہیں یہ مخالفہ انہوں نے اس حدیث کی کیا روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور کہتے الہی تو سلام ہے۔ تجھ سے سلامتی ہے تو برکت والا ہے۔ اے جلال و بزرگی والے۔

(مسلم)

وَمِنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَاكَتْ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ -

(نقاۃ مسلم)

اے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آواز کردہ غلام ہیں اور وقت بے وقت حاضر درگاہ اقدس ہوتے تھے۔

۵۲ یعنی آپ سلام پھرتے اور تین بار استغفار پڑھتے استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ یعنی اللہ سے ان کی تعمیر فرمائی  
منقول ہے۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ تین بار یہ پڑھتے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہوا فی القیوم و اقرب الیہ یجرب بعد  
استغفار یہ دعا الہم انت اسلام الی آخر پڑھتے۔

نَمْ وَ عَنِ السُّيَرَةِ ابْنِ مُسْعِمٍ أَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ  
يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى  
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ  
لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ  
وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

حضرت منیر دین شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہ نماز کے بعد پڑھتے  
تھے خدا کے سوا کسی سمجھ نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہ ہو  
ہر چیز کا مالک ہے۔ اس کے یہ حمد و ثناء اور وہ ہر  
چیز پر قادر ہے۔ اے نبی جو تو خدا کو دے۔ اپنے کوئی  
دوس نہیں دے سکتا اور جسے تو خود دے اسے  
کوئی دے نہیں سکتا۔ اور تیرے مقابل  
مال اور انسان کو اس کا مال نفع نہیں دے سکتا۔

[illegible]

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)۔

اس کا شرح گذشتہ باب الکوثر میں ہو چکی ہے۔ بیان ہے کہ جب تک کہ نماز میں کھڑے رہے اور اگر کوئی  
احادیث میں آئے ہیں، پڑھتے تھے۔ علامہ نے کہا ہے کہ بعض اوقات صلا اچھی نہ ہو سکے۔ رات کو بھی کھڑے ہو کر نماز  
ہوتے تھے۔ بعض اوقات یہ سب اذکار بلا الہ میں سے کچھ پڑھتے تھے۔ ان کے لئے یہ بات تھی کہ اگر وہ کھڑے  
کہ پہلے استغفار پڑھنا چاہیے اس کے بعد دعا اللہم انت اس کا بعد دعا اللہم انت اس کا بعد دعا اللہم انت اس کا  
علاوہ اور بھی بہت سے اذکار و دعائیں ہیں جو کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ ان کے بارے میں میں نے کچھ لکھا ہے۔  
تھے۔ نماز کے بعد ہونے کا وہی معنی ہے جو بیان ہوا بعد ہر سال کرنا لازم نہیں کہ ہر سال کرنا ضروری ہے۔

٩١ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَسَدِ  
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ يَقُولُ يَهْوِي  
الْأَعْلَى إِلَى الْأَسْفَلِ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا  
شَرِيكَ لَهُ لَهُ السُّلْطَانُ وَلَهُ الْحَمْدُ  
مَوْعِظَةٌ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَوْلُهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

[illegible]

اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اسی کی نعمت  
ہے اسی کا فضل ہے اور اسی کی اچھی تعریف ہے اللہ  
کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اس کے لیے غاص دین رکھتے  
ہیں اگر یہ کھانا پسند کریں۔

(مسلم)

اسے یہ حدیث اس میں مرتب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا نماز سے ذکر کرتے تھے۔ تاہم بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ کا  
ابتدا نماز سے ذکر کرنا تعلیم امت کے لیے تھا اور نبی نے ہنسی میں کہا کہ اس دعا اور دوسری دعاؤں میں ابتدا نماز سے نہ  
پڑھنا افضل ہے۔ پڑھنے والا امام ہو یا ہے اور کون سی اور کیا نماز پڑھنے والا ہو اس صورت میں ابتدا نماز سے پڑھے۔  
جب کسی کو سکھاتے کی ضرورت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہر کرنے کو بھی اسی پر مجبور کیا گیا ہے۔ اور لوگوں کو حفظ اور یاد  
ہر جملے کے بعد سے نفی پڑھنا افضل قرار دیا گیا مگر حق بات یہ ہے کہ اوقات مختلف ہوتے ہیں کبھی اغنائیں شوق و ذوق  
نسیب ہوتا ہے اور کبھی ابتدا نماز سے پڑھنے سے شوق و گرمی بڑھتی ہے۔ اور ذکر بالجہر بلاشبہ شروع و جاز ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ

اپنے بچوں کو یہ کلمات سکھاتے اور کہتے تھے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان سے

تعوذ کرتے تھے اے الہی میں بندوں سے تیری پناہ

لیتا ہوں۔ کبوتر سے تیری پناہ۔ ردی عمر سے

تیری پناہ۔ دنیا کے نقیض اور عذاب قبر سے

تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(بخاری شریف)

اَللّٰهُمَّ لَا تَرْكِبْنَا فِي الْغَمِّ وَلَا تَجْعَلْ  
لَنَا اِلَافَةً لَكَ اَلِنَمَّةُ وَ لَكَ الْفَضْلُ  
وَلَكَ الشُّكْرُ اَلْحَسَنُ لَا اِلَافَةَ اِلَّا اِلَافَةُ  
مُغْلِبِينَ لَكَ الدِّينَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ  
وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ

اَللّٰهُمَّ سَعْيِيْ اَتَّكُ كَاَنْ يُّعَلِّمُوْنِيْ

فَاَنْتَ اَكْبَرُ الْكَلِمَاتِ وَ لَا تَقُوْلُ اِنَّ وَ سُوْلَكَ

اَللّٰهُمَّ مَلِكُ اِلٰهٍ حَكِيْمٌ وَ مَلِكٌ كَانَ

يُخَوِّفُ بِهٖ ذِكْرُ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ

اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجَبَنِ وَ اَعُوْذُ بِكَ

بِمَلِكِ الْاَعْلٰی اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ يُّنْزَلَ

بِالْعُمُومِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا

وَ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

(رواہ البخاری)

سَلَامٌ عَلٰی خَلِیْفَتِیْنِ ابی و قاسم رضی اللہ عنہ۔

یہ حدیث اس میں مرتب ہے کہ میں نے سلمان کا عقل و فکر کام نہیں کرتا تو قیامت دے گا کہ ہر جملے میں اور

الایم و موت اور عبادت کا لالہ سے مراد ہوا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمنا

ہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں

سَلَامٌ وَ عَنْ اَبی ہُرَیْرَةَ قَالَ اِنْ فَقَرَاءَ

النَّبَا حِرَزَ اَقْوَامًا وَ سُوْلًا اَللّٰهُمَّ مَلِكُ اِلٰهٍ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا قَدْ ذَهَبَ أَهْلُ  
الدُّثُورِ بِالذَّرَجَاتِ الْعُلَى وَالنَّجِيمِ  
الْمُنِيرِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا يُصَلُّونَ  
كَمَا نُصَلِّي وَيُصُومُونَ كَمَا نَصُومُ  
وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُتَعَتَّقُونَ  
وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَلَا أَعْلَيْكُمْ  
شَيْئًا تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَ  
تَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا  
يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ  
صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ قَالُوا بَلَى  
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تَسْبِقُونَ وَ  
تُكَبِّرُونَ وَ تَحْمَدُونَ وَ تُبْرِكُ  
صَلَاةُ كُلِّكُمْ وَ ثَلَاثِينَ مَرَّةً عَالِ  
أَبْرَصَالِيهِ فَرَجَمَ قُرَاءُ الْمَاجِرِينَ  
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ فَقَالُوا سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ  
الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَكَلَمُوا مَخْلُفَهُ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ ذَاكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ  
يَشَاءُ

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ لَيْسَ قَوْلُ إِبْنِ  
مَكْلَجٍ إِلَى آخِرِهِ إِلَّا عَنْهُ مُسْلِمٌ  
وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ تَسْبِقُونَ  
فِي دُبُرِكِلْ صَلَاةُ خَيْرًا وَ تَحْمَدُونَ

حاضر ہوئے اور ان کے لئے اللہ کی رحمت سے بڑے اجر پیش  
کی گئیں گے۔ فرمایا کہ ان کے لئے اللہ کی رحمت سے بڑے اجر  
نظارہ ہوئے ہیں وہ بجا پڑتے ہیں اور سب سے ہم  
روزے رکھتے ہیں وہ بجا رکھتے ہیں اور وہ خیرات  
کرتے ہیں ہم نہیں کرتے وہ غلام آزاد کرتے ہیں  
ہم نہیں کرتے کسی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کیا میں تمہیں وہ چیز نہ سکھاؤں جس سے تم آگے  
و آؤں گے اور وہ اللہ کی رحمت سے آگے بڑھ جاؤ  
اور تمہارے کوئی ان سے نہ ہو سکے۔ مگر وہ جو  
تمہارے کام کی طرح کام کرتے ہو وہ سب برابر ہیں  
جو اللہ کی رحمت سے بڑے اجر پیش کیا گیا ہے اور ان کے لئے  
اللہ کی رحمت سے بڑے اجر پیش کیا گیا ہے۔  
۱۲۴۳ھ میں ہجرت ہوئے اور ان کے لئے اللہ کی رحمت سے بڑے  
اجر پیش کیا گیا ہے۔  
۱۲۴۳ھ میں ہجرت ہوئے اور ان کے لئے اللہ کی رحمت سے بڑے  
اجر پیش کیا گیا ہے۔  
۱۲۴۳ھ میں ہجرت ہوئے اور ان کے لئے اللہ کی رحمت سے بڑے  
اجر پیش کیا گیا ہے۔  
۱۲۴۳ھ میں ہجرت ہوئے اور ان کے لئے اللہ کی رحمت سے بڑے  
اجر پیش کیا گیا ہے۔

۱۲۴۳ھ میں ہجرت ہوئے اور ان کے لئے اللہ کی رحمت سے بڑے  
اجر پیش کیا گیا ہے۔

ابو صالح کا قول ہے کہ میں نے اس کو  
۱۲۴۳ھ میں ہجرت ہوئے اور ان کے لئے اللہ کی رحمت سے بڑے  
اجر پیش کیا گیا ہے۔  
۱۲۴۳ھ میں ہجرت ہوئے اور ان کے لئے اللہ کی رحمت سے بڑے  
اجر پیش کیا گیا ہے۔  
۱۲۴۳ھ میں ہجرت ہوئے اور ان کے لئے اللہ کی رحمت سے بڑے  
اجر پیش کیا گیا ہے۔



کہنے کے لئے

عَشْرًا بَدَلُكَ وَتُحْلِلُونَ

۱۔ یعنی احمد و ثوابِ قرب و رفائے حق، اور دائمی نعمت یعنی بعثت واصل کر کے ہیں۔

یہ یعنی تعدادی اس بات کا کیا مطلب ہے اور ان کی کمالی اور بلند درجات حاصل کر لینے کا سبب کیا ہے۔

۳۳ یعنی مالک لوگ پہلے ہی بدنی عبادات میں شریک ہیں۔ مگر مالی عبادات میں وہ ہم سے ممتاز ہیں۔

یہ یعنی اس بات کے تقدیر یا پہلا اجڑا کے لوگ۔

۳۵ یعنی جو لوگ تمہارے بعد ایمان لائیں گے یا تمہارے بعد پیدا ہوں گے۔ یہاں ان فقرا کی عظیم فضیلت و شان آپ نے بیان فرمائی۔ اس لئے اہل شکایت کہ جہاں انہوں نے کہا کہ ہمارا درجہ افتخار سے کم ہے اور یہاں ان فقراء کی فضیلت و شان بیان کرنا مقصود ہے۔

۶۶۔ حدیث کا ظاہر روایت اور اکثر روایات اس میں ہیں کہ تینوں میں ۳۲، ۳۳ بار پڑھی جائیں اور ایک روایت میں تینوں ملا کر ۳۳ بار پڑھ کر آیا ہے یعنی ہر ایک کلمہ ۱۱ بار پڑھا جائے۔ اور بعض روایات میں تسبیح و تحمید اور تکبیر کا ذکر تقدیم و تاخیر سے آیا ہے۔ اور ایک اور حدیث میں ملوثہ آیا ہے کہ ان تین میں سے جس سے بھی ابتداء کرے گا ٹھیک ہے اور کوئی نقصان نہیں۔  
۷۷۔ ابو صالح اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں۔ اور تابعی ہیں۔

شوہنایا میری سے افضل ہو گئے

۵۹۔ لہذا کیا جاسکتا ہے۔ تو میرے اور دعائے الہی اور اس کی تقسیم پر اپنی ہمدردی اور کہہ دو کہ حق سبحانہ نے اپنے بعض

۱۔ اگرچہ یہ روایت کا قول قرآن مجید میں بھی آیا ہے مگر یہ صرف مسلم نے روایت کیا اور وہ اس کے روایت کرنے  
 میں غلطی سے روایت میں کیا ہے کہ قرآن مجید میں انبیاء سے نصف دن (پانچ سو سال) پہلے  
 جنت میں گئے تھے مگر یہ روایت میں انبیاء و مشائخ قرآن مجید ثابت ہو چکی ہے تاہم حق سبحانہ کے لطف درم نے اس کی  
 کافریوں کو دیکھا کہ قرآن مجید میں سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔

واضح ہو کہ حدیث نقراہا برین کے ساتھ حاصل ہے تمام نقراہ امت کے یہ عام نہیں۔ (یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے) مگر  
 اگر صحت یہ کہ دوسرے نقراہ کمال کو نقراہا برین کے جال پر قیاس کر لیا جائے (کہ جب نقراہا برین نقراہ ہونے  
 کا یہی سبب ہے چھتہ یو بائیں) گے تو بعد کے نقراہ بھی نقراہ ہونے کے سبب مالداروں سے پہلے بہشت میں داخل  
 ہوں گے۔ (یا اللہ رحمہ)

۱۱۔ پس ہر کلمہ کو بار پڑھایا جسے کما اور مخیر وہ تمیں بنے گا۔ ایک رسالت میں ہر ایک کلمے ۱۱ بار پڑھنے کا ذکر کیا ہے اس صحت میں مخیر وہ ۳۳ بنے گا۔ جیسا کہ میں نے کہا اور اس حدیث میں دلیل ہے کہ سختی فقیر سے افضل ہے جب کہ دونوں



تَسْمَعُ وَيَسْمَعُونَ وَقَالَ تَسْمَعُ الْيَهُودُ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى  
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَ  
إِنْ كَانَتْ مِثْلَ بِحِيرٍ

رَوَاةُ مُسْلِمٍ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہی ہر چیز کا مالک ہے۔ اس کے لیے حمد و ثناء ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کے جہاگ کی طرح ہوں۔

(۴)

۱۵ یعنی ۳۳ بار سبحان اللہ کہے۔

۵۲ یعنی ۳۳ بدراحمد شکر ہے۔

۵۳۵ باب الشہداء کبر کے۔

۴۷ بعض روایات میں دلہا محمد کے بعد بھی شخصیت کے الفاظ آئے ہیں۔ اور بعض میں بھی لامحوت آیا ہے اور بعض روایات میں بیدم الخیر کا لفظ بھی آیا ہے۔

۴۵۔ یعنی کثیر و زیادہ ہونے میں اس کے گناہ سمندر کی جھاگ جتنے بھی ہوں گے تو بچنے جائیں گے۔

۱۵۔ اس رعایت میں سو کا عدد اس طرح پورا ہوتا ہے اور گدہ شتہ حدیث میں بتجیر ۳۴ بار پڑھنے سے سو کا عدد پورا ہوتا ہے۔ جس طرح بھی پڑھے ٹھیک اور کافی ہے۔ جیسا کہ اس کا بیان اپنے مقام پر انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

## دوسری فصل

الفصل الثاني

يَسْمَعُونَ إِنَّهَا مُنَا مَةٌ قَالُوا قَوْلًا مَّا  
يَكُونُ لَكَ أَلَّا يَكُونَ اللَّهُ لَاحِدًا أَسْمَعُ قَالُوا  
يَحْمِلُونَ الثَّغْلَ وَالْأَثْرَ وَدُبَّرَ الْمَكَارِ  
الْمَكْشَرَاتِ

وَمَعَاذُ النَّاصِيَةِ

حضرت ابوالہمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کوئی دعا زیادہ سنی جاتی ہے۔ فرمایا آخری دعائے کونج میں اور فرقی نمازوں کے بعد ۳۰

(ترتیبی)

۱۔ حضرت ابوالاعلیٰ مصلی اللہ علیہ وسلم مشہور صحابی ہیں۔ پچھلے معمر میں قیام رہا پھر وہاں سے محض منتقل ہو گئے آپ سے بہت کم احادیث مروی ہیں اور آپ کی اکثر احادیث اہل شام کے پاس تھیں۔ علامہ محض میں آپ صحابہ کی آخری یادگار تھے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کیں اور بعد سے صحابہ کرام سے بھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۳۲ سال تھی۔ بعض نے کہا آپ کی عمر اس وقت تیس سال تھی۔ آپ شہید ہو یا شہداء میں بعمر ۹ سال







تجسیر پائی تھی وہ نفل پڑھتے کھڑا ہو گیا تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلدی اٹھے اداس کے کندھے کو کچر کچرا پھر فرمایا بیٹھ جا کہ بیٹیک اہل کتاب صرف اس لیے ہاک ہوئے کہ ان کی نمازوں کے درمیان فاصلہ نہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ اٹھا کر فرمایا۔ اے خطاب کے بیٹے اللہ تجھے درستی و راستی پر قائم رکھے۔

مِنَ الصَّلَاةِ يَشْفَعُ قَوْفَ حَبْرًا  
فَاتَّخَذَ بِمُكِبِّيهِ قَعْرَةً حَمَّ قَالَ  
أُولَئِكَ قَائِلَةٌ لَمْ يَهْدِلْ أَهْلُ الْكِتَابِ  
إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ صَلَاتِهِمْ فَعَلَّ  
فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَاتَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمَا وَ  
سَلَّمَ بَصَرَهُ فَقَالَ أَصَابَ اللَّهُ يَدَكَ  
يَا ابْنَ الْخَطَّابِ -

(ابو داؤد)

(نَعَاةُ ابْنِ دَاوُدَ)

اے اشدق عمرو کی زیر پیر را اس کے بعد آخری قاف کے ساتھ آپ تابعین سے ہیں۔ حادثی بصری ہیں۔ کوئی لاویں  
میں سے ہیں۔ ثقہ ہیں۔ ائمہ میں فوت ہوئے

۱۴۰۰ ہجری میں ساکن پیر ثناء کے ساتھ حضرت ابو رثیہ مسمیٰ ہیں۔

۱۴۰۰ ہجری میں ثناء کے اس نماز کی طرف اشارہ فرمایا جو انہوں نے ادا کی تھی مثلاً ظہر یا عصر کی نماز۔

۱۴۰۰ ہجری کا شک ہے۔ مثل ہاں بنا پر فرمایا کہ یہ نماز جو انہوں نے ادا کی تھی یعنی وہ نماز نہ تھی جو انہوں نے  
آخرت میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی تھی۔ اگرچہ مدنی کی نوع ایک تھی۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مثل اس اعتبار سے کہا کہ یہ نماز  
جو انہوں نے ادا کی تھی اس نماز کے ساتھ تھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی تھی۔ جیسے کہ وہ ظہر کی تھی اور یہ مثلاً  
عصر کی نماز۔ اور یہی فرقہ

۱۴۰۰ ہجری میں شخص رکعت ادا کی ہیں مثالی ہو گیا تھا۔ مسوق نہ تھا۔

۱۴۰۰ ہجری میں بائیں جانب تھے انہوں نے بائیں  
خدا بائیں دیکھا

۱۴۰۰ ہجری میں اس کے بعد نماز برادہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو رثیہ یعنی میری طرح پھرے ادا اپنے آپ کو  
لفظ ثناء کے ساتھ ہے۔ ادا ان کا یہ پیر تا بائیں جانب تھا یا دائیں جانب۔ جیسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
رکعت میں بائیں ہوئے ہے۔

۱۴۰۰ ہجری میں ثناء کا قاعدہ کہاں سے تجسیر پائی تھی یہ ہے کہ وہ شخص مسوق نہ تھا کہ بقیہ نماز پوری کرنے کے لیے اٹھا ہو  
بلکہ وہ سنت ہو کہ ادا کرنے اٹھا تھا۔ جیسکے راوی کہتا ہے۔ یشیع یعنی دعا نماز لیکر وہ نماز (فرق) سے نماز سنت) طائے ولا  
تھا۔ یعنی دعا مثلاً نماز کہ سنت ہو کہ ادا کرے۔







فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفْعَلُوا

وَنَعَاءُ أَحْمَدُ وَالتَّسْلِيَةُ

(احمد نالی)

(دارمی)

(المنذری)

آہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ کاتب وحی ہیں فقہاء صحابہ اور ان میں جلیل القدر شخصیت اور انھیں  
 کے قائم کرنے والے ہیں مہاجر کے وقت آپ کیلئے ۱۰ سال سے پہلے آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں  
 قرآن پاک جمع فرمایا۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قرآن پاک مصحف عثمان میں نقل کیا۔  
 ۱۰ یعنی ایک انصاری شخص کے خواب میں آیا۔ یعنی اس موع کے پاس خواب میں فرشتہ آیا۔ حدیث میں آیا ہے بیشک  
 صالح مرد کا خواب خواہوں کے فرشتے کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور فیض الخ انسان کا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا  
 ہے۔

۱۱ یعنی اس فرشتہ نے خواب میں اس انصاری سے کہا۔

۱۲ یہاں موت تسبیح کے ذکر پر اتفاق کیا یا تو اختصار کے لیے یا سب (حدیث بکیر) کو بھی تسبیح کہہ دیا کہ حدیث بکیر میں بھی  
 اللہ تعالیٰ کی تہنیر اور تقدیس پائی جاتی ہے۔

۱۳ کہ اس میں ۲۵ بار کلمہ لا الہ الا اللہ بھی شامل کر لو۔ تاکہ سوا عدد پورا ہو جائے۔

۱۴ یہاں یہ کہ یہ نیک انسان کا خواب ہے اس طرح بھی کہ لو جس طرح یہ مرد صالح کتاب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اس خواب پر عمل دیا کہ حکم باری کر کے اس کی توفیق کر دی۔ خواب یہ بھی شرعی حجت و دلیل بن گئی۔ اس امر کا حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم اس کی تائید و توثیق ذکر کرتے تو حجت نہ بن سکتی۔ اسے خوب سمجھو۔

وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَفْعَلُوا هَذَا الْعَمَلُ يَقُولُ مَنْ كَسَا

أَبْنَى الْكَرْبِيِّ فِي دُورِ قُلُوبِهِ لَمْ

يَمْتَحِنْ مِنْ مُطْلَقِ الْحَقِّ إِلَّا الْبَتَّ

وَمَنْ تَرَكَ حَيْثُ يَكُنْ مَعَهُ

أَمْنُهُ اللَّهُ عَلَى دَائِمِهِ وَدَارِ جَائِدِهِ

وَأَقْبَلِ دُورَ قُلُوبِهِ

حضرت صلی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس منبر کے

تختوں پر فرماتے سنا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی

پڑھتا ہے اسے صحت کے سوا کوئی چیز رحمت کے دافع

سے نہیں ملے گی۔ اور جو شخص بستر پر لیٹے وقت اسے

پڑھ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر اور اس کے پڑوسی تک

انداس کے آس پاس والوں کو امن و عافیت میں  
 رکھتا ہے۔



يَسْتَعِي رَجُلِيْهِ مِنْ مَّالُوْهُ الْمَغْرِبِ وَ  
الْقَبِيْحِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا  
شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ  
بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُنْفِ وَيُؤَيِّتُ وَهُوَ  
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ  
كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ وَاحِدٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ  
وَمُحِيَّتٌ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ  
لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَتْ لَهُ جَزَاءُ  
مِنْ كُلِّ مَكْرُوْهِ وَجَزَاءُ مِنْ أَثَمِ  
الرَّجِيْمِ وَلَمْ يَجْعَلْ لِدَنْتِ أَنْ تُدْرِكَ  
إِلَّا الشَّرَّكَ وَكَانَ مِنْ أَفْضَلِ  
النَّاسِ عَمَلًا إِلَّا بِحَسَنَاتٍ يُفَضِّلُ يَقُولُ  
أَقْبَلْ مِنَّا قَالَ -

نَعَايَ أَحْمَدُ وَنَهْدَى التِّرْمِذِيُّ  
نَعَايَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ إِلَى كَوْلِهِ لَا  
الْعَزَّ وَلَا كَمْ يَذْكُرُ صَلَوةَ الْمَغْرِبِ  
وَلَا صَلَوةَ الْخَيْرِ وَقَالَ هَذَا جَوَابُكَ

حسن عظیم

اور پاؤں مٹانے سے پہلے دس بار یہ کہہ لیا کرے  
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک  
نہیں۔ وہی ہر شے کا مالک ہے۔ اسی کی حمد و ثنا ہے  
اسی کے قبضے میں خیر ہے۔ زندگی اور موت دیتا ہے  
اور ہر چیز پر قادر ہے تو اس کے سے ہر ایک کے بدلہ  
میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ دس گناہ مٹائے جاتے  
ہیں۔ دس درجے بلند کیے جاتے ہیں۔ اور ہر پرائی  
سے اس کی مخالفت ہوتی ہے شیطان مردود سے  
امن میں رہتا ہے۔ شرک کے سوا کوئی  
گناہ اسے نہ چھو کے گا۔ اور وہ لوگوں سے  
عمل میں افضل ہوگا۔ سوائے اس کے جو  
اس سے زیادہ کہہ لے۔ کہ وہ اس سے  
بڑھ جائے گا۔

(احمد) اور ترمذی نے اس کی مثل حضرت ابوذر  
سے اَلَا الشِّرْكَ بَلَّغَتْ رَوَايَتُكَ۔ اور اس نے  
نہ نماز مغرب کا ذکر کیا اور نہ بیدم الخیر کا اور  
فرمایا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

ۛ

اے عبد الرحمن بن مسلم میں نے زبیر اور زون سائیں آپ اخیری شمالی ہیں۔ جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے پاسے۔  
حضرت علیؓ علیہ وسلم کی زندگی پاک میں اسلام لائے مگر آپ کی خدمت اقدس میں نہ پہنچ سکے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ  
عنہ کی طبیعت بکریں میں ان کے حاکم رہے۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ان کو شرف صحبت نبوی صلی صلی اللہ علیہ وسلم  
نصیب ہوا ہے مگر زون اور زبیر صحیح ہے۔ آپؐ کا صحابہ سے اعلیٰ رتبت روایت کرتے ہیں۔ اپنے وقت میں شام کی  
نقیب ترین شخصیت تھے۔ کہ شام کے تابعین ان سے ہم قدر ماحل کرتے تھے۔ اور بڑی جلالت و قدر کے مالک تھے۔

عہ کہ سنت الہی اس طرح جاری ہے کہ کفر سے غفور و مغفرت کا تعلق نہیں ہو سکتا (بغیر توبہ کے)

۷۸۔ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

۴۲ یعنی ابھی اسی حالت پر بیٹھا ہو جو التحیات میں ہوتی ہے۔

۴۲ بعض روایات میں بیدم الخیر بھی دیکھتے مافطک آیا ہے۔

۴ اور ایک روایت میں اَلْمُفْتَخِ اَنْ يُدْرِكَہ کا لفظ آیا ہے یعنی جائز نہیں اور کسی گناہ کو یہ جرات نہیں کہ اس کی طرف رخ کرے اور اس کا گمراہ کرے اور اس پر اثر انداز ہو سکے یعنی توبہ کی توفیق اور استغفار کی برکت اور خدا تعالیٰ کے معزز مغرت کا بدولت۔

۵۵ یعنی الفاظ الگ الگ ہیں مگر ان کا معنی ایک ہے اور فقط لا اشک تک روایت کیے۔

وَمِنْ عَمَرِ ابْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ  
بَعْثًا قَبْلَ نَجْدٍ فَتَرَمَوْا غَتًّا ثُمَّ  
كَثِيرَةً وَاسْرَعُوا الرَّجْعَةَ فَقَالَ  
تَجَلَّ مِنَّا لَمْ يَخْرُجْ مَا دَايِنَا بَعْثًا  
اسْرَاعُ رَجْعَةً وَلَا أَفْضَلَ خَنِيمَةً  
مِنْ هَذَا الْبَعْثِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَدْلِكُكُمْ عَلَى قَوْمٍ  
أَفْضَلَ خَنِيمَةً وَأَنْفَلَ رَجْعَةً قَوْمًا  
شَهِدُوا صَلَوةَ الصُّبْرِ ثُمَّ جَلَسُوا  
يَذْكُرُونَ اللَّهَ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ  
فَأُولَئِكَ اسْرَاعُ رَجْعَةً وَأَفْضَلُ  
خَنِيمَةً -

رَوَاهُ الرَّقْمَزِيُّ وَقَالَ هَذَا  
حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَحَمَّادُ بْنُ لَهْب  
حَمَّادُ الرَّقْمَزِيُّ هُوَ ضَعِيفٌ فِي الْمَوَاقِفِ

۱۷۔ بھر مشہور ملاقات ہے جو تمامہ سے جانتے تک پھیلا ہوا ہے۔ بھر دراصل بلذہین کرکتے ہیں۔  
۱۸۔ جواک گھڑی میں بے درد شمار ثواب حاصل کر لیتے ہیں۔

۱۷۔ جلائیک گھڑی میں بے درد شمار ثواب حاصل کر لیتے ہیں۔



## الفصل الأول

## پہلی فصل

عَنْ مَعَاذِ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ  
 بَيْنَا أَنَا أَصْبَقُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ  
 الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَرَمَا فِي  
 الْقَوْمِ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَ أَتُكَلِّمُ  
 لَمَيَّا مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ لِجَعَلُوا  
 يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ  
 فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصِمُّونَنِي لِكَيْ سَكْتُ  
 فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ قِيَامِي هُوَ وَ أَقْبَى مَا رَأَيْتُ مَعَهُ  
 قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَقْلِيمًا وَمَشَامًا  
 كَرَّمَ اللَّهُ مَا كَهَرْتَنِي وَلَا هَمَّ بَيْنِي وَ بَيْنَهُ  
 سَمِعْتُ قَالَ إِنَّ هُنَا الْعِلْمُ لَا يَمْلَأُ  
 رِيحًا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ إِلَّا فِي  
 النَّسِيئَةِ وَ التَّكْبِيرِ وَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ  
 وَ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ حَبِيبَكَ  
 عَفِدَ بِجَاهِلِيَّتِكَ وَقَدْ جَاءَكَ اللَّهُ بِكَ  
 نَارًا مِثْلَ رَجُلٍ لَا تَكُونُ الْفُلُكُ قَالَ كَلَّا  
 تَأْتِيهِمْ قُلُتُ وَ مِثْلَ رَجُلٍ يُسَمِّعُكَ  
 قَالَ ذَاكَ قَوْلُ عَمْرٍو كَمَا لَمْ يَسْمَعْهُمْ  
 فَلَا يَمْلَأُ لَهُمْ قَالَ قُلْتُ وَ مِثْلَ  
 رَجُلٍ يَخْطُلُونَ قَالَ كَلَّا يَكُونُ

حضرت معاویہ بن النعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
 نماز پڑھ رہا تھا کہ لوگوں میں سے ایک شخص نے کھینک  
 ماری میں نے کہا یہ جھک اللہ (اللہ تم پر رحم کرے) تو  
 مجھے لوگوں نے تیز نگاہوں سے دیکھا میں نے کہا  
 ہاں میری ماں کا گونا گونا گوساں کیا ہوا کہ مجھے دیکھتے ہو  
 توروں خالوں پر ہاتھ مارنے لگے جب میں نے دیکھا  
 کہ مجھے غافل کر رہے ہیں تو میں غافل ہو گیا جب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ کر حیرت سے  
 ماں باپ ان پر فرمادیں کہ کیا تم نے اسے دیکھا  
 علم کہ آپ کے پاس دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے  
 مجھے کلام اللہ پڑھنا اور اللہ تعالیٰ نے اسے  
 ان کا حال دیکھا کہ وہ لوگوں کو دیکھ کر ہنس لگتے  
 اور ان کے پاس سے اسے دیکھ کر ہنس لگتے  
 یہ سب کچھ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے  
 یہ سب کچھ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے  
 میں نے اسے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے  
 میں نے اسے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے  
 میں نے اسے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے  
 میں نے اسے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے  
 میں نے اسے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے  
 میں نے اسے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے  
 میں نے اسے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے  
 میں نے اسے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے

یہ غیر خط کہتے تھے جس کا خط ان کے موافق ہو گا تو درست ہے۔

الْأَكْبَرُ يَقْطَعُ لَنْ قَالَنْ غَطَا  
قَدَاكَ۔

(مسلم شریف) اور ان کا قول "میں خاموش ہو گیا" میں نے صحیح مسلم میں یوں ہی پایا۔ اور کتاب حمیدی میں ہے کہ جامع الاصول میں کئی کے اوپر لفظ کذا سے صحیح کہا ہے۔

نَدَاءٌ مُسَلِّمٌ قَوْلُهُ لَيْكِي سَكَنُ  
هَكَذَا وَجَدْتُ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ  
كِتَابُ الْعَيْدِي وَصَحِيحِ فِي جَمْعِ  
الْأَصُولِ بِكَفَّةٍ كَذَا قَوْلِي لَيْكِي۔

۱۷۔ سلمیٰ بن اکرم۔ دو زبردوں کے ساتھ صحابی ہیں۔ قبیلہ بنو سہم میں سے ہیں۔ اہل حجاز میں شمار ہوتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں قیام رہا۔

۱۸۔ اور ثانی کے لفظ میں جو زلفی سے مشتق ہے شدت اور حدت نگاہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی انہوں نے مجھے تیز نگاہی سے دیکھا کہ تو نماز کی حالت میں جھینک کا جواب دے رہا ہے۔

۱۹۔ یعنی میری ماں کا طر کا فوت ہونے پر انہوں نے شکل نماز کی پیش کاف ماکن ادا کی پیش اور دونوں زبردوں کے ساتھ بھی رہا ہے۔ یعنی طر کے کا مرنا یا اس کے دوست یا کسی اور چیز کا مرنا اور یہ وہ لفظ ہے جسے عرب لوگ تعجب کے وقت اور کسی انحراف یا عقل جانتے ہوئے استعمال کرتے ہیں۔

۲۰۔ یعنی میں نے اپنے دل میں کہا۔  
۲۱۔ یعنی یہ وہ اہل تعجب و انکار اور کفر پر اعتراض کرنے کے لیے۔

۲۲۔ یعنی میں نے مجھ یا کہ مجھے خاموش کرنے کے لیے اشارہ کر رہے ہیں۔ اور میری اس حرکت پر انکار کر رہے ہیں۔ تو میری حالت یہ تھی کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میری بات کو قبول کرنا ہے۔ بے خبر تھا اور وہ حضرات میری حرکت پر شدت سے انہماک کر رہے تھے اور میں نے چاہا کہ انہیں کوئی جواب دوں اور ان سے انتقام لوں۔ لیکن میں خاموش رہا اور اپنے غصے کا استعمال نہ لایا۔

۲۳۔ کہہ رہا تھا کہ کسی نے غصے میں چلا کر بات کرنا اور کسی کو ذلیل و خوار سمجھتے ہوئے اس سے تشریف روائی سے انکار کرنا یا کہ اس سے انکار کرنا ہے۔

۲۴۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل میں یہ سوال ہے کہ اگر ایک شخص نماز میں ہو اس سے لوگ دیانت کریں نہیں۔ اور لوگ انہیں باتیں کرنے سے منع کر رہے ہیں یا نہیں۔ میں ان لوگوں کو مخاطب کیا جاتا ہے اور ان سے کہتا ہوں کہ اگر ایک شخص نماز میں ہو اس سے لوگ دیانت کریں کہ تیرے پاس کس قسم کا مال ہے اور وہ جواب میں کہے اقل و البغال والحمیر کہ یہ قرآن مجید کے کلمات ہیں۔ یا کسی آدمی







۱۱۔ یعنی یہ وہم و غش کی بات ہے۔ ایمان کے دلوں میں آتی ہے۔ لہذا چاہیے کہ وہ اس قال کی بنا پر اس کام سے در  
رکیں جو وہ کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ سب کچھ قدرت الہی سے ہوتا ہے اور موثر حقیقی مرت وہ ذات ہے۔ اگر دل میں غلبان اور  
وہم گزرتے تو خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس وہم و غلبان سے گزر جانا چاہیے اور اس موقع پر وہ ماثور دعا پڑھنی چاہیے جو  
ایسے موقع کے لیے ہے۔ جیسا کہ دعاؤں کے باب میں اس کا ذکر آئے گا۔

۱۲۔ اس سے اہل مدنی کی جانب اشارہ کیا کہ بعض لوگ اہل مدنی کے لیے خط کھینچتے ہیں اور ان سے بعض احکام اور  
غیب کے حالات معلوم کرتے ہیں۔

۱۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں میں سے ایک نبی خط کھینچتے تھے۔ مراد حضرت ادریس ہیں یا حضرت  
دانیال علیہما السلام۔

۱۴۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مزاحمت مانعیت اس لیے نہ فرمائی کیونکہ اس عمل کی نسبت بعض انبیاء کی  
طرف ہے۔ ان کا نبوت کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ باوجودیکہ انبیاء کی شریعتوں میں اختلافات بھی ہیں۔ اور وہ  
مذہب بھی ہو سکتے ہیں۔

یہاں سے بعض لوگ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اہل مدنی کو مباح قرار دیتے ہیں۔ مگر اکثر علماء نے کہا ہے  
کہ اس حدیث سے اس کو یہ حجت حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نبی کے خط کے موافق و  
مطابق ہونے کے ساتھ ہی اس کی امداد کے ساتھ مطابقت کرنے کے لیے ہمارے پاس کوئی علم اور ذریعہ نہیں کیسے چہ  
بلکہ کتاب کے اہل مدنی کا یہ خط اس نبی کے خط کے مطابق ہے۔ میرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ  
عہم اجمعین اور علیہ صحت رحمہم اللہ تعالیٰ سے مدنی کی شکل و خط و طے کے ساتھ مشغول ہونے کی کوئی نص و روایت  
نہیں آئی۔ لہذا حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مباح کہ "مَنْ وَافَقَ خَطَّ قَائِلِ اِدْرَاسٍ اَوْ اِسْطَاسٍ اَوْ رَیَہ  
فَلَا یُکْرَهُ" کہ جس نے اپنے خط و طے کے ساتھ ادراس یا اسطاس سے بازرگانی اور یہ  
غریب سے عمارت ہو یا کہ مدنی کا اہل شریعت اسلامی کی موعود و فارغ ہے اور یہی درست بات ہے۔ یحییٰ کی مختلف شکلیں  
اور ان کے اہل شریعت کا بھی جہاں سے آراستہ بزرگوں اور عقیدتین شائع کے نزدیک بھی حکم ہے (کہ یہ سب  
کچھ موعود ہیں) کی خبر تک نہیں آئی ہے۔

بَلَوْنَا السَّوْفِيَّ وَاشْكَالَهُ

وَوَافِقِ الشَّجَاعِ وَامْثَالَهُ

ترجمہ: ہم نے السوفی کی اشکال مدنی سے الگ ہو جا۔ اور حضرت نساج رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے علماء سیدہ حضرات  
کی مخالفت و مخالفت اختیار کر۔

شیخ ابو العباس بولی وہ ہیں جو علم تکبیر کے سادہ کے اہل دعوت دہلی سے ہیں اور وقت کے خواص بیان کرتے ہیں۔  
 ظاہر یہ ہے کہ نساج سے شیخ ابو بکر نساج رحمۃ اللہ مران میں جو شیخ ابو العباس بولی رحمۃ اللہ کے ہم عصر ہوئے ہیں۔  
 اس حدیث کے ابتدائی لفظ کئی سکت جو مذکور ہوئے ہیں ان کے بارے میں حضرت حنفی فرماتے ہیں کہ میں نے  
 صحیح مسلم شریف کے متن اور کتاب حمیدی میں جو صحیحین در بخاری و مسلم کی جامع ہے اسی طرح پایا ہے بعد صرف رحمۃ اللہ یہ  
 بھی فرماتے ہیں کہ اس لفظ کئی حکمت کی تصحیح لفظ کذا کے ساتھ جامع الاصول میں کر دی گئی ہے۔ یہ جامع الاصول مولیٰ رحمۃ اللہ کی  
 جامع ہے اور لفظ کذا کئی سے پہلے لایا گیا ہے یہ لفظ کذا تصحیح کی علامت ہے۔ یہ دیکھتے ہیں کہ یہ لفظ کئی کئی جگہ پر صحت کا  
 نشان لگاتا چاہیں جس کی عدم صحت کا گمان ہوتا ہے تو اس سے پہلے لفظ کذا کہتے ہیں جیسے لفظ کذا یا لفظ صحیح کہتے ہیں مطلب  
 یہ ہوتا ہے کہ یہ لفظ اصول کی کتابوں میں اسی طرح واقع ہوتا ہے اور صحیح ہے اس کے متعلق نہ صحیح ہونے کا گمان درست نہیں  
 ہے۔ اور کئی کا لفظ کئی سکت میں زائد معلوم ہوتا ہے یعنی اس قدر الفاظ کا ہیں کہ ان کے بعد تصحیح کی گئی ہے (یعنی جب میں  
 نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کر رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا) اور صحیح میں بھی یہ لفظ نہیں ہے۔ اور اس کی تصحیح کے  
 لیے مقرر عبارت کا اعتبار کرنا پڑتا ہے جیسا کہ ترجمہ میں اس جانب اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اسے عربی میں

۹۱۶ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ  
 كُنَّا نَسْلَمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ وَ هُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيُرَدُّ عَلَيْنَا  
 فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ نَسَلُّنَا  
 عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدُّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ كُنَّا نَسْلَمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلَاةِ  
 فَتُرَدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ إِنْ فِي الصَّلَاةِ  
 لَشُغْلًا

دُمُتَّقٍ عَلَيْهِ

۱۔ جو ملک حبشہ کا بادشاہ تھا۔ اور صحابہ کرام نے کفار مکہ کے شر سے بچنے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ان کے پاس پہنچے تھے۔ اس نجاشی کو چونکہ اپنی مذہبی کتابوں اور بات دہلی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کے بارے میں  
 پیشگی علم ہو چکا تھا اور یہ شخص پہلے عیسائی مذہب رکھتا تھا۔ حبشہ میں صحابہ کی تحریک اور یہی کی بدولت مشرت بہ اسلام ہو گیا اور  
 اس نے صحابہ کرام کے اس کے ملک میں آنے کو غنیمت جانتے ہوئے ان کی بڑی خدمت کی اور اسلام دوستی کا حق ادا کر دیا۔  
 اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تحفے اور ہدیے ارسال کیے۔ نجاشی نون کی زبر کے ساتھ بعض نون کی

نذر کے ساتھ بھی نقل کیا ہے۔ اور صاحب قاموس نے نون کی نذر کے ساتھ اطمح قرار دیا ہے اور مجیم مختف کے ساتھ اور یہ بھی اطمح ہے۔ اور تشدید یا کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ یا مختف درست اور صحیح ہے۔ ابن عیینہ نے کہا۔ یا ساکن ہے کیونکہ وہ اصلی ہے یا ثبت نہیں ہے۔ اور صاحب قاموس نے تشدید کے ساتھ بھی درست قرار دیا ہے۔ مگر تحفیف کو اطمح کہا۔ یہ بخاشی سلمہ میں انتقال کر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کے ساتھ اس کی نماز خانہ غائبانہ پڑھی اگر فی الحقیقت غائبانہ نہ تھی کیونکہ حضرت جبریل نے ان کی لاش اٹھا کر حضور کے سامنے رکھ دی تھی۔ کافی الحدیث

۱۵ اپنی پرانی عادت کے مطابق۔

۱۶ یعنی اس بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سلام کا جواب نہ دیا۔

۱۷ نمازیں معروفیت و مشہوریت ہے کہ نماز خدا تعالیٰ کے ساتھ ثاببات اور عبودیت میں اشراق کا مقام ہے۔ مقصود یہ ہے کہ سلام کے جواب کے طور پر گفتگو کرنا بھی لوگوں کے ساتھ کام کرنے کے مانند ہے۔ پسے ایسا کرنا باج تھا۔ مگر اب یہ منسوخ ہو چکا ہے۔

حضرت معقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اس شخص کے پاس میں جو مسجد کی جگہ کی مٹی برابر کرے فرمایا اگر تمہیں کرنا ہے تو ہر ت ایک بار کرو۔

وَعَنْ مَعْقِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَيْتُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يَتَوَدَّى التُّرَابَ حَيْثُ يَسْبُدُّ قَالَ إِنْ كُنْتَ قَاجِلًا فَوَاحِدَةً -

(بخاری و مسلم)

(مشفق علیہ)

۱۸ معقیب رحمہ کی بیٹی، عین کی نذر یا ساکن قات کی نذر اور دوسری یا کی جزم کے ساتھ۔ آپ صحابی ہیں۔ مگر معلوم نہیں کیا بیان لائے۔ جنت الباقی، جنت کی اور وہیں ایک عرصہ تک قیام ہے تا آنکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی ان کے سپرد ہوئی تھی اور اسے حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما بیت المال کے لئے استعمال کرتے تھے۔ کائنات میں لگا کہ آپ پر ہی تھے۔ جہاد کی بیماری میں مبتلا ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے کفر میں رہتے تھے اور انہیں کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ بعض نے کہا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ ایک معقیب اور میں وہ تابعی ثقہ ہیں۔ جہاں عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اس روایت کرتے ہیں۔

۱۹ یہی لفظ ہے اور اگر نماز روزی ہو تو پھر ہر ت ایک بار کرنا زیادہ دفعہ نہ کر۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سے زیادہ بار سے اس سے منع کیا کہ اس سے نماز قاعدہ یا مکروہ ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ عمل کثیر کی تفسیر پر مبنی ہے اور یہ تفسیر گزشتہ صفحہ میں گزر چکی ہے۔

۹۱۹ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ  
الْإِتِّفَاعِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ هُوَ الْخِطَابُ  
يَتَحَلَّسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمائی  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں اصرار  
دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا وہ ایک لینے ہے کہ  
شیطان بندے کی نماز میں سے اتنا حصہ ایک  
لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اے واضح ہو کہ اصرار اور توجہ ہونا اس وقت کر وہ ہے جب کہ گون اور چہرہ اس قدر پھیرے کہ کعبہ شریف سے چہرہ  
مڑ جائے اور اگر سیزہ بھی اس قدر پھیرے کہ مکمل طور پر کعبہ سے مڑ جائے تو نماز قاصد ہو جائے گی اور صرف انگلی کے ایک  
گوشہ سے دیکھنا جسے ملاحظہ کہتے ہیں یہ نہ مفید نماز ہے نہ مکروہ مگر نماز میں باہر یا لایا بھی نہ کرے اور اپنی مادت نہ بنائے  
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی گئی ہے کہ آپ گوشہ چشم سے مقتدیوں کے ملامت ملاحظہ فرماتے  
تھے مگر اس حدیث کی صحت میں کلام ہے کسی شخص نے حضرت امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا کہ معنی صلوٰۃ صریحہ یا سنا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ گوشہ چشم سے اصرار دیکھتے تھے امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا  
اس بات کا سختی سے رد کیا مفسر سے آپ کی حالت بدل گئی اس آپ پر زبرداری ہو گیا اور آپ نے زور زور سے  
بولنا شروع کر دیا۔ اور فرمایا اس حدیث کا اسناد صحیح نہیں ہے۔

۹۲۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْتَهِيَنَّ  
أَقْوَامٌ عَنْ تَفْوِيزِهِمْ أَبْصَارَهُمْ عَنِ  
الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ  
لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ - (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ  
پاؤں کے نماز میں دھانے وقت سے منع کیا جائے کہ  
ان کی نگاہیں آسمان کی طرف نہ جائیں یا زمین کی طرف نہ  
جائیں یا کسی چیز کی طرف نہ جائیں۔ (مسلم)

اے یعنی لوگوں کو چاہیے کہ نماز میں آسمان کی طرف نہ لگیں بلکہ زمین سے یا کسی چیز سے یا کسی چیز سے یا کسی چیز سے  
گئے تو ان کا بھیجیں ایک لی جائیں گی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں  
بارک اٹھایا کرتے تھے جب حق سبحانہ و تعالیٰ کا یہ قول نازل ہوا۔  
جو لوگ اپنی نمازوں میں غشوع (بجز وقایع اختیار کرتے ہیں) تو آپ نے سر مبارک پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ

۹۲۱ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ نَأَيْتُ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّاسِ  
وَأَمَامَهُ رِبْنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاقِبَتِهِ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی امانت کرتے  
ہوئے دیکھا۔ اس وقت ابو العاص کی بیٹی آپ کے



اِسْتَطَاعَ ۖ وَانَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ -  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اِذَا تَشَاءَبَ احَدُكُمْ  
فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظُمْ مَا اِسْتَطَاعَ  
وَلَا يَقُلْ هَاقًا نَكَا ذَالِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ  
يَضَعُكَ مِنْهُ -

شک جہاں کہہ دے شیطاں سے کہہ دے مائل ہر ایک ہے  
 سلم خرافات اور بخاری کا ایک رفاہیت میں حضرت ابو ہریرہؓ  
 رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 جب تم میرے کسی کو نکلانی چلا جاوے تو جہاں تک  
 ہو سکے اُسے پی جاوے اور زبان سے کہی آواز نہ دے کہ  
 کہ اکی آواز شیطاں کی طرف سے ہوتی ہے کہ وہ اس  
 کے ساتھ منتا ہے۔

۱۔ اصل میں لفظ تناؤب ہمزہ کے ساتھ آیا ہے۔ تناؤب یعنی طاؤ کے ساتھ خطا ہے۔ اور اس کے ثواب اور کما کا ہے  
ثنا کی پیش ہمزہ کی زیر اور مد کے ساتھ۔ یہ اس سانس کو کہتے ہیں کہ اس سے غصہ کھل جاتا ہے۔ اس کا سبب وہاں ہمزہ مد کے  
کا پر ہونا احساس کی کدورت، بدن کا بوجھل اور سست ہونا انسان کا جسمی اور فیزیکی طاقت والی چیز ہے۔ اس کا سبب  
اس کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے۔ اور کہا ہے انشاء رب من الشیطان لعل فی اللسان کلمۃ سے پہلے  
اور اس سے روکنے کی صورت یہ ہے کہ منہ کے اس طرح بند کرے کہ وہ نہ بولے۔ اس کے لئے اس کے دانتوں سے کڑے  
یا بایں ہاتھ کی پشت منہ پر رکھے۔ ایک روایت میں اس طرح آیا ہے فیکلم فاه یعنی انا منہ بند کرے۔ اس کے ساتھ  
لفظ فاه زیادہ آیا ہے۔

۵۲ کا یہ وہ لفظ ہے کہ جہاں نہ روکنے کی وجہ سے آدمی کے ہر چھوٹے بڑے گناہوں کا کفارہ کیا ہے  
آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ لفظ منہ سے نکل جائے تو انسان کو ستر سال کی عمر ملے گی  
۵۳ شیطان کے ہنسنے سے اس کی غرضوری اور خوشحالی ہوتی ہے کہ وہ اپنی ماضی و مستقبل کی برائیوں پر  
یہ حالت بندے میں عبادت کے مستحق اور کامیابی پیدا کرتی ہے جو اس کی اصلاح میں مددگار بنے۔  
دکھائی دیتی ہے۔

٩٣٣ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عِفْرِينَ  
مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَةَ لَيَقْطَعَنَّ  
عَلَى صُلُوبِي فَأَمَكَّنِي اللَّهُ مِنْهُ  
فَاخَذْتُهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ عَلَيَّ  
سَارِيَةً مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى

حضرت امیر المومنین علیؑ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسی کو گناہ سے منع کرے  
 کرشن بیچ اچانک فرما دیا۔ جا کر یہی نواسی کو کہہ دے  
 تو اللہ تعالیٰ نے اسے کچھ انعام و نسیب عطا کر دیا اور یہ  
 نے اسے پورا عطا کر دیا۔ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے حقوق  
 میں سے کسی حق کے ساتھ اسے ہندوؤں کے ساتھ

کہ تم سب لوگ اسے دیکھو کہ مجھے ایسا بھیجا ہے کہ میرا  
یاد آگئی یعنی ربّ صلب لکھا لائیں نبی لا خیر من بعدی (یارب  
مجھے ایسی حکومت و سلطنت عطا کر دے کہ میرے بعد کسی اللہ کے  
لائی نہ ہو تو میں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ ناکام و نامراد  
چلا گیا۔ (بخاری و مسلم)

تَنْظُرُوا إِلَيْهِمْ فَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ  
أَخِي مُوسَى بْنِ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا  
يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي فَوَدِدْتُهٗ ،  
خاموشا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اے یعنی ان خبیث جنات میں سے ایک جن کہیں سے چھوٹ کر آگیا جنہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے  
بند کر دیا تھا۔

۲ غریت میں کی زیر ناک جزم اور ایک روایت کے مطابق راکی شد کے ساتھ بھی آیا ہے بمعنی قوی سرکش  
ظالم شیطان عفارہ سے مشتق ہے بمعنی خبیث و شیطنت بعض کہتے ہیں کہ معرود تعفیر سے مشتق ہے بمعنی خاک میں  
لوٹنا اور دوسرے کو خاک میں لوٹانا یعنی وہ شیطان جو اپنے ساتھی کو خاک پر گرا دیتا ہے۔

۳ ملک سے جنات و شیاطین کی تسخیر اور ان پر تصرف و تسلط کرنا مراد ہے اور جب کہ حضرت  
سلیمان علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی۔ اور اس ملک (تسخیر جنات) کو اپنے لیے مخصوص کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے یہ چاہا کہ اہل تصرف کا اظہار کریں اور ملک سلیمان میں ملافت نہ کریں ورنہ الحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تصرف و  
قدرت اور سلطنت کی قوت حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہیں بڑھ کر تھی کہ جن دس کے ملک و ملکوت بلکہ تمام جہاں خدا  
تعالیٰ کی تقدیر و تصرف صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرت و تصرف کے احاطہ میں ہیں۔

حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے نمازیں  
کوئی عادتہ پیش آجائے اسے چاہیے کہ تسبیح کہے تالی  
بجانا تو عورتوں کے لیے ہے۔

اور ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ تسبیح مردوں  
کے لیے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔  
(بخاری و مسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ كَانَتْ عَيْنُهُ فِي صَلَوتِهِ فَلَيْسَتْ لَهُ  
فَاكَاةٌ فَتُفَيْقُ لِلنِّسَاءِ -  
وَعَنْ رِوَايَةٍ قَالَ التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ  
وَالنِّسَاءِ لِلنِّسَاءِ -  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے انوکھے اسباب قدرت تصرف کے عقیدہ کو کفر و شرک قرار دینے والے  
(محدثین) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کا بغور مطالعہ کریں۔ مترجم غفرلہ۔



۱۵ مثلاً دو بار نماز کوئی اسے بلائے یا اس سے اندر آنے کی اجازت طلب کرے اور اس اجازت طلب کرنے والے کو تہ نہ ہو کہ وہ نماز میں ہے۔

۱۶ یعنی نماز کو چاہیے کہ سنان الہدیٰ کے تاکہ اس بلائے والے یا اجازت طلب کرنے والے کو چہرہ مل جائے کہ وہ نماز میں ہے۔ یہ نماز نبان سے سنان الہدیٰ کے ہاتھ سے تالی نہ بجائے کہ یہ فعل عورتوں کے لائق ہے مومن کے عزت و وقار کے لیے مناسب نہیں۔

۱۷ اس تالی اور تصفیق کی شکل یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی آغیل کو بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے یہی تصفیق پر کھیل کے طور پر نہ مارے اگر ایسا کرے گی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ کذا فی شرح مسلم۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَ أَرْضَ الْعَبَشَةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ أَرْضِ الْعَبَشَةِ أَتَيْتُهُ فَوَحَدْتُهُ يُعَمِّقُ مَسَلَّتْ عَلَيْهِ فَلَمَّا يَرُدُّ عَلَى حَتَّى إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُخَوِّثُ مَنْ أَمِيرُهُ مَا يَشَاءُ وَإِنَّ مَعَكُمْ أَحَدَكُمْ أَنْ لَا تَتَعَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ قِرْدَ حَكَمِ السَّكَامِ وَمَنْ لَمْ يَكُنِ الصَّلَاةُ يُقْرَأُ الْقُرْآنَ وَذَكَرَ اللَّهُ فَإِذَا كُنْتَ فِيهَا فَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ شَأْنًا

(رواه أبو داود)

حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں دیکھا تھا کہ جب وہ نماز میں آتے تو پہلے نماز میں آتے تھے اور پھر نماز میں آتے تھے۔ یہی تصفیق پر کھیل کے طور پر نہ مارے اگر ایسا کرے گی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ کذا فی شرح مسلم۔

(ابو داؤد شریف)



یعنی ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے۔  
 ۳۲۶ وَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ لِبَلَدٍ  
 حَيْثُ كَانَ الشَّيْخُ مَلِكُ اللَّهِ يُدْعُو عَلَيْهِمْ  
 حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَ هُوَ  
 فِي الصَّلَاةِ كَمَا كَانَ يُشِيرُ بِبِيَدِهِ  
 رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - وَ فِي رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ  
 نَحْوُهُ وَ عَوْضُ بِلَدٍ مُّهِينٌ -

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
 ہیں میں نے حضرت بلال سے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم لوگوں کو کیسے جواب دیتے تھے جب کہ وہ آپ  
 کو نماز میں سلام کرتے تھے فرمایا اپنے ہاتھ سے اشارہ  
 کرتے تھے۔ (ترمذی)

اور نسائی کا ایک روایت میں بھی اسی طرح

ہے اور بجائے بلال کے صہیبؓ ہے۔

اس اہل اختلاف کے مابین طریقہ تھا کہ ہمیں مبارک کو پھیلاتے پھر تھیلی کو نیچے کی طرف گھماتے اور پشت کو اوپر کی طرف  
 اشارہ یعنی بلال ہاتھ اشارہ کرتے تھے جیسا کہ ابو داؤد، ترمذی، نسائی کی حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی  
 ہے اور کبھی صرف انگلی کے اشارہ پر کھڑت کرتے جیسا کہ ان تینوں محدثین نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت  
 کیا ہے اور صاحب سفر السعاده نے کہا ہے کہ کبھی آپ سر مبارک سے اشارہ کرتے تھے مگر ہم نے یہ بات کسی حدیث  
 میں مل سکتی نہیں پائی اور بعض شارحین نے کہا ہے کہ سلام کا جواب دینا سر اور آنکھ کے اشارہ سے جائز ہے مگر اس بارے  
 میں کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ واللہ اعلم۔

باقی رہی یہ بات کہ اس طریقہ پر سلام کا جواب دینا نسخ سے پہلے تھا یا نسخ کے بعد اور یہ کہ صرف کلام سے سلام کا جواب  
 دینا منسوخ ہوا اور اشارہ ہاتھ وغیرہ سے جواب دینا منسوخ نہیں ہوا۔ ملاحظہ فرمائیے کہ صرف کلام سے جواب دینا منسوخ ہوا۔

۳۲۷ ابی نساۃ کی روایت میں بلال کی جگہ صہیب قاضی ہوا ہے۔ یعنی ترمذی کی روایت میں تو اس طرح آیا ہے کہ حضرت  
 ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر نے یہ سوال  
 حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے کیا۔ یہ اختلاف اہل امر کا احتمال رکھتا ہے کہ آپ نے دونوں حضرات سے دریافت کیا ہو  
 جیسا کہ فرما شیخ میں مذکور ہے۔ ترمذی، ابو داؤد اور نسائی کی روایت میں جو کچھ مذکور ہے یہ ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ  
 عنہ نے کہا میرا گندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا جب کہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے میں نے آپ کو سلام کیا  
 تو آپ نے انگلی کے اشارے سے اس کا جواب دیا۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت بلال سے سوال کرنے کا  
 ذکر حضرت بلال کی حدیث میں ہے۔

حضرت رفاعة بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
 ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتداء میں نماز

۳۲۸ وَ عَنْ زَكَوَّةَ بْنِ مَرْفَعٍ قَالَ  
 صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَطَسْتُ فَقُلْتُ الْحَمْدُ  
لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا مِثْلَهُ  
مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَ  
يَرْضَى قَدَّمَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ فَقَالَ مَنِ  
الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ قُلْتُ يَتَكَلَّمُ أَحَدٌ  
ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ قُلْتُ يَتَكَلَّمُ أَحَدٌ  
ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ رِفَاعَةُ  
أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ ابْتَدَرَهَا بَعْضُهُمْ  
وَتَلَاثُونَ مَلَكًا آتَمًا يَصْعَدُ بِهَا  
رَفَاعَةُ التُّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَ  
النَّسَائِيُّ

۱۔ رفاعہ را کے کہہ کے ساتھ

۲۔ مبارک کا فیہ یعنی برکت والی حمد و ثنا مبارک کا علیہ یعنی حمد و ثنا کرنے والے پر برکت کا نزول ہو

۳۔ یعنی وہ حمد و ثنا اور وہ حمد و ثنا کرنے والا جو خطا سے پاک ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈانٹ اور زجر کے خوف سے کوئی نہ بولا

۵۔ یعنی جب اس امر کی ضرورت محسوس کی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کا جواب دینا ہے تو حضرت

رفاعہ بولے۔

۶۔ کہ کون ان کلمات کو اٹھا کر بارگاہ الہی کے حضور مقام قبولیت میں لے جاتا ہے

۷۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ جھپکنے والا اگر وہ نماز میں ہے الفاظ زبان سے ادا کرنے کے بعد

بلند آواز سے کہے نماز فاسد نہ ہوگی۔ شیخ ابن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نماز اگر دل میں حمد و ثنا کرے لیکن اس کے بعد

نماز فاسد نہ ہوگی اس کا لب ہا کہ حمد و ثنا کرے گا تو نماز ٹوٹ جائے گی اور شیخ موصوف اس حدیث کا مطلب یہ بیان

کرتے ہیں کہ یہ حدیث اس وقت سے تعلق رکھتی ہے جب کہ نماز میں ابھی گفتگو کرنے کی ممانعت نہ ہوئی تھی۔

پڑھی۔ مجھے دوران نماز جھپکنا بھی تو مین نے چھینک  
کر کہا الحمد للہ حمد اکثر الطیب مبارک کا فیہ مبارک کا علیہ کا  
محب ربنا دیر تھی۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں بہت  
تعریفیں اور طیب و پاکیزہ حمدیں برکت والی اور ان  
پر برکت والی جیسی ہمارا رب چاہیے اور جن سے  
ہمارا رب راضی اور خوش ہو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ  
وسلم نے نماز پڑھ لی اور پھر سے تو فرمایا نماز میں کلام  
کرنے والا کون تھا۔ کوئی نہ بولا۔ آپ نے پھر دوبارہ  
یہ فرمایا مگر کوئی نہ بولا۔ پھر تیسری مرتبہ یہ فرمایا تو حضرت  
رفاعہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہوں اس کا جواب نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری  
جان ہے اس میں تیس اور چھ فرشتوں نے میری کمر بستہ  
کون انہیں نے کر چکے ہیں

(ترمذی۔ ابو داؤد۔ نسائی)

والسلام

۹۱۸ وَ عَنْ أَبِي مُرَّةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَاؤُبُ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ إِذَا تَتَابَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيُكْظَمْ مَا اسْتَطَاعَ

حضرت ابو مریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو بقدر طاقت اسے روکے۔

نَدَاهُ التَّرْمِذِيُّ وَ فِي أُخْرَى لَهُ وَ رَوَيْنَ مَا جَاءَ فَلْيُكْظَمْ يَدَا عَلَى يَدَيْهِ

ترمذی۔ اور ترمذی کی دوسری روایت میں؟ اور ابن ماجہ میں ہے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے۔

۱۔ کہ یہ جو جمائی بستی نیند بدن کے جو جعل ہونے اور بے ذوقی کا موجب و سبب ہوتی ہے اور شیطان اس سے خوش ہوتا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ چینک کو پسند کرتا اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے جھینک کے پسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ قوت و مانع، فرح و نشاط کی علامت ہوتی ہے اور جمائی اس کے برعکس ہے۔ تاہم یہ بھی وارد ہوا ہے کہ بڑے بڑے لوگ چینک شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جیسا کہ حد سے بڑھی ہوئی جمائی بھی ابلیس کی طرف سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم چینک کے وقت آواز نہ پیت رکھتے تھے اور جمائی کے وقت نہ مبارک بند کر لیتے تھے۔ اس بارے میں جو یہ گفتگو اب الحاصل و التثاؤب میں آ رہی ہے۔

۲۔ کلمہ کا حتیٰ ہے ہر نیت بند کر لینا اور جعل کو فائز سے بچ کر لینا بھی آتا ہے جیسا کہ گزرا مگر جب کہ حدیث میں نہ پر ہاتھ رکھنے کا ذکر آ گیا ہے تو یہ جیسے کہ یہی متعین ہوا لایکہ و اشلہ و اشلہ میں لب بند کرنے کا ذکر بھی آیا ہو۔

۹۱۹ وَ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ أَحَدُكُمْ الْقُرْآنَ فَاجْتَنِبْ وَ مَشْرُوكًا ثُمَّ خَرَّ عَامِدًا إِلَى السُّجُودِ فَلَا يُشْعَلُ جَنَاحُ أَحَدٍ مِنْكُمْ بِجَنَاحِ كَاتِبٍ فِي الْقُرْآنِ رِقَاعًا أَحَدُكُمْ التَّرْمِذِيُّ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ الْإِسْكَنْدَرِيُّ وَ الْكَذَّابِيُّ

حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے اور اچھے طریقہ سے وضو کرے۔ پھر سجدہ جانے کے ارادے سے سکے تو انگلیوں میں انگلیاں نہ ڈالے کیونکہ وہ نماز میں ہے۔

(احمد، ترمذی، ابو داؤد، نسائی)

(دارمی)

۱۔ حجرۃ عین کی پیش اور عجم ساکن سے۔ آپ صحابی ہیں اور اصحاب شجرۃ الرضوان میں سے ہیں۔

۲۔ یعنی وضو کی شرائط اور اس کے آداب و مستحبات اور پوری توجہ اور حضور سے کرے بزرگ فرماتے ہیں جس قدر وضو میں توجہ، حضور اور اس کے آداب و شرائط کو ملحوظ رکھا جائے گا اسی قدر نماز میں حضور اور خوشنود

خضوع نصیب ہوگا۔

۳۵ تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا فریضہ بجالائے اور تقرب و مناجات حاصل ہو۔

۳۶ تو ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں بند ڈالے کیونکہ جب وہ نماز کے ارادے سے مسجد کی جانب چل پڑا تو گویا وہ نماز داخل ہو گیا اور یہ عمل نماز میں منع ہے کیونکہ یہ خشوع و خضوع کے خلاف ہے۔ پھر وہی حکم ہر اس چیز کا ہے جو خشوع و خضوع کے منافی ہو۔ اس حدیث میں اس پر بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ نماز کو جاتے وقت بھی حضور قلب اور خشوع و خضوع اور ادب و وقار سے چلے۔

داخل ہو کر انگلیوں میں انگلیاں ڈالنے کی ممانعت آئی ہے، علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا شاید اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ ممانعت جھگڑے، سختی اور ایک دوسرے سے دھمکتے ہوئے بیان کرنے کی علامت ہے۔ لہذا یہ جب ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتوں کا ذکر کیا تھا تو تشبیک اصابع (انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا) کی ممانعت پر مشیدہ نہ رہے کہ تشبیک اصابع آپس میں اتفاق و اتحاد کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ کی خدمت میں رسول اللہ کے رشتہ داروں (بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب) کو غصہ مال دینے کے لیے لے کر پہنچے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتی ہے کہ یہ چیز خشوع و خضوع کی حالت کے خلاف اور مناسب ہے۔ اسی لیے اسے انصاف کا مظاہرہ کرنے کے لیے جانے کی حالت کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تشبیک اصابع کی ممانعت کو اسباب پھر اس باب میں دو حدیثیں درج کیں جو اس کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ علامہ نے یہ حکم بھی لکھا ہے کہ یہ چیز خشوع و خضوع کی حالت کے خلاف اور مناسب ہے۔ اسی لیے اسے انصاف کا مظاہرہ کرنے کے لیے جانے کی حالت کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تشبیک اصابع کی ممانعت کو اسباب پھر اس باب میں دو حدیثیں درج کیں جو اس کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ علامہ نے یہ حکم بھی لکھا ہے کہ یہ چیز خشوع و خضوع کی حالت کے خلاف اور مناسب ہے۔ اسی لیے اسے انصاف کا مظاہرہ کرنے کے لیے جانے کی حالت کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تشبیک اصابع کی ممانعت کو اسباب

ذکر میں بیان ہوا۔

۳۷ وَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مُؤَبِّلًا عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ فَإِذَا لَتَفَتَ انْصَرَفَتْ عَنْهُ رِقَاةُ أَحْمَدَ وَ أَبُودَاوُدَ وَ النَّسَائِيِّ وَ الدَّارِمِيِّ (طبرانی)

۳۸ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عباد اللہ اللہ سے اللہ کے عطا کردہ نعمتوں پر شکر کرتے رہیں وہ اللہ کے عطا کردہ نعمتوں سے ہمیشہ لطف و رحمت میں رہیں گے۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، داریم)

(طبرانی)

۳۹ اور لطف و عنایت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتا رہتا ہے جب کہ بندہ نماز میں ہوتا ہے۔

۴۰ اور اس سے اپنی نگاہ و لطف و عنایت پھیر لیتا ہے۔ ترمذی، شریفی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک

مدیث روایت کی کہ اسلام ترقی کرنے سے صحیح بھی قرار دیا کہ بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے عزت و کرامت والے چہرے سے اس کی طرف توجہ ہوتا ہے اور جب بندہ نماز میں خدا تعالیٰ کی طرف توجہ ہونے کے بجائے ادھر اُدھر پناہ دے دیا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے تو کسے دیکھتا ہے۔ مجھ سے بہتر کوئی اور ہے کہ مجھے چھوڑ کر تو اس کی طرف توجہ ہوتا ہے۔ اپنا رخ تیری طرف کر جب بندہ یہ فرمانے پر دوسری بار بھی اس کی طرف توجہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ پھر اس کی طرف فرماتا ہے تیری بار پھر اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے اور بندہ اس کی طرف توجہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنا رخ اس کی طرف سے پھیر لیتا ہے۔ ایک شارح نے اس مفہوم کو بائیں جہاز میں اس طرح ادا کیا ہے۔

آمد سحر آن و کبر خوئیں جگر اس ما گھٹے اسے تو بر خاطر من بارگراں

ضرر صفا بادا کہ من بسویع نگر اس باشم تو نہی چشم بسوئے دیگر اس

ترجمہ: خوئیں جگر دلبر صبح کے وقت تشریف لایا اور کہا میرا دل تجھ سے بڑے بوجھ سے دبا ہوا ہے۔

تجھے شرم کرنی چاہیے کہ میں تیری طرف دیکھ رہا ہوں مگر تو نے اپنی نگاہ دوسروں کی طرف لگا رکھی ہے۔

وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ حُرَّتِ أُنْسُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ رِعَايَةِ مَنْ كَيْفَ لَا يَنْتَظِرُ تَسْبُحًا - سَأَوَاكَ

کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس اپنی نگاہ سجدہ

کا ہر رکعت میں اس حدیث کو جیتی ہے اپنے سن کبیر میں بطریق الحسن من انس مرفوع روایت کیا۔

الْبَيْتُ فِي سُنَنِ الْكَبِيرِ مِنْ طَرِيقِ

الْحَسَنِ عَنْ أَنَسٍ يَرْفَعُهُ -

احسن حدیث کا ہر اس پر روایت کرتا ہے کہ پوری نماز کے اندر نگاہ سجدہ گاہ پر جمائے رکھنا مستحب ہے۔ ثنائیہ کا

اصل یہ ہے جیسے کہ ایک کبریاں میں منقول ہے کہ خاتم النبیین امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام دلالت کرتا ہے کہ ساتھی

یہی کہ مستحب ہے کہ نماز کی گاہ حالت قیام میں سجدہ گاہ پر، رکوع میں پاؤں کی پشت پر سجدے میں ناک پر اور

اتیماس میں ہاتھوں کی طرف ہو۔ ان کا یہ بیان اس کے موافق ہے جو علمائے حنفیہ نے کہا ہے حنفیہ اس میں تھوڑا سا

اختلاف کرتے ہیں کہ ہر تہ وقت نگاہ کندھوں کی طرف ہو جیسا کہ نہایت شرح ہدایہ میں مذکور ہے اور بعض علمائے

کدہ کہ وہ شرط میں نگاہ کعبہ پر رہنی چاہیے۔ اس جگہ ہادی کے ذکر میں اصل کتاب کے اندر غالی مفید جگہ ہے

اور حنفیہ میں کہا ہے کہ اسے جیتی ہے اپنے سن کبیر میں بطریق الحسن من انس مرفوع روایت کیا۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَعْثَ

إِيَّاكَ وَالْأَلْتَفَاتِ فِي الْقَبْلَةِ فَإِنَّ

انہیں سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے میرے بچے نماز

میں ادھر ادھر رخ کرنے سے بچ کر جو نماز میں لیا کرنا

ہلاکت ہے۔ اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو نفل نمازیں  
کرو گئے نہ کہ فرض نمازیں۔

(ترمذی)

الْإِتِّفَاتُ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ فَإِنْ  
كَانَ لَا بُدَّ فَعِنِ التَّطَوُّعِ لَا فِي

الْفَرِيضَةِ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۱۷ اہل اس طرح کے خطاب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ پر اپنی خاص مہربانی کا اظہار  
فرمایا کیونکہ ایک تو آپ اہل وقت پکے تھے۔ دوسرے وہ پورے صدق و اخلاص سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور  
آپ کی محبت سے سرشار تھے۔ آپ (حضرت انس) آٹھ سال کے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت  
کی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خدمت اقدس میں اہل وقت حاضر ہو گئے۔

۱۸ کہ نمازیں اور ادھر التفات کرنا بندے کے لیے آخرت میں ہلاکت و نقصان کا باعث ہے کیونکہ یہ شیطان  
کی فریب داری اور درگاہ حضرت رحمان جل جودہ سے روگردانی ہے۔ شکستہ صا اور لام کی زبردستی کے ساتھ معنی نیست و  
ناورد ہو جاتا۔

۱۹ یعنی اگر ادھر ادھر التفات کرنے سے کوئی چارہ نہ ہو اور تو اپنی نسبت کو کامل درجہ پر ادا کر سنے  
کی خواہش نہ ہو تو پھر نفل نمازیں ایسا کرے کہ اس کا معاملہ فرض نماز سے آسان ہے کہ فرض نماز کا اتمام دیر سے کامل و تمام کرنا  
مزدہی ہے۔ مگر حقیقت میں فاضل میں نقصان فرض ہی کا نقصان ہے کیونکہ فرائض ہی کی تکمیل کے لیے ضروری ہے۔

۹۳۳ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ

يَمِينًا وَ شِمَالًا وَ لَا يَلْوِي عُنُقَهُ

خَلَّتْ ظَهْرُهُ -

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ النَّسَائِيُّ

۲۰ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کی طرف سے نمازیں گوشہ چشم سے عالم بائیں و دیکھ کر بے اعتنائی سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ یا بعض مقتدیوں کے حالات پر نگاہ ڈالنے کے لیے آپ الیکٹرک کے تحت غلام تھے  
رعۃ اللہ نے کہا کہ ایسا آپ شاید نماز نفل میں کرتے تھے۔ جیسا کہ گذشتہ حدیث میں گذرا۔ علمائے عرب نے بھی کہا ہے کہ شاید  
علیہ السلام اگر تعلیم جواز کی طرف سے نفل کر رہے تھے تو وہ کر رہے نہ ہوگا۔

۲۱ مگر عائشہ بائیں سر بھیجے نے سے قدرے رخ پیٹھ کی طرف پھر جاتا ہے (اس میں غور کرو) اس حدیث سے  
یہ ثابت ہوتا ہے کہ کرودہ گردن کا مرد ٹنا ہے گوشہ چشم سے دیکھنا کرودہ نہیں ہے۔

۹۳۲ و عَنْ عَبْدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ جَدِّهِ يَقَعُ قَالَ الْعَطَّاسُ وَ  
النَّعَّاسُ وَ التَّكَاؤُبُ فِي الصَّلَاةِ وَ  
الْحَيْضُ وَ الْقَوُورُ الرُّعَاكُ مِنَ  
الشَّيْطَانِ -

۹۳۳ عِدَّتِي بَيْنَ كَثَائِبٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ جَدِّهِ يَقَعُ قَالَ الْعَطَّاسُ وَ  
النَّعَّاسُ وَ التَّكَاؤُبُ فِي الصَّلَاةِ وَ  
الْحَيْضُ وَ الْقَوُورُ الرُّعَاكُ مِنَ  
الشَّيْطَانِ -

۹۳۴ گزشتہ بیان میں مذکور ہو چکا ہے کہ اس حدیث کا اسناد صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم

عِدَّتِي بَيْنَ كَثَائِبٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ جَدِّهِ يَقَعُ قَالَ الْعَطَّاسُ وَ  
النَّعَّاسُ وَ التَّكَاؤُبُ فِي الصَّلَاةِ وَ  
الْحَيْضُ وَ الْقَوُورُ الرُّعَاكُ مِنَ  
الشَّيْطَانِ -

عِدَّتِي بَيْنَ كَثَائِبٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ جَدِّهِ يَقَعُ قَالَ الْعَطَّاسُ وَ  
النَّعَّاسُ وَ التَّكَاؤُبُ فِي الصَّلَاةِ وَ  
الْحَيْضُ وَ الْقَوُورُ الرُّعَاكُ مِنَ  
الشَّيْطَانِ -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(ترمذی)

۹۳۵ یعنی بن ثابت تابعی انصاری کوئی ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ راویوں میں ذکر کیا۔ ابو حاتم نے کہا صدوق ہے اور بعض نے کہا کہ سخت قسم کا شیعہ ہے۔ یعنی نے کہا غالی و افضی ہے لیکن ثقہ ہے۔ یہ شخص شیعہ مسجد کا امام اور ان کا عالم دقانی تھا اس کے بعد میں فوت ہوا۔ اس کے دادا کا نام دینار ہے۔

۹۳۶ یعنی بن ثابت اپنے باپ اور اپنے دادا سے روایت کرتا ہے۔ اس کے دادا نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے (حدیث کی سند حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک لے گیا ہے)

۹۳۷ عَطَّاس۔ عین کی پیش طاق کی تخفیف کے ساتھ معنی چھینک۔

۹۳۸ نَعَّاس۔ نون کی پیش، عین کی تخفیف (جزم) کے ساتھ معنی نیندا جانا۔ یا نیند کے باعث طبیعت کا بوجھل ہو جانا یا اول نیند۔

۹۳۹ رُعَاكُ سب عوارض سے غفلت بنا یہ سب عوارض اگر نماز میں لاحق ہوں تو شیطان کی طرف سے ہیں۔ اور اسے لاحق اور غرض کرنے کا باعث ہیں کیونکہ ان سے نماز میں نقصان لاحق ہوتا ہے۔ اور چھینک اگرچہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے مگر جب زور اور شدت سے آئے تو بعض اوقات قرات میں رکاوٹ کا موجب بن جاتی ہے اور حدیث حق تعالیٰ کے لئے حضور قطب اوصیاء کی غباب میں مناجات کے لیے استغراق کے واسطے میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے اور نیند اور غافلگی کا موجب ہے کہ رکاوٹ کا موجب ہیں مگر حین اور عین اور نکیر جب نماز میں لاحق ہوں تو شیطان کی طرف منسوب ہوں گی اور ان میں سے نماز میں لاحق ہونے کی غفیس اور سہمی تین چیزوں کے ساتھ ذکر کرنے کی وجہ سے کہ سہمی تین چیزیں تو نماز کو باطل نہیں کرتیں مگر ان آخری تین چیزوں کے نماز میں لاحق ہونے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے پھر اگرچہ یہ سب عوارض (مورد طبعیہ) بے اختیار انسان پر وارد ہوتے ہیں اور انسان انہیں اپنے سے دور رکھنے کی قدرت نہیں رکھتا مگر ان کے لاحق ہونے سے چونکہ نماز میں خلل پڑتا اور وہ شیطان کی خوشی اور رضا کا موجب ہے اس لیے ان کی نسبت شیطان کی طرف کر دی۔



٩٣٥ وَعَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
الشَّخِيرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ آتَيْتُ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي  
وَلِجَوْفِهِ أَرْزِيرٌ كَأَزِيرِ الْمَرْجَلِ يَعْثُو  
بِيَدَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَ  
فِي صَدْرِهِ أَرْزِيرٌ كَأَزِيرِ الرَّحَى مِنْ  
الْبُكَاءِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوَى النَّسَائِيُّ  
الرِّوَايَةَ الْأُولَى وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ الثَّانِيَةَ

حضرت مطوف بن عبداللہ بن الشیر سے وہ اپنے  
باپ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں میں رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ  
ال وقت نماز پڑھ رہے تھے ادا کچھ حکم مبارک میں  
ہاڑی کی گھونٹ تھی یعنی آپ رورہے تھے ادا ایک  
روایت میں ہے فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کو نماز پڑھتے دیکھا ال وقت آپ کے سینہ انور  
میں روتنے سے چکی سی گڑ گڑاہٹ تھی ماحمد اور  
نائل نے یہی روایت اور ابو داؤد نے دوسری روایت کی

اے مطرف ہم کی پیش طا کی زبرد شد پھر لا اور آخر میں فاشیور خیمین کی زیر ناک ویر اور خدا اور آخر میں یا اللہ لایہ  
مطرف تاجین سے ہیں اور ان کے والد حضرت عبداللہ بن اشیر رحمہ اللہ تاجین ہیں

۵۷۔ ر جل پتھریا تمانے کی دیگ۔ ازیزہ جزو کا زبر زائے اولیٰ کا تیرا اور یا ساکن۔ وہ آواز جو اے کی آواز کی طرح کی جوش مارنے کے وقت اس سے بلند ہوتی ہے۔ ر جل بیہم کا زبر زائے اور عیم کے زبر سے جو آواز بلند ہوتی ہے۔ اس کی دیگ کتاب مشارقی میں کہا ر جل دیگ کو کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک تمانے کی دیگ۔ اس جملہ سے (اس کی کفراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز میں سخت گمبہ طاری تھا۔

۵۳ اک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں گریہ سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ علیہ میں کہہ چکا تھا کہ اگر بھلائی کا عمل شروع کی یاد سے نماز میں روے یا گاہ کرے اور اس کی آواز بلند ہو جائے تو اس سے نماز میں کوئی نقص نہیں آتا۔ اگر کسی درو یا مصیبت کی بنا پر ہو تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۱۳۷۷  
۲۲ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا  
يَمْسِسُ الْحَصَى فَإِنَّ الرُّحْمَةَ  
تُؤَاجِفُهُ نَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ  
وَأَبُو دَاوُدَ وَالتَّيْسَانِيُّ وَابْنُ  
مَاجَةَ -

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
جب تم سے کوئی شخص غار میں ٹھکرا ہو تو ٹھکرانوں  
کوڑھ پھرنے کیونکر رحمت الہی سے مانگے ہوگی

احمد، ترمذی، ابو داؤد و نسائی

ابن ماجہ

اس یعنی نماز کے دوران کھڑیاں ہمارے کمر سے۔ اور ایک روایت ہے فلا یسوی الخلی یعنی کھڑیاں ہمارے کمر سے  
 سٹھ اور اس کی طرف متوجہ ہوتی اور اس کا استقبال کرتی اور اس پر نازل ہوتی ہے تو اس مقام میں سودا و لب کا ٹکب  
 ہونا اور کھڑیوں سے کھینا بڑا مناسب ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے انوار فضل و رحمت سے محروم نہ ہو بعض کہتے ہیں مراد یہ ہے  
 خدا تعالیٰ کی رحمت اس چیز نازل ہوتی اور پڑھتی ہے جو نمازی کے سامنے ہوتی ہے یعنی زمین اور کھڑیوں پر تو چاہیے کہ  
 ان کھڑیوں پر ہی بھوکے۔ ان میں تبدیلی نہ کرے۔

۳۳۲ وَ حَنْ أَمْرٌ مَكْنَةً قَالَتْ نَأَى  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 غُلَامًا لَنَا يُقَالُ لَمْ أَفْلَحْ إِذَا سَجَدَ  
 فَقَالَ يَا أَفْلَحُ رَتَّبْتُ وَحَبْلَكَ  
 (رَوَاهُ التَّحْصِيفُ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی  
 ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ایک  
 لڑکے کو جسے انجلی کہا جاتا تھا دیکھا کہ جب وہ سجدہ  
 کرتا تو پھر ٹک مارتا۔ حضور نے اسے فرمایا اسے انجلی  
 اپنا چہرہ خاک آلودہ کرے۔ (ترمذی)

اس یعنی جس کا نام انجلی تھا اور ایک روایت میں بیان آیا ہے۔  
 اسے یعنی زمین کو پھر ٹک سے ملنے کرتا تھا تاکہ اس کا چہرہ گرد آلود نہ ہو۔  
 اسے یعنی پھر ٹک سے جگہ صاف نہ کر بلکہ ایسے ہی سجدہ کر کہ اس صورت میں عاجزی اور تذلل زیادہ ہے۔  
 ۳۳۳ وَ حَنْ أَمْرٌ مَكْنَةً قَالَتْ نَأَى  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 غُلَامًا لَنَا يُقَالُ لَمْ أَفْلَحْ إِذَا سَجَدَ  
 فَقَالَ يَا أَفْلَحُ رَتَّبْتُ وَحَبْلَكَ  
 (رَوَاهُ التَّحْصِيفُ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
 کہ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا اہل دوزخ کا آلام  
 ہے۔

(شرح سنن)

اس حدیث میں تو اظہارِ مائش کا نام ٹک نہیں بلکہ اہل دوزخ اس وہم میں ایسا کریں گے کہ شاید اسی طرح انہیں آلام  
 حاصل ہو مگر وہ اہل آلام ہیں اس حدیث میں کام فصل اول میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا ہے۔

۳۳۴ وَ حَنْ أَمْرٌ مَكْنَةً قَالَتْ نَأَى  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 غُلَامًا لَنَا يُقَالُ لَمْ أَفْلَحْ إِذَا سَجَدَ  
 فَقَالَ يَا أَفْلَحُ رَتَّبْتُ وَحَبْلَكَ  
 (رَوَاهُ التَّحْصِيفُ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز  
 کے اندر دوسرا چیزوں کو قتل کرو۔ سانپ اور بچھو کو

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ  
 وَ ابْنُ سَعْدٍ مَعْنَاهُ -

احمد، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے اس  
 حدیث کا معنی روایت کیا۔

۹۳۰/۱ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي تَطَوُّعًا وَابَّابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ فَبَحَلْتُ فَأَسْتَفْتَحُ فَمَشَى فَفَتَحَ لِي ثُمَّ رَاجَعَ إِلَى مُصَلَّاهُ وَذَكَرْتُ أَنَّ الْبَابَ كَانَ فِي الْقِبْلَةِ رَفَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَرَوَى التَّسَائِيُّ نَحْوَهُ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نواتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز پڑھ رہے تھے اور دروازہ آپ پر بند تھا میں نے اسے کھولا یا آپ نے اور میرے لیے دروازہ کھولا۔ پھر آپ نے صلی کی طرف لوٹ گئے آپ نے ذکر کیا کہ دروازہ قبلہ کی جانب تھا۔ احمد، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے اس کی مثل روایت کی۔

۱ یعنی دروازہ بند کر کے نماز ادا فرما رہے تھے۔

۹۳۱/۱ عَنْ طَلْحِ بْنِ عَاقِلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِيدِ الصَّلَاةَ -

۹۳۲/۱ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِيدِ الصَّلَاةَ -

۹۳۳/۱ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِيدِ الصَّلَاةَ -

۹۳۴/۱ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِيدِ الصَّلَاةَ -

۱ یعنی آواز کے بغیر۔

۲ ایک روایت میں دلیقوتو واد کے ساتھ آیا ہے۔

۳ نماز کے لوٹانے کا حکم انصافیت اور لایت کی بنا پر ہے اور اگر مکہ میں مذکور شرع الہ کے مطابق چھوڑ دیا تو وہیں سے شروع کرے تو بھی درست ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ ایک وہ نواتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب

۹۳۵/۱ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِيدِ الصَّلَاةَ -

أَخْبَثَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ قَلْبًا خَذَّ  
يَأْتِيهَا ثُمَّ لَيْتَصِرَتْ -

تم میں کوئی نماز میں ہے وضو ہو جائے تو چاہیے کہ اپنی  
ناک پھڑکے اور واپس لے لے۔

(البرقاؤد)

(رَدَاكَ أَبُو دَاوُدَ)

اے تاکہ لوگوں کو یہ دہم گزرے کہ شاید نکیر جھوٹ پڑی ہے یا ناک سے خون بہنا شروع ہو گیا ہے اور نماز میں وضو  
ٹوٹنے سے پردہ چاقم رہے کیونکہ لوگ اس امر کے عادی ہیں کہ ایسے فعل کو نقص و عیب جانتے اور پس پشت اس کی  
غیبت کرتے ہیں اور شرم کے مارے اداسی و ہرجے سے کہ لوگ مجھے عیب لگائیں گے اور بے ابروئی کریں گے، بے وضو  
ہی نماز نہ پڑھتا رہے۔ اسی وجہ سے خطاب نے کہا ہے کہ انسان اگر نفس الامری میں سچا ہو مگر ظاہر کوئی اعتراض دالی بات کرے  
تو یہ ٹھیک نہیں۔ بلکہ چاہیے کہ اپنا ستر اور عیب پوشی کرے تاکہ لوگ اس کی بے ابروئی نہ کریں اور جو عیب اس میں نہیں وہ  
اس کی طرف منسوب نہ کریں یہ چیز جھوٹ میں داخل نہیں ہے بلکہ لوگوں کو غلط دہم سے بچانے کا ایک طریقہ ہے۔ اور یہ چیزیں  
ریا بھی نہیں بلکہ فعل اور پردہ پوشی کی ایک شکل ہے۔ ادا کیا کرنے کی شرعاً اجازت ہے۔ کہا قال العلماء۔

و کاتیت۔ امیر المؤمنین سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کا واقعہ ہے کہ آپ جماعت کرارہے  
تھے کہ دوران نماز ایک شخص کا وضو ٹوٹ گیا مگر وہ شرم کے مارے وضو کے لیے نہ گیا۔ اور بے وضو ہی نماز پڑھنی چاہی۔  
حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آدم سب وضو کریں کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور وضو پر وضو کرنا تو عقلی اور ہے  
آپ نے اس لیے کہا کہ وہ شخص لوگوں کے عیب لگانے سے بچے اور بے وضو نماز پڑھنے کی گمراہی میں نہ پڑھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے

کسی کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ نماز کے آخری قعدہ

میں بیٹھ چکا ہو اور اس میں سلام نہ پھیرا ہو تو اس کی نماز درست

ہوگی۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا اس حدیث

کا اسناد قوی نہیں۔ اور اس حدیث کے راویوں

میں اضطراب ہے۔

وَعَنْ عَمْرِو اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِذَا أَحَدُكُمْ أَحْدَثَ كُفَّ وَقَدْ جَكَسَ فِي

آخِرِ صَلَاتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَقَدْ

جَاحَتِ صَلَاتُهُ - رَدَاكَ التِّرْمِذِيُّ

وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ رَأْسَنَادُكَ لَيْسَ

بِالتَّوَقُّفِ وَقَدْ اضْطَرَّ بِنَا فِي اسْتِنَادِهِ -

اے یعنی شہر کی حدیث پر چکا ہو۔

اے اس کی نماز پوری ہو گئی ہے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے موافق ہے کہ ان کے نزدیک الفاظ  
سلام سے نماز سے باہر آنا فرض نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض ہے مگر خروج بالیقینہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ  
کے نزدیک بھی فرض ہے۔ لہذا یہاں وضو ٹوٹنے کو قعدہ توڑنے پر عمل کیا جائے گا۔ تاکہ فعل قصدی کا وجود حاصل

ہو جائے۔ پس اس حدیث کا ظاہر ایمین (امام ابو یوسف امام محمد کے مذہب کی تائید کرتا ہے جن کے نزدیک غسل معصی کے ساتھ نماز سے باہر آنا فرض نہیں۔

۳ اور مقدمہ کتاب میں مذکور ہو چکا ہے کہ حدیث مضطرب کسے کہتے ہیں یعنی وہ حدیث جسے مختلف طریقوں سے روایت کیا گیا ہو اور یہ اس کے ضعف کی علامت ہوتی ہے کیونکہ اختلاف سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے راوی اسے ضبط نہیں کر سکے۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا كَبَّرَ انْصَرَفَ وَ أَوْمَأَ لِأَيُّوْبَ أَنْ كَمَا كُنْتُمْ تَخْرُجَ فَأَغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَهُ رَأْسُهُ يَطْرُقُ فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَتَوَسَّيْتُ أَنْتَ أَغْتَسِلَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لائے جب بخیر کی دعا میں آئے اور لوگوں کا اشارہ کیا کہ تم ایسے ہی ہو جو پھر تشریف لائے تو اسی کی پیروی کرنا چاہئے۔ حالانکہ سر ہاتھ کے قطرے چپک رہے تھے۔

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ تَرَوَى مَا لَيْفَ عَنْ

(احمد اور ما لائف نے علامہ ابن ماجہ سے روایت کیا)

عطاء بن يسار مرسلاً

اس حدیث سے شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگرچہ کلام کا ابطال ہو گیا ہے مقتدیوں کی نماز باطل نہیں ہوتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں داخل ہو چکے تھے اور مقتدیوں کو چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنبی ہونا ظاہر ہو اور آپ کی نماز بھی باطل ہو گئی۔ مگر مقتدی اس پر یہ تحریر پر ہی مکتوب ہے کہ اس کی تائید باطل ہونے اور تکمیل تحریر کے لوٹانے کا حکم نہ دیا۔

اور حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ امام کی نماز کا بطلان مقتدیوں کی نماز کو بھی باطل کر دیتا ہے کیونکہ امام قوم کی نماز کا خاتم ہوتا ہے۔ حدیث میں صحاح کہ امام مقتدیوں کی نماز کا خاتم ہے۔ حضرت حنفیہ ان کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مقتدی بھی بخیر تحریر کہہ چکے تھے اور نماز میں داخل ہو چکے تھے۔ ہر مسئلے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخیر تحریر کے متصل بعد قوم کے بخیر رکھے سے پہلے ہی اپنے جنبی ہونے کا احساس ہو گیا ہو اور صحیح مسلم میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مسلمانے نماز پر کھڑے ہی ہوئے تھے اور بخیر تحریر نہیں کی تھی کہ واپس لوٹے اور نزل کیا

لہذا اگر کتاب طہرۃ کا ایک ہی واقعہ سے تو اس پر عمل کرنا چاہیے کہ آپ تکبیر تحریر رکھنے اور نماز میں داخل ہونے ہی واسطے تھک کر چل کر گرنے کا خیال آگیا اور اگر یہ دو الگ الگ واقعات ہوں تو پھر جواب وہ ہے جو مذکور رہا یعنی کہ مقتدیوں کی تکبیر رکھنے سے پہلے ہی آپ غسل مکے سے لوٹ گئے شیخ ابن اہمام رحمۃ اللہ نے امام محمد کی کتاب الامارۃ سے یہ بات نقل کی کہ کبار المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں جو جنبی حالت میں یا بے وضو امامت کرے فرمایا کہ وہ اپنی نماز دوبارہ پڑھے اور مقتدی بھی شیخ ابن اہمام یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود جنبی حالت میں یا بے وضو امامت کی پھر وہ نماز دوبارہ پڑھی اور مقتدیوں کو بھی دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

۱۷ حضرت عطاء ثانی ہیں۔

۱۸ ارسال کا معنی مقدمہ کتاب میں بیان ہو چکا ہے۔

۱۹ وَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي الظُّهْرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّحَهُ قُبُضَتْ فَمِنْ اللَّحْضِ لَبَّيْتُهُ فَيَا كَرِيمَ أَمْعُفَا لِحَبِيْبِي أَسْجُدُ عَلَيْكَ لِيُشْفِكَ لِي لِحَبِيْبِي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ رَوَى النَّسَائِيُّ مُصَنَّفًا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور میں دوران نماز اپنے ہاتھ میں نگوں کی ایک ٹہنی لیتا تاکہ وہ ٹھنڈی ہو جائیں پھر اس پر اپنی پیشانی رکھ کر سجدہ کرتا تھا شذت پیش کا وجہ ہے۔ ابو داؤد و دار نسائی نے اس کی نقل روایت کیا۔

۲۰ احادیث سے معلوم ہوتا ہے نماز میں اتنا ماضی کر لینا معاف ہے اور یہ فعلی کثیر بھی نہیں ہے کہ آپ صرف ایک بار ماضی

یہ نگوں میں لیتے تھے۔

۲۱ وَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْسِنُ تَسْبِيْحَتَكَ يَقُولُ ائْتُوْا يَا ذِي النِّفَالِ ثُمَّ قَالَ أَلْعَلَّكَ يَلْعَنُكَ اللَّهُ فَتَلْعَنُكَ أَنْتَ بِسَطِّ يَدَيْكَ كَأَنَّكَ يَسْأَلُ خِيَتَا قَلْبِكَ فَمِنْهُ مِنَ الصَّلَاةِ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ تَقُولُ لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذَلِكَ وَ مَا أَيْنَالِكَ بِسَطِّ يَدَيْكَ قَالَ إِنْ

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے پہلے کھڑے ہوئے تو ہم نے سنا کہ آپ کہہ رہے ہیں ائتو باللہ منک میں تجھ سے اللہ کے پاس پناہ لیتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا میں تجھ پر لعنت کرتا ہوں اللہ کی لعنت تین بار فرمایا اور آپ نے اپنا دست مبارک بڑھایا گویا آپ کوئی چیز پکڑنا چاہتے ہیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ کو نماز میں وہ کہتے سنا ہے جو ہم نے پہلے بھی آپ کو کہتے نہیں سنا اور ہم

عَدَّ اللَّهُ رَابِلِيْسَ جَاءَ بِكُفَّابٍ مِّنْ  
تَّامِرٍ يَّبْجَعَلُهُ فِي وَجْهِ فَقُلْتُ اَعُوذُ  
بِاللَّهِ مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ  
اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامِتَةِ فَلَمْ  
يَسْتَاخِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ ارْدَتْ اَنْ  
اُخْذَهُ وَاللّٰهُ كُوْلاً دَعَوْهُ اَخِيْنََا  
سُلَيْمَانَ لَا صَبِيحَ مُوْتِفَا يَلْعَبُ بِهِ  
وَلَدَانُ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ -

نہا کہد کہ اگر آپ نے صبح تک کہ یہ یہ ہے آپ نے  
فرمایا اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک ٹکڑی کے یاد تاکہ  
اس صبح سے منہ میں ڈالے تو میں نے تین بار عرض کیا اللہ تک  
کہا بھروسے کے کہ میں تجھ پر اللہ کی لعنت کرتا ہوں کل اور  
پوری لعنت۔ یہ الفاظ بھی تین بار کہے مگر وہ بچے نہ ہٹا۔  
اور وہ نہ ہوا۔ پھر میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ اللہ  
کی قسم اگر مجھ سے بھائی سلیمان کی دعا نہ ہوتی تو لوگ اسے  
بکڑا ہوا مکتے کے کمال دینے کے پچھے اس کے کھیل رہے

بھڑکتے (دعا مفسر)

۱۔ صراح میں ہے کہ شہاب آگ کے انگارے کو کہتے ہیں۔  
۲۔ جواب نے خیانت کو مسخر کرنے اور ان پر اپنا تعریف کرنے کے لیے آگئی تھی۔ اس کی شروع حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ  
کی حدیث میں فضل اہل کے آخر میں گزر چکی ہے مگر اس حدیث میں عزیر بن ابی سلمہ کا لفظ آیا ہے اور اس حدیث میں ابلیس کا نام  
آیا ہے۔ علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا خیانت پر تعریف اور انہیں مسخر کرنے کے لیے آگئی تھی۔ ابلیس کو  
مسخر کرنے کے لیے نہ تھی۔ اس کا جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ جب ابلیس جن کی صورت میں تشکل ہو کر ہوا تھا اس وقت حضرت  
سلیمان علیہ السلام کا تعریف اس پر بھی ہوتا تھا جس طرح کہ دوسرے خیانت پر ہوا تھا۔ یہ کہ یہاں حضرت آدم علیہ السلام والا  
شیطان مراد ہو بلکہ کوئی اور سرکش جن مراد ہو۔ اور ابلیس سے اس کے نفی معنی مراد ہوں۔ یعنی ابلیس بھی مراد ہوا ہے  
نا امید ہونا مراد ہو۔

حضرت تابع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت  
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے  
سے کہ میں نے نماز پڑھ کر اچھا آپ نے اسے اللہ تعالیٰ  
کہا اس نے سلام (و علیکم السلام) سے جواب دیا تو میں نے  
بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس لکھ کر لیا کہ میں نے  
جہنم میں سے کسی کو کوئی سلام کہے اور وہ نماز میں  
سے جواب نہ دے بلکہ ہاتھ کے اشارے سے کرے  
(ملک)

۹۴۶ عَنْ تَاوِغٍ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ  
ابْنَ عُمَرَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يُصَلِّي  
فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ الرَّجُلُ كَلَامًا فَوَجَّهَ  
اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَمَّا  
رَاَ اَسْلَمَ عَلَى اَحَدِكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي  
فَلَا يَتَكَلَّمُ وَلَا يُشِيرُ بِيَدِهِ -  
(دعا مالک)

لہذا یہاں کو شہادت کہ یہاں

## بَابُ الشَّهَادَةِ

## بھونے کا باب

بعض نسخوں میں باب مسجد مسجد آیا ہے۔ مسجد کا معنی ہے آدمی جس کام میں مصروف ہو اسے بھولنا اس سے غافل اور بے خبر ہو جانا اور دنیا کا کسی اور طرف متوجہ ہونا۔ واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان اقوال میں مسجد نہ بیان کا طاری ہونا جائز نہیں جو شرعی احکام کے اخبار و ابلاغ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور آپ کے افعال میں ہونے میں اختلاف ہے۔ اہل حق کے نزدیک مختار ہے کہ ان میں ہونا حق ہو یا ناجائز ہے۔ کیونکہ صحیح احادیث اس میں طاری ہیں۔ لہذا ناچار اس کا قائل ہونا پڑتا ہے اور اس کے جواز میں کوئی غلط و عیب بھی نہیں۔ بلکہ آپ کا مسجد حکمت کو متضمن ہوتا ہے حقیقت میں آپ کا ہوا امت پر اکمال نعمت اور ان سے لے دین کی تکمیل کا موجب ہے تاکہ امت آپ کی اقتداء و اتباع کے شرف سے مشرف ہو۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا اِنَّمَا اُنْسَى لَانَسْنِ یعنی میں اکیسے میرے بھائیوں تاکہ وہ فعل بھی میری سنت قرار پائے اور اگر چہ آپ کی سنت آپ کے قول و امر سے بھی موجود ہو جاتی ہے۔ مثلاً آپ لوں نمازوں پر شخص نماز میں بھول جائے اس پر مسجد ہو واجب ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد واقع ہونا اور فعل مسجد کا شروع ہونا آپ کے شرف اقتداء کے حصول کو مستلزم و متضمن ہے (خوب سمجھ لو) مسجد کا ذکر تین جگہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں بھی مسجد بیان لاحق ہوا وہ کسی مقام خاص میں اشتغال و اشتغاف کی بنا پر ہوا ہے کہ عقول انسانی کے ہاتھ اس مقام کے دائرہ ادراک کو چھونے سے قاصر و کوتاہ ہیں۔

## پہلی فصل

## الفصل الأول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم میں سے ایک آدمی جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پاس شیطان آتا ہے اور اسے شک و شبہ میں ڈالتا ہے یہاں تک کہ وہ نماز میں نہیں جاتا کہ اس نے کتنی رکعت پڑھی ہیں جب تم میں کوئی یہ حالت و کیفیت پائے تو چاہیے کہ بیٹھ جائے دو سجود کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْتِي أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي حَبَاءَ لَا الشَّيْطَانُ فَيَلْبِسَ حَتَّى لَا يَذْهَبَ كَمْ صَلَّى فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدَكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)



۱۷ اس کا مصدر یعنی ہے ملا کہ پیش، ادباً مانگے۔ جس کا مطلب ہے کسی پر اس کا اہتمام و تکریم و تکریم کی کو  
روشنی سے ظاہر کیا۔ یعنی شہادہ غیر شہادہ دونوں طرح مروج ہے لہذا شہادہ اور تکریم کا فائدہ دینی ہے۔

۱۸ واضح ہو کہ اس حدیث میں شک کا مصدر بیان کیا گیا ہے اور محکم و ہر میں فرق یہ ہے کہ ہر میں ایک جانب کا  
یقین ہوتا ہے اور شک میں تردید ہوتا ہے کہ اس طرح ہر ایک طرف علم کے کہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی شک میں  
نہیں پڑے کیونکہ شک ایسے کے مشابہ ڈالنے سے ہوتا ہے۔ ان آپ علیہما سلام اور دوسرے عالم کا طوطا تردید ہونے  
کے باعث سہو و خیال میں پڑ جاتے تھے اور شک کا بھی وہی حکم ہے کہ اس میں بھی تردید ہونے کے لئے پڑتے  
ہیں اس کا مفصل بیان آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔

۹۳۹ وَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ أَبِي  
سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَقَّ أَحَدُكُمْ  
فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا  
وَأَرْبَعًا فَلْيَطْرِحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ  
عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ  
قَبْلَ أَنْ يُسَلَّمَ فَإِنْ كَانَ صَلَّى غَيْرَ  
شَقْعٍ لَمْ صَلَاتُهُ وَإِنْ كَانَ صَلَّى  
تَمَامًا لِأَرْبَعٍ كَانَتْ أَرْبَعًا لَلْثَلَاثِ  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ رَوَاهُ مَا لِيْطُ  
عَنْ عَطَاءٍ مُّوَسَّلًا وَ رَوَاهُ  
شَفْعًا بِحَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ابراہیم  
سے روایت فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک  
آئے اور نہ دیکھ سکے کہ کتنی رکعت پڑھی ہے  
تو اگر شک ہو کہ تین رکعت پڑھی ہے یا چار  
تو چار رکعت کے لئے چار رکعت پڑھ کر رکعت  
پڑھ کر رکعت پڑھ کر رکعت پڑھ کر رکعت پڑھ کر  
رکعت پڑھ کر رکعت پڑھ کر رکعت پڑھ کر رکعت پڑھ کر  
رکعت پڑھ کر رکعت پڑھ کر رکعت پڑھ کر رکعت پڑھ کر

اسم شریف اللہ اکبر سے روایت ہے کہ حضور ابراہیم  
نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک  
آئے اور نہ دیکھ سکے کہ کتنی رکعت پڑھی ہے  
تو اگر شک ہو کہ تین رکعت پڑھی ہے یا چار  
تو چار رکعت کے لئے چار رکعت پڑھ کر رکعت  
پڑھ کر رکعت پڑھ کر رکعت پڑھ کر رکعت پڑھ کر  
رکعت پڑھ کر رکعت پڑھ کر رکعت پڑھ کر رکعت پڑھ کر

۱۹ آپ تابعی ثقہ اور مشہور شخصیت ہیں حضرت میسر بن رضی اللہ عنہما کے انوار کے ساتھ احادیث کا بیان کیا ہے۔

۲۰ یعنی اس رکعت کو شمار نہ کرے جس میں اسے شک لاحق ہو گیا ہے۔

۲۱ یعنی شک کی صورت میں کم تعداد پر بنا کر یعنی تین اور چار رکعت میں شک ہو تو تین پر بنا کر ہے۔

۲۲ جیسا کہ سجدہ ہمو کا دستور و طریقہ ہے۔

۲۳ بخاری کی روایت میں یہ قید نہیں ہے۔ یہیں سے آئمہ میں یہ اختلاف واقع ہوا ہے کہ سجدہ ہمو سلام سے پہلے

کرے یا سلام کے بعد جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں تفصیل سے ہم یہ مسئلہ بیان کریں گے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اہل آخرہ سے دو مسجدوں کا ٹائڈ بیان فرمایا۔

۱۔ یعنی اگر شک تین اور چار رکعت میں ہوا اور باتین پر کی اور واقع میں چار رکعت تھیں جب اس نے ایک رکعت اور پڑھی تو واقع میں پانچ رکعت ہو گئیں۔ تو یہ دو مسجد سے ان پانچ کو چھ رکعت کر دیں گے کہ یہ دو مسجد نمازی کے لیے ایک پوری رکعت کا درجہ رکھتے ہیں۔

۲۔ اور اگر تین پر بنا کر کے چار پڑھی کرنے کے لیے ایک رکعت اور پڑھی تاکہ چار پوری ہو جائیں اور واقع میں اس نے تین ہی پڑھی تھیں تو اس طرح چار رکعت پوری ہو گئیں تو یہ دو مسجد سے شیطان کو ذلیل کرنے اور اس کی ناک خاک آلودہ کرنے کے لیے ہوں گے۔ یعنی اگرچہ اس صورت میں ہر دو مسجدوں کی ضرورت نہ تھی۔ جیسا کہ صورت اول میں پانچ کو چھ رکعت بنانے کی ضرورت تھی۔ مگر اس صورت میں بھی یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ شیطان ذلیل ہوتا ہے کیونکہ اس نے چاہا تھا کہ نماز کو شک میں ڈالے اور اس کی عبادت خراب کرے لیکن جب نمازی نے اور مسجد سے کیے اور عبادت میں اضافہ کیا تو یہ چیز شیطان کی ذلت کا باعث ہو گئی۔

۳۔ اس حدیث کو مسلم نے من عطاء بن ریحان ابی سعید خدری روایت کیا اور امام مالک نے عطاء بن لیث سے بطریق ارسال روایت کیا۔ اور حضرت ابو سعید خدری کا ذکر کیا۔ متعدد کتاب میں ارسال کا معنی بیان ہو گیا ہے۔

۴۔ یعنی مالک کی ایک روایت میں بجائے شفع کہ صلواتی کہ جیسا کہ مسلم میں مذکور ہوا اس طرح واقع ہوا ہے شفعاً بجائے صلواتی یعنی ان پانچ رکعت کو ان دو مسجدوں کے ساتھ شفع بنائے۔ جیسا کہ اس کی درجہ گذشتہ بیان میں مذکور ہوئی۔

دلیل ہر دو کتاب حدیث کا ظاہر اس میں ہے کہ شک کی صورت میں اقل پر بنا کرے۔ کہ اس کا یقین ہے اور تحری یعنی ظن غالب پر عمل کرے۔ مجہور امام کا مذہب یہی ہے۔ اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم کے نزدیک شک کی صورت میں نماز دوبارہ پڑھے۔ اس مقام پر امام ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر شک پہلی بار لاحق ہوا ہو یعنی شک میں پڑنے کا عادی نہ ہوا ہو تو تحری یعنی ظن غالب پر عمل کرے۔ ظن غالب ہے اگر ایک جہت کی یا زیادتی کی متعین ہو جائے تو اس پر عمل کرے۔ اور ظن غالب حاصل نہ ہو تو کم پر بنا کرے اور مسجد بھوکے کیونکہ ظن غالب پر بنا کرنا شرع میں مقرر قاعدہ اور دستور ہے جیسا کہ قبلہ وغیرہ کے تعین میں اس کا اعتبار ہے۔ اور بخاری و مسلم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو شک لاحق ہو تو درست پہلو کے لیے تحری کرے اور اس کے مطابق نماز مکمل کرے۔ علامہ شنی نے اس حدیث کو شرح جامع الاصول میں لٹائی کی حدیث سے تحری صواب میں نقل کیا اور امام محمد نے اپنے عوطا میں کہا۔ کہ ظن غالب کی تحری میں بہت سے آثار آئے ہیں اور کہا اگر اس طرح نہ کیا جائے تو مسجد اور شک سے



پوری کرے اور ثانیہ رحمہ اللہ تھامے چڑھ کر رکعت کے قائل نہیں ہیں۔ لہذا وہ چوٹی سے اقل مقدار کا اعتبار کرنا مروی ہے اور فقہائے متقدم رحمہم اللہ تھامے کے نزدیک پانچ رکعت ادا کرنے کی صورت میں تفصیل ہے۔ چنانچہ اگر قعدہ اخیرہ بھول گیا اور پانچ رکعت کے لیے اٹھ کھڑا ہو یا پانچویں کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے واپس لوٹ آئے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو اس کے فرض باطل اور پانچویں رکعت لغو ہو جائے گی اور اگر قعدہ اخیرہ کر کے اٹھا تھا اور سلام سے پہلے پانچویں کے لیے اٹھ کھڑا اگر پانچویں کا بھی قعدہ نہیں کیا تو واپس قعدہ کی طرف لوٹ آئے اور اگر پانچویں کا سجدہ کر لیا تو فرض مکمل ہو گئے۔ پھر اس کے ساتھ چھٹی رکعت اور ملا کر چھ پوری کرے اور اس صورت میں سجدہ ہو کر ناستحسین ہے کیونکہ سلام رہ گیا تھا حدیث کا ظاہر اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹی رکعت ساتھ نہ ملائی اور صرف سجدہ ہو کر اکتفا کیا۔ جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔ اس کا جواب شرح (عربی) میں دے دیا گیا ہے۔ (یہ مقام غور ہے)

حضرت ابن شہین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی دو نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی۔ ابن شہین کہتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ نماز بتائی تھی لیکن میں وہ بھول گیا۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہمیں دو رکعت پڑھائیں۔ پھر سلام پھیر دیا پھر مسجد میں پڑی ہوئی کلامی کی طرف تشریف لے گئے اور اس پر ٹیک لگا لی گریا غصے میں تھے اور اپنا دامن ہاتھ بائیں پر رکھا اور اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں اور دایاں رخسار مبارک بائیں ہاتھ کی تھیلی پر رکھا اور قوم کے جلد باز لوگ مسجد کے دروازوں سے یہ کہتے ہوئے نکلے کہ نماز کم ہو گئی اور قوم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ لیکن انہوں نے کلام کرنے سے خوف کیا۔ اور قوم میں ایک صاحب تھے جن کے ساتھ کچھ بیٹے تھے۔ انہیں ہاتھوں والا کہا جاتا تھا۔ وہ بوسے یا رسول اللہ آپ بھول گئے یا نماز

۹۵۱ وَ عَنِ ابْنِ شُهَيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَهُ صَلَوَاتُ الْعَالَمِينَ قَالَ ابْنُ شُهَيْنَ قَدْ سَكَنَّا هَـ أَبُوهُ هُرَيْرَةَ وَلَكِنْ قَسَمْتُ أَنَا قَالَ فَصَلَّى بِنَا ثَمَّ مَعْتَمِرِينَ ثُمَّ سَلَّمَ فَنَقَامَ إِلَى خَشْبَةٍ مَعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَأَتَانَا عَلَيْهِمَا حَتَاكَمَا غَضَبَكُمَا وَ دَخَعَمَ يَدَاكَ الْيَمِينُ حَتَّى الْيُسْرَى وَ شَبَكَ بَيْنَ أَمْثَابِهِمَا وَ دَخَعَمَ خَدَّ الْأَيْمَنِ عَلَى ظَهْرِ ثَوْبِ الْيُسْرَى وَ خَرَجَتْ مَنَاخَانِ الْقَوْمِ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَتَنَالُوا هُرَيْرَةَ فَصَلُّوا وَ فِي الْقَوْمِ الْيَهُودُ عَلَى مَسْجِدِهِمْ فَتَنَالُوا أَن يُكَلِّمُوا وَ فِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طَوْلٌ يُكْتَالُ لَهُ كَدَالِيَتَيْنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

کم ہو گئی تھی ان میں سے جو لاہور میں تھے انہوں نے پھر فرمایا کیا ایسا  
ہی ہے جیسا فقہ الیہین کہتے ہیں لوگ نے کہا ہاں  
تو آپ آگے بڑھے اور چھوٹی کھڑکی کے پاس پہنچے  
سلام پیرا پھر کھیر کی اور سجود کے برابر یا کچھ دیر  
سجدہ کیا۔ پھر سر اٹھایا اور کھیر لے کر لوگوں نے اس  
سے پوچھا کہ پیر سلام بھی پیر تو آپ کسے کہے  
کہ مجھے خبر ملی کہ عمران بن حصین نے کہا۔ پیر  
سلام پیر۔

(اسلم بخاری)

یہ لفظ بخاری کے ہیں۔ اور ان دونوں کی  
دوسری جگہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا کہ جو سلام پیر کرے اس کی  
یہ نماز اس میں سے کر لی جاتی ہے اور اگر اس نے  
نہ کرے تو اس کی نماز اس میں سے کر لی جاتی ہے۔

ترجمہ: یہ لفظ بخاری کے ہیں۔ اور ان دونوں کی

دوسری جگہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ جو سلام پیر کرے اس کی

یہ نماز اس میں سے کر لی جاتی ہے اور اگر اس نے

نہ کرے تو اس کی نماز اس میں سے کر لی جاتی ہے۔

ترجمہ: یہ لفظ بخاری کے ہیں۔ اور ان دونوں کی

اَنْبِئَتْ اَمْ قُصِرَتْ الصَّلَاةُ فَقَالَ  
لَمْ اَنْسَ وَ لَمْ تَقْصُرْ فَقَالَ اَحْكَمَا  
يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ  
فَصَلَّى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَكَرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَ  
سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ اَوْ اطْوَلَ ثُمَّ  
رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ  
مِثْلَ سُجُودِهِ اَوْ اطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ  
رَأْسَهُ وَكَبَّرَ قَرِيبًا سَاكُوهُ ثُمَّ سَكَرَ  
فَيَقُولُ بُنِيتُ اَنْ عِمَّانَ بْنِ حَصِيْنٍ  
قَالَ ثُمَّ سَكَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ  
لِلْبُخَارِيِّ وَفِي أُخْرَى لَعَمَّا فَقَالَ  
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَدَلْ لَمْ اَنْسَ وَ لَمْ تَقْصُرْ كُلُّ  
ذَٰلِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ كَانَ  
بَعْضُ ذَٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ -

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

۱۔ حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ ان کے حالات یہ ہیں کہ وہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور وہیں ہی بچپن میں انتقال فرمایا۔

۲۔ یعنی نماز ظہر یا عصر بخشی زوال آفتاب سے غروب آفتاب تک کے وقت کو کہتے ہیں۔

۳۔ یعنی آپ کو سہو ہو گیا کہ دو رکعت پر سلام پیر دیا تیسری رکعت کے پڑھنے پر اچھے۔

۴۔ شکوۃ خریف کے بعض نسخوں میں فی السجدة لفظ نہیں ہے۔ مگر بخاری طریق میں ہے۔

۵۔ ترجمان میں امام داؤد کی دیر سے وہ لوگ جو مانے ہیں سب سے پہلے کہیں۔ یہ لفظ عراق کے ساتھ بھی آیا ہے۔

۶۔ جزم اور پیش کے ساتھ بھی بیان کیا گیا ہے۔ مراد وہ لوگ ہیں جو نماز ادا کرنے کے بعد مذکورہ مانے کے ساتھ ہی کہتے ہیں۔

عہ یعنی صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت کا مشاہدہ کرتے ہوئے کہ آپ نے دو رکعت پر سلام

بھی روایت کیا۔

۱۳۸۰ حضرت تاف کی برادر ولد کی پیش سے اس وقت کی پیش اور صاوا کی زیر سے دونوں طرح یہ لفظ مروی ہے یعنی کیا چار رکعت سے دو رکعت ہو گئی ہے۔

۱۳۸۱ یعنی حقیقت دریافت کرنے سے پہلے دونوں بزرگ ڈر گئے۔ جیسے بادشاہ کی ہیبت کے باعث لوگ اس سے ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں۔

۱۳۸۲ بعض نے کہا ان کو فدالیدین کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ دونوں ہاتھوں سے کام کرتے تھے بعض نے کہا چونکہ ان کے دو بیٹے تھے اس لیے ان کو فدالیدین کہتے تھے مگر حدیث کا معنی مخرج ہے کہ ان کو فدالیدین کہنے کی وجہ یہ تھی کہ ان کے ہاتھ لیے تھے ان کا نام میر بن عبد ربیع اور کنیت ابو محمد تھی بعض نے کہا ان کا نام مبارک خرباق تھا (خاکی دریسے) بعض کہتے ہیں۔ خرباق کسی دوسرے شخص کا نام ہے جسے ذوالشمالین کہتے تھے بعض کہتے ہیں خرباق، فدالیدین اور ذوالشمالین کے علاوہ کوئی تیسرا شخص ہے اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔ واللہ اعلم

۱۳۸۳ یعنی دو رکعت جو رہ گئی تھیں۔

۱۳۸۴ شاہ سید کا دیرازی، کوتاہی سے معذرت طلبت تھی کے مشاہدہ اور خدا تعالیٰ کی تقدیر اور اس کے حکم کے نفاذ کی بنا پر تھی۔ اللہ علامہ کلام یہ کہ آپ نے یہ کہے دو جگہ سے کیے۔

۱۳۸۵ یعنی مذکورہ صحت میں حضرت ابن عمر بن کے اس حدیث روایت کرنے کے بعد کئی بار لوگوں نے ان سے استفہام کے طور پر دریافت کیا۔

۱۳۸۶ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سلم کے الفاظ بھی کہے تھے یعنی سہو کے دو جگہ سے سلام سے پہلے کے

یا بعض

۱۳۸۷ یعنی مجھے تاویل اور تفسیر کا کئی ہے کہ حدیث میں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ ثم سلم یعنی اس لفظ کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے میں محض نہیں کہتا۔ لیکن مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ عمران بن حصین نے بھی یہ روایت کی ہے اپنی حدیث میں ثم سلم کا لفظ بیان کیا ہے اور میں نے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ثم سلم کا لفظ بیان کیا، حضرت عمران بن حصین کی حدیث کا لفظ ہے جو میں نے یہاں درج کیا ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ حدیث کے بعد بھی تشہد ہوتا ہے۔ کہا نہیں ہوتا اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے کہ فرمایا میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ اس میں تشہد پڑھا جائے اور فصل ثانی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تشہد کا ذکر آ رہا ہے۔

۱۳۸۸ واضح ہو کہ شارحین حدیث نے اس حدیث کے معنی کے بیان میں کافی لمبی گفتگو کی ہے۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے





کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب آپ نماز پڑھ چکے  
اور لوگ آپ کے سلام کا انتظار کرنے لگے تو آپ نے  
بیٹھے ہوئے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے  
کیے پھر آپ نے سلام پھیرا۔ (بخاری و مسلم)

تَسْلِيمًا كَثْرًا وَهُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ  
سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ سَلَامَهُ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اسے بخیرہ البکری شیش عادی کہ بہار یا ساکن کے ساتھ۔ یہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ماں کا نام ہے۔ جیسا کہ مشہور ہے  
ان کے باپ کا نام مالک بن بعض اسناد میں عبداللہ بن مالک بن بحیرہ آیا ہے۔ مالک کی تنوین اور ابن کا الف ثابت  
رکھنے کے ساتھ تاکہ مالک کی صفت قرار نہ پائے۔ آپ صحابی ہیں۔ جنی عبدالطلب کے حلیف ہیں۔ اور مولفہ القلوب سے  
ہیں۔ حضرت مولوی رحمہ اللہ عنہ کے زمانہ امارت میں فوت ہوئے۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھی اور  
آپ بھول گئے تو آپ نے دو سجدے کیے پھر تشهد پڑھا  
اس کے بعد سلام پھیرا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا  
یہ حدیث حسن و زیب ہے۔

وَعَنْ حُرَّائِ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
صَلَّى رَمَحًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ  
فَكَرَّرَتْهُمَا ثُمَّ سَلَّمَ  
(نَدَائِمُ التَّوَمِيدِ)

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ ان کے حالات دوسرے مقامات میں تحریر ہو چکے ہیں۔  
اس حدیث میں سجدہ کی جگہ کی تعیین نہیں کی۔ البتہ تشهد کا ذکر کیا اور دوسری احادیث میں تشهد کا ذکر نہیں آیا یہ  
حدیث اعلیٰ کے مذہب کے موافق ہے۔ امام احمد کا مذہب بھی یہی ہے۔ نیز بعض مالکیہ اور شافعیہ بھی اسی پر ہیں۔ پھر  
اس میں اختلاف ہے کہ وہ دو سجدے اور دو نماز آخری تشهد میں پڑھی جاتی ہے۔ اس تشهد میں بھی پڑھے جو سجدہ سہو سے  
پہلے ہوئے۔ یہاں تشهد میں جو سجدہ ہوئے بعد ہوتا ہے۔ حضرت امام کوفی جو حنفیہ میں سے ہیں، آپ مذہب دوسرا  
قول ہے۔ یہاں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بعض فقہوں میں ہے کہ درست یہ ہے کہ پہلے تشهد میں دو سجدے پڑھے  
پھر تشهد پڑھی جائے۔ شیخ ابن امام رحمہ اللہ نے کہا کہ امام طحاوی کا قول زیادہ استیاد پر مبنی ہے جیسا کہ طاوہی  
تافہان میں ہے۔

اسے نیز جو اس کا لفظی تشهد کا اضافہ بیان کرنے یا دوسرے راویوں کی مخالفت کرنے میں مقرب ہے۔ حالانکہ وہ تعداد  
میں زیادہ ہیں اور ملاحظہ حدیث بھی میں ملاحظہ حکم نے کیا یہ حدیث یحییٰ بن (بخاری و مسلم) کی شرط کے مطابق بالکل صحیح حدیث ہے۔



مگر بیہقی دا بن عبد البر وغیرہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔  
 ۵۵۴ وَ عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 إِذَا قَامَ الْإِمَامُ فِي التَّكْبِيرَيْنِ  
 فَإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ تَسْتَوِيَ مَسَاجِدُنَا  
 فَلْيَجْلِسْ وَإِنْ اسْتَوِيَ قَائِمًا فَلَا  
 يَجْلِسْ وَ يَسْجُدُ سَجْدَتِي السَّعُودِ -  
 (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب  
 امام دو رکعتوں پر اٹھ کھڑا ہو گا اس سے پہلے اٹھ کھڑے ہونے  
 سے قبل یاد آ جائے تو بیٹھ جائے اور اگر سوجھ  
 کھڑا ہو چکا ہو تو پھر نہ بیٹھے اور اگر سوجھ کر بیٹھ  
 کرے۔

(ابوداؤد و ابن ماجہ)

۱۔ اے اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ سجدہ ہو نہ کرے اور ہاں میں کہہا کہ بعض نے کہا تاخیر واقع ہو جانے کا دوسرے  
 سجدہ ہو کرے مگر صحیح تر بات یہ ہے کہ نہ کرے۔

۲۔ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ سجدہ ہو کر نہ کرنے میں اختیار پورے کھڑے ہوئے اور نہ ہونے  
 کا ہے۔ اخاف کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ اگر ابھی بیٹھنے کے زیادہ قریب ہے تو اب اسے اٹھ کر بیٹھ جائے اور اگر  
 قیام کے زیادہ قریب ہو چکا ہے تو واپس نہ لوٹے اور بیٹھے پھر میں یہ قریب ہونے کے تفسیر میں اختلاف ہے بعض نے  
 کہا اگر کرسی نیچے کا نصف حصہ قیام کے لیے سوجھ ہو گیا ہے تو یہ قیام کے زیادہ قریب ہے اور اگر نیچے کا نصف قریب  
 ہے بعض نے کہا اگر سرین اور ذرا اوپر اٹھا لیے ہیں تو قیام کے زیادہ قریب ہو چکا ہے نہ بیٹھنے کے زیادہ قریب ہے۔ اور  
 بعض نے کہا زانو اٹھا لینے کا اعتبار ہے شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے کہا بلکہ قریب کا اعتبار امام یا کسی سے قریب ہے نہ  
 روایت کی بنا پر ہے جسے مشائخ بخارانے اختیار کیا ہے مگر ظاہر مذہب یہ ہے کہ اگر کسی نے سوجھ کر بیٹھ کر قریب  
 نہیں ہوا تو واپس لوٹ جائے یہی قول صحیح تر ہے۔

## الفصل الثالث

۵۵۵ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَصِينٍ أَنَّ  
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 صَلَّى الْعَصْرَ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثٍ دَعَّاهُ  
 ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ فَقَامَ رَأْسُ رَجُلٍ  
 يُقَالُ لَهُ الْخَرَبَانُ وَ كَانَ فِي يَدَيْهِ

## تیسری فصل

حضرت عمر بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
 جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی  
 اور تین رکعت پڑھا پھر وہ پھر اٹھ کر بیٹھ کر قریب  
 سے گئے تو ایک شخص سے فرمایا کہ تیری اور میں کے  
 ہاتھ دوسرے لیے تھے اللہ کر آپ کے پاس یا کھڑا ہوا

قَالَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ كَرِهَ  
مَنْبِعُهُ فَنُجِرَ غَضَبُكَ بِمَجْرِي دَعَا  
حَتَّى أَتَعَى إِلَى الثَّانِي فَقَالَ أَصَدَقَ  
هَذَا قَالُوا نَعَمْ فَصَلَّى رُكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ  
ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ  
(دَوَاءُ مُسْلَم)

اور کیا یا رسول اللہ اس نے آپ کو یہ فعل یاد دلایا تو آپ  
میں سے اپنی چادر مبارک کھینچتے ہوئے باہر تشریف لائے  
تا انکہ لوگوں تک آپ پہنچے اور فرمایا کیا یہ آدمی سچ کہتا ہے  
لوگوں نے کہا ہاں۔ تو آپ نے ایک رکعت اور پڑھی  
پھر آپ نے سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے۔ پھر سلام  
پھیرا۔ (مسلم)

۱۵ تحقیق یہ ہے کہ یہ صاحب دہی حضرت ذوالیدین محالی ہیں جن کا گذشتہ ذکر ہوا جیسا کہ شرح شیخ میں مذکور ہے  
۱۶ یعنی تین رکعت پر سلام پھیر دینا یا بدلایا۔

۱۷ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس سہو کا سبب کیا تھا۔ نیز اس غصے اور اضطراب کی کیا وجہ تھی۔ واللہ اعلم بالسرائرہ۔  
۱۸ یعنی وہ رکعت چودہ گئی تھی اور جس سے سہو ہو گیا تھا۔

۱۹ پر شیعہ وہ نہ رہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی اس حدیث اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی گذشتہ  
حدیث کے درمیان مطر سے مخالفت ہے ایک یہ کہ وہاں دو رکعت پر سلام کا ذکر ہے اور یہاں تین رکعت پر سلام  
پہنچنے کا ذکر ہے نیز اس حدیث میں کہا کہ آپ نے مسجد میں پڑھی ہوئی ایک کڑی پڑھ کر لگایا یہاں فرماتے ہیں کہ آپ  
اپنے دولت کو میں تشریف لے گئے۔

دوسری وجہ کے بارے میں تو ممکن ہے کہ دونوں باتوں کا وقوع ہوا ہو مگر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک بات کا ذکر کیا  
اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے دوسرے کا ذکر کیا مگر وجہ اولیٰ میں مخالفت دہر کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ اسی  
بنامہ علامہ نے کتاب میں یہ دو الگ الگ واقعات بیان کر کے بیان کرنے والے حضرت ذوالیدین  
رضی اللہ عنہ ہیں۔ واللہ اعلم۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
فرماتے سنا کہ جس نے اس طرح نماز پڑھی کہ اسے  
رکعات معینہ کے کم ہونے کا شک ہو تو وہ اتنی  
رکعت مزید پڑھے کہ اسے رکعات کے زیادہ ہونے  
کا شک پڑنے لگے۔ (احمد)

۹۹۱ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ  
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى صَلَاةً  
يَشْكُ فِي الثَّمَانِينَ فَلْيُصَلِّ حَتَّى  
يَشْكُ فِي الزِّيَادَةِ -

(دَوَاءُ أَحْمَد)

۱۵ جیسے چار رکعت والی نماز میں شک پڑ جائے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار رکعت۔

۵۲ یعنی کم مقدار پر بنا کر سے چنانچہ صورت مذکور میں تین رکعت قرار دے۔ پس ایک رکعت اور ادا کرے۔ یہاں تک کہ اسے شک پڑے کہ چار رکعت ہو گئی ہیں یا پانچ۔ اس احتمال کی بنا پر کہ نفس الاموری چاند رکعت ہوں اور یہ پانچوں رکعت ہو یہی معنی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک کا کہ اتنی رکعت زیادہ پڑھے کہ مقررہ مقدار سے زیادہ پڑھ جانے کا خشک جو واضح ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چند مقامات پر سہو واقع ہوا ہے۔ اول تعدد ادائی میں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن حمزہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہوا دوم آخری دو رکعت میں جیسا کہ حضرت ذوالعیین کی حدیث میں واقع ہوا سوم آخری ایک رکعت میں جیسا کہ حضرت خریاق کی حدیث میں آیا۔ چہارم پانچویں رکعت بٹھادیئے میں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے۔ آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس پر قیاس کرتے ہوئے کہلے ہیں کہ تلاویٰ اگر تبارک کے واجبات میں سے کسی واجب کو بھول کر چھوڑ دے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ مگر صاحب ظواہر سجدہ کرنے میں صرف انہیں مقامات پر کفایت کرتے ہیں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سہو کیا ان کے علاوہ کسی اور جگہ بھرتے کی صورت میں سجدہ نہیں کرتے۔

یہاں دوسری بات جو ذہن میں رکھنے کے لائق ہے۔ یہ ہے کہ ان احادیث سے جو ال باب میں وارد ہوئی ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سہو سلام سے پہلے کیا ہے اور بعض مقامات میں سلام کے بعد ظاہر یہ ہے کہ آپ نے کبھی اس طرح کیا اور کبھی اس طرح۔ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ لیکن اگر کلمہ کے بعد جب وقت میں امام قیامی ہو اور اگر ہر جگہ سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنے کے قائل ہیں۔ اور ان احادیث کو جو سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنے سے یہی حاصل ہو گیا ہے۔ راجح قرار دیتے ہیں بلکہ وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جہاں حدیث بعد سلام میں وارد ہوئی ہیں وہ مستحب اور رکعت میں مذکور ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنے کے لئے کوئی دلیل دینی باقی نہیں رہتا۔

اس کے برعکس امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ ہر جگہ بعد سلام سجدہ سہو کرنے کے قائل ہیں۔ یہ وہی حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سجدہ سہو کرتے تھے۔ مگر یہ حضرت عبداللہ بن حمزہ رضی اللہ عنہ سے بعد سلام بھی وارد ہے۔ جیسا کہ شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے ذکر کیا۔ اسی طرح ابو داؤد، ابن ماجہ، احمد اور عبدالرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتُمْ سَجِدُوا بَعْدَ كُلِّ صَلَاةٍ یعنی ہر سجدہ کے بعد سلام دو رکعت میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قول فعل سے زیادہ قوی ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ میں یہ امر ثابت ہو چکا ہے۔ علامہ شافعی رحمۃ اللہ نے کہا کہ یہ قول صحیح کی ایک جماعت سے منقول ہے۔ جیسے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہم۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جہاں سجدہ سہو نقصان کی تلافی کے لئے دو رکعتیں سجدہ سہو سلام سے پہلے ہو گئی اور جہاں زیادتی کا بنا پر سجدہ سہو لازم آئے وہاں سلام پھیرنے کے بعد کیا جائے اور اگر نقصان اور زیادتی کی دونوں

صورتیں جمع ہو جائیں تو اس صورت میں قبل سلام سجدہ سہو کیا جائے۔ مرنی اور الوثر جو ائمہ شافعیہ میں سے ہیں، اسی قول پر ہیں۔ امام ابن عبد البر نے کہا کہ امام مالک کا قول نظر نقل کے موافق ہے۔ کیونکہ نقص اور کمی کی صورت میں نقصان کی تلافی مقصود ہوتی ہے۔ اس لیے چاہیے کہ سجدہ سہو اصل نماز میں داخل ہو اور نہ یاد دہی کی صورت میں ایسی کو ذیل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ گمان کی یہ بات عملی نظر سے اور امام احمد رحمۃ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ہر وہ جگہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام سے پہلے سجدہ سہو کیا ہے وہاں سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنا چاہیے اور جہاں سلام کے بعد سجدہ سہو کیا ہے وہاں سلام کے بعد سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ علماء نے کہا ہے کہ یہ قول زیادہ قوی اور درست ہے کے زیادہ قریب ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کوئی چیز مروی نہ ہوتی تو ہم کہتے کہ سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنا چاہیے۔

واضح ہو کہ یہ اختلاف جو مذکور ہوا کہ سجدہ سہو بعد سلام کیا جائے یا سلام سے پہلے، افضلیت۔ واولیت میں اختلاف ہے۔ اہل حجاز میں اختلاف نہیں۔ اس بات کی تصریح ائمہ اربعہ کی کتب میں مذکور ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ سلام ایک طرف ہے یا دونوں طرف تو قول اول امام محمد رحمۃ اللہ کا قول ہے اور فقہ الاسلام کا مختار و پسندیدہ قول بھی یہی ہے اور کہا کہ اپنے سامنے کی طرف سلام کہے اور کہا گیا ہے کہ دائیں جانب سلام کرے اور ہلایہ میں کہا کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ دونوں جانب سلام کہے۔ امام شمس رحمۃ اللہ کا مختار و پسندیدہ قول بھی یہی ہے۔ پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ سجدہ سہو کے بعد اٹھ کر نماز پڑھیں یا نہیں۔ جو مذکور ہوا وہ بعض احادیث میں مذکور ہے۔ اور اختلاف کا مذہب یہ بھی ہے جیسا کہ گذرا۔

## بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ

### قرآن کے سجدوں کا باب

واضح ہو کہ یہ اختلاف بھی امام مالک کا مسلک ہے کہ یہ سجدہ واجب ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک حدیث اور اس کا کرنا نہ کرنے سے افضل و بہتر ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمۃ اللہ کے نزدیک بھی واجب ہے اگر نماز میں ہو۔ سجدہ تلاوت کے وجوب کے دلائل وہ آیات و احادیث ہیں جو اس کے ترک کا درست میں آئی ہیں۔ نیز وہ تاکید و مبالغہ ہے جو اس کے ادا کرنے میں وارد ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ سجدہ تلاوت نماز کا جزو ہے۔ مگر تخفیف و آسانی کے لیے صرف سجدہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس بیان کے مطابق یہ سجدہ فرض ہونا چاہیے جس طرح نماز بخارہ میں قیام۔ لیکن چونکہ اس کے دلائل قطعی نہ تھے اس بنا پر اسے واجب قرار

دیا گیا اور ہم اس کی فرضیت کے قائل نہ ہوئے۔

اس بارے میں دوسرے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث کو دلیل قرار دیتے ہیں جس میں انہوں نے کہا کہ میں نے سورۃ النجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کی۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۃ تلاوت نہ کیا (حالانکہ اس میں سجدۃ تلاوت ہے) مگر اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ یہ سجدۃ علی الغرور واجب نہیں (کہ آیت کے پڑھتے ہی سجدہ کرنا ضروری ہوتا بغیر کرنا جائز نہ ہوا) دوسرا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ نہ کرنا سورۃ النجم کے ساتھ خاص ہو کہ اس سجدہ میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم۔

پھر اس سجدے کے لیے بھی بادل منو ہونا شرط ہے کہ اس شرطوں کی طرف سے اختلافات منقول نہیں صرف حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ وہ بے وضو بھی کر لیتے تھے ہاتھ اور ملازمین سے کسی نے ان کے ساتھ اس میں موافقت نہیں کی سوائے امام شعبی رحمہ اللہ کے امام شعبی کے بارے میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ راستے پر چلتے ہوئے اور بے وضو غیر قبلہ کی سمت بھی اشارہ سے سجدہ کر لیتے تھے۔ جیسا کہ شیخ (ابن جریر) نے کہا۔ سجدے میں سے بعض لوگ اس وقت گئے ہیں کہ سجدہ تلاوت سبڑھنے والے پر واجب ہے سنے دانے پر واجب نہیں ہوتا چنانچہ اگر تھکا کا بلا قصد آیت سجدہ کان میں پڑ گئی تو سجدہ واجب نہ ہوگا۔ بعض نے کہا کہ اگر پڑھتے دانے سے سجدہ کر لیا تو سجدہ واجب نہیں گریا پڑھنے والا سنے والے کے لیے اما کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ہفت امام ملک کے ہوا طریقہ کا گئی ہے۔ بعض نے کہا سجدے کا وجوب اسی صورت میں ہے کہ پڑھنے والا قصد تلاوت کرے نہ قصد سجدہ۔ قصد سجدہ کے لیے سجدہ تلاوت نہ کرے جس طرح قصد خوان داغ پڑھتے ہیں۔ مسلم احاف اور عموماً سجدہ کا مذہب یہ ہے کہ تلاوت پڑھنے والے اور سامع دونوں پر مطلق نماز کی شرائط کے مطابق یہ سجدہ واجب ہے۔ واللہ اعلم۔

## الفصل الاول

### بیہ فصل

۵۵۰ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّمْ وَسَجَدَ مَعَ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ۔

د رواۃ البخاری

یعنی سورۃ النجم کی آخری آیت میں۔

ملہ یعنی ان تمام جہوں اور انسانوں نے جو اس مجلس میں حاضر و موجود تھے۔ اس معنی کے مطابق یہ الفاظ ذکر یہ تاکید







قَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ  
عَاسْجُدُ فِي حَتِّ قَفَرًا وَ مِنْ  
دُورَيْتِهِ دَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ حَتَّى آتَى  
فِيهِمْ اِقْتِدَاهُ فَقَالَ يَنْبِيئُكُمْ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَتَى أَمَرَ أَنْ  
يَقْبَعُوا بِهَمٍّ

ہے کہ مجاہد نے کہا میں نے ابن عباس سے کیا میں حرة  
میں میں سجدہ کروں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ  
آیت مگر ذریعہ دَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ فَبَصَلُّمُ اَقْتِدَاهُ تک پڑھی  
پھر فرمایا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں  
سے ہیں جنہیں حکم دیا گیا ہے کہ ان کی اقتدا اور  
پیروی کریں۔

(بخاری شریف)

(رواہ البخاری)

۱۔ عزیمت کا معنی یہ ہے کہ کسی چیز کا ارادہ کرنا طراح میں ہے عزیمت کی زبردستی سے اور عزیمت ارادہ کرنا اور  
کسی چیز پر دل رکھ دینا۔ اس کے بعد ضروری اور لازم کام کے لیے استعمال ہونے لگا۔ اور فقہاء کی اصطلاح میں اس کا معنی ہے  
وہ حکم جو اپنے اصل پر قائم ہو۔

۲۔ علماء نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام پر سجدہ کرنا حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ موافقت اور ان  
کا توبہ کی قبولیت کے شکر کے طور پر تھا اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بھائی داؤد نے سجدہ  
کیا کہ ان کی توبہ قبول ہوئی۔ ہم بھی اس جگہ ان کی شکر گزاری کی خاطر سجدہ کریں گے۔

۳۔ حضرت مجاہد تابعین میں سے اور فقہاء اور قراء مکہ میں سے اور اس کے اکابر و عالم علماء میں سے ہیں۔ انہوں نے  
تین مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک سنایا تھا۔ سیکڑہم میں وفات پائی۔

۴۔ آنحضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آیت کے اس مقام تک آئے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ  
علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ آپ بھی ان کی ہدایت کی اقتدا پیروی کریں۔

۵۔ لہذا قرآن امر کے واپس لائن ہے کہ ان کی اقتدا کرے یعنی جب کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے بھی ان کی موافقت میں سجدہ کیا تو ہمیں بھی یہاں سجدہ کرنا چاہیے۔

یہاں اگر تم یہ سائل کرو کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور دیگر انبیاء سابقین کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور ان کے  
تابع ہونے کی نسبت کیونکر درست ہو سکتی ہے۔ حالانکہ آپ سب کے مقتدی، متبوع اور سب سے افضل و اکمل ہیں۔ تو  
اس کا جواب ہم یہ ہیں گے کہ یہ نسبت صرف ظاہری طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انبیاء سابقین علیہم السلام سے وجود  
عصری کے لحاظ سے آخر میں تشریف لانے کی بنا پر ہے جس طرح آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کا تابع بھی کہا  
گیا بلکہ اس بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل و اکمل ہونے کی دلیل قرار دیا گیا ہے کہ چونکہ جب آپ تمام کے تابع اور  
سب انبیاء کی ہدایت پر عمل پیرا ہوئے تو ضروری طور پر سب انبیاء کے کمالات کے جامع اور سب کی صفات کو اپنے اندر



فائل کرنے والے ہوئے اور اس بنا پر سب سے افضل و اعلیٰ قرار پائے۔ میت

خوبی و نازد کر شمر حرکات و سکنات  
 حرکت و سکنات میں خوبی اور نازد کر شمر جو تمام خیریاں جہاں میں فروزا پایا جاتا ہے وہ سب تمہارا کیے میں موجود ہے  
 علیٰ افضل الصلوات والتسلیمات آمین واکملہا۔

اور یہ حدیث سورہ میں یہ بحدۃ تلاوت واجب نہ ہونے کی حضرات شوافع کی دلیل ہے۔ اصحاب اہل امام مالک  
 اور ایک روایت کے مطابق احمد کے نزدیک واجب ہے جس طرح دوسرے باقی قرآنی سجدے واجب ہیں اور یہ حدیث  
 بھی عدم وجوب پر دلالت نہیں کرتی زیادہ سے زیادہ اس تقدس کے کہ اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کے سجدہ کی دیر بیان کی ہے  
 کہ توبہ قبول ہونے کی بنا پر آپ نے سجدہ کیا اور اپنے سجدہ کرنے کی وجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی کہ ہم نے اللہ کی قبولیت  
 توبہ کی شکر گزاری اور ان سے موافقت کرنے کے لیے کیا اور ہم ان شہیروں کا سجدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام کا اقتداء  
 میں ہے جن کی اقتداء کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور حقیقت میں تمام عبادات (افرائق و واجبات وغیرہ) سب شکر نعت و تحمید کی  
 بجا آوری اور بغیر صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں کہ یہ سجدہ ہمارے سجدوں کی سب سے بڑی بات تھی  
 یہ ہے کہ اس کا وجوب ان امور میں سے نہیں ہیں کہ ان کا اقتداء بطور تہجد و زندگی کو لازم ہے بلکہ وہ اس فکر سے سب سے قبولیت توبہ و ہدایت  
 فکر کے طور پر واجب ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔

امام احمد رحمۃ اللہ ابو بکر بن عبد اللہ بن زنی سے نقل ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے غلاب میں دیکھا کہ سیرت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 جب میں آیت سجدہ پر پہنچا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ دعوت قائم ہو اور میرے چہرے میں مسرت ہو اور میں سجدہ میں آتا ہوں اور میں نے یہ  
 قصہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں میں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کے لیے دیکھا کہ وہ  
 معلوم ہوا کہ یہ سجدہ بھی باقی سجدوں کی طرح ضروری اور اس کے کرنے کا حکم بھی ہے اور اس کے نہ کرنے کا حکم بھی ہے اور اس کے نہ کرنے کا حکم بھی ہے  
 سجدہ عزائم میں سے نہ تھا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ سجدہ کرنا سیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سجدہ کیا ہے  
 کہ اس قصہ سے پیش آنے سے قبل یہ سجدہ واجب نہ تھا۔ یہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سجدہ کیا ہے اور اس کے نہ کرنے کا حکم بھی ہے

## الْفَصْلُ الثَّانِي

### دوسری فصل

۹۲۷ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ أَقْبَرَنِي  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ  
 مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمَفْقَلِ وَفِي سُورَةِ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پندرہ سجدے میں  
 سے فرمایا تھے کہ ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سجدے میں  
 وسلم نے قرآن میں پندرہ سجدے میں سے پندرہ سجدے میں  
 سجدوں میں سے تین سجدوں میں اور دو سجدوں میں

میں ہیں

الْحَجَّ سَجْدَتَيْنِ -

(ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

رَوَاكَ أَبُو دَاوُدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ

۱۔ بعض نسخوں میں قرآنی کا لفظ آج ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پڑھائے اور بتلائے۔

۲۔ یعنی سورہ حجرات سے آخر قرآن تک کی سورتیں مفصل سورتوں کا بیان اور اس میں اختلاف کتاب الصلوٰۃ کے ابتداء میں بیان ہو چکا ہے۔ ان تین سجدوں میں سے ایک سورہ النجم میں دوسرا اذا السماء انشقت اور تیسرا سورہ اقراء باسم ربک میں ہے۔

۳۔ اور سورہ حج میں دو سجدوں کی تعلیم دی۔ ایک آیت اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُخَبِّرُ كَذِبًا فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ میں اور دوسرا آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ارْکَعُوْا سَجْدًا

ماتعجب ہو کہ تمام آئمہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآنی سجدوں کی کل تعداد چودہ ہے۔ گلام مالک سے ایک روایت میں اور امام شافعی کے قول قدیم میں مفصل سورتوں میں سجدہ نہیں ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سورہ ص کے سجدہ کے قائل ہیں اور سورہ حج کے دوسرے سجدہ کے قائل نہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ نماز کا سجدہ ہے تلاوت کا سجدہ نہیں اس قرینہ کی بنا پر کہ یہاں سجدہ کے ساتھ رکوع کا ذکر بھی ہے۔ امام شافعی اور امام احمد اس کے برعکس کہتے ہیں اور امام احمد سے ایک روایت کے مطابق قرآن پاک میں پندرہ سجدے ہیں۔ وہ اس طرح کہ ایک سورہ ص کا سجدہ اور سورہ حج کے دو سجدے جیسا کہ یہ حدیث بھی سورت حج کے دو سجدے ثابت کرتی ہے۔ اور علماء نے کہا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ضعیف ہے۔ دلیل ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی اور اس کے بعض راوی مبہول ہیں

حضرت عقیب بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ سورت حج کی فضیلت حاصل ہے کہ اس میں دو سجدے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ جس نے اس کے دو سجدے نہ کرے۔

۱۔ ابوداؤد نے روایت کیا اور ترمذی نے بھی روایت کیا اور کہا کہ یہ ایسی حدیث ہے جس کا اسناد قوی نہیں اور کتاب مصابیح میں ہے کہ جیسا کہ خراج سنتہ میں ہے۔

وَمَنْ رَمَى عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضِلْتَ سُورَةَ الْحَجِّ  
يَا فِيمَا سَجْدَتَيْنِ قَالَ نَعَمْ وَمَنْ  
لَمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَأْهُمَا  
يَعْلَمُ اَنَّهُ ذَلِيلٌ وَ التَّوْبَةُ  
قَالَ هِيََا حَدِيثٌ لَيْسَ بِاِسْنَادِهِ بِاَقْوَى  
وَفِي الْبَحَاثِ فَلَا يَقْرَأْهُمَا كَمَا فِي  
شَرْحِ السُّنَنِ

۱۷ یعنی کامل طور پر نہیں پڑھا

۱۸ اور یہ حدیث بھی ضعیف ہے جیسا کہ امام ترمذی نے خود اگلے جملے میں فرمایا ہے۔

۱۹ کیونکہ اس کے راویوں میں سے ایک راوی ابن ابی عمیر ہے اور وہ اگرچہ اگر حدیث میں سے ہے مگر ضعیف ہے۔

۲۰ یعنی مسایح میں تلاوت عموماً ضمیر تغیر کے بجائے جس کا مزج سجدہ کی دو آیتیں ہیں تلاوت عموماً ضمیر واحد کے ساتھ آیا ہے۔ جس کا مزج پوری سورت صحیح ہے اور شرح سننہ میں بھی ایسا ہی ہے۔ مسایح کے الفاظ میں زیادہ مبالغہ ہے جو دلالت کرتا ہے کہ جس نے دو سجدے نہ کیے۔ اس نے گویا پوری سورت ہی نہ پڑھی اور ترک سجدہ پوری سورت کی تلاوت کا ثواب فوت کر دیتا ہے۔

۹۱۳ وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي صَلَوةِ  
الظُّهْرِ ثَمَّ قَامَ فَرَفَعَ قَرَأَ وَآثَمًا  
قَرَأَ تَنْزِيلَ السَّجْدَةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے اور رکوع کیا تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ نے سورت کوئی سجدہ تلاوت کی ہے۔

(ابن ماجہ)

(رواہ ابو داؤد)

۱۷ یعنی کہ آپ نے سورت الم تنزیل اکتاب پڑھی ہے جس میں سجدہ کی تلاوت ہے۔ مساجد کلام علیہ السلام اور اعتقاد کرنا محض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کرنے اور رکوع کرنے کی بناء پر تھا بلکہ سجدہ کرنے کوئی اور عذر بھی نہیں ہے۔ آپ نے یہ سورت پڑھی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی سورت سے کوئی آیت صابر کے سوا نہ پڑھتے تھے۔ تاکہ وہ بھی باقی کہ آپ فلاں آیت پڑھ رہے ہیں یا بے اختیار غایت شوق و حضور کے باعث آپ سے کسی آیت کا ذکر نہ کرنا چاہتا تھا۔ باب القراءۃ میں گزارش۔

پھر اس حدیث کا ظاہر اس پر دلالت کرتا ہے کہ سجدہ کرنے اور اٹھنے کے بعد باقی سورت پڑھنے پر کبھی توجہ نہیں دیتی تھی۔ چلے گئے کہ ایسا کرنا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ باقی سورت پڑھنے کے بعد رکوع کرے۔ اور اگرچہ یہ بات اہم آتی ہے کہ پوری سورت نہ پڑھی جائے اور یہ سورت فی الجملہ جائز ہے۔ بیان سے یہ لازم نہیں آتا کہ سجدہ کے مقام میں قیام برائے رکوع اور قراءت جائز نہیں جیسا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک ایسا کرنا واجب نہیں ہے اگر ایسا کرے گا تو جائز ہے (غریب سمجھو)

۹۱۵ وَ عَنْهُ أَثَمًا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ

انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اسے پڑھتے تھے

پاک پڑھتے تھے جب سجدہ کی آیت پہنچے گزرتے تو  
تجھیر کرتے اور سجدہ کرتے اور ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ  
سجدہ کرتے۔ (البوداؤد)

عَلَيْنَا الْقُرْآنَ كَذَا أَمَرَ بِالتَّسْجُدِ  
كَبْرَ وَ سَجَدَ وَ سَجَدْنَا مَعَهُ -  
(دَعَاةُ ابْنِ دَاوُدَ)

۱۵ اس سے معلوم ہوا کہ قاری اور سامع دونوں پر سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے۔

انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں  
نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے  
سال آیت سجدہ پڑھی تو سب لوگوں نے سجدہ کیا ان میں  
سوار بھی تھے اور زمین پر سجدہ کرنے والے بھی۔  
یہاں تک کہ سوار اپنے ہاتھ پر سجدہ کرتا تھا۔

۹۶۶ وَ عَنْهُ أَنْتَ قَالَ إِنْ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَامَ  
الْفَتْحِ سَجْدَةً فَسَجَدَ النَّاسُ كُلُّهُمْ  
مِنْهُمْ الرَّاكِبُ وَ السَّاجِدُ عَلَى  
الْأَرْضِ حَتَّى أَنْ الرَّاكِبُ لَيَسْجُدُ  
عَلَى يَدَاةِ -

۱۶

(البوداؤد)

(دَعَاةُ ابْنِ دَاوُدَ)

۱۷ یہ کتاب بعض وہ حضرات جو ساری پڑھتے انہوں نے نیچے اتر کر زمین پر سجدہ کیا ہو۔ حدیث کا لفظ اس بارے میں  
صریح نہیں ہے کہ سب لوگ جو سوار تھے ان سب نے سوار کی حالت میں اپنے ہاتھوں پر سجدہ کیا ہو (اسے سمجھو)  
اور یہ واقعات واقعہ کے علاوہ ہے جو سورۃ النجم سے متعلق ہے جس میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ  
النجم پڑھی تو مسلمانوں اور کافروں سب نے سجدہ کیا جیسا کہ گزارش کیونکہ وہاں مشرکوں میں ایسا آدمی بھی تھا جس نے مٹھی میں  
خاک لی اور اسی پر سجدہ کر کے پڑا اور کہا میرے لیے یہ کافی ہے۔ نیز فتح مکہ کے دن مشرکین موجود نہ تھے۔ لہذا سورۃ  
النجم بلا تفسیر فتح مکہ سے پہلے کا ہے (غور سے کام لو)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ منتقل ہونے  
کے بعد مفصل سورتوں میں سجدہ نہیں کیا۔

۹۶۷ وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سَجَدَ  
فِي شَيْءٍ مِنْ الْكَفَقِلِ مِنْهُ شَقَلَتْ  
إِلَى الْكَفَقِلِ -

(البوداؤد)

(دَعَاةُ ابْنِ دَاوُدَ)

۱۸ یعنی اگر مدینہ منورہ کی طرف منتقل ہونے سے قبل قیام مکہ کے دوران آپ نے سجدہ کیا تھا اور سب لوگوں مسلمانوں  
کافروں اور بنی دانس نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا تھا۔  
یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے مخالف ہے جس میں دفرماتے ہیں کہ ہم لوگ پیغمبر خدا صلی اللہ





## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۹۰۳ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَالنَّبِيَّ  
 فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ قَعَهُ  
 غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا مِّنْ قُرَيْشٍ أَخَذَ كُفًا  
 مِّنْ حَصَى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ  
 وَقَالَ يَكْفِيَنِي هَذَا قَالَ عَنِ اللَّهِ  
 فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا مُّتَّفِقًا  
 عَلَيْهِ وَرَأَى الْبُخَارِيُّ فِي رِوَايَةٍ  
 وَهُوَ أَمِيَّةُ بْنُ خَلِيفٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ فاتحہ پڑھی تو اس  
 میں سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا مگر قریش  
 میں سے ایک بوڑھے شخص نے کہ اس نے ہاتھ میں لکڑیاں  
 یا مٹی لے کر اسے اپنی پیشانی پر رکھا اور کہا میرے لیے  
 یہ کافی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں ہاتھ میں  
 اس بوڑھے کو دیکھا کہ کفر کی حالت میں قتل ہوا نکلا  
 سزا اور جزا کے لیے ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ  
 کیے کہ وہ کفار میں سے تھا

۱۰۱۱ لہ اور اس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور سرکشی اختیار کر باوجودیکہ باقی سب مشرکین نے جہاں کے ساتھ تھے ہمراہ  
 ۱۰۱۲ لہ علماء فرماتے ہیں وہ مقتول امیر بن خلف تھا غفلت لام کا درجہ ہے یہ یزد و ہند کے مل جل گیا اور اس کی بجائے  
 ابی بن خلف تھا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیرت مبارک کے ساتھ اس کے دل قتل کیا یعنی کھنڈ کر کے پھینک دیا  
 عقبہ بن ربیعہ ہے۔ اور بعض ولید بن مغیرہ تک کہ بعض نے کہا کہ یہ بھی ان اہل ایمان میں سے ہے کہ ان کے ساتھ قتل ہوا  
 ہے۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ سے پہلے کا ہے کیونکہ فتح مکہ کے دن یہ کافر موجود نہ تھا

۹۰۴ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي حَت  
 وَقَالَ سَجَدَهَا دَاوُدُ تَوْبَةً وَسَجَدَهَا  
 شُكْرًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا

اور فرمایا کہ سجدہ توبہ کی ہے

اور سجدہ شکر کی ہے

(رداء النساہ)

۱۰۱۳ لہ یعنی اس واقعہ میں جہاں کے متعلق سورۃ میں کیا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آواز میں دیا کہ تم سجدہ کرو  
 میں معروف ہو گئے اس کتابی کے باعث جہاں سے صادر ہوئی تھی۔

۱۰۱۴ لہ یعنی ہم داؤد کی تربیت کی شکر گزاری کے لیے سجدہ کرتے ہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام شمس واحد کی طرح  
 ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نبی پر افاضہ نعمت گویا تمام انبیاء پر افاضہ نعمت ہوتا ہے۔ اور ہمارے



پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے لیے مشفق باپ کی طرح ہیں، اس لیے آپ ان پر نعمت یاد کر کے بہت زیادہ خوشی اور مسرت محسوس کرتے ہیں۔

## بَابُ اَوْقَاتِ النَّهْيِ ممانعت نماز کے اوقات

یعنی ان اوقات کے بیان کا باب جن میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور یہ ان تین اوقات کو بھی شامل ہے جن میں نماز پڑھنا حرام ہے یعنی طلوع و غروب آفتاب اور نصف النہار کا وقت۔ اور دو وقت اور میں کہ ان میں نماز مکروہ ہے۔ فجر اور عصر کے بعد۔ اخاف کا مذہب یہ ہے کہ مذکورہ تین اوقات میں ممانعت فرض و نفل دونوں کو شامل ہے۔ لہذا ان تین اوقات میں کوئی نماز جائز نہیں۔ نہ ادا نہ قضا۔ مگر اس دلی کی عمر کا حد نہ نماز جنازہ نہ سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ میں جب کہ ان اوقات میں حاضر ہوا کا طرح سجدہ تلاوت میں جب کہ کثرت سجدہ ان اوقات میں پڑھی جائے، ایک قول کے مطابق ادا کر لینا جائز ہے اسی طرح دیگر کے وقت میں بھی جائز ہے مگر نیت باخود کر توڑ دے اور وقت مکروہ گزرنے پر قضا کرے۔ اور اسی وقت مکروہ میں پوری کرے تو بھی ذمہ داری سے نکل آئے گا۔ مگر توڑ دینا افضل ہے۔ جیسا کہ شرح ابن الہمام میں مبسوط سے منقول ہے۔

اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان اوقات میں قضا جائز ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضا کے لیے یہ فرمایا ہے **فَيُصَلُّوا اِذَا كَانُوا فِيهَا** جب یاد آئے قضا نماز پڑھ دے اور نماز جنازہ جب حاضر ہو اور تحیۃ المسجد بھی اگر اتفاق سے مسجد میں داخل ہو جائے تو ادا کر لے۔ تاہم اگر ان اوقات میں نیت کے ارادہ سے مسجد کے اندر آئے اور پھر کہیں کہ ان اوقات میں ادا کرے تو یہ جائز نہ ہوگا کیونکہ یہ چیز اس میں داخل ہے کہ وہ کوشش اور قصد و ارادہ سے منع ہے۔ اوقات میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس کا یہ عمل حدیث کے حکم کے مطابق ممنوع ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ اسی طرح نماز کسوت بھی ان اوقات میں جائز ہے کہ وہ رکھنے سے ہو سکتا ہے کہ گرمی ہی ختم ہو جائے اور وضو کے بعد کی دو رکعتیں اصلا حرام و طواف کی دو رکعات اور سجدہ تلاوت کی آیت اگر ان دو اوقات مکروہ میں پڑھی گئی۔

بھلا خلاف کے نزدیک یہ کراہت تمام نمازیں اور گھوڑوں کو شامل ہے مگر امام شافعی اور ان حضرات کے نزدیک جو ان کے موافق ہیں کچھ کے روز نصف النہار کے وقت بھی جائز ہے۔ اور ان کے نزدیک مکہ معظمہ میں تمام اوقات میں جائز و روا ہے۔ اور امام احمد کے نزدیک طواف کی رکعتیں فجر اور عصر کے بعد جائز ہیں۔ اور نصف النہار اور طلوع و غروب آفتاب

کے وقت ادا کرنے میں ان سے وعدہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک ایک روز نماز ادا کرے گا۔  
کوشش سے نصف انہار میں نماز ادا کرتے تھے تاہم منہ کا مذہب زیادہ اختیار کرتے تھے۔  
دلیل اور حرام قرار دینے والی دلیل دونوں ایک کھمبے میں جمع ہو چکی تھیں۔  
دلیل اور حرام قرار دینے والی دلیل کو ترجیح حاصل ہوگئی۔

## الفصل الأول

### پہلی فصل

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَحَرَّى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَادْعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبْرُدَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَادْعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ وَلَا تَحْتَنُوا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ كَفْيِ الشَّيْطَانِ -

عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم في رواية عن أبيه  
رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص  
یہ ارادہ نہ کرے کہ طلع و غروب آفتاب کے وقت  
نماز پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ  
اللہ کے رسول نے فرمایا جب سورج اُٹھتا ہے تو  
نماز پڑھو اور جب سورج ڈھلے ہو تو نماز پڑھو  
آفتاب کے سورج کا غروب ہونے تک  
نماز پڑھو اور سورج اُٹھنے تک  
نماز پڑھو اور سورج اُٹھنے تک  
نماز پڑھو اور سورج اُٹھنے تک

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ تحریر کا لفظ دراصل بہتر چیز کی طلب و تلاش کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔  
یہاں بمعنی مطلق طلب و تلاش ہے اور اس کا اصل معنی بھی یہی ہے۔  
وہ اس وقت کو زیادہ بہتر اور مناسب سمجھ کر ایسی اس کا ارادہ کر رہے ہیں۔  
نماز کی ان اوقات میں بالقصد ادائیگی کو جائز قرار نہیں دیا۔ اگر اتفاقاً نماز پڑھ لی جائے تو اسے درست نہیں سمجھتے۔  
یہ کہتے ہیں کہ نبی کی حدیث سے ان اوقات میں مطلقاً نماز سے منع ہے۔  
۲۔ اس سے مراد وقت طلع ہے کیونکہ جب آفتاب افق شرق سے نکلتا ہے تو اس وقت نماز پڑھنا حرام ہے۔  
ابوہ کے شاہرہ کتاب ہے۔ قاضیوں میں کہا۔ حاجب الشمس یعنی کاسہ آفتاب سورج میں کاسہ آفتاب یعنی کاسہ آفتاب  
۳۔ یعنی تا آنکہ سورج کا ٹیکہ پوری طرح طلع کر آئے اور اگر ایک ٹیکہ کا مقابلہ نہ ہو سکے تو نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔  
بہتر ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں آ رہا ہے۔

کہ یا نماز کے وقت نماز پڑھنا کے لیے قیام و غروب آفتاب کے وقت کی ابتداء نہ کرے یعنی طلع و غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے

ہے اس عبارت کی شرح باب مواقیت الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے یہاں غروب کا ذکر نہ کیا ایک تو اختصار کے لیے دوسرے طلع و غروب پر کفایت کرتے ہوئے

حضرت عقیب بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں نماز پڑھنے سے منع فرمایا یا یہ کہ ہم ان اوقات میں اپنے مردے دفن کریں جب سورج اپنی چمک دکھائے کہ ساتھ طلع ہو رہا ہو یا غروب اور نصف النہار کے وقت یہاں تک کہ ڈھلنا شروع ہو جائے اور جب سورج غروب ہونے لگے یہاں تک کہ غروب ہو جائے

۹۴۲ وَ عَنْ عَقِيبَةَ بْنِ عَلْمٍ قَالَ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ قَطَعُ الشَّمْسُ بَارِعَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ وَ حِينَ تَقُومُ قَائِمُ الظُّلُمِ يَرْتَفِعُ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَ حِينَ تَضِيقُ الشَّمْسُ لِلْعُورِ حَتَّى تَقْرُبَ

(بخاری مسلم)

یعنی مردے دفن کرنے سے ملا نماز جنازہ ہے۔ درمیان اوقات میں دفن کرنا اور قبر میں اتارنا بالاجماع ممنوع نہیں ہے جیسے علامہ نے کتاب الامور میں اوقات میں جہاں حدیث میں مذکور ہوئے۔

۱۰۰۰ میں نے یہ کہ جب سورج کو اٹھنا ہے۔ اس سے مراد اس کا سایہ ہے یا خود آفتاب ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے اور عصر کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے

۱۰۰۱ وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَقْرُبَ الشَّمْسُ لِلْعُورِ

(بخاری مسلم)

۱۰۰۲ وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ

یعنی نماز کا حال یہ ہے کہ اگر نماز اوقات میں نماز پڑھنا کر دہ ہے حرام نہیں۔

حضرت عرو بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف

۱۰۰۳ وَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ قَالَ كَوَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



کرے۔ مگر اس کے سر کی خطائیں پانی کے ساتھ بالوں  
کے کناروں سے گر جاتی ہیں۔ پھر اپنے پاؤں دھوئے  
مگر اس کے پاؤں کی خطائیں پانی کے ساتھ پرروں سے  
گر جاتی ہیں۔ پھر اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ  
کی وہ حمد و ثنا اور بڑائی کرے جس کے وہ لائق ہے  
اور اپنا دل اللہ کے لیے خالی کر دے۔ مگر  
اپنی خطاؤں سے اس دن کی طرح پھرے گا  
جس دن اسے مال نے جنا۔

رَأْسَهُ إِلَّا حَزَنَتْ مَخَطَايَا رَأْسِهِ  
مِنْ أَطْرَافٍ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ  
يَقْبِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ الْأَخْرَتَيْنِ  
خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَسْفَلِهِ مَعَ الْمَاءِ  
فَإِنْ هُوَ قَامَ فَعَلَى نَعَمِدِ اللَّهِ وَ  
أَثْنَى عَلَيْهِ وَتَجَدَّدَ بِالذِّكْرِ هُوَ  
لَهُ أَهْلٌ وَ قَرَعُ قَلْبِهِ لِلَّهِ إِلَّا  
أُصْرَفَ مِنْ حَبِطَتِهِ كَفَيْتُهُ  
يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ -

(رقاعہ مسیلمہ)

اے عتبہ بن اوسین کی زبردستی آپ مشہور صحابی ہیں۔ آپ کے حالات شریفہ اور قصہ ابتداء اسلام کئی جگہ مذکور  
ہوئے۔

اے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس صحابی نے نماز کے وقت کے بارے میں دریافت  
کیا تھا۔

اے اہل بیت! لفظ اقصیٰ ہمزہ کی زبردستی صیغہ امر ہے مصدر اقصا سے جب کوئی شخص کسی کام کی طاقت رکھتے ہوئے  
اس سے بلا رہے ہو تو اسے نہ کرے تو اس کے لیے کہتے ہیں۔ اقصیٰ اور اگر کسی کام کے کرنے کی اس میں طاقت ہی نہ  
ہو اور اس بنا پر اسے نہ کر سکے تو اسے تقریباً کہتے ہیں یعنی اس کام کے کرنے سے تو قاصر رہا ہے اور یہاں ہمزہ نہیں آتا۔  
اولیٰ کے ہاں اس لفظ کا استعمال یوں ہی آیا ہے۔

اے عتبہ! نماز میں دیر نہ جو یا ہے اور اگر نہ ہے۔

یہ لفظ اس وقت کی نماز میں یا اقصیٰ نماز کے وقت ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ یا نمازی کے لیے اس کے نماز پڑھنے  
پر گواہی دینے کے لیے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معنی اول کے مطابق مشہودہ کی  
تائید و تکرار ہے۔ اے عتبہ! یہاں یہ مشہودہ کی تائید آیا ہے۔ یعنی اس نماز کے وقت ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ اور اس کے  
اعمال نامہ میں اس کا اجر و ثواب درج کرتے ہیں۔ اور ملائکہ کرام کتابت اعمال کے لیے بھی آتے ہیں۔

یعنی اس نیرے کا سایہ جو زمین گھاڑا جاتا ہے نیز ہر سکم اور بہت چھوٹا ہو جائے۔ جیسا کہ دوپہر کے وقت ہوتا  
ہے اور لفظ استقلال بلند ہونے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ یعنی سایہ نیرہ سے بلند ہو جائے اور زمین پر نہ پڑے

بعض روایات میں حتیٰ لیتقل مع بالظن بھی آیا ہے یعنی نیزہ کے مقابلے میں اس کا سایہ کم ہو جائے اور دونوں عبارتوں کے معنی کا مال ایک ہی ہے یا قلت اور کمی کے معنی پر محمول ہے۔

۷۸ تبصرہ کالفظ جمیم کی شدت اور تخفیف دونوں طرح روایت آئی ہے۔

۷۹ اور اس کی تفصیلت اور درجہ بیان فرمائیں۔

۸۰ وضوء وادائی زہر کے ساتھ دراصل اس عبارت میں وضوء اور طہارت کے اہتمام کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ کو چاہیے کہ وضوء کا پانی حاصل کرنے اور اس کی تیاری میں خود گوشش کرے خادم و نوکر کے ذمے نہ لگائے اس شقت اور اپنے برائی کی عبادت و خدمت میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔

۸۱ لیتقل یعنی لفظوں والی تہا کے ساتھ لفظ استنطاق میں ناک کی معافی میں مبالغہ ہے کہ چونکہ ناک شیطان کے رات لبر کرنے کی جگہ ہے۔ جیسا کہ وضوء کے باب میں گزرا۔

۸۲ یعنی نہ اور ناک کے اندر کے حصے کے گناہ اور خطائیں۔ حرکت نقطہ والی قاف اور شدت کے ساتھ خود سے یعنی اوپر سے نیچے کرنا۔ یہ لفظ جمیم اور تخفیف سے بھی مروی ہے معنی اور جان بھی بڑا۔

۸۳ گویا اس قول میں باطنی گناہوں سے اپنے آپ کو پاک کرنے کی جانب اشارہ ہے جس طرح وضوء سے ظاہری اعضا کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اگلا ارشاد کہ پتہ لیم ولہ متہ امر اس پر بالکل ٹیکہ ملتا ہے کہ جس طرح مال کے پیٹ سے نکلنے کے وقت گناہوں سے پاک ہوتا ہے اسی طرح وضوء سے ظاہری گناہ صاف ہو جاتا ہے۔

۹۶۱ وَ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ  
وَالْأُسْوَمَاءَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ  
ابْنَ الْأَزْهَرِ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ  
فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ وَسَلِّمْ  
عَنِ الْاَكْمَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ فَنَدَّ  
عَلَى عَائِشَةَ فَبَلَّغْتَهَا مَا أَرْسَلُونِي  
فَقَالَتْ سَلِّ أَمْرَ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ  
إِلَيْهِمْ فَرَدُّوْنِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ  
أَمْرَ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ  
وَالْأُسْوَمَاءَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ  
ابْنَ الْأَزْهَرِ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ  
فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ وَسَلِّمْ  
عَنِ الْاَكْمَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ فَنَدَّ  
عَلَى عَائِشَةَ فَبَلَّغْتَهَا مَا أَرْسَلُونِي  
فَقَالَتْ سَلِّ أَمْرَ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ  
إِلَيْهِمْ فَرَدُّوْنِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ  
أَمْرَ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْكُمْ وَسَلَّمَ يَنْفَعُ عَذْمًا ثُمَّ رَأَيْتُمْ  
يُعْلِيهِمَا ثُمَّ جَعَلَهُ قَائِلًا وَالْيَسْرَ  
الْجَارِيَةَ فَكُلْتُ قَوْلِي لَهُ فَكُلْتُ أَهْلَ  
سَلَمَةَ مَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُكَ تَنْفَعُ  
عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ وَأَدْنَاكَ تَعْلِيَهُمَا  
قَالَ يَا أَبَتَ إِنْ أُمِّيَّةً سَأَلْتَهُ عَنِ  
الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّهُ أَتَلَفًا  
نَاسٌ قَدْ عَنِ الْقَيْسِ فَشَعَلُونِي  
عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ  
فَهَا هَاتَانِ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اے کریم اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔

مجھے ام سلمہ کے پاس بھیجا جو حدیث عامہ کہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا  
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے منع کرتے سنا  
پھر میں نے ان کو یہ کہیں پڑھتے دیکھا پھر آپ تشریف لائے  
تو میں نے ایک رکعت کی کچھ غرض میں بھیجا اور میں نے کہہ  
دیا کہ آپ سے عرض کرنا یا رسول اللہ ام سلمہ عرض کرتی ہے  
کہ میں نے آپ کو ان دو رکعتوں سے منع کرتے سنا اور آپ کو  
یہ کہیں پڑھتے دیکھا میں نے فرمایا اسے الہام الہی کی بیٹی تو  
نے صبر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کے متعلق مجھ سے پوچھا  
ہے میرے پاس عبد القیس کے کچھ لوگ آئے تھے جنہوں  
نے ظہر کے بعد اعلیٰ دو رکعتوں سے باز رکھا یہ وہی دو  
رکعتیں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

اے کریم اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔

اے کریم اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔

اے کریم اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔  
اللہ کے رسول! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔



۵۵ کہ انہیں اس بارے میں علم ہے۔

۵۶ یہ حضرت کریم رضی اللہ عنہ کا غایت ادب اور ان کی دامانی کا مظہر ہے کہ حضرت عائشہ سے سیدھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نہ گئے کیونکہ ان حضرات نے انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تھا۔ نہ کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس لیے پہلے واپس لوٹ کر ان حضرات کے پاس نہ گئے پھر جب ان حضرات نے انہیں حضرت ام سلمہ کے پاس بھیجا تو حضرت ام سلمہ کے پاس گئے۔

۵۷ کہ صرف یہ دو رکعتیں یا مطلق کوئی بھی نماز عصر کی نماز کے بعد ادا کرنے سے منع فرمایا ہے۔  
۵۸ گویا آپ نے یہ دو رکعت مسجد میں ادا کی تھیں۔ پھر دو ٹکڑوں میں تشریف لائے یا پہلے ایک گھر کے چترے پر تھے پھر گھر میں داخل ہوئے۔

۵۹ یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو۔

۶۰ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کے جواب میں فرمایا۔

۶۱ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام سہل بن مغیرہ مخزومی ہے اور ان کی کنیت ابو امیہ تھی۔

۶۲ یعنی قبیلہ عبد القیس کے کچھ لوگوں نے اپنی احکام یکسے کے لیے مجھے دعوت رکھا۔

۶۳ یہ دو رکعتیں وہ ظہر کی بعد والی دو رکعتیں ہیں جو میں ان کو کہتا تھا۔

۶۴ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دین کی تعلیم دینا احکام ضرورت کے تابع اور احکام ضرورت کے تابع نہیں۔  
۶۵ کسا نافع نماز سے اہم اور افضل ہے۔ اگرچہ یہ نماز ملت ہو کر رہی کیوں نہ ہو۔ ان حدیث سے دوری بات ہے کہ اگر کسی وقت نماز سے متعلق نفل نماز بھی سنت ہو کہ وہ نماز نہ جائے تو اسے سنت گزرتے کے بعد ادا کر دینا بدعت ہے۔  
۶۶ شافعی حضرات کا مذہب یہی ہے۔ مگر حنفیہ کے نزدیک انہی دو رکعتوں کو ضرورت کے بعد ادا کر دینا بدعت ہے۔  
۶۷ جیسے ظہر کی پہلی چار رکعت سنت ہو کر اگر فرض نماز سے پہلے دین میں کوئی کام ہو تو اسے ادا کر دینا بدعت ہے۔  
۶۸ جائیں باقی رہی یہ بات کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر کے بعد دو رکعتیں ادا کیں تو ان کو ضرورت کے بعد ادا کر دینا بدعت ہے۔  
۶۹ پڑھیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے بعد دو رکعتیں ادا کیں تو ان کو ضرورت کے بعد ادا کر دینا بدعت ہے۔  
۷۰ کو تعلیم و ہدایت کی ضرورت کے تحت توڑ دی ہوگی۔ ان وجوہ سے ان میں حرکت نہ کرنا اور ان کو ضرورت کے بعد ادا کر دینا بدعت ہے۔  
۷۱ کے بعد توڑنے سے ان کی تصافا واجب ہو جاتی ہے (واللہ اعلم)۔

سوال۔ اگر یہ کہا جائے کہ بے شک یہ حدیث تو عمر ان پر وارد ہوئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعت سنتیں جو عصر کے بعد پڑھیں وہ دو رکعتیں عبد القیس سے ضرورت کی بنا پر ظہر کے بعد پڑھی جا سکتی تھیں۔ ان لیے انہیں عصر کے بعد پڑھا۔ مگر ان احادیث کا کیا جواب ہو گا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح البخاری میں مروی ہیں



اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو رکعتیں ہمیشہ پابندی سے پڑھی ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے اس سب قحط کے کی قسم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا سے آخرت کی طرف لئے گیا آپ نے بعد عصر کی دو رکعت کبھی ترک نہ کیں تا آنکہ آپ نے اپنے پروردگار سے ملاقات کی (ذیل سے رملت کر گئے)

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خلوت و خلوت بہر حالت میں یہ دو رکعت پڑھتے تھے کبھی ترک نہ کرتے تھے اور فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی بعد عصر میرے گھر تشریف نہ لائے مگر دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نماز پڑھنا مکروہ ہے چہرہ علماء بھی اسی پر ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو اس وقت میں نماز پڑھنے سے روکتے اور نہرا دیتے تھے۔ مگر بعد نماز عصر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دو رکعت پڑھنا بھی ثابت ہے۔ اس بارے میں علماء نے بہت گھٹو کی ہے اس کا کچھ حصہ عربی شرح (لمعات) میں مذکور ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ بعد عصر آپ کا دو رکعت پڑھنا اور پابندی سے پڑھنا آپ کے خصائص میں سے تھا اور امت کو آپ نے اس سے منع فرمایا جس طرح کہ آپ خود وصال کے روزے رکھتے تھے مگر دوسروں کو اس سے منع کرتے تھے بعض کہتے ہیں کہ آپ نے بعد عصر نماز پڑھنے سے اس لیے منع کیا کہ لوگ غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنا شروع نہ کریں۔ لہذا اگر بعد نماز عصر کوئی نماز غروب آفتاب سے پہلے پڑھی جائے تو مکروہ نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو مارنا اور نہرا دینا بھی اسی غرض سے کی بنا پر تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ نماز صبح اور نماز عصر کے بعد اس شخص کے لیے نماز پڑھنا مکروہ ہے جو طلوع وغروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے کا ارادہ کرے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے **لَا تَعْبُدُوا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبِهَا** یعنی اپنی نمازوں کے لیے طلوع اور غروب آفتاب کا وقت مقرر نہ کرو۔ جیسا کہ باب کے ابتداء میں گزارشہ چہرہ علماء اس پر ہیں کہ مذکورہ دونوں نمازوں کے بعد طلاق نماز مکروہ ہے۔

مفقول ہے کہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے چھپ کر گھر میں دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا۔ آپ لوگوں کے سامنے کیوں نہیں پڑھتے فرمایا لوگوں سے ڈر کے مار سے ظاہر یہ ہے کہ اس امام اہل کا مذہب اس بارے میں باقی لوگوں کے مذہب کے خلاف تھا اور چونکہ جمہور مسلمان نہ پڑھنے کے قائل تھے اس لیے اس امام نے نہ چاہا کہ یہ لوگوں کے خلاف ایک کام کریں۔ **وَاللَّهِ لَعَلَّہُ**

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت محمد بن ابیہیم حضرت قیس بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز

۱۶ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ

مکے کے بعد دو رکعتیں پڑھتے ہوئے رکعتوں کو فرمایا  
 مسج کے نماز و دو رکعت ہے۔ اس شخص نے  
 عرض کیا اے مسج کے دو فرضوں سے پہلے  
 کی دو رکعتیں نہ پڑھی تھیں یہی نے وہ اب  
 پڑھی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش  
 ہو گئے تھے

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا  
 يُصَلِّي بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ  
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ صَلَاةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ  
 رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي لَمْ أَكُنْ  
 صَلَّيْتُ الرُّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهَا  
 فَصَلَّيْتُهُمَا الْآنَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسے ابو داؤد نے روایت کیا اور ترمذی  
 نے اس کی مثل روایت کی ہے اور ابی داؤد  
 حدیث کا ایسا متن نقل نہیں کیا کہ محمد بن ابی  
 قیس نے عمرو سے سنا ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے  
 اور شرح السنہ اور سنن مساجد میں  
 ہے اس کی مثل روایت کیا ہے

لِقَاءِ أَبُو دَاوُدَ وَبُخَارِي  
 نَحْوَهُ وَقَالَ إِسْنَادُ هَذَا الْحَدِيثِ  
 لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ لِأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ  
 إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ قَيْسِ بْنِ  
 عَمْرٍو وَفِي شَرْحِ السُّنَنِ وَتَرْغِ  
 الْمَصَابِيحِ عَنْ قَيْسِ بْنِ قَهْطَبَةَ  
 نَحْوَهُ

۱۷ حضرت محمد بن ابی ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کم سن تھے ان میں سے ایک شخص نے ان سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

یہ یعنی کیا تو مسج کی نماز اس طرح ادا کرتا ہے کہ پہلے دو رکعت پڑھیں پھر چار رکعتیں پڑھیں اور پھر دو رکعتیں پڑھیں  
 باوجودیکہ مجھے علم ہے کہ اس نماز کے بعد کوئی نماز جائز نہیں

۱۸ یعنی میں نے فجر کی دو سنتیں نہ پڑھی تھیں۔ اس سے وہ اس پر عمل کرتا تھا

۱۹ اور اس سے منع نہ کیا بلکہ اس کے فعل کو قائم اور باقی رکھا اس سے کہ وہ فجر کی سنتیں نہ پڑھیں  
 نہ پڑھی ہوں تو فرضوں کے بعد انہیں قضا کر لیا جائے۔ امام شافعی اور امام محمد رحمہما اللہ قائل ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، امام  
 ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے نزدیک ان سنتوں کی قضا نہ فرضوں کے بعد بلکہ صبح کے وقت کے بعد  
 مگر جب کہ فجر کے فرض بھی قضا ہو گئے ہوں۔ جیسا کہ لیلۃ التحریر (غزوہ خیبر سے واپسی کی ایک روایت) میں ہے اور امام محمد  
 رحمہ اللہ نے کہا میں پسند کرتا ہوں کہ ان سنتوں کو درال سے پہلے قضا کر دیا جائے۔ (امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ ابو یوسف)

فرماتے ہیں سنتوں میں اصل دم قضا ہے کہ قضا کا مطلب ہے کہ جو نماز گناہ سے ادا ہو جائے اس میں حدیث وارد نہیں ہوئی مگر اس شکل میں کہ فرض بھی رہ جائے اور اس کے تابع سنتیں بھی قضا کی جائیں۔ لہذا اس صورت کے علاوہ باقی صورتیں اپنی اصل پر باقی رہیں گی۔ یعنی دم قضا اور محمد بن ابی ایوب رحمہ اللہ کی حدیث ضعیف ہے استدلال کی صلاحیت نہیں رکھتی اور باقی نمازوں کی سنتیں الگ قضا نہ کی جائیں گی۔ اور فرضوں کے تابع ہر ایک کی قضا میں اختلاف ہے کذا فی الہدایۃ۔ امام ترمذی نے کہا۔ علمائے کبر کی ایک جماعت حدیث قیس کے پیش نظر سنتوں کی قضا کا قائل ہے۔ وہ کہتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں کہ مرد فرضوں کے بعد طلوع آفتاب سے قبل دو سنتیں پڑھے۔ یہ علماء ایک اور حدیث بھی بیان کرتے ہیں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ من ثم یصل رکعتی الفجر فلیصل بعدہ بالطلوع الشمس۔ جس نے سنت فجر کی دو رکعت نہ پڑھی ہوں وہ طلوع آفتاب کے بعد انہیں پڑھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہی عمل مروی ہے اور اسی کے قائل ہیں سفیان ثوری، ابن المبارک، شافعی، احمد، اسحاق رحمہم اللہ اتمی۔

یعنی شرح السنۃ اور مسایح کے نسخوں میں محمد بن ابی ایوب من قیس بن قہد قاف کا زہر اور ہاساکن سے یہ حدیث مروی ہے اور ترمذی نے قیس بن عمرو اور قیس بن قہد دونوں سے روایت کیا اور کہا حفاظ حدیث کے نزدیک صحیح قیس بن عمرو ہے اور تقریب اور کشف اور ذہبی میں قیس بن عمرو کا ذکر کیا قیس بن قہد کا ذکر نہ کیا۔ بعض کتابوں میں قیس بن عمرو اور قیس بن عمرو اور قیس بن قہد دونوں کا ذکر آیا ہے اور کہا کہ دونوں حضرات بنی نجاسہ سے ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ محمد بن ابی ایوب اسی نے فجر کی دو سنتوں والی حدیث میں سے روایت کی وہ قیس بن قہد ہے۔ اور بعض نے کہا قیس بن عمرو سے۔

واللہ اعلم۔

حضرت جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
بشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد مناف  
کی اولاد نہ رو کو کسی کو بھی جو اس بیت کا طواف  
کے بعد اور طواف اور دن کی جس گھڑی میں بھی  
نماز پڑھے۔

(ترمذی۔ ابوداؤد)

(نسائی)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِي  
عَبْدِ مَنْفَاتِ لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَوَافًا  
بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى بَيْنَهُمَا سَاعَةً  
شَاعِرًا شَاءَ مِنَ اللَّيْلِ أَوْ النَّهَارِ  
تَوَافَا الزَّوْجَيْنِ وَأَبُودَاؤَدُ  
الرَّسَائِلِ

یعنی حضرت جابر بن مطعم بن عبد مناف قرشی نو علی رضی اللہ عنہ۔ آپ فتح مکہ سے پہلے خیبر کے سال  
اسلام لائے۔ معززین قریش میں سے تھے۔

۵۲ ایک روایت میں یا بنی عبدالمطلب (اسے عبدالمطلب کی اولاد کا تصور کیا ہے۔  
 ۵۳ طواف کرنے میں تو جس گھڑی میں بھی ہنظلہ طلوع وغروب اور دوسرے وقت ہنظلہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد  
 ہنظلہ کسی اور وقت میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اختلاف نماز کا کرنے میں ہے۔ امام شافعی کے نزدیک ہر نماز جائز ہے طواف  
 کی دو رکعتیں ہوں یا کوئی اور نماز اس حدیث کے ظاہر معنی کو دلیل بناتے ہیں۔ امام احمد کے نزدیک طواف کی دو رکعتیں  
 طواف کے تابع ہونے کی وجہ سے جائز ہیں۔ احادیث کے نزدیک گزراہ اوقات میں مطلق کوئی نماز جائز نہیں۔ اور کسی  
 کام کے حرم و مکروہ ہونے میں مکہ معظمہ کا حکم بھی دوسرے تمام شہروں کی طرح ہے۔ کیونکہ حدیث میں امام سے نیز اس بنا پر  
 بھی کہ حرام کرنے والی دلیل کو جائز قرار دینے والی پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہی حکم جائز  
 کو مخرج کرنے والا ہے۔ واللہ اعلم۔

۹۴۹ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ  
الْقُلُوبَةِ نِصْفِ النَّهَارِ حَتَّى تَزُولَ  
الشَّمْسُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ

(نفاہ الشافعی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کے

میان میں دوپہر کے وقت نماز پڑھنے

سے منع فرمایا۔

(مطابق)

۱۵ یہ بھی امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے جیسا کہ مذکور بالا احادیث کو دلیل بناتے ہیں۔ جو محدثین کا مذہب نہیں  
 ممانعت میں وارد احادیث مشہور احادیث ہیں۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام کے مقابلے کی ساری حدیثیں قوی ہیں۔ ایک تہائی  
 کے وقت کسی کام کو حرام قرار دینے والی حدیث جائز قرار دینے والی حدیث سے راجح اور فائق ہوتی ہے۔

۹۵۰ وَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي

قَتَادَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْقُلُوبَةَ نِصْفِ

النَّهَارِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ إِلَّا يَوْمَ

الْجُمُعَةِ وَقَالَ إِنَّ جَهَنَّمَ تُسَجَّرُ

إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ

نفاہ ابو داؤد و قال ابو الخليل

لما يلقى ابا قتادة

عن أبي الخليل عن أبي قتادة عن النبي

صلى الله عليه وسلم كره القلوب

نصف النهار حتى تزل الشمس

إلا يوم الجمعة

وقال إن جهنم تسجر

إلا يوم الجمعة

اسے ابو داؤد نے روایت کیا اور کہا ابو الخلیل

نے حضرت ابو قتادہ سے روایت نہیں کی۔

۱۵ میل نقطہ والی خاکے ساتھ آپ ثقہ تابعین سے ہیں۔ اور حضرت ابو قتادہ مشہور صحابہ میں سے ہیں۔

رضی اللہ عنہ

یعنی دوپہر کے وقت تک نماز شہادہ اور تخفیف دونوں طرح مروی ہے۔  
لہذا اس حدیث کا اسناد متصل نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت عبداللہ صلی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شکیب  
سورج طلوع ہوتا ہے اس وقت اس کے ساتھ شیطان کا سینک  
ہوتا ہے۔ جب سورج بلند ہو جاتا ہے تو شیطان  
کا سینک اس سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر جب سورج  
دوپہر کے وقت کو پہنچتا ہے تو شیطان کا سینک اس کے  
ساتھ آکر مل جاتا ہے اور جب سورج ڈھل پڑتا ہے  
تو وہ سینک اس سے الگ ہو جاتا ہے اور جب سورج  
دوبنے کے قریب ہوتا ہے تو وہ سینک اس کے ساتھ  
پھر آکر مل جاتا ہے اور جب غروب ہو جاتا ہے تو اس  
سے الگ ہو جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ مالک، احمد، نسائی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قُرْنُ الشَّيْطَانِ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ بَارَقَهَا ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا فَإِذَا نَالَتْ قَارَقَهَا فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوبِ قَارَنَهَا فَإِذَا غَرَبَتْ قَارَقَهَا وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ۔

دَعَا مَا لَكَ وَاحْمَدُ وَالْفَائِزُ

ابو حنیفہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سورج طلوع ہوتا ہے اس کے ساتھ شیطان کا سینک ہوتا ہے۔ جب سورج بلند ہو جاتا ہے تو شیطان کا سینک اس سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر جب سورج دوپہر کے وقت کو پہنچتا ہے تو شیطان کا سینک اس کے ساتھ آکر مل جاتا ہے اور جب سورج ڈھل پڑتا ہے تو وہ سینک اس سے الگ ہو جاتا ہے اور جب سورج دوبنے کے قریب ہوتا ہے تو وہ سینک اس کے ساتھ پھر آکر مل جاتا ہے اور جب غروب ہو جاتا ہے تو اس سے الگ ہو جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ مالک، احمد، نسائی

عبداللہ صلی اللہ عنہ

ابو حنیفہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سورج طلوع ہوتا ہے اس کے ساتھ شیطان کا سینک ہوتا ہے۔ جب سورج بلند ہو جاتا ہے تو شیطان کا سینک اس سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر جب سورج دوپہر کے وقت کو پہنچتا ہے تو شیطان کا سینک اس کے ساتھ آکر مل جاتا ہے اور جب سورج ڈھل پڑتا ہے تو وہ سینک اس سے الگ ہو جاتا ہے اور جب سورج دوبنے کے قریب ہوتا ہے تو وہ سینک اس کے ساتھ پھر آکر مل جاتا ہے اور جب غروب ہو جاتا ہے تو اس سے الگ ہو جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ مالک، احمد، نسائی

ابو حنیفہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سورج طلوع ہوتا ہے اس کے ساتھ شیطان کا سینک ہوتا ہے۔ جب سورج بلند ہو جاتا ہے تو شیطان کا سینک اس سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر جب سورج دوپہر کے وقت کو پہنچتا ہے تو شیطان کا سینک اس کے ساتھ آکر مل جاتا ہے اور جب سورج ڈھل پڑتا ہے تو وہ سینک اس سے الگ ہو جاتا ہے اور جب سورج دوبنے کے قریب ہوتا ہے تو وہ سینک اس کے ساتھ پھر آکر مل جاتا ہے اور جب غروب ہو جاتا ہے تو اس سے الگ ہو جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ مالک، احمد، نسائی

حضرت ابو بکر الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْغَفَارِيِّ قَالَ

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ بِالنَّخْتِ صَلَوةَ صَلَوةِ الْعَصْرِ  
فَقَالَ إِنَّ هَذَا صَلَوةٌ غُرِضَتْ عَلَى  
مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَصَبَّحُوهَا فَمَنْ  
حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ أَجْرُكَ مَرَّتَيْنِ  
وَصَلَوةٌ بَعْدَهَا حَتَّى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ  
وَالشَّاهِدُ التَّجَمُّرُ -

نواستحبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ  
نظامِ محض میں نماز عصر پڑھا کر لیا ایک یہ نماز ہے  
جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مناجات کر دیا  
جو شخص اس نماز کی مخالفت کرے گا اسے  
دوگنا اجر ملے گا۔ اور اس نماز عصر کے بعد کوئی  
نماز پڑھیں یہاں تک کہ شاہدِ ستارہ طلوع  
کر آئے بغیر یعنی ستارہ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(مسلم)

۱۴۔ لبرو بائے بے نقطہ اور صلابے نقطہ سے، غبار کی نقطہ واسطے ملین سے گزرتے۔ آپ صحابی میں ان کا ہم محل صبا  
کی پیش اور میں کی۔ بر بعض نے جیل جیم کی زبرد اور میں کی زیر کہا۔ اور ایک جماعت نے میں کی زیر کہا۔ اگر یہ وہم ہے۔  
۱۵۔ شخص میں کی پیش غافلہ والکی زبرد اور میں مفتوح مشد، آخر میں غافلہ ایک بیکر کا نام ہے۔  
۱۶۔ یعنی پہلی اتوں پر۔

۱۷۔ اور اس کا حق بجا نہ لائے اور نہ اسے پابند کا ہے پڑھا اور کا نام کیا  
۱۸۔ ایک اجر تو اس بنا پر کہ یہ ایک نیک عمل ہے اور ہر نیک عمل پر ثواب ملتا ہے۔ وہ جسے اسے پابند کا ہے  
ادا کرنے کا اجر و ثواب بخلاص پہلی اتوں کے کہ اتوں نے اسے مناجات کر دیا ہے۔  
۱۹۔ شاہد یعنی حاضر ہونے والا ستارہ کو شاہد کہا جاتا ہے کہ غزوات کے وقت اسے آنا اور ماحد  
موجود ہوتا ہے یا اس بنا پر اسے شاہد کہتے ہیں کہ یہ غزوات کے موجود ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ اور مقصود و مطلوب غروب  
آفتاب ہے۔

۹۸۳  
وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ إِذَا  
لَتَصَلُّونَ صَلَوةً لَقَدْ صَحَبْنَا رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهِمَا وَلَقَدْ نَهَى  
عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ  
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۹۸۳  
عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ إِذَا لَتَصَلُّونَ صَلَوةً لَقَدْ صَحَبْنَا رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهِمَا وَلَقَدْ نَهَى  
عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ  
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۰۔ یعنی حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما

۷۲ کیونکہ آپ یہ اور کثرت گوئی فرماتے تھے اور اس کا مطلب حدیث کرب میں بیان ہو چکا ہے۔

۹۸۲ عَنْ أَبِي فَرَاتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ لَمْ يَعْرِفَنِي فَأَنَا جُنْدُبٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلَوةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصَا حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ إِلَّا بِمَكَّةَ إِلَّا بِمَكَّةَ (رواه أحمد و ترمذی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا اور وہ کعبہ شریف کے ایک زینے پر چڑھے ہوئے تھے جس نے مجھے پہچانا اور جس نے مجھے نہیں پہچانا تو میں جذب ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں اور نہ نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک مگر مکہ میں مگر مکہ میں۔

(احمد و ترمذی)

۱۷۷ میں نے کعبہ کے ذریعے لوگ خانہ کعبہ میں داخل ہوتے تھے کہ خانہ کعبہ سطح زمین سے بلندی پر تھا۔ اور یہ زمین اور بیڑ کا اہل کل (حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ کے زمانہ میں) اکثری کی بنی ہوئی ہے اور منبر کی شکل میں ہے اور اس کے متعدد درجے اور زینے ہیں۔ اور یہ بیڑ بھی خانہ کعبہ کے دروازہ کے سامنے زمزم شریف کے پاس رکھی رہتی ہے اور نیز کی طرح اس کے دونوں طرف پائے ہیں۔ جب لوگوں کو خانہ کعبہ کے اندر سے جانا ہوتا ہے تو اسے کھینچ کر در کعبہ کے ساتھ لگا دیتے ہیں پھر لوگ اس پر چڑھ کر خانہ کعبہ کے اندر پہنچ جاتے ہیں۔ اور جب لوگ خارج ہو جاتے ہیں تو اسے کھینچ کر اپنے جگہ پر لے آتے ہیں۔ اس بات کا احتمال ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایسی ہی صورت ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی اور شکل ہو۔ واللہ اعلم۔ مگر یہ کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس پر چڑھے۔ اور فرمایا۔

۱۷۸ میں نے شخص مجھے پہچانا ہے وہ پہچانا ہے کہ میں سچا اور سچا بلکہ ہی نہاں پر لاتا ہوں کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آسمان نے کسی انسان کے سر پر سایہ نہیں کیا اور زمین نے کسی انسان کو اپنے اوپر نہیں اٹھایا جو حضرت ابوذر سے بڑھ کر

۱۷۹ میں نے اسے پہچان لیا کہ مجھے جان پہچان ہے کہ میں جذب ہوں تاکہ اسے قرار نصیب ہو اور اس کا دل مطمئن ہو جائے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں سچا ہوں۔

جندب ہم کی پیش لون ساکن پھر مال کی پیش اور نہ بر۔ یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام مبارک ہے تو یہ حضرت جندب (ابوذر) روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ الی آخر۔  
۱۸۰ یعنی تین بار مکرر فرمایا۔ بعض نسخوں میں صرف دو بار آیا ہے۔



## بَابُ الْجَمَاعَةِ وَفَضْلِهَا

### نماز باجماعت اور اس کی فضیلت

آئمہ کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ جماعت سنت ہے یا واجب یا فرض میں یا فرض کا یہ بعض نے کہا فرض میں ہے مگر کسی عذر کے باعث رہ جائے تو الگ بات ہے۔ یہ امام احمد، داؤد، عطاء اور ابو ثور کا قول ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں جو شخص اذان سے اور جماعت کے لیے نہ آئے اس کی نماز درست نہیں ہوتی یعنی آئمہ فرماتے ہیں کہ جماعت فرض کفایہ ہے۔ علامہ طیبی نے کہا امام شافعی کی ظاہر تصریحات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ جماعت فرض کفایہ ہے اکثر صحابہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ شیخ ابن الہمام نے نقل کیا ہے کہ ہمارے اکثر مشائخ اس پر ہیں کہ جماعت واجب ہے اور اسے سنت کے نام سے اس بنا پر موسوم کرتے ہیں کہ اس کے وجوب کا ثبوت سنت (حدیث) سے ہے نہ فقہ کے کتاب، بولع میں کہ جماعت سے نماز ادا کرنا ہر انسان کا قائل بالغ پر واجب ہے۔ اسے مسجد میں آنے سے عذر قرار نہ دیا جائے گا اور اگر مسجد میں جماعت نہ پائے تو پھر اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ تلاش جماعت کے لیے دوسری مسجد میں گونا گونا گونہ ہیں۔ ان کا طعن کرنا مستحب ہے اور اگر مسجد محلہ میں اکیلا ادا کرے تو بھی بہتر ہے۔ امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ مسجد کے اندر جمع کر کے باجماعت نماز ادا کرے۔ پھر اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے کہ اپنے محلے کی مسجد میں نماز ادا کرے یا کسی مسجد جامع میں اور دو جامع مسجدیں قریب ہوں تو پہلے فقیر فقیر مسجد میں جائے اور اگر وہ مسجد قریب ہو تو پھر قریب ترین جا کر نماز پڑھے اور اگر قریب تر مسجد میں نماز باجماعت ہو تو اس کے لیے مسجد اولہ اور دوسری مسجد والی مسجد سے بیکر کا آواز کان میں پڑی اگر قریب تر مسجد میں داخل ہو چکا ہے پھر ایک مسجد میں پڑھے نہ مسجد اولہ یا اگر جماعت میں شامل ہو جائے۔

اور علماء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ کسی عذر کی بنا پر جماعت ساقط ہو جاتی ہے۔ جیسے بیمار ہونا، ہاتھ پٹھ ہو جانا، بھولنا اور تکلیف ہو یا دونوں جانب فلاح گم ہو یا ہو کہ چل نہ سکتا ہو۔ یا ظلم سلطان ہو کہ کسی چھاپا ہو یا ظلم ہو ہو کہ مسجد تنگ کا راستہ ملے نہ کر سکتا ہو۔ اسی طرح نامیہ ہونا بھی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عذر ہے بعض نے کہا نامیہ ہونا سب آئمہ کے نزدیک عذر ہے۔ اسی طرح بارش، کچڑ، سختی، شدید سردی بھی قائل جماعت میں عذر ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت بھی ہے کہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کچڑ اور سختی تو میں نماز باجماعت کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا بہتر ہے کہ جماعت ترک نہ کرے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ

نے ایک حدیث روایت کی کہ عذرا بنت ابی اسحق النخعی قال قال رسول اللہ ﷺ فی الزمان یرجع ہر قوم کے کھڑے آئندہ ہونے کا اندیشہ ہو کر نماز گھر میں پڑھو گے۔

## الفصل الاول

## پہلی فصل

۹۸۵ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسِتِّينَ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجے افضل ہے۔

(بخاری و مسلم)

اے فقہا کی زبردستی کہ شد سے معنی فرد و تنہا۔ ایک روایت میں پچیس درجے کا ذکر آیا ہے۔ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اکثر روایت میں پچیس ہی آیا ہے۔ صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ستائیس کا عدد آیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اولہ میں کسی کے عدد کی وجہ ہوئی ہو۔ اس کے بعد فضل و العام کے طور پر زیادہ کر دیا گیا ہو۔ اس اختلاف کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ نماز اور نمازی کے مال کے فرق کی وجہ سے یہ اختلاف ہو۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے ستائیس درجے جہری نماز میں ہو اور انیسویں جہری نماز میں بعض نے کہا قیل (۲۵) اور کثیر (۲۷) میں کوئی منافات نہیں کیونکہ قیل کثیر کے ضمن میں موجود ہوتا ہے پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ فضیلت مسجد میں نماز باجماعت پڑھنے کے ساتھ خاص ہے یا جہاں بھی پڑھی جائے بعض نے کہا مسجد میں نماز پڑھنے کے ساتھ خاص ہے۔ بہر حال جو صورت بھی ہو اس حد کی فضیلت کی تفصیل کا علم شارع علیہ السلام کو ہی ہے۔ ان کے سوا کسی کو اس کی اطلاع نہیں ہو سکتی۔ بعض علماء نے ان اعداد سے متعلق کچھ مناسبات بھی بیان کیے ہیں۔

ابن عبد اللہ

۹۸۶ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَّ بِعَجَلٍ أَنْ يَجْعَلَ كَمَا جُعِلَ ثُمَّ أَمُرُ بِالْقِلْبَةِ فَيُؤَدَّنُ لَهَا ثُمَّ أَمُرُ رَجُلًا فَيُؤَمِّرُ النَّاسَ ثُمَّ أَخَالِفُ إِلَى رَجُلٍ وَ فِي يَدَايِهِ لَا يَشْعُدُونَ الصَّلَاةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات بزرگ و بزرگ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بیشک میں نے ارادہ کیا کہ اپنے من جمع کرنے کا حکم دلوں اور وہ جمع کر دیا جائے پھر میں نماز کے لیے اذان کہنے کا حکم دلوں اور اذان کہی جائے۔ پھر میں حکم دلوں کسی آدمی کو تودہ لوگوں کی امامت کرے۔ پھر میں ان لوگوں کے پاس آؤں

فَأَحْرَقَ عَلَيْهِمُ بُيُوتَهُمْ وَالنَّوَى  
نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ  
أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيئًا أَوْ مِرْيَاقِينَ  
حَسَنَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ -  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَإِسْلِيمُ مَعْرُوءٌ

جو ملا باجماعت میں شریک نہیں ہو سکتے۔ ایک سعادت میں بلا شہد و شہین  
المسلوۃ کی زیارت سرگیاں نہ کر سکتے ہیں۔ تو یہی جلائیوں کا ان پرانے گھرنے کو  
بچھے اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر انکا  
کوئی آدمی جان لے کہ اسے غریب بڑی شے کی یاد دہانے کے لئے یا کبری  
کے اسے پیش کرے تو وہ عشا کی غار میں ہندو راجہ ہوتا ہے پجاری

۱۷ تاکہ انہیں اچانک جائیدادوں - یا یہ معنی ہے کہ میں اس چیز کی مخالفت کروں جو میں نے خود ظاہر کی ہوئی ہے۔ یعنی نمازیوں کے ساتھ نماز قائم کرنا۔ یا یہ معنی ہے کہ نماز چھوڑ کر شر اور عذاب میں سے کے لیے ان لوگوں کے پاس جاؤں۔

۲۷ یعنی ایک روایت میں یہ نائد الفاظ الی الرجال لا یشہدون الصلوۃ غیر کما ذکرہ میں۔ اور جہاں یہ الفاظ عبادت  
حدیث میں موجود نہیں وہاں نیت میں مراد میں جیسا کہ ہم نے ترجمہ میں اسے ظاہر کر دیا ہے۔ پھر اس فقرہ کی تفصیل میں احادیث  
مختلف آئی ہیں کہ جمعہ کی نماز ہے یا احتیاء یا فجر کی نماز ہے کہ حدیث تمام مذاہب کے یہ تمام ہے۔

۳۵ یعنی مکمل طور پر ان کے گھر جلا کر راکھ کر دوں اس طرح کہ وہ خود بھی ان میں بائیں میں نہ رہیں بلکہ وہ بالحدیث اس بات کا کہ حجاز باجماعت میں حاضر نہ ہونے والوں کو قید و سزا بھی پابندی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کام کے لیے پہلے آپ کو حجاز کی امامت کے لیے پابند نہیں کرتے کسی اور کو اپنا نائب بناتے ہیں اور وقت تک جہاں سے لوگوں کو ان کے گھروں کو جلانے کے کام میں لگا دینا چاہتے ہیں۔

۳۷ عرق عین کی زبر لاساکن سے وہ ہڈی جس سے گوشت اٹایا گیا ہے یعنی لے کر عرق وہ ہڈی سے جدا کر دیا۔  
گوشت موجود ہو اور جس ہڈی پر سے گوشت اٹایا گیا ہو اسے عرق زمین کی طرف آگے ہی۔  
۳۸ مرآۃ الیم کی زیر اور زبر حقیقتیں۔ یعنی جہاں کی نظیر جس دالہ اور کہنی برس کر رہے تھے ہر دالہ کی نظیر  
کی تفسیر گوشت کے دو ٹکڑوں سے بھی کی گئی ہے۔

۷۵ یہ اس کے گھٹیابین کا بیان ہے کہ اس گھٹیابین نے جو چیز کا نام لیا اس خدا کے رحمت سے اس کے ہر گز اس  
آخرت احد و دیگر گاہ حق کے قرب کے حصول کے لیے آنے کو تیار نہیں ہوتا یہ اس کی کیسی ہے تیر کا امداد سے حق

وَعَنْهُ قَالَ آتَى الْيَتِيمَ مَلَكُ  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا أَعْمَى  
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ لَيْسَ  
لِي قَائِدٌ يَهْدِيَنِي إِلَى الْمَسْجِدِ فَكَلَّ

انہیں حضرت البربرۃ رضی اللہ عنہ سے دعا کی جس سے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس  
میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ  
بے شک واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس کوئی ایسا آدمی

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَن يُصَلِّيَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ  
 فَرَقَعَ لَهُ خَلْتَا وَحَى دَعَاهُ فَقَالَ  
 مَا تَسْمَعُ الْيَتَامَى بِالْمَسْئُورَةِ قَالَ  
 تَعْمَرُ قَالَ فَأَجَبَ -

میں جیسے مسجد میں ساتھ کے کر آئے گا میں نے رسول اللہ  
 ﷺ کے لیے کہ آپ اپنے خشت وید میں کہ  
 جو اپنے گھر ہی نماز پڑھ لیا کرتے تھے آپ نے اس سے اجازت  
 دے دی کہ جب وہ پشت پھیر کر جانے لگا تو اپنے لڑایا کیا تو نماز  
 کیلئے اذان کی آواز سنتا ہے۔ عرض کیا میں فرمایا پھر تجھے  
 اذان کا جواب دینا چاہیے۔ (مسلم)

۱۔ بعض نے کہا اس سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مروی ہے جو شاہ میر صحابہ سے ہیں جیسا کہ بعض روایات میں اس  
 کی تفسیر موجود ہے بعض نے کہا کوئی اور صاحب مروی ہیں۔  
 ۲۔ یہ یقیناً وہی شخص ہے جس نے بل و غیرہ کو گھنٹنا اور سنو کی گامنی ہے یا نور وں کو پیچھے سے ہانکنا۔  
 ۳۔ اس میں اگر نماز پڑھنے کی پابندی سے نماز کو دیں۔  
 ۴۔ اس میں نہ کہنے  
 ۵۔ ان میں کمال تاکید و مبالغہ ہے کہ اللہ کی کہ مسجد میں ضرور آنا چاہیے۔

وَأَبْنُ حَبَّابٍ أَخْبَرَنَا أَنَّهُ سَمِعَ  
 بِالْمَسْئُورَةِ فِي لَيْلَةِ ذَاتِ بَرْذٍ وَرَأَيْتُ  
 تَعْمَرَ قَالَ لَا جُنَاحَ فِيهِ إِذَا كَانَ فِي بَيْتِهِ  
 وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى بِأَمْرِ الْمَعْرُوفِ وَكَذَلِكَ  
 كَمَا كَانَ لَيْلَتِي ذَاتِ بَرْذٍ قَدْ مَطَّحَ  
 بِكَفِّهِ الْإِسْلَامَ فِي الْحَالِ -

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک  
 مروی اور ہوا کہ زبیر میں نماز کے لیے اذان کی گئی تھی پھر  
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لو کہ گاہ بہ گاہ اور جان لو کہ  
 نماز پڑھ کر میں ہی پڑھ لو پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما  
 نے کہا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ کو سلام مروی اور بارش  
 کی بات میں ہونے کو حکم دیتے تھے کہ وہ آواز دے کر کہے  
 لو کہ اپنی نماز میں گھروں میں ہی پڑھ لو۔  
 (بخاری و مسلم)

۱۔ اذان کی جگہ میں کہ یہ زیادہ شائع ہے اور مال کی درودوں میں طرح مروی ہے یہی روایت کے مطابق  
 ۲۔ جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان کے نزدیک نماز کے لیے اذان کی گئی۔ در مروی روایت کے مطابق  
 ۳۔ جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان کے لیے اذان کی گئی۔ اور بخاری کی عبارت سے بھی  
 یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان کے لیے اذان کی گئی تھی۔  
 ۴۔ یہ رُحل کا معنی ہے مرد اور اس کے سامان وغیرہ کی جگہ۔ اس لفظ کا زیادہ تر اطلاق استعمال اس چیز کے لیے



لہ بعض نفسی الامور کے ساتھ ہے۔

۱۰۔ کیونکہ حالت وضو کے یہ نفل و نقصان کا موجب اور دل کے متشرع کا باعث ہے۔ اور اگر وقت تنگ ہو کر کمانے یا قضا کے حاجت میں صرف ہونے سے نماز کا وقت گزر جائے گا تو پھر پٹے نماز پڑھے اسے طبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا۔

۹۹۔ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقِمْتَ الصَّلَاةَ فَلَا صَلَوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ - (نَدَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اقامت شروع ہو جائے تو پھر فرض نماز کے سوا کوئی نماز نہیں ہے۔ (مسلم)

۱۰۔ خواہ نفل نماز شروع کر چکے ہوں۔ خواہ بیٹھے ہوئے ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی سنتیں بھی جب تکیر شروع ہو جائے تو چھوڑ دی جائیں اور امام کی موافقت کی جائے اور جماعت میں شامل ہو جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی کے قائل ہیں۔ ماحضت کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ اگر یہ جاتا ہو کہ سنت پڑھ کر ایک رکعت فرضوں کی مل جائے گی تو پہلے سنت پڑھے پھر فرضوں کی شامل ہو لیکن یہ سنتیں مسجد کے دروازے میں ادا کرے صوفیہ کے اندر کھڑے ہو کر ادا کرے تاکہ وہ نماز فیصلتیں (سنتیں فرض ادا کرنے کی) اسے حاصل ہو جائیں۔ ان اگر فرض نماز نہ پڑھنے کی امید نہ ہو تو پھر سنتیں چھوڑ کر جماعت سے مل جائے کہ جماعت کا موجب یہ ہے اور شیخ ابن ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا اگر امام کے ساتھ تشہد میں بھی مل جائے کی امید ہو تو سنت پڑھ جائے بعض نے کہا تشہد میں شامل ہو جانا امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک رکعت پڑھ لینے کے حکم میں ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک رکعت کا اختیار نہ ہو گا جیسا کہ نماز جمعہ میں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نقیبہ اسماعیل زابد رحمہ اللہ سے جو منقول ہے کہ چاہیے کہ فجر کی سنتیں شروع کرے پھر جماعت میں شمولیت کی نیت سے توڑ دے۔ ایسا کرنے سے جماعت میں شامل ہو جائے گی اور ان کی قضا واجب ہو جائے گی تو بعد ازاں اسے فرض ان کا قضا کرنا جائز ہو جائے گا۔ اگر امام فرض نماز نے ایسا کرنے کی تردید کی ہے کہ یہ عبادت کو فاسد اور باطل کرنے کے ارادہ سے شروع کر رہا ہو تو یہ سنت ہے۔ اگر پھر بعد میں ادا کر لینے کے ارادے سے ہی ہے اور فساد کو دور کرنا صحت کے حصول سے مقصد ہے۔

مسلم ہونا چاہیے کہ حرم شریف میں خلیفہ کے لیے یا بتکوا و انشاء چار نمازوں میں لازم ہو چکی ہے اور شافعیہ پر نماز مغرب میں کہ شافعی صلوٰۃ کو فساد کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور احادیث سنتوں میں مشغول ہوتے ہیں۔ یا بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے نزدیک نماز قضا ہو گیا ہے تو وہ امام کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور بعض امام کے ساتھ نفل نماز ادا کرتے ہیں۔ اور بعض شافعی حضرات کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ مگر صنفی کی شافعی کی اقتدا میں نماز ادا کرنے میں کلام ہے۔ کاتب مروت

حضرت شیخ عبدالحق قدس (سوا) بھی اس مقام شریف (رحم شریف) میں اقامت کے دوران ان کے شاگردوں میں سے ایک نے فرمایا کہ میں نے فرمایا کہ کبھی اس پر اور کبھی اس پر چل کر تھکا۔ میرے اس عمل کی شکایت حضرت شیخ (رحم شریف) نے فرمائی کہ اگر تیرے اندر میں اس کی کوئی ترابری نہ فرمایا اس سے میں مذہب نہ ہوں اور اپنے مذہب پر قائم و مستقیم رہیں۔ شیخ بزرگ سے یہ بھی متقلب ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم سے پہلے علماء جو کچھ طے کر گئے اور ترتیب و قاعدہ بیان کر گئے ہیں۔ اس کے مطابق پانا اور کار بند رہنا چاہیے۔ اور وحدت و اتحاد کو ہاتھ سے نہ جائی دین علماء بشر بدلتے ہیں جو وہ طے کر گئے ہیں پھر پھر شیخ رحمہ اللہ کے فرمان کے مطابق طریقہ میں نے اپنا لیا اور مذہب جانا گیا۔

۹۹۲ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ أَسْتَأْذِنْتُ أَمْرًا أَنْ يَخْرُجَ الْحَبَشَةُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعُكَ رُفُفٌ عَلَيْكَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی مسجد میں جانے کی اجازت طلب کرے تو اسے نہ روکے۔

اس مسجد میں جانے اور نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے جو کوئی حکم دے گا وہ اس کے لئے لازم ہے۔ جیسے دیکھنے سے شہر بنیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص نماز میں جہاں سے چار سو سال قبل میں مورتوں کے لئے نماز باجماعت کرنے کا حکم دے گا تو وہ اس کا اجر سے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا اس کے لئے یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شخص اس میں احکام شریعت کے شہرت پاتا ہے تو اسے اس کے لئے شہرت میں اس کے لئے یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شخص اس کے حال کے زیادہ مناسب ہے۔

۹۹۳ وَعَنْ ذِي ثَيْبٍ أَمْرًا أَنْ يَخْرُجَ الْحَبَشَةُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعُكَ رُفُفٌ عَلَيْكَ

ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رَأَيْتُ أَسْتَأْذِنْتُ أَمْرًا أَنْ يَخْرُجَ الْحَبَشَةُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعُكَ رُفُفٌ عَلَيْكَ

حضرت ذی ثیب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس میں احکام شریعت کے شہرت پاتا ہے تو اسے اس کے لئے شہرت میں اس کے لئے یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شخص اس کے حال کے زیادہ مناسب ہے۔

اسے آپ صحابی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں ان سے ان کے خاوند حضرت ابو سعید خدری حضرت ابو بکر صدیق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کی ہیں۔



۱۰۰ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا  
أُمَرَاءُ أَصَابَتْ كُفُورًا فَلَا تَشْعُرُوا  
مَعَنَا الْهَيْشَاءَ الْآخِرَةَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت  
خوشبو ڈالے تو اس سے اپنے جسم کو بچا لے کہ وہ نماز  
مشا کے لیے ہمارے پاس نہ آئے۔

(رقاء مہملہ)

(مسلم)

اے تجر باک پیش خاکی جزم بمعنی ملی ہوئی خوشبو کا دھواں لینا۔ اور باکی زبرد سے وہ چیز جو جلائی جاتی ہے پھر اس کا دھواں  
کپڑوں اور بدن کے لیے مائل کیا جاتا ہے جیسے عود اور منبر وغیرہ۔ یہاں مشا اور مشا مراد ہے آخرہ کی قید  
اس لیے ہے کہ بعض دفعہ نماز میں مشا کا اطلاق کر دیتے ہیں۔ پھر خاص مشا کی تخصیص اس لیے کی کہ یہ اندھیرے اور  
تاریکی کا وقت ہوتا ہے اس میں وقوع قنہ زیادہ اور نزدیک تر ہوتا ہے۔ اس لیے تخصیص نہیں کی کہ یہ چیز وقت مشا  
میں ہی منحصر ہے۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

۱۰۱ عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا  
تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمْ الْمَسَاجِدَ وَ  
يَوْمَهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ -

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو اپنی عورتوں کو  
مسجدوں میں آنے سے نہ روکو اور ان کے گھر ان  
کے لیے بہتر ہیں۔

(رقاء ابو داؤد)

(ابوداؤد)

اے اگر عورتیں نماز کے لیے آجائیں تو انہیں نہ روکو۔ لیکن اگر وہ اپنے گھروں میں نماز پڑھیں تو بہتر ہے اور ان  
کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں۔

۱۰۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
صَلَاةُ الْمَسْجِدِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ  
صَلَاةِهَا فِي حُجْرَتِهَا وَصَلَاةُهَا فِي  
مَنْدَحِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي  
بَيْتِهَا -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کا اپنے گھر میں  
نماز پڑھنا اس کے حجرہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے  
اور اس کا اپنے سامان خانہ میں نماز پڑھنا اس کے  
گھر میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

(رقاء ابو داؤد)

(ابوداؤد)

۱۵ حجرہ یعنی کونا۔ اور چھوٹا کمرہ۔ یہاں اس کی تعمیر گھر کے محکمے کی گئی ہے۔ زین الحرب سے مشعل سے کہ حجرہ سے مراد مکان کی وہ طرف ہوتی ہے جس طرف مکان کے دروازے کھلتے ہیں۔ اس کا مطلب بھی وہی بتایا ہے یعنی کمرہ کا محکمہ۔  
 ۱۶ حجرہ ریم کی زیر اور زبر کبھی پیش بھی پڑھتے ہیں۔ اور دال کی زبر۔ یعنی مکان کا وہ کچلا کمرہ جس میں قیمتی سامان رکھا جاتا ہے۔ مدع سے مشتق ہے بمعنی چھپا کر رکھنا۔ یعنی محلات جس قدر زیادہ پردے کی جگہ نماز پڑھے۔ زیادہ مذہب اور بہتر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے اپنے محبوب پاک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ اس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی جو مسجد میں آنے کے لیے خوشبو لگائے جب تک کہ وہ خابت والا غسل نہ کر لے۔

والہو داؤد احمد بن حنبل نے اس کی مثل روایت کی۔

۹۹۷ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَقْبَلُ صَلَاةُ امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ حَتَّى تَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ  
 رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ ترمذی وَ أَحْمَدُ وَ النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ۔

۱۷ جب حاکم زیر پاکی شد سے بمعنی محبوب۔

۱۸ اس سے مقصود بدن سے خوشبو کا دھونا ہے۔ اور غسل بجا کر نہانے سے تعبیر کرنے میں اس طرف اختلاف ہے کہ خوشبو لگا کر مسجد میں آنا جب قوت شہوانی کو ابھارے اور تیز کرے تو وہ جناح کی طرح ہے۔ لہذا یہ اس کی تعمیر و بنا سے کی گئی ہے اور علامہ طبری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ اس وقت ہے جب کہ سارے بدن کو خوشبو لگا کر بدن سے خوشبو کا حصہ پر خوشبو لگائی ہو تو پھر اس حصے کو ہوئے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عورت نے عین زانیہ لگا کر نماز پڑھی تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

اور ابو داؤد احمد بن حنبل نے اس کی مثل روایت کی۔

۹۹۸ وَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَإِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا اسْتَغْفَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَ كَذَا يَعْنِي زَانِيَةٌ  
 رَوَاهُ الترمذی وَ ابْنُ دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ۔

۱۹ یعنی ہر وہ آنکھ جو نظر بد اور شہوت سے بیگانی عورت یا بیگم نے مرد کو دیکھے وہ زنا کرنے والی ہے۔

۳۷ جس میں مردوں اور وہ عورت یہ خواہش کرے کہ مرد اس کی طرف نگاہ نہ کرے دیکھیں۔  
۳۸ یعنی نہ کرنے والی ہے۔

۹۹۹ وَ عَنْ أَبِي بَنِی كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ  
بَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
تَوَمَّأَ الْمُتَّبِعُ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ  
أَشَاهِدُ فُلَانٌ قَالُوا لَا قَالَ أَشَاهِدُ  
فُلَانٌ قَالُوا لَا قَالَ إِنْ هَاتَيْنِ  
الْقَبْلَتَيْنِ أَتَيْتُمُ الْقَبْلَتَيْنِ عَلَى  
الْمُتَابِعِينَ وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا  
لَا تَمَسُّهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا عَلَى التَّكْبِ  
وَ إِنْ الْقَبَّتِ الْآذِلَ عَلَى وَثِلٍ صَفِ  
الْمَلُوكِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فِيهِمَا  
لَا تَقْدَرُ تَمُوتُهُ وَإِنْ صَلَاةَ الرَّجُلِ  
مَعَ الرَّجُلِ آذَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ  
وَصَلَاةَ مَعَ الرَّجُلَيْنِ آذَى مِنْ  
صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ وَهَا هَكَذَا  
فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ -

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے ساتھ  
نماز پڑھی جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا کیا ظاہر شخص  
حاضر ہے۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں پھر فرمایا ظاہر آدمی موجود  
ہے لوگوں نے کہا نہیں۔ فرمایا بیشک یہ وہ نمازیں (مخبر و مخفی)  
مناعتین پر سب نمازوں سے جاری ہیں اور اگر تمہیں علم  
ہو جاتا کہ ان کے ادا کرنے میں اس قدر اجر و ثواب  
ہے تو ان کے لیے اپنے زانوئیں پر چل کر آتے اور  
بیشک صف اول ملائکہ کی صف کی طرح ہے اگر تمہیں  
اسکی فضیلت و شان کا پتہ چل جاتا تو تم اس کے پانے  
کے لیے جلدی کرتے اور بیشک مرد کی نماز مرد کیساتھ  
زیادہ افضل و پاکیزہ ہے اس کے اکیلے نماز پڑھنے سے  
اور دو آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھنا اس کے ایک  
آدمی کے ساتھ مل کر پڑھنے سے افضل ہے اور جتنی  
جماعت زیادہ ہوگی اتنی ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ  
محبوب ہوگی۔ (ابوداؤد، نسائی)

وَعَنْ أَبِي دَاوُدَ وَالْحَسَنِ

۳۹ یعنی صحیح اور مثال نماز اور مثال کو صبح کے ساتھ ذکر کرنا یا تو قرینہ مال کی بنا پر ہے یا لوگوں کو یہ سے شاکہ بارے  
میں علم تھا کہ منافقین ان کے بھی تاک میں۔ اور اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وہ دو آدمی نفاق میں مشغور تھے۔ واللہ اعلم۔  
۴۰ یعنی ان دو نمازوں کو ادا کرنے کے لیے گرتے اٹھتے مقرر ہوتے۔ بخبر کا معنی ہے ہاتھوں اور سر پرانوں کے  
بل لاسرے کرنا بعض نے کہا اس کا معنی ہے شکم اور سر پرانوں کے بل چلنا۔ مراد اس سے جو کا معنی ہے پچھے پھرتوں  
کے بل چلنا۔

۴۱ یعنی فضیلت و شرف میں ان ملائکہ کی صف کی طرح ہے جو کبریا کے الہی کی درگاہ میں کھڑے ہوتے ہیں۔  
۴۲ اسی سے پانے اور اس تک پہنچنے کے لیے دوڑ کر آتے۔



حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب نماز کی تکبیر کہی جا رہی ہو اور تم میں کوئی آدمی قضا کی حاجت کی ضرورت محسوس کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے قضا کی حاجت سے فارغ ہو۔

(ترمذی، مالک، ابوداؤد)

(النسائی)

۱۷۔ آپ صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے سال اسلام لائے۔ آپ کا تب دمی تھے اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کے بھی کا تب تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بلا اجرت و تنخواہ بیت المال کی تولیت کی ذمہ داری پوری کرتے رہے پھر آپ نے اس ذمہ داری سے استعفاء دیا۔

۱۸۔ یعنی بول و براز کے لیے طہارت خانہ میں جانے کی ضرورت محسوس کرتا ہو تاکہ اس سے فراغت حاصل کرے۔

۱۹۔ یعنی اگرچہ اس ضرورت کے لیے جہالت ہی چھوڑنی پڑے۔ کیونکہ طہارت کا معاملہ اور اس کی تکمیل اہم اور مقدم ہے

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین کام ایسے

ہیں کہ ان کا کرنا کسی کے لیے حلال و جائز نہیں۔ وہ

آدمی لوگوں کی امامت نہ کرے جب دعا کرے تو صرف

اپنی ذات کے لیے دعا کرے لوگوں کے لیے دعا نہ

کرے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو خیانت کا مرتکب ہوگا اور

کسی کے گھر میں بلا اجازت نہ دیکھے اگر ایسا کرے گا تو

ان سے خیانت کرے گا اور نماز نہ پڑھے جب کہ اس نے

بول و براز روک کر رکھا ہوا ہو۔ بلکہ پہلے اس سے فارغ ہو

اور اپنے آپ کو ہلکا کرے۔ اسے ابوداؤد نے روایت

کیا اور ترمذی نے اس کی مثل روایت کیا۔

۲۰۔ یعنی صیغہ واحد سے دعا کیا کرے۔ جو صرف اس کے لیے اپنے ساتھ خاص ہو اور جمع کا صیغہ استعمال نہ کرے

جو سب کو شامل ہو۔

۱۰۲۔ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَ وَجَدَ أَحَدُكُمْ الْخَلَاءَ فَلْيَسْبُدْ بِالْخَلَاءِ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ رَوَى مَالِكٌ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ۔

۱۰۳۔ وَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَفْعَلَهُنَّ لَا يُؤْمِنُ رَجُلٌ قَوْمًا فَيُخْفِ نَفْسَهُ بِالْدُّعَاءِ دَوْلَهُمْ فَإِنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَ لَا يَنْظُرُ فِي قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْذِنَ فَإِنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَ لَا يُصَلِّي وَ هُوَ حَتِنٌ حَتَّى يَتَخَفَّتْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ لِلتِّرْمِذِيِّ نَحْوُهُ۔

۱۷۷۳ حقن نون سے۔ یعنی بل رک کھانا۔ اس کے حکم کو رکب یا غا لے کر رکھنے والا۔ اسی کے لیے یہ لفظ مقب بالے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے یا کسی اور کام کی خاطر نماز میں دیر نہ کرو۔

۱۷۷۴ وَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُؤَخِّرُوا الصَّلَاةَ لِطَعَامٍ وَلَا لِغَيْرِهِ (رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ)

(شرح السنۃ)

اے علامہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس حالت پر محمول ہے جب کہ نماز کا وقت جا رہا ہو یا اس پر محمول ہے کہ کھانا سامنے نہ آیا ہو بلکہ سامنے آنے کے قریب ہو اور گذشتہ حدیث میں جو گزرا وہ کھانا سامنے آ جانے پر محمول ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ بھی دراصل کھانا لانے سے متعلق ہے یعنی نماز کے وقت کھانا سامنے نہ لایا جائے تاکہ ادا نیکی نماز میں تاخیر کا سبب نہ بنے۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۱۷۷۵ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَّا مُتَافِقٌ قَدْ عُلِمَ تَوَاقُّدُ أَوْ مَرِيضٌ إِنْ كَانَ الْمَرِيضُ كَيْفَ يُشَى بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَأْتِيَ الصَّلَاةَ وَقَالَ إِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمَ سُنَّ الْغَدَى وَإِنْ مِنْ سُنَنِ الْغَدَى الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَدَّنُ فِيهِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ مَنْ سَرَّ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيَحَافِظْ عَلَى هَذِهِ الصَّلَوَاتِ الْغَنَسِ حَيْثُ يُنَادِي بِهِنَّ فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِيَتَّبِعَكُمْ سُنَّ الْغَدَى وَرَأَيْنَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک اور مسجد میں اس بات کو جانتے ہوئے کھانا سامنے لے کر بیٹھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے یا کسی اور کام کی خاطر نماز میں دیر نہ کرو۔ اسی کے لیے یہ لفظ مقب بالے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فَمَا بَيِّنْتُكُمْ كَمَا  
يُمَيِّنُ هَذَا الْمُسْكَتُ بِحُجَّتِهِ  
لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ قُلْتُمْ  
سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَفُضِّلْتُمْ وَمَا مِنْ  
رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحِينَ الطُّفُورَ ثُمَّ  
يَعُودُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ  
إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُهَا  
حَسَنَةً وَرَفَعَهَا بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ  
عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةٌ وَلَقَدْ دَايَمْنَا وَمَا  
يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعَكُمْ  
الْإِنْفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَفُ  
بِهِ مَخَاضٍ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَقًّا يَقَامُ فِي  
الْقَبْرِ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

بات باوض مسرت ہر کہ وہ کل خدا تعالیٰ سے اسلام کی حالت میں ملاقات کرتے  
تو اسے چاہیے کہ ان پانچ نمازوں کی حفاظت کرے جہاں بھی  
انکے لیے اذان دی جاتی ہو کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم کو سنن صدی اٹھائی ہیں اور انکے راستے پر چلایا  
ہے اور ان پانچ نمازوں کی حفاظت سنن صدی میں سے ہے  
اگر تم لوگ اپنے گروں میں ہی نماز پڑھو گے جس طرح کہ یہ  
منافق اپنے گروں میں ہی نماز پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی کی سنت  
کے تارک بن جاؤ گے اور اگر تم لوگ اپنے نبی کی سنت ترک  
کر دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور نہیں ہے کوئی آدمی جو طہارت  
کرتا ہے اور اچھی طہارت کرتا ہے پھر ان مساجد میں سے کسی  
مسجد کو جاتا ہے گرا اللہ تعالیٰ اس کیسے ہر قدم پر جو وہ اٹھاتا  
ہے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا درجہ بلند  
کرتا اور اس کی برکت سے اس کی برائی اور گناہ اور سبب  
کو اس کا علم تھا کہ اس نماز سے پیچھے نہیں رہتا اگر منافق جس کا نفاق  
سب کو معلوم تھا بیشک (بیاد) آدمی کو لایا جاتا تھا دو آدمیوں کے  
ساتھ جھوٹے ہوئے بیان تک کہ اسے صف میں لاکر کھڑا  
کیا جاتا تھا۔ (مسلم)

۱۔ یعنی جس کے منافق ہو چکی تھیں اور جس کا نفاق ظاہر ہو چکا ہو تا تھا اور جس کا نفاق ابھی پوشیدہ ہی ہوتا  
تھا وہی نماز باجماعت سے پیچھے نہ رہتا تھا۔

۲۔ اس کا ظاہر اس پر دلالت کرتا ہے کہ جماعت واجب ہے۔

۳۔ یعنی وہ سبب جنہیں اختیار کرنا اور ان پر عمل کرنا ہدایت کا موجب اور قرب درجائے الہی کی درگاہ میں  
پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ سنن ہدیٰ کا اکثر اور بیشہ اخلاق و استعمال سنت مرکبہ کے لیے آتا ہے۔ سنن غیر مرکبہ کے لیے  
لفظ سنن زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

۴۔ یہ قول یہاں پر دلالت کرتا ہے کہ جماعت سنت ہے۔ مگر جب کہ یہاں سنت سے طریقہ مسلوکہ  
فی الدین (وہ طریقہ جس پر اہل اسلام دین میں چلتے ہیں) مراد لیا جائے یا یہ مراد لیا جائے کہ اس کا ثبوت سنت نبوی



(حدیث پاک) سے ہے۔

۵۷ یعنی جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ قیامت کے دن خوشی خوشی اور مومن کامل میں کر اللہ سے ملاقات کرے تو اسے چاہیے کہ الی آخر۔

۵۸ حدیث پاک کے ان الفاظ کا ظاہر سیاق اس میں ہے کہ نماز کی محافظت سے انہیں باجماعت ادا کرنا مراد ہے جیسا کہ اس پر اگلا قول حیث ینادی بھین دلالت کرتا ہے۔

۵۹ یعنی مسجد میں ادا کرے۔

۶۰ یعنی ہدایت کے طریقہ پر چلنے کے مترادف ہے۔

۶۱ متخلف یعنی پیچھے رہنے والا اور مقام قرب وغیرہ سے دور ہو جانے والا۔ ظاہر یہ ہے کہ اس سے کوئی خاص شخص مراد ہے جو نماز باجماعت میں نہ آتا تھا اور حاشیہ میں ہے کہ یہ ایک شخص مدینہ منورہ کا حاکم تھا جس میں نفاق کا نشان پایا جاتا تھا۔ واللہ اعلم۔

۶۲ یعنی اس کے آداب و شرائط کے ساتھ

۶۳ یعنی اپنی درگاہ قرب و عزت میں اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔

۶۴ محاذ اہل کا معنی ہے کسی کو دو آدمیوں کا تمام کر لانا۔ اس طرح ایک ایک نے اسے ایک طرف سے گرا ہوا اور دوسرے نے دوسری طرف سے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَا مَا فِي الْبُيُوتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذَّرَارِيِّ أَقْبَتُ صَلَوةَ الْعُشَاءِ وَآمَرْتُ فِتْيَانِي يَحْرِقُونَ مَا فِي الْبُيُوتِ بِالنَّارِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نماز عشاء کا وقت گزرا دیتا اور اپنے غلاموں کو حکم دیتا کہ گھروں میں جو کچھ ہے برہنہ کر رکھیں اور بر جلا دیتے۔ بلکہ ان مردوں کو بھی جو خرافات کے ہیں کہ نماز باجماعت کہے بے سحری مانع نہیں ہوتے اگر کوئی ساتھ ہی آگ میں جلا دیتے۔ (احمد)

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

۱۷ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے جماعت کی سزا اسے آگ میں جلا دینا ہے۔ یہ سزا کسی جرم پر دیئے کا ذکر نہیں آیا۔ اس لئے ترک جماعت اور غیبت میں خیانت کرنے پر بعض علماء نے کہا ہے کہ یہاں بھی ڈانٹ اور تشدید مراد ہے۔ حقیقت کلامہم انہیں۔ واللہ اعلم۔

اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ آمَرْنَا رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتُمْ  
 فِي الْمَسْجِدِ فَتَوَدَّ بِالْقُلُوْبِ فَلَا  
 يَخْرُجُ اَحَدُكُمْ حَتَّى يَغِيْبَ  
 (دَعَاةُ اَحْمَد)

ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جب تم مسجد میں  
 موجود ہو اور نماز کے لیے اذان ہو جائے تو تم میں کوئی شخص  
 باہر نہ جائے یہاں تک کہ نماز پڑھ لے۔

(احمد)

اسے واضح ہو کہ اس باب میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ جیسا کہ آئندہ حدیث میں اور ابو داؤد میں سعید بن المسیب رضی  
 اللہ عنہ سے بھی آیا ہے کہ اذان کے بعد مسجد سے باہر نہ آئے گا مگر منافق اور وہ جسے قتل نے حاجت باہر نکالے گروہ واپس  
 آنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ مذہب اخاف کے مطابق یہ بھی اس امر کے ساتھ مقید ہے کہ اس آدمی کے ساتھ کسی دوسری مسجد کا  
 انتظام متعلق نہ ہو ورنہ اس کے لیے نکلنا کر وہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا نکلنا درحقیقت تکمیل ہے اگرچہ صورت میں ترک  
 جماعت ہے اور اگر مغرب اور فجر پہلے پڑھ چکا ہے تو باہر جاسکتا ہے پھر اور فجر میں تو اس لیے کہ ان کے بعد نفل پڑھنا  
 منع ہے اور مغرب میں اس لیے کہ تین رکعت نفل جائز نہیں۔ اور ظہر و عشاء میں بھی باہر نکلنے میں حرج نہیں کیونکہ وہ اذان کی اجازت  
 نکال کر چکا ہے اور داعی حق (مؤذن) کی آواز پر لبیک کہہ چکا ہے۔ مگر جب کہ مؤذن تکبیر کہنا شروع کر دے تو پھر جماعت  
 کے ساتھ شامل ہو جائے تاکہ اس پر ترک جماعت کی تہمت نہ لگے اور دوسرے آئمہ کے نزدیک نماز دوبارہ پڑھنے  
 اور امام احمد کے نزدیک اگر پہلے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ چکا ہے تو پھر بھی دوبارہ جماعت میں شامل ہو جائے اور  
 اخاف کے نزدیک بھی کہ حدیث مقدم اور مراجع ہے کہ اس کا مضمون لازم ہے۔ دوسرے یہ حدیث زیادہ صحیح ہے اور اس  
 وجہ سے بھی کہ علم قرار دینے والی دلیل جائز قرار دینے والی دلیل پر فوقیت رکھتی ہے۔ یا اخاف کے نزدیک شامل ہونے  
 کی اجازت بھی ہے پہلے تھی۔ یہ تو جہرہ دلائل میں مطابقت پیدا کرنے کے لیے ہے اور بعض احادیث میں مذکورہ استثناء  
 بھی وارد ہو چکا ہے واللہ اعلم۔

حضرت ابو الشعثاءؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی  
 مسجد میں اذان برلے کے بعد اس سے باہر نکلا۔ تو  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص  
 نے حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی  
 ہے۔

(مسلم)

مَنْ رَجَعَ فِي الشَّعْثَاءِ قَالَ خَرَجَ  
 رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا أُذِنَ  
 لَهُ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَمَا هَذَا فَقَدْ  
 عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ -

(دَعَاةُ مُسْلِم)

اسے اشعثائین معجم کا زہر اور عین خالی اور ثناء اور مدح سے۔  
 اسے آپ ثقہ تابعین سے ہیں۔

۳۹۱ وَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْرَكَهُ الْإِذَاانُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَهُوَ لَا يُرِيدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ -

(رِوَاةُ ابْنِ مَاجَةَ)

۱۔ اصل میں لفظ رجعت آیا ہے اور یہ راکی زیر اور زبردوں نظر پر مفسر جاتا ہے۔

۳۹۲ وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نِمَ الْقِدَازَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَا صَلَوةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عَذْرٍ -

(رِوَاةُ الدَّارِ قُطْنِي)

۳۹۳ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُمِّ مَكْنُومٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْعَوَالِمِ وَ التَّبَاعِ وَأَنَا مُؤَمَّرٌ إِلَيْهَا فَعَلَّ تَجِدُنِي مِنْ رُخْصَتِكَ قَالَ مَلَّ تَسْمَعُ نَحْيَ عَلَى الصَّلَوةِ نَحْيَ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَعَنَ قَالَ قَتَلَ هَلَا وَ لَمْ يُرَخِّمْ -

(رِوَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَ التَّيَمِّسِيُّ)

۱۔ آپ حضور نبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

۲۔ جس میں نجات پانے اور مقصود حاصل کر لینے کی بشارت ہے۔ عرق اذان کا سنا ہے۔ حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کی تفصیص کی وجہ یہ ہے جو مذکور ہوئی (مقصود فلاح پانے کی بشارت)

۳۔ علماء نے کہا ہے کہ شی اور بلادہ کلمہ ہے جو بھارنے اور جلدی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ لفظ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اذان نے مسجد میں پالیا پھر وہ اس سے باہر نکلا مگر کسی ضروری کام کے لیے باہر نہ نکلا اور اس کا دل ایسا آگے کا ارادہ بھی نہ ہو تو وہ منافق ہے۔

(ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بھی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا جس نے قیام کی اور اس کا حاجت نہ دیا (مسجد میں اگر نماز ادا نہ کی) تو اس کی نماز نہیں مگر کسی عذر کی وجہ سے۔ ان مذروں میں سے میں کا معنی ذکر ہوا۔ (دار قطنی)

حضرت عبداللہ بن ام مکنوم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مدینہ میں بہت زیادہ لوگوں کے ساتھ ہوں اور وہ میرے پاس آتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں اور میں ایک ایسا مسلمان ہوں کہ یہ میرے لیے رخصت اور کمان ہے آپ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہیں تو ان کی دعا قبول ہے اگر وہ کافر ہیں تو ان کی دعا قبول نہیں ہے۔ (ابو داؤد)

اجنب کی جگہ آتا ہے اور عاشر میں کہا نیکل آ اور شہابی کہنے کے معنی میں آتا ہے اور یہ بھی اور اصل سے مرکب ہے دونوں کے بغیر کسی کو نہ کہ ماضی و مستقبل میں جب توجہ کرتا ہے تو بھی جلتا ہے اور حالت وصل میں تہنیں پڑھنا بھی روا ہے یعنی حتی صلاہاں لفظ کی تحت باب الاذان میں بھی ذکر کیا ہے۔

عَنْ أُمِّ النَّدْوَاءِ كَالَتْ وَحَلَّ عَلَى أَبِی النَّدْوَاءِ وَهُوَ مُعْتَصِبٌ فَلَمَّا مَا أَغْبَضَكَ قَالَ وَ اللَّهُ مَا أَحْرَفُ مِنْ أَمْرِ أُمَّوٍ مُتَحِدًا مَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمُ شَيْئًا إِلَّا أَنْعَمَ يُصَلُّونَ جَمِيعًا۔

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں مجھ پر داخل ہوئے حضرت ابو الدرداء اور وہ غصے میں تھے میں نے کہا آپ کے غضب ناک ہونے کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا میں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اچھے کاموں میں کوئی کام نہیں دیکھتا ماسوائے اس کے کہ یہ سب اکٹھی نماز پڑھتے ہیں۔

(بخاری)

(رقاء البخاری)

یعنی ان میں صرف یہ ایک نیک کام باقی رہ گیا ہے۔ مگر اسے بھی بعض ترک کر دیتے ہیں۔

عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ سَلِيمَانَ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى الصَّلَاةَ الْفَجْرَ وَالْعِشَاءَ وَالْمَغْرِبَ وَالصُّبْحَ وَالْمُحَرَّمَةَ وَالْمَسْجِدَ وَالشُّرُقَ فَقَدْ حَقَّقَ عَلَى الْفَلَاحِ وَأَمَّا مَنْ صَلَّى الصَّلَاةَ الْفَجْرَ وَالْعِشَاءَ وَالْمَغْرِبَ وَالصُّبْحَ وَالْمُحَرَّمَةَ وَالْمَسْجِدَ وَالشُّرُقَ فَقَدْ حَقَّقَ عَلَى الْفَلَاحِ وَأَمَّا مَنْ صَلَّى الصَّلَاةَ الْفَجْرَ وَالْعِشَاءَ وَالْمَغْرِبَ وَالصُّبْحَ وَالْمُحَرَّمَةَ وَالْمَسْجِدَ وَالشُّرُقَ فَقَدْ حَقَّقَ عَلَى الْفَلَاحِ وَأَمَّا مَنْ صَلَّى الصَّلَاةَ الْفَجْرَ وَالْعِشَاءَ وَالْمَغْرِبَ وَالصُّبْحَ وَالْمُحَرَّمَةَ وَالْمَسْجِدَ وَالشُّرُقَ فَقَدْ حَقَّقَ عَلَى الْفَلَاحِ

حضرت ابو بکر بن سلیمان بن ابی حتمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا بیشک عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صبح کی نماز میں سلیمان بن ابی حتمہ کو نہ پایا۔ اور بیشک عمر رضی اللہ عنہ صبح کے وقت بازار کی طرف گئے تو آپ کا گزر حضرت سلیمان کی ماں حضرت شفا کے پاس سے ہوا۔ اور سلیمان کا مکان مسجد اور بازار کے درمیان تھا آپ نے ان کی ماں سے کہا میں نے آج صبح سلیمان کو نہیں دیکھا اس کی ماں نے عرض کیا وہ ساری رات نماز پڑھتا رہا تو اس پر نیند غالب آگئی حضرت عمر نے فرمایا بیشک میرا صبح کی نماز کی جماعت میں حاضر ہونا مجھے زیادہ محبوب ہے اس امر سے کہ میں ساری رات نماز پڑھتا رہوں اور فجر کی جماعت کو ضائع کر دوں۔

(ماک)

اے حتمہ ماک فتح امتداد حضرت سلیمان کا زمانہ عین میں سے ہیں۔ قرشی حدی ہیں۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے



۱۷ آپ تابعی ذیل حدیث میں۔

۱۸ یعنی آپ نے ڈانٹ اور زجر کے طور پر کہا۔

۱۹ بعض روایات میں آیا ہے کہ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے زندگی بھر کلام نہ کیا اور ان سے ناراض رہا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ کسی کی رائے نص کے مقابلے میں پیش نہیں کی جاسکتی۔

حضرت مجاہدؒ سے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد بھی اپنے اہل کو مسجدوں میں آنے سے نہ روکے اس پر حضرت عبداللہ کے ایک لڑکے نے کہا کہ بیشک ہم لوگ تو ضرور انکو روکیں گے حضرت عبداللہ نے یہ سن کر کہا میں تیرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو آگے سے یہ کہتا ہے تو حضرت نے اس لڑکے سے کلام نہ کیا۔ یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔ (احمد)

۲۰ وَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْفَعُ رَجُلٌ أَهْلَهُ أَنْ يَأْتُوا السَّاجِدَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّادٍ اللَّهُ بَيْنَ عُمَرَ فَإِنَّا نَمْنَعُهُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أُحَدِّثْكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُ هَذَا قَالَ فَمَا كَلِمَةُ عَبْدِ اللَّهِ مَعَهُ مَاتَ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

۱۷ حضرت مجاہد علامہ تابعین اور ان کے تلامذہ میں سے ہوئے ہیں۔ آپ دین کی بزرگ شخصیتوں میں سے ہیں۔

۱۸ جیسے تیری ماں، بہن وغیرہ کو۔

۱۹ اس سے ابھی پال ہی ہیں۔ اس حدیث میں ان کو ہمہ بیان کیا ان کے نام کی تعیین نہ کی۔  
۲۰ اس حدیث میں یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ ترک سنت کی بنا پر اولاد سے قطع تعلق کرنا روا ہے۔

## بَابُ تَسْوِيَةِ الصَّفِّ

### صف سیدھی کرنے کا باب

تسویۃ الصف سے مراد یہ ہے کہ نماز میں الکر کھڑے ہوں یا اپنے درمیان بالکل فاصلہ نہ چھوڑیں۔ اور آگے پیچھے نہ

کھڑے ہوں۔ بلکہ سید سے اور برابر کھڑے ہوں اور اگر بعض زیادہ ہوں تو ایک سمت میں کھڑے ہوں۔ دونوں صفوں کا درمیان فاصلہ خطوط متوازیہ کی طرح ہر جگہ سے برابر ہو۔ پھر ترتیب کو ملحوظ رکھیں۔ یہ صف کے ظاہری آداب ہیں۔ جیسے نظر اٹان کرنا باطن کے حالات میں غفل کا موجب ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں۔ انظار ہر عنوان الباطن۔ ظاہر باطن کا عنوان ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آ رہا ہے کہ آپس میں مل کر اور برابر کھڑے ہو اور آپس میں اختلاف نہ کرو تاکہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا نہ ہو۔ جیسا کہ اس کی شرح کی جائے گی۔

## الفصل الاول

### پہلی فصل

۱۰۱۴ عَنْ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ حَتَّى نَأْيَ آتَا فَتَدَّ عَقْلَنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَالَ حَتَّى كَادَ أَنْ يُكَيِّدَ قَرَأَى نَجْلًا بَاوِيَا مَدْرَاهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللَّهِ لَتُسَوِّيَنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِقَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ۔

د بقاء مسلّمہ

حضرت ثعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صف میں سید محمدی کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ گویا آپ ان کے ساتھ تیر کر سیدھا کرتے ہیں یہاں تک کہ آپ نے چھوڑا کہ یہ مسئلہ ہمارے ذہن نشین ہو گیا ہے پھر ایک دن آپ باہر نکلے اور نماز کے سبک پڑھے اور پھر گھبر گھبر کرے قریب ہو گئے کہ آپ نے ایک آدمی دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا اللہ کے بندوں کو فرمایا صفوں کی درست کرو گے یہاں تک کہ آپ نے اسے امداد عطا فرمائی کہ اس کی

اے بشیر! کتنی اور شین کی زیر۔ آپ کس صفا میں سے ہیں۔ آپ ہجرت سے چودہ مہینے بعد پیدا ہوئے آپ انصار میں ہجرت کے بعد سب سے پہلے پیدا ہونے والے بچے ہیں۔ جن قرآن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مہاجرین میں پہلے مولود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات کے وقت آپ کی عمر ۸ سال اور ۷ ماہ تھی۔ الی مدینہ کتنے ہی کہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع حاصل نہیں۔ اور اہل عراق کہتے ہیں کہ آپ کا سماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے۔ ۷۰ قدار قدح بکسر قاف کی جمع ہے۔ قدح تیر کی شکل کا کہہ سکتے ہیں جس کے آگے ابھی پیکان کو نہ لگایا گیا ہو۔ پیکان لگانے کے بعد اسے ہم کہتے ہیں اور یہ کسی چیز کے بالکل صحیح سیدھا ہونے کی مثال ہے کہ گویا اس کے ساتھ دوسری چیزوں کو سیدھا اور ہموار کیا جاتا ہے۔ یہاں اس امر کا تاکید ہے کہ صفوں کو اس قدر سیدھا اور درست کیا جائے

کہ ان کے ساتھ شریکی کوئی سیدھا کیا جائے اور بعض شارحین کہتے ہیں کہ یہ عبارت قلب پر محمول ہے اور معنی یہ ہے کہ گویا ان صفوں کو تیروں کے ساتھ سیدھا کیا جا رہا ہے۔

۳۵ یعنی آپ نے خیال فرمایا اور جان لیا کہ ہم لوگ آپ کے قول و فعل سے نماز میں اس سنت اور ادب کو سیکھ گئے ہیں۔

۳۶ یا یہ بات ہوگی کہ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری افواہات اور نفوس میں اختلاف ڈال دے گا۔ جیسا کہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آ رہا ہے کہ اسے لوگو آپس میں اختلاف نہ کرنا تاکہ تمہارے مختلف نہ ہو جائیں اور یہ اس سبب کی بنا پر ہوگا کہ اختلاف کرنے کے آگے ہونے اور ایک دوسرے کے بارے میں ہونے سے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے نفرت کینہ ہوشت اور ایک دوسرے کے خلاف عداوت کی تخم ریزی ہوتی ہے۔ اس سے یہ خطرہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ دین میں اختلاف عاصح ہونا شروع ہو جائے اور شوکت و عزت اسلام میں کمزوری پیدا ہونے لگے۔ یا خدا کی اطاعت نہ کرنے اور اس کے رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے سے دلوں پر تاریکی اور میل کچیل چڑھتی شروع ہو جائے جو تمہارے ظاہر اجماع میں سرایت کرنا شروع کر دے ان توجہیات کے باوجود یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اختلاف پیدا ہوتے ہیں کوئی ساز اور خاصیت ہو جیسا کہ احادیث کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں مخالفت وجہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چہروں کو پشت کی طرف پھیر دے گا۔ یا بعض حیوانات کی شکل میں تمہاری صورتیں مسج کر دے گا۔ جیسا کہ امام کی مخالفت کرنے والے کے بارے میں فرمایا وہ شخص نہیں ڈرتا جو اپنا سراپا ہم سے پہلے بچدے سے اٹھاتا ہے کہ اللہ اس کی شکل گڑھے کی صورت میں بدل دے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نماز کے یہ کبیر تحریر کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ انور سے ہماری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اپنی صفیں سیدھی کرو۔ اور آپس میں مل کر کھڑے ہو۔ کیونکہ میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے دیکھتا ہوں۔ اسے بخاری نے روایت کیا اور ترمذی علیہ حدیث میں اس طرح آیا ہے اپنی صفوں کو درست کرو کہ بیشک میں اپنی پشت پیچھے دیکھتا ہوں۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقِيَمْتُ الْقَدَمَ  
فَأَمَّا عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَقِيَمُوا  
صُفُوفَكُمْ وَتَرَاهُمَا بَيْنِي أَمَامَكُمْ  
فَمَنْ كَرِهَ أَنْ يَخْفَى عَنْ عَدَاءِ الْبُشَارِ  
وَيُخْفَى عَنْكُمْ عَلَيْهِ قَالَ آتُوا  
الْبُشَارَ وَبَيْنِي أَمَامَكُمْ مِنْ قُدُورِ  
طَعْنِي

۳۷ تاکہ درمیان میں فاصلہ نہ رہے اور جس طرح دیوار بناتے وقت پتھر اینٹ کو ایک دوسرے سے ملا کر رکھتے ہو بالکل اسی طرح نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر نہ ہو اور پوری نماز میں تمہاری یہی حالت رہے۔ اس سے غفلت نہ کرنا۔



۲۷ یعنی دل سے یا ظاہری آنکھ سے بطریق مجوزہ اور غازی رہے ایک خاص قسم کی لطافت حاصل ہوتی ہے جسکی بدولت تمہاری حالت مجھ پر منکشف ہو جاتی ہے۔ اس معنی کی تحقیق گزشتہ گزر چکی ہے۔

۳۷۔ اتمام صفوف کا معنی یا تو انہیں سیدھا کرنے کا ہے یا اہل کا معنی ہے جب تک صف اول پوری نہ ہوے دوسری صف نہ بناؤ۔ بہتر یہ ہے کہ اہل لفظ سے دونوں معنی مراد لیے جائیں۔

١٠٩ وَ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوَّاهُ صُفُوفُكُمْ  
فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ  
الصَّلَاةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ عِنْدَ  
مُسْلِمٍ مِنْ تَكَامُلِ الصَّلَاةِ .

انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو اپنی صفیں سیدھی اور سیدھا کیا کرو کہ بیشک مغفول کا سیدھا کرنا غار کے تمام کرنے میں داخل ہے۔ (بخاری و مسلم)

مگر مسلم کے نزدیک من اقامتہ الصلوۃ کے چائے

من تمام الصلوة كالقضاء

۱۷۔ جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اور جس کی طرح بہت سی آیات میں آئی ہے۔ جیسے یقیناً الصلوٰۃ۔ اقموا الصلوٰۃ۔ المقیمین الصلوٰۃ مرغیرہ۔ سلام نے کہا ہے کہ جہاں بھی نماز اور نمازی کی طرح کی گئی ہے وہ نماز قائم کرنے کے ساتھ کی گئی ہے۔ اصل نماز پر تو بعض جگہ مذمت بھی آئی ہے۔ جیسے ذیل المقیمین الذین تم عن صلواتہم ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں)۔

۲۷ گردنوں جبارتوں کا مال ایک ہی ہے۔

١٠٠ وَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ  
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاحِيكَنَا فِي الصَّلَاةِ  
وَيَقُولُ اسْتَوُوا وَلَا تَتَحَلَّفُوا فَيَتَحَلَّفُ  
قُلُوبُكُمْ لِيَدِي مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ  
وَالنَّهْيُ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ  
الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ  
فَأَنْتُمْ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا  
(رَوَاهُ مُسْنَدُ)

حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس سے  
نزدیک ہی دیکھا تھا۔ اسی لمحہ مجھ پر تلاقی ہوا جیسے  
کوئی مومل گرا اور لگا کر تھک رہا ہو۔ یہ میرا پہلا  
کہر ہے کہ اگر اسد آپس میں اختلاف نہ کروں گا تو کیا ہے۔  
دل میں اختلاف واقع نہ ہو۔ جو بچہ کھڑے ہو کر  
جراصاب ٹٹلے وہ بھی ان کے لیے کشاکش کرتا ہے۔  
پھر وہ کھڑے ہوں جو رتبے میں ان کے قریب ہوں  
پھر وہ جوان کے قریب ہوں۔ حضرت ابوسعید نے  
کہا تم لوگ آج بہت زیادہ اختلاف میں پڑے  
ہوئے ہو۔

۱۷ آپ مشہور انعام کا حامل ہیں یہ ابن مسعود کے علاوہ ہیں۔

۱۸ اور اپنے صفت مبارک سے انہیں نماز میں برابر اور جوار کرتے اور صفیں درست فرماتے تھے۔

۱۹ اس جملے کی شرح گذشتہ حدیث کے ضمن میں مذکور ہو چکی ہے۔

۲۰ یٰٰسَیٰثٰی یا کے مذمت اور تہذیب نون سے۔ بعض نسخوں میں یٰٰسَیٰثٰی ثبوت اور نون تاکید سے آیا ہے بعض راویوں نے

ثبوت یا احاس کی جزم کے ساتھ بھی رعایت کیا ہے۔ علامہ نے کہا ہے کہ یہ غلط ہے مگر درست بات یہ ہے کہ اسے پڑھنا بھی صحیح ہے تاہم یہ استعمال نادر اور قلیل الوقوع ہے۔

۲۱ اس جملے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب صفوں کا بیان فرمایا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ اور

صف اول میں کھڑے ہوں جو قائل و بالغ ہیں۔ احاطام کہی۔ علم کلمہ حاکم جمع لاتے ہیں۔ بمعنی مضبوطی اور وقار اور علم کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ جسے کے اہل اور جوش کے وقت نفس کو قابو میں رکھے۔ اور علم کی تفسیر عقل سے بھی کرتے ہیں کیونکہ تحمل و وقار

عقلندی کے لیے لازم ہے اور کہی احاطام کو علم بعلم حاکم جمع قرار دیتے ہیں بمعنی بالغ آدمی کو خراب آنا۔ تمہی نون کی پیش اور

صاکی زبر بمعنی عقل کیونکہ عقل انسان کو ناشائستہ کاموں سے باز رکھتی ہے۔ معنی اول کے مطابق لفظ الثمنا تاکید و تفسیر ہوگا۔ اہل عقل و فضل کو ساتھ کھڑا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ وہ کیفیت نماز اور اس کے احکام کو پوری طرح سمجھ کر یاد کر لیں گے

پھر آگے سمت تک پہنچائیں گے۔

۲۲ جیسے بچے اور وہ جو قریب البلوغ ہوں جن کو مراہق بھی کہتے ہیں۔

۲۳ جیسے غشی (بیچرے) اہل ہمدردی اور تڑپ دونوں کی علامت موجود ہوتی ہے۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ ان کے

بعد عورتوں کا صف ہونی چاہیے۔

۲۴ اسی قولی صفوں کو درست نہ کرنے اور شارع علیہ السلام کے حکم کی بجا آوری نہ کرنے کے سبب ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے

نمازیں میرے ساتھ وہ لوگ کھڑے ہوا کریں جو ارباب

عقل و فہم ہیں پھر وہ لوگ جسے قریب ہوں۔ آپ نے یہ

بات تین مرتبہ فرمائی۔ اور اپنے آپ کو مسجدوں میں شور و

چلنے سے دھڑکھڑائی (مسلم)

۱۰۲۱ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ لَمْ يَلْبَسْ رِيْثًا أَوْ لَوْ أَلْجَأَ حَلَاكِهِ

وَاللَّهُ لَمْ يَلْبَسْ رِيْثًا أَوْ لَوْ أَلْجَأَ حَلَاكِهِ

وَاللَّهُ لَمْ يَلْبَسْ رِيْثًا أَوْ لَوْ أَلْجَأَ حَلَاكِهِ

وَاللَّهُ لَمْ يَلْبَسْ رِيْثًا أَوْ لَوْ أَلْجَأَ حَلَاكِهِ

۱۷ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثم الثمین میں ہم کا فقرہ تین بار دہرایا تو اس حدیث کے مطابق صف کے مراتب

چار ہوں گے۔ گذشتہ حدیث میں آپ نے عورتوں کا ذکر نہ کیا کیونکہ غشی کے بعد انہیں کی صف متعین ہے اور ہر ایہ

میں ذکر کیا کہ پہلی صف مردوں کی دوسری بچوں کی اس کے بعد عورتوں کی صف ہوگی صاحب طبع نے غلطی نہ کر کے کیا شیخ ابن الہمام نے کہا غثالی کی صف بچوں اور عورتوں کے درمیان ہو ایسا ہی کتاب و تالیف میں ہے۔ یہی ذریعہ شافعی کا ہے جیسا کہ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ کی شرح میں مذکور ہے۔

۲۷ یعنی جس طرح تم لوگ بازاروں میں شور وغل مچاتے ہو مسجدوں میں اس سے باز رہو۔ یا ایہم ہر شتہ الاسواق کا معنی یہ ہے کہ جس طرح بازاروں میں بچے عورتیں اور مردوں کی کڑھتے اور غلط خط کرتے ہیں مسجدوں میں اس طرح نہ کرو۔ یا یہ معنی ہے کہ بازاروں اور اس کے کام کاج سے حتی المقدور دور رہو تاکہ جماعت میں شمولیت سے اور نمازی میرے ساتھ کھڑے ہونے سے تمہاری معروفیت رکاوٹ نہ بنے بعض نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ بازاروں اور ایسی جگہوں میں نماز ادا کرنے سے بچو جہاں شور وغل کے باعث حضور قلب میں عمل واقع ہوتا ہے۔ میں نے مشائخ سے لیا ہی سمجھا ہے۔ حدیثات حدیث کی جمع صورت یعنی فقہ، بیان (روح میں آنا) اور مطلب۔ رستے کے گرد و کے معنی میں بھی آتا ہے

۱۰۲۲ وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ  
قَالَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَحْبَابِهِ تَأَخُّلاً  
فَقَالَ لَفُؤُ تَقْدُمُوا وَ تَتَوَارَبُ  
وَلَيَأْتَنَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ  
قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللَّهُ  
رَدَاكَ مُسَلِّماً

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے احباب  
میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احباب آپ کے آگے  
اور میری آگے قدم دھرتے تھے اور آپ کے پیچھے  
کھڑے ہو کر آپ کے قدموں سے بچتے تھے یہی رتھا ہے  
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پیچھے رکھے

۱۷ یعنی نمازی صفوں میں۔ یا م مصل کرنے اور طیب کرنے میں یعنی اول کے ملائے کہ وہ اپنے قدموں سے آگے قدموں  
کا معنی ہوگا آگے آؤ اور صف اول میں کھڑے ہو۔  
۲۷ یعنی میرے ساتھ مل کر کھڑے ہونا کہ میرے احباب نماز دیکھ کر آپ کے پیچھے آئے اور آپ کے آگے  
۳۷ یعنی وہ لوگ تمہاری آگے آکر ہیں جو تمہارے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں یعنی ان کے آگے آگے آئے ہیں  
اس کے افعال دیکھ کر کہتی ہے اور جو سب سے آگے ہوتے ہیں وہ اول ہیں اور ان کے پیچھے ہیں وہ سب  
سزاوارہ علم رکھتے ہیں اور امام کا اتباع کرنے میں سب سے اول اور سب سے پیچھے ہیں  
۴۷ اللہ تعالیٰ انہیں ثواب عظیم سے محروم کر دیتا ہے اور اپنے فضل و رحمت سے محروم کر دیتا ہے۔ دوسرے معنی کے مطابق  
اس کا معنی ہوگا کہ طیب علم و معرفت اور کتابہد افعال دیکھ کر ان کے پیچھے آئے ہیں اور ان کے آگے آئے ہیں  
میری آگے آؤ کہ میں مرتبہ رسالت رکھنے اور میرے آگے آئے ہیں اور آپ کے پیچھے آئے ہیں

دریافت اور طلب کی کوشش حاصل کرنا چاہیے۔ یہاں یہ آگے بڑھنے والے طلب کا بیان ہے یعنی آگے بڑھا اور مزید نیکی طلب کرنا یہی ہے کہ تم لوگ میری اتباع کرو۔ **ثُمَّ لَآتِيَنَا اللَّهُ فَوْضَلًا مَّا كُنْتُمْ تُحِبُّونَ** اللہ آپ کو فوادیں اگر تم لوگ اللہ کے دست بٹنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں اپنا دوست بنائے گا اور جب تم لوگ دین میں کمال ہو جاؤ گے تو دوسروں کی نیکیاں کر دے گے اور دوسرے لوگ جو تمہارے بعد آئیں گے وہ تمہاری اتباع کریں گے یا یہ علم بعد والوں کو ہے کہ وہ بھی تمہاری متابعت میں پیش آئیں گے۔ آپ کو طالب اور پیانیا ظاہر کریں اور جو شخص طلب سے دور باڑا اور اس میں کستی دکھائی وہ مرتبہ قرب و دوسلوں سے دور کر دیا گیا ہے

تو راہ زرقہ ازراں معذوری  
ترجمہ۔ تو راستے پر چلا ہی نہیں اس لیے محروم ہے  
ورنہ کہ زرداں در کہ بر و نشودند  
ورنہ کون ہے جس نے یہ دروازہ کھٹکھٹایا اور دروازہ نہ کھولا گیا  
تو جہاں تک ہر کے کوتاہی نہ کر دے

اندریں راہ چال گراں نکمنی  
ترجمہ۔ اس راستے میں بوجھل نہ بنیں۔  
دست دپائے بزن زیاں نکمنی  
ہاتھ بادل مارا کوشش کرنا کہ نقصان نہ کر بیٹھے۔  
حدیث کی ظاہر و باطن بھی اس حدیث میں ہے۔ مگر بعض محدثین نے اسے سفین درست کرنے پر چسپاں کیا ہے اور یہ بھی طلب کمال کا ایک ذریعہ ہے مگر حدیث کا معنی صرف اس کے ساتھ حاصل نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۳۔ وَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأْنَا حَقًّا فَقَالَ مَا لِحِ أَرْمَكُمُ عِزَّنْ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَلَا تَصِفُونَ كَيْفَ تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ كَيْفَ تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يَتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى وَ يَتَخَصَّصُونَ فِي الصَّفِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نکل کر تشریف لائے ہمیں آپ نے صفوں کی شکل میں دیکھا تو فرمایا مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں حلقہ حلقہ بنائے بیٹھے دیکھتا ہوں پھر آپ تشریف لائے تو فرمایا تم لوگ اپنی صفیں اس طرح کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے پاس صفیں بناتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ملائکہ اپنے رب کے پاس کیسی صفیں بناتے ہیں فرمایا اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور آپس میں بالکل جڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔

(مسلم)

(بخاری و مسلم)

۳۴۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں قبیلہ بنی عامر سے ہیں۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہمیشہ زاد ہیں۔



قدرت میں میری جان ہے بیشک میں دیکھتا ہوں کہ شیطان  
صغول کے درمیان فاصے میں داخل ہوتا ہے گویا کہ وہ  
سیاہ رنگ کی بکری ہے۔ (ابوداؤد)

الشَّوْطِیْنِ یَدْخُلَانِ مِنْ خَلَلِ الصَّلَاةِ کَمَا  
الْحَدَّثَ۔ (رواہ ابوداؤد)

۱۔ یعنی اس طرح کہ جو جس طرح دیوار کی چٹائی میں اینٹ پتھر جوڑ کر رکھے جاتے ہیں۔  
۲۔ اس کی مثالیں بات سے منع کیا کہ آپس میں غلطی نہ کر کہ نہ کھڑے ہو۔

۳۔ مذکورہ امام احمد اور ذوالحمہ دونوں پر زبردستی میں فاجز وین کی سیاہ رنگ کی بکریاں جیسا کہ فروع الشیخ میں  
آیا ہے۔ اور راوی سے حدیث حضرت ابوامامہ بن بکری کے چھوٹے بچوں سے اس کی تفسیر کی ہے۔ ایک روایت میں  
کاتھنا نجات حدیث آیا ہے یعنی بکریوں کے پتے۔

انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیٹے  
اگلی سف کو مکمل کر دیکھ اس کے بعد والی کو اور جو کمی  
رہ جائے وہ سب سے آخری صف میں ہو۔  
(ابوداؤد)

۱۰۲۹ وَ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتِمُّوا الصَّلَاةَ الْمَكْتُومَةَ  
ثُمَّ اَلْزَمُوا يَلِيَّهِ قَمَا كَانَ مِنْ تَقْصِيصٍ  
فَلْيَكُنْ فِي الصَّلَاةِ الْمَوْجُودَةُ  
(رواہ ابوداؤد)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک  
اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صفوں والوں پر درود  
بھیجتے ہیں۔ اور اللہ کے نزدیک کوئی قدم اس قدم سے  
زیادہ محبوب و پسندیدہ نہیں جو صف کو پورا کرنے  
کے لیے اٹھایا گیا ہو۔

۱۰۳۰ وَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى  
الَّذِينَ يَلُمُونَ الصُّلُوفَ الْأُولَى وَمَا  
مِنْ خَطْوَةٍ تَسْعَى إِلَى اللَّهِ مِنْ سَخَطَةٍ  
يُثْبِتُهَا يَصِلُ بِهَا صَفًّا۔  
(رواہ ابوداؤد)

۱۔ جب آپ نے پہلی صف کی فضیلت بیان کر دی تو پھر دوسری صف کی فضیلت کی طرف بھی اشارہ کیا جو اس  
کے ساتھ مل جاتا ہے اور بعد والی صف پر اسے فضیلت حاصل ہوتا ہے اعدالذین یلون الصلوف الاولی سے مراد وہ لوگ  
ہیں جو اس صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ معنی ظاہر لفظ کے خلاف ہے۔

۲۔ یعنی اگر کسی صف میں فرقہ (فصل) ہو تو وہ ہاتھ رکھ دیا جائے گا۔ اور تمہیں یاد تامل تا خطاب  
کے ساتھ بھی آیا ہے۔

۱۰۲۸ وَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ  
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى اللّٰهَ  
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيِّمٍ مِنَ  
الصُّفُوفِ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا ایک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں میں دائیں جانب کھڑے ہوتے ہیں۔ (ابوداؤد)

اے یعنی ان لوگوں پر جو صف میں دائیں جانب کھڑے ہوتے ہیں۔ علامہ نے کہا ہے کہ امام کے دائیں جانب کھڑے ہوتا اگر چہ امام سے دور ہی ہوا فضل ہے ان لوگوں سے جو امام کی بائیں جانب کھڑے ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ امام کے قریب ہوں نہ ہوں۔ بعض علماء شافعیہ نے کہا ہے کہ یہ مسجد نبوی شریف کے علاوہ مسجد کے کسی حصے سے مسجد نبوی شریف میں امام کی بائیں جانب کھڑے ہونا زیادہ فضیلت رکھتا ہے کیونکہ قبر شریف اسی جانب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قائل کو اپنی رحمت سے نوازے۔

۱۰۲۹ وَ عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ  
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صفوں میں جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو سیدھا کر دیتے تھے پھر ہم لوگ ٹھیک ہو کر کھڑے ہوتے تو پھر آپ بکبر کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

اے یعنی ہاتھ یا اشارہ سے صفیں سیدھی کرتے تھے۔

۱۰۳۰ وَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ عَنْ يَمِينِهِ اعْتَدَلُوا سَوًّا صُفُوفُكُمْ وَ عَنْ تَلَامِيذِهِ اعْتَسِلُوا سَوًّا صُفُوفُكُمْ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری بائیں جانب سے میرے شاگردوں نے سیدھا کر دیا ہے۔ (ابوداؤد)

اے یہ آپ صفوں کی درستی کے لیے انتہائی اہتمام و احتیاط کی بنا پر کرتے تھے۔

۱۰۳۱ وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِيَارُكُمْ أَلَمَّكُمْ مَنَاقِبَ فِي الصَّلَاةِ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم میں سے اچھے لوگ وہ ہیں جو نماز میں اپنے منہ پر لکھنے والے کلمات کو یاد رکھیں۔ (ابوداؤد)





وَسَلَّمَ سَوْفَا صُفُوفَكُمْ وَحَادُوا  
بَيْنَ مَنْابِكُمْ وَلِيْنُوا فِي أَيْدِي  
إِخْوَانِكُمْ وَسُدُّوا الْخَلَلَ فَإِنَّ  
الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَ  
يَمْزِلُهُ الْخَذَفُ يَعْنِي أَوْلَادِ  
الضَّارِ الْقَصَاغَةِ

(رواه أحمد)

۱۷ امامت ہمزہ کی پیش۔

۲۷ یعنی دوسری صف کے لیے بھی فرمائیں کہ صف اول پر بھی درود نازل ہو اور دوسری پر بھی۔ اسے عطفِ مقیین کہتے ہیں کہ مخاطب تکلم کو مقیین کرتا ہے کہ عطف کرے اور اسے بھی ذکر کرے۔

۱۳ ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتمام کرنے سے پہلے اور دوسری صف پر مشترکہ درود بھیجنے کی وحی آگئی ہو اور آپ کے اہل اہل سے یہ ظاہر ہو گیا کہ صفت اول کو دوسری پر بہت تفصیلت مائل ہے اور دوسری صفت کا درجہ پہلی صفت سے کم ہے۔

۱۷۔ یہ عبارت معنی اول کے مطابق جو درجہ میں جاس کی گزرا کے ضائع مناسب ہے اور نقد لینا دینا اور ہر طرح روایت کیا گیا ہے مگر شد کے بغیر صحیح ہے۔

١٠٣٢  
١٨ وَ عَنِ ابْنِ عَمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا  
الضُّمُومُ وَحَادُوهُ بَيْنَ النَّكَايَةِ  
وَسُدُّوا الْخُلُقَ وَ لِيَتَنَوَّاهَا بِأَيْدِي  
إِخْوَانِكُمْ وَلَا تَدْرُفُوا فُرُجَاتِ  
الشَّيْطَانِ وَ مَنْ قَصَلَ مِمَّا بَعَلَهُ  
اللَّهُ وَ مَنْ قَطَعَهُ قَطَعَهُ اللَّهُ رَوَاهُ  
أَبُو دَاوُدَ وَ رَوَى التِّرْمِذِيُّ مِنْهُ قَوْلَهُ  
وَ مَنْ قَصَلَ مِمَّا بَعَلَهُ إِلَى أَخِيهِ -

اے عین اللہ تعالیٰ اے اپنے فضل و رحمت سے ہمکنار کرے۔

۱۳۵۔ جو صحابی روایت کرے اور اسے قند کر لے اور اہل بیت سے اسے مقام تہرب و رحمت اور عزت سے الگ کر دے  
کے معنی میں اسے اول مرتبہ کو بھیجے اور اسے سے کہ اس قول تک روایت نہ کیا۔

۱۳۵۔ وَ عَنْ ابْنِ مُرَيْبَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
تَوَسَّلُوا بِالْأَمَامَةِ وَ سُدُّوا الْخَلَلَ  
دَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ

حضرت ابو مریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام کو بیچ میں  
رکھو۔ اور کٹاؤں کو بند کرو۔  
(ابوداؤد)

۱۳۶۔ وَ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَامِلٍ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ عَنِ الصَّغِيرِ  
الْأَوَّلِ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللَّهُ فِي الْآخِرِ  
دَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ

حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم پہلی صف سے  
پچھے ہوتی رہے گی۔ حتیٰ کہ اللہ انہیں آگ میں پیچھے کرے  
گا۔ (ابوداؤد میں ٹٹا لے گا)  
(ابوداؤد)

۱۳۷۔ وَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ مَعْبُدٍ قَالَ  
نَافِي يُحِبُّ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ نَجْلًا يُصْنِي خَلْفَ الصَّفِّ  
وَحَدَّةً قَامِرَةً لَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ  
دَوَاةُ أَحْمَدَ وَ ابْنِ أَبِي حَتْمٍ وَ أَبُو  
دَاوُدَ قَالَ ابْنُ تَوْبَةَ هَذَا يَحْبِبُهُ

حضرت داؤد بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو  
صف کے پیچھے کیا نماز پڑھتے دیکھا تو اسے غار  
لڑانے کا حکم دیا  
(احمد، ترمذی)  
ابوداؤد

۱۳۸۔ ابوداؤد نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔  
۱۳۹۔ ابوداؤد نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔  
۱۴۰۔ ابوداؤد نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۱۴۱۔ ابوداؤد نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔  
۱۴۲۔ ابوداؤد نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔  
۱۴۳۔ ابوداؤد نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔



لہ جو انداز حضرت میں سے ہیں۔

اس میں بھی اسی انداز میں ہے کہ یہ دونوں کا پانی دیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہوا۔

اس نے یہ حدیث بھی جو کہ حضرت بلالؓ سے ہے مکمل حدیث باب قیام اللیل میں آگئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کا یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کہتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دوسری طرف کرنے کا نقشہ اور کیفیت بیان کی۔ اور لفظ کذا تک اس حالت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ امثال وحکایات بیان کرتے وقت ایسا کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت ہے کہ لفظ اشارہ استعمال کرتے ہیں۔ خوب سمجھو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے پھر میں آیا حتیٰ کہ آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھمایا یہاں تک کہ اپنے دائیں مجھے کھڑا کیا۔ پھر جابر بن عمر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بائیں کھڑے ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہم دونوں کا ہاتھ پکڑا اور ہمیں پیچھے کیا حتیٰ کہ میں اپنے پیچھے کھڑا کیا۔

۹۴۹ وَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ فَبَدَأَ حَتَّى قُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَدَارَنِي حَتَّى أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ نَجَّأَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدَيْنَا نَجِّيًا كَذَلِكَ حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ وَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مسلم)

اس حدیث میں ہے کہ یہ روایت کی نماز میں جیسے کہ حدیث ابن عباس میں تھا رات کے نوافل کے علاوہ دوسرے نوافل کا بھی احتمال ہے کہ صحیح ہے آپ نے وہ جانب سے ادا کیے ہوں۔

اس حدیث میں ہے ابن عمر آپ انصاری میں سے ہیں۔ اور ان سے خوش نصیب حضرات میں سے ہیں جو لیدۃ العقبہ میں ملے۔

اس میں ہے معلوم ہوا کہ اگر مقتدی موت ایک ہو تو وہ امام کے ساتھ اس کی دائیں جانب کھڑا ہو اور اگر زیادہ ہوں امام کے پیچھے کھڑے ہوں۔

حدیث انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اور ایک تمیم نے اپنے گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ام سلمہ ہمارے

۹۵۰ وَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ آخَا وَ بَيْتَهُ رَقِي بَيْنَنَا خَلَّتِ الرَّبِيعُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أَلْهَسْ كَيْفَ خَلَّتَا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

پہنچے تھیں۔

۱۷۔ ام سلیم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بچے کا لاغ ہو سکے ساتھ نماز میں کھڑے ہونا درست ہے کیونکہ یتیم بچے ہی کو کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یتیم حضرت انس کے بھائی کا نام ہے اور وہ بچے نہ تھے۔ لہذا اس حدیث میں اس امر پر کوئی دلالت نہیں کہ بچہ مرد کے ساتھ ایک صف میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ گویا اس کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ یہ نفل نماز تھی اس لیے اس میں نرمی کو روا رکھا جاسکتا ہے اور اگر مشتبہ بیان کردہ احکام فرض نماز سے متعلق تھے۔ واللہ اعلم۔

۲۴۱ وَ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِ وَيَأْتِيهِ أَوْ خَالَتِهَا قَالَتْ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَأَقَامَ الْمَرْأَةُ خَلْفَنَا -

انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اوصان کی ماں یا خالہ کو نماز پڑھائی۔ فرماتے ہیں مجھے تو آپ نے اپنے دائیں کھڑا کیا اور عورت کو ہمارے پیچھے۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۷۔ یہ راوی کا شک ہے۔

۱۷۲ وَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنََّّهُ أَتَى النَّبِيَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَهُ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّغْرِ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّغْرِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللَّهُ حَرَمًا وَ لَا تَعُدُّ - (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۷۲۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے حالانکہ وہ راکع تھے تو انہوں نے صفت تک پہنچنے سے روک کر کہا کہ یہ صغیر ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ چل کر صغیر کو پہنچا تو انہوں نے کہا کہ یہ صغیر ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ چل کر صغیر کو پہنچا تو انہوں نے کہا کہ یہ صغیر ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ چل کر صغیر کو پہنچا تو انہوں نے کہا کہ یہ صغیر ہے۔

۱۷۔ بکرة تاکہ ساتھ آپ شور مچا رہے ہیں۔

۱۸۔ حضرت ابوبکر نے صفت تک پہنچنے سے پہلے ہی نماز کی نیت کی اور غیر تحریمہ اور نہ ہی تاکہ صغیر کو پہنچا کر رکوع میں پائیں اور رکعت پائیں اور تکبیر اولیٰ کی نصیحت بھی حاصل کر لیں۔

۱۹۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارا طلب غیر اور مقام قرب تک وصول کر دے اور دعا کرے۔

۲۰۔ تاکہ منفرد کی صفت کے پیچھے یا صفت تک پہنچنے سے پہلے رکوع اور صغیر کا طرف چلتے ہوئے نماز میں اقتدار

لازم نہ آئے یہ حکم ہے کہ جہاں جگہ نماز کی ہے وہیں گھڑا ہو جائے۔ پس یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ نماز میں ایسے آدمی کا صف میں گھڑا ہونا نماز کو رائل نہیں کرتا کیونکہ آپ نے اس آدمی کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم نہ دیا۔ بعض راوی اس لفظ کلمہ میں کی جزم اور طال کی پیش سے بیان کرتے ہیں اور اسے غلط سمجھتے مانتے ہیں۔ بعضی دو ٹوٹا یعنی دو ٹوٹنے میں اس قدر شبہی نہ کرنا کہ دو ٹوٹنے کی نسبت آجائے۔ مگر پہلی روایت روایت اور روایت صحیح ہے۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا  
کہ جب ہم تین ہوں تو ہم میں سے ایک آگے بڑھ  
جائے۔

(ترمذی)

۱۰۴۳ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ  
أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا كُنَّا ثَلَاثَةً أَنْ يَتَقَدَّمَ مِنَّا  
أَحَدُنَا.

(رِقَاعُ التِّرْمِذِيِّ)

حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے  
ملائک میں لوگوں کی امامت کا اور اونچی جگہ پر نماز پڑھانے  
کھڑے ہو گئے لوگ ان سے نیچے تھے حضرت خذیفہ  
آگے بڑھے اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عمار ان کے پیچھے  
لگ گئے تھے کہ انہیں خذیفہ نے نیچے آکر دیا۔ جب  
عمار نماز سے فارغ ہوئے تو ان سے خذیفہ نے کہا  
کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے نہ سنا کہ  
جب کوئی شخص قوم کی امامت کرے۔ تو اس کی جگہ سے  
اونچی جگہ کھڑا نہ ہو یا اس کی خصلت عمار نے کہا کہ اسی  
پے جب آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں آپ کے  
پیچھے ہوں۔

(ابن ماجہ)

۱۰۴۴ وَ عَنْ عَتَارِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ أَمَرَ النَّاسَ  
بِالْمَدَائِنِ وَقَامَ عَلَى دُكَّانٍ يُصَلِّي وَ  
النَّاسُ أَهْلًا مِنْهُ فَتَقَدَّمَ خُذَيْفَةُ  
فَاخَذَ عَلَى يَدَيْهِ فَاتَّبَعَهُ عَتَارِ حَتَّى  
انزَلَ حَذِيقَهُ فَلَمَّا فَرَغَ عَتَارِ مِنْ  
صَلَاتِهِ قَالَ لَهُ خُذَيْفَةُ أَلَمْ تَسْمَعْ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ إِذَا كُنَّا الثَّلَاثَةَ الْقَدَمُ ثَلَاثُكَ  
يَقُومُ فِي مَقَامٍ رَافِعٍ مِنْ عَتَارِ وَهُوَ  
أَتَمُّهُ ذَلِكَ فَكَانَ عَتَارِ لِمَا ذَلِكَ  
اتَّبَعْتُكَ حِينَ أَخَذْتَ عَلَى يَدَيَّ.

(رِقَاعُ ابْنِ مَاجَةَ)

۱۰۴۵ حضرت عمار رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ جگہ معین ہیں

شہید ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا تھا لَنْ تَكُنَّ الْفِتْنَةُ الْبَاقِيَةُ عَلَيَّ اُمِّي كَرُوهُ قُلُوبُكُمْ مَا كُنْ

۱۲ حضور کا شخص لفظ حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا ان بنا پر آپ کو شک تھا کہ آپ نے یہ لفظ کہا یا اور کوئی لفظ۔

۱۳ اور میں نے آپ کی بات مان لی اور نیچے اتر آیا۔

۱۴ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمار اس مسئلہ کو جانتے تھے اور آپ نے یہ مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا تھا۔ یہاں اگر یہ سوال کیا جائے کہ جب حضرت عمار یہ مسئلہ جانتے تھے تو پھر آپ نے پہلے اس فعل کا اور کتاب کیوں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید آپ کو اس کی یادداشت ذہن میں ملنے لگی تھی جب حضرت خذیفہ نے یاد دلایا تو آپ کو یاد آگیا۔ یا حضرت عمار کا فعل خلاف ادلی تھا نفس جواز کے خلاف نہ تھا اور حضرت خذیفہ کے تو جبر دلانے سے آپ نے ادلی اور افضل فعل کو اختیار کر لیا۔

دانش ہو کہ احناف کا مذہب یہ ہے کہ ایسا کرنا کر وہ ہے کہ تنہا امام ادنیٰ جگہ رکھا ہو اور مقتدی نیچے کھڑے ہوں کیونکہ یہ اہل کتاب کے ساتھ تشبیہ ہے کہ یہ لوگ امام کے لیے بلند جگہ مخصوص کر دے ہیں اور اگر امام کے ساتھ جگہ ملے گی تو کھڑے ہوں تو پھر کر وہ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر سب مقتدی ادنیٰ جگہ کھڑے ہوں اور امام نیچے کھڑا ہو تو عدم تشبیہ کی وجہ سے ظاہر نہایت کے مطابق کر وہ نہ ہوگا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ صورت بھی کر وہ ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ ان میں امام کی تکلیف ہے۔ امام کے حق عزت و احترام میں کوتاہی ہے۔ پھر بلند جگہ کی بندی میں جس کے ساتھ کراہت حق ہے۔ خلاف ہے جس نے کہا درمیانہ قد آدمی کی ادنیائی تک بلند ہی مراد ہے۔ بعض نے کہا اتنی بلند ہی مراد ہے بلکہ اس میں امام اور مقتدی کی جگہ میں فرق و امتیاد محسوس ہو بعض نے کہا ایک گز بلندی مراد ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ حدیث گویا ہے کہ مقتدی کے لیے بلند جگہ پسندیدہ ہے اور شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے کہا دو گز اور زیادہ صاحب خط کہ میں جیسا امام کی بلند جگہ کو تشبیہ موجود ہے۔ ایک گز کی بلندی کی صورت میں کوئی طرانی اور کوتاہی نہیں ہے۔ یہ معلوم ہے کہ مقتدی کے لیے بلند جگہ پر کھڑے تھے۔ اگر اس بلندی علم ہوتا تو اس شخص پر محبت و دلیل قائم ہو جاتی چونکہ اسے مخالفت ہے اور مقتدی کے لیے بلند جگہ ثابت نہایت ہونے کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر شریف بلند ہوتا تھا اس لیے مقتدی میں کوئی شک کہ مقتدی اس بلند جگہ پر یا یہ کہ کہا جائے گا کہ کلامیت اس صورت میں ہے جب کہ بلندی پر کھڑے ہونے کی کوئی دلیل بھی نہ ہو بلکہ مقتدی کے لیے بلند جگہ علم کے خصائص میں سے شمار کیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت اہل بن سعد الحنفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ منبر کس چیز پر تھا فرمایا

۱۰۴۵ وَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ الشَّاعِدِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ أَبِي شَيْخٍ الْإِسْطَبْرِي



فَقَالَ مِمَّنْ أَتَى النَّبَاَ عَمِلَةً  
فَلَانِ مَوْلَى فَلَاحَةً بِرَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسِينِ  
عُمَيْدٍ وَدُضِعَ فَاَسْتَقْبَلَ الْفُتْلَةَ  
وَكَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأَ  
وَبَرَكَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ  
ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ عَلَى  
الْأَرْضِ ثُمَّ عَاذَ إِلَى الْيُسْبَرِ ثُمَّ  
قَرَأَ ثُمَّ بَرَكَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ  
ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ  
بِالْأَرْضِ هَذَا لَقِظُ الْبُعَا رِجِي  
وَفِي التَّشْفِيقِ عَلَيْهِ نَحْوَهُ وَ  
قَالَ فِي أُخْرَى فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ  
عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ  
إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْتُوا بِهِ  
وَلِتَعْلَمُوا مَنِّي

جنگل کے چھاؤں کا واسطہ تھا غلامی کے مولیٰ نے رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنایا تھا اور جب بنایا اور  
لکھا گیا تو حضور الز صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے  
ہوئے قیلے کی طرف منہ کیا اور تکبیر کہی لوگ آپ کے  
پیچھے کھڑے ہوئے آپ نے قرأت کی اور رکوع کیا  
اور لوگوں نے آپ کے پیچھے رکوع کیا پھر پنا سر  
اٹھایا پھر اٹھے پاؤں لوٹے پھر زمین پر سجدہ کیا  
پھر منہ کی طرف لوٹے پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر  
سر اٹھایا پھر پیچھے لوٹے۔ حتیٰ کہ زمین پر سجدہ کیا یہ  
بخاری کے لفظ ہیں۔ اور مسلم و بخاری میں اس کی  
فصل ہے اور اس کے آخر میں بخاری نے فرمایا  
کہ جب فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب متوجہ  
ہوئے۔ اور فرمایا اے لوگو میں نے یہ اس  
لیے کیا تاکہ تم میری اقتدا کرو اور میری نماز  
کو جان لو

✽ ✽

باب النہاری میں۔ ادا آخری صحابی میں منہ سے یہ نیاک میں وفات پائی۔

عمر بن الخطاب کا منبر غریف کس کوڑی کا تھا یہ مطلب اس وقت ہو گا جب کہ سائل کو پیسے سے پتہ ہو کہ وہ کوڑی کا تھا  
نہیں بلکہ اس کا جواب یہ ہو گا کہ وہ کس چیز کا تھا یا کھجور کا تھا یا لکڑی کا۔ جواب کی ظاہر عبارت صور من اثل الغابۃ۔ یعنی  
وہ جنگل کے چھاؤں کی طرف تھا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلا معنی مراد ہے۔ اثل۔ ہمزہ کی زبردستاء کی جزم۔ درخت  
طرف سے اس کے ختم آخر میں معنی چھاؤں میں لکھا اثل ایک درخت ہے چھاؤں کی طرح مگر اس سے بڑا ہوتا ہے۔ غابۃ  
باصطلاح جنگل چھوٹا یا غابۃ شمال اس جگہ کے لیے ہونے لگا جہاں گھنے درخت ہوں۔ شیخ ابن حجر کی  
شرح میں کہا کہ غابۃ مدینہ حبشہ سے تین میل کی مسافت پر ایک جگہ ہے۔

۱۳۷ یعنی وہ خبر غلامی نے جو غلامی طررت کا غلام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنایا تھا۔ اس غلام کا نام  
باقوم مدنی تھا بعض نے کہا اس کا نام میمون تھا مشہور قول اول ہے۔ اس کے نام میں اور اقوال میں بھی ہیں۔ جولائی



انتہائی نہیں۔ مگر عورت کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ بعض نے کہا اس کا نام عذاتہ تھا آپ کا کھڑے کر دیا گیا تیرے پر صلی علیہ وسلم کو چارے سے لے  
منبر بنانا چاہیے تو آپ کے لیے منبر تیار کیا گیا جن کے تین دینے تھے۔ ہر زینے کا بلند ہی ایک باشت تھی اور چوڑائی ایک  
گز تو وہ منبر مسجد خریف میں رکھ دیا گیا۔

۳۷ یعنی میں نے منبر پر اور بلند جگہ پر اس لیے نماز ادا کی ہے تاکہ تم لوگ میری اقتدا اور پیروی کرو۔ اور میری نماز کو جان لو  
بعض نسخوں میں لام کی شدہ لکھنؤ کا صیغہ آیا ہے یعنی تاکہ میری نماز سیکھ لو کہ میں اسے کسی صفت اور کیفیت سے ادا کرتا ہوں۔  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل مبارک ان مقامات میں سے ہے جو امام کے مقتدیوں سے بلند ہونے کا کلاہت سے مستثنیٰ ہے۔  
جیسا کہ گذشتہ حدیث میں اس کی جانب اشارہ گزرا اور آئمہ شافعیہ نے کہا امام کا ادبھی مقام پر کھڑا ہونا اس وقت مکروہ ہے جبکہ  
کسی غرض و ضرورت کے لیے نہ ہو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہاں غرض کیفیت نماز کی تعلیم و تبلیغ تھی۔ پھر یہاں یہ وہم نہ کیا  
جائے کہ یہ فعل کثیر تھا جو مفرد نماز ہے کیونکہ منبر خریف کے تین پائے تھے قریب تھے۔ جن سے اترنا اور ان پر چڑھنا  
ایک یا دو قدم سے میر تھا خصوصاً جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نچلے پائے پر کھڑے ہوئے ہوں۔ واللہ اعلم۔

صحیح عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرہ میں نماز  
پڑھی اور لوگ جبرہ سے باہر آپ کا اقتدا  
کر رہے تھے۔

۱۰۶۶ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّيْتُ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ فِي جُبْرَةِ وَ النَّاسِ  
يَأْتُمُونَ بِهِ مِنْ ذِمَّاتِ الْحُجَّهِ  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۱۰۶۶ یعنی میں نے کہا ہے کہ یہاں جبرہ سے مراد وہ جگہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی کا بنائی تھی جب کہ آپ  
نے احتکاف کا ارادہ کیا تھا اور غمانہ سے رمضان خریف کی ان چند راتوں کی فکر لڑتے ہوئے آپ نے ان میں کھڑے ہو کر صلی  
اور لوگ باہر کھڑے ہو کر آپ کی اقتدا کر رہے تھے اور جب لوگوں نے زیادہ جبرہ کی طرف رخ کر دیا تو آپ نے اسے منع فرمایا  
پڑھنا ترک کر دیا کہ ہم پر فرض ہی نہ ہو جائے جیسا کہ اس حدیث میں اپنے حکام میں آئے۔ جبرہ سے حضرت عائشہ کا ارادہ  
انوار مطہرات رضی اللہ عنہم کا جبرہ مراد نہیں کیا ہے بلکہ آپ میں کھڑے ہوں اور لوگ مسجد میں کھڑے ہو کر آپ کی اقتدا کر رہے ہوں  
کیونکہ اس طرح یہ ممکن نہیں کہ لوگ امام کو دیکھ سکیں۔ جیسا کہ بعض علماء نے کیا۔ بعض علماء نے لایک امام کے ارادے سے  
پر مطلع ہونا ضروری ہے۔ اور یہ چیز بظاہر اس صورت میں مقبوض ہے۔ اور اگر مراد انوار مطہرات میں یہاں کی جبرہ ہے  
مرض موت کا واقعہ ہے۔ کہ آپ اس وقت معذور تھے جیسا کہ علامہ نے فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ  
أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَقَامَ  
الصَّلَاةَ وَصَفَتِ الرِّجَالُ وَصَفَتْ  
خَلْفَتُهُ الْخَلْفَانِ ثُمَّ صَلَّى يَوْمَهُ  
فَكَثُرَ صَلَوَتُهُ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا  
صَلَاةُ كَحَالِ عَبْدٍ لَا عَلَى لَا أَحِبُّهُ  
إِلَّا قَالَ أَمَرْتُ

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت ابومالک الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کیا  
میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی خبر نہ دوں  
حضرت ابومالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز  
قائم کی۔ آپ نے اپنے پیچھے مردوں کی صف بنائی۔ انکے  
پیچھے جوان کی صف بنائی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ تو  
حضرت ابومالک رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز کی کیفیت  
بیان کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابومالک نے فرمایا  
نماز اس طرح ہوتی ہے۔ بعد الا علی راوی کتاب ہے میں گمان  
نہیں کرتا گو یہ کہ آپ نے فرمایا میری امت کی نماز اس طرح  
ہے۔ (ابوداؤد)

۱۔ حضرت ابومالک الاشعری رضی اللہ عنہ مشامیر مجاہد سے ہیں۔ انہیں ابومالک اشجعی بھی کہتے ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔

۲۔ یعنی آپ کے نماز میں کھڑے ہونے کی ترتیب اور کیفیت نماز کے بارے میں خبر نہ دوں۔  
۳۔ یہاں مردوں کا ذکر فرمایا ہے یہاں تک کہ یہاں لڑکیوں کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت عائشہ بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں اس حال میں کہ میں مسجد میں پہلی صف میں تھا  
کہ مجھے پیچھے سے کسی نے کھینچا۔ مجھے ہٹا دیا اور میری  
جگہ خود کھڑا ہو گیا۔ خدا کی قسم مجھے اپنی نماز کی خبر نہ رہی جب  
خارج ہوئے تو وہ ابی بن کعب تھے۔ فرمایا اے جوان  
اللہ تجھے کبھی غلین نہ کرے۔ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ  
عہد وسلم کا ہم سے عہد ہے کہ آپ سے قریب رہیں گے  
پھر آپ جگہ رو ہوئے اور فرمایا رب کعبہ کی قسم۔  
مومنوں کو آگے ہٹا دیا۔ تین بار کہا پھر

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَادٍ قَالَ  
بَيْنَمَا أَنَا فِي السَّجْدَةِ فِي الصَّفِّ  
الْمُتَقَدِّمِ فَجَبَدَنِي رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِي  
فَجَدَدَ لِي مَقَامِي وَكَأَنَّمَا مَقَامِي  
أَمَّا مَقَامِي فَصَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ  
قَالَ هُوَ أَبِي بَنُ كَعْبٍ فَقَالَ يَا قَوْمَ  
لَا يَسْتَوِي اللَّهُ إِنَّ هَذَا عَهْدٌ  
مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ إِلَيْنَا أَنْ يَكُنَّ لَكُمْ أَسْتَبَقَ

فرمایا خدا کی قسم ان پر تم نہیں کرتے، لیکن ان پر تم کرتے  
جنہوں نے ان پر نہیں کیا۔ میں نے کہا: ”اے  
ابو یعقوب! بعد والوں سے آپ کو کیا مراد ہے فرمایا  
امیر لوگ۔“

الْقَبْلَةَ فَقَالَ هَلَكَ أَهْلُ الْعَقْدِ  
وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا شَرَّ قَالَ وَاللَّهِ  
مَا عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَسَى عَلَى مَنْ أَضَلُّوا  
قُلْتُ يَا أَبَا يَعْقُوبَ مَا تَعْنِي بِأَهْلِ  
الْعَقْدِ قَالَ الْأُمَرَاءُ

(نہائی)

(درواہ المفسرین)

۱۷۔ نبی و مہین کی پیش باش دیا مخف قیس بن عباد طبقہ اولیٰ اور تابعین بعروہ سے ہے۔ تقریب قیل الحدیث ہے۔  
خیار صالحین سے ہے شیعہ افکار کا حامل تھا بڑا اللہ کو یاد کرنے والا اور عبادت گزار تھا۔ حضرت علی، حضرت عمر، حضرت ابی  
بن کعب اور عبداللہ بن سلام سے حدیث روایت کرتا ہے۔ اس سے حضرت حسن بصری نے حدیث روایت کی ہے۔ حجاج  
بن یوسف نے اسے قتل کیا۔

۱۸۔ یعنی اللہ کی قسم میں اپنی نماز نہ پاسکا اور یہ چیز فراموش کر گیا کہ کس طرح نماز ادا کروں کہ چند رکعت ادا کر چکا ہوں۔ میری  
یہ حالت غصے اور غضب کی بنا پر ہوئی جو انہوں نے مجھے کھینچا اور افضل جگہ سے مجھے تھکے بٹا دیا باوجودیکہ میں پہلے اس جگہ میں  
کھڑا ہو گیا تھا۔

۱۹۔ جو غلطائے صحابہ میں سے تھے۔

۲۰۔ یعنی اس فعل کی وجہ سے جو میں نے تمہارے کیا، مجھے غم اور حشر محسوس نہ کرنا چاہیے۔  
۲۱۔ یعنی ہم لوگ کہ اہل عقل و فہم اور علم و فضل والے ہیں، چند سلاطین و حکماء کے قریب کھڑے ہوئے اور حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ہم اسی کے مطابق مکمل کرنا چاہتے ہیں۔

۲۲۔ اہل عقید یعنی امراء جو رعایا کے احکام کی حفاظت و نگرانی اور تمام دینی و دنیاوی احکام کا اہتمام کرتے ہیں۔ یہی وہی ہیں کہ  
نماز کی صفوں میں کھڑے کرنے کا اہتمام بھی ان کے فرائض ہے۔

۲۳۔ لیکن میں ان کا غم کھاتا ہوں جنہیں امراء گمراہ کرتے ہیں۔ یعنی عیسائی و مجوسی و دیگر کفار و کلمہ کہتے ہیں کہ عبادت کا معنی یہ ہو کہ مجھے ان لوگوں کی حالت پر افسوس ہے جو امراء کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عبادت کا  
جو امور شریعت میں ماہانت کرتے ہیں۔ اور اس طرح امراء احکام گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ کہ امراء کلمہ کہتے ہیں کہ عبادت کا  
فساد امراء و سلاطین کے فساد کے باعث ہوتا ہے۔ اور یہ سلاطین کا فساد علماء کے فساد کی وجہ سے ہوتا ہے۔ وغیرہ

ظاہر یہ ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا غم و صدمہ ان امراء کے بارے میں تھا جو ان کے زمانہ کے بعد نبی امیر  
میں سے ہونے والے تھے۔ اور طبیعتی نے کہا ہے کہ شاید ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد کے امراء پر چوٹی کی ہوائ تھی

واضح ہو کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی موت غلامت عثمانی کے دور میں ہوئی یعنی نے کہا خلافت فاروقی کے دور میں ہوئی۔ مگر قول اول صحیح تر ہے۔ ممکن ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بعض اہل احکام کے متعلق شکایت ہو خصوصاً امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے بعض احکام کے بارے میں نہ واللہ اعلم۔  
 ۸۸ یعنی قیس بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا۔  
 ۸۹ ابو یعقوب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی کیفیت ہے۔

## بَابُ الْأَمَامَةِ

### امامت کا باب

امامت پہلی پیشوا۔ امام پہلی پیشوا۔ یہاں امامت سے غماز کی امامت مراد ہے جسے امامت صغریٰ کہتے ہیں اور کاروبار عالم میں پیشوائی اور اہل جہان کے امور میں تعریف کو امامت کبریٰ کہتے ہیں۔ اس باب میں اس امر کا بیان ہے کہ امامت کا کون سا حق ہے اور کون اس کے مناسب اور افضل ہے۔

### پہلی فصل

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص قوم کی امامت کرے جو کتاب اللہ کا زیادہ قاری ہو مگر قرات میں سب برابر ہوں تو سنت کا زیادہ جاننے والا۔ اگر سنت میں سب برابر ہوں تو پہلے ہجرت کرنے والا۔ اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو زیادہ عمر رسیدہ کوئی شخص کسی شخص کی ولایت کا جگہ امامت نہ کرے اور نہ اس کے گھر میں اس کے بغیر اجازت اعلیٰ مقام پر بیٹھے۔

(مسلم)

اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ کوئی شخص کسی شخص

### الفصل الاول

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَوْمِ الْأَوَّلِ لِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانُوا رَفِ الْكِرَانِ سَوَاءً فَأَمَلَكُمْ بِالْمَشْتَرِكِ فَإِنْ كَانُوا فِي الشُّعْبِ سَوَاءً فَأَمَلَكُمْ هَبْ كَانُوا فِي الْعِصْرِ سَوَاءً لَأَقْدَمُهُمْ سَلَا وَلَا يُؤْمِنُ الْكُرْجُلُ الْكُرْجُلُ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدُ فِي بَيْتِهِ عَلَى كَرَمَتِهِ إِلَّا يَأْذَنُ بِهِ كَوَا مُسْلِمٌ وَفِي رِدَائِهِ لَهُ وَلَا يُؤْمِنُ

کہاں کے مقرر امامت نہ کرے۔

الرَّجُلُ الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ -

اے یعنی حضرت ابو سعید انصاری رضی اللہ عنہ۔

۲۵ یعنی قرآن حکیم کو تجرید کے مطابق زیادہ عمدہ اور بہتر پڑھنے والا اور خارج حروف وصفات اور اس کے قواعد و قوانین کا زیادہ خیال رکھنے والا۔ مگر اس کے باوجود نماز کے ارکان اور ضروری مسائل و احکام کا عالم بھی ہو۔ اگرچہ مسائل کی تفاسیل اور نماز کے اندر پیش آنے والے حوادث و لوازم کی جزئیات پوری طرح آگاہ نہ ہو۔

۳۰ یعنی جو احکام نماز اور مسائل و حوادث کو بہتر جانتا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ قرات سنو نہ پر بھی ٹھیک طرح مادی ہو۔ یہ حضرت امام احمد اور ان کے بہت سے اصحاب کا مذہب ہے۔ اور امام ابو یوسف بھی اس حدیث اور ابو سعید و ابن عباس رضی اللہ عنہم کی حدیث کی بنا پر جو آگے آ رہے ہیں، اسی جانب ہیں۔ مگر امام ابو حنیفہ و امام شافعی کا مذہب اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ زیادہ علم والا اور زیادہ فقہ جانتے والا صرف اچھی قرات جانتے والے سے فوقیت رکھتا ہے۔ کیونکہ قرات کی تو نماز کے صرف ایک رکن میں ضرورت ہے مگر علم کی تمام ارکان میں ضرورت ہے۔

نقبائے کرام نے فرمایا ہے کہ وہ احادیث جو قرآن اچھا پڑھنے والے کی فوقیت و افضلیت پر دلالت کرتی ہیں یا ان کی دلالت اس بنا پر ہے کہ وہ پڑھنے میں اچھا قاری علم میں بھی افضل و اعلیٰ رہتا تھا۔ کیونکہ یہ حضرات قرآن کی جتنی بھی بات سمجھنے کے ساتھ ساتھ احکام کا علم بھی حاصل کرتے تھے۔ لہذا اس وجہ سے اچھے قاری کو امامت کے لیے افضل قرار دیا گیا۔ مگر مجلس زمانہ میں ایسا نہیں ہے۔ اس لیے ہم نے زیادہ علم رکھنے والے کو امامت کے لیے افضل و بہتر قرار دیا ہے۔ کذا فی الہدایہ۔

سوال۔ اگر تم یہ کہو کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک کا معنی کیا ہوگا۔ فان کلا فی القرآن سائغہ علم بالسنۃ۔ یعنی اگر علم قرات میں سب برابر ہوں تو پھر امامت کے زیادہ لائق وہ ہوگا جو سنت کا علم زیادہ جانتا ہو۔ کیونکہ یہ بھی بیان کردہ تاویل کے مطابق قرات میں مساوات و برابری علم میں مساوات کو مستلزم ہے۔ اسی کا جواب یہ ہے کہ یہ قول ظاہر و باطنی اعتبار سے ہے۔ قطعی اور کلی نہیں کیونکہ یہ چیز طے شدہ ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ زیادہ قاری تھے اور حضرت ابی مسعودؓ علم میں بڑھ کر تھے۔ اس لیے یہ ممکن ہے کہ قرات میں تو وہ شخص برابر ہوگا مگر اس کے بعد وہ جس سے پر فوقیت رکھتا ہو تو شارع علیہ السلام نے اس متغیر و ممکن صورت کو بھی بیان فرما دیا۔ جب کہ ایسا احمدیہ کی کسی فرقہ پر یا کسی مائتہ سے نہیں ہے۔ ہمارے زمانے کے پیش نظر بیان فرمادی کہ قرات میں وہ آدمی مساوی ہوں گے جس کی نہ چوں جیسا کہ باقی کلا فی شریک میں آیا ہے۔ اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اقرا کا معنی اعلیٰ بالکتاب ہے۔ یعنی جو کتاب اللہ کا علم زیادہ رکھتا ہو۔ جیسا کہ انہوں نے اس کا معنی کیا ہے کہ اقرا کا معنی ایسا ہے کہ اندوہ نہیں میں پر حریف طاہر کرتی ہے۔ یہ ہے کہ اگر قرات اور احکام کا علم میں برابر ہوں تو پھر وہ شخص امامت کا زیادہ مستحق ہے جو حدیث اور سنت کے علم میں بڑھ کر ہو۔

علمائے یہ بھی کہاب سے کہ بہترین دلیل جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ علم امام بننے کے زیادہ لائق ہے یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض موت میں حضور نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے آگے کیا۔ حالانکہ صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر سے بڑھ کر قاری موجود تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اسی لیے آگے کیا گیا کہ وہ کتاب و سنت کے سب سے بڑھ کر عالم تھے۔ دلیل اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہمارے ہاں ہے اقرءکم اٰتٰی تم میں سب سے بڑھ کر قاری ابی بن کعب ہے اور دلیل ثانی ابوسعید کا یہ ارشاد ہے کان ابوبکر اعلیٰ یعنی ہم میں سب سے بڑھ کر عالم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت کا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا آخری واقعہ ہے۔ جیسا کہ شیخ نے کہا۔  
 ۵۷ یعنی اگر نماز پڑھنے والے علم سنت و قرأت میں برابر ہوں تو پھر امامت کے لیے اسے آگے کریں جس نے ہجرت کرنے میں پیش قدمی کی ہو یعنی جس نے مدینہ طیبہ کی طرف سب سے پہلے ہجرت کی ہو اور اس فضیلت میں نسبت لے چکا ہو وہ امامت خاندان کے لیے اولیٰ اور زیادہ حق دار ہے۔ اور فقہ میں قرأت اور علم میں برابر ہونے کی صورت میں زیادہ متقی اور پرہیزگار کو امامت کے لیے افضل قرار دیا گیا ہے کیونکہ جب وطن سے ہجرت کرنا منسوخ ہو چکا تو ہجرت وطن کے بجائے گناہوں اور خطاؤں سے ہجرت جو انسانی طبیعت کا وطن ہے، کا اعتبار کیا گیا۔ ایک حدیث میں آیا ہے المہاجر بن مہاجر انھایا والذنب یعنی مہاجر وہ ہے جو گناہوں اور خطاؤں کو ترک کر دے۔

۵۸ یعنی اگر علم، قرأت اور ہجرت اور ورع و تقویٰ میں سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرے جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔ اس حدیث میں مراتب اکثر نماز اتنے ہی بیان ہوئے ہیں اور علمائے کہا ہے کہ اگر عمر میں برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرے جو ان سب سے زیادہ خوش شکل اور حسین و جمیل ہو اور شکل و صورت میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کا زیادہ اہل ہے کہ جو ان میں زیادہ شریف النسب ہو۔ اور اگر ان سب مذکورہ امور میں برابر ہوں تو پھر امامت کے لیے قرعہ اندازی کریں یا قوم جسے امام بنائے۔ کذا ذکر الشیخ ابن الہمام۔ علمائے یہ بھی کہا ہے کہ مسافر اور متیم امامت میں برابر ہیں۔ بعض کے نزدیک متیم اولیٰ ہے یعنی متیم نمازیوں کے لیے متیم امام بہتر ہے اور کتاب و حدیث میں جو امام شافعی رحمۃ اللہ کے مذہب کا کتاب ہے، اس کے بعد طب کو مقدم قرار دیا اس کے بعد خوش لباس امام کو پھر خوش آواز کو اس کے بعد خوش شکل امام کو۔

۵۹ ایوئمن یا کی زیر ہنرہ کی پیش۔ مہم کی زیر اور نون۔ شد۔ یعنی کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کے محل ولایت و اختیار اور اس کے مقام حکم و سلطنت میں اور اس جگہ جو اس کے ملک و تصرف میں ہو، امامت نہ کرے۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔ فی ہلہ یعنی اس کے اہل اور اس کے دائرہ تصرف میں۔ یعنی کسی جگہ کے والی کے دائرہ ولایت میں امامت نہ کرے بلکہ ترتیب کا لحاظ کرے۔ یعنی سب سے پہلے امام اعظم کا حق ہے اور پھر اس کے عہدہ کردہ خلیفہ اور حکام کو خصوصاً عید مل اور جمعوں کی امامت میں۔ اسی طرح امام قبیلہ اور امام اہل خانہ۔ ان کی اجازت سے۔ امام بن سکتا ہے

کیونکہ ان کے بلا اجازت امام بننا اس کے امر سلطنت و عزت کو منور کرنے سے امتدایں ہیں لیکن اللہ کلک تعقی اور مخالفت کا موجب ہے۔ حالانکہ اسلام میں جماعت کا حکم جو تہذیب و شریعت ہی ان خلو علیہ لایقض، قطع تعقی۔ مخالفت کا کہہ دے کرتے کے لیے آیا ہے۔ مردی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے غنیم فضل و شرف کے باوجود حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے جو بلاشبہ ایک ظالم و فاسق انسان تھا۔

کے لا یقعدہ حال کی ختم اور پیش۔ یعنی کوئی آدمی دوسرے آدمی کی جاتے تکریم پر نہ بیٹھے۔ تکریم سے مراد مدد اور سستی اور تحیم ہے جو اس سے اپنے لیے بچا رکھا ہوتا ہے۔ تکریم کا اصل تکریم و اکرام ہے یعنی اس کی عزت دانی جاتے نشست۔ بعض نے تکریم سے دسترخوان مراد لیا ہے مگر پہلا معنی زیادہ درست ہے۔ ہاں اس کی اجازت اور اذن سے بیٹھ سکتا ہے۔ اس استثناء کا تعلق دونوں مکمل لایون اور ملا یقعدہ کے ساتھ ہے۔

۱۵ اس روایت میں سلطانہ کی جگہ فی اہلہ کی لفظ آیا ہے اسی وجہ سے لفظ سلطان کی تفسیر یہاں اس کی ملک و حکم سے کی گئی ہے۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نماز کرو

پہلے آئینہ دیکھو کہ تمہاری حالت کیا ہے

خدا کے سامنے تمہاری حالت کیا ہے

وہاں تک کہ تمہاری حالت دیکھو

وہاں تک کہ تمہاری حالت دیکھو

وہاں تک کہ تمہاری حالت دیکھو

وہاں تک کہ تمہاری حالت دیکھو

وہاں تک کہ تمہاری حالت دیکھو

وہاں تک کہ تمہاری حالت دیکھو

وہاں تک کہ تمہاری حالت دیکھو

وہاں تک کہ تمہاری حالت دیکھو

وہاں تک کہ تمہاری حالت دیکھو

وہاں تک کہ تمہاری حالت دیکھو

۱۰۰ وَ عَنِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنَّا

ثَلَاثَةً فَلْيُؤَمِّمْ أَحَدُهُمْ وَأَحْتَضِرْهُ

بِالْمَاةِ أَقْرَاهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي

ذِكْرِ حَدِيثِ مَالِكٍ أَبِي الْحَوَرِثِ فِي

بَابِ بَعْدَ بَابِ فَضْلِ الْآذَانِ -

۱۱ میں افراد کی قیادت کرتا ہے اگر اس سے زیادہ کم ہیں تو میں ہی ہوں

۱۲ حدیث۔ ملک پیش واد کی ربر اور ملک تدیر

۱۳ اس حدیث میں یہ حکم ہے کہ جب دو مسلمان اکٹھے ہوں تو ایک ان کا

مشکوٰۃ) لے اس حدیث کا وہاں ذکر کرنا مناسب جانا اور صاحب مضامین نے یہاں اس حدیث کا ذکر کر دیا

۱۴ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤَمِّمْ

لَكُمْ خَيْرُكُمْ وَ لِيُؤَمِّمْ قَرَأَكُمْ

۱۵ حضرت ابو عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص نماز کرو

جو تم میں بہتر ہو۔ اور اس وقت کہ تم میں سے زیادہ تمہاری

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

۱۶ حضرت ابو عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص نماز کرو

جو تم میں بہتر ہو۔ اور اس وقت کہ تم میں سے زیادہ تمہاری

(قَدْ كَانُوا الْبُزْجَاوَدَ)

(البوادود)

مطلوبہ جو تم میں نیک اور دیندار ہو چکے ہوں کیونکہ لوگوں کے اوقات نماز و روزہ کا معاملہ اس کے سپرد ہے تو چاہیے کہ موزن  
امین اور دیندار ہو چکے موزنوں کے لیے یہ حکم بھی ہے کہ بلند جگہ کھڑے ہو کر اذان دیں۔ اس صحت میں موزن کی نگاہ لوگوں  
کے گھروں کے اندر بھی جاسکتی ہے اس لیے چاہیے کہ اس کی نگاہ محارم پر نہ پڑے۔ اور ان کے پوشیدہ امور دیکھنے سے  
پرہیز کرے۔

حضرت ابو عطیہ عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
حضرت مالک بن انور رضی اللہ عنہ ہماری جاکٹ سے نماز  
میں تشریف لایا کرتے اور بات چیت کیا کرتے تھے ایک  
دن نماز کا وقت ہو گیا ابو عطیہ کہتے ہیں ہم نے ان سے کہا  
آپ آگے ہوں اور امام نہیں انہوں نے کہا تم لوگ اپنے میں  
سے کسی کو آگے کر دو کہ وہ امامت کرے میں ابھی تمہیں بتاؤں گا  
کہ میں تمہارا امام کیوں نہیں بنتا میں نے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو آدمی کسی قوم کی زیارت کو جائے  
وہ ان کا امام نہ بنے بلکہ ان میں سے کوئی امام بنے۔ البوادود  
ترمذی۔ نسائی اور ترمذی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے  
لفظ پر کھڑکی کی ہے۔

عَنْ أَبِي عَطِيَّةٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ كَانَ  
مَالِكُ بْنُ أَنُورٍ الْحَوِیْثِ یَأْتِنَا إِلَى مُعَلَّكَ  
یَتَحَدَّثُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ یَوْمًا قَالَ  
أَبُو عَطِيَّةٍ فَقُلْنَا لَهُ تَقْدَمُ فَصَلِّهِ قَالَ  
لَنَا قَدِمُوا رَجُلًا مِنْكُمْ یُصَلِّی بِكُمْ  
وَسَلِّحُوا لَمْ یَكُنْ أَحَدٌ مِنْكُمْ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
یَقُولُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا یُؤْمَرُهُمْ وَ  
لَا یُؤْتَمُّ مِنْهُمْ سَجَلٌ وَمَنْعُهُمْ رِقَاةَ الْبُزْجَاوَدِ وَ  
الْزَمِیْمِ وَالتَّسْلُیِّ إِنْ لَمْ یَقْصُرْ  
عَنِ الْخَطِّ الْبَیِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نہیں بلکہ ان میں سے کسی کا زبردستی آپ تابعین کے طبقہ ثالثہ میں سے ہیں۔

ابو نیکب صاحب میں سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور بیس روز آپ کی خدمت و  
محبت میں رہے۔

یہ بھائی تو مسجد ہو گئی یا اور کوئی جگہ جو انہوں نے نماز کے لیے متعین کر رکھی تھی۔

یہ بھی قابلِ اذان نہ ہونے کی صورت میں ہے مگر حضرت مالک نے اسے مطلق پر عمل کیا اور امامت نہ کرانے  
میں صحت دیکھی۔

ابو مالک نے تشریف لانے اور انہیں امامت کی تکلیف دینے اور ان کا امامت سے انکار نہ کرنے  
ذکر نہ کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں

عَنْ أَبِي أَنَسٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ رَسُولُ



اَللّٰهُمَّ صَلِّ اِلَيْهِ وَسَلِّمْ اَوْ  
مَكْتُومٍ يَوْمَ النَّاسِ وَهُوَ اَعْلٰى  
(دَوَاۓ اَبُو دَاوُد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ  
عنه کو (اپنا) قائم مقام بنایا کہ وہ لوگوں کے امام بنیں حالانکہ  
وہ ایک نابینا شخص تھے (ابوداؤد)

اے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ شاہیر صحابہ میں سے اور قدیم الاسلام اور ہاجرین اولین میں سے ہیں اور سورہ نبی و قوٹی  
سے سب نزول میں عظام نے کہا ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم تیرہ مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ نماز بنے۔ ان میں سے ایک  
بار غزوہ تبوک کے وقت خلیفہ نماز مقرر ہوئے۔ حالانکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مدینہ طیبہ میں موجود تھے اور حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اہل و عیال کی حفاظت کے لیے خلیفہ بنا کر تشریف لے گئے تھے۔ اس موقع پر حضرت ابن ام  
مکتوم کو خلیفہ بنانے کا باعث یہ تھا کہ اگر حضرت علی کو ہی نماز کا خلیفہ بھی بنایا جاتا تو پھر اہل و عیال کی ذمہ داری میں  
فصل واقع ہوتا۔

۱۔ اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ ایک نابینا شخص کا امام بننا بلا کراہت جائز ہے اور حنفی مذہب کی روایات  
نقیبہ میں بھی آیا ہے کہ اگر نابینا آدمی قوم کا مقتدا بنے تو جائز ہے۔ بعض نے کہا کہ اگر زیادہ ظلم والا نابینا ہی ہو تو اسے امام  
بنانا اہل اور بہتر ہے۔ جیسا کہ شرح کنز میں مبسوط سے منقول ہے۔ کتاب اشہاد والانتظام میں بھی ایسا ہی ہے۔ اہل حدیث نے  
شیخ اجل اکرم اہم حضرت عبدالوصاب متقی کی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آخر عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی اور اس حالت میں اپنے  
ساتھیوں کی امامت کرتے تھے۔ میرے دل میں ان کی امامت کی بات کھٹکتی تھی مگر اندازہ ادب اور اس امتداد کی بنا پر کہ جو  
کچھ آپ کرتے ہیں غلام سنت نہیں ہو سکتا، سوال کی جرأت نہ کرتا تھا۔ اس کے بعد میں نے فقہی ایکسپریٹس کو نابینا  
کی امامت کے جواز کو واضح کرتی تھی۔ اس حدیث میں اس امر کی دلیل بھی ہے کہ افضل کے ہوتے ہوئے غیر افضل کی امامت  
جائز ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے اس حدیث کی بنا پر جو مذکور ہوا، حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو  
نظور نے امامت کے لیے مقرر فرمایا۔

۲۔ وَ عَنْ اَبِيْ اَمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اَللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ثَلَاثًا  
لَّا تُجَاوِزُ صَلَواتُہُمْ اِذَا لَفَہُمُ الْعَبْدُ  
الْاَبْقٰی حَتّٰی یَمُوتَ وَ اَمْرًا ہَا تَنْتَ وَ  
ذَوْجُہَا عَیْبًا مَّا خُفَّ وَ اِمَامٌ قَوْمٌ  
وَمَنْ لَّہُ یُؤْمِنُوْنَ نَقَاۃَ التَّوْمِیْدِیْنِ  
وَ قَالَ ہَذَا حَوِیْثٌ خَرِیْبٌ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آپ کو (اپنے) کھانا کے  
کانوں سے آگے نہیں بڑھایا۔ ایک بھلا ہوا غلام یا غلام کے  
والوں کا جائے۔ دوسری وہ حدیث جہاں حال میں رات بھر کرے  
کہ اس کا فائدہ اس سے ناراض ہو تو تیسرا وہ امام جو کسی قوم کا  
بنامہ ہوا اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ اسے ترمذی  
نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۱۷ یعنی مقام قبولیت اور رکعتیں حق کے مقام تک نہیں پہنچتی۔

۱۸ یعنی کسی حق اور جائز بات پر غلطی ہو اور اگر کسی ناجائز بات پر ناراض ہو تو پھر معاملہ الٹ ہو جائے گا

۱۹ یعنی کسی شرعی مذہب امر کی بنا پر اس سے ناخوش ہوں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی وہ جو لوگوں کا امام بن بیٹھے اور لوگ اسے ناپسند جانتے ہوں۔ وہ آدمی جو کمزور دقت میں نماز پڑھے یعنی دقت فوت ہونے کے بعد آئے تیسرا وہ شخص جو کسی آزاد کو غلام بنائے

(ابوداؤد)

(ابن ماجہ)

۲۰ وَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلُوبُهُمْ لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلَاتُهُمْ مِّنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَ هُمْ لَهُ كَارِهُونَ وَ رَحِبَ أَقَى الصَّلَاةِ دَبَارًا وَ الذَّهَابُ آتٍ يَأْتِيهَا بَعْدَ أَنْ تَفُوتَهُ وَ يَجُئُ اعْتَبَدَ مُسَرَّةً

رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ

۲۱ اصل میں منظور بارہاں کی زیر سے آیا ہے یعنی دقت کا مستحب گزرنے کے بعد آدمی کا نماز پڑھنا۔

۲۲ یعنی غلام کو آزاد کرنے کے بعد اس پر جبر و قہر یا اس کی آزادی کو پرشیدہ نہ کر غلام کی طرح اس سے خدمت

یتا ہے یا کسی آزاد پر غلام ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کا مالک بن جائے اور اس میں مالکانہ حیثیت سے تصرف کرے

حضرت سلمۃ بن اکرم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھی قیامت کی علامات سے ہے کہ اہل مسجد امامت نماز کو ایک دوسرے پر ڈالیں گے۔ اور کوئی ایسا آدمی نہ پائیں گے جو انہیں نماز پڑھائے

(احمد۔ ابوداؤد)

(ابن ماجہ)

۲۳ وَ عَنْ سَلَامَةَ بْنِ اَكْرَمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَذَكَّرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ لَا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ

رواہ أحمد و ابوداؤد و ابن

ماجہ

۲۴ سین کی زبرد اور لام محض بڑھ چکی پیش۔ آپ قبیلہ ازوسے ہیں۔ بعض نے کہا قبیلہ اسد سے ہیں صحابیہ ہیں۔ ان

کی احادیث اہل کوفہ کے پاس ہیں۔

۲۵ ان کے جہل اور امامت کی نااہلی کی بنا پر۔ دراصل یہ کٹاہی ہے اس بات سے کہ آخر زمانہ میں جہالت اور

فسق پھیل جائے گا۔

۱۰۵۷ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قُلْتُ قَالَ  
يَسْأَلُ اللَّهُ صَلَاتِي عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ  
أَمِيرٍ بَرٍّ كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ  
الْكِبَايْرَ وَالْعُلُوَّةَ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَهُ  
كُلِّ مُسْلِمٍ بَرٍّ كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ  
عَمِلَ الْكِبَايْرَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر یہ وقت کے ساتھ  
ہرگز کا فوجوں سے جہاد کرنا فرض ہے وہ امیر ہو یا فاجر  
فاجر اور ہر مسلمان کے پیچھے نماز ادا کرنا فرض ہے وہ مسلمان  
نیک ہو یا فاجر و فاجر اگرچہ وہ کبیر و گناہوں کا مرتکب ہے  
ہر مسلمان کا فوجی جہاد و مسلم پر فرض ہے چاہے وہ نیک  
ہو یا فاجر اس کا چہ وہ کبیر و گناہوں کا مرتکب ہے۔

(نفاۃ ابو داؤد)

(ابو داؤد)

اسے یعنی اس کی اقتدائیں نماز ادا کرنا جائز ہے اگرچہ کردہ ہے یہ اس کے جہاد کا عقیدہ رکھنا واجب ضروری ہے یعنی  
نے اس حدیث سے وجوب جماعت پر استدلال کیا ہے مگر ایسے شخص کی اقتدائیں اس وقت نماز پڑھنا جائز ہے جب کہ اس کا  
مستحق حد کفر کو نہ پہنچا ہو اور کوئی مرد صلح موجود نہ ہو۔

۱۰۵۸ اور وہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقربوں کے ہاتھ میں رکھی تھیں یہ بھی کہیں نہ رکھی تھیں تو اس  
سے مقصود جہاد اور ذات تھی۔ اسی طرح اس پر آپ نے نماز جنازہ نہ پڑھنی کہہ دیا کہ حدیث میں (کہ جہاد و انہ کے طور پر  
نہ پڑھیں) اب علماء کا اتفاق ہے کہ ان سب پر نماز جنازہ پڑھنا فرض ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں میں نے یہ حدیث اس کے ہاتھ میں  
شریک نہ ہو باقی سب لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔

## الفصل الثالث

۱۰۵۹ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا  
بِمَاءٍ مِمَّا التَّائِسِ يَمْشِي بِنَا التَّوَكُّانُ  
كَسَأَلْنَاهُمْ مَا لِلتَّائِسِ مَا لِلتَّائِسِ مَا  
هَذَا الرَّجُلُ يَقُولُونَ يَنْعَمُ أَنَّ اللَّهَ  
أَرْسَلَهُ أَوْحَى إِلَيْهِ أَوْحَى إِلَيْهِ كَذَا  
وَكُنْتُ أَحْفَظُ ذَلِكَ الْكَلَامَ كَمَا كُنَّا  
يُقَرِّئُ فِي صَدْرِي وَكَانَتْ الْعَرَابُ  
تَكَلَّمُ بِإِسْلَامِهِمْ أَلْفَتَحَ فَيَقُولُونَ

۱۰۵۹ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا  
بِمَاءٍ مِمَّا التَّائِسِ يَمْشِي بِنَا التَّوَكُّانُ  
كَسَأَلْنَاهُمْ مَا لِلتَّائِسِ مَا لِلتَّائِسِ مَا  
هَذَا الرَّجُلُ يَقُولُونَ يَنْعَمُ أَنَّ اللَّهَ  
أَرْسَلَهُ أَوْحَى إِلَيْهِ أَوْحَى إِلَيْهِ كَذَا  
وَكُنْتُ أَحْفَظُ ذَلِكَ الْكَلَامَ كَمَا كُنَّا  
يُقَرِّئُ فِي صَدْرِي وَكَانَتْ الْعَرَابُ  
تَكَلَّمُ بِإِسْلَامِهِمْ أَلْفَتَحَ فَيَقُولُونَ

أَتَزْكُوهُ وَ قَوْمَهُ فَإِنَّهُ لَنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ  
 نَهْمٌ نَحْنُ صَادِقٌ فَلَمَّا بَكَتْ وَقَعَتْ  
 الْفَتْحُ بَادِيَ كُلِّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ  
 وَ تَدَارَى رَأْيَ قَوْمِي بِإِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا  
 قَدِمَ قَالَ بِحُبِّكَ وَ أَطْلَعَهُ مِنْ عَسَدِ  
 النَّبِيِّ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوا صَلَاةَ كَذَا  
 فِي حَيْثُ كَذَا وَ صَلَاةَ كَذَا فِي حَيْثُ  
 كَذَا فَإِذَا أَحْضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤْزِنْ  
 أَحَدُكُمْ فَلْيُؤْزِنْكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا فَظَرُّوا  
 فَلَمْ يَكُنْ أَحَدًا أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنْي لَمَّا  
 كُنْتُ أَتْلُوُ مِنَ الزُّكْبَانِ فَقَدْ مَوَّيْتُ  
 بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَ أَنَا بَيْنَ سِتٍّ أَوْ  
 سَبْعٍ سِتِّينَ وَ كَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ  
 كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصْتُ مِنْهَا  
 لَقَالَتْ بَعْضُهُنَّ مِنَ الْمَوْنِ لَا تَغْطُونَ  
 جَنَابَ أَيْدِيكُمْ وَ نَبَا شَيْئًا  
 فَكُنْتُ لِي رَقِيمًا فَمَا فَرَحْتُ بِشَيْءٍ  
 قَرِيبٍ بِذَلِكَ الْقَمِيمِ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

تھے کہ انہیں ان کی قوم کے ساتھ چھوڑ دو۔ اگر وہ ان  
 پر غالب آجائیں تو پہلے ہی ہیں۔ جب فتح ہو کہ کاوا کہ  
 ہو گیا تو ہر قوم اسلام لانے میں جلدی کرنے لگی۔ میرے  
 والد اپنی قوم کی طرف سے اسلام لانے جلدی پہنچ گئے جب  
 آئے تو رے۔ خدا کی قسم میں پہلے ہی کے پاس سے  
 ہو کر آ رہا ہوں۔ دیکھا کہ نماز نماز وقت میں اور نماز  
 نماز نماز وقت میں پڑھا کر دے۔ جب وقت نماز آئے  
 تو تمہارا کوئی فرد اذان دے اور امامت وہ کرے  
 جسے قرآن زیادہ یاد ہو۔ انہوں نے دیکھا کہ مجھ سے زیادہ  
 قرآن مان کوئی نہ تھا۔ کیونکہ میں قافلوں سے سن کر یاد کرتا  
 رہتا تھا۔ انہوں نے مجھے ہی آگے کر دیا۔ حالانکہ میں عمر  
 میں چھ یا سات سال کا تھا۔ مجھ پر ایک چادر تھی۔  
 کہ جب میں سجدہ کرتا تو چادر چلتی (کھل جاتی) تھی  
 قبیہ کی ایک عورت بولی کہ اپنے قاری کے چوڑے  
 کیوں نہیں ڈھکتے تو اس پر انہوں نے میرے لیے  
 قمیص خرید کر کٹوائی۔ مجھے جتنی خوشی اس قمیص سے  
 ہوئی اتنی کسی چیز سے نہ ہوئی تھی۔

۱۶  
(بخاری)

اس حدیث میں کہ ہر کون ممالی می۔ اللہ کی محبت میں اختلاف ہے۔ لفظ سہ ہر جہد میں کی زبردستی ہے۔ مگر عربوں میں  
 اور بعض علماء کا ایک قول ہے۔  
 یہ پہلی اور سہارمی۔

اس حدیث میں کہ ہر کون ممالی می۔ اللہ کی محبت میں اختلاف ہے۔ لفظ سہ ہر جہد میں کی زبردستی ہے۔ مگر عربوں میں

اس حدیث میں کہ ہر کون ممالی می۔ اللہ کی محبت میں اختلاف ہے۔ لفظ سہ ہر جہد میں کی زبردستی ہے۔ مگر عربوں میں

اس حدیث میں کہ ہر کون ممالی می۔ اللہ کی محبت میں اختلاف ہے۔ لفظ سہ ہر جہد میں کی زبردستی ہے۔ مگر عربوں میں

اور پیغام اور دل میں کوئی بات ڈالنا۔

۱۵ یعنی قرآن مجید کی وہ آیات جو وہ پڑھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حالات بیان کرتے تھے کہ اصل میں لفظ بغیر آیا ہے۔ اس کا معنی ہے کسی چیز کا چسپاں ہو جانا۔ غراسے مد سے یا غیر مد سے مشتق ہے۔

۱۶ کہ اگر مکہ فتح ہو گیا تو ہم لوگ بھی اسلام لے آئیں گے۔

۱۷ یعنی عرب کے لوگ کہتے تھے اس مرد کو اس کی قوم کے ساتھ چھوڑ دو یعنی قریش کے ساتھ جو بزرگ ترین اور رئیس ترین عرب میں اور مکہ کے باشندے ہیں جو عرب بلکہ سارے جہاں سے اشرف ترین جگہ ہے۔

۱۸ یعنی ہجرت کے اٹھویں سال۔

۱۹ جیسا کہ سورۃ اذا جاء نصر اللہ کا مضمون اس کی خبر دے رہا ہے۔

۲۰ محدثین کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ عربوں کے لیے اپنے باپ کے ہمراہ تھے یا نہ تھے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ آپ صحابی ہیں یا نہیں۔ حدیث کے الفاظ کا ظاہر انداز اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ صحابی ہیں۔ واللہ اعلم۔

۲۱ یعنی نماز کے تمام اوقات کی تعیین فرمادی۔

۲۲ یہاں تک کہ میرا سر برہنہ ہو جاتا تھا۔

۲۳ یعنی اس عجیب و غریب قیص کے سننے پر کیونکہ کس ہونے اور اعتناء قیصت کے باعث میں نے اس سے قبل کبھی قیص زیب تن نہ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اس مرتبہ پر پہنچا دیا۔

۲۴ اس حدیث سے شافعیہ نے نابالغ کی امامت کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ تاہم نابالغ اولیٰ ہے۔ اگرچہ نابالغ فقہ و قرات میں فائق ہی ہو کیونکہ نابالغ کی امامت کی صحت میں علماء کا اختلاف ہے۔ یہ اختلاف مدخل اس اختلاف کی طرف رجوع کرتا ہے کہ فرض داسے کی نفی داسے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ مگر حضرت ابی ہریرہؓ کی اس حدیث پر گفتگو ہو چکی ہے۔ اور آئندہ باب میں ملے گی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے جب ہاجرین اور ان میں سے حضرت عمرؓ کی اس وقت کی امامت سنا تو میں ابو ہریرہؓ کے پاس گیا۔ حالانکہ ان میں حضرت عمرؓ کی امامت اور ابو ہریرہؓ کی امامت بھی تھی۔

۱۰۵۹ وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ الْمَدِيْنَةَ كَانَ يَوْمُهُمْ سَالِمٌ قَوْلِي أَبِي حَذِيقَةَ وَ فِيهِمْ عُمَرُ وَ أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ جَبْرٍ الْأَسَدِي -

(رواۃ البخاری)

۱۵ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آپ کے ہم سے ہجرت کرنے کے مدینہ طیبہ آپ کے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں

حضرت میں سے تھے۔

۲۵ یہ ملک فارس سے تعلق رکھتے تھے اور فضلاء موالی اور خیار صحابہ میں سے تھے۔ اور قرآن و قرآن میں شمار ہوتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ چار حضرات سے قرآن حاصل کرو۔ ان میں ایک حضرت سالم کو شمار کیا۔

۲۶ یہ حضرت کبار صحابہ میں سے تھے۔ ان کے ہوتے ہوئے حضرت سالم کا امامت کرنا یا تو اس بنا پر تھا کہ وہ اچھے قاری تھے یا کسی اور مصیبت کی بنا پر۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی نمازیں ان کے سردوں سے ایک بالشت بھی بلند نہیں ہوتیں۔ وہ آدمی جو لوگوں کی امامت کرے اور لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ وہ عورت جو اس مال میں رات گزارے کہ غلام اس پر ناراض ہو اور دو مسلمان بھائی جو آپس میں قطع تعلقی کر لیں۔

۱۰۰ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تَرَفَعُ لَهُمْ صَلَوَاتُهُمْ قَنَاقَ نَعُوسِهِمْ شَبْرًا تَجَلُّ أَمْرُ قَوْمًا وَ هُمْ لَهُ كَارِهُونَ وَ أَمْرًا بَاتَتْ وَ زَوْجًا عَلَيْهِمَا سَاخِطٌ وَ أَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ -

(دفعۃ ابن ماجہ)

(ابن ماجہ)

یعنی اسلامی حقوق سلام و سلام وغیرہ کو نظر انداز کر دیں یعنی تین دن سے زیادہ آپس میں قطع تعلقی کو باقی رکھیں۔ اس مسئلے کی قدر سے تفصیل ہے جو اپنے مقام میں مذکور ہے۔

## بَابُ مَا عَلَى الْإِمَامِ

### امام پر کیا لازم ہے

یعنی حق کا بیان و مقتدیوں کے لیے امام کے ذمہ ہیں امام کے ذمہ اہم چیز یہ ہے کہ مقتدیوں کے حال کا لحاظ کرتے ہوئے بھی نماز پڑھے کیونکہ مقتدیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں۔ بوڑھے اور کام کاج کرنے والے بھی۔ لہذا نماز کو مناسب مقدار سے زیادہ لمبا نہ کرے کہ مقتدی جماعت میں شامل ہونے سے گریز کریں۔ واضح ہو کہ نماز کے ہلکا کرنے اور لمبا نہ کرنے سے یہ مراد نہیں کہ قنات اور تسبیحات میں اندازہ سنت کو ترک کر دے اور آداب و سنن کی رعایت کرنے میں سستی کرے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ قدر کفایت پر اکتفا کرے۔ چنانچہ فقہ میں مذکور مفصل



یعنی بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کے ہونے کی آواز سننے کو نماز کو بکا کرتے۔ اس اندر پیشے کی بنا پر کس کی ماں  
نقہ میں یہ نہ ہو بلکہ یعنی بیکہ کہ چھوٹا لے کے یہ نماز نہ کر دے۔ یا اس کا شروع و ختم بر باد نہ ہو جائے۔

۱۰۰ وَ عَنِ ابْنِ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتَ  
لَا تَقْطَعْ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ بِمَا لَمْ يَكُنْ  
فَاسْمُهُ بَيْنَهُ الْقَبِيلُ فَأَتَاهُ جَدُّهُ فِي مَدِينَةٍ  
مِنْهَا أَهْلَهُ مِنْ شَيْئِهِ وَجَعَلَ أَوْتَمَرُ مِنْ  
بَنَاتِهِ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز میں داخل ہوتا ہوں  
اسیلا سے ہلکا کرنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ اس دوران میں اپنے  
کے ہونے کی آواز سناتا ہوں تو اپنی نماز ہلکی اور مختصر کرتا ہوں  
اس بنا پر جو اس پنچے کی ماں میں سخت صدمہ اور اثر محسوس  
کرتا ہوں پنچے کے ہونے کی وجہ سے

(بخاری)

وَعَنْ ابْنِ قَتَادَةَ

ابن قنبرہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ شہید علیہ السلام نے صحابہ میں شہرہ ہوتے ہیں۔ بیعت عقبہ میں موجود تھے غزوہ بدر  
میں حاضر تھے ان کے ساتھ صدمہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے۔ غزوہ بدر یا بعد میں ان کی آنکھ چوٹ کی وجہ سے باہر نکل  
آئی۔ اس لیے کہ ان کی آنکھوں میں شہید ہونے سے اسے اپنی جگہ پر رکھ دیا اور وہ دوسری آنکھ سے بھی اچھی اور بہتر ہو گئی۔  
۱۰۱ اس لیے اسے ہذا کرتا کہ کہتا ہوں اس کا ذکر و ظالمت میں بھی اختصار کرتا اور جلدی ختم کرنے کی کوشش  
کرتا ہوں۔

۱۰۲ ابھی کہنا تھا کہ صدمہ صدمہ ہونے پر غارت شغف و محم ہونے کے ایسے بلند ترین مقام میں بھی امت کو یاد  
رکھنا ہے کہ یہ صدمہ صدمہ ہونے پر غارت شغف و محم ہونے کے ایسے بلند ترین مقام میں بھی امت کو یاد

خارجہ را بین کہ در شمشین ماند  
بندہ را یاد میکند به نیاز !  
قاصد از یاد بیاورد بچند  
تا شکستہ پاگان بروئے تنہ

تعمید آئینہ صدمہ صدمہ ہونے پر غارت شغف و محم ہونے کے ایسے بلند ترین مقام میں بھی امت کو یاد  
رکھنا ہے کہ یہ صدمہ صدمہ ہونے پر غارت شغف و محم ہونے کے ایسے بلند ترین مقام میں بھی امت کو یاد

۱۰۳ وَ عَنِ ابْنِ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتَ  
أَحْبَبْتُ إِلَيْكَ الْبُكَاءَ فَلْيَتَّقِ فِيهِمْ  
السَّيِّئَةَ وَالْمُشْرِئَةَ وَالْكَبِيرَةَ وَإِذَا

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں  
سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے (امامت کرے)  
تو ہلکی نماز پڑھے کہ بیشک ان میں بیمار، کمزور اور



مَلَى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّعْ مَا شَاءَ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۰۶۴ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ  
أَخْبَرَنِي أَبُو مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللَّهِ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَا تَأْخُذُ عَنِّي مَلُوقَةُ  
الْعَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ وَمَا يُطِيلُ  
بِنَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا  
مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنْكُمْ  
مُنَافِقِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ  
فَلَيْتَ جَوْدًا فَإِنْ رَفِيعُ الصَّعِيفِ وَالْكَبِيرِ  
وَذَا الْحَاجَةِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

زیادہ عطا کرے بھی ہوتے ہیں اور جب کیا خدا بڑے تو  
میں قدر چاہے نماز میں کرے۔ (بخاری و مسلم)  
حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ مجھے ابو مسعود نے خبر دی کہ بیشک ایک  
آدمی نے کہا۔ واللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیشک  
میں خبر کی غلطی میں فلاں کی وجہ سے شال نہیں ہوتا۔  
کیونکہ وہ نماز میں کرتا ہے تو نہ دیکھا میں نے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نصیحت میں زیادہ غضبناک اس دن  
کی نسبت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک  
تم میں کچھ لوگ نفرت دلانے اور بھگانے والے ہیں تو جو  
انکی بھی تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھانے کی وجہ سے  
کہ انکی نماز پڑھانے کی وجہ سے انکی نماز پڑھانے کی وجہ سے  
اور کام کاج دے بھی ہوتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ حازم جا اور زارے۔ آپ کا برتاؤ ہمیں سے ہیں۔ جامعیت کا واسطہ دلائل سے ثابت ہے۔  
۲۔ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا۔ اس نے ایک آدمی کا نام لیا ہے کہ کہہ کر کہ حضرت ابی بن کعب بن  
بعض نے کہا حضرت معاذ بن جبل مراد ہیں۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔  
۳۔ اور نیکی و خیر کے کاموں سے دور کرنے کا باعث بنتی ہیں۔  
۴۔ اور اتنی لمبی نہ کرے کہ مقتدیوں کے حال کا باعث بنے۔ اور جماعت میں شریک نہ ہوں کہ  
لڑک دے

۵۔ جو صنعت دہیری کی بنا پر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رکھتا اور کام کاج دے نے ضروری اسے  
جانا ہوتا ہے۔

۱۰۶۵ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُصَلُّونَ لَكُمْ فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں امام نمازی  
پڑھایا کریں گے اگر وہ درست نماز پڑھایا کریں

وَرَأَى أَخْطَاؤَكُمْ عَلَيْكُمْ وَعَلَيْهِمْ  
نَوَاءُ الْخَيْرِ وَ هَذَا الْبَابُ خَالٍ  
عَنْ فَصْلِ الثَّانِي -

تو تمہارے لیے مفید ہے اور اگر خطا کریں تو تمہارے  
یہ مفید اور ان کے لیے نقصان دہ ہے۔ (بخاری)  
اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

۱۔ ادا ان کے لیے بھی مفید ہے مگر اس کا ذکر نہ فرمایا کیونکہ قرینہ مقام سے اس کی سمجھ آ جاتی ہے اور مصابیح کے بعض  
نسخوں میں دیکھیں کہ لفظ مراد موجود ہے۔

۲۔ اور اگر وہ امام نالاست اور نادرست نماز پڑھائیں گے تو تمہیں پھر بھی اس کا اجر و ثواب ملے گا جو تم نے ٹھیک اور  
درست نماز ادا کی اور جماعت میں شمولیت کی نیت دارادہ کیا۔

۳۔ یعنی غلط اور نادرست نماز پڑھانے کا وبال ان کے ذمہ ہوگا کہ انہوں نے نماز کی ادائیگی میں نقص دیکر کوتاہی کی۔  
یہ دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وصیت ہے کہ غلط سلاطین و امراء کا دورا بتلا و انائش کا وقت ہوگا اور میرے بعد  
آئے گا اور سلاطین و امراء نمازیں پڑھائیں گے اور اس کی ادائیگی کے وقت احکام و آداب نماز کا لحاظ نہ رکھیں گے بلکہ اس میں  
کوتاہی اور خرابی کے مرتکب ہوں گے۔ ایسے وقت کے لیے آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ تم لوگ اپنی نمازیں درست اور  
ٹھیک ادا کرنا۔ اگر تمہارے امام (سلاطین و امراء) بھی ٹھیک طرح نمازیں ادا کریں گے تو بہت بہتر ہے۔ ورنہ تمہیں ان کی  
خرابی ادا کرنا ہی ہے کوئی نقصان نہ ہوگا۔

شافعی حضرت اس حدیث سے یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ امام کی نماز کا فساد مقتدیلین کی نماز میں فساد پیدا نہیں کرتا۔ مگر اس  
کا جواب یہ ہے کہ فقہر ایساں خرابی اور نادرستی سے سنن اور سجات کا ترک مراد ہے۔ شرائط و ارکان نماز کا ترک مراد  
نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۔ جس میں صاحب مصابیح حسن احادیث نقل کیا کرتے ہیں مولف تیسری فصل یہاں لائے اور کہا۔

## تیسری فصل

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے  
جو آخری عہد کیا یہ تھا کہ جب تم کسی قوم کی امامت  
کرو تو انہیں بھی نماز پڑھاؤ۔

(مسلم)

اس کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ

## الفصل الثالث

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ  
قَالَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ الْوَلِيدِ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقَمْتَ  
قَوْمًا فَأَخْبَعْتَ بِهِمُ الصَّلَاةَ رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ -

وَرَفِي رِوَايَعُ لَهُ أَنَّ رَسُولَ

اللّٰهُ صَلِّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلِّمْ قَالَ  
لَهُ اَمَرَ قَوْمَکَ قَالَ کُلْتُ یَا رَسُولَ  
اللّٰهِ اِنِّیْ اَجِدُ فِیْ نَفْسِیْ شَیْئًا قَالَ  
اَدْنُهُ فَاَجْلَسْنِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ ثُمَّ  
وَضَعَ کَفَّیْ فِیْ صَدْرِیْ بَیْنَ کَتِفَیْ  
ثُمَّ قَالَ تَحَوَّلْ فَوَضَعَهَا فِیْ ظَهْرِیْ  
بَیْنَ کَتِفَیْ ثُمَّ قَالَ اَمَرَ قَوْمَکَ فَمِنْ  
اَمَرَ قَوْمًا فَلِیُخَفِّفَ وَاَنْ فِیْهِمُ الْکَبِیْرُ  
وَاَنْ فِیْهِمُ الْمَرِیضُ وَاَنْ فِیْهِمُ  
الْمُضْغِیْفُ وَاَنْ فِیْهِمُ ذَا الْحَاجَةِ  
فَاِذَا صَلَّیْ اَحَدُکُمْ وَخَدَّکَ فَلِیُصَلِّ  
کَیْفَ شَاءَ ۔

عیدِ کرم نے ان سے فرمایا اپنی قوم کی امامت کرو فرماتے  
ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے دل میں  
کچھ پاتا ہوں ۔ فرمایا قریب آؤ مجھے اپنے سامنے  
بٹھایا ۔ اپنا ہاتھ میرے سینے پر دونوں ہاتھ لٹا دیں  
کے درمیان رکھا ۔ پھر فرمایا پھر دو اپنا ہاتھ میری کتفیں  
دونوں کندھوں کے درمیان رکھا ۔ پھر فرمایا اپنی  
قوم کی امامت کرو جو کسی قوم کا امام ہو تو نماز کی پڑھنا  
کہ ان میں بوڑھے ، بیمار ، مریمین اور کمزور  
اور کام کاج واسطے ہیں ۔ آخر جب کوئی  
ایکے نماز پڑھے تو بیچھے چاہئے

۱۷ یعنی صحابی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ نے ان کی امامت کے بعد سال  
نیک طائف کے عامل رہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو ان کی شیعہ مرید ہوئے گئے آپ کے ان سے  
فرمایا اے میری قوم تم اسلام لانے میں بھی سب سے پہلے تھے اب مرید ہوئے ہیں سب سے پہلے کیونکہ ان کی امامت ہے  
اپنی قوم میں سب سے چھوٹی عمر والے تھے۔

۱۸ یعنی امام بننے کی صورت میں اپنے اندر رجب و کبر و عداوت کا کچھ نہ ہو بلکہ دنیا میں حق و انصاف اور حق کی  
شرائط پر رہی کرنے کا اپنے اندر ہمت نہیں رکھنا یا مجھے امامت کے دوران میں کچھ نہ کہنے کا خوف ہے۔  
۱۹ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت اور معرفت سے وہ پیر و مرید ہوئے اور ان کی امامت کے  
لیے رکاوٹ بنی ہوئی تھی۔

حضرت ابن مرقہؒ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی نادر پند تھا کہ ہم نے  
تھے اور ہمارے امامت اور ہمارے امامت کے لئے  
کرتے تھے۔ (نسائی)

۲۰ وَ عَنْ ابْنِ عَمْرٍَا قَالَ كَانَ كُنُوتُ  
اللّٰهُ صَلِّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلِّمْ یَاْمُرُنَا  
بِالتَّخَوُّفِ وَ یُؤْمِنُنَا بِالْمَصَافَاتِ ۔  
دُرَوَاهُ الْیَسَافِیْ

۲۱ یعنی یہ کہ ہم کی نماز پڑھیں اور تھوڑی قزرات کریں۔

یعنی سورۃ و احکامات اور اس میں دوسری حدیث کی تائید کرتے تھے۔ یعنی آپ خود قرأت میں کر شے تھے مگر آپ کی قرأت میں ہونے کے باوجود بھی اور تقریر میں ہوتی تھی۔ ان وجوہات کی بنا پر جو گذشتہ ایک حدیث کے تحت بیان کی گئی ہیں۔

## بَابُ مَا عَلَى الْإِمَامِ مِنَ التَّابَعَةِ وَحُكْمِ الْمَسْبُوقِ

### مقتدی پر امام کی پیروی کا لازم ہے

یعنی یہ باب اس چیز کے بیان میں ہے کہ اوفیاء ہونے اور نیچے جانے میں مقتدی پر امام کی پیروی کا لازم ہے اور مسبوق کا بیان جس نے امام کے ساتھ نماز کا کچھ حصہ نہیں پایا ہوتا۔

#### فصل باول

#### الفصل الاول

حضرت برادر بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب آپ صبح اللہ من حمد کہتے تو ہم میں سے کوئی اس وقت تک پیچھے نہ جھکا تا جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی مبارک زمین پر نہ رکھتے۔

وَعَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ لَمَّا كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ قَالَ سَمِعَ اللَّهَ رَسْمًا حَمْدًا لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَّا يَنْظُرُ إِلَّا حَتَّى يَجْمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمْعَهُ عَلَى الْأَرْضِ

(بخاری و مسلم)

(مشکوٰۃ علیہ)

اے عازب بن عازب! آپ شہر مسکائی میں جب سے پہلے جس جگہ سے میں آپ شریک ہوئے وہ غزوہ خندق ہے۔ اس سے پہلے آپ چھوٹی ٹمر کے شجر ہوتے تھے۔ آپ جبل صغیر اور ہمدان میں امیر المؤمنین حضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔

اللہ اس میں فقط تم تین آیا ہے۔ یا کی زبرجاساکن اور فون پریش اور زیر۔ ادبائے نصر یتقرب یا ان باب مغرب یتقرب۔

یعنی ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سجدہ میں نہ جاتے تھے بلکہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہم لوگ

کھڑے رہتے تھے۔ اور جب آپ اپنی پیشانی مبارک زمین پر رکھ دیتے تھے ہم کہہ کر کہتے تھے  
 ۱۶۹۹ وَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ  
 يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى صَلَوَتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْنَا  
 بِوُجُوهِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ مَا رَأَيْتُمْ  
 إِمَامَكُمْ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا  
 لَا بِالنُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا  
 بِالْإِنْصِرَافِ فَإِنِّي أَرَاكُمْ أَمَارِي  
 وَ مِنْ خَلْفِي -

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
 ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی  
 جب نماز پوری ہو گئی تو آپ اپنے چہرہ انور سے ہماری  
 جانب متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا اے لوگو! تمہارا امام ہوں  
 انداز رکوع سجدے قیام اور فراغت میں مجھ سے  
 آگے نہ بڑھو۔ کیونکہ میں تم کو اپنے آگے سے  
 بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے سے بھی۔

(لَعَاةٌ مُسَلِّمَةٌ)

(مسلم)

۱۷ اپنا چہرہ انور ہماری جانب کر کے تشریف فرما ہوئے۔  
 ۱۸ یعنی مجھ سے پہلے رکوع سجود میں نہ جاؤ۔ اور رکوع سے سر نہ اٹھاؤ اور سجدے کے ذرا اٹھنا نہ کرو۔  
 سلام ہے۔ یا نماز کی جگہ سے اٹھنا اور مسجد سے باہر آنا۔ اعلان نہ کرنا کہ میں نے نماز پڑھ لی تمہارے  
 حالات سے باخبر نہیں ہوں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 لَا تُبَادِرُوا الْإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا  
 وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ فَتَوَلَّوْا  
 أُمِّيْنَ وَإِذَا نَكَمَ فَأَرْكَعُوا وَإِذَا  
 قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا  
 اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مَتَنٌ عَلَيْهِ  
 إِلَّا أَنَّ الْبَخَارِيَّ لَمْ يَذْكُرْهُ وَإِذَا  
 قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
 فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 کہ جب امام کبیر کرے تو تم بھی کبیر کرنا  
 کہ جب کہے کہ لا الضالین تو تم لوگ  
 اٹھ کر اور سجدہ کرنا کہ جب کہے کہ  
 سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ تو تم لوگ  
 کہو کہ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ  
 مگر بخاری نے یہ ذکر نہ کیا کہ جب وہ فرماتے  
 تھے۔

## وَإِذَا قَالَ وَكَالْمُتَّيِّنِينَ

لہ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کا منصب بمع اللہ من حمدہ کننا ہے۔ اور مقتدی کے ذمے یہ ہے کہ ربنا تک الحمد کے یہ دونوں کلمات دونوں کے درمیان تقسیم ہیں۔ اس کلام کی تحقیق گذشتہ بیان میں ہو چکی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے تو اس سے گر گئے اور آپ کی دائیں جانب چل گئی۔ پھر آپ نے کوئی نماز بیٹھ کر پڑھی ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر پڑھی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لیے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ نماز کھڑے ہو کر پڑھے تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو۔ جب رکوع کرے تو رکوع کرو۔ جب اسٹگے م بھی اجو۔ جب کہے بمع اللہ من حمدہ تو تم ربنا تک الحمد کہو۔ جب وہ بیٹھ کر پڑھے تو تم سب بیٹھ کر پڑھو۔ حیدری فرماتے ہیں یہ حکم کہ بیٹھ کر پڑھو دوم جی بیٹھ کر پڑھو۔ آپ کے پانے مرن میں تھا۔ پھر اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز بیٹھ کر پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ انہیں بیٹھنے کا حکم نہ دیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل لیا جاتا ہے اور یہ آخری ہے۔ یہ بخاری کے لفظ ہیں۔ مسلم سے اجون تک متفق ہیں۔

اور ایک روایت میں یہ زیادہ ہے کہ امام کی مخالفت نہ کرو۔ جب سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔

وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصَبَّحَ عَنْهُ فَبُحِشَ شَقْمُ الْأَيْمَنِ. فَصَلَّى صَلَاةً رَمَنَ الصَّلَاةِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَأَاهُ نَعُودًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا تِيَامًا وَإِذَا سَأَلَ فَأَنْكَبُوا فَإِذَا سَأَلَ فَأَنْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَأَقُولُوا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ قَالَ الْعَمِيدِيُّ قَوْلُهُ إِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا هُوَ فِي مَرْفُوعِ الْقَوَائِدِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ التَّيَمُّنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَالتَّامُّ خَلْفَهُ قِيَامًا لَمْ يَلْمُوهُمْ بِالْقُعُودِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْأَخِيرِ فَأَلْخِرُونِ فَعَلِيَ التَّيَمُّنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَالثَّقَلِيُّ مُسْلِحًا إِلَى أَجْمَعُونَ وَنَادَى بِرَدَائِهِ فَلَا تَحْتَلِفُوا عَلَيْهِ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا -



يُصَلُّوۃُ كَتُمَلُّوۃُ اَللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَاَلَمُؤْمِنُوۃُ اٰمَنُوۃُ  
سَلَامٌ وَاَلَمُؤْمِنُوۃُ اٰمَنُوۃُ اٰمَنُوۃُ اٰمَنُوۃُ  
بِكُرْمَتِہٖ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اٰمَنُوۃُ اٰمَنُوۃُ  
یُسْمِعُ اَبُوۡبَکْرُ النَّاسَ التَّكْبِیْرَ۔  
۱۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی۔

۱۷۔ کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور سب لوگ مسجد میں جمع ہیں۔ صحابہ کی یہ عادت تھی کہ اذان کے بعد اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری میں دیر ہو جاتی تھی تو حضور بلال اطلاق دینے کے لیے آپ کی خدمت اقدس میں آتے تھے۔ اس عادت کے مطابق ان موقع پر بھی حاضر ہوئے یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آپ خود بہ نفس نفیس مسجد میں تشریف لاکر مسجد کو منور کریں گے اور امامت فرمائیں گے یا صحابہ میں سے کسی کو امامت کا حکم دیتے ہیں۔

۱۸۔ یعنی میری طرف سے ابو بکر کو کہو کہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھیں اور ان کی امامت کریں۔  
۱۹۔ کہ آپ کے ہاتھ دونوں مردوں کے کندھوں پر تھے اور آپ آہستہ آہستہ اور جھکے ہوئے مسجد کی طرف آ رہے تھے۔

۲۰۔ کہ چونکہ آپ میں پاؤں اٹھانے کی سکت اور طاقت بالکل نہ تھی۔ گزشتہ بیان ہو چکا ہے کہ انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین کو طواف منبر بنی اندھ صفت جسمانی پر بشری حدیں رکھا گیا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی صفات جلالی کا مشاہدہ کر کے اس کا حق بندگی بجالائیں۔ ہاں اظہار معجزہ کے وقت ان سے قدرت الہی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور ان سے خرق عادت کام صادر ہوتے ہیں۔ اس لیے حقیقت ہے کہ کمال الٰہی کمال بشری کے علاوہ ہے کہ کمال بشری مرتبہ ناسوت و ملکوت اور کمال جسمانی اندھ صفت کا جانی ہے۔

یا ربا این وارود ان نیر ہم

جہاں یار یہ کمال بھی رکھتا ہے اور وہ کمال بھی

۲۱۔ اظہار معجزہ کے وقت قدرت کاملہ جہاں سے ظاہر ہوتی ہے اور خرق عادت امور کا صدور جہاں سے ہوتا ہے وہاں روبرو ہے۔  
۲۲۔ انصاف کا یہ ماننا کہ جو شخص آپ کے پیچھے بیٹھا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے حکم پر امامت کریں۔ صراح میں ہے عَسَىٰ بِمَعْنٰی اَبُوۡبَکْرٍ۔

۲۳۔ آپ نے یہ اشارہ اعضا سر آمد ہاتھ اور آنکھ اور ابراہیم سے کیا۔

۲۴۔ یعنی لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے افعال کو دیکھ کر نماز ادا کر رہے تھے۔ ورنہ امام تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم



علیہ وسلم تھے۔ اور سب لوگ آپ کی اقتدا کر رہے تھے جب کہ وہ لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال میں دیکھتے تھے اور آپ کی تکبیر میں نہ سنتے تھے وہ حضرت ابو بکر کے افعال اور ان کی تکبیر میں دیکھا در سن کر اپنی نماز ادا کر رہے تھے گویا وہ حضرت ابو بکر کی اقتدا کر رہے تھے۔

۹ سوال جب کہ حضرت ابو بکر اس نماز میں لوگوں کے امام نہ تھے۔ قرابی سنت و جماعت کے ایک صحابی تھے بنانان کی خلافت کی دلیل نہ بن سکے گا۔ جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امامت کا جو حکم دیا تھا وہ آپ کی خلافت کی دلیل ہے اور آپ کی خلافت کے دوران کئی دن حضرت ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے اور سب لوگ آپ کی اقتدا میں نماز پڑھتے رہے۔ ہاں اس میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس تشریف لے آئے تو آپ نے خود امامت کی اور اگر آپ کا یہ فعل آپ کے قول سابق کا نسخہ قرار دیا جائے۔ جیسا کہ شیعہ حضرات کا خیال وہم ہے۔ تو چاہیے کہ پہلے اپنے قول سے اسے منسوخ کرتے اور کسی دوسرے کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم تشریف آوری کے وقت حضرت ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے۔ امامت میں کسی صاحبِ ہمت و تدبیر پر کبھی غرور بن عوف کے درمیان جو قبائے باشندے تھے آپ صلح کرانے آئے تھے۔ آپ نے ان سے کہا کہ میں نے ان کو قتل کر دیا، حضرت بلال نے اذان کہی اور سب صحابہ نے حضرت ابو بکر کو امام بنایا۔ اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حضرت ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام بن سکتے ہوں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ ابو بکر اپنی جگہ پر قائم رہے۔ امامت کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قتل کر دیا۔ میں یہ نماز پڑھی۔ جیسا کہ صحیح البخاری میں مذکور ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَا يَهْدِي

النَّوْىَ يَرْفَعُ نَاسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ وَأَنَّ

يُحْيِيَ اللَّهُ نَاسَهُ نَاسًا حَسَنًا

وَمُسْلِمًا حَسَنًا

اسے ایک اور روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اللہ اس کی شکل کہ جسے کی شکل میں بدل دے۔ امام خزانہ نے کہا میں نے کہا یہاں آدمی کی بے وقوفی اور بے کجی سے کہ یہ ہے جماعت کا حق و مطلب میں کہتا کہ یہاں یہاں میں اتفاق و اتحاد میں ہے۔ اور یہ کہ صاحبین ہے کہ ایک آدمی کا امام بنائیں پھر اس کی اتباع اللہ پر دینی حکم میں امام قرآن کے حکم کہ ان الفاظ کا یہی مفہوم متعین ہے۔ ورنہ ہم لوگ دیکھتے ہیں امام کی اتباع نہ کرنے والے کا چہرہ اور مصحف گدھے کی شکل میں تبدیل نہیں ہوتا۔ پورے شیعہ و درہے کہ حدیث سے جو ثابت ہے کہ شکل کے سچا ہونے کا وہ ہے کہ ہم کہ

ایسا ہو جاتا ہے۔ علامہ طبری رحمہ اللہ نے کہا: مراد یہ ہے کہ بے وقوفی میں وہ شخص گمراہی کی مانند ہے۔ ورنہ اس امت میں سخت ناجائز ہے اور ممکن ہے کہ یہ گمراہی کے ال کی شکل کا بلاؤ آخرت میں ہو گا کہ دنیا میں کیونکہ اس امت کے دنیا میں سخت صورتیں مختلف ہیں۔ واللہ اعلم۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت علی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آدمی نماز کو آئے اور امام کسی حالت میں ہو تو وہ بھی وہی فعل کرے جو امام کر رہا ہے۔ (ترمذی) اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۱۴۴۰ عَنْ عَلِيٍّ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ وَالْإِمَامُ عَلَى سَائِلٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْإِمَامُ نَعَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَقَالَ لِهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

۱۴۴۱ ترمذی کو چاہیے کہ بغیر تحریر کے اور اس کی نقل میں شامل ہو جائے جس میں امام ہے۔ لیکن رکعت اس صورت پر آئے گا جب کہ رکوع میں داخل ہو نہ کہ اس کے بعد۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز کے لیے آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو تم بھی سجدے میں شامل ہو جاؤ اور اسے کچھ شمار نہ کرو۔ اور جس نے رکعت پالی اس نے نماز پائی۔

۱۴۴۲ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جِئْتُمُ إِلَى الصَّلَاةِ وَكُنْتُمْ سُجُودًا فَاسْجُدُوا وَلَا تَعْدُوا لِكُنْكَ وَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً لَعَنَهُ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ۔

(ابوداؤد)

رَعَاةُ أَبُو دَاوُدَ )

۱۴۴۳ اس حدیث کو ابیہانہ مجوز میں طرح کرتا ہے

۱۴۴۴ اس کے درجہ میں ایک ہے کہ رکعت سے رکوع اور لفظ صلوٰۃ سے رکعت مراد ہے۔ یعنی جس نے امام کو رکوع میں پایا اس نے رکعت پائی۔ اور اس کی ایک رکعت شمار ہو گئی۔ جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ دوسرے معنی یہ ہے کہ جس نے رکعت پالی اس نے امام کے ساتھ نماز پائی۔ اور اسے نماز باجماعت کا ثواب اور اس کی فضیلت حاصل ہو گئی۔ ہدایہ میں کہا ہے جس نے ظہر کی ایک رکعت پائی اور عین رکعتیں نہ پائیں اس نے ظہر کی جماعت نہ پائی۔ یعنی اس کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے ظہر کی نماز باجماعت سے ادا کی ہے۔ اسی لیے وہ شخص اپنی قسم میں حائف نہ ہو گا جس نے یہ قسم کھائی کہ لا اہلی



دَعَاكَ الْوُضُوْءُ وَالنِّسَاءُ) میں کوئی کمی نہ ہوگی (البرہان، نسائی)

۱۵ یعنی ترو تازہ اور خوب میراب ہو کر شرائط اور آداب اور حضور ولی کے ساتھ۔

۱۶ مگر یہاں صورت میں ہے جبکہ تاخیر اس کی کسمتی اور کوتاہی کی وجہ سے نہ ہو۔ بلکہ وہ صحیح وقت پر اور سچی نیت سے کیا ہو۔

۱۷ کیونکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کو تران کے فعل کا ثواب ملے گا اور اس کو اس کی نیت کا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک آدمی آیا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا کوئی ایسا آدمی نہیں جو اس پر صدقہ احسان کرے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ نماز پڑھی۔ (ترمذی۔ البرہان)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ قَدْ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلٰی هَذَا فَيُصَلِّيْ مَعَهُ فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلَّى مَعَهُ۔

دَعَاكَ التَّوْبِيْدُ وَالْوُضُوْءُ)

۱۸ کہ ایک نماز پڑھ رہا ہے۔

۱۹ تاکہ وہ بھی جماعت کا ثواب پائے۔ اور اس کے درجات حاصل کرے۔ یہ اس کا احسان ہو گا جو وہ اس پر کرے گا۔

۲۰ کہتے ہیں کہ میں بھی میں آیا ہے کہ وہ مرد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت عیسا بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ مجھے حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزین کی بابت کچھ بتائیں گی؟ فرمایا ہاں ضرور۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت بیمار ہوئے تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے کیا رسول نہیں وہ آپ کے منظر میں فرمایا ہمارے لیے گن گنیں پانی رکھو۔ فرماتی ہیں ہم نے ایسا کر دیا

عَنْ عِيْسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَكَلَّمْتُهَا عَنْ الْمَرْبُوعِيْنَ عَنْ جُرَيْجٍ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلَى ثَمَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ فَقُلْنَا لَا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَهُمْ يَنْتَوِيْهِ فَقَالَ ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِصْبَاحِ كَأَنَّكَ تَفْعَلُكَ فَأَخْتَلَّ فَذَهَبَ

آپ نے غسل کیا پھر اٹھنے کے لیے توش پر بیٹھے پھر  
افاقہ ہوا۔ تو فرمایا کیا لوگوں نے غار پڑھ لی ہم نے  
کہا یا رسول اللہ نہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں  
فرمایا ہمارے لیے گن میں پانی رکھو فرماتی ہیں پھر  
حنور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے پھر غسل کیا پھر اٹھنے کے  
تو آپ پر بے ہوش طاری ہو گئی۔ پھر کچھ افاقہ ہوا تو  
فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض  
کیا یا رسول اللہ نہیں وہ لوگ آپ کے منتظر  
ہیں۔ فرمایا ہمارے لیے گن میں پانی رکھو۔ پھر  
بیٹھے پھر غسل کیا پھر اٹھنے کے لیے توش پر بیٹھے  
پھر افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی  
ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ نہیں وہ آپ کے  
منتظر ہیں۔ اور لوگ مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے  
مشاد کے لیے حنور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار  
کر رہے تھے جب جا کر صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ابوبکر کو حکام بھیجا کہ لوگوں کو نماز کے لیے بلانے  
آپ کے پاس حاضر کیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دیتے ہیں کہ لوگوں کو نماز  
پڑھانے ابوبکر بیت نرم دل انسان کے لیے  
اسے حکم لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے  
عرض کیا اس کے حق مدار آپ ہی ہیں۔ چنانچہ  
نا نے ابوبکر صدیق نماز پڑھانے کے لیے  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے جی میں کہا میں  
موس کا آئندہ دو شخصوں کے درمیان نماز پڑھنے کے  
لیے نکلے جن میں سے ایک عباس تھے۔ اور ابوبکر

لَيَنْوُوْا فَاغْصِيْ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ  
فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ  
يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ  
صُعُوْرًا لِّىْ مَاءٌ فِى الْبُخْصِيبِ قَالَتْ  
فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنْوُوْا  
فَاغْصِيْ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى  
النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا  
رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ صُعُوْرًا لِّىْ مَاءٌ فِى  
الْبُخْصِيبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ  
لِيَنْوُوْا فَاغْصِيْ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ  
اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ  
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ النَّاسُ مُكُوْفٌ فِى  
الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ فَلَمَّا  
لَبَّى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى اَبِيْ بَكْرٍ يَّا  
يُصَلِّىْ بِالنَّاسِ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ  
اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّىَ بِالنَّاسِ  
فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيْمًا  
يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ  
اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ فَصَلِّ اَبُوْبَكْرٍ  
تِلْكَ الْاَيَّامَ ثُمَّ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَنِيْ كَفِيْمًا  
يُخَلِّئُ وَ خَرَجَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا  
الْعَبَّاسُ لِمَصَلَاةِ الْغُلُوْمِ وَ اَبُوْبَكْرٍ لِّفَرَقِ

بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَأَى الْوُجُوهَ كَهَبَ لِتَأْتُوهُ  
فَأَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ بَانَ لَا يَتَأَخَّرُ فَقَالَ أَهْلَسَانِي  
إِلَى جَنْبِهِ فَأَجْلَسَاكَ إِلَى جَنْبِ إِبْنِ  
كَبْرٍ وَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَاعِدٌ وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ قَدْ خَلْتُ  
عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ  
لَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَنِي عَائِشَةُ  
عَنْ قَرْضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ هَاتِ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ  
حَدِيثَهَا فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ  
أَنَّهُ قَالَ أَسَمْتُ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِي  
كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ  
عَلِيٌّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے جب حضرت ابو بکر صدیق نے  
آپ کو دیکھا تو پیچھے ہانے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
انہیں اشارہ کیا کہ نیچے نہ بلوڑ فرمایا مجھے ابو بکر کے برابر بٹھا  
دو۔ ان دونوں نے آپ کو ابو بکر کے برابر بٹھا دیا اور نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ  
پھر میں حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس گیا اور ان  
سے عرض کیا کہ کیا میں آپ پر وہ حدیث پیش نہ کروں  
جو مجھے حضرت عائشہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
بیماری کے متعلق سنائی فرمایا لاؤ میں نے آپ پر انکی  
پوری حدیث پیش کر دی۔ آپ نے اس کا کچھ بھی انکار  
نہ کیا بجز اس کے کہ فرمایا کیا حضرت عائشہ نے تمہیں  
ان صاحب کا نام بھی بتایا جو حضرت عباس کے ساتھ  
تھے۔ میں نے کہا نہیں فرمایا وہ علی تھے۔

(بخاری و مسلم)

۱۵ حضرت عبداللہ بن عبد اللہ بن مسعود اللہ عنہ کے برادر زادہ کے بیٹے  
ہیں۔ آپ فقیہ تھے انھوں سے نابینا تھے۔ اپنے دربار کے تابعین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ مدینہ طیبہ کے سات  
نقاد میں سے ہیں بیعت سے صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل تھا۔ آپ ثقہ، امام اور مامون ہیں۔ اور حضرت عمر بن  
عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے معلم و استاد ہیں۔ آپ کے چند اشعار بھی ہیں۔ ۱۶ حدیث میں اور بقول بعض ۱۷ حدیث میں فوت  
ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس کا بر تابعین سے ہیں۔ بعض نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور ان کے لیے حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاست ثابت کیا ہے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں۔ ابن سعد نے کہا آپ تابعی ہیں اور شیر الفتوی  
ہیں اور پھر پڑے محدث ہیں۔ ۱۸ حدیث میں فوت ہوئے۔

۱۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے قلب مبارک سے واقعہ بیان کرنا شروع کر دیا۔

۲۰ اصل میں لفظ غضب میں کذیر غاسک۔ فتح ضاد بالقطر والی سے ایک قسم کا برتن ہے۔

۲۱ اور میں نے آپ کے لیے غضب میں پالی لکھا۔

۲۲ بے ہوشی جبکہ مرض کی جس سے ہر تو اس کا انبیاء و پیغم السلام پر طاری ہونا جائز ہے۔ بخلاف دیوانگی کے کہ

وہ نقص و عیب ہے اور شافعی حضرات نے یہ قید لگائی ہے کہ بے ہوشی زیادہ وقت تک دہرے۔

۵۶ آخرہ کا لفظ نماز مغرب سے احتراز کے لیے ہے۔ کیونکہ بعض دفعہ مغرب کو بھی خیار کہتے دیتے ہیں۔

۵۷ گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابتداء نہ جانتے تھے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا امامت ہی ضروری اور لازم ہے

اور یہ کہ آپ کا حکم و جوب کے لیے ہے مگر انہیں معلوم ہو گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق کے لیے امامت کرنا واجب و ضروری ہے جیسا کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

۵۸ اور یہ سترہ دن کا عرصہ تھا۔

۵۹ بعض نسخوں میں من نفسہ کے بجائے فی نفسہ آیا ہے۔ یعنی آپ نے اپنی ذات میں ہلکاپن اور آرام محسوس کیا۔

۶۰ یہاں یہ سوال کیا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عباس کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام

کیوں نہ لیا۔ بعض نے کہا حضرت عائشہ کی حضرت علی کے ساتھ کچھ ناراضگی تھی۔ اور نالائقی کی وجہ یہ تھی کہ واقعہ انک

میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ کی بریت زور شور سے نہ کی تھی جس طرح کہ دوسرے صحابہ کرام نے کی تھی۔ جیسا کہ ریاق

قصہ انک سے ظاہر ہوتا ہے۔ مگر یہ وجہ ضعیف ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ نے حضرت علی کا کلمہ سرائے میں نام لیا ہے اور اس

واقعہ انک کے بعد حضرت علی کی مدح بھی کی ہے۔ تو حاشا کہ ان کا نام نہ لینے کی وجہ یہ ہو۔ اور علامہ علی اس حد تک پہنچی ہو کہ

حضرت عائشہ حضرت علی کا اپنی زبان پر نام لانا بھی گوارا نہ کریں۔ بلکہ بعض نے کہا ہے کہ اس حدیث کا ایک تفسیر میں حضرت

عائشہ نے آپ کا نام بھی لیا ہے۔ لہذا درست اور ٹھیک بات وہ ہے جو بعض نے کہی ہے کہ امام لینے کی وجہ یہ ہے

کہ دوسری جانب کا آدمی مقرر و متعین نہ تھا جس طرح حضرت عباس دوسری جانب متعین تھے۔ بلکہ دوسری جانب باری

باری لوگ آپ کو تھا متھے تھے۔ کبھی حضرت علی کبھی حضرت اسامہ یا حضرت فضل بن عباس یا کسی سے ایک دوسرا طریقہ

میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا دوسری جانب اہل بیت میں سے ایک مرد تھا۔ مگر طریقہ اہل بیت

شامل ہو جائے۔ واللہ اعلم۔

۶۱ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّكَ كَانَ يَقُولُ

مَنْ أَدْرَكَ الرُّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ

السَّجْدَةَ وَ مَنْ قَاتَلَهُ قِرَاءَةُ أَوْ

الْقُرْآنِ فَقَدْ كَتَبَ خَيْرٌ كَثِيرٌ

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

آپ فرمایا کرتے تھے جس نے رکعت پائی اس نے

سجدہ پایا اور اس کی سورۃ ام القرآن اس کے ساتھ

دست ہو گئی اس کا خیر کثیر دست ہو گا۔

(مالک)

۱۲ یعنی جس نے رکوع پایا اس نے رکعت پائی۔ یاں رکعت کو سجدہ سے تعبیر کیا۔ کیونکہ سجدہ سے رکعت

مکمل ہوتی ہے۔

۵۲ یہ حدیث محدثہ فاتحہ کی صم فرضیت پر دلالت کرتی ہے۔ شیخ ابن حجر مینی شرح میں لکھتے ہیں کہ مراد یہ ہے جس کی سورۃ فاتحہ ام کے نیچے مسنون ہوئے کی وجہ سے فوت ہو گئی اور یہ کہ حدیث مسنون کے بارے میں ہے۔ جو دیر کے بعد آتا ہے اور فاتحہ نہیں پڑھ سکتا اور اس میں جماعت کو ابتداء میں ہی پانے کی ترغیب و تاکید ہے تاکہ یہ خیر کثیر فوت نہ ہو۔ یعنی اگر یہ اس نے رکوع پانے سے رکعت پالی لیکن اس کا ثواب کثیر سورۃ فاتحہ کے فوت ہونے کی وجہ سے فوت ہو گیا۔

لَا يَأْتِي وَعَنْهُ أَنتُمْ قَالِ الَّذِي يَرْفَعُ  
رَأْسَهُ وَ يَخْفِضُهُ قَبْلَ الْإِمَامِ فَإِنَّمَا  
تَأْصِيحُهُ بِمِثْلِ الشَّيْطَانِ  
(رَفَاعَةُ مَالِكٍ)

انہیں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے بے شک  
انہوں نے کہا جو شخص اپنا سر امام سے پیٹے اور  
نیچے کرتا ہے تو اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہوتی  
ہے۔ (مالک)

لہٰذا وہ اس کی پیشانی کو خلاف شریعت اور خلاف سنت ہلاتا اور پھیرتا ہے۔

## بَابُ مَنْ صَلَّى صَلَاةً قَرَّتَيْنِ وہ آدمی جو ایک نماز دو مرتبہ پڑھے

یعنی یہ باب اس شخص کے حال کے بیان میں ہے جو نماز دوبارہ ادا کرے۔ اور یہ مختلف صورتوں کو شامل ہے۔ اس سے مقصود ظہر و عصر کی نماز میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب ایک آدمی فرض نماز ادا کرے پھر مسجد جماعت میں آیا تو پھر جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ اسی قسم کے مطابق جو فقری ذکر کرے۔ اور اس اختلاف کے مطابق جو آئمہ کے درمیان واقع ہے اس کا پھر حسب اختلاف منبر سے ادا کرے یا اس نے ایک بار جماعت سے ادا کر لی ہو اس کے بعد لوگوں کو اپنی جگہ سے جیسے کہ حدیث میں مذکور ہے۔ اور شافعیہ کے نزدیک بجز فرض سے موسم نہیں ہے۔ تاہم یہ حقیقت تکرار فرض میں نہ ہو بلکہ فرض نافل ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک قول مسنون کے مطابق فرض یا نیت کی جگہ سے۔ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ فرض پڑھنے والا نفل دے کی اقتدا کرے اور یہ ان کے نزدیک جائز ہے۔

### فصل اول

### الفصل الأول

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ



معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
نماز ادا کرتے پھر اپنی قوم میں آتے اور ان کی امامت  
کرتے۔ (بخاری و مسلم)

جَبَلٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اے اور مسلم میں یہ لفظ بھی ہے۔ تنک الصلوة۔ یعنی وہ نماز اپنی قوم میں ادا کرتے دوبارہ بصورت امام پڑھتے جو انہوں نے  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی ہوتی تھی اور بخاری میں اس طرح ہے۔ الصلوة المكتوبة۔ یعنی آپ اپنی قوم میں ادا کر دی  
فرض نماز دوبارہ بصورت امام ادا کرتے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی ہوتی تھی۔

انہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم کے ساتھ نماز مشاہد پڑھتے پھر اپنی قوم میں  
تشریف لاتے اور انہیں نماز مشاہد پڑھاتے اس پر  
ان کی نفل نماز مشاہد پڑھتے۔ (بیہقی۔ دارقطنی)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي  
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ فَيُصَلِّي  
بِهِمُ الْعِشَاءَ وَهِيَ نَافِلَةٌ - زَوَاهِدُ  
الْبَيْهَقِيِّ وَابْنُ خَالٍ -

اے اور قوم کی یہ فرض نماز ہوتی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نفل پڑھنے والے کی اقتداء نفل دالے کے ساتھ  
درست ہے۔ محدثین نے کہا ہے کہ وہی کلمہ نفل کا جملہ بخاری و مسلم میں ہے۔ شافعی نے کہا کہ عباد الزمان  
شافعی اور طحاوی نے یہ جملہ روایت کیا ہے اور مشکوٰۃ میں یہاں بیاض ہے۔ بعض نے کہا یہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کا  
ہے جو انہوں نے اپنے اجتہاد کی بنا پر کہا ہے ماسی وجہ سے امام شافعی کے ہاں کسی حد تک ان کے زائد الفاظ کا ذکر  
نہیں کیا۔ اور کتاب مشکوٰۃ میں یہاں بیاض (مغید جگہ) ہے۔ اسی سے ظاہر ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کتاب  
میں یہ زائد الفاظ نہیں ہیں۔ علامہ ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ علامہ حلی نے کہا کہ زائد الفاظ صحیح باوجود  
غیر محفوظ ہے۔ امام احمد کی حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا  
ساتھ نماز ادا کر یا اپنی قوم کے لیے آسانی اور تخفیف کر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنا  
لینے کی صورت میں انہیں اپنی قوم کی امامت نماز نہ کرنی چاہیے تھی کیونکہ اس صورت میں صورت نماز کی قوم کے ساتھ نماز  
نفل ہوگی اور اس صورت میں فرض دالے کی اقتداء نفل دالے کے ساتھ ہوگی جو صحیح نہیں ہے۔ اور امام احمد کا یہ  
حدیث اس زیادتی کے مافی ہے۔ حضرت معاذ کی نماز کا تصدیق قرأت میں تفصیل سے گورجی ہے۔ وہی  
دیکھ لیا جائے۔

## الفصل الثاني

## دوسری فصل

۱۸۴ عَنْ زَيْدِ بْنِ الْأَسودِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رِوَايَةً  
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
حَتَّى تَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلَاةَ الصُّبْرِ  
فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاةً  
وَأَنْحَرَفَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِي  
أَخِيرِ التَّوْبِ كَمَا يُصَلِّيَا مَعَكُمْ فَتَالَ  
عَلَى يَمِينَا فَبَيَّأَ بَيْنَنَا ثُمَّ عَدَّ  
قَرَأْتُمَا فَقَالَ مَا مَنَعَكُمَا أَنْ  
تُصَلِّيَا مَعَنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا  
لَكُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِجَالِنَا قَالَ فَلَا  
تَفْعَلَا إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِجَالِكُمَا  
لَمْ أَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا  
مَعَهُمْ فَإِنَّهَا لَكُمْ نَافِلَةٌ  
بَعَاءُ التَّيْمِيَّةِ وَابْنُ خَالِدٍ وَ

الْبَيْهَقِيُّ

(النسائي)

یہ اس خبر کی روایت مائل ہے اہل طائف میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی حدیث اہل کوفہ کے پاس ہے۔ بعض  
نے اسے زید بن اسود کہا ہے۔  
لکھتے ہیں کہ جہاں نماز پڑھتے ہیں۔

کہ یہ مسجد منیٰ کے غیب و مائل پہاڑ کے مابین واقع گہرائی اور نشیب کو کہتے ہیں۔ یہ مسجد چونکہ ایسے ہی  
نشیب میں واقع ہے۔ اس پہاڑ کا نام ہے۔  
کہ یہ دعا کی سب سے آخر میں پڑھے ہوئے تھے۔

۵۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوفِ اہمیت کا وہم سے۔ کیونکہ آپ کے غضب و جلال کے وقت  
پہاڑ بھی اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکتا تھا۔ مرائس فریضہ (نا اور صا دہمہ) کی جمع ہے۔ یعنی گزشت کا وہ ٹکڑا جو پہلو

اور کندھے کے درمیان ہوتا ہے اور عرف و ذر کے وقت رزاق تھا ہے۔ کبھی کبھی گودے کے وقت بھی اس کا یہ صبر رزق  
اجتہاد ہے۔ اور لوگ اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

۵۶ اور اس جگہ میں پڑھ لی ہے جہاں ہم نے اپنا اپنا سامان رکھا ہوا ہے۔

۵۷ یعنی تلاکحی جماعت کے وقت اپنی منزلوں اور جاہات میں رہائش میں داخل نہ ہوا کر رہے۔

۵۸ خواہ پہلے تم نے باجماعت تلاواکحی ہو یا بغیر جماعت کے۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۱۰۸۵ عَنْ بُسْرِ بْنِ مَحْبَبٍ عَنْ أَبِيهِ  
أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَازِنٌ  
بِالصَّلَاةِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى وَرَجَعَ وَ  
مَحْبَبٌ فِي مَجْلِسِهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَكَ  
أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ  
مُسْلِمٍ فَقَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ  
لَكِنِّي كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي فَقَالَ  
لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا جِئْتَ الْمَسْجِدَ وَكُنْتَ  
قَدْ صَلَّيْتَ فَأَقِمْ الصَّلَاةَ فَصَلِّ  
مَعَ النَّاسِ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ  
(رَقَاكَ مَالِكٌ وَالتَّسَاخُفُ)

اے بصر! ہر بار صبح اور عین پہلے کے ساتھ۔

۵۹ یحییٰ مہم کی زیر۔ ماساکن اور عیم کی زیر بیچ تر قول کے مطابق حضرت بصر تابعی ہیں۔ اور ان کے باپ  
سنت یحییٰ مہم ہیں۔



وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَجَلَسَتْ  
وَلَمْ أَدْخُلْ مَعَهُمْ فِي الصَّلَاةِ  
فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جَالِسًا  
فَقَالَ أَلَمْ تُسَلِّمْ يَا يَزِيدُ قُلْتُ  
بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَسَلَّمْتُ كُلَّ  
وَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ مَعَهُ  
النَّاسِ فِي صَلَاتِهِمْ قَالَ إِنْ  
كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُُ فِي مَنْزِلِي أَحَبُّ  
أَنْ قَدْ صَلَّيْتُُمْ فَقَالَ إِذَا جِئْتَ  
الصَّلَاةَ فَوَجَدْتَ النَّاسَ قَصَرَ  
مَعَهُمْ وَإِنْ كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ  
كَفَنَ لَكَ نَافِلَةً وَهَذِهِ مَكْتُوبَةٌ

کی خدمت اہل میں حاضر ہوا آپ نماز میں تھے  
نہیں بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ نماز میں شامل نہ ہوا جب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو مجھے بھی  
ہوا دیکھا فرمایا اسے یہ یہ تم مسلمان نہیں  
ہوئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں  
مسلمان ہو چکا ہوں۔ فرمایا تمہیں لوگوں کے ساتھ  
نماز میں شرکت سے کس نے منع کیا۔ میں نے عرض  
کیا کہ میں نماز اپنی جگہ میں پڑھ چکا ہوں۔ میں نے خیال  
کیا کہ آپ حضرات نماز پڑھ چکے ہیں۔ فرمایا جب  
تم نماز کو آؤ۔ اور لوگوں کو پکارو ان کے ساتھ  
نماز پڑھو مگر یہ تم بہت پڑھ چکے ہو۔ یہ خدا  
تباری نقل ہو جائے کہ اور نہ فرض ہے۔

وَبَعَا أَبُو قَاوُودَ خَاصَّةً بِمَنْزِلِهِ

یہ یزید یا اور زرا سے۔ آپ صحابی ہیں۔ جب خیم میں شریک کے ساتھ رسولی ناہرین کے مکان کے بیٹھے تھے  
میں مشرف بہ اسام ہو گئے۔  
اسے یعنی پہلی نماز فرض ہو جائے گی۔ یہ معنی بظاہر ان کے ساتھ ہے کہ نماز میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ  
نماز فرض ہوگئی کیونکہ فرض نماز تو پہلی بار پڑھنے سے ان کے لئے فرض تھا۔ یہ معنی ہے کہ ان کے لئے نماز فرض ہوگئی  
لیکن کن خیم اس نماز کی طرف لوثی ہے جہاں سے پہلے ان کی ہمتی رہی تھی۔ یہ معنی ہے کہ ان کے لئے نماز فرض ہوگئی  
اشاعت ہے جہاں سے جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے اور کہا کہ وہ نماز میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے لئے نماز فرض ہوگئی  
نہ سے ساقط کرتی ہے۔ انفل نماز کی حیثیت اختیار کرتی ہے اور وہ نماز میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے لئے نماز فرض ہوگئی  
برتی ہے اور قضا کو ذمہ سے ساقط نہیں کرتی۔ سفر میں نماز کی حیثیت اختیار کرتی ہے اور ان کے لئے نماز فرض ہوگئی  
نماز ہی ہے تو جماعت کے ساتھ ادا کی جاسکے اور جو نماز باجماعت ان میں ہوتی اس کا کوئی اختیار اور ان کے لئے  
کئی حیثیت نہیں ہوتی۔ میں میں ضرور کہہ

وَلَمْ يَكُنْ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ تَسْبِيحًا

میں میں ضرور کہہ

شخص نے ان سے پوچھا کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہوں۔ پھر امام کے ساتھ مسجد میں نماز پاتا ہوں۔ کیا اس کے ساتھ بھی پڑھوں؟ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کہ ان دونوں میں سے اپنی نماز کے سمجھوں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کیا یہ تمہارا کام ہے؟ یہ تو اللہ عزوجل کا کام ہے کہ ان میں سے جسے فرض نماز قرار دے

سَأَلَهُ فَقَالَ إِنْ أَصَبْتَ فِي بَيْتِكَ ثُمَّ أَصَبْتَ الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الْإِمَامِ أَتَاَصَلْتَ مَعَكَ قَالَ لَمْ نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ أَيَّتُهَا أَجَعَلُ مَلَوْقٌ قَالَ أَيْنَ عَمَّا وَ ذَلِكَ إِلَيْكَ إِنَّمَا ذَاكَ إِلَى اللَّهِ وَحْدَهُ جَلَّ يَجْعَلُ أَيَّتُهَا شَاءَ -  
(دَعَاءُ مَالِكٍ)

(مالک)

۱۔ یعنی پہلی کو اپنی نماز فرض قرار دے یا دوسری کہ یعنی ان میں سے فرض نماز کو کنسی ہوگی۔

۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے استغفار کے طور پر کہا کہ ان دو نمازوں میں سے ایک کو فرض کی حیثیت دینا تیرا کام نہیں۔ بعض میں دیکھا کہ ایک نفی کے ساتھ آیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ ان دو میں سے جسے چاہے فرض قرار دے۔ اس حدیث میں اس چیز کا تائید ہے کہ حق تعالیٰ بعض شافعیہ گئے ہیں اور اسے امام خزانہ رحمہ اللہ نے اختیار کیا کہ ان دو میں سے کوئی ایک غیر فرض نماز فرض ہے۔ تاہم اکثر اعاذیغ اس بارے میں متردد ہیں کہ دوسری نماز نفل ہے۔ اور پہلی فرض اور یہی معنی تھا کہ بھی ملتی ہے۔ کیونکہ بندہ پہلی نماز ادا کرنے سے فرض سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اس لیے پہلی نماز فرض نماز قرار پائے گی۔ واللہ اعلم۔

حضرت سلیمان مری میمونہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم لوگ مقام بلاط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔ لوگ نماز پڑھ رہے تھے میں نے عرض کیا کہ کیا آپ ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے فرمایا میں پڑھ چکا ہوں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ایک دن میں ایک نماز کو دوبار نہ پڑھتا۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی)

وَقَالَ لَقَدْ كَانَ ابْنُ عُمَرَ عَلَى الْبَلَاءِ وَهُوَ لَمْ يَكُنْ فَكُلْتُ الْكَافِرَ فَقَالَ قَدْ خَلَيْتُ وَ لَوْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَصَلُّوا صَلَاةً فَإِنَّكُمْ كَتَبْتُمْ

۱۔ حضرت سلیمان ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کے آنا کو کوہ غلام ہیں۔ اکابر تابعین میں سے ہیں ثقہ فقہ فاضل مابین متقی اور دلیل و محبت ہیں۔ احادیث فقہاء میں سے ہیں۔ انیس سلیمان بن یسلم بھی کہتے ہیں۔ بعض نے کہا سلیمان مولائے میمونہ سلیمان بن یسار نہیں ہیں مگر اس میں نظر و تراض ہے۔







بارہ رکتیں نفل پڑھا کر سبے قرآن کے علاوہ مگر  
اللہ ایسی جگہ سے جنت میں گھر بنائے گا۔ یا جنت  
میں گھر بنایا جائے گا۔

يُصَلِّيْ يَوْمَهُ كُلَّ يَوْمٍ ثَنِيَّ عَشْرًا رَّكْعَةً  
تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ  
بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ يَوْمًا  
فِي الْجَنَّةِ -

۱۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا انہما اللہ المؤمنین میں سے ہیں۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی ہمیشہ وہیں۔  
۲۔ نماز ظہر کا ذکر سب سے پہلے کیا کیونکہ اوقات نماز کی تقسیم کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے سب سے پہلے  
اسی نماز کی اہمیت کی۔ اسی وجہ سے اس نماز کو صلوٰۃ الادائی بھی کہتے ہیں اور فارسی میں اس کا ترجمہ ہے نماز پیشین۔ یعنی پہلی نماز۔  
۳۔ معانی میں یہ حدیث فصل اول میں ذکر کی گئی جو بخاری و مسلم کی احادیث کے لیے قریب ہے  
کہ یہاں دن سے دن رات مراہمے اور غیر فریضہ کا فقط تلووع (نفل) کی تاکید کے لیے ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے  
ہیں کہ نبی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
دو رکعتیں پڑھیں۔ اور ان کے بعد ایک رکعت پڑھی  
اور ان کے بعد ایک رکعت پڑھی۔ اور ان کے بعد  
ایک رکعت پڑھی۔ اور ان کے بعد ایک رکعت پڑھی۔  
اور ان کے بعد ایک رکعت پڑھی۔ اور ان کے بعد  
ایک رکعت پڑھی۔ اور ان کے بعد ایک رکعت پڑھی۔  
اور ان کے بعد ایک رکعت پڑھی۔ اور ان کے بعد  
ایک رکعت پڑھی۔ اور ان کے بعد ایک رکعت پڑھی۔

وَعَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ مَكِّيْتُ  
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّلُمِ وَرَكْعَتَيْنِ  
بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ  
فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ  
فِي بَيْتِهِ قَالَ وَحَدَّثَنِي حَنْصَلَةُ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ الْخَلْفِ  
حِينَ يَطْلُغُ الْفَجْرُ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ یہ حدیث حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل ہے کہ ظہر سے پہلے دو رکعت اور عصر سے پہلے دو رکعت پڑھنا  
کی یہ حدیث اختلاف الفاظ کے ساتھ مختلف کتب حدیث میں موجود ہے۔ اہل سنت کے نزدیک ظہر سے پہلے دو رکعت اور عصر سے پہلے دو رکعت پڑھنا  
ایسا اس کے ثبوت میں بھی احادیث وارد ہیں۔ جو کہ حضرت علی حضرت عائشہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔  
نے کہا صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اکثر اہل علم کا اہل اس پر ہے۔ ان کے بعد اسے بھی اکثر اس پر ہیں۔ اور یہی سفیان  
ابن المبارک اور اسحاق کا قول ہے۔ امام شافعی انہما امام احمد سے بھی چار رکعت کا ایک قول موجود ہے۔ لیکن وہ سلام کے  
ساتھ ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی چار رکعت پڑھتے ہیں۔ جن میں ابالی نے جو دیکھا اس کی روایت کر دی۔

یہ بھی ہر کتاب کے گھر میں چار رکعت پڑھتے ہیں اور دعا کی صلیب سے ان کی روایت کی جو اور واجب مسجد میں تشریف لائے ہوں  
تو در رکعت تیرہ مسجد پڑھتے ہیں۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ظہر کی سنتیں گمان کر لیا جو یہ بھی ہر کتاب ہے کہ حضرت  
ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہ ہو کہ ظہر سے پہلے سنت دو رکعت ہیں اور چار رکعت ہو آپ ادا کرتے تھے وہ چاشت کی چار رکعت  
ہوتی تھیں جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

۱۵۱ اس سے حضرت حضرت رضی اللہ عنہما کا مجرم وار ہے۔ اور حضرت ابن عمر ان کے بھائی ہیں۔

۱۵۲ اور جب کہ اس وقت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں کو جو نہ ہوتے تھے۔ اس سے حضرت  
حضرت ابن عمر کی روایت کی یہ بھی بنائی گئی ہے کہ حضرت ابن عمر نے کہا یہ وہ وقت ہے کہ میں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ساتھ رہتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو رکعت بھی آپ گھر میں ہی پڑھتے تھے اور ادا عارف میں مراعت بھی ایسا  
آ رہا ہے جیسا کہ باب صلوۃ اللیل میں آ رہا ہے۔

انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کے بعد  
کوئی نماز نہ پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ گھوڑیں آتے  
اور دو رکعت نماز پڑھتے۔

(بخاری و مسلم)

۱۵۳ وَ عَنْهُ قَالَ كَانَ كَانَ الْخَبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ  
الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَلَّكَ فَيُصَلِّي  
رَكَعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ -  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خل نماز کے بارے  
میں دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ میرے گھر  
میں ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے۔ پھر تشریف  
لے جاتے لوگوں کو نماز پڑھاتے اور میرے گھر میں  
تشریف لاتے تو دو رکعت پڑھتے اور لوگوں کو نماز  
مغرب پڑھاتے پھر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے  
پھر لوگوں کو عشاء پڑھاتے اور میرے گھر میں تشریف  
لاتے تو دو رکعتیں پڑھتے اور رات میں دو رکعتیں  
پڑھتے تھے جن میں دو رکعتیں تھیں اور رات میں بہت

۱۵۴ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شُعَيْبٍ  
قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَواتِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَنْ تَطَوُّعِهِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي فِي  
بَيْتِهِ قَبْلَ الظُّهْرِ اثْنًا ثُمَّ يَخْرُجُ  
فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي  
رَكَعَتَيْنِ وَرَمَحْنِ يَكُونُ بِالنَّاسِ الْقُرْبَ  
ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ يَكُونُ  
بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَ يَدْخُلُ سَبْعًا  
فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ  
الْإِيلِ سِتَّةَ رَكَعاتٍ يَبُوءُ الْوُتْرَ





سے یعنی میں نے لوگوں کی مشیت و اختیار سے اسے  
سنت ہو کر اور شریفیت لازماً دائرہ ہی تصور نہ کر لیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ میں نے اسے منتخب فرمایا ہے مگر جو شخص  
ان کا ثواب لینا چاہے پڑھے۔ صحابہ و تابعین کے اکثر سلف و خلف کا اہل کتاب سے اور بہت سے صحابہ اہل کتاب کے خلاف  
ہیں۔ اس پر گفتگو باب فضل اذان میں گزر چکی ہے۔ اور حدیث بن کمال اذانین صلوٰۃ میں بھی ان پر کثرت ہے جس ثناء  
میں اس کے بارے میں مزید گفتگو آرہی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم  
میں سے ہو کہ پڑھتا ہے اور دعا پڑھتا ہے  
میں سے اور اللہ تعالیٰ کی عزت میں حصہ لے گا۔

یہ حدیث صحیحہ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔  
اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
جو شخص اللہ تعالیٰ کی عزت میں حصہ لے گا۔  
اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
جو شخص اللہ تعالیٰ کی عزت میں حصہ لے گا۔

۱۰۹۸ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ  
فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا - رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ  
فِي أُخْرَى لَهُ قَالَ إِذَا صَلَّيْتَ أَحَدَ كَوْنِ  
الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا -

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
جو شخص اللہ تعالیٰ کی عزت میں حصہ لے گا۔  
اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
جو شخص اللہ تعالیٰ کی عزت میں حصہ لے گا۔

## الفصل الثانی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم  
میں سے ہو کہ پڑھتا ہے اور دعا پڑھتا ہے  
میں سے اور اللہ تعالیٰ کی عزت میں حصہ لے گا۔

یہ حدیث صحیحہ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔  
اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
جو شخص اللہ تعالیٰ کی عزت میں حصہ لے گا۔  
اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
جو شخص اللہ تعالیٰ کی عزت میں حصہ لے گا۔

۱۰۹۹ عَنْ أُورْ حَيْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ مَنْ حَافَظَ عَلَى آدَتِهِ وَكُنِيَ  
قَبْلَ الظُّمْرِ وَآرَائِهِ بَعْدَهَا حَرَمَهُ  
اللَّهُ عَلَى النَّاسِ - رَوَاهُ أَحْمَدُ  
وَالْبُخَارِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ  
وَأَبْنُ مَاجَةَ -

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
جو شخص اللہ تعالیٰ کی عزت میں حصہ لے گا۔  
اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
جو شخص اللہ تعالیٰ کی عزت میں حصہ لے گا۔

حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر سے پہلے چار رکعتیں جن میں سلام نہیں ہوتا پڑھتے سے ان کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

وَعَنْ أَبِي الْيُؤُبِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ قَبْلَ الْكُفْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيَةٌ تُقْتَلُ لَهْفٌ أَبْوَابُ السَّمَاءِ -

(البداء، ابن ماجہ)

(دعاء ابو داؤد و ابن ماجہ)

اسے اوروہ مقام قبر لیتے ہیں جہاں ہیں۔ اسی کی برکت سے آسمان سے انوار فضل و رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ پھر اس کی تمام اقسام جہاں سے ظہر کی چار رکعت سنت مکرہ مراد ہیں یا کوئی اور مستقل نماز جو اس وقت میں آدا کی جاتی ہو اس سے وقت زوال کی نماز کتنی مدد ملے یہ ان لوگوں کا مسلک ہے جو ظہر سے پہلے دو رکعت سنت مکرہ کے قائل ہیں اور جو حضرت ظہر سے قبل چار رکعت کے قائل ہیں وہ اس میں متردد ہیں۔ تاہم اس فضیلت کا ثبوت اس کے مخالف نہیں کہ یہ رکعتیں رواتب اہل مکرہ میں یا نہیں۔ غرض مذہب یہ ہے کہ پھر رواتب ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن السائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھکنے کے بعد اور ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ وہ گھڑی ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيَ لَهَا بَعْدَ أَنْ تَقُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ إِنَّمَا سَاعَةٌ تُقْتَلُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَأَيُّ أَيُّ يُصْعَدُ فِيهَا عَمَلٌ عَمَلٌ

(ترمذی)

(دعاء الترمذی)

اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کعبہ رضی اللہ عنہ سے قرآن پاک پڑھا۔ مہاجر اور اہل مکہ نے ان سے علم حاصل کیا ایک مہاجر بن ابی سائب تھا جسے ظاہر یہ ہے کہ یہاں صحابی مراد ہے۔

اسے اس عرصہ سے محرم بتا ہے کہ یہ گھڑی یا عرصہ و قبر لیت کی گھڑی ہے ہر ایک عمل جو اس گھڑی میں کیا جائے مقبول ہے تو نماز جو فضل اعمال سے ہے اس گھڑی میں اس کا ادا کرنا بہت اچھا اور افضل ہوگا اور پہلی حدیث جس میں فرمایا کہ ان رکعت کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ وہ بھی انہی معنی پر محمول ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ قَبْلَ الْكُفْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيَةٌ تُقْتَلُ لَهْفٌ أَبْوَابُ السَّمَاءِ -

اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمُ رَوَّاهُ  
 اللّٰهُ اَمْرًا صَلَّی قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا  
 رَوَّاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ ابُو  
 دَاوُدَ

۱۰۳۰۔ رحمہ اللہ کے غلے سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ چار رکعت مستحب ہے۔

۱۰۳۱۔ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اپنی صحیحین میں اس کی روایت کی اور ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے۔

۱۰۳۲۔ وَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمُ یُحِبُّ اَنْ یُصَلَّی رَکْعَتَیْنِ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمُ یُحِبُّ اَنْ یُصَلَّی رَکْعَتَیْنِ

اَلْعَصْرِ اَرْبَعًا یُحِبُّ اَنْ یُصَلَّی رَکْعَتَیْنِ

بِالتَّسْلِیْمِ عَلَی السَّائِلِیْنَ وَ السَّائِلِیْنَ

وَ مَنْ یَعْفُرْ مِنْ الْمُسْلِمِیْنَ لَوْ

اَلْمُؤْمِنِیْنَ

۱۰۳۳۔ رَوَّاهُ ابُو یُحَیْیَ وَ ابُو دَاوُدَ

۱۰۳۴۔ رَوَّاهُ ابُو یُحَیْیَ وَ ابُو دَاوُدَ

۱۰۳۵۔ رَوَّاهُ ابُو یُحَیْیَ وَ ابُو دَاوُدَ

۱۰۳۶۔ رَوَّاهُ ابُو یُحَیْیَ وَ ابُو دَاوُدَ

۱۰۳۷۔ رَوَّاهُ ابُو یُحَیْیَ وَ ابُو دَاوُدَ

۱۰۳۸۔ رَوَّاهُ ابُو یُحَیْیَ وَ ابُو دَاوُدَ

۱۰۳۹۔ رَوَّاهُ ابُو یُحَیْیَ وَ ابُو دَاوُدَ

۱۰۴۰۔ رَوَّاهُ ابُو یُحَیْیَ وَ ابُو دَاوُدَ

۱۰۴۱۔ رَوَّاهُ ابُو یُحَیْیَ وَ ابُو دَاوُدَ

۱۰۴۲۔ رَوَّاهُ ابُو یُحَیْیَ وَ ابُو دَاوُدَ

۱۰۴۳۔ رَوَّاهُ ابُو یُحَیْیَ وَ ابُو دَاوُدَ

۱۰۴۴۔ رَوَّاهُ ابُو یُحَیْیَ وَ ابُو دَاوُدَ







اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَقُولُ  
اَمْرًا قَبْلَ الظُّلَمِ بَعْدَ الزَّوَالِ حُبُّ  
بِشْرُوهِیْنَ فِی صَلَوةِ الشَّخْرِ وَمَا  
مِنْ شَعْرَةٍ اِلَّا وَهُوَ یُسَبِّحُ اللّٰہَ  
بِلُحِّ الشَّاعَةِ ثُمَّ قَرَأَ یَتَفَسَّدُ  
ظِلْمُہُمْ عَنِ الِیَمَنِ وَالشَّامِلِ  
سُجْدًا اَوَّلَہِ وَهُوَ دَاخِرُہُ -  
رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالتَّحْقِیْقُ  
فِی شَعْبِ الْاَیْمَانِ -

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ظہر  
سے چھ زوال کے بعد کی چار رکعتیں اتنی ہی تہجد کی  
رکعتوں کے برابر شمار کی جاتی ہیں بلکہ یہ نہیں ہے کوئی  
چیز مگر وہ اس گمراہی اللہ کی تسبیح کرتی ہے پھر عادت  
فرمائی کہ یَتَفَسَّدُ ظِلْمُہُمْ لُحُّہُ وَعَنِ الِیَمَنِ قَائِلًا نَبِیُّ  
مُحَمَّدٌ اَدْبَلْہِ وَهُوَ دَاخِرُہُ (جھکتے ہیں اسے  
سائے دائیں بائیں اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے پوری  
عاجزی کا کے ساتھ۔ ترمذی۔ بیہقی فی شعب

الایمان

۱۔ یہ چار رکعت احتمال رکھتی ہیں کہ سنت ظہر ہوں یا وقت زوال کی چار رکعتیں۔

۲۔ یعنی یہ چار رکعتیں فضیلت و ثواب میں سحری کی چار رکعتوں کے برابر قرار دی جاتی ہیں۔ اور نماز تہجد کی بُری ہی  
فضیلت اور درجہ نہ ہو یعنی اس وقت میں نماز ادا کرنا تہجد کے وقت عبادت کی طرح ہے۔ علامہ طیبی نے کہا کہ یہاں نماز  
سحری کی مدد سنت اسعد فرض ہوا میں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ لفظ سحر کے زیادہ مناسب اور ماحول تہجد کی نماز ہے۔  
ہو سکتا ہے کہ فجر کی چار رکعت پر عمل کرنے کا باعث چاکا حدیث ہے۔ کیونکہ نماز تہجد تو چار رکعت سے زیادہ ہوتی ہے۔  
اور ہر اسادۃ میں مذکور ہے کہ حضور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ زوال کے بعد آٹھ رکعت پڑھتے تھے اور فرماتے  
تھے یہ آٹھ رکعت قیام الیٰ تہجد کے برابر ہوتی ہیں۔ آپ کا یہ بیان مرفوع حدیث کے حکم میں ہے کیونکہ رکعتوں کی مقدار  
اصلاً اَللّٰہُ شَاطِئُہُ عَزَّوَجَلَّ سے ہے کہ بغیر مجموعہ نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اپنے مقام پر اس کی تحقیق ہو چکی ہے اور حضرت  
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں کہ نماز سحر کو آپ قیام لیل پر محمول کرتے ہیں کہ نماز تہجد سے النسن اور لگاؤ کا اظہار  
ہو سکتا ہے ظاہر ہے کہ آٹھ رکعت سے وقت زوال اور سنت ظہر کی آٹھ رکعت کا مجموعہ مراد ہے۔ بعض مشائخ قدس سرہم  
نے کہا کہ اگر کسی نماز میں یہ دو وقتوں کے وقت زوال و رحمت اور حصول قربت کے اوقات ہیں۔ کیونکہ نصف النہار  
کے بعد اور عشاء کے بعد اذان کے گول دیے جاتے ہیں۔ اور آخری نصف شب میں رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے  
جیسا کہ طحاوی میں آیا ہے اللہ جب کہ یہ دو ایک دوسرے سے مناسب رکھتے ہیں تو ان دونوں اوقات میں نماز  
بہت ایک دوسرے کے برابر اور سادگی ہوگی اور جب کہ آخر شب میں نزول رحمت زیادہ ظاہر اور زیادہ مشہور ہے تو وقت  
نفل کی نماز کو اس کے برابر اور مشابہ قرار دیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول مبارک سے وقت  
زوال کی فضیلت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا دامن شے الامور یُحْتَجُّ بِشْرُہِ شَکِّ السَّائِةِ۔ یعنی کوئی چیز ایسی نہیں جو

اس وقت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہ کرتی ہو۔  
 ۲۷ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت تَقِیْطِلَاطِلَہِم اٰی آخِرہ تلاوت فرمائی اس آیت کا اول حصہ یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 ماحق اللہ من شیء یعنی کیا وہ لوگ نہیں دیکھتے جو پروردگار کے آگے نہیں جھکتے اور ان کی کلمات کا الٹ ہے کہ اللہ ہی سایہ  
 دار مخلوق کہ اس کے سامنے جھکتے اور ان کی باتیں اللہ کے آگے سجدہ و عرض ہیں اللہ ہی ہے آپ کہاں وقت اقدار کے جاننے  
 عاجز و ذلیل کرتے ہیں۔ سجدہ سے مراد ان کی فراہم کاری اور اطاعت ہے خواہ بقا ہائے طبع ہی یا اختیار کے سبب  
 اس کے امر وادی کے آگے مطیع ہیں اور اس کا امر و تنبیہ میں معروف و غائب گنا کے لیے اللہ تعالیٰ بخانہ فیض نہیں  
 پیدا کیا ہے۔

۱۱۱ دَعْنِ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكْتُ  
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 رَاكِعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَطُّ مُتَّفِقٌ  
 عَلَيْهِ۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِّلْمُتَّحَرِّفِ قَالَتْ  
 وَ الَّذِي ذَهَبَ بِهِ مَا تَرَكْتُ  
 حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ۔

۱۱۲ باب اوقات نہیں ہیں اس میں  
 کہتے ہیں کہ یہ دو رکعت ظہر کی دو سنتیں ہیں جو ایک کو بعد از نماز اور ایک کو قبل از نماز پڑھنا جائز ہے  
 نے بعد عصر نہیں تھا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں  
 کرتے مگر یہ بیان قدر سے بعید ہے (آنا جتنی نہیں) بعض کہتے ہیں کہ یہ دو رکعتیں پڑھنا جائز ہے  
 تھیں مگر یہ قول بھی بعید ہے کیونکہ حدیث کا ظاہر ظہر میں پڑھنا ہے کہ بعد از نماز اور ایک قبل از نماز  
 تھیں۔ اور یہ بھی ہے کہ مغرب کے بعد دو رکعت پڑھنا جائز ہے اور ایک قبل از نماز پڑھنا جائز ہے  
 صحابہ پڑھتے تھے اور آپ نے انہیں دو رکعتیں پڑھنے کی تلقین فرمائی اور ایک قبل از نماز پڑھنا جائز ہے  
 آئندہ امام دین شریک آہستہ آہستہ ہمارے کہنا ہے کہ تنہا یا مارف ہی آیا ہے کہ یہ دو رکعتیں پڑھنا جائز ہے  
 عصر سے پہلے پڑھتے تھے) سنتیں تھیں کسی مارف نے کہ یہ سنتیں پڑھنا جائز ہے اور ایک قبل از نماز پڑھنا جائز ہے  
 کے بار سے یہ بہت سے اخبار و آثار و روایات ہیں۔ چھوٹے بھی لکھ دیے ہیں۔ لیکن اس میں شک ہے کہ آیا یہ سنتیں پڑھنا جائز ہے  
 کہ عصر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے رکعت پڑھنا آپ کے صحابہ نے کیا کیا تھا کہ یہ سنتیں پڑھنا جائز ہے

تاریخ نے کہا ہے علیہ السلام  
 ۱۱۱ وَ عَنْ الْمُحْكَمِ بْنِ قُتَيْبَةَ قَالَ

قَالَ سَأَلْتُ أَسْبَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ  
 التَّكْوِينِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ  
 عُمَرُ يَضْرِبُ الْآيُورِيَّ عَلَى صَلَاةِ  
 بَعْدَ الْعَصْرِ وَ كُنَّا نَصَلِّيُ عَلَى عَقْدِ  
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مَا كُنْتُمْ بَعْدَ حُرُوبِ الشُّشَيْنِ قَبْلَ  
 صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَكُنْتُ لَهُ أَكْثَرُ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَصَلِّيُهَا قَالَ كَانَ يَرَانَا نَصَلِّيُهَا  
 فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا

وَعَدَا مُصَلِّيًا

حضرت قتیبہ بن قیس سے روایت ہے فرماتے ہیں میں  
 نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مصوبہ کے بعد  
 کے نفلوں کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ حضرت عمر بعد  
 نماز عصر نماز پڑھنے پر لوگوں کے ہاتھوں پر مار دیتے تھے  
 حالانکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آفتاب  
 غروب ہونے کے بعد مغرب کی غار سے پہلے دو  
 رکعتیں پڑھتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ پڑھتے تھے۔ فرمایا کہ ہمیں  
 پڑھنا دیکھتے تھے تو نہ ہمیں حکم دیتے تھے  
 اور نہ منع کرتے تھے۔

(مسلم)

ان نفلوں کا ایک پیش اور اسلام کی ہر ایک روایت میں تابعی ہیں کہ نہ کہ رہنے والے اور فقہاء۔ انہوں نے حضرت انس  
 سے روایت کیا اور ان سے کسی حدیث میں نہ آئی۔

۱۲ یعنی ان کے پڑھنے سے منع کرتے تھے۔

۱۳ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غاروشی سے بعد عصر نماز پڑھنے کا جواز ثابت ہو گیا محدثین نے یہاں کہا ہے کہ شاید حضرت  
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قول لائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی آخر سے واقف نہ تھے اور نہ  
 ہی حضرت انس کے قول کا یہی حال ہو رہا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پڑھتے تھے  
 سے بھی آگاہ نہ تھے۔ بعض نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لوگوں کو عصر کے بعد نماز پڑھنے پر مارنے کا سبب یہ تھا کہ آپ کی  
 ڈھکائی ہوئی ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ نماز پڑھنا شروع کر دیا اس اندیشہ کے بغیر غزوہ نہیں اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
 کا مذہب ہے۔ ان کے سوا دوسرے حضرات کے نزدیک بعد عصر مطلقاً نماز مکروہ ہے۔ بہر صورت بعد عصر نماز کی کراہیت  
 کا مسئلہ اسلام کے بارے میں وارد شدہ حدیث انتہائی واضع اور بے غالی نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
 ہم لوگ مدینہ میں تھے جب عوز بن غازی نماز مغرب کی

۱۱۲ وَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ  
 قَادَا آذَانَ الْمُؤَذِّنِ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ

افان دیتا تو لوگ ستروں کی طرف بھاگتے۔ اور دو رکعتیں پڑھتے۔ حتیٰ کہ اجنبی آدمی مسجد میں آتا تو سمجھتا کہ نماز پڑھ رہا ہے۔ ان پڑھنے والوں کے جرم کی وجہ سے۔

(مسلم)

ابْتَدَأُوا السَّوَارِيَّ فَارْكَعُوا رَكَعَتَيْنِ حَتَّىٰ رَأَى الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لِيَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَيَحْصِبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صَلَّيْتُ مِنْ كَثَرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۵ اور ستروں کے پیچھے کھڑے ہوتے۔

۱۶ اور یہ کہ اب لوگ بعد مغرب کی سنت پڑھ رہے ہیں۔

۱۷ گویا ان صحابہ نے قبل غروب نماز کی نہی سے یہ سمجھا تھا کہ بعد غروب نماز مغرب سے پہلے نفل پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

حضرت عمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں حقیر الجہنی کے پاس آیا اور میں نے کہا کیا میں آپ کو التعمیم کی عجیب بات بتاؤں۔ یہ شخص نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتا ہے اس پر حضرت عمرؓ نے کہا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا کرتے تھے۔ میں نے کہا اب آپ کو اس سے کس چیز نے روک رکھا ہے۔ کہا ہم کالج کی مصروفیت نے تھ

۱۸ ۱۱۳۳ وَ عَنْ مُرَّةِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَتَيْتُ عُقْبَةَ الْجَعْفَرِيِّ فَقُلْتُ أَلَا أُعِيبُكَ مِنْ رَأْيِ تَمِيمٍ يَرْكَعُ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فَمَا يَنْتَعُكَ الْآنَ قَالَ الشُّغْلُ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۹ ترمذی کی زبردست اسان اور شاکی زبردست تابعی ہیں اب مصر کے مفتی تھے عبدالعزیز بن مردان عبدالکبیر بن مروان کا بھائی انہیں ترمذی کیسے بلاتا اور اپنے سامنے بٹھاتا۔ ابن جبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں ذکر کیا ہے۔

۲۰ التعمیم بلند درجہ تابعی ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہی دستور تھا۔

۲۱ نیز یہ سنت مرکبہ بھی نہیں۔ نوری نے کہا کہ قتادہ پسندیدہ یہ ہے کہ یہ دو رکعت مستحب ہیں مگر ان کے پاس سے یہ احادیث صحیحہ منکر آئی ہیں۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی عبدالاشہل میں تشریف لائے اور اس

۱۱۳۴ ۱۱۳۴ وَ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ إِنَّ الشَّيْخَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مَسْجِدَ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ

فَعَبَلْنَاهُمْ فِي الْمَغْرِبِ فَلَمَّا قَضَوْا  
صَلَاتَهُمْ رَأَوْهُمُ يُسَبِّحُونَ بِعَدَا  
فَقَالَ هَذِهِ صَلَوةُ الْبُيُوتِ -  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

میں نماز مغرب کی جب لوگ غار سے نکلے تو  
آپ نے انہیں دیکھا وہ اس کے بعد تسبیح کرتے  
ہیں انہیں پڑھتے ہیں۔ روایہ یہ گھروں کی نماز ہے۔  
(ابوداؤد)

وَفِي رَوَايَةٍ التِّرْمِذِيُّ وَ  
الْبَيْهَقِيُّ قَالَا نَأْسٌ يَتَنَفَّلُونَ قَدَّ  
الْبَيْتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ

ترمذی اور بخاری کی روایت میں ہے لوگ نفل  
پڑھنے کے لیے گھر سے باہر آئے تو نبی اکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نماز تم لوگ گھروں میں  
پڑھا کر رہو

۱۷۔ عجمیہ میں کیش جیم کا زبر۔ آپ سبحانہ بیعت شجرہ رضون کے اصحاب میں سے ہیں۔ ان کے حالات دوسرے  
مواضع میں ذکر ہو چکے ہیں۔

۱۸۔ جنی عبدالاشہل ایک قبیلا کا نام ہے۔

۱۹۔ اس سے مغرب کے بعد کی دو سنتیں مراد ہیں۔ جنہی آپ نے دیکھا کہ مسجد میں ہی یہ دو سنتیں بھی پڑھتے ہیں۔

۲۰۔ یعنی یہ مغرب کی سنتیں یا مطلق نفل نماز گھروں میں پڑھنی چاہیے نہ کہ مسجد میں۔

۲۱۔ واضح ہو کہ نماز نفل یعنی غیر فرض گھر میں پڑھنی چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک بھی یہ تھا۔ مگر کسی سبب یا  
عذر کی بنا پر خصوصاً مغرب کی سنتیں آپ نے کبھی مسجد میں ادا نہیں کیں۔ بعض علماء نے کہا اگر مغرب کی سنتیں مسجد میں پڑھیں تو  
سنت ادا نہ ہوگی بعض نے کہا یہ سنتیں مسجد میں ادا کرنے والا گناہ کا۔ ہو گا۔ کیونکہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی  
مخالفت کی کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ حکم واجب کے لیے ہوتا ہے۔ مگر جہور اس پر ہیں کہ یہ امر استحباب کے لیے ہے۔ بہتر  
یہ ہے کہ یہ سنتیں گھر میں پڑھی جائیں۔ حاشیہ ہدیہ میں جامع صغیر سے لکھا کہ اگر ایک آدمی نے نماز مغرب مسجد میں پڑھی مگر  
اسے اندیشہ ہو کہ گھر میں جانے سے کسی کام میں مشغول ہو جائے گا تو یہ سنتیں مسجد میں ہی پڑھ دے۔ اور گریسا اندیشہ نہ ہو تو  
پھر نفل یہ ہے کہ گھر میں پڑھے اور اگر گھر میں جانا میسر نہ ہو تو پھر مسجد کے دروازے سے باہر پڑھے۔ اگر امام نے مسجد کے  
اندرون میں پڑھی ہو۔ اور اگر امام نے مسجد کے خارجی حصہ میں نماز ادا کی ہو تو پھر یہ بھی سنتیں مسجد کے خارجی حصہ میں  
ادا کرے اور اگر ایسی مسجد ہو کہ اس کا اندرون اور بیرون حصہ الگ الگ نہ ہو تو پھر کسی ستون کے پہلو میں یا کسی کوٹے  
میں یہ سنتیں پڑھے۔

وَعَنِ امْرِئٍ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ  
تَسْئَلُ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت سے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے

سَلَّمَ يُطِيلُ الْقَاءَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ  
بَعْدَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَتَفَرَّقَ أَهْلُ  
الْمَسْجِدِ -

یہ کہ دو رکعتوں میں توسیع فرماتا کرتے تھے یہاں  
تک کہ اہل مسجد منتشر ہو جاتے تھے

(البداء)

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

اے اہل حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے یہ سنتیں مسجد میں پڑھی تھیں۔ آپ کا یہ عمل کسی سبب اور عذر پر محمول ہے  
جس کی وجہ سے آپ گھرنے جاسکے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے یہ گھر میں پڑھی ہوں اور حضرت ابن عباس نے کہا کہ اس  
حالت میں پایا۔ کیونکہ آپ کا گھر مسجد کے متصل تھا۔ مسجد اور گھر کے درمیان صرف ایک دیوار تھی۔ پھر والدین میں ایک مسجد تھی  
جو مسجد کی طرف کھلتی تھی۔ جیسا کہ علماء نے کہا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سنت مغرب میں یہ دعا قرأت کی کہ گھر سے آگے آئے۔  
کیونکہ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دو رکعتوں میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ھو اللہ صریحاً پڑھتے  
تھے۔

۱۱۶۶ وَ عَنْ مَكْحُولٍ يُبْلَغُ بِهِ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ قَبْلَ  
أَنْ يَتَكَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَ فِي رَدَائِقِهِ  
أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ تُفَعِّتُ صَلَوَتَهُ فِي  
عَلَتَيْنِ مُرْسَلًا -

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں  
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص  
مغرب کی پہلی رکعت پڑھے اور پھر دو رکعتیں پڑھے تو اس کی  
کئی رکعتیں اس کے لئے ہوتی ہیں کہ اس نے پڑھی ہوگی

اور ایک روایت میں ہے کہ چاند کی روشنی پڑھنے سے پہلے  
اس کا نماز میں بیٹھنے کا وقت ہو جائے تو اس کی نماز قبول ہوگی  
حضرت طبرانی نے ایک کتب میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
تیسویں رکعت کے بعد دو رکعتیں پڑھو جو دو رکعتیں پڑھو گے  
دو دنوں کے بعد یہ کچھ باتیں آجانی ہوں گی کہ ان سے  
حدیثوں کو لایں گے کہ ان سے لکھا جائے کہ ان سے لکھا جائے  
سے زیادتی کہ شعبہ الکتاب میں کہ ان سے لکھا جائے

وَ عَنْ حَدِيقَةَ نَحْوَهُ وَ نَادَى  
فَكَانَ يَقُولُ عَجَلُوا الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ  
الْمَغْرِبِ فَإِنَّهُمَا تُرْفَعَانِ مَعَ  
الْمَكْتُوبَةِ رَوَاهُمَا لَزِيْنٌ وَ نَدَى  
الْبَيْهَقِيُّ الزِّيَادَةَ عَنْهُ نَحْوَهَا فِي  
شُعَبِ الْإِيمَانِ -

اے حضرت مکحول ثانی میں مشہور تابعین سے ہیں اور ان کے بلند مرتبہ ثقہ حضرات ہیں سے یہ

۱۱۶۷ عیین ساتریں آسمان سے اور پر ایک جگہ ہے بعض نے کہا یہ ساتریں آسمان کا ایک حصہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عالم  
کے دیوان کا نام ہے جس میں وہ تابعین کے اعمال لے کر جاتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ جناب عزت حق تعالیٰ کے حکم میں سب

۴۱۔ اہل اثر اور اقرب جگہ کا نام ہے۔  
 ۴۲۔ یعنی کھولنے سے بطریق ارسال روایت کیا۔ یہ حضرت کھول کثیر الارسال شخصیت تھے۔  
 ۴۳۔ اور حضرت مدلیف سے جو کتاب میں سے ہیں اہل حریت کی مانند روایت کی گئی ہے۔  
 ۴۴۔ یعنی فرسوں کے متصل ان کو پڑھو۔

۴۵۔ اس لیے انہیں نامہ کے بغیر جلدی ادا کرو تا کہ اعمال سے جانے والے ملائکہ کو انتظار نہ کرنی پڑے۔  
 ۴۶۔ کہ قرائت اور دعایا ذکر ہیں۔ فرسوں کے بعد ثبوت صحیح روایات سے ہو چکے۔ اس جلدی کے خانی نہیں۔ یا یوں  
 کہا جائے گا کہ ان اذکار کا دور کھٹوں کے بعد پڑھنا اس جلدی کے خانی نہیں ہے۔ اور گذشتہ باب الذکر بعد الصلوة  
 میں اس طرح کی کچھ گفتگو کر چکی ہے۔ البتہ یہاں ایک چیزوں میں کہنتی ہے۔ کہ ان دو رکعت کی گھر میں ادائیگی کی فضیلت ثابت  
 ہو چکی ہے۔ اب اگر کسی کا گھر مسجد سے دور ہو تو گھر جانے سے اس جلد ادائیگی کی غلات ورزی لازم آتی ہے تو وہ کیا کرے۔  
 اس کے جواب کی دو صورتیں ہیں ان دو میں ظاہر یہ ہے کہ گھر ہی جا کر پڑھے کہ گھر میں پڑھنے کے بارے میں تاکید زیادہ  
 آئی ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت محمد بن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
 فرماتے ہیں نافع بن جبر نے انہیں حضرت صاحب  
 کے پاس اس چیز کے پڑھنے کے لیے بھیجا کہ حضرت  
 امیر معاویہ نے ان سے نماز میں رکعتیں پڑھنے سے فرمایا  
 ہاں میں نے امیر معاویہ کے ساتھ مقصورہ میں جو پڑھا  
 جب امام نے سلام پیر تو میں اسی جگہ کھڑا ہو گیا اور وہیں  
 نماز پڑھی جب وہ گئے تو مجھے بلایا اور فرمایا یہ  
 کام آئندہ نہ کرنا۔ جب جمعہ پڑھو تو اسے  
 اور نماز سے نہ ملاؤ۔ یہاں تک کہ کوئی بات کر لو  
 یا سہل جاؤ۔ کیونکہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا کہ ہم بغیر کلام سے  
 بغیر بیٹھے نماز کو نماز سے نہ ملائیں یہ

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ  
 إِنَّ كَافَّةَ بَنِي جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى  
 السَّائِبِ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ يَرَاهُ  
 مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ  
 نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَ الْجُمُعَةِ فِي  
 الْمَشْهُودَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ  
 قُمْتُ فِي مَقَامِي صَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ  
 الْمَسْجِدَ رَأَى قَائِلًا لَا تَعْدِلُنَا فَعَلَتْ  
 إِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ فَلَا تُصَلُّنَا  
 بِصَلَاةٍ حَتَّى تَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ فَإِنْ  
 نَسِخَ الصَّلَاةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 سَأَمَرْنَا بِذَلِكَ أَنْ لَا نُصَلِّ لِبَلَاةٍ  
 حَتَّى تَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ  
 رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مسلم)



۱۷ آپ تابعی ہیں اور نافع بن عبید بن مطعم بھی تابعی ہیں اور حضرت سائب صحابی ہیں۔  
۱۸ اہل اہل سے منع کیا ہو۔

۱۹ مقصورہ مسجد کا وہ جگہ ہے جو کبریاں اور امراء کے لیے بنائی جاتی ہے۔ یہ لفظ قصر سے مشتق ہے بمعنی اونچا محل  
۲۰ یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر گئے۔

۲۱ یعنی جہاں فرض نماز پڑھی جائے اُتار دینا اور وہیں نفل نماز نہ پڑھنا۔

۲۲ شکر کہ بعض نسخوں میں لفظ صلوٰۃ نہیں ہے۔ تو بارت کا ظاہر مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے میں حکم دیا کہ جمعہ کے ساتھ دوسری نماز نہ پڑھیں جب تک کہ بات نہ کر لیں یا مسجد سے باہر نکل آئیں۔

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابن عمر  
رضی اللہ عنہ جب جمعہ کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھتے تو  
ان جگہ سے جہاں جمعہ پڑھا جاتا تھا آگے بڑھتے  
اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر اور آگے بڑھتے  
اور چار رکعت پڑھتے اور جب مدینہ طیبہ میں جمعہ  
کی نماز پڑھتے تو ان کے ساتھ ہی گھرا جاتے۔  
اور گھرا کر دو رکعت نماز پڑھتے۔ مسجد میں نہ پڑھتے  
حضرت ابن عمر سے دریافت کیا گیا کہ آپ ایسا  
اُگھریں اگر پڑھتے ہیں مسجد میں نہیں پڑھتے کیوں کرتے  
ہیں۔ تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے  
ابو داؤد اور ترمذی کا حکایت ہے کہ حضرت ابن عمر  
مکہ کو گئے کہ آپ نے جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھیں پھر  
اس کے بعد چار رکعت پڑھیں۔

۱۱۹/۶۹ وَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ  
إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ بِمَكَّةَ تَقَدَّمَ  
فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيَصَلِّي  
رُبْعًا وَإِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ صَلَّى  
الْجُمُعَةَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلَّى  
رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَصِلْ فِي الْمَسْجِدِ  
فَنُتِلَ لَهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

وَرَفِي رَوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ  
رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ صَلَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ  
رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ لَدُنْجًا

۱۷۰ میں یہاں عطاء نام کے کئی آدمی گزرے ہیں۔ یہ جبرگ بھی تابعی ہیں۔

۱۷۱ آپ کا یہ فرماؤ آگے ہونا نماز جمعہ کے مابین حاصل کی حیثیت رکھتا تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں  
جو زائر نماز جمعہ کے بعد دوسری نماز پڑھنے سے پہلے کلام کرے یا مسجد سے باہر نکل کرے حضرت ابن عمر کے آگے بڑھنے  
سے یہ شرط پوری ہو جاتی تھی اور آپ کا یہ فعل کلام کرنے یا مسجد سے باہر نکلنے کی طرح تھا۔

۱۷۲ نماز میں چار رکعت بن جاتی تھیں جو آپ جمعہ کے بعد پڑھتے تھے مکہ معظمہ میں آپ اسی طرح کرتے تھے۔

۳۷۷ علامہ نے کہا ہے کہ شاید مکہ اور مدینہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے طریقہ میں فرق کی وجہ یہ تھی کہ مدینہ طیبہ میں آپ کا مکان مسجد نبوی شریف کے نزدیک اور اس کے بالکل متصل تھا۔ اور مکہ میں مسافر ہوتے تھے امداد آپ کی رہائش گاہ سے دور تھی۔ اسی لیے ذرا آگے بڑھنے کو آپ گھر واپس آنے کی حیثیت دے دیتے تھے اور مکہ معظمہ میں جہاں آپ جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے تو اس کی وجہ یہ بھی کہ حرم شریف مکہ میں ہر عبادت کا ثواب دگنا ہے۔ ترمذی نے امیر المؤمنین حضرت سی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نماز جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھنے کا حکم دیتے پھر چار رکعت کا۔ یونس (صاحب مشکوٰۃ) نے بھی حدیث طحاوی ترمذی سے نقل کیا ہے اور کتابہ فی روایۃ الترمذی الی آخرہ جیسا کہ حضرت علی بنی اللہ عنہ نے بیان فرمایا۔

۳۷۸ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک جمعہ کے بعد چار رکعت سنت ہے۔ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک چھ رکعت ہیں۔ پھر دو یہ جمعہ کے بعد کی نماز کا حکم ہے۔ جمعہ سے پہلے سنت نماز ثابت ہے۔ بعض محدثین نے اس کا انکار کیا ہے اور اس انکار میں مبالغہ سے کام لیا ہے۔ بعض نے کہا کہ جو لوگ جمعہ سے پہلے سنت نماز ثابت کرتے ہیں وہ ظہر پر قیاس کرتے ہیں مگر قیاس کے ساتھ سنت کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ کہا گیا ہے مگر حق بات یہ ہے کہ جمعہ سے قبل بھی سنت نماز ثابت ہے۔ اس میں گفتگو طویل ہے ہم نے شرح سفر السعاده میں وہ گفتگو کر دی ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

## بَابُ صَلَوةِ اللَّيْلِ

### رات کی نماز کا باب

۳۷۹ جامع ہکرم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز شب کے بارے میں مختلف روایات آئی ہیں۔ مختلف ایام میں مختلف رکعات کی صورت میں آپ پڑھتے تھے پھر نفل عبادت ادا کرنے والا امتی مختار ہے کہ حضور کے جس طریقہ پر بھی عمل پیر ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کا شرف حاصل کرے گا اور اگر متعدد اوقات میں آپ کے سب طریقوں پر عمل کرے تو یہ زیادہ موافق اور زیادہ مناسب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کی رکعات کی تعداد ۱۱، ۱۲، ۱۳ اور ۱۴ آئی ہے۔ بعض علماء نے پانچ رکعت بھی بیان کی ہیں۔ البتہ تیرہ رکعت سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ پھر بعض علماء تو اس تعداد میں سنت فجر کو بھی شامل کرتے ہیں۔ بعض شامل نہیں کرتے۔ شامل نہ کرنا زیادہ صحیح اور زیادہ درست ہے۔ پھر وتر نماز کبھی آپ ایک رکعت پڑھتے۔ کبھی تین رکعت۔ بعض روایات میں عدد وتر کو اس تعداد میں شمار کیا۔ اور بعض

میں اس سے خارج رکھا۔ اور بعض روایات میں ایک رکعت کو دو رکعات یعنی میں تین رکعت کہ بعض روایات میں پانچ رکعت اور بعض میں سات رکعت کو بھی دو رکعات دیا۔ اور بعض روایات میں ساری نماز شب کو دو رکعات دیا۔ جب کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت دو رکعات دو رکعات تھے جب آپ بوڑھے ہو گئے تو پھر چار رکعات دو رکعات تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اسے اہل قرآن دو نماز ادا کیا کروں اس سے آپ نے نماز شب کو اسی کا وہی ہے کہ نماز ترلانے سے ساری نماز شب دو رکعت بن جاتی ہے۔ جس طرح دن کی ساری نمازیں نماز مغرب۔ شام کو تین سے دو یعنی طاق رکعتیں بن جاتی ہیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ مغرب کی نماز۔ دن کے دو رکعتیں بن جاتی رہی یہ بات کہ نماز بیہوش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی یا اولاست پر بھی فرض تھی۔ بعد میں امت سے اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ مشہور اور مختار یہ ہے کہ امت پر سے اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ اور مشہور صلی اللہ علیہ وسلم پر آخر تک فرض رہی اس بات کی تحقیق اپنی جگہ کر دی گئی ہے۔

## الفصل الأول

### پہلی فصل

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَقْرَأَ مِنْ صَلَوةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ أَحَدِي عَشَرَ رَكْعَةً

یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شب سے پہلے پانچ رکعتیں

کے بعد نماز فجر تک گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے

مسلم بن عبد اللہ بن سلام میرے تھے اور ایک رکعت کے

ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ اس میں اتنا دلازہ مجھ کو کرتے

تھے کہ میں نے اپنے آپ کے سر مبارک اٹھانے سے پہلے

پیسے پچاس آیتیں پڑھ سکتے تھے پھر جب موزن فجر کی

نماز پڑھ کر اٹھتا تھا تو میری ہاتھوں میں ایک ہزار

تھیں۔ اس کے بعد میں نے ایک ہزار پچاس رکعتیں پڑھیں

اور وہ بھی رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر ایک ہزار پچاس

پڑھ کر میری ہاتھوں میں ایک ہزار تھیں۔ ان کے بعد

میں نے ایک ہزار پچاس رکعتیں پڑھیں۔ پھر ایک ہزار

پڑھ کر میری ہاتھوں میں ایک ہزار تھیں۔ ان کے بعد

میں نے ایک ہزار پچاس رکعتیں پڑھیں۔ پھر ایک ہزار

پڑھ کر میری ہاتھوں میں ایک ہزار تھیں۔ ان کے بعد

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَقْرَأَ مِنْ صَلَوةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ أَحَدِي عَشَرَ رَكْعَةً

بَيْنَ أَنْ يَقْرَأَ مِنْ صَلَوةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ أَحَدِي عَشَرَ رَكْعَةً

إِلَى الْفَجْرِ أَحَدِي عَشَرَ رَكْعَةً

يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُؤْتِرُ

بِوَاحِدَةٍ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْهَا

ذَلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ

أَيُّ قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ قِيَامًا

مِنْ الْمُؤَدَّاتِ مِنْ صَلَوةِ الْفَجْرِ

وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ قَامَ فَرَضَهُمْ

رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعُوا

عَلَى شِقَائِهِمُ الْآيَمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ

الْمُؤَدُّونُ لِلْإِقَامَةِ فَيُخْرِجُهُمْ

مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ



بعد کلام کرنے کے بارے میں ایک باب باندھا ہے اور اس باب میں حضرت عائشہ سے ابن الفاطمہ کے ماحول حدیث روایت کی ہے کہ رَاَ اَصْلِي رُكْعَتِي الْاُخْرٰى فَاِنْ كَانَ لَهُ الْاِحْتِجَاجُ فَكُلِّمْنِي وَلَا تَخْرُجْ اِلَى الصَّلَاةِ يَعْنِي حِينَ جَبَّ اَبُو بَكْرٍ مَدْنَتَيْنِ پڑھ دیتے تو اگر مجھ سے آپ کو کوئی کام ہوتا تو مجھ سے گفتگو فرماتے ورنہ نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ بھی کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض علمائے صحابہ بطور فجر کے بعد سے نماز فرما کر نے تک کلام کرنا مکروہ جانتے تھے مگر یہ کہ ذکر الہی کیا جائے یا کوئی بہت ضروری بات۔ یہی احمد و اسحق کا قول ہے مابقیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ سے گفتگو کرنا اسی نوعیت کا تھا جیسا کہ حضرت عائشہ کا قول غل غل کانت لہ الی حاجۃ اسی امر کو ظاہر کرتا ہے اور اگر اس قسم کی ضروری بات نہ بھی ہو تو ربات کر لینا سنت کو باطل نہیں کرتا نہ اس سے سنتیں دوبارہ پڑھنی پڑتی ہیں مگر جب کہ اس وقت میں احتیاط اور تکمیل ثواب کے پیش نظر بات کرنے کو شدید مکروہ قرار دیا جائے۔

۳۳۔ وَ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى  
رُكْعَتِي الْفَجْرِ امْطَجَعَ عَلَى شِقْوِ  
الْأَيْمَنِ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے فرماتے  
ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی  
دو سنتیں پڑھ دیتے تو اپنے دائیں پہلو پر سو  
جاتے تھے

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (بخاری و مسلم)

واضح ہو کہ اس حدیث میں دو طرح کا کلام ہے۔ ایک سنت فجر کے بعد سنا دوسرے عائشہ پہلو پر سونا۔ قول اول کے متعلق تو یہ ہے کہ بعض ظاہریہ اس سونے کو واجب قرار دیتے ہیں مگر یہ بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ بعض اہل سنت و جماعت کی صحت کی شرط قرار دیتے ہیں کہ اگر دوسرے گاتراں کی فرض نماز باطل ہو جائے گی اور ایک جماعت اس وقت سونے کو مکروہ قرار دیتی اور بدعت کہتی ہے۔ پوشیدہ نہ ہے کہ اسے بدعت کہنا حق سے بعید بات ہے کیونکہ اس وقت تک کہ بارے میں مادیث صحیحہ وارد ہیں۔ لہذا یوں کہا جائے گا کہ اولاً سونا یا نہ سونا بعد میں مسنون ہو گیا یا اس وقت تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ یا اس نیند کو بقصد استراحت پر عمل کیا جائے گا کہ لاکھ بھٹ سونے کی عبادت قرار دیا جائے۔ یوں ہی اس نیند کو واجب و ضروری قرار دینا بھی بعید ہے۔ کیونکہ اس بارے میں مادیث صحیحہ کافی ہیں۔

اور بعض روایات میں سونے کا ذکر نہیں آیا صرف اس قدر آیا ہے کہ آپ سنتیں پڑھتے اور باہر مسجد کی طرف نکل آتے۔ لہذا قول مختار پسندیدہ یہ ہے کہ سونا مستحب ہے۔ مکروہ یا واجب نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ اگر ارادے سے سونے کہ قدر آیام حاصل کرے۔ اور نماز تہجد کے باعث جو نفل و تحکات احق ہو چکی ہے دور ہو جائے تو بہتر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس ارادے کے تحت نیند کرتے تھے۔ امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے۔

دوسری بات یعنی آپ کا دائیں پہلو پر سونا تو یہ آپ کی ہمیشہ عادت مبارکہ تھی۔ علماء نے کہا ہے کہاں میں حکمت یہ ہے تاکہ گہری نیند نہ سوں۔ بائیں۔ کیونکہ قلب یعنی گوشت کا مندرجہ بائیں جانب ہے۔ اگر بندہ بائیں پہلو پر سرے تو دل کو قرار حاصل ہوگا اور اس پر استراحت کا غلبہ نہ ہوگا اور وہ ہی گہری نیند کی بے ہوشی اس پر طاری ہوگی۔ اور اس کے یہ نیند سے اٹھ بیٹھنا اور بیدار ہونا آسان ہوگا۔ اسی وجہ سے اطباء نے بھی بائیں پہلو پر سونے کی تلقین کی ہے کیونکہ دل راحت طلب کرتا ہے اور نیند کی حالت میں کھانا ہضم ہوتا ہے۔ کیونکہ حرارت مریخی اندر بدن داخل ہو جاتی ہے اور جس قدر نیند کا غلبہ زیادہ ہوگا راحت زیادہ حاصل ہوگی اور کھانا وافر طور پر ہضم ہوگا۔ اور صاحب شرع علیہ السلام نے نیند بھی رکھنے اور رات کو بیداری میسر آنے کے لیے دائیں پہلو پر سونے کو اختیار کیا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے کم کھانا بھی ضروری ہے۔

واضح ہو کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد دائیں پہلو پر سوجاتے تھے یہاں تک کہ آپ کے غواڑوں کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اس کے بعد اٹھتے اور تازہ وضو کیے بغیر نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ نیند سے وضو کا نہ ٹوٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ نے فرمایا ہے

(میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں ہوتا) بعض کہتے ہیں کہ یہ تمام انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت

ہے اور باب الاذان قسم لیلۃ القریس میں اس مقام سے متعلق کچھ بیان ہو چکا ہے۔ اسے ذہن نشین کر لیا جائے۔

۳۳ وَ عَنهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ

ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَنَحْوَهَا الْوُتْرُ

وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ۔

(رِوَاۃُ مُسْلِمٍ)

۱۷ یعنی ایک رکعت یا تین رکعت وتر

۱۸ یعنی اس تیرہ رکعات میں جمہ آپ رات کو پڑھتے تھے دو رکعت سنت فجر کو شامل کیا گیا ہے کیونکہ یہ دو رکعتیں رات کے صبح اہل کے متصل اور اختتام شب کے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ رات میں آپ کی اصل نماز گیارہ رکعات ہوتی تھی۔ جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے۔ صاحب سفر السعاده نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ آپ کی رات کی نماز فجر کی سنتوں کے علاوہ تیرہ رکعات ہوتی تھی۔ مگر ویران تیرہ رکعت میں داخل ہیں۔

۳۴ وَ عَنْ قَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ

عَائِشَةَ عَنْ صَلَواتِ رَسُولِ اللَّهِ

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

اس میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول

صَلَّىٰ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ  
فَقَالَتْ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَاحْدَى  
عَشْرَةَ رُكْعَةً سِوَى رُكْعَتَيْ الْفَجْرِ  
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے بارے میں  
ہر ایک نے کیا تو آپ نے فرمایا سات رکعت اور کئی  
اور گیارہ رکعت ہوتی تھیں۔ فجر کی دو سنتوں کے علاوہ  
(بخاری)

۱۵ حضرت سروق رضی اللہ عنہ تابعین میں سے ہیں۔ آپ چھوٹی عمر میں چھوڑے گئے تھے۔ اس بنا پر آپ کا یہ نام رکھا گیا۔  
۱۶ یعنی کبھی سات کبھی نو اور کبھی گیارہ رکعت  
۱۷ ظاہر یہ ہے کہ اس استثناء کا تعلق گیارہ رکعت سے ہے اور اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ تیرہ رکعت  
سنت فجر کو ملا کر ہوتی تھیں۔

۱۱۲۵ وَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ  
صَلَاتَهُ بِرُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قرآن  
میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے  
لیے اٹھتے تو دو ہلکی رکعتوں سے شروع  
کرتے تھے۔

۱۵ اس سے وہ دو رکعت مروی ہیں جو آپ صبح کے بعد ادا کرتے تھے اور ان کی ہر ایک میں دو رکعت تھیں۔  
یہ قول اور فعل روایات آپ کی ہیں۔

۱۱۲۶ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيُفْتَحِ  
الصَّلَاةَ بِرُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
جب تم میں سے کوئی شخص رات کے اٹھے تو دو ہلکی  
رکعتوں سے شروع کرے۔ (مسلم)

۱۱۲۷ وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ  
عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا  
فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً

جب رات کا آخری تہائی حصہ یا اس کا (چھٹا حصہ) پائی ہو گیا تو آپ بیدار ہوئے اور اٹھ بیٹھے۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف نگاہ بلند کی اور یہ آیت پڑھی۔

ختم سورۃ تک۔ بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ اہل عقل کے لیے نشانیاں ہیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور ایک مشک کے پائے گئے اور اس کا منہ کھولا پھر ایک ٹب میں پانی ڈالا۔ پھر آپ نے دو دمنوں کے درمیان کا دمنو کیا کہ آپ نے زیادہ پانی نہ بہایا مگر ہر دمنو تک اچھی طرح پانی پہنچایا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے۔ میں بھی کھڑا ہوا اور دمنو کیا اور آپ کے پائے یا ب کھڑا ہو گیا آپ نے میرے کان پکڑ کر مجھے اپنی دائیں جانب گھمادیا تو آپ کی تیرہ رکعت نماز مکمل ہو گئی۔ پھر آپ لیٹ گئے اور آپ کو نیند آگئی۔ یہاں تک کہ آپ کے خراٹوں کا آواز آنے لگا اور یہ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب نیند طاری ہوتی تو آپ کے خراٹوں کا آواز آتی تھی۔ پھر حضرت بلال نے کہا کہ آپ کو نماز کی اطلاع دی کہ تو آپ نے نماز پڑھی اور نماز دمنو نہ کیا۔ اور آپ کو دعائیں سننے کی کلمات سننے سے میرے اندر میرے دل میں نور جھلکے اور میری آنکھوں میں نور کالوں میں نور ڈال دے۔ اور میرے دائیں اور

ثُمَّ رَكَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ  
الْآخِرِ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَظَنَّنَا أَنَّ النَّوَّارَ  
لَقَدْ آتَتْ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
وَاجْتِلَافِ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَا يَمُوتُ  
لَا دُولِي الْأَلْبَابِ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ  
ثُمَّ قَامَ رَأَى الْقَمِيَّةَ فَاطْلَقَ شَتَاتَهَا  
ثُمَّ مَتَّ بِفِي الْبَصِيقِ ثُمَّ تَوَضَّأَ  
وَمَضَى حَسَنًا بَيْنَ الرُّمُوشَيْنِ  
لَمْ يُلْثُ وَقَدْ أَبْلَغَ فَنَامَ  
فَعَلَى فَقُمْتُ وَ تَوَضَّأْتُ فَقُمْتُ  
عَنْ يَسَارِهِ فَاخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي  
عَنْ يَمِينِهِ فَلَمَّا مَتَّ صَلَوَتُهُ  
ثَلَاثَ عَشْرَةَ لَوْحَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ  
فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ وَ كَانَ إِذَا نَامَ  
نَفَخَ فَأَذَنَهُ بِلَالٍ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى  
وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَ كَانَ فِي دُعَائِهِ  
اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَ فِي  
بَعْرِي نُورًا وَ فِي سَمْعِي نُورًا  
وَ رَمَى يَمِينِي نُورًا وَ يَسَارِي  
نُورًا وَ فَمَنْ لِي نُورًا وَ فِي  
قَلْبِي نُورًا وَ فِي سَمْعِي  
نُورًا وَ فِي بَعْرِي نُورًا وَ فِي  
يَمِينِي نُورًا وَ فِي يَسَارِي  
نُورًا وَ فِي قَلْبِي نُورًا وَ فِي  
بَعْرِي نُورًا وَ فِي يَمِينِي  
نُورًا وَ فِي يَسَارِي نُورًا وَ فِي  
قَلْبِي نُورًا وَ فِي بَعْرِي نُورًا



بَشَرِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ  
وَفِي رَوَايَةٍ لَهَا وَاجْعَلْ فِي  
نَفْسِي نُورًا وَاعْظُمْ لِي نُورًا  
فِي الْآخِرَى لِمُسْلِمٍ اَللّٰهُمَّ اعْظِمْنِي  
نُورًا ۱۔

بائیں نور کر دے اور میرے اوپر میرے نیچے میرے آگے اور  
میرے پیچھے نور کر دے اور میرے چھوٹے نور کر دے  
اور میرے گوشت میرے خون اور میرے بالوں اور پتھرے  
میں نور پیدا کر دے بخاری و مسلم۔ اور ان دونوں کا ایک  
دوسری روایت میں یہ لفظ آئے ہیں اور میری روشنی  
میں نور پیدا کر دے اور مجھے اعظم نور عطا فرما اور رسم کی  
ایک دوسری روایت ہے اسے میرے اللہ مجھے نور  
عطا کرے

❖

❖

❖

❖

۱۔ یعنی ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں پئے تھے۔  
۲۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ ضرورت و مصلحت کے تحت مشک کے بعد باتیں کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ باب اوقات الصلوٰۃ  
میں بھی گزرا۔

۳۔ بعض روایات میں لا تخلف الیسا ویک پانچ آیتیں پڑھنے کا ذکر آیا ہے مگر یہ ہونے کے بعد مسلمان کی طرف  
نگاہ اٹھا کر دیکھنے کے وقت بھی ان آیات کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے اور بعض روایات میں سواک کے وقت بھی ان  
کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔

۴۔ اصل میں لفظ قرۃ آیا ہے۔ قات کی زیر اور راس کن یعنی مشک  
۵۔ عربی میں لفظ خناق آیا ہے۔ شین کی زیر نون مخفف۔ آخر میں قات یعنی ڈوری پارسی جن کے ساتھ مشک  
کا منہ باندھتے ہیں۔

۶۔ اصل میں لفظ جفتہ ہے۔ جیم کی زیر فاس کن اور نون۔ یعنی نہت بڑا پایا (ٹب)  
۷۔ یعنی آپ کے اس دھنوی نہ اسراف تھا اور نہ ہی منہ بعد سے بھی کم پانی۔ یعنی آپ نے غسل پہل نہ کیا یا جو  
حد اسراف کو پہنچ جائے اور نہ آنا کم کہ اعضائے دھنوکہ تر و تازہ بھی کر سکے جیسا کہ فرمایا۔ لم یكثر قدحاً من الماء  
۸۔ یہ تیرہ رکعت نماز ترویل کے ساتھ ہوگی۔ سنت فجر کی دو رکعتیں اس کے علاوہ ہیں۔ اہل طریقہ حدیث حضرت  
عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے خلاف ہے جس میں آیا ہے کہ فجر کا دو سنتیں بھی ان تیرہ رکعت میں شامل ہیں۔ اور  
جب کہ یہ بات طے شدہ ہے کہ اہل طریقہ ہمارے کمال پرست ہیں۔ اس لیے کچھ اتنی  
اور کچھ اتنی رکعات پڑھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب کا قطب و مدار حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس  
رضی اللہ عنہما کی احادیث ہیں۔

۱۱ اور یہ سانس کی نالی کے کشادہ ہونے اور ترانے جمانے کے سات۔ اور منہ و نیر سے محفوظ ہونے کی علامت تھی۔

۱۲ اور اس بات کی اطلاع دی کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ سب نمازی حاضر ہیں اور مسجد میں جمع ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ اطلاع دینا اذان کی اطلاع دینے کے علاوہ ہے۔ اذان کی اطلاع آپ کو اس وقت دی جاتی تھی جب کہ دیر ہو۔ جی بڑی تھی اور آپ گہری نیند سوئے ہوتے تھے۔

۱۳ یعنی آپ اللہ کھڑے ہوئے اور سنتیں پڑھیں۔

۱۴ یعنی نیند سے بیدار ہو کر تازہ و منورہ کیا۔ کیونکہ غیر سے آپ کا و منورہ ٹوٹا تھا۔ جیسا کہ گزشتہ بیان میں معلوم ہوا۔  
۱۵ یعنی اس دعا کے کلمات جو آپ سنت فجر اور فرض کے درمیان پڑھتے تھے۔ اکثر مشائخ کامل اس پر ہے اور تہجد کے بعد اس دعا کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس حدیث میں بھی اس دعا کو تہجد پر محمول کیا جائے اور اسے دعائے طویل کہتے ہیں۔ حضرت امام شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے حراف میں فرمایا۔ ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس دعا کو اپنا ہمیشہ کا اور بنایا مگر اس شخص نے جسے اللہ تعالیٰ نے برکت اور نور سے بہرہ ور فرمایا ہے اور یہی دعا ہے اس کے آخر میں یہ کلمات ہیں اللہم فی قلبی نوراً الی آخرہ

۱۶ تاکہ ہر چہ صحت نور ایمان و یقین اور شہود الہی میرے شامل مال ہو جائے اور میرا سارا وجود نورانی ہو جائے بلکہ یہ نور مجھے ذات حق تعالیٰ میں غائی کر دے۔  
۱۷ یعنی ایسا نور جو دائرہ حاکم و جہات سے باہر ہو۔

۱۸ یعنی بعض راویوں نے دینی لسانی نور کا اضافہ کیا۔ یعنی میری زبان میں نور پیدا کر دے تاکہ دوسروں کو جو نور شہود اور استغاضہ اسرار و جود کرنا چاہتے ہیں میری نورانی زبان سے جو ابہام اور توہمات کی ظلمت سے محفوظ ہے، آبیر کر دوں۔ اور دینی ابہام کے فہم کی تائید سے جو ابہام کا ذریعہ کی معمولی سی مادہ سے بھی پاک ہے۔ لوگوں کو راہ راست کی ہدایت کر دوں۔

۱۹ یعنی نے اس طرح روایت کی انجیل فی حقہ نوراً۔ و شری نوراً۔ و بشری نوراً۔ یعنی میرے ٹپوں میں نور ڈال دے۔ میرے گوشت میں نور پیدا کر دے۔ میرے خون میں نور بھر دے۔ میرے بالوں میں نور ڈال دے اور میرے چہرے میں نور بھر دے۔

۲۰ نفس روح حیوانی سے عبارت ہے جو روح اور جسم کے درمیان بزرخ و پردہ ہے اور نور و لطافت اور ظلمت و کدورت کے وسط میں ہے۔ تاکہ میری روحانیت نور احکام سے تصف ہو جائے اور نورانیت کی بہت غالب آجائے اور خیر و طاعت میں ہی اضافہ ہو۔ جیسا کہ فرمایا داعظم فی نوراً یعنی میرے لیے نور عظیم پیدا کر دے۔

۱۵۹ اس فقرے میں گزشتہ تمام تفصیلات کو مجمل بیان کر دیا یعنی اسے اللہ اپنی قرابت سے وہ حقہ حق کر جس سے میرا ظاہر اور باطن میرا جسم روح زیر و زبر پیش و پس اور میرا دایاں بایاں پوری طرح روشن نور ہو جائے یہاں تک کہ میں اس طرح ہو جاؤں جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے

از در دہم نے روی بیرون / و گزشتہ درون و بیرون  
ترجمہ۔ تو میرے باطن سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اگرچہ تو میرے ظاہر و باطن کو اپنی گرفت میں سے نہ رہے  
اوجہ جب کہ نور خاص اسم الہی اور اس کی ذات مقدس کا مصداق ہے تو کسی نے اس دعا کا حاصل اور خلاصہ بیان کرتے ہوئے یوں کہا۔

سر تا پایم خدا کے سر تا پایت

یعنی میں سر سے پاؤں تک تیرے سر تا پاؤں پر خدا اور قربانی ہوں

اِنَّهُ يَكُلُ شَيْءٌ مُّحِيْطٌ بِكَ شَكَّ اللّٰهُ تَعَالٰی نَسِیَ ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔  
۱۱۲۸ وَ عَنْہُ اِنَّہٗ نَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے

اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنْقِظَ فَتَسَوَّكَ وَ تَوَضَّأَ وَ هُوَ

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر تھوکتے تھوکتے اور

یَقُوْلُ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ

پڑھتے ہوئے فرمایا۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ

اَلْاَرْضِ حَتّٰی خَتَمَ السُّوْرَةَ ثُمَّ

اُکھاڑا۔ ختم ہوا۔ پھر آپ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

قَامَ فَصَلَّی رُكْعَتَیْنِ اَخْلَا

اُٹھ کر نماز کی اور سجدہ کیا پھر تھوکتے تھوکتے اور

فِیْہِمَا الْقِیَامَ وَ الرُّکُوعَ وَ

ان کے درمیان قیام و رکوع کے

السَّجُودَ ثُمَّ اَنْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰی

سجود کیا پھر اُٹھ کر نماز کی پھر تھوکتے تھوکتے اور

نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

پھر تھوکتے تھوکتے اور یہ عمل تین بار کیا

سِتَّ رُكْعَاتٍ کُلَّ ذٰلِكَ یَسْتَأْذِنُ

ساتھ رکعتیں کرتا تھا۔ اس کے بعد دعا پڑھتا تھا

و یَتَوَضَّأُ وَ یَقْرَأُ هُوَ لَا اَلٰیاتِ

پھر تھوکتے تھوکتے اور دعا پڑھتا تھا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

مسلم نے روایت کیا ہے

اظہار یہ ہے کہ یہ واقعہ بھی حضرت میرزا رضا اللہ تبارک کے گھر پیش آیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے گھر میں بھی ہوا ہے۔  
پاس سرگئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سو گئے۔



۸۴۔ صحیح کو نہ میں فوت ہوئے۔

۸۵۔ یعنی اپنے آپ سے کہا۔

۸۶۔ یعنی بہت ہی لمبی

۸۷۔ تو یہ پانچ دوگانے ہوئے۔ اس ترتیب سے کہ ہر بعد دوگانہ پہلے دوگانہ سے ہلکا تھا۔

۸۸۔ اگر وہ لمبی رکعتوں کو اس نماز میں شامل نہ سمجھا جائے تو پھر یہ حدیث تین رکعت وتر پر مبنی ہوگی اس کا اگر شمال قرار دیا جائے

تو اس صحت میں وتر ایک رکعت ہوں گے۔ پہلی معنی زیادہ ظاہر ہے کیونکہ لمبی دو رکعتیں تحتہ الوضوء کے وفضل ہوتے تھے۔ نہ کہ رات کی نماز۔

۸۹۔ یعنی مؤلف نے کہا کہ قول ثم صلی رکعتین وہما دون التین قبلہما اربع مرات۔ یعنی یہ قول چار بار ہے جس کا مجموعہ آٹھ رکعت بنتا ہے اور پہلی دو رکعتوں کے ساتھ جو بہت لمبی تھیں، دس رکعتیں بنتی ہیں۔

۹۰۔ اور کتاب حمیری میں جس میں صحیحین کی حدیثوں کو جمع کیا اور افراد مسلم میں۔ اور اس میں تین قسم کی احادیث ہیں۔ ایک وہ جو بخاری و مسلم کی متفق علیہ ہیں جنہیں دونوں نے روایت کیا۔ دوسری وہ جس میں بخاری ایکسے ہیں۔ اور امام بخاری کا اس سے مخصوص ہیں اور اس کی روایت کرتے ہیں وہ متفرد ہیں۔ تیسری قسم وہ کہ اس میں امام مسلم ایکسے ہیں۔ اور وہ اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ امام بخاری نے انہیں روایت نہیں کیا پس صحیح مسلم کے متن میں یہ عبارت چاند فہمہ مانع ہوئی اور کتاب حمیری میں بھی ایسا ہے۔

۹۱۔ جامع الاصول وہ کتاب ہے جس میں صحاح ستہ کی احادیث جمع کی گئی ہیں۔ اور یہ مبالغہ آمیز کام مؤلف کی جانب سے صاحب معانی پر ایک طرح کا اعتراض ہے کہ اس نے اس قول کو تین بار ذکر کیا جس کا مجموعہ گیارہ رکعت بنتی ہیں یعنی دس رکعتوں نے یہ توجہ کہ ہے کہ تین بار لفظ طوئیں طوئیں طوئیں چھ رکعت پر محمول ہے اور اس میں حرف طوئیں طوئیں طوئیں دو لمبی رکعتیں اس سے خارج ہیں اور دراصل ایک رکعت پڑھا اس توجہ کے مطابق تیرہ رکعت بنیں۔ لہذا ان کے اس سے بھی تکلف و تزیین ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ لفظ طوئیں کا تکرار تاکید اور تطویل میں مبالغہ ہے۔

۱۱۳۰۔ وَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا بَعَثَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَنَعَلُ كَانَ أَكْثَرُ صَلَوَاتِهِ جَالِسًا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ میں جہاں بیٹھتا ہوں اس وقت میری نماز زیادہ تر جالوس

کرتی تھی (بخاری و مسلم)

۹۲۔ یعنی جب منصف پیری کی وجہ سے آپ تن وار ہو گئے اور بڑھاپے کے باعث آپ کو پناہ جسم ہا کہید چھائی محسوس ہونے لگا۔

۹۳۔ یعنی نماز شب یا مطلق فوائد آپ بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔ مانع ہو کہ لفظ یکن وال منصف اور اس کی پیش

سے روایت کیا گیا ہے اور یہ بات سننے سے شوق ہے یعنی قریب چن اور مجھ کا بوجھل ہوتا۔ یہ لفظ دال کی نہ براہ شد سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ یہ تبدین سے شوق ہے یعنی بڑھاپا۔ بعض علماء نے اس روایت کو زیادہ پسند کیا ہے۔ کیونکہ آپ کے صلیہ شریف کے بیان میں علماء نے یوں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتدل اقلق (مقتدل و جرد واسے) اور پھر یر سے بدن واسے تھے۔ اور فرہ اس کے منافی ہے۔ بعض علماء نے پہلی روایت کو ترجیح دی ہے۔ حضرت عائشہ کی حدیث کا وجہ سے اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے۔ فَلَمَّا اسَقَّ وَاخَذَ كَاللَّحْمِ۔ (جب آپ عمر ہو گئے اور گوشت بڑھ گیا) گوشت کا اعتدال کے طور پر بڑھنا اعتدال پر پیدا ہونے اور جسم کے سٹول ہونے کے منافی نہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۱۳۱ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ  
قَالَ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقْرَأُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عَشْرِينَ سُورَةً  
مِنْ أَقْدِلِ الْمَفْصِلِ عَلَى تَالِيَةِ ابْنِ  
مَسْعُودٍ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ أُخْرَى  
حَزْرُ الْفُتَّانِ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۳۳ علامہ طیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے وہ بیس سورتیں اس ترتیب سے ذکر کی ہیں جو امام سیوطی کی تفسیر اقبال میں بیان کردہ ترتیب کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

۱۱۳۲ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَكَانَ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبْرُوتِ وَالْكَبرِيَّاتِ وَالْعَظَمَةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَأَ الْبَقْرَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَكَانَ قِيَامُهُ نَحْوًا مِنْ رُكُوعِهِ ثُمَّ يَقُولُ رَبِّيَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَ سُجُودُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ فَكَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَكَانَ يَقْعُدُ فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِنْ سُجُودِهِ وَكَانَ يَقُولُ رَبِّيَ اخْفِزْ لِي فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَرَأَ فِيهِنَّ الْبَقْرَةَ وَالْإِسْبْرَانَ وَالنِّسَاءَ وَالْمَائِدَةَ أَوْ الْأَنْعَامَ شَكَ شُعْبَةً (رَدَاةُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت مذہبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ تین بار فرماتے تھے اللہ بڑا ہے مکت جبروت اہم کبریاں والا ہے پھر نماز شروع کی تو سورہ بقرہ پڑھی پھر رکوع کیا تو آپ کا رکوع آپ کے قیام کے مثل تھا۔ آپ نے رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتے تھے پھر رکوع سے سر مبارک اٹھایا تو آپ کا قیام رکوع کی مثل تھا۔ فرماتے تھے ربی العظیم میرے رب کے لیے حمد و ثنا ہے۔ پھر سجدہ کیا۔ تو آپ کا سجدہ قیام کی مثل تھا۔ اپنے سجدہ میں فرماتے تھے سبحان ربی الاعلیٰ۔ پھر سجدہ سے سر اٹھایا اور آپ دو سجدوں کے درمیان سجدے کی مثل ہی پڑھتے تھے۔ اور کہتے تھے ربی العظیم پڑھیں۔ جن میں آل عمران، النساء، المائدہ یا الفہم پڑھیں۔ فتح شعبہ کرے۔

(ابو داؤد)

۱۵ یعنی تین بار اللہ اکبر کیا۔ پھر ذوالککرت والجمروت واکبر یا والظفر کے الفاظ پڑھے۔ ککرت مک کا مبالغہ ہے جمروت جبروت جبر یعنی قہر و غلبہ کا صیغہ مبالغہ ہے۔ یہ صیغہ مبالغہ کے معنی میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے رحمت۔ رزیت اور کبریا اور عظمت و دوزل قویب المعنی ہیں اور اگر ایک کوفات پر اور دوسرے (عظمت) کو مضاف پر عمل کیا جائے تو یہ بھی درست ہے۔

۱۶ یعنی پھر آپ نے دعائے استفتاح سبحانک اللہم پڑھی اور شروع نماز کی دعائیں گدشتہ باب مایقر بعد التکبیر میں گزر چکی ہیں۔

۱۷ یعنی لمائی میں کہ جس طرح قیام کو مقررہ عادت کی مقدار سے قنوت کی درازی سے دراز کیا رکوع کو بھی ذکر و تسبیح کے ذریعہ قیام کی مقدار دراز کیا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ قیام و رکوع فی الحقیقت درازی میں برابر تھے۔ بلکہ درازی میں ایک دوسرے کے نزدیک تھے۔ جیسا کہ علماء نے کہا ہے۔ یعنی اوقات دونوں برابر بھی ہوتے تھے۔ جیسا کہ نسائی نے حضرت صوف بن ملک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔ ہم نے شرح میں اسے ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۸ روایات میں اس کے علاوہ اور اذکار اور دعائیں بھی آئی ہیں۔

۱۹ یعنی لمائی اور درازی میں قوم رکوع کی طرح تھا۔

۲۰ یہ الفاظ آپ نے کر پڑھے۔ اس کے علاوہ اور اذکار بھی آتے ہیں۔

۲۱ بعض روایات میں اس سے زائد کلمات میں آئے ہیں۔ جیسا کہ باب السجود میں گزرا۔

۲۲ یعنی یہ شعبہ کو شک ہے جو حدیث کا راوی ہے کہ چوتھی رکعت میں سورۃ مائدہ پڑھی یا سورۃ النعام۔

۱۳۳۳ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو  
ابن العاص قال قال رسول الله  
صلى الله عليه وسلم من قام  
بعض آيات لم يكتب من  
الغافلين ومن قام بمائة آية  
كتب من القانتين ومن قام  
بألف آية كتب من المقنطين  
(نفاة أبو داود)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کی نماز میں دس آیات پڑھتا ہے وہ غافلوں میں نہیں لکھا جاتا۔ اور جو شخص سو آیات کے ساتھ قیام الیل کرتا ہے وہ اطاعت گزار لوگوں میں لکھا جاتا ہے۔ اور جو رات کی نماز میں ایک ہزار آیت پڑھتا ہے اس کا نام عظیم ثواب حاصل کرنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

(ابوداؤد)

۱۵ یعنی دو رکعت یا گیارہ رکعت میں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ آیات سورۃ فاتحہ کے علاوہ ہیں۔ یعنی صوف دس آیات پڑھنے کی مقدار رات کو اٹھ کر نماز میں پڑھنے کا فائدہ یہ ہے کہ ایسا کرنے والے سے غفلت کا نام اٹھایا جاتا ہے۔ اور



اسے غفلت کے نام سے موسوم نہیں کیا جاتا اور اسے غفلت کی پستی سے نکل لیا جاتا ہے اور یہ سب سے کم درجہ ہے۔  
۳۲۔ قانتین یعنی اطاعت کرنے والے اور خدا تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کرنے والے اور خدا کو دلاز کرنے والے۔  
یہ درمیانہ درجہ ہے۔ قانتین تقویٰ سے شوق ہے یعنی طاعت الطول قیام اور مشروع و منوع۔

۳۳۔ اور ان لوگوں کی طرح ہوتا ہے جو بہت سال و اسباب حاصل کر لیتے ہیں۔ انتظار مال کثیر کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ  
تظار کا لفظ کم از کم ستر ہزار دینار پر بولا جاتا ہے۔ اور یہ ثواب کا اسٹی درجہ ہے۔ اس سے بھی بلند بہت سے درجے ہیں۔  
اللہ تعالیٰ ہمیں یہ مدارج عطا کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اس  
طرح ہوتا تھا کہ کبھی آپ آواز بلند کرتے کبھی پست  
کرتے تھے۔ (البرداء)

۱۱۳۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَتْ  
قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا وَ يَخْفِضُ طَوْرًا  
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

۱۔ یعنی قانتانے وقت کے مطابق عطا کرنے کا ہے کہ اگر آپ تنہا نماز پڑھ رہے ہوتے تو بلند آواز سے پڑھتے اور اگر  
وہاں کوئی سوا ہوتا تو پست آواز سے پڑھتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بلند آواز سے فرماتے  
کہ گھر میں پہنچا جاؤ آپ کا آواز سن لیتا تھا جب  
کہ آپ مکان کے اندر پڑھ رہے ہوتے تھے۔  
(البرداء)

۱۱۳۵۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ  
قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَى قَدْرٍ مَا يَسْمَعُهُ فِي  
الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ  
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

۱۔ مجھ کو تفسیر معن خانہ اور دیوان خانہ سے کی گئی ہے۔ بعض علماء میں سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ایک ہی جگہ پر اوجہ میں  
جب آپ گھر کے صحن کے اندر پڑھتے تو گھر میں پاس پہنچنے والا آپ کی قرا سے متاثر نہ ہو بلکہ بیرون آواز سے کہہ کر جب آپ  
نماز مسجد میں ادا کرتے تو مسجد کے باہر تک آپ کی آواز جاتی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (ابن عباس  
رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حالت باہر کے قراپ کا  
آواز خاصیت حدیث اکبر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حدیث  
اکبر ہستہ آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے۔ اور  
آخرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر کے پاس سے گزرے

۱۱۳۶۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ إِذَا  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
خَرَجَ لَيْلَةً فَإِذَا هُوَ بِأَبَى بَكْرٍ  
يُصَلِّي وَهُوَ يَخْفِضُ مِنْ صَوْتِهِ  
وَمَنْ يَعْمَرُ وَهُوَ يُصَلِّي رَافِعًا

صَوْتُهُ قَالَ فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ  
تُصَلِّي تَغْنِصُ مَوْتَكَ قَالَ قَدْ  
أَسْمَعْتُ مَنْ تَجَبَّيْتُ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ وَقَالَ لِعُمَرَ مَرَرْتُ بِكَ وَ  
أَنْتَ تُصَلِّي رَافِعًا صَوْتَكَ فَقَالَ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْقِظُ الْمُسْلِمِينَ وَ  
أُطْرِدُ الشَّيْطَانَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا بَكْرٍ ارْزُقْ  
مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا وَقَالَ لِعُمَرَ  
أَخْفِضْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا  
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى

التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ)

۱۴ کہ ٹوٹے اپنی آواز کس لیے اتنی پست کر رکھی ہے۔

۱۵ اور میں سے لڑائی کی باتیں کر رہا ہوں۔

۱۶ کہ تیرے بلند آواز سے پڑھنے کا کیا سبب دباؤ ہے۔

۱۷ جو بات کے وقت بیدار نہیں ہوتے مگر بیدار ہونا چاہتے ہیں غینہ کی گرانی اور ایمیں کی مداخلت انہیں بیدار نہیں ہونے

دیتی۔

۱۸ اگر قرآن پاک سننے سے جھاگ جائے اور دائرہ وسواس کے گرد نہ گھوم سکے شیطان تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

کے سایہ میں جھاگتا تھا اور جب آپ قرآن پڑھ رہے ہوتے تھے تو اس وقت ابیس اس مکان کے قریب بھی نہ آ سکتا تھا۔

ان دونوں چیزوں نے اپنی اپنی نیت بیان کی دونوں کا مقصد و موقف درست ہے۔ جیسا کہ علماء فرماتے ہیں۔ جب کوئی شخص پاس

نماز پڑھ رہا ہو تو بلند آواز سے ذکر نہ کرنا چاہیے اور نہ قرآن بلند آواز سے پڑھنا چاہیے۔ مگر سوتے ہوئے آدمی کے پاس بلند آواز

سے پڑھنا چاہیے۔ اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ غفلت میں پڑے ہوئے بیدار ہو جائیں۔ میں نے بعض مشائخ کرام سے سنا ہے

جو آدمی نمازی ہو اور اتفاق سے سر ہوا ہوا اے نماز کے لیے جگانا چاہیے اور جو ایسا نہ ہو اسے نہ جگانا چاہیے۔ تاکہ اس

اور وہ بلند آواز سے قرائت کر رہے تھے حضرت ابو قتادہ  
کہتے ہیں جب دونوں حضرات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس جمع ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے  
ابو بکر میں تیرے قریب سے گزرا تو نماز میں پست آواز سے  
قرآن پڑھ رہا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔  
یا رسول اللہ میں اس ذات کو سزا رہا تھا جسے حضور مناجات کر  
رہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا میں  
تیرے قریب سے گزرا تو نماز میں بلند آواز سے قرائت کر رہا  
تھا جسے عمر نے عرض کیا میں سونے والوں اور غفلت میں  
پڑے ہوئے لوگوں کو بیدار کرتا ہوں اور شیطان کو دفع کرتا  
ہوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے فرمایا اے  
ابو بکر تو اپنی آواز ذرا اونچی کر اور حضرت عمر سے فرمایا  
تو اپنی آواز قدرے پست کر۔ ابو داؤد اور ترمذی  
نصائس کی مثل روایت کی۔

ایک گھڑی میں نماز کا مکلف نہ بن سکے دو صحابہ کے تمام لوگ نماز کے پابند تھے اور اس بارے میں پوری کوشش سے کام لیتے تھے۔

۵۶ یہ وسط و اعتدال کے طریقہ پر چلنے کی ہدایت ہے۔ اور اس عادت کو تبدیل کرنے کا حکم ہے جسے ان حضرات نے اختیار کیا ہوا تھا۔ جیسا کہ مریدین کے بارے میں مرشدین کا ملین کا طریقہ اور تصرف ہوتا ہے۔

۱۱۳۷ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ رِبَايَةً وَالْآيَةُ إِنْ تُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ - (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات ایک ہی آیت کا تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ صبح کر دیں۔ اور وہ یہ آیت تھی إِنْ تُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ اگر تو ان کو عذاب دے تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر انہیں تو بخش دے تو بیشک تو غالب حکمت والا ہے

(ترمذی و ابن ماجہ)

۵۷ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی آیت کے ساتھ صبح تک قیام پیل کیا کہ نماز میں اس ایک سائیت کا تکرار اور اس میں تدبیر کرتے رہے بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اس میں دلالت ہے کہ قیام میں سجدہ کا تکرار نماز کو باطل نہیں کرتا اور نہ ایک ہی آیت کے تکرار سے نماز میں کوئی ضرر و نقصان لاحق ہوتا ہے۔ بلکہ نشاط و خوشی کے وقت ایسا کرنا مستحب ہے یہی نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ بعض اوقات ابنا العطر تا آخر سورت بیعت کو اچھا لگتا اور ذوق ملتا کہ تاجے۔ ایسے وقت میں کیا کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا فرض نماز میں ایسا نہ کرنا چاہیے نفل نماز میں ایسا کرنے کا اختیار ہے۔

۵۸ یعنی وہ آیت جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات پڑھتے رہے یہ تھی إِنْ تُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ اور اصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کے بارے میں قول ہے کہ آپ نے درگاہ حق تعالیٰ میں عرض کیا کہ اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے تو وہ تیرے بندے ہیں کیا کر سکتے ہیں اور اپنی کوتاہیوں کی بنا پر اس کے ستم میں اور تیری رحمت و مغفرت کے لائق۔ اور اگر ان کے ستم غلبہ ہونے کے باوجود تو ان کو بخش دے تو تو غالب ذات ہے کسی کی کیا جہالت ہے کہ تجھے کہ سکے کہ تو نے ایسا کیوں اور کیا کیا ہے۔ اس میں ضرور کوئی حکمت و مصلحت ہوگی۔ گویا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا گاہ عزت میں اپنی امت کا حال عرض کیا اور ان کے لیے مغفرت چاہی۔

حدیث الہمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعت سنت پڑھے تو اپنے

۱۱۳۸ عَنْ أَبِي مُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

دائیں پہلو پر سوجائے یہ

(ترمذی، ابوداؤد)

فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ -  
رَبَاهُ الْقَوْمِ ذِي وَأَبُو حَاوِدَ

اسے اس حدیث کی شرح مگر عجیب ہے۔ اس حدیث میں ایسا کرنے کا حکم وارد ہوا ہے۔ اسی وجہ سے بعض اہل ظواہر اسے واجب قرار دیتے ہیں۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک صبح سے محبوب عمل کونسا تھا فرمایا وہ عمل جو ہمیشہ کیا جائے۔ میں نے عرض کیا آپ رات کس وقت اٹھتے تھے فرمایا غیب آواز دینے والا (ارغ) آواز دینا تو اٹھ کھڑے ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

۱۳۹ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَلَدَائِمُ قُلْتُ فَأَيَّ حَيٍّ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَقُومُ إِذَا سَمِعَ الْقَبَارِخَ - دُثْقُوقٌ عَلَيْهِ

۱۴۰ عَمَّا نَسِیَ كَمَا هِيَ كَمَا مَرَّخَ كِي طَبَقَ هِيَ كَمَا وَهْ نَصَفَ شَبَّ كَمَا بَعْدَ اس كَمَا قَرِيبَ بَاغَمَ دِيَا هِيَ شَايِدَ يَرَاخْلَافَ مَرَّخَ كَمَا نَصَفَ مَلَاقِلَ كَمَا اخْلَافَ كَمَا بَاعِثَ يَتَا هُوَ - اَوْرَهَا سَ بِلَادَ مَهْدُوسْتَانِ وَپَاكِسْتَانِ مِي غَابَ طَوْرَ پَر مَرَّخَ رَات كَمَا تِسْرَمَ سَ كَمَا اَوْرِي بَلَك رَات كَمَا اَوْرِي چُطْطَ سَ مِي بَاغَمَ دِيَا هِيَ -

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم لوگ نہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں نماز پڑھتا ہوا دیکھیں مگر آپ کو نماز پڑھتا ہوا دیکھتے اور ہم نہ چاہتے تھے کہ آپ کو سویا ہوا دیکھیں مگر آپ کو سویا ہوا پاتے تھے (نسائی)

۱۴۱ وَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا كُنَّا نَشَاءُ أَنْ نَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ مُعَلِّيًا إِلَّا نَائِمًا وَلَا نَشَاءُ أَنْ نَرَاهُ نَائِمًا إِلَّا نَائِمًا دَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ

۱۴۲ لَعْنَةُ نَآپ رَات كُو نِيَدُ بَلَك كَرْتِ اَوْرِيَا مِي - نَ سَارِي رَات بِيَا رَہْتِ - اِنَ سَارِي رَات سَوْتِ - لَهْزَا مِ اَپ كُو سَوِيَا ہوا بَلَك پاتِ اَوْرِ بِلَت كَر تَا ہوا بَلَك -

حضرت حمید بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ جبکہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴۱ وَ عَنْ حَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ قَالَ لَإِنْ رَجُلًا مِّنْ أَهْبَابِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
 قُتِلْتُ وَأَنَا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ  
 لَا رُقْبَيْنِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ لِلصَّلَاةِ حَتَّى آذَى فَعَلِمَ  
 فَلَمَّا صَلَّى صَلَاةَ الْعِشَاءِ وَهِيَ  
 الْعَتَمَةُ اضْطَجَعَ هَوِيًّا فِي اللَّيْلِ  
 ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَتَنَظَّرَ فِي الْأُفُقِ فَقَالَ  
 رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا حَتَّى  
 بَلَغَ لَا تُخْلِفُ الْبَيْعَاءُ ثُمَّ أَهْوَى  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 إِلَى فَرَّاشِهِ فَاسْتَلَّ مِنْهُ سِوَاكًا  
 ثُمَّ أَقْرَعَ فِي قَدَحٍ مِنْ إِدْوٍ لَا  
 عِنْدَهُ مَاءً فَاسْتَنْ ثَمَّ قَامَ فَصَلَّى  
 حَتَّى قُلْتُ قَدْ صَلَّى قَدْرَ مَا نَامَ  
 ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى قُلْتُ قَدْ نَامَ  
 قَدْرَ مَا صَلَّى ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَعَمَلُ  
 كَمَا فَعَلَ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَقَالَ مِثْلَ  
 مَا قَالَ فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ  
 الْفَجْرِ.

(نفاۃ النساۃ)

اے محمد مکی پیش۔ آپ اکابر تابعین سے ہیں۔

اے یعنی میں چاہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھوں۔ اس میں حذر کر دوں اور اسے محفوظ رکھوں۔  
 اے یعنی وہ نماز مشابہ تمہارے کہتے ہیں۔ یہ لفظ عرب کی نماز سے اخراج کے لیے ہے کہ اسے بھی مشابہ جانا ہے

کے ساتھ میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے سچا مالا کہہ دیا  
 حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا کہ قسم  
 خدا کی میں نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکروں  
 گا۔ حتیٰ کہ آپ کا مل دیکھ لوں جب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے عشاء یعنی غنیمت پڑھ لی تو کافی رات تک بیٹھ  
 رہے پھر جاگے تو کنارہ آسمان میں نظر فرمائی پھر کہا  
 ہمارے رب تو نے اسے بیکار پیدا کیا یہاں تک کہ  
 لاخلف البیعا تک پہنچ گئے۔ پھر اپنے بستر کی  
 طرف جھکے۔ وہاں سے سواک نکالی پھر اس  
 برتن سے جواب کے پاس نکالتا پانی پیائے  
 میں کہہ دیا۔ پھر سواک کی پھر کمرے ہوئے نماز  
 پڑھ گئے۔ پھر اس نے کہا کہ میں نے سچا کہہ دیا آپ نے  
 سونے کے بعد نماز پڑھ لی۔ پھر میں نے بھی کہا کہ  
 میں نے کہا کہ آپ بعد نماز سونے پھر پڑھ گئے  
 لا جینا جلی بار کیا نماز دینا ہی کیا اللہ برحق ہے  
 فرمایا خدا دینا ہی فرمایا۔ محمد اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے غر سے پہلے یہ کام کیا۔

الذی

اول زمانہ میں رب کے عباد کی تنویب کو مشا اور مشاکرہ یعنی تاریکی کہتے تھے۔ اس کے بعد مشاکرہ کو حرمہ کہنے سے روک دیا گیا۔ اس معنی کی تحقیق باب ادقات صلوۃ میں گزر چکی ہے۔

۱۷۔ اس میں لفظ تمیز آیا ہے۔ صاکی نے یہ دلو کا زیر اور باکی شہدہ یعنی زمانہ طویل۔ بعض نے کہا یہ لفظ رات کے ساتھ خاص ہے۔

۱۸۔ یعنی آسمان میں اور اکثر روایات میں فی السماء کا لفظ واقع ہوا ہے اور اس روایت میں افق کا ذکر گویا اس بنا پر آیا ہے کہ ستارے افق میں احوال کے قریب زیادہ روشن اور تاباں دکھائی دیتے ہیں۔

۱۹۔ دوسری روایات میں آتا ہے کہ آپ اس آیت کی ابتداء ان فی خلق السموات والارض سے کرتے تھے اور آخر صلوۃ یا لا تخلف الیحد تک پڑھتے تھے۔

۲۰۔ اصل عربی میں لفظ قل آیا ہے۔ یعنی کسی چیز کو نرمی سے کھینچنا۔ جس طرح شمشیر کو نیام سے نکالتے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن محمک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کی قرأت اور نماز کے بارے میں پوچھا انہوں نے

فرمایا کہ تمہیں ان کی نماز سے کیا نسبت ہے۔ آپ نماز پڑھتے

تھے۔ پھر نماز کے بقدر سوتے تھے۔ پھر سونے کے

بقدر نماز پڑھتے تھے پھر نماز کے بقدر سوتے تھے۔

حتیٰ کہ صبح کرتے۔ پھر آپ کی قرأت بیان کی تو ایسی

قرأت کرتے کہ ایک ایک حرف صاف جدا کر کے

(البرداؤد، ترمذی، نسائی)

۱۱۳۲ وَ عَنْ یَعْقُبَ بْنِ مَمْلُکٍ اَنَّ

سَالَا اُمَّ سَلَمَةَ نَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی

اَللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ قِرَاۃِ النَّبِیِّ

صَلَّی اَللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ صَلَوتِہِ

قَالَتْ وَ مَا لَکُمْ وَ صَلَوتُہُ کَانَ

یَعْنِیْ تَقْرِیۡنًا قَدَرًا مَا صَلَّی بِحَقِّ

یُصِیۡرُ ثُمَّ نَعَتَتْ قِرَاۃَہُ مَا ذَاہِ

تَعَتَتْ قِرَاۃً مُّتَسَّرَةً حَرَفًا حَرَفًا

بِقَاۃِ اَفْوَکَادَہُ وَ الذَّہِیۡذِی وَ

النَّشَیۡ

۲۱۔ یہاں زبر یعنی ساکن۔ امام پندرہ محکم ہیں میم کی پیش دوسری میم ساکن لام کی زبر۔ یعنی بن محمک طبقہ ثانیہ میں سے

اور تاجین میں سے ہیں۔

۲۲۔ یعنی تمہارا آپ کی نماز سے کیا کام اور آپ کی نماز کے بارے میں تم کیا پوچھتے ہو اور آپ کی نماز کی طرح تم لوگ

کس طرح نماز پڑھتے ہو۔ بعض شارحین کہتے ہیں کہ اس کلمہ سے حضرت ام سلمہ کی ملاو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آنے پر

آپ کے ملاوت کی یاد کر کے ان پر حسرت اور انوسوں کا اظہار ہے۔ پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی نماز کا ذکر

فرمایا جو اجماع اور افضل ہے۔

۵۳ اور اس کی کیفیت بیان فرمانے لگیں۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ

جب رات میں اٹھے تو کیا پڑھے

یعنی ان اذکار و دعاؤں کا باب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائم اور ہمیشہ اور تمام اوقات و حالات میں پڑھتے تھے خصوصاً قیام لیل میں جو اوقات و حالات میں افضل اور رحمت ربانی انوارِ رحمانی کے چمکنے اور قربت و اجابت کے انوار کے ظہور اور نور و حضور کے ظاہر ہونے کا وقت و موقع ہے۔

الفصل الأول

پیشی فضل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ  
اللَّيْلِ يَتَعَبَّدُ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ  
الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَ  
الْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ  
أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ  
فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ يَدُوكَ  
الْحَقُّ وَإِقْدَامُكَ الْحَقُّ وَ  
قَوْلُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ الْحَقُّ وَالنَّارُ  
الْحَقُّ وَالنَّبِيُّونَ الْحَقُّ وَ  
مُحَمَّدٌ الْحَقُّ وَالسَّاعَةُ الْحَقُّ اللَّهُمَّ  
لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ أَمْنْتُ وَعَلَيْكَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں  
تہجد پڑھنے کے لیے اٹھتے تو کہتے اے ابی تیرے لیے  
سمندر کے آسمان اور زمین اور ان کے تمام مال  
کا مال رکھنے والا ہے۔ تیرے لیے یہی ہے۔ تو  
آسمان اور زمین اور ان کے تمام مال کا ہے  
اور تیری ہی قسم ہے تو آسمان اور زمین اور ان کے  
اموال کا بلوٹا ہے۔ اور تیری ہی قسم ہے تو میں  
ہے اور تیرا وعدہ حق ہے۔ تجھ کے حق میں ہے  
تیری بات حق ہے۔ جنت حق ہے۔ عذاب حق ہے  
نبی حق ہیں۔ جناب محمد حق ہیں۔ قیامت حق ہے۔ اے  
اللہ تیرے لیے میں اسلام لایا۔ تجھ پر میں ایمان  
لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں  
نے رجوع کیا۔ تیرے بھروسے پر میں کفار سے

لازم ہے اور مجھ سے فیصلہ چاہتا ہوں۔ میرے اگلے  
پچھلے پیچھے کھسے بخش دے اور وہ بخش جنہیں  
تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی آگے  
بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا  
ہے۔ تو ہی معبود ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود  
نہیں ہے۔

تَوَكَّلْ وَإِلَيْكَ أَنْتُكَ وَ بِكَ  
خَاصَّتْ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَأَخِزْنِي  
مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا  
أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا  
أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ  
وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ  
وَلَا أَمْرَ إِلَّا غَيْرُكَ .

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

یعنی جب آپ رات کے بعض حصے میں نماز تہجد کے لیے اٹھتے۔ نفلت میں جو دو تہجد کا لفظ نیند اور بیداری دونوں  
معنوں کے لیے آتا ہے۔ اس کے بعد اس کا استعمال زیادہ تر اس نماز کے لیے ہونے لگا جو نیند سے بیدار ہو کر پڑھی جاتی ہے۔  
بعض نے تہجد کا معنی نیند ترک کرنے کا یہ ہے جس طرح لفظ قائم کا معنی ہے اٹھ (گناہ) کو چھوڑ دینا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ  
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے۔

۱۵ اور جو ان دونوں کے اندر میں یعنی ملائکہ جنات اور انسان۔ یعنی تو ہی مخلوق کی حفاظت کا ذمہ دار اور ان کے امور  
کا مدبر اور انہیں قائم رکھنے والا ہے کہ اگر ایک سانس کے لیے بھی اس فیض کے حصول کا سلسلہ بند ہو جائے تو سارے  
عالم کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ بیت

گر خد مدد قافلہ بر قافلہ فیض تو برہم بقدر این سلسلہ

یعنی اگر تیرا فیض قافلہ در قافلہ نہ پہنچے تو یہ سلسلہ کائنات درہم برہم ہو کر رہ جائے۔

اور قرابت کی نفیس قلاء کے ساتھ کہ کلام حق قلاء کے لیے آتا ہے اس بنا پر ہے کہ ان کے لیے قومیت کے ذکر سے  
ان کا شرف و اہم ظاہر ہو جائے۔ کیونکہ قتل کا وجود ہونا یہ وہم و گمان ہے کہ ذوی العقول چیزیں بنفس خود قائم ہیں اور اپنے  
اس کی خود برائی اور نقصان پر تیرم اور قیام سب بالغہ کے صفے میں۔ اور ان تینوں لفظوں کے ساتھ روایت آئی ہے  
قیام میں کسی ذکر کے مقام میں ان الفاظ کا ذکر مناسب ہے۔

۱۶ تو ہی آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اور روشن رکھتے اور وجود عطا کرنے والا ہے۔ یہ تمام مخلوق سے کنا ہے  
تو ہی اصطلاح میں نور سے کہتے ہیں جو ظاہر اور اپنے غیر کو ظاہر کرنے والا ہو۔ اس معنی کی تفسیر آیت اللہ نور السموات والارض  
سے کش کرنا چاہیے۔ کاتب حروف (حضرت شیخ عبدالحق قدس سرہ) کو بھی اس کے ذکر میں ایک مستقل رسالہ لکھنے کی توفیق  
نصیب ہوئی ہے۔ اس مقام میں ذکر کا ذکر کرنے کا وجہ بالکل ظاہر و عیاں ہے۔



۱۷ ملک (بادشاہ) کا ذکر بھی یہاں مناسب ہے کیونکہ نصف شب میں بادشاہ و بادشاہوں کی یاد آتی تو ان ملک میں تشاؤ (توجہ سے چاہتا ہے بادشاہی عطا کرتا ہے) کے مطابق اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے کو چہرے کے گلاؤں کو عطا فرماتا ہے چنانچہ اکابر اولیاد میں سے ایک بزرگ نے کہا ہے۔ بیت

ناتنگہ کہ یافتہم خبر از ملک نیم شب صد ملک نیم روز یک جوئے خرم  
ترجمہ جب سے مجھے ملک نیم شب میسر آیا ہے میں سو ایسے ملک ایک جوئے کے عوض لینے کو تیار نہیں ہوں۔ جن پر نصف دن تک سوج چمکا رہتا ہے۔

۱۸ یعنی تمام کمالات کے ساتھ تو ہی حمد و ثنا کے لائق ہے۔ اور معدوم و باطل ہونے کے وہم کے بغیر تیری ہی ذات موجود ثابت اور قائم ہے تیرے سوا جو کچھ ہے اپنی صفات میں معدوم و باطل ہے۔ اس کے موجود اور ثابت ہونے کا زیور اسے تیری ذات سے عاریتہ ملا ہے۔

۱۹ تیرا وعدہ حق ہے جو تو نے اپنے بندگان خاص سے دنیا میں مدد و نصرت کا اور آخرت میں اجر و ثواب خصوصاً اپنی ذات کے دیدار کا کر رکھا ہے اور عاشق لوگ اس وعدہ کے بھروسے پر خوش ہیں۔ اگر انبیاء کی زحمت اور اس دار دنیا کی محنت و مشقت نہ ہوتی تو کوئی سختی تھی جو تیرے مسکین و مشاق اپنی جان پر نہ ڈالتے۔ بیت

مرا امید وصال تو زندہ میلاد و گردنہ مقدسہم بجز تسعیم ہلاک  
ترجمہ مجھے تیرے وصال کی امید زندہ رکھتی ہے۔ ورنہ مجھے تیرے بجز سوا ستوں پر ہلاک ہو جانا کا اندیشہ ہے۔  
۲۰ دار آخرت کی طرف جانا اور تیری دگاہ عزت و کبریائی جانا اور تیرا دیدار برحق ہے۔

۲۱ تیرا قول صادق اور جس جس چیز کی تو نے خبر دی ہے سب حق ہے۔ یہ سب بیان ہے۔ اس تفصیل اس طرح بیان فرمائی  
والجنت حق والدار حق الی آخرہ۔

۲۲ اللہم ملک اسلمت یعنی خداوند میں تیرے حکم کی فرمائش واری کرتا ہوں۔ تیرے آگے مانجھی اور فریاد کرتا ہوں۔  
تیرے احکام و تشریحات و ارادی کی بجا آوری کرتا ہوں اور انہیں تسلیم کرتا ہوں۔

۲۳ یعنی ظاہر و باطن میں ہی تیری طرف ہی لوٹتا ہوں۔ تو بہ دانابت و دلالت کا معنی دجرت ہے۔ تاہم اوست کا حکم اس میں  
دافع ہے۔

۲۴ یعنی تیری محبت و دلیل اور تیری عطا کردہ قوت و نصرت سے دین کے دشمنوں سے لڑتا ہوں۔

۲۵ یعنی میں اپنا ہر معاملہ تیرے ہی سامنے پیش کرتا ہوں کیونکہ تیرا حکم ہی نافذ و جاری ہے نہ کہ تیرے پیروں کا۔ اور  
تیری ہی ذات کو اپنے اوصاف کے درمیان جو دین و دنیا میں مخالفت پر کمر بستہ ہیں، قاضی اور حکم بناتا ہوں کیونکہ کسی امر کا فیصلہ قاضی کے سپرد ہوتا ہے۔

۱۳۱ یعنی میرے گناہوں کو

۱۳۰ یعنی میری اوبیت کا نالی کی تاکید و تفریح ہے یہ بات جان لینے کے بعد کہ اوبیت حق تعالیٰ کی ذات میں ہی بند ہے

۱۳۲ وَ هُنَّ عَائِشَةُ قَالَتْ كَانَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَوَتَهُ

فَقَالَ اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِئِيلَ وَ

مِيكَائِيلَ وَ إِسْرَافِيلَ فَاطْرَ

السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ

وَ الشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ

فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي

إِلَى مَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ

إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ

مُسْتَقِيمٍ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(مسلم)

۱۳۱ اس میں ہم سے وجود میں لانے والے۔

۱۳۰ اللہ تعالیٰ اس پر ثابت ہم رکھو اور اس ثابت قدمی میں مزید قوت و استحکام ملے گا کیونکہ قرب کے مقامات اور ازاں تکلیفات

بے حد دشواری ہیں۔ اسی سے حضرت علیؓ اللہ علیہ السلام کو اس دعا کا حکم دیا گیا۔ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا اے میرے رب میرے علم

میں اضافہ کر

۱۳۳ وَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَاَزَمَ مِنَ اللَّيْلِ

فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا

شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْفَلَكُ وَ لَهُ الْعَرْشُ

وَ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَ سَبَّحَانَ

اللَّهُ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حضرت عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو آدمی رات کو جاگے اور کہے کوئی اللہ نہیں سوائے اللہ کے

وہ وحدہ لا شریک ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے اور وہی

محض ثنا کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ

پاک ہے۔ سب قرینیں اس کے لیے ہیں اور اللہ

سب سے بڑا ہے اور جبرائی سے بچنے اور نیک کام

کرنے کی قوت و طاقت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے۔ پھر  
اس نے کہا اے میرے رب مجھے بخش دے یا اس طرح  
کہا پھر دعا کی تلاش کی دعا قبول کی جاتی ہے پھر اگر اس  
نے ہنوا کیا اور غار پڑھی تو اس کی غار قبول ہو جاتی ہے  
(بخاری)

وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ  
إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي أَوْ  
قَالَ ثُمَّ دَعَا اسْتَجِيبْ لَهُ فَبِاتَ  
تَوَضُّأً وَصَلَّى فَبُكَّتْ مَلَوْتُهُ  
رَدَّاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۔ حضرت عبادۃ مشہور صحابی ہیں۔ لقباء انصار میں سے ہیں۔ عقبہ اولیٰ اور ثانیہ میں موجود تھے۔ جنگ بدر اور باقی تمام  
غزوات میں شریک ہوئے۔ دراز قد اور حسین و جمیل اور جسم انسان تھے۔

۲۔ تعار یعنی بیدار ہوا اور پہلو بدلایہ نقطہ میں اس بیداری کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جس میں آواز بھی ہو جیسا کہ بیدار ہونے  
کے وقت عادت ہوتا ہے۔ یہ مزار سے شفق ہے جس کا معنی ہے شتر مرغ کی آواز۔

۳۔ یہ راوی کو شک ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غامض علیہم غفرلہ فرمائی یا مطلق دعا کرنے کا ذکر فرمایا جو بندے  
اپنے مقصد کے لیے کرتے ہیں۔

۴۔ بعض علماء فرماتے ہیں یہ دعا جو بندہ اس وقت کرتا ہے کہ وہ ہم اکیس کے نام سے موصوم ہے۔ یعنی جس طرح وہ شخص  
جس کی جیب میں ہر وقت پیسے موجود ہوں۔ اپنے مطلب کی چیز خریدنے کو تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ دعا اجابت  
کے لیے تیار اور بالکل قریب ہے۔

۵۔ اس کی یہ دعا تو قبول ہو چکی ہوتی ہے۔ پھر وضو کر کے جب غار پڑھتا ہے تو وہ بھی درجہ قبولیت کو پہنچ جاتی ہے۔

## الفصل الثانی

### دوسری فصل

۱۱۳۴ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَقْبَلَ  
مِنَ اللَّيْلِ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ  
سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اسْتَغْفِرُكَ  
لِدُنْيِي وَاسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ اللَّهُمَّ  
زِدْنِي عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ  
إِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً  
إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو فرماتے تھے  
کہے کہ اے اللہ میں سوائے تیرے اسے اللہ نہیں کہتا  
میں تیری حمد و ثنا کے ساتھ تیری تعزیر کرتا ہوں۔ میں تیرے  
گناہوں کی توجہ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری  
رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میرے علم کو زیادہ کرادے  
جب کہ تو نے مجھے ہدایت دی تو اس کے بعد میرے دل  
کو ہر گز مجھے محفوظ رکھ اور دلچسپ اپنے ہاں سے رحمت

(مَعَاذُ أَبِي حَاطَةَ)

مطارک بیشک تری کامل مٹا کر نے ملا ہے۔ (ابوداؤد)

اس میں تیری ایسی تشریح کرتا ہوں جو تیری ذات کے لائق ہے۔

اسے کہ طرب علم کی کوئی نہ تھا نہیں اس وجہ کہ صفات و احوال الہی کی کوئی نہایت نہیں۔ اور اس کی تجلیات غیر متناہی ہیں تو نیندہ

کا علم بھی ہمیشہ ترقی کرتا اور بڑھتا رہتا ہے۔

اسے میرے دل کو اسلام سے کفر کی طرف اور طاعت سے معصیت کی طرف اور حق سے باطل کی طرف نہ پھرنے دے۔

اسے یعنی مجھے اپنے مقام قرب خاص سے عظیم رحمت مٹا کر۔

اسے کہ تیری مٹا کا کوئی شمار نہیں ہو سکتا اور وہ عدد شمار سے باہر ہے۔

وَعَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَا مِنْ مُسْلِمٍ بَيَّعَ عَلَى وَكْرٍ طَاهِرًا  
فَمَتَعَارُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا  
إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ رِجَاءً

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان  
نہیں جو با وضو اور پاک و طہر ذکر الہی کرتے ہوئے سوتا  
ہے پھر رات میں اٹھتا ہے (عبادت کے لیے) اور اللہ  
تعالیٰ سے خیر کا سوال کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اسے مٹا کر دیتا

ہے۔ (احمد، ابوداؤد)

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُودَاوُدَ)

وَعَنْ شَرِيقِ الْهَوَافِ قَالَ  
وَحَلَّتْ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَتْهَا عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقْتَتِمُ إِذَا قَبَّ مِنَ اللَّيْلِ فَمَا كُنْ  
سَأَلَتْهُ عَنْ شَيْءٍ مِمَّا سَأَلَتْ عَنْهُ  
أَحَدٌ كَبَيْتُكَ كَانَ إِذَا قَبَّ مِنَ اللَّيْلِ  
كَثَّرَ عَشْرًا وَحَمْدَ اللَّهِ عَشْرًا وَ  
قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَشْرًا  
وَقَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ  
عَشْرًا وَاسْتَغْفَرَ اللَّهَ عَشْرًا وَهَلَّلَ  
اللَّهُ عَشْرًا ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ ارْقِ أَخُوذَ  
بِكَ مِنْ مِيقَاتِ الدُّنْيَا وَرَمِيقِ يَوْمِ

حضرت شریق المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور  
میں نے آپ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
جب رات میں اٹھتے تھے تو کس ذکر سے آغاز کرتے  
تھے حضرت عائشہ نے فرمایا تو نے مجھ سے ایسی بات کا  
سوال کیا ہے جس کا مجھ سے پہلے کسی نے مجھ سے سوال  
نہیں کیا۔ رات میں جب آپ بیدار ہوتے تو دس بار  
اللہ اکبر کہتے۔ دس بار الحمد للہ کہتے۔ دس بار سبحان اللہ  
و بحمدہ کہتے۔ دس بار سبحان الملک القدوس کہتے دس  
بار کلمہ استغفر دس بار کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے پھر آپ  
دس بار یہ دعا پڑھتے۔ اسے اللہ بے شک  
میں مجھ سے دنیا اور دن قیامت کی تلخی سے

پناہ لیتا ہوں پھر نماز شروع کرتے ہیں

(ابو داؤد)

اسے شریعت میں کی زبردستی اور قاف۔ ہرگز فی صفا کی زبردستی اس کی زبردستی تابعی میں۔ رضی اللہ عنہ  
اسے اس ورد کو معشرات منع کہتے ہیں۔ جیسے سبغات عشر کہ ایک مشہور ورد کا نام ہے اس میں دس چیزیں ہیں کہ ان میں  
سے ہر ایک کو سات بار پڑھتے ہیں۔ یہاں سات چیزیں ہیں جنہیں دس دس بار پڑھا جاتا ہے۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَثَرَتْ يَقُولُ بِحُضْرَتِكَ  
الْهُمُومُ وَيَحْمَدُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ  
وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ثُمَّ  
يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا ثُمَّ يَقُولُ  
أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ  
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمِّهِ وَ  
نَفْسِهِ وَنَفْسِهِ رَدَاهُ التَّوَهُُّدُ  
أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَ دَاوُدُ أَبُو دَاوُدَ  
بَعْدَ قَوْلِهِ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ قُلْتُ وَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ ثُمَّ  
يَقْرَأُ۔

اسے تہجد یعنی بخت نماز عظمیٰ اور بزرگ۔

اسے جس میں وہ انسان کو مبتلا کر اسے برباد کرتا ہے۔

عَنْ تَرْبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيِّ  
قَالَ كُنْتُ أَرِيتُ عِنْدَ حُجْرَتِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعْنْتُ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ثلاث میں بیدار ہوتے  
تو اللہ اکبر کہتے پھر کہتے پاک ہے اسے اللہ تبارک و تعالیٰ  
میں تیری حمد و ثنا کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں۔  
تیرا نام بہت بڑا ہے واللہ ہے اور تیری ذات بلند ہے  
اصتبرو برا کر لی جو نہیں پھر کہتے اللہ اکبر کبیر اور پھر کہتے  
الا للہ باللہ السميع العليم من الشيطان الرجيم۔ میں اللہ  
سمیع و عظیم کے پاکی شیطان مروجہ سے پناہ لیتا  
ہوں۔ ان کے دوسرے اس کے پھر سے اور اس کے  
دم جھاڑے۔ بخاری و ابوداؤد و نسائی و ابوداؤد و ترمذی  
قول خیر کے بعد ان الفاظ کو پڑھ کر پھر تیری بارگاہ  
الا للہ کہتے اور اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ پڑھ کر  
آپ سورۃ فاتحہ پڑھتے اور تیرا دعا کرتے۔

حضرت تربعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
بے فرماتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے کے  
پاس رات بسر کرتا تھا تو میں آپ کو نسا تھا جب آپ

رات میں اسٹھنے کو دیر تک یہ کلمہ پڑھتے سبحان رب العالمین  
پھر دیر تک یہ کلمہ پڑھتے سبحان اللہ و بحمدہ  
نسائی۔

اور حرز می کے ہاں اس کی قیل ہے۔

اور حرز می نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح  
ہے۔

اَسْمُهُ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ  
سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ الْعَوِيِّ ثُمَّ  
يَقُولُ سُبْحَانَ اَمْنُو وَ بِحَمْدِهِ  
الْعَوِيِّ۔ دَوَاءُ الْتَسَاوِي وَالْزَمِيْدُ  
نَعُوْهُ وَ قَالَ هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ  
صَحِيْحٌ۔

اے حضرت ربیعہ اعلیٰ اصحاب صفہ اور قراء صحابہ میں سے میں۔ سفوف حضرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے  
۱۷ اس میں لفظ الہوی ہے۔ اکی زبرا وریا کی تشد سے یعنی زمانہ طویل۔

## بَابُ الْخَرِيْضِ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ رات میں اسٹھنے کی ترغیب کا باب

انصاف میں تحریر کا لفظ کسی کو کسی چیز پر بھروسہ اور گم کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ قیام لیل پر تحریر کا معنی ہے۔ رات میں  
اسٹھنے کا رعبیت والا تھا اسٹھنے پر ڈرنا اور اس پر عمل کرنے کے فضا ئل اور نراٹھنے کے نقائص بیان کرنا۔ قیام لیل کے فضا ئل  
بے شمار ہیں جب سے عمرہ اور بڑا کائمرہ یہ ہے کہ اس وقت بند دل پر خدا تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ ایسا کرنے والا  
خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے قریب ہوتا ہے شب بیداری کرنے والوں کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس وقت جو کچھ خدا تعالیٰ  
سے مانگا جاتا ہے۔ عطا ہوتا ہے اور گناہ بخشے جاتے ہیں۔ بے شک خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے  
دورہ کر رکھا ہے کہ فلاں چیز کے لیے اس میں تجھے تمام محروم رکھ کر دوں گا۔ اور یہ ضروری بات ہے کہ اس شب بیداری کے عمل میں  
آپ کی پیروی کرنے والوں کو بھی اس مقام اور اس وقت کی نورانیت سے برتر تو اور حصہ ملے گا۔ مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے  
کہا ہے کہ اس دنیا میں بہشت کی لذت کا نمونہ وہ لذت و آرام ہے جو سحری کے وقت خدا تعالیٰ سے چاہو سی اور مناجات  
سے حاصل ہوتا ہے۔

سیر دل نشین کاں دلبر فرگا ہے وقت سحری آید یا نیم شبی باشد  
ترجمہ۔ دل کے روبرو ہو کر بیٹھ جا کیو نکہ نازک اندام سحری کے وقت آئے گا یا نیم شب کے وقت۔



## الفصل الاول

## فصل اول

۱۵۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْعُدُ  
 الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ  
 إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضُرُّهُ  
 عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ  
 فَارْقُدْ فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ  
 انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ  
 عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ  
 فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا  
 أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلًا  
 (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سوئے  
 ہوئے ہو تو شیطان تمہارے سر کے نیچے تین گزین لگا دیتا  
 ہے۔ ہر گز لگاتے ہوئے سونے والے کے دل میں یہ  
 بات ڈالتا ہے تیرے سونے کے یہ ابھی کافی رات باقی  
 ہے اللہ سے تو سو یا رہا میں اگر وہ جاگ اٹھتا ہے اور  
 اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گزہ کھل جاتی ہے پھر اگر وضو  
 کر لے تو دوسرا گزہ کھل جاتی ہے پھر جب نماز پڑھتا  
 ہے تو تیسری گزہ کھل جاتی ہے تو وہ بندہ خوش اور  
 پاک نفس صبح کی کتاب ہے ورنہ پلید نفس اور  
 سستی اور کسالت کی حالت میں صبح کرے (بخاری و مسلم)

۱۵۲ عَنْ النُّوَيْرَةِ قَالَ قَالَا النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ قَوْمَةٍ  
 قَدِمَاہُ فَقِيلَ لَهُ لِمَ تَحْمِلُ هَذَا  
 وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقْدَمُ مِنْ ذُنُوبِكَ  
 وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ حَسَدًا

۱۵۳ عَنْ النُّوَيْرَةِ قَالَ قَالَا النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ قَوْمَةٍ  
 قَدِمَاہُ فَقِيلَ لَهُ لِمَ تَحْمِلُ هَذَا  
 وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقْدَمُ مِنْ ذُنُوبِكَ  
 وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ حَسَدًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (غیب بیابان کا)  
 یہاں تک کہ آپ کے دو گز قدم جلا کر سورج کے  
 آپ سے کہا گیا کہ آپ کو ہر شے کیوں کرتے ہو  
 آپ کے پاس گناہ بخش دیا گئی۔ حضور

۱۵۴ عَنْ النُّوَيْرَةِ قَالَ قَالَا النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ قَوْمَةٍ  
 قَدِمَاہُ فَقِيلَ لَهُ لِمَ تَحْمِلُ هَذَا  
 وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقْدَمُ مِنْ ذُنُوبِكَ  
 وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ حَسَدًا

مُسْتَقْبَلُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا میں تم کو گرا رہنے نہ ہوں کہ  
(بخاری و مسلم)

مُسْتَقْبَلُ عَلَیْہِ

ابن حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔

۱۷ یعنی تو کیا میں تم کو اس نعمت عظیم پر کہ میرے سارے گناہ بخش دیے  
گئے ہیں، اس معنی کی تحقیق دوسرے مقام پر کر دی گئی ہے۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ دَخَلَ  
عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَجُلٌ فَقِيلَ لَهُ مَا ذَاكَ تَأْتِنَا حَقٌّ  
أَمْبِغَ مَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ ذَلِكَ  
رَجُلٌ بَالٍ الشَّيْطَانُ فِي أَدْنَاهُ أَوْ قَالَ  
فِي أَدْنَاهُ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا  
گیا اس آدمی کے بارے میں کسی نے کہا کہ یہ آدمی ساری رات  
سو یا رہا ہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور وہ نماز کے لیے  
بھی نہیں اٹھا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ آدمی  
ہے جس کے کان میں شیطان نے بیجا بکریاں کر دی ہیں یا آپ  
نے فرمایا اس کے دونوں کانوں میں۔ (بخاری و مسلم)

مُسْتَقْبَلُ عَلَیْہِ

ابن ابی کثیر کہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا نبی اذنیہ یعنی اس کے ایک کان میں یا دونوں کانوں میں۔  
یعنی صبح ہو کر اس کی تحقیق کا علم صرف شام میں ہی ہوتا ہے اور ظاہر معنی پر حمل کرنا بھی ممکن ہے کیونکہ شیطان  
کا ہوتے ہی پھیلے پھیلے اور پھیلے پھیلے سے زور سے بجا خارج کرنے وغیرہ امور کی نسبت کی گئی ہے تو اس کی طرف  
بلان کی نسبت بھی ممکن ہے بعض اوقات ان کی سب تاویلات بھی کی گئی ہیں۔ چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ یہ ایک مثال ہے  
جو کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا نماز سے غفلت اور موزوں کا آواز نہ سننے کے لیے دیکھا اور آپ نے اس شخص کو اس  
آواز سے بولنے کا کہہ دیا جس کے کان میں بول چلنے سے ان کے کان بھاری ہو گئے ہوں۔ اور اس وجہ سے اس کی  
حسین بر باد ہو گیا ہو بعض نے کہا موطا میں ہے کہ شیطان نے اس کے کان کلام باطل اور لغو سے پر کر دیا  
اور بعد اسے اس کی توجہ کا احتیاج پیدا ہو گیا۔ اب اس کے یہ دعوت حق سننا مشکل ہو گیا یہ دو وجہیں اس جانب  
دعا رکھیں کہ وہ اس کا نماز صحیح کے لیے بھی دعا بخار اور نماز فجر کی اذان بھی نہ سنی۔ تاہم ظاہر یہ ہے کہ اس سے نماز شب  
مرا ہے نماز صبح۔ اس نے کہا یہ اس شخص پر نیند طاری ہو جانے سے کتا یہ ہے اور کان کی نصیص اس بنا پر کہ یہ بیداری  
کا اثر انداز نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات گھبرا گئے

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ أَسْقَطَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ





۱۱۵۱ تا چاہیے اور ان کی کیفیت و ذریت کے بگھنے کے درپے نہ ہونا چاہیے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس صفت کے ساتھ عکری کے وقت بھی فرماتا ہے۔

۱۱۵۲ یعنی عکری کا وقت

۱۱۵۳ واضح ہو کر دعا کے لیے پڑھنے کا لفظ آتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں: یا رب اس کے مقابل لفظ اجابت و قبول آتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے بیک عبدی اسے میرے بندے میں تیری ہر حاجت پوری کرنے کو تیار ہوں۔ اور لفظ سوال مانگنے اور طلب کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ اس کے جواب میں لفظ اعطا استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ امم اعظم کی صفت میں واقع ہوا ہے کہ جب امم اعظم کے ساتھ دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول کر لی جاتی ہے اور جب امم اعظم کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے تو وہ چیز اسے دے دی جاتی ہے اور کبھی دعا اور سوال ایک دوسرے کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔

۱۱۵۴ جو مال نہیں رکھتا اور قرض لے کر قرض ادا کرنا چاہتا ہے اور وہ ظالم ہے کہ مال دولت کے ہوتے ہوئے کسی پر ظلم کرے اور کسی کا حق اسے نہ دے قرض ادا نہ کرنے میں یہ دو چیزیں رکاوٹ ہیں۔ ایک فقر و سرفظم اللہ تعالیٰ ان دونوں باتوں سے پاک و منزہ ہے۔

۱۱۵۵ یعنی اللہ تعالیٰ یہ باتیں اپنی زبان لطف و کرم سے فرماتا ہے یہاں تک کہ فجر پھوٹ پڑتی اور سبج ہو جاتی ہے

۱۱۵۶ وَ عَنْ حَاجِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ

فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةٌ لَا يُؤَافِقُهَا رَجُلٌ

مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا مِنْ

أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ آيَاتُ

كَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تھے

بیشک رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ نہیں پاتا اسے

کوئی مسلمان کہ اللہ تعالیٰ سے اس دنیا و آخرت کی

بھلائی مانگے مگر رب تعالیٰ اسے یہ دیتا ہے

اور یہ گھڑی ہر رات میں ہے۔

(مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

۱۱۵۷ یعنی کسی مخصوص شب میں یہ گھڑی نہیں ہوتی جیسے بعد و غیرہ۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ گھڑی متین ہے یا مبہم بعض کہتے ہیں مبہم ہے جیسے شب قنار و جمعہ کے دن کی گھڑی۔ اور بعض روایات میں آیت ہے کہ وہ گھڑی نصف شب کا وقت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ

۱۱۵۸ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ أَحَبُّ الصَّلَوةِ إِلَى اللَّهِ صَلَوةُ  
دَاوُدَ وَأَحَبُّ الصَّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ  
دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَ  
يَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَ  
يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا -  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کے نزدیک سب سے محبوب اور پادشاه حضرت داؤد کی نماز ہے اور اُن کے ہاں سب روزوں سے پیدائندہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ نصف رات تک سوتے تھے اور تیسرا حصہ شب میں اٹھتے تھے پھر چٹا حصہ شب سوجاتے تھے اور آپ ایک دن روزہ رکھتے ایک دن انظار کرتے۔ (روزہ نہ رکھتے) (بخاری و مسلم)

لے کہ آپ رات کو اس طرح تقسیم کرتے تھے۔ اول شب میں سوجاتے۔ پھر تیسرا حصہ شب جاگتے اور آخری چٹا حصہ شب سوجاتے۔ اس طرح رات کے دو حصے سوتے اور ایک حصہ نماز میں گزارتے۔

۱۵ یہاں مشکل اسریہ ہے کہ سیدنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت داؤد علیہ السلام کے اس عمل پر دائما عمل پیرا رہے تھے تو پھر یہ عمل اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کیسے بن گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم محبوب ترین عمل کو کیسے ترک کر سکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فعل مذکور کا محبوب تر ہونا بعض اعتبارات سے ہے نہ کہ ہر لحاظ سے۔ اور وہ بعض وجہ و اعتبارات یہ ہیں کہ یہ عمل اعتدال کے زیادہ قریب اور حفظ صحت کے لحاظ سے زیادہ مفید ہے اور اس وجہ سے بھی کہ رات کے آخری چھلے سے میں سوجانا تھکاوٹ و شقت کو دور کرتا ہے اور رنگ کی زردی اور شکستگی کی صحت میں عبادت کا اثر ظاہر نہیں ہونے کی بنا پر بیان تو نماز سے متعلق ہے۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے کا محبوب۔ اور آپ صبر و ہمت کرنے کا بیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی الشاء اللہ تعالیٰ آسا ہے۔ اور حضور سیدنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ افضلہا و اکملہا بیان اللہ جل جلالہ کے تعاضل کے مطابق حققت ہوتا تھا۔ اور لاتعداد حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل ہوتا تھا جو آپ کی ذات کریم اور آپ کی کلمات پر حرم سے متعلق رکھتی ہیں۔ نیز کہ آپ کی امت میں کمزور اور طاقتور ہر قسم کے لوگ تھے۔ اسے خوب سمجھو و باطنہ التفریق۔

حضور عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت ہے کہ وہاں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول رات میں سوجاتے اور اس کے آخری حصے میں جاگتے۔ پھر اگر آپ کو اپنے گھوڑے کے کمرے میں رہتی تھیں تو اپنی صاحب کو پرہیز کرتے اور اس کی حالت میں سوجاتے۔ پھر اگر اذان اولیٰ کے وقت جنبی ہو سکتے تو چیل پڑتے اور اپنے اور پہانی بہاتے اور اگر جنبی نہ ہوتے تو وضو کرتے پھر دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۵۸ وَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي آخِرَهُ ثُمَّ إِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى أَهْلِهِ قَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ يَنَامُ فَإِنْ كَانَ عِنْدَ النَّدَاءِ الْأَوَّلِ جُنبًا وَثَبَّ فَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جُنبًا قَوَّضًا لِلصَّلَاةِ ثُمَّ صَلَّى

مکتبہ

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ ادا خرب کو زندہ رکھتے یعنی اس میں جاگتے۔ ملت کی بیداری کو اسے زندہ رکھنے سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ درمانے کی زندگی اس میں عبادت کرنے سے ہے اور وہ نمانہ جس میں عبادت نہ کی جائے، گویا مردہ ہے۔ یا اس سے نفس کو شب بیداری اور عبادت سے زندہ کرنا مراد ہے کیونکہ نیند موت کی طرح ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے الغم اخ الموت۔ نیند موت کی بہن ہے احیاء میں یہ دونوں حتیٰ بیان کیے گئے ہیں۔ پہلا معنی زیادہ ظاہر ہے۔ حدیث کا لفظ بھی اس پہلے معنی میں زیادہ ظاہر ہے۔ خوب سمجھو۔ یہ بات بات بالربی کہ اول شب میں کتنا وقت سوتے تھے ادا خرب میں کتنی دیر جاگتے اور عبادت کرتے تھے ظاہر یہ ہے کہ نصف نصف کرتے تھے۔ علامہ نے کہا ہے کہ آدمی سات تک سوتے تھے اور آدمی رات جاگتے تھے اگر چہ رات کو بیداری مختلف سمتوں میں ہوتی تھی۔ واللہ اعلم۔

۲۔ یعنی بے غل کے سوجاتے۔ البتہ وغیرہ کر لیتے تھے اور یہ وغیرہ نیند کی مہلت ہے۔

۳۔ کٹائے حاجت (معاذ) میں مشغول ہونے کا وجہ ہے۔

۴۔ غلامے اول سے مراد اذان اول ہے۔ اذان کو اولیٰ کہنے کی وجہ یہ کہ اقامت کی نسبت سے ہے یا اس موزن کا اطلاع

کی نسبت جو آپ کے در اقدس پر حاضر ہو کر آپ کو دیتا تھا۔

۵۔ یعنی فجر کی دو تہیں۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت الامام احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رات میں اٹھنا اپنے اوپر لازم جائے کیونکہ وہ تم سے پیٹنے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمہیں رب تعالیٰ کے قریب کرتا۔ اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ اور برائیوں سے روکنے کا سبب ہے۔

(ترمذی)

(نفاۃ الترمذی)

۱۔ اول عربی میں لفظ کفرہ آیا ہے۔ بیم کی نہ بکات ساکن فاک نہ بر یعنی متروک پر شیعہ کرنا۔ کفارہ گناہ کا بھی یہی

معنی ہے۔

۱۵ منہاۃ میم کی زبرد اور نون ساکن تمام حركات گناہوں کا کفارہ ہیں اور نماز مطلقاً فرضی و منکر سے روکتی ہے اور رات کی نماز تہجد نہایت مفید است کی بنا پر اس معنی (بخشش و مغفرت) میں زیادہ اتم اور اکمل ہے

۱۶ وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ يَضَعُكَ اللَّهُ بِالْجَمْرِ الرَّجُلُ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّيُ وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوا فِي الصَّلَاةِ وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوا فِي قِتَالِ الْعُدُوِّ -

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے جنت ہے ایک وہ آدمی جو رات میں اللہ کے نماز پڑھے دوسرا وہ قوم جو نماز میں ٹھیک صفیں بنائے تیسرا وہ قوم جو دشمن سے لڑائی کے وقت صفیں بنائے گا

(شرح الستہ)

(دواۃ فی شرح السنۃ)

۱۷ یہ کنایہ ہے رضا و لطف سے اور مسرت و رحمت کے مترجم ہونے سے۔ احادیث میں جو رب تعالیٰ کی طرف مننے کی نسبت اور اس کا اطلاق ہوا ہے، متشابہات میں سے ہے۔

۱۸ اور مترجم ہوا اور رضا تعالیٰ کی جناب قرب کی جانب اپنا رخ کرے۔

۱۹ اور دشمنان دین کے قتل کرنے میں کمر بستہ ہوا اور مولیٰ تعالیٰ کی محبت میں اپنی روح کو فدا کر دے اور دین کی سربلندی کے لیے جہت باندھے

۲۰ وَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللَّهَ تَلَاكَ السَّاعَةُ فَكُنْ دَوَاةَ الْبَرِّ مَذِيٍّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا -

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے آخری حصے کے درمیان اللہ تعالیٰ بندہ کے بہت قریب ہوتا ہے۔ اور تہجد کے بعد کے بہت قریب حالت بخیر ہوتا ہے۔ اگر تلاوت رکعت ہے تو اللہ کی یاد میں ہوتا ہے۔ جو اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ کی یاد کرے اس کو برکت ملے اسے ترمذی نے روایت کیا اور کثیر حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اسناد کے لحاظ سے۔

۲۱ اے عین وادرسین کی زبرد۔

۲۲ بندے سے اللہ تعالیٰ کا قریب ہونا اس قرب سے اتم اور اکمل ہے۔ جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس آئندہ قتل مبارک میں ارشاد فرمایا ہے۔

۳۔ وہاں بندہ صبح کے ذکر اور نماز کے لئے کاترب پاتا ہے اور یہاں غلامی پروردگار تعالیٰ و تقدس رحمت کے ساتھ نفل کتاب اور بندے کے محبوب ہوتا ہے۔ رات کی نماز مذکورہ دونوں قریلیں پر مشتمل ہے۔

۴۔ اور لوگ حضور مکی اور نفل قرب کی خواہش رکھتے ہیں کہ ان میں سے پہلے حضرت عمر بن عبید بن جریج رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اور آپ کی دیکھ کے محبوب لوگوں میں سے ہیں۔ لہذا بہت سے ظہور کے ابتدائیں جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ عظیم میں تھے اور حضرت عمر بن عبید بن جریج نے ان کے دل میں ایک نور توحید داخل ہوا اور شرک و بت پرستی سے آپ کو نفرت ہو گئی۔ اس دوران آپ نے سنا کہ مکہ میں ایک ایسا مرد پیدا ہوا ہے جو لوگوں کو توحید کی دعوت دیتا اور بتوں کی جلالت سے روکتا ہے۔ حضرت عمر بن عبید رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے آپ کے بارے میں حالات معلوم کیے ان دنوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم الہی سے دشمنان دین کی نظروں سے پرشیدہ رہتے تھے۔ حضرت عمر نے اگر دیانت کیا کہ یہاں کوئی ایسا مرد پیدا ہوا ہے جس نے تمہاری راہ و روش چھوڑ دی ہے اور ایک نئے دین کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں ایک دیوانہ ہے جس نے آباد اجداد کا طریقہ چھوڑ کر ایک نئی رسم کی طرح ڈالی ہے۔

دیوانہ گئی ہر دو جہاں بخشش بخشی دیوانہ تو ہر دو جہاں راہ کند

ترجمہ: تو پہلے اپنا دیوانہ بناتا ہے پھر دونوں جہاں اس کو بخش دے دیتا ہے۔ تیرا دیوانہ دو جہاں کو کیا کرے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کلمہ دیوانہ کہاں لی کتاب ہے۔ لوگوں نے کہا وہ نصف رات کے وقت باہر آتا ہے اور اس گھر بیت اللہ کے گرد گھومتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نصف شب کے وقت باہر نکلے اور کعبہ کے پردوں میں جا کر چپ ہو گئے۔ اچانک آپ نے ایک مرد دیکھا کہ مردار ہوا ہے ایسا کالی مرد کہ سب مردوں کے آستانے کی خاک میں اور وہ لا الہ الا اللہ کہہ رہا ہے اور خانہ کعبہ کے ارد گرد طواف کرتا ہے۔ حضرت عمر پردوں سے باہر نکلے اور فریاد کیا اور پوچھا تو کون مرد ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خدا کا رسول ہوں میرا دین لا الہ الا اللہ ہے۔ حضرت عمر نے کہا میں بھی اکی دین کو چاہتا ہوں۔ اس طرح آپ اکی وقت ایمان لے آئے۔ آپ تیسرے یا چوتھے سال میں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دعا کیا اور فرمایا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے جب وہ میرے پاس آئے گا تو میرے پاس آنا۔ حضرت عمر بن عبید رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ آ گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک میں رہنے لگے اور درجہ کمال کو پہنچے۔ یہ حدیث اسی وقت سے تعلق رکھتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ

اس مرد پر رحم کرے جو رات میں اٹھتا ہے اور نماز

پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو جگاتا ہے وہ بھی نماز

پڑھے وہ بھی اپنی بیوی سے کہے کہ

رَبِّهِمْ صَلِّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللَّهِ وَحَمْدًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ

فَصَلَّى وَاقْبَلَ أَمَّاتَهُ فَصَلَّتْ فَإِنْ

أَبَتْ نَضَحَ رَفِي وَجْهَهَا الْمَاءَ رَوْحًا  
 اللَّهُ أَمْرًا قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ  
 وَاقْتَطَتْ رَوْجَهَا فَصَلَّى فَإِنْ  
 آتَى نَضَحَتْ رَفِي وَجْهِهِ الْمَاءَ -  
 (دَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّسْكِي)

پڑھتی ہے اگر وہ اٹھنے سے انکار کرتی ہے تو اس  
 کے منہ پر پانی کے چھٹے لگاتا ہے اور اللہ تعالیٰ  
 اس کی نیت پر رحم کرے جس حالت میں اٹھتی اور نماز  
 پڑھتی ہے اور اپنے خاوند کو بیدار کرتی ہے خود  
 بھی نماز پڑھتا ہے اگر اٹھنے سے انکار کرتا ہے تو  
 اس کے منہ پر پانی کے چھٹے لگاتی ہے۔

(ابوداؤد و ترمذی)

۱۔ یعنی خاوند بیری کو چاہیے کہ طاعت و عبادت میں ایک دوسرے کے مدد و معاون بنیں اور دوسروں کو رزق و مال  
 آپس میں ایسا ہی کرنا چاہیے۔

۱۱۳۳ وَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قِيلَ  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ آتَى الدُّعَاءَ أَسْمَعُ  
 قَالَ جَوْتُ اللَّيْلِ الْآخِرُ وَمِنْهُ  
 الْعَمَلُ الْمَكْتُوبَاتِ -  
 (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت البراءہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا کہ رب سے  
 ریکہ کوئی دعا سنی جاتی ہے۔ فرمایا رات کے وقت  
 آخر کے درمیان کہوتا۔ اور اس میں تمہاری دعا  
 (۱۱۳۳)

۱۔ اور اجابت و قبولیت کا مقام حاصل کرتی ہے۔

۲۔ یا اس بابت کا معنی ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ ماں کی رحمت و عبادت میں کیا دعا ہے۔  
 ۳۔ یہ بابت شہد کے آخر کی دعا کو ظاہر ہے اور نماز کے آخر میں اس سے قبل کہ نماز کے آخر میں  
 میں مذکور ہے کہ اور یہ حدیث باب الذکر بعد الصلوۃ میں مذکور ہے۔

۱۱۳۴ وَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ  
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
 سَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ عُزْرًا يُرَى ظَاهِرًا  
 مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنًا مِنْ ظَاهِرِهَا  
 أَعَدَّهَا اللَّهُ لِمَنْ آلَانَ الْحَكْلَامَ  
 وَاطْعَمَ الطَّعَامَ وَتَابَعَ الصِّيَامَ  
 وَصَلَّى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ

حضرت مالک اشجعی سے روایت ہے کہ  
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا  
 ایسے بلا تامل میں میں کلام اللہ کے آواز سے  
 نظر آتا ہے اور ان کا انداز خاص ہے جیسے کھانا  
 دیتا ہے۔ یہ بلا تامل اللہ تعالیٰ نے ان سے  
 بنائے ہیں جو نرم کلام کرتے ہیں۔ کھانا کھاتے  
 گناہوں سے بچتے ہیں۔ اور رات کو نماز کرتے ہیں۔

مجلس ہے جبکہ رنگ سوئے ہوئے ہیں۔ اسے جی نے شعب  
الایمان میں روایت کیا اور ترمذی نے مصنف علی رضی اللہ  
عہ سے اس کی نقل روایت کیا اور ترمذی کی ایک دوسری  
روایت میں ہے کہ یہ بالا خانے اس کے پیسے میں جو لوگوں  
سے نرم اور اچھی لکھو کرے۔

رَوَاةُ الْبَيْهَقِيِّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ  
وَسَمَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَوْنِ نَحْوٍ  
وَفِي رِوَايَةٍ لِيَنَّ أَطَابَ الْكَلَامَ۔

اصان کا نظریہ مقامی اور لطافت کا دہر ہے۔ غرت میں کپیش راکی نہ یہ غزنیہ میں کپیش۔ راساکن بمعنی بلند محل  
اور مکان کے اور یہ مکان۔

۱۵ اور لوگوں سے درشت کلام سے پیش نہ آئے مگر لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے زندگی بسر کرے۔

۱۶ مراد یہ ہے کہ کثرت سے روزے رکھتا ہو۔

۱۷ کیونکہ یہ وقت حدیث محمودیت اور اخلاص عمل کے زیادہ قریب ہے۔ ان الفاظ میں درحقیقت صفت تواضع اور  
بیت جو وہ شخص کی طرف اشارہ ہے۔ بیت

شرف و محبت و کرامت بسجود ہر کہ این ہر دو نماز پیش بہ زود و

انسان کا شرف و محبت ہے اور عزت و بزرگی سجدہ (عبادت الہی) سے حاصل ہوتی ہے۔ جو آدمی ان دونوں سے محروم  
ہے اس کا نہ ہونا ہر نے سے محروم ہے۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا اے عبد اللہ فلاں آدمی کی طرح نہ  
ہونا۔ جو پیسے رات میں اٹھتا تھا پھر اس نے اسے  
حرک کر دیا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ  
الْعَاصِمِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ  
اللَّهِ لَا تَكُنْ وَفَلَّانٍ كَانَ  
يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَقُولُ قِيَامَ

(بخاری و مسلم)

اُمُّ سُلَيْمٍ عَلَيْهَا

علیہ آپ نے ایک میں شخص کا نام دیا تھا۔ شیخ ابن جریر رحمۃ اللہ نے فتح الباری میں کہہ ہے کہ مجھے اس نکل شخص کے نام  
میں کسی بھی اسناد سے خبر نہیں مل سکا۔



۱۱۔ اس کلام سے مقصود حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو تنبیہ کرنا ہے کہ شب بیڑی میں کثرت نہ کرے اور اس میں حد سے نہ بڑھنا کیونکہ لمبا اوقات یہ کثرت مال و تمکات اور بددلی کا موجب جاتی ہے اور انسان شب بیڑی سے بالکل نہ جاتا ہے۔ جیسا کہ اس صحابی کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساری رات بیڑی رہتے۔ اور بالکل نیند نہ کرتے ان کے باب نے انہیں اس سے روکا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے آئے۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔ اسے بھولو۔

۱۱۶۹ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ  
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَانَ لِدَاوُدَ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ  
يُوقِظُ فِيهَا أَهْلَهُ يَقُولُ يَا آلَ دَاوُدَ  
قُومُوا فَصَلُّوا فَإِنَّ هَذِهِ سَاعَةٌ  
يَسْتَجِيبُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِيهَا  
الدُّعَاءَ إِلَّا لِسَاحِرٍ أَوْ عَشَّارٍ  
دُرَّاهُ أَحْمَدُ

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
سنا آپ فرماتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام کے یہ وقت  
میں ایک گھنٹہ تھی جس میں وہ اپنے اہل کو بیدار کرتے  
تھے اور فرماتے تھے اے آل داؤد کھڑے ہو اور نماز  
پڑھو کیونکہ یہ وہ گھنٹہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں دعا  
قبول کرتا ہے مگر ساحر کا اور ظلم کے ساتھ لوگوں  
سے عذر وصول کرنے والے کی۔

۱۲۔ کہ یہ مشر و صول کرنے والے بڑے موزی ہوتے ہیں۔ لوگوں سے ناحق ان کے مال و عیش و عشرت لیتے رہتے ہیں۔ عیش و  
مہریش میں شعبان کی پندرہویں کا ذکر بھی آیا ہے کہ اس شب کو بخش دے دیتے ہیں ماسوائے ظالم و مشر و صول کرنے والے۔ عادی  
شراب نوش۔ والدین کے نافرمان اور تہہ بند کوٹھنے سے بچنے رکھنے

۱۱۷۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ صَلَاةُ  
صَلَاةٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ -  
دُرَّاهُ أَحْمَدُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا  
کہ زین نمازوں کے بعد افضل نماز صبح کی ہے  
جسے میں نماز ہے۔

۱۳۔ یہ نصیحت نماز اور وقت کے لحاظ سے بیان فرمائی اور مکان کے لحاظ سے نفل نماز گھر میں افضل ہے اور بیرون گھر  
نے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کو ان کے اس دار فانی سے رحلت کر جانے کے بعد خواب میں دیکھا تو یہی  
اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا برتاؤ کیا فرمایا طاحت العبارات۔ ونبئت الاشادات وما نقصنا الا وکفایت شینا ہا  
فی جوف اللیل۔ یعنی عبارتیں سٹ گئیں۔ ارشادات فنا ہو گئے اور ہمیں کسی پیغمبر نے نفع نہ دیا صراحتے ان رکعتوں

کے جو ہم نے درمیان شب پڑھی تھیں اس عبادت میں حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے سب سے طلبوں کو عبادت و ریاضت کے اتمام و کوشش کی ترغیب دی ہے اس امر کی ہمائش کی ہے کہ صوفیاء و متکافروں سے دھوکے میں نہ آنا اور نہ ان کا اعتبار کرنا۔ بیت۔

کارکن کار بگذر از گفتار کاندرس راہ کاردار و کار

پوری گن سے کام میں مصروف رہ باتیں کرنا پھر دے کہ اس راہ میں کام کرنے سے ہی کام بنتا ہے۔

۱۱۹۸ ۱۱۹۸ وَ عَنْهُ قَالَ جَلَّ رَجُلٌ إِلَى اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ  
فَلَانًا يُصَلِّي بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ  
سَرَقَ فَقَالَ إِنَّهُ سَتَنَعَاهُ مَا تَقُولُ  
فَعَاهُ أَحْمَدُ وَ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ  
الْإِيمَانِ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے فرماتے  
ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص  
آیا اور کہا کہ فلاں آدمی رات کو نماز پڑھتا ہے جب صبح کرتا  
ہے تو چوری کرتا ہے آپ نے فرمایا جلد ہی رات کی نماز  
اسے اس بُرے کام سے روک دے گی جو تو کہہ رہا  
ہے۔ (احمد و بیہقی شعب الایمان میں)

۱۱۹۹ ۱۱۹۹ وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَرَأَ مَرِيَّةً  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَضَ الرَّجُلُ أَهْلًا  
مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى أَوْ صَلَّى مَرَّتَيْنِ  
جَمَعًا كَتَبَ فِي الذَّاكِرِينَ وَ الذَّاكِرَاتِ  
(بِقَوْلِهِ أَوْ ذَاكَ وَ ابْنُ مَاجَه)

کہ قرآن مجید میں فرمایا۔ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت  
ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا مرد جب رات میں عبادت کے لیے اپنی  
بیوی کو جگائے اور وہ دونوں یا ان میں سے ہر ایک  
دو رکعتیں پڑھیں تو وہ ذکر کرنے والے مردوں اور  
ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھے جاتے ہیں۔

(ابوداؤد و ابن ماجہ)

۱۲۰۰ ۱۲۰۰ لے یہ راوی کو شک ہے کہ آپ نے نصیحا کہا بصیغہ تنبیہ یا نصیحا مفرد کیا۔ مفرد کی صورت میں دونوں میں سے  
ہر ایک ملا ہے۔

۱۲۰۱ ۱۲۰۱ لے جو ہمیشہ ذکر الہی میں لگے رہتے ہیں۔ اور اس وقت کے قیام اور دوسرے کو جگانے کی نفی صحت کی خصوصیت  
کے پیش نظر اس میں پوری توجہ مبذول کرتے ہیں۔

۱۲۰۲ ۱۲۰۲ وَ عَنْ أَبِي عُبَّانٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
حَضْرَتِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَے روایت ہے فرماتے

اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ أَشْرَافُ  
أُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ وَ أَصْحَابُ  
اللَّیْلِ -

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں بہترین  
بیادہ قدر و منزلت والے وہ ہیں جو قرآن کو اٹھانے والے  
ہیں اور وہ جو شب بیلاری کرتے ہیں۔

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَيْبِ الْإِسْمَانِ

(بہقی شعب الایمان میں)

۱۷ یعنی قرآن کے حافظ اور اس پر عمل کرنے والے اور رات میں نماز اور غیر نماز میں پڑھنے والے جیسا کہ آپ  
نے فرمایا و اصحاب اللیل۔

۱۸ یعنی وہ لوگ جو شب بیلاری کی پابندی کرنے والے اس میں نماز اور قرآن پڑھنے والے ہیں۔

۱۹ وَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَا عُمَرَ بْنِ  
الْخَطَّابِ كَانَ يُعْمَلُ مِنَ اللَّیْلِ مَا شَاءَ  
اللّٰهُ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ  
أَقْبَضَ أَمَلَهُ لِلصَّلَاةِ یَقُولُ لَكُمْ الصَّلَاةُ  
تَمَّ یَتْلُو هَذِهِ الْآیَةَ وَأَمْرًا هَلْكَ  
بِالصَّلَاةِ وَ أَصْطَبِرَ عَلَیْهَا لَا نَسْتَلُکَ  
رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى  
(رَوَاهُ مَالِکُ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
بیشک ان کے باپ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ  
رات میں نماز پڑھتے تھے جس میں اللہ تعالیٰ چاہتا تھا  
کہ جب رات کا آخری حصہ آجاتا تو آپ اپنے اہل کو بھیج  
جگاتے تھے انہیں قرآن پڑھنے کا حکم دیتے تھے  
پھر یہ آیت پڑھتے اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے  
اور فرمادے کہ نماز پڑھو۔ ہم تم سے رزق نہیں  
میں کرتے ہم تجھے رزق دیتے ہیں اٹھا جا اہم  
تقویٰ کا ہے۔

۱۷ مقدار شب اور عدد رکعات میں سے جو اللہ تعالیٰ چاہتا۔

۱۸ یعنی ہم جو کہ سارے جہاں کے پروردگار ہیں تم سے اپنے لیے رزق کا سوال میں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ  
شان اس سے بہت بلند ہے یا معنی یہ ہے کہ ہم تم سے یہ سوال نہیں کرتے کہ تم کو رزق اللہ تعالیٰ عطا فرمائیے بلکہ  
دوڑ بھاگ کرے کہ وہ تمہیں نماز سے ہی روک دے۔

## بَابُ الْقَصْدِ فِي الْعَمَلِ

### عمل میں میانہ روی کا باب

قصود اقتصاد کا معنی ہے انفرط و تفریط میں درمیانی راہ اختیار کرنا۔ صراح میں ہے۔ قصد اقتصاد یعنی ہر چیز میں

میانہ روئی اختیار کرنا غلط نہیں بلکہ حق ہے۔ تصدق و اقتصاد کرتا ہے۔ یعنی خرچہ کرنے میں نہ اسراف کرتا ہے نہ کمبوسی۔ غل میں میانہ روئی اختیار کرنا ایک اچھی چیز ہے۔ کیونکہ میانہ روئی اس عمل کے دوام کی موجب بنتی ہے اور وہ بندہ اس میں سستی اور تھکاوٹ سے محفوظ رہتا ہے جو اہل کار اس کام کے ترک کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ پھر یہ میانہ روئی نفس اور اہل و عیال کے حق کی ادائیگی میں بڑا دخل رکھتی ہے۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔

## الفصل الاول

## پہلی فصل

۴۳ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّعْرِ حَتَّى نَقْنَقَ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ شَيْئًا قَدْ يَصُومُ حَتَّى نَقْنَقَ أَنْ لَا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا سَمَّيْتَهُ وَلَا تَأْتِيَا إِلَّا رَأَيْتَهُ .

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مہینہ میں روزہ نہ رکھتے یہاں تک کہ یہ گمان ہونے لگتا کہ آپ اس ماہ بالکل روزے نہ رکھیں گے اور آپ روزے رکھتے یہاں تک کہ گمان ہونے لگتا کہ آپ اس ماہ میں روزے ہی رکھتے چھ جائیں گے انظار نہ کریں گے اور آپ کی یہ حالت تھی کہ اسے غائب تو نہ چاہے گا کہ آپ کھانا نہ کھا رہے ہو بلکہ مگر غائب ہی دیکھے گا۔ اور نہ آپ کو سو رہا ہو بلکہ مگر سو رہا ہی دیکھے گا۔ (بخاری)

(مَعَاذُ الْبَحَارِ)

۱۔ یعنی آپ نہ تو ہمیشہ روزہ دار ہوتے اور نہ روزہ رکھنے میں افراط کرتے اور نہ ایسا کرتے کہ ہمیشہ بے روزہ رہیں۔ تاکہ تغریظ لازم آئے بلکہ ہر ماہ میں کبھی روزے رکھتے اور کبھی نہ رکھتے۔ لفظ يَقْنَقُ یا کیش نکالنے کا زبردستی ہے جیسا کہ ہم نے ترجمہ کیا ہے اور اکثر روایات میں زمان کی زبردستی پیش سے بھی مروی ہوئی یعنی ہم لوگ گمان کر لیتے تھے۔

۲۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت میں نماز بھی پڑھتے تھے اور سوتے بھی تھے کہ نہ تو ساری رات نماز پڑھتے نہ ساری رات سوتے رہتے تو آپ کامل امتثال پر مبنی ہوتا تھا اس میں افراط تغریظ نہ ہوتی تھی۔ جیسا کہ باب قیام اللیل میں گزرا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑھ کر محبوب عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔

۴۴ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَّ الْأَحْصَاءِ إِلَى اللَّهِ أَذْوَمًا وَأَبْوَنَ .

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۳۔ کیونکہ عمل قلیل جو ہمیشہ جاری رہے زیادہ موثر اور زیادہ کارگر ہوتا ہے۔ اس عمل کی نسبت جز زیادہ ہو مگر کبھی

کبھی ہو۔ جس طرح ایک ایک قطرہ جو لگاتار اور ہمیشہ گرتا رہتا ہے سو ریح کر دیتا ہے بخلاف بہت سے پانی کے جو کبھی کبھی بتا ہوا کہ وہ اتنا اثر نہیں کرتا۔

۱۱۴۴ وَ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا -  
دُثْنَقٌ عَلَيْهِ )

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اعمال اختیار کرو جن کی طاقت رکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک نفرت نہیں کرتا جب تک کہ تم خود نفرت نہ کرنے لگو۔  
(بخاری و مسلم)

اے اور جو تمہارے لیے آسان ہوتا کہ ہمیشہ کے لیے جاری رکھ سکو۔ اس طرح اس عمل کے دوام کے ساتھ اس کا ثواب بھی دائماً ملتا رہے گا۔

اے یعنی اللہ تعالیٰ اس وقت تک ثواب عطا کرنے سے نفرت نہیں کرتا جب تک کہ تم عمل سے نفرت نہ کرنے لگو اور جب تک کہ اسے چھوڑ نہ دو۔ حال کا معنی ہے کسی شے کو گراں سمجھنا اور نفیس کہا اس کی طرف میلان اور اس سے محبت کرنے کے بعد اس سے نفرت کرنا۔ فارسی میں اس کا معنی ہے عاجز آ جانا لفظ یکل یا کی زبرد سے اور تملوا تا کی زبرد سے ہے اور میں بھی دونوں میں مقرر ہے۔

۱۱۴۵ وَ عَنْ آتِیَسَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصِلْ أَحَبُّكُمْو نَشَاطُهُ وَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ -  
دُثْنَقٌ عَلَيْهِ )

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس جب تک تم میں سے کوئی اس حالت تک نہ لڑے جب تک کہ اس کا ذوق و شوق ختم نہ ہو۔

اے حدیث میں لفظ نشاط آیا ہے جس کا معنی ہے خوشی اور مسرت ظہر کر رہا ہے۔ فتر تا کی زبرد سے یعنی جب سست اور دماغ ہو جائے تو چاہیے کہ میٹر جائے انتظار پڑنا چھوڑ دینے لیت جانے کا حکم نہ دیتے۔ بلکہ صرف بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں اس جانب اشارہ ہے کہ وہ بارہ ذوق و شوق چھوڑ دینے کے انتظار میں بیٹھے تا آنکہ ذوق و شوق لوٹ آئے اور اس میں از سر نو عمل کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ سلیمانہ کہتے ہیں کہ عمل پر فارغ ہو کر گہری نیند سو جائے۔

دامع ہو کہ نفس میں ذوق و شوق باقی رہنے تک عمل میں مصروف نہ ہوا اور سست و در ماندہ ہو جانے کی صورت میں عمل ترک کر دینے میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ اور آخر شب میں نفس پر عمل گراں ہونے کی وجہ سے عمل کو گھینے میں نقصان ہے۔

چاہیے کہ عبادت کا مطلب اگر کو شمش کرے اور نفس کو کثرت عمل کا عادی بنائے مشقت و سیاحت کا خرگشتہ حتیٰ کہ سو رکعت اور قرآن کے دس پارے تھوڑے وقت میں اس کے لیے پڑھنا آسان ہو جائے اور اس حد تک پہنچنے پر بھی ذوق و شوق بڑھتا ہی رہے۔ مالا نکھ اس سے پہلے اس کے لیے دو رکعت اور ایک پارہ پڑھنا گراں اور بھاری محسوس ہوتا تھا۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو انگھ آنے لگے اور وہ نماز میں ہو تو چاہیے کہ سو جائے یہاں تک کہ اس سے نیند دور ہو جائے کیونکہ تم میں سے کوئی آدمی جب نماز پڑھ رہا ہو اور اسے انگھ بھی آرہی ہو تو اسے پتہ نہ چلے گا شاید کہ وہ استغفار کرنے لگے اور بجائے استغفار کے اپنے آپ کو گالیاں دے۔ (بخاری و مسلم)

۱۱۶۹ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنْ أَحْسَاكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعَسٌ لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسِبُ نَفْسَهُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۱۷۰ یعنی نماز پڑھتی کرے اور نکل کر کے سو جائے۔

۱۱۷۱ نعلس۔ نون کی پیش سے نیند کی گرائی اور اس کی ابتدائی حالت اسے غریبین کی ذریعہ سنتہ کمرہ میں بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَا تَأْخُذْكَ أَفْئَةٌ وَلَا نَوْمٌ یعنی اللہ تعالیٰ انگھ اور نیند سے پاک ہے۔ یہ دراصل ایک لطیف ہوا جو قلب و دماغ کی طرف سے آتی ہے اور انگھوں کو ڈھانپ لیتی ہے۔ دل تک نہیں پہنچتی۔ جب دل تک پہنچ جاتی ہے تو اسے نیند کہتے ہیں۔ روق و رقاد پیش سے بخوبی نیند صرف اور انگھ کی صورت میں اگر انگھ کھڑا ہو اور کام کاج کرنے لگے جس سے انگھ دور ہو جائے تو ایسا ہو جاتا ہے مگر جب کہ نیند غالب آجائے اور اسے ہٹانا دماغ کو نقصان دیتا اور بدن کے پوچھل ہونے کا باعث بنتے یہ حالت اختلاف حالات و اوقات سے معلوم ہو جاتی ہے۔

۱۱۷۲ استغفار کا لغوی معنی ہے اسے معلوم نہ ہو گا کہ وہ نماز کا کونسا فعل اور نماز کے کون سے کلمات کہہ رہا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ استغفار کا دعاء کرے مگر اس سے غلطی واقع ہو جائے اور غلطی کی وجہ سے اپنے آپ کو گالی دے اور بجائے اللہم اغفر لی اللہم اغفر لی کہنے کے یوں کہہ دے اللہم اغفر لی و اغفر لی۔ اسے اللہ مجھے عذاب دے اور مجھ پر لعنت کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک دین اسلام آسانی اور سہولت پر مبنی ہے اور کوئی شخص دین کو

۱۱۷۳ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ وَ لَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا آخِظَةً

قیام لیل اور نماز شب کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے، اسکی وجہ سے یہ حدیث اس باب میں لائی۔

۱۱۶۹ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ مَنِ قَامَ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ

فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر

ہرگز نماز پڑھا اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اگر اس

کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو پر نماز پڑھو

(بخاری)

اے اگر اے نماز فرض پر محمول کریں تو ظاہر ہے اور اگر نماز نافلہ مراد لیں تو یہ افضل و اکمل کا بیان ہے۔ جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔ اور حضور کا قول مبارک علی جنب (پہلو پر) فقہاء کے قول مختار پر دلالت کرتا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ توبہ و جہت لیٹ کر پڑھے۔

۱۱۷۰ وَعَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَوةِ الرَّجُلِ

قَاعِدًا قَالَ إِنْ صَلَّى قَائِمًا نَهَضَ

أَفْضَلُ وَ مَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ

أَجْرِ الْقَائِمِ وَ مَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ

نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے

انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نماز پڑھنے

کے بارے میں اگرچہ آپ نے فرمایا اگر کھڑے ہو کر نماز

پڑھو تو افضل ہے اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو اسے کھڑے

ہونے سے نصف اجر ملے گا اور اگر نائماً ہو کر نماز پڑھے

نماز پڑھے اسے بیٹھنے والے سے نصف اجر ملے گا

(بخاری)

اے یہ حدیث افضل نماز پر محمول ہے کیونکہ نماز فرض اگر بلا اندیشہ پڑھے جائے تو توبہ و جہت ہوگی۔ لہذا اسے اکمل ہے ہرگز جو افضل نماز میں افضل ہے اور کرنے کا حکم نہ دیا جائے گا اور اگر کوئی مفاد حق ہو تو ہر قیام سا قدر ہو جاتا ہے۔ لہذا اب قیام بیٹھنے سے افضل نہ ہوگا اور بیٹھنے والے کو کھڑے ہونے والے سے آدھا ثواب نہ ملے گا بلکہ پورا ملے گا۔ یہ حدیث بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ افضل نماز کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پڑھنے کی تلاوت ہوتی ہے ہر نے لیٹ کر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ عمار کا ایک گروہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ اگرچہ اہم حسن بصری بھی اس گروہ میں سے ہیں جیسا کہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

۱۱۸۱ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے

ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو

أَدَىٰ إِلَىٰ فِرَاشِهِ طَاهِرًا ۚ فَكَرَّ  
 اللَّهُ حَتَّىٰ يُبَدِّلَكَ الشَّعْسُ لَمْ يَتَقَلَّبْ  
 سَاعَةً ۚ مِّنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللَّهُ فِيهَا  
 خَيْرًا مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
 إِلَّا أَعْطَاهُ رَأْيَا ذَكَرَهُ التَّوَوُّيُّ فِي  
 كِتَابِ الْأَذْكَارِ بِرِوَايَةِ ابْنِ السُّنَنِ

اپنے بستر پر پاک ہو کر بیٹھے اور اللہ کا ذکر کرتا ہے یہاں  
 تک کہ اسے نیند آجائے تو رات کی کسی گھڑی میں گردش  
 نہ لے گا جس میں اللہ سے دنیا و آخرت کی خیر مانگے  
 مگر رب تعالیٰ اسے دے گا۔

اسے نورانی نے کتاب الاذکار میں ابن السنی سے

روایت کیا۔

اے اور با وضو بیٹھے۔ لفظ آدمی تو ادب سے مذکور نہیں ہے۔ بے مزید شہور ہے۔ فراش ناکا زیر سے

بمعنی بستر

۱۱۲۲ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 عَجِبَ رَبَّنَا مِنْ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ تَأَدَّرَ عَنْ  
 قَطَائِهِ وَ رِيحَانِهِ مِنْ بَيْنِ حَيْتِهِ وَ  
 أَهْلِهِ إِلَى صَلَاتِهِ فَيَقُولُ اللَّهُ لِمَ لَيْتَكَ  
 أَنْظَرُوا إِلَى عَبْدِي تَأَدَّرَ عَنْ قَطَائِهِ وَ  
 قَطَائِهِ مِنْ بَيْنِ حَيْتِهِ وَ أَهْلِهِ إِلَى  
 صَلَاتِهِ فَعَبَّه رَفِيمًا عَبْدِي وَ شَفَقًا  
 مِنْ عَبْدِي وَ رَجُلٌ غَرَّاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
 فَاتَّعَزَمَ مَعَ أَصْحَابِهِ فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ  
 فِي الْأَنْفُسِ وَ مَا فِي الرُّجُومِ فَرَجِمَ  
 حَتَّىٰ هَرَبَتْ دَمُهُ فَيَقُولُ اللَّهُ لِمَ لَيْتَكَ  
 أَنْظَرُوا إِلَى عَبْدِي نَجَعَ رَجَبُهُ رَفِيمًا  
 عَبْدِي وَ شَفَقًا وَمَا عَبْدِي حَتَّىٰ  
 هَرَبَتْ دَمُهُ

نَعَاةً فِي شَرَحِ السُّنَنِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
 فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا رب  
 دو آدمیوں سے بہت راضی ہوتا ہے ایک وہ آدمی جو  
 اپنے بستر پر بیٹھے نماز اپنے پیاروں کے گھر والوں کے  
 درمیان نماز کے لیے کوڑھ کھڑا ہو۔ رب تعالیٰ اپنے فرشتوں  
 سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو دیکھو کہ اپنے بستر  
 اور گھر سے اپنے پیاروں اور گھر والوں کے درمیان  
 سے غار کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ میری رحمت کی رغبت اور  
 میرے عذاب کے خوف سے اور ایک وہ شخص جو اللہ کی  
 راہ میں جہاد کرنے کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہاد کرتا ہے  
 پھر غرور کرے کہ اس پر جہاد کرنے میں کیا عذاب ہے اور اپنی  
 جہاد کی طرف لڑنے میں کیا عذاب ہے تو لوٹ پڑے  
 یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا جائے۔ رب تعالیٰ اپنے  
 فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کو دیکھو میرے بندے کو عذاب  
 میں رغبت اور میرے عذاب سے خوف کرتے ہوئے  
 لوٹ پڑا یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔

(شرح السنہ)





رضی اللہ عنہ سے یہ فعل تعجب و حیرت کی بنا پر کیا ایک بلا قصد و ارادہ واقع ہو گیا۔ علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ نے یہ فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غارت سے خارج ہونے کے بعد کیا نہ کرنا ان کے اندر آئے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عبداللہ کے اس فعل کو عجیب و غریب جانا۔

۳۷ آج آپ جیسی تمام اصلوں و اصولوں سے افضل و اکمل ذات سے افضل و اکمل فعل کا ترک کیسے واقع ہوا۔ یہ بڑے تعجب کا بات ہے۔

۳۸ ہاں ایسا ہی ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔  
۳۹ یہ جو میں نے کہا میرے علاوہ میری امت کے دوسرے لوگوں کے لیے ہے۔ میں اس حکم سے خارج ہوں۔  
میرا یہ دروکار مجھے بیٹھ کر نماز پڑھنے پر بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا مجھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر دیتا ہے۔ کیونکہ اس کا میرے اوپر خصوصی فضل و کرم ہے۔ یا یہ بات میرے ساتھ خاص ہے۔ کیونکہ مجھے رب تعالیٰ کی طرف اتنا درجہ کی توجہ اور حضور کی معرفت اور قرب نصیب ہے۔ مجھے دوسروں پر تیاں نہ کرو۔ نہ دوسروں کو مجھ پر۔

حضرت سالم بن ابوالجعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں کہ خزامہ کے ایک آدمی نے کہا۔ کاش میں نماز  
پڑھ لیتا۔ تو راحت پا جاتا شاید لوگوں نے اس بات کو  
معیب جانا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اسے بلال نماز کی  
تجسیر کہو۔ ہمیں اس سے راحت پہنچاؤ۔  
(ابوداؤد)

۱۱۸۲  
۴۳  
قَالَ قَالَ نَجَلٌ مِّنْ مُّزَاةٍ لِّسَنِي  
صَلَّيْتُ فَاسْتَبَحْتُ فَكَانَ نَهْمُ صَابُوا  
قَالَ عَلَيْهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ أَقْبِرُ الْعَمَلَةَ يَا بَلَالُ أَيْتَلَا  
بِقُلَا أَلَا دَاوُدَ

۱۔ یہ حدیث کثیر میں ساکن سالم بن ابوالجعد مشہور تابعی ہیں۔ اور ان میں ثقہ شخصیت ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ  
کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔

۲۔ یہ حدیث وہاں موجود دوسرے صحابہ کرام و تابعین نے اس کی اس بات کو اچھا نہ جانا اور ان کے نہم پر یہ بات گراں گزری۔  
۳۔ یعنی اس بل میں نماز کے ساتھ حاجت و التجسیر کہہ کر تاکہ ہم نماز پڑھیں اور راحت حاصل کریں۔ دوسری بات یہ کہ نماز میں  
سختی ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے موجب راحت تھا نماز کے ادا کرنے اور اس میں بارگاہ حق میں مناجات کرنے سے  
ذوقی اعلیٰ اور لوگوں کے میل جول سے نجات پاتے تھے اسی لیے آپ نے فرمایا جعلت قوتہ عینی فی الصلوٰۃ۔ یعنی نماز  
کے اندر میری آنکھوں کے لیے ٹھنڈک رکھی گئی ہے۔ ان دونوں معنوں کی میں فرق یہ ہے کہ معنی اول تو یہ ہے کہ ہم ذمہ داری  
سے بری ہو کر طاقت بجالانے، حکم کا فرمانبرداری کرنے بشمولیت کی تھکا دینے سے خلاصی پانے اور اس ذات کے ساتھ تعلق

تجلی قائم کرنے کے ذریعہ راحت حاصل کریں۔ اور معنی ثانی یہ ہے کہ نماز کے وجہ۔ ذوق مناجات اور اس شہود ہے جو نماز میں نصیب ہو گا کئے ذریعے راحت حاصل کریں۔ اور شک نہیں کہ دوسرا معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام عالی کے زیادہ مناسب و لائق ہے اور خدائی مرد کا قول پہلے معنی کی طرف رخ رکھتا ہے۔ اسی بنا پر صحابہ نے اسے صریح جانا یہ ممکن ہے کہ خدائی مرد کی مراد بھی دوسرا معنی ہی ہو۔ یعنی ہم ناد پر ہیں اور اس کے ساتھ راحت حاصل کریں۔ اور اس واسطے اللہ کے ساتھ خشوعیت سے نجات پائیں۔ خوب سمجھو۔ وباللہ التوفیق۔

## بَابُ الْوُتْرِ

### نماز وتر کا بیان

علماء کے درمیان نماز وتر میں دو طرح کا اختلاف ہے۔ اول یہ کہ دو رکعت ہیں یا واجب۔ اکثر ائمہ اور ضعیفہ میں سے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ اس پر ہیں کہ نماز وتر سنت ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وتر واجب ہیں۔ تاہم واجب بمعنی فرض نہیں۔ اور ایک روایت کے مطابق آپ کے نزدیک فرض میں اور ایک روایت میں سنت بھی آیا ہے مگر صحیح قول اول ہے کہ واجب میں علماء نے کہا کہ سنت ہونے کے باوجود ان کا تقاضا واجب ہے۔

دوسرا اختلاف یہ ہے کہ نماز وتر ایک رکعت ہے یا تین رکعت۔ پانچ اور سات رکعت کا ذکر بھی آیا ہے مگر اکثر ائمہ کے نزدیک وتر ایک رکعت ہے۔ ضعیفہ کے نزدیک تین رکعت۔ احادیث طویلہ میں جانب حامد میں۔ منہ عنہ حضرت ابو ایک رکعت کے قائل ہیں کہتے ہیں کہ ایک رکعت وتر سے پہلے دو رکعت بھی پڑھے اور عام پھیرے اگر پہلے دو رکعت پڑھے گا جائیں تو یہ مکروہ سے۔ امام احمد رحمۃ اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ نماز وتر میں کیا کہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا اکثر احادیث سے ایک رکعت وتر کا ثبوت ملتا ہے۔ میں بھی اسی جانب ہوں۔ دوسرے وقت میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ دو رکعت پر عام پھیرے اگر استعمال نہ بھی پھیرے تو کوئی حرج نہیں۔ بعض شافعیہ نے تین رکعت وتر کے قول کو ضعیف اور کمزور ثابت کرنے میں جلتے جلتے کام لیا ہے اور حق یہ ہے کہ تین رکعت کے بارے میں بھی احادیث کثیرہ اور آثار صحیحہ آئے ہیں۔ اور اس باب میں حدیث کافی گفتگو کی گئی ہے۔ اس کے دلائل وجوب اور اس کے ایک رکعت یا تین رکعت ہونے میں شرع مولیٰ (الصلوۃ) اور شرع منہ عنہ البعداء میں تفصیل سے یہ گفتگو ذکر ہو چکی ہے۔

## الفصل الأول

## پہلی فصل

۱۱۸۵ عَنْ ابْنِ عَمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَشْنَى مَشْنَى فَإِذَا خَشِيتُ أَحَدَكُمْ الصُّبْحَ صَلَّيْ سَاعَةً وَاحِدَةً قَوِّتْ لَهُ مَا قَدْ صَلَّيْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ اور جب تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا خطرہ لاحق ہو جائے تو وہ ایک رکعت ادا کرے۔ یہ ایک رکعت پہلی رکعتوں کو دہرایا دے گی۔ (بخاری و مسلم)

اسے وتر یعنی طاق ہے۔ جنت سد کے مقابل اور جب اس نے پہلے دو دو رکعت پڑھی ہیں۔ سب جنت واقع ہوں گی۔ اور جب ایک ان کے ساتھ پڑھے گا تو تر بن جائیں گی۔ حدیث میں آیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ وتر ہے وتر کو پسند کرتا ہے وتر نماز کی خصوصیت کا سبب یہ حدیث ہے کہ کبھی رات کی ساری نماز کو وتر کہہ دیتے ہیں۔ حدیث کا ظاہر مفہوم یہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک فَإِذَا خَشِيتُ أَحَدَكُمْ الصُّبْحَ اَلصُّبْحُ گویا رات کی نماز کو دہرا کرنے کی طرف اشارہ ہے کہ نزدیک صبح تک پڑھی جائے۔ وتر نماز کا ادا کرنا طوراً صبح کے خوف پر موقوف نہیں ہے۔ اسے خوب سمجھو۔

۱۱۸۶ وَحَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَوْ تَرَكْتُمُ الْبَيْتَ الْبَيْتَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وتر آخر رات میں ایک رکعت ہیں۔ (مسلم)

وَمَا تَرَكْتُمُ

اسے اٹھارہ کے مطابق کہ اس سے پہلے دو رکعت پڑھے اور سلام پھیرے اس کے بعد ایک رکعت پڑھے یہ حدیث نماز ترک کے ایک کلمہ ہونے کی دلیل ہے۔ وہ حدیث جو وتر نماز کے تین رکعت ہونے پر دلالت کرتی ہیں ابھی آرہی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک من اَعْمَالِ اَنْفُسِكُمْ اَنْفُسِكُمْ اشارہ ہے کہ چاہیے کہ وتر آخر شب میں پڑھے جائیں۔ اس میں بلا شک ہے۔

۱۱۸۷ وَحَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمَلَّى مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ نَكَّةً يُؤْتِي مِنْ ذَلِكَ بِنَحْمٍ لَا يُجْلِسُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تیرہ رکعت پڑھتے تھے۔ ان میں سے پانچ رکعت وتر پڑھتے تھے۔ جن میں آخر کے سوا کہیں نہ بیٹھتے۔



رُكْعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا آتَيْنَا صَلَاتِي إِلَهُ  
مَلِكِهِ وَسَلَّمْتُ وَأَخَذَ اللَّهُمَّ أَقْرَبَ  
يَسْبَعُ وَضَعَهُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ مِثْلَ  
مَنْبُجِهِ فِي الْأَوَّلَى فَوَلَّكَ قَسَمُ  
يَا بُنَيَّ وَكَانَ يَتَنَبَّأُ اللَّهُ صَلَاتِي إِلَهُ  
مَلِكِهِ وَسَلَّمْتُ إِذَا صَلَّيْتُ صَلَاةً  
أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا  
غَلَبَهُ قَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ  
مَثَلِي مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً  
وَلَا أَعْلَمُ بِرُكْعَتِي إِلَهُ صَلَاتِي إِلَهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ  
وَصَلَّيْتُ لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا حَافَظَ  
شَعْرًا كَامِلًا غَيْرَ وَمَنْهَاكَ

عمر رسیدہ اندک و بزرگ ہو گئے تو سات رکعتیں پڑھنے  
لگے اور دو رکعتوں میں پہلی رکعتوں کا سا عمل کرتے آئے  
بچے یہ نو ہوتے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب  
کوئی نماز پڑھتے تو اس پر بیٹھنے کو پسند فرماتے  
اور جب آپ کو نیند یا تکلیف رات کو اٹھنے سے مانع ہوتی  
تو دن میں بارہ رکعتیں پڑھ دیتے۔ اور مجھے خبر نہیں  
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا قرآن  
ایک رات میں پڑھا ہوا اور نہ یہ کہ ساری  
رات صبح تک نماز پڑھی ہو اور نہ یہ کہ رمضان  
کے سوا کسی مہینے کے پورے روزے  
رکھے ہوں۔

(مسلم)

(حدیث مسلسل)

امام حضرت سعد بن ابی وقاص اور عیسیٰ بن ابی جعفر ثقیف میں۔ امام حسن بصری ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی احادیث اہل بصرہ  
کے پاس ہیں۔ اصحاب میں شہرت یافتہ ہیں۔ آپ بغداد میں کثرت تشریف لائے۔ جہاد کیا اور کربلا میں جہاد شہادت نوش فرمایا۔  
آپ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے چچا کے بیٹے ہیں۔  
آپ نے کربلا میں کربلا کی خدمت کے بارے میں لکھا کہ میں لکھا کہ میں۔

آپ نے کربلا میں کربلا کی خدمت کے بارے میں لکھا کہ میں لکھا کہ میں۔  
آپ نے کربلا میں کربلا کی خدمت کے بارے میں لکھا کہ میں لکھا کہ میں۔  
آپ نے کربلا میں کربلا کی خدمت کے بارے میں لکھا کہ میں لکھا کہ میں۔

یہ بھی آپ نے شہد پڑھتے اور شہد میں ذکر و حمد و دعا کرتے۔

یہ بھی حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کا بعد سطر طریقہ ہے اور اس میں یہ متعین ہے کہ لفظ لا مجلس ظاہر پر محمول ہے۔  
اس لفظ میں سے سلام مراد نہیں ہے۔ ورنہ اشتباہ کی بنا پر لازم آئے گا کہ آٹھویں رکعت پر آپ سلام پھرتے تھے۔ حالانکہ

اس بات کی تصریح موجود ہے کہ ان میں بیٹھتے مگر سلام نہ پھیرتے تھے۔

۷۵ یعنی آپ کے جسم آندریں کا گوشہ بڑھ گیا اور تن دار اور ضعیف ہو گئے۔ یعنی آخر عمر فریفت میں شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ نے کہا کہ آپ کی یہ حالت رحلت سے ایک سال پہلے ہو گئی۔

۷۶ اس محبت کی بنا پر جو آپ کو نماز سے تھی اور یہ دستور اس کے ساتھ کوئی منافات نہیں رکھتا کہ آپ کا نفل پڑھنا وقتاً فوقتاً ہوتا تھا اور آپ اپنے اوپر نفل کو لازم و ضروری نہ گردانتے تھے تاکہ امت پر فرض نہ ہو جائے۔

۷۷ اور دن میں وہ تفعیل نہ ہوتی تھی کہ کبھی تیرہ رکعت پڑھتے کبھی گیارہ یا نو یا سات رکعت۔

۷۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نفی کی نسبت اپنے علم کی طرف احتیاط کی۔ اور فرمایا میں نہیں جانتی کہ شاید آپ حضرت عائشہ کی باری کے علاوہ یا بعض اوقات سفردہ میں کرتے ہوں۔ واللہ اعلم۔

تبصرہ۔ واضح ہو کہ وتر کے بعد دو رکعت پڑھنا بہت سی احادیث میں آیا ہے۔ لیکن ایک دوسری حدیث اجعلوا آخر صلوٰۃ باللیل دتر (رات میں اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ) بظاہر اس کے معارض اور مخالف نہیں یہ چیز بعد سے علماء کے لیے مشکل ہو گئی ہے۔ اس لیے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ وتر کے بعد دو رکعت پڑھنے کے حکم کو اس کا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے امام احمد رحمۃ اللہ نے کہا میں یہ دو رکعت خود نہیں پڑھتا مگر کسی کو منع بھی نہیں کرتا۔ اور جہیز طہار بعد وتر دو رکعت پڑھنے کے قائل ہیں کیونکہ ان دو رکعت کا ذکر احادیث صحیحہ میں آچکا ہے اور کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح وتر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے تاکہ لوگ جان لیں کہ وتر کے بعد نفل پڑھنے جائز ہیں۔ لہذا حدیث اجعلوا آخر صلوٰۃ باللیل استحباب پر محمول ہوگی نہ کہ وجوب پر۔

پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ وتر کے بعد دو رکعت پڑھنا اول رات میں تھا یا آخر رات میں۔ اس بارے میں حضرت ابوالامامہ کی حدیث مطلق ہے۔ اس میں صرف اس قدر کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔ لیکن کہا کہ اول شب میں یا آخر شب میں حضرت ثربان رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ دو رکعت پہلی رات میں پڑھتے تھے جب کہ وتر اول رات میں پڑھتے۔ یہ دونوں حدیثیں بلب کے آخر میں آئیں گی اور ظاہر ہے کہ یہ دو رکعت پہلی رات میں پڑھتے تھے۔ اور کرتی ہیں کہ ایسا قیام لیل میں ہوتا تھا اور یہی صحیح ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ دو رکعت وتر کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اور وتر کے لیے سنت جاوید کی طرح ہیں۔ خصوصاً اس شخص کے قول کے مطابق جو اس کے بعد پڑھتا تھا۔ اور کہنے کے ساتھ کہ وتر کہ وہ نماز مغرب ہے۔ اس کے متصل بعد دو رکعت سنت مکررہ پڑھی جاتی ہیں۔ اور اس کے بعد کہنے کے ساتھ کہ یہ دو رکعت ملا تا ضروری ہوگا۔

اس کے بعد یہ بھی واضح ہو کہ اول رات میں وتر نماز کو حضرت (دو رکعتیں) بنانے کی نیت جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں کہ بیٹھ کر دو رکعت نفل پڑھنے کو ایک رکعت کی طرح قرار دیتے ہیں تو ان بعض کا یہ خیال کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اور

ایسا کرنا بلا ضرورت وتر نماز کو ناقص ابدال کرنے کے مترادف ہے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بعد الوتر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر وتر اول شب میں پڑھیے جائیں پھر قیام لیل کی تفریق بھی نصیب ہو جائے اور نماز تہجد بھی ادا کی جائے تو دوبارہ پڑھنے کی حاجت و ضرورت نہ رہے گی۔ قتادہ پسندیدہ قول یہی ہے۔ شیخ ابن الجہام رحمۃ اللہ نے اس کی تصریح کی ہے اور بلا شک شبہ روایات میں اچھا ہے کہ لا دوران فی لیلۃ واحدۃ ایک رات میں دوبارہ وتر نہیں پڑھے جاسکتے۔ اس میں غلطی نہ

۸۸۹۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوا آخِرَ  
صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرَا  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ  
نے فرمایا کہ رات کی آخری نماز وتروں کو بناؤ لیلۃ  
(مسلم)

اے اس کی شرح گذشتہ حدیث کے بیان میں گزر چکی ہے۔ محدثین نے کہا ہے کہ امام بخاری نے بھی باب الوتر میں  
اسے روایت کیا ہے۔

۸۹۰۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوا الْقُبَّةَ بِأَلْوَتَرِ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ بیشک  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر پڑھ کر صبح پانے  
میں بلدی کر دو۔ (مسلم)

اے یعنی طلوع سے پہلے وتر پڑھ کر صبح کی حدیث میں ہے صبح ہونے سے پہلے وتر ادا کرو۔ ایک دوسری  
حدیث میں آیا ہے جب فجر طلوع ہو گئی تو رات کی نماز جاتی رہی۔ لہذا وتر فجر ہونے سے پہلے پڑھو۔ ایک اور روایت  
میں آیا ہے کہ نماز فجر کے بعد وتر نہیں۔ اس سے وتر کی ادا مراد ہوگی ورنہ صبح کے وقت وتر نماز کی قضا جائز ہے۔ جیسا کہ  
فصل ثانی میں دیدہ بن اسم کی حدیث میں آ رہا ہے کہ قضا ہر وقت جائز ہے۔ ترتیب کی رعایت کے ساتھ۔

۸۹۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَابَ  
أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُؤْتِرْ  
أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمَعَهُ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ  
فَلْيُؤْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ  
اللَّيْلِ مَشْهُورَةٌ وَذَلِكَ أَفْضَلُ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اندیشہ ہو کہ  
آخر شب میں نہ اٹھے گا تو وہ اول شب میں ہی وتر پڑھ  
ے اور جسے آخر شب میں بیدار ہونے کی امید ہو وہ  
آخر شب میں وتر پڑھے کیونکہ آخر شب کی نماز کی  
فضیلت و شان کی گواہی دی گئی ہے۔  
(مسلم)



۱۹۔ اودھ آخر شب میں اٹھنے پر آمادہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وتر آخر شب میں پڑھے۔  
 ۲۰۔ اور اس نماز کے وقت مانگ کر رحمت حاضر و مجرد ہو جسے کسی اور ایک دعائیت میں اس طرح کیا ہے مشرودہ مصرعہ  
 و ذالک افضل یعنی اس وقت کی نماز کی فضیلت دشان کی گواہی آچکی ہے۔ اور اس وقت مانگ کر رحمت مجرد ہوتے ہیں۔ اور یہ افضل  
 عمل ہے اور آخر شب میں وتر پڑھنا اول شب میں پڑھنے کی نسبت زیادہ فضیلت والا عمل ہے اس وجہ سے کہ اس وقت کی  
 فضیلت کی گواہی آچکی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی مارنے کے باعث کسی خاص شخص کے لیے اول شب میں وتر پڑھنا  
 ادلی اور زیادہ احتیاط کی بات اور اس کے حال کے زیادہ لائق ہو۔ ابو داؤد کی حدیث میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے  
 مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو کس وقت وتر پڑھتا ہے عرض کیا  
 اول شب میں۔ آپ نے حضرت عمر سے فرمایا تو کس وقت وتر پڑھتا ہے۔ عرض کیا آخر شب میں۔ آپ نے حضرت ابوبکر کے  
 بارے میں فرمایا اس نے احتیاط کو اختیار کیا ہے اور حضرت عمر کے بارے میں فرمایا اسی نے وقت و طاقت والا عمل اختیار  
 کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو تراویح شب میں پڑھ کر سو جانا کر۔ اس کی وجہ  
 یہ تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اول شب میں احادیث سنتے اور انہیں یاد کیا کرتے تھے  
 (تو اندیشہ ہوتا تھا کہ آخر شب میں بیدار نہ ہو سکیں)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت کے بعد بھی وتر پڑھے  
 ہیں۔ اول شب میں اسی کے بعد یہاں میں اور آخر شب  
 کیا بھی پھر آخر شب میں کیا کہ نہ ہوگا کہ وقت  
 وتر پڑھتے تھے۔

۱۹۲ وَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنْ كُنَّ  
 اللَّيْلِ أَوْ تَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ  
 وَأَوَسَطِهِ وَآخِرِهِ وَأَنْتَهَى وَتَوَكَّلَ  
 إِلَى السَّحَرِ -  
 (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۹۳ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي  
 خَلِيلِي بِثَلَاثٍ صِيَامٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ  
 كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيْنِ الضُّحَى وَآتِ  
 أَوْ تَرَقَّبْ أَنْ آتَاكَ  
 (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۹۔ یعنی آخر میں یہ چیز ہے ہوگئی کہ سحری کے وقت اور آخر شب میں آپ وتر پڑھتے تھے۔  
 حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے  
 میں سب کے لیے یہ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ  
 کاموں کی وصیت فرمائی کہ ہر ماہ میں تین روزے رکھنا کہ  
 نماز چاشت کا دو رکعتیں پڑھنے کی۔ اور اس بات کی کہ  
 کرنے سے پہلے وتر پڑھ کر یا کر دو رکعتیں  
 (بخاری و مسلم)

۱۱ یعنی میرے جانی دوست نے جس کی محبت میرے دل میں گھر کر چکی ہے  
 ۱۲ وہ تین دن جو دن بھی ہوں۔ اکثر روایات میں ہر ماہ کے درمیانی تین دن آئے ہیں جنہیں ایام طہین کہتے ہیں۔ مہیا کہ  
 کنر، انصوح میں آ رہا ہے۔

۱۳ یعنی آفتاب طلوع ہو کر بلند ہو جانے کے بعد اور باب صلوۃ النضحیٰ میں آ رہا ہے کہ دو رکعتیں نماز چاشت کی  
 کم غنا ہے۔ اس کی زیادہ مقدار بارہ رکعت تک ہے۔ صرف دو رکعت گویا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ  
 منحصر ہیں۔

۱۴ عمار نے کہا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اول شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث  
 یاد کرنے اور جو کچھ انہوں نے دوسرے صحابہ کرام سے سنا ہوتا تھا اسے ذہن نشین کرنے میں مصروف تھے۔ اس کام میں لات کا  
 کافی حصہ گزر جاتا تھا۔ اس وجہ سے آپ کے لیے آخر شب میں اٹھنا مشکل ہوتا تھا اور حضرت ابو ہریرہ کو صرف دو رکعت  
 پڑھنے کا حکم بھی اسی وجہ سے دیا گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری عبادت کی نسبت علم دینی میں مشغول رہنا زیادہ  
 فضیلت والا کام ہے۔

مجھے اپنے بعض اساتذہ کی یہ حکایت یاد ہے کہ انہوں نے فرمایا فقہ کی روایات میں آیا ہے کہ دینی طالب علم کے لیے  
 درغلام کے بعد دو رکعت اول شب میں ہی پڑھ لینا مستحب ہے۔ طالب علم کے لیے اس حکم کی تفصیص کی وجہ اس وقت  
 فجر پر ظاہر نہ ہو سکی۔ اب جب کہ اس حدیث پاک کا علم ہوا تو وجہ ظاہر ہو گئی کہ طالب علم اول شب میں تھکا رہا ہو اور اس  
 کے حلق میں معصوف رہتا ہے۔ جیسے حضرت ابو ہریرہ کا حال تھا۔ اور یہ دو رکعتیں نماز شب کے قائم مقام ہو جائیں گی  
 مہیا کہ فضل ثبات کے آخر میں آ رہا ہے۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

حضرت فضیل بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت  
 ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
 کہا کیا آپ نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 غسل جنابت اول صلات میں کرتے تھے یا آخر صلات میں  
 حضرت عائشہ نے کہا بہت دفعہ آپ اول شب میں غسل  
 کر لیتے تھے اور بہت دفعہ آخر شب میں۔ میں نے کہا  
 اللہ اکبر تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے کاروبار

۱۱۴۴ عَنْ فَضِيلِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ  
 قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَسَیْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَلُّ فِي  
 الْجَنَابَةِ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ أَمْ فِي آخِرِهِ  
 قَالَتْ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ  
 وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فِي آخِرِهِ قُلْتُ اللَّهُ  
 أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي

الْأَمْرُ سَعَةً قُلْتُ كَانَ يُؤْتَرُ أَوَّلَ  
اللَّيْلِ أَمْ فِي آخِرِهِ قَالَتْ رُبَّمَا أُوتِرَ  
فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَ رُبَّمَا أُوتِرَ فِي آخِرِهِ  
قُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي  
جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً قُلْتُ كَانَ  
يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَخْفِئُ قَالَتْ  
رُبَّمَا جَهَرَ بِهِ وَ رُبَّمَا خَفَتْ قُلْتُ  
اللَّهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي  
جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ رَوَى ابْنُ مَاجَةَ  
الْفَصْلُ الْآخِرُ

میں کشادگی اور فراخی رکھی ہے میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم اول شب میں وتر پڑھتے تھے یا آخر شب میں فرمایا  
بہت دفعہ آپ اول شب میں وتر پڑھتے اور بہت دفعہ  
آخر شب میں میں نے کہا اللہ اکبر تمام تعریفیں اس اللہ کے  
یہے ہیں جس نے دین میں کشادگی اور آسانی رکھی ہے میں  
نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتداً نماز سے قراءت کرتے  
تھے یا آخرتہ فرمایا بہت دفعہ آپ قراءت میں جہر کرتے  
تھے اور بہت دفعہ مخفی پڑھتے تھے میں نے کہا اللہ اکبر  
تمام تعریفیں اسی اللہ جل شانہ کی یہ ہیں جس نے دین  
کے معاملے میں کشادگی اور آسانی ملحوظ رکھی ہے اسے  
ابوداؤد نے روایت کیا اور ابن ماجہ نے صرف فصل  
آخر کی روایت کیا۔

۱۔ غنیف بنین کی پیش منادی زبر آخر میں فا حضرت غنیف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک پایا مگر ان کے صحابی  
ہونے میں اختلاف اور انہوں نے خود کہا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ قدس میں تھا اور میں نے آپ کے  
دست پر بیعت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ یہ حضرت عمر حضرت ابوذر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
احادیث روایت کرتے ہیں۔

۲۔ یعنی جماع کے بعد متصل غسل کریتے یا آخر شب میں کہ جماع کرنے کے بعد سو جاتے اور جب نماز تہجد کے لیے  
اٹھتے غسل کرتے۔

۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس سے بلند و برتر ہے کہ اپنے بندوں پر اپنی بندگی کا بھاری بوجھ رکھے  
۴۔ یعنی نماز شب کی قراءت۔ یا مطلق تلاوت میں۔

۵۔ خُفَّتْ یخفئ یعنی آرام سے آواز نکالنا اور یاد رکھو پوشیدہ طور پر بیان کرنا۔

۶۔ اس حدیث میں اس امر پر تنبیہ فرمائی کہ احکام و تکالیف شریعہ میں آسانی و کشادگی عظیم نعمت الہدیہ و رحمت ہے  
بندوں پر جس کے لیے خدا تعالیٰ کا شکر بجالانا واجب و ضروری ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اختلاف  
امتی رحمتہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ یعنی مسائل میں اختلاف و مسائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کے  
تعدد و تنوع سے پیدا ہوا ہے۔ انہیں میں امت پر شفقت اور ان کے کام میں وسعت و کشادگی پیکارنا مقصود ہے ہر اس طرح

مجتہدین کا استنباط احکام میں اختلاف ہے یہ سب غیر ہی غیر اور دین میں کمال اور انسانے کا موجب ہے اور مزید الحار کا سبب اور  
بوجہوں و مشقتوں کے ہلکا کرنے کا ذریعہ ہے۔

کہ یعنی اس حدیث کو مکمل طور پر تو ابو داؤد نے روایت کیا اور ابن ماجہ نے فصل اخیر یعنی اس حصے کو روایت کیا جو  
قرأت سے متعلق ہے۔

حضرت عبداللہ بن البرقیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعتیں وتر پڑھتے  
تھے۔ فرمایا چار اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور  
چھ اور تین بھی وتر پڑھتے تھے۔ اور آٹھ اور تین  
رکعت بھی۔ اور دس اور تین رکعت بھی۔ اور سات  
سے کم اور تیرہ رکعت سے زیادہ وتر نہ پڑھتے  
تھے۔

۱۱۹۵ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَبِيْسٍ  
قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُوتِرُ قَالَتْ كَانَ يُوتِرُ بِأَدْبَعِ وَ ثَلَاثٍ  
وَسِتٍّ وَ ثَلَاثٍ وَ ثَمَانٍ وَ ثَلَاثٍ  
وَ عَشَرَ وَ ثَلَاثٍ وَ لَمْ يَكُنْ يُيَوِّزُ  
بِأَنْقَعٍ مِنْ سَبْعٍ وَ لَا بِأَكْثَرٍ مِنْ  
ثَلَاثِ عَشْرَةٍ .

(ابو داؤد)

(رواہ ابو داؤد)

۱۱۹۶ یہ حضرت البرقی رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔ آپ کے نام پر پاپ کی کنیت غالب آگئی۔

حضرت ابوالایب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر نماز ہر مسلمان  
پر ثابت و لازم ہے تو جو شخص چاہے کہ وتر پانچ  
رکعت پڑھے تو ایسا کرے اور جو پسند کرے کہ وتر  
تین رکعت پڑھے تو وہ ایسا کرے۔ اور جو پسند  
کرے کہ وتر ایک رکعت پڑھے وہ ایک رکعت  
پڑھے۔

۱۱۹۶ وَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُتْرُ  
حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَحَبَّ  
أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ وَ مَنْ  
أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ وَ مَنْ  
أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ .  
رواہ ابو داؤد و الترمذی و

(ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

(ابن ماجہ)

۱۱۹۷ اس کی طرف سفیان ثوری اور بعض دوسرے آئمہ گئے ہیں۔

۱۱۹۸ یہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے۔

۱۱۹۹ یہ حضرت امام شافعی اور بعض دوسرے آئمہ کا مذہب ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شک اللہ تعالیٰ  
 وتر ہے وتر کو پسند کرتا ہے تو اسے اہل قرآن وتر  
 نماز ادا کر لیں

(ترمذی، ابوداؤد)

(نوائی)

لے یعنی اپنی رات کی نماز کو وتر بناؤ۔ ایک رکعت ملا کر تین رکعت ملا کر یا اہل القرآن یعنی اسے وہ لوگو جو قرآن پاک  
 پر ایمان لائے ہو۔ اور اس کی تصدیق کی ہے اور اس کے حفظ و تلاوت سے دلچسپی رکھتے ہو۔ اپنی رات کی نماز وتر رکھوں کی  
 تعداد میں پڑھو۔

در اصل اس ارشاد میں قیام لیل اور تلاوت قرآن پاک کی پابندی کرنے کی تنبیہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے  
 حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنے قل مبارک میں فرمایا۔ وَذَرِكْنِي الْقُرْآنَ قَوْلِيْلًا۔ قرآن کو ترک نہ کرنا۔ پڑھو۔  
 واضح ہو کہ وتر عباد کی زیر اور فربہ سے عدد و نزو کر سکتے ہیں۔ اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر بائیں معنی کیا جاتا ہے کہ  
 اس کی ذات فرد و یگانہ ہے تقسیم کو قبول نہیں کرتی۔ اور وہ اپنی صفات میں بے مثل و بے مثال ہے۔ اور اپنے افعال میں شریک  
 و مددگار سے بے نیاز و پاک ہے اس طرح اللہ کی ذات میں و توحید و فردانیت کے معنی میں ہے اور اس مناسبت سے وہ  
 وتر عدد کو پسند کرتا ہے۔ اور وتر فعل پر اجرو ثواب عطا کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حد و وتر کا اہتمام فرماتے تھے۔ شرع  
 خریف میں اس کی بہت خائیں ہیں۔ جیسا کہ اس کی جستجو کرنے والے سے پر آشوب نہیں۔

حضرت عاتقہ بن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار سے پاس  
 تشریف لائے اور فرمایا ہے شک اللہ نے جب نماز  
 سے تمہاری دو روزائی ہے جو تمہارے یہ سرخ اڑھنی  
 سے بتر ہے یعنی دو روزا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے  
 تمہارے یہ نماز اور طہارے فجر کے درمیان  
 رکھا ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد)

۱۱۹۸  
 وَ عَنْ خَارِجَةَ بِنِ حَذَافَةَ  
 قَالَتْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَالَ إِنْ  
 أَمَدَّكُمْ بِصَلَوَاتِي هِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ  
 حُسْرِ النَّعِيمِ الْوَتَرِ فَحَمَلَهُ اللَّهُ لَكُمْ  
 فِيمَا بَيْنَ صَلَوةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ  
 يَطْلُعَ الْفَجْرُ

درواۃ الترمذی و ابوداؤد

لے خاتے معجز اور مجیم۔ یہ حضرت صہابی قرشی اور قبیلہ بنی عدی سے ہیں۔ قریش کے سرداروں میں شمار ہوتے ہیں۔

انہیں ہزار ساروں کے برابر قرار دیا جاتا تھا ایک دفعہ حضرت عمرو بن عامر رضی اللہ عنہ نے اسیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین ہزار ساروں کی لگ طلب کی تو حضرت عمر بن ابی بکر حضرت فاروق بن خذافہ کو حضرت زبیر بن عوام کو اور حضرت مقداد بن اسود کو

۵۲ یعنی اس نے نماز پنجگانہ پر ایک نماز زیادہ کی ہے۔ امداد کا معنی ہے ایک کو دوسرے کے پیچھے رواد کرنا اس کی تقویت اور تائید کے لیے۔ ایک روایت میں لفظ زاد کم آیا ہے۔ یعنی اس نے ایک نماز زیادہ ہے۔ بعض میں ام کم کا لفظ آیا ہے۔ یعنی اللہ نے پنجگانہ کے علاوہ ایک اور نماز کا حکم بھی دیا ہے۔

۵۳ یعنی یہ نماز تمہارے سرخ چار پالوں سے بہتر ہے۔ اس سے سرخ رنگ کے اونٹ مراد ہیں جو عربوں کے نزدیک نہایت عزیز اور نفیس مال شمار ہوتا ہے یعنی یہ نماز دنیا کے سامان و ذرینت سے بہتر ہے یا یہ کہ وہ تمہارے نزدیک محبوب تر ہے۔ حجر ماکہ پیش رسم ساکن آخر کی جمع اور اگر رسم پر بھی پیش ہو تو حمار کی جمع ہے۔

۵۴ اس حدیث کو در نماز کے واجب ہونے کی دلیل قرار دیا گیا ہے۔

۱۱۹۹ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَامَ عَنْ وَثْرَةٍ فَلْيَصِلْ إِذَا أَصْبَحَ

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی وتر پڑھے بغیر ہی سو گیا اسے چاہیے کہ صبح کے وقت انہیں پڑھے۔ یعنی تعنا کرے۔

(ترمذی، مرسل)

(رواہ الترمذی مؤسلاً)

۱۱۹۹ آپ اکابر تابعین سے ہیں۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ثقہ، عالم، فقیہ اور نہایت عبادت گزار شخصیت تھے آپ کی مجلس میں چالیس سے بھی زیادہ فقہاء حاضر رہتے تھے امام مالک، سفیان ثوری، ابن عیینہ اور ابو یوسف سفیانی نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ حضرت امام زبیر العابدین رضی اللہ عنہ ان کی مجلس میں حاضر ہوتے اور آپ سے حدیث سنتے۔ لوگوں نے کہا اسے رسول اللہ کے بیٹے۔ آپ سب سے بہترین اور فاضل ترین شخصیت ہو کر زید بن اسلم کے پاس جاتے ہیں جو سوال (آزاد کردہ غلاموں) میں سے ہیں۔ فرمایا اسلم حاصل کرنا چاہیے جہاں سے بھی حاصل ہو۔

۱۲۰۰ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جَرِيحٍ قَالَ سَأَلْنَا عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُؤْتَرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَرَفِ

حضرت عبد العزیز بن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ ہم نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کن مرتبوں سے وتر پڑھتے تھے فرمایا پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلى۔ دوسری میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری میں قل هو اللہ احد اور سورۃ نطق و

واناس سے۔

الثَّانِيَةُ يَقُولُ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَ  
الْمُعَوَّذَتَيْنِ -

(ترمذی، البودادو)

اور اناسی نے عبدالرحمن بن ابی بکر سے روایت  
کی اور احمد نے ابی بن کعب سے۔ اور  
دارمی نے ابن عباس سے اور انہوں نے  
سورہ فلق و ناس کا ذکر نہ کیا۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ  
الْإِسَاقِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ  
أَبِي بَكْرٍ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ  
ابْنِ كَعْبٍ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ ابْنِ  
عَبَّاسٍ وَكَوْثَرُ بْنُ الْمُعَوَّذَتَيْنِ  
لَهُ جَوْعٌ بِحَمِ الْأُولَى كَيْشٍ رَاكِبٌ بِرِيَا سَاكِنٌ

سے اَبُو ذِي حِزْرِہ کی زیر باسکن اس کے بعد دار حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر سے روایت کی۔  
یہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کا نام ہے۔  
کی طرف سے خراسان کے حاکم تھے۔

سے یعنی احمد و دارمی نے فلق و ناس کا ذکر نہ کیا۔ بلکہ صرف قل هو الله احد کا ذکر کیا۔ ترمذی نے کہا کہ اکثر  
صحابہ کرام اور بعد والوں کا عمل اسی پر ہے کہ صرف قل هو الله احد پڑھتے ہیں۔ شیخ ابن ابی عامر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہمارے  
اصحاب صنفیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ انتہی۔ اور ہمارے دیلمندوستان میں بعض لوگ جو پہلی رکعت میں انا  
انزلناک پڑھتے ہیں تو کسی روایت اور اخبار و شمار میں اس کا ذکر نہیں کرتے ہیں۔ بعض بھی روایات میں ایسا کیا ہے۔

۱۲۰۱ وَ عَنِ الْجَعْفَرِ بْنِ عَجَلَانَ قَالَ  
عَلَّمَنِي سُؤْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي قُسُوتِ  
الْيَوْمِ وَاللَّيْلِ أَهْدَانَا فِيمَنْ هَدَيْتَ  
وَعَافِيَتِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّيْتِي  
فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارَكْ لِي فِيمَا  
أَعْطَيْتَ وَبِقِي شَرِّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ  
تَقْوِيُنِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا  
يَبْدُلُ مَنْ وَالَيْتَ تَبَادُلًا مَرَاتًا وَ  
تَعَالَيْتَ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو

حضرت جعفر بن عجلان سے روایت ہے قرآن  
میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمات تعلیم  
فرمائی ہیں جن میں توبت و تری و عافیت وہ کلمات  
یہ ہیں کہ اللہ مجھے ان لوگوں کے ساتھ راہ راست  
دکھا جنہیں تو نے راہ راست دکھایا ہے اور مجھے ان لوگوں  
کے ساتھ عافیت عطا فرما جنہیں تو نے عافیت عطا  
کی ہے۔ اور مجھے اپنا دوست بنانا ان لوگوں کے ساتھ جنہیں  
تو نے اپنی دوستی کے ساتھ سرفراز کیا ہے۔ اور جو کچھ  
تو نے عطا کیا ہے اس میں مجھے اپنی عطا کے شر کے سچا  
کہ بے شک حکم میرا ہی چلتا ہے مجھ پر کسی کا حکم نہیں چلتا

دَاوُدَ وَ النَّسَافِي وَ ابْنُ مَاجَةَ وَ  
الذَّائِرِيُّ - واقعہ یہ ہے کہ جسے تو دوست بنائے وہ غرار نہیں ہو سکتا  
اللہ جس سے دشمنی کرے اسے عزت نہیں مل سکتی۔ اسے

ہمارے سب تربیت برکت والا ہے اور بلند شان والا ہے۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور داری۔

۲۴ یعنی دعا کے یہ چند کلمات جو میں قنوت و ترمیں پڑھتا ہوں ان میں احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قنوت  
و ترمیں پڑھنے کی تعلیم دی دوسرا احتمال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس دعا کی تعلیم دی اور حضرت حسن رضی اللہ  
عنه نے ان کلمات کو قنوت و ترمیں پڑھنا بہتر جانا ظاہر عبارت اسی جانب ناظر ہے۔ لیکن علماء دیہ بھی کہتے ہیں کہ بعض روایات  
میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رَاجِعْهُ فِي دُتُوكَ۔ یعنی ان کلمات کو و ترمیں پڑھا کر۔ مگر یہ روایت غریب  
ہے۔ و تراور فجر میں شافعی حضرت رحمہم اللہ تعالیٰ کی قنوت یہی ہے۔ احاث کے نزدیک دعا قنوت یہ ہے اَللّٰهُمَّ  
اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اِلٰى اٰخِرَةِ عَالَمٍ۔ علماء نے کہا ہے کہ افضل یہ ہے کہ دونوں پڑھے۔ باب قنوت میں تفصیل کے ساتھ یہ بحث  
آ رہی ہے۔

۲۵ عافیت سے دنیا و آخرت کی تمام آفات سے سلامتی مراد ہے۔

۲۶ یعنی مجھے اپنا دوست بنا اور میرے جملہ امور کا متولی اور سرپرست بن اور میرے سارے کام اپنے ذمہ لطف و  
کرم پرے لے۔

۲۷ یعنی ہر شر و بدی جو تیری قضایں ہے اور جو تو نے مقدر کر دی ہے۔ مجھے اس سے بچائے۔ بچاؤ کی یہ درخواست  
ظاہری اسباب و کلمات کے اعتبار سے ہے کیونکہ لایزال یعنی آنے والے واقعات و امور میں مٹانا اور باقی رکھنا  
جاری ہے۔

۲۸ علامہ شمشنی نے یہ کلمات اور زیادہ کیے فَلَاكَ الْحَمْدُ عَلَى مَا تَقَدَّرَتْ لَسْتَغْفِرُكَ اَللّٰهُمَّ وَ نَسْتَغْفِرُكَ  
اِيَّاكَ۔ رَبِّ اَخْفِ ذُرِّيَّتِي وَ اَرْحَمْ اَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ۔ جو کچھ تو نے مقرر کیا ہے اس پر تیرے لیے ہی حمد و ثنا  
ہے۔ بہتر سے حضور استغفار کرتے ہیں۔ اسے اللہ اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔ اسے میرے رب مجھے بخشش  
دے مجھ پر رحم کر تو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے اور روایات میں اس دعا کا اختتام درود شریف کے ان کلمات  
سے کیا ہے۔ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز و ترمیں (۱۴)

پہرتے تو کہتے سبحان اللہ الہ دس۔ بادشاہ حقیقی جو

قدوس ہے ہر عیب سے پاک۔ نزہ ہے۔

۱۴۲ وَ عَنْ أَبِي بَنْ كَعْبٍ قَالَ كَانَ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِذَا سَلَّمَ فِي الْوُتْرِ قَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ

الْقُدُّوسِ۔



رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّيَمِيُّ وَزَادَ  
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُطِيلُ وَفِي رِوَايَةٍ  
لِلتَّيَمِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي  
عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ يَقُولُ إِذَا  
سَلَّمَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ  
ثَلَاثًا وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالثَّلَاثَةِ -

ابو داؤد نسائی اسلمائی نے یہ الفاظ زیادہ کیے  
تین بار اور آپ یہ الفاظ کہتے ہوئے اپنی آواز دلا زاد  
بلند کرتے تھے یعنی تیسری بار کہنے میں جیسا کہ دوسری  
روایت میں اسے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نسائی  
کا ایک روایت میں جو عبدالرحمن بن ابی ہریرہ سے وہ اپنے باپ  
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب

در نماز کا سلام پھیرتے تو تین بار سبحان الملک القدوس پڑھتے تیسری بار میں اپنی آواز بلند کرتے یہ  
لے یعنی تیسری بار میں یا تیسری کلمہ میں۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ ذکر بالجہر جائز و مشروع ہے۔ ذکر بالجہر کرنا بلاشبہ  
جائز ہے۔ ہاں جس موقع پر ذکر بالجہر نہیں آیا وہاں آہستہ ذکر کرنا افضل ہے۔

۱۹۳۳  
وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ رَفِئَ آخِرُ  
وَجْهَةِ اللَّحْمِ رَافِيٍّ أَعُوذُ بِرِضَاكَ  
مِنْ سَخَطِكَ وَبِمَعَا فَتِكَ مِنْ  
عَقُوبَتِكَ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْيِئُ  
ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى  
نَفْسِكَ -

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم اپنی درخشاں رخسار کے آخر میں پڑھتے تھے اے اللہ میں  
تیری رضا کے ساتھ تیرے غصے سے پناہ لیتا ہوں اور  
تیری سزا کے ساتھ تیرے عذاب سے اور میں تیری عاقبت  
کے کھانے کو تجھ سے پناہ لیتا ہوں۔ میں تیری تعریف  
تو کا شکر نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسی تو  
نے اپنی ثنا غری فرمائی۔

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ التَّيَمِيُّ وَ  
الْيَسَافِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ -

(ابو داؤد - ترمذی - نسائی)

(ابن ماجہ)

لے یعنی کہنا سے سیدھے کھڑے ہوئے کیلئے بعض نے کہا سلام پھیرنے کے بعد براہ راست یعنی نے تشریف  
سلام سے پہلے اور بعض نے کہا سجدہ میں نہ پڑھتے تھے۔  
لے اس کا ترجمہ باب السجود میں وضاحت کے ساتھ گزر چکا ہے۔

## تیسری فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت  
ابن عباس کو کہا گیا کیا آپ کو امیر المؤمنین حضرت معاویہ

## الفصل الثالث

۳۴  
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قِيلَ لَهُ هَلْ  
لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَاوِيَةَ

مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِعَاجِدَةٍ قَالَ أَصَابَ  
إِنَّهُ فَقِيهٌُ .

وَرَفِي رَوَايَةٍ قَالَ ابْنُ أَجْب  
مَلِيكَةَ أَوْتَرَ مَعْلُومِيَّةَ بَعْدَ الْعِشَاءِ  
بِرُكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلَى لِابْنِ عَبَّاسٍ  
فَاتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ  
دَعَهُ فَإِنَّهُ قَدْ صَوَّبَ الشَّيْءَ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .  
(نَوَاةُ الْبُعَاثِ)

رضی اللہ عنہ سے محبت یا انکی طرف میلان ہے وہ تو وتر نہ  
پڑھتے تھے مگر ایک رکعت تھے۔ حضرت ابن عباس نے کہا معاویہ  
نے ٹھیک کیلئے بیٹک معاویہ فقیر ہیں اور ایک سداوت  
میں اس طرح آیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے کہا کہ حضرت معاویہ نے  
خاک کے بعد ایک رکعت وتر پڑھے جبکہ ان کے پاس حضرت  
ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام موجود تھے وہ غلام  
حضرت ابن عباس کے پاس آئے اور انہیں اس بات کی خبر  
دئی۔ تو حضرت ابن عباس نے کہا معاویہ کو پتہ چڑھے بیشک  
اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا شرف حاصل ہے۔

(نماری)

۱۔ باوجودیکہ ان سے ایک نا شروع و ناجائز فعل صادر ہوا ہے (وتر ایک رکعت پڑھنا)  
۲۔ ظاہر یہ ہے کہ قائل نہ جانتا تھا کہ ایک رکعت وتر پڑھنا جائز ہے۔

۳۔ اور خیریت کے عالم ہیں۔

۴۔ ٹھیکہ میم کی پیش۔ لام پر دربر۔ یا ساکن۔ آپ تابعی ہیں ثقہ ہیں۔

۵۔ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وتر ایک رکعت پڑھے ہیں۔

۶۔ ان کی غلطی نہ نکال اور ان پر اعتراض نہ کر کیونکہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل ہے۔

۷۔ مخرج ہو کہ یہ ایک رکعت یا تو مستقل تھی اس سے پہلی دو رکعتوں کو ان کے ساتھ نہ ملایا گیا۔ اگر یہ صورت ہو تو بیشک

یہ چیز محل اعتراض ہے اور اسے غائی قیلا کہتے ہیں۔ (تیسرا جے برکٹ) اور یہ موقوف ہے۔ باتفاق علماء یا پہلی دو رکعتوں کو  
اس کے ساتھ ملا کر جیسا کہ عامہ آثار اس کے قائل ہیں ظاہر احتمال ثانی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حضرت  
معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بنا پر مذمت کہنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل ہے۔  
کیونکہ سنت کے مطابق یہی ہے کہ وتر کی ایک رکعت کے ساتھ پہلی دو رکعتوں کو شامل کیا جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پہلی  
صورت ہو کہ وتر صرف ایک رکعت ہو۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا انہیں ان کی نقاہت کی بنا پر درست  
کہنا ظاہر کرتا ہے یعنی ممکن ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فریاد کے وتر ایک رکعت ہیں اس بنا پر ہو کہ انہوں نے  
اسے دلائل سنت سے اعتبار کیا ہو حضرت ابن عباس امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے ان سے  
علم حاصل کیا تھا آپ کے باوجود آپ نے حضرت معاویہ کے موقف کی رعایت کی۔ اور آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

حضرت امیر معاویہ کے ساتھ جھگڑے اور نزاع کے وقت حضرت علی سے بڑی ملامت کرتے تھے اور عرض کیا کرتے تھے آپ جلدی نہ کریں، اگر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی وعدہ یا اشارہ پاتے ہیں تو میرے کام میں اور معاویہ ورنہ معاویہ سے جھگڑے اور نزاع کی کیا ضرورت ہے۔ یہاں تک کہ لوگوں کو خبر دی گئی ہے کہ ہمارے بعد آپ میں اختلاف واقع ہو گا۔ ہم اس وعدہ کی انتظار میں اس وقت کو دیکھ رہے ہیں۔ واللہ اعلم۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے زمانہ میں لوگوں میں تین رکعت وتر پڑھنا متعارف اور مشہور تھا۔

۱۲۰۵ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا .

حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

(ابوداؤد)

۱۲۰۶ اے یعنی وہ ہمارے تابع نہیں نہ ہمارے طریقہ پر ہے۔

۱۲۰۷ آپ نے تین بار کریمہ الفاظ ارشاد فرمائے، اس وحید اور طاری کے ساتھ اللہ یہ نماز وتر کے واجب ہونے کی دلیل ہے۔

۱۲۰۸ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

۱۲۰۸ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنِ الْوُتْرِ أَوْ نَسِيَ قَلْبُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهُ أَوْ إِذَا اسْتَيْقَظَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ .

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نہ پڑھے

نہیر ہو گیا یا نہیں بھول گیا تو جب یاد آئے یا بیدار

ہو تو پڑھ جائے۔

(ترمذی، ابوداؤد)

(ابن ماجہ)

۱۲۰۹ اے یہ حدیث بھی اپنے ظاہری معنوں کے اعتبار سے وجوب وتر پر دلالت کرتی ہے۔ اگرچہ عدم وجوب کا احتمال بھی اس میں ہے اور اتنا اندازہ ہی ثریب وجوب (جو فرض کے مقابل ہے) کے لیے کافی ہے۔

۱۲۱۰ حضرت مالک سے روایت ہے انھیں یہ بات پہنچی

۱۲۱۰ وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْوُتْرِ أَوْاجِبٌ

کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر سے دریافت کیا کہ

هُوَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ  
أَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ  
يُرْقِدُ عَلَيْهِ وَعَبْدُ اللَّهِ يَسْئَلُ  
أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَ أَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ -

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے میں اور مسلمانوں  
نے بھی وتر پڑھے میں۔ وہ آدمی اپنا ہر مال دھڑا مارا  
اور حضرت ابن عمر ہر بار فرماتے تھے۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے۔ مسلمانوں  
نے وتر پڑھے۔

دَوَاءُ فِي التَّوَكُّلِ

(موطا امام مالک)

اس حدیث کا ظاہر وتر کے وجوب یا عدم وجوب میں تردد و شک ثابت کرتا ہے۔ یعنی اس بارے میں جو کچھ یا یہ ثبوت  
کو پہنچا ہے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھنے کا فعل کیا ہے اور آپ کا فعل وجوب اور نہایت دونوں کا احتمال  
رکھتا ہے۔ اس حدیث میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں وتر کے فرض ٹپنی ہونے کی طرف اشارہ ہو۔ کیونکہ اس کی دلیل قطعی  
نہیں۔ اور یہاں وجوب کا یہی معنی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۳۰۸  
وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ ثَلَاثَ  
يَقْرَأُ فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ سُورَةَ الْقَمَرِ  
يَقْرَأُ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ ثَلَاثَ سُورٍ  
آخِرُهُنَّ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ -

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔ اس میں  
مفصل سورقوں میں سے نو سورتیں پڑھتے تھے۔ ہر  
رکعت میں تین سورتیں پڑھتے تھے۔ ان میں سے  
آخری سورت قل ہو اللہ احد ہوتی تھی۔

دَوَاءُ التَّوَكُّلِ ۲

(ترمذی)

اس حدیث میں اس محل کی تفسیر اس طرح آئی ہے کہ آپ پہلی رکعت میں القدر المہاکم اور ذلالت۔ دوسری  
میں العصر النصر اور کوثر اور تیسری رکعت میں الکافرون۔ ثبوت اور غلام پڑھتے تھے۔

۱۳۰۹  
وَعَنْ كَافِعٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ  
عُمَرَ بِمَكَّةَ وَالسَّائِدُ مُعْتَمِرٌ  
فَنَحْنُ الْعُشْبَةُ كَأَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ  
ثُمَّ انْكَشَفَ فَرَأَى أَنَّ عَلَيْهِ ثَلَاثَ  
بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ مُعْتَمِرِينَ  
فَلَمَّا خَشِيَ الْعُشْبَةَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔  
میں حضرت ابن عمر کے ساتھ مکہ میں تھا۔ اور آسمان پر  
بادل چھائے ہوئے تھے آپکو صبح ہو جانے کا اندیشہ  
لاحق ہوا تھا آپ نے دو ایک رکعت پڑھے پھر بادل  
چھٹ گئے تو آپ نے دیکھا کہ ابھی رات موجود ہے۔  
تو آپ نے ایک رکعت کے ساتھ دو رکعتیں اور طاعتیں

(رَوَاہُ مَالِکُ)

اس کے بعد آپ نے دھندھاکت اور پڑھیں۔ پھر  
جب آپ کو رکوع کا اندیشہ لاحق ہوا تو آپ نے ایک  
رکعت وتر پڑھے۔ (مالک)

ۛ

۱۳۱۰/۲۶ وَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي  
جَالِسًا نِيَقْرَأُ وَ هُوَ جَالِسٌ فَإِذَا  
بَقِيَ مِنْ قِرْآءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ  
ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ وَ قَرَأَ وَ  
هُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ  
يَعْمَلُ فِي الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ  
لَهُ السَّمَاءُ مُغِيَمَةً۔ یہ لفظ متعدد وجہ سے مروی ہوا ہے مُغِيَمَةً میم کی پیش نین ساکن اور میم مخف۔ مُغْنَا  
میم کی پیش نین کی زیر میم مشدود۔ مُغِيَمَةً میم کی پیش نین کی زیر میم یا ساکن  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بے شک  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔  
جب آپ کی قرات سے بعد تمیں یا چالیس آیات  
کے باقی رہ جاتا تو آپ کھڑے ہو جاتے اور قرات  
قیام میں قرات کرتے پھر رکوع کرتے۔ پھر  
سجدہ کرتے۔ پھر آپ دوسری رکعت میں  
بھی اسی کی مثل کرتے۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

۱۳۱۱/۲۶ وَ عَنْ أَوْ سَلَمَةَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ  
الْوُتْرِ رَكْعَتَيْنِ رَوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَ زَادَ  
ابْنُ مَاجَةَ خَفِيفَتَيْنِ وَ هُوَ جَالِسٌ۔  
لہ اگر اس حال کا عکس مروی نہیں ہے کہ آپ کھڑے ہو کر نماز شروع کی ہو۔ اس کے بعد بیٹھ گئے ہوں اور قرات  
کی ہو پھر بیٹھ گئے ہوں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دس اہل یہ صریح بھی جائز ہے۔ اگرچہ کراہت سے خالی نہیں  
اگر بے عذر ایسا کرے گا یا باگمشتہ باب السنن میں عبد اللہ بن شہیق کی حدیث میں گزر چکا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیٹھ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھیں  
کرتے تھے ترمذی اصحاب میں سے یہ لفظ زیادہ یکساں  
ہوئی رکعتیں۔ درحالیکہ آپ بیٹھے ہوتے تھے۔

۱۳۱۲/۲۸ وَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ  
بِعَاجِدَةٍ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يُقْرَأُ  
فِيهِمَا وَ هُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے  
رکعتیں پڑھتے ہیں قرات کرتے دنا تھا ایک آپ بیٹھے  
ہوتے تھے جب آپ کو رکوع کا ارادہ کرتے تو

تَزَكُّهُ كَأَمَّ فَرَكَهُ

کھڑے ہو جاتے اور رکوع کرتے

( رَدَّاهُ ابْنُ مَاجَه )

( ابن ماجہ )

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا یہ بے خوابی و شفت اور گرانی ہے جب تم میں سے کوئی دیر پڑھے تو دو رکعتیں پڑھے پھر اگر اس نے قیام میں بھی کیا تو بہت افضل و اکمل بات ہے۔ اور نیز یہ دو رکعتیں ہی اس کے کافی ہو جائیں گی۔

( دارمی )

۳۱۳ وَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ هَذَا الشَّعْرُ جُهِدَ وَ تَعَلَّ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ دَعَتَيْنِ فَإِنْ قَامَ مِنْ الْيَكِّ وَإِلَّا كَانَتْ لَهُ

( رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ الدَّارِمِيُّ )

۱۔ اگر دو رکعتوں سے یعنی بیدار و بے خوابی۔ جہدیم کی زبردستی اس کی پیش بھی آیا ہے۔  
۲۔ یعنی یہ دو رکعتیں شب بیداری کی جگہ اس کے اسل ثواب کے حصول میں کافی ہو جائیں گی۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو رکعتیں وتر غازی کے بعد پڑھ کر پڑھتے تھے۔ ان دو رکعتوں میں آپ سر و اذان زلالت اور قل یا ایہا الکافرون پڑھتے تھے۔ ( احمد )

۳۱۴ وَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْتَلِمُهَا بَعْدَ الْوُتْرِ وَ هُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فِيهَا إِذَا دُنِزِلَتْ وَ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ

## بَابُ الْقُنُوتِ

### دعائے قنوت کا باب

قنوت طاعت، خاموشی، دعا اور نماز میں قیام کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں اس سے مخصوص دعا مراد ہے یعنی مشائخ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت آئی ہے کہ قنوت اور سجود وغیرہ میں کوئی معین دعا لازم نہیں۔ علماء فرماتے ہیں دعا کی تعیین وقت قلب کو داخل کرنا اور دل کو بے وجہ بنانا ہے۔ مگر اکثر علماء اس پر ہیں کہ دعا کی تعیین اور اس کا وقت مقرر ہونا چاہیے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ زبان پر ایسی چیز جاری ہو جائے جو لوگوں کے ساتھ بات چیت کے مشابہ ہو اور اس سے منہ نہ ہی فاسد ہو جائے مگر یہ تعیین اور وقت مقرر کرنے میں اختلاف وہاں ہے جو عقل سے متعلق ہو۔ شرع شریف میں اس کی تعیین اور وقت کا تقرر دارد نہ ہوا ہو۔ وہاں یہ اختلاف نہیں جہاں شرع شریف اس کی تعیین اور وقت کا تقرر ہو چکی ہو۔

چاہیے۔ تعین کا یہ تفرقہ انتخاب کے طور پر ہر چاہے وجہ کے طور پر کتاب فی طرز خیر میں اس سے اللہ انا نستعینک اور اللہ اهدنا کہ مستثنیٰ قرار دیا اور ضعیفہ کے نزدیک قنوت میں اللہ نستعینک متعین و مقرر ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ اس پر اتفاق رکھتے ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اللہ اهدنا نہین ہدیت الی آخرہ بھی اس کے ساتھ پڑھے علامہ شرنی نے حضرت ابو اللیث سے اللہم اغفر لی تین دفعہ پڑھنے کا ذکر بھی کیا۔ بعض نے کہا ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار بھی پڑھے۔ علامہ نے یہ کہا ہے کہ جو شخص دعائے قنوت نہ جانتا ہو وہ اللہم اغفر لی اور ربنا آتنا پڑھے۔ جیسا کہ شرح ابن الہمام میں مذکور ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اللہم اھدنا اھی آخرہ پر اکتفا کیا جائے۔ یہ حضرت اللہم انا نستعینک کو دعا قرأت میں شمار نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ بخاری و مسلم اور سنن کی مشہور کتابوں میں اس کے بارے میں کوئی روایت نہیں لیکن علمائے حنفیہ نے طبرانی وغیرہ سے طرق صحیحہ کے ساتھ اسے ثابت کیا ہے۔ شیخ ابن ابیہام رحمۃ اللہ علیہ نے ابوداؤد سے نقل کیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مضر پر بددعا کر رہے تھے اس دوران حضرت جبریل آئے اور خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور عرض کیا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو گالی دینے والا اور لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا۔ بلکہ آپ کو رحیم و مہربان بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کو اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے جسے ملعون قرار دینا ہے اسے اس کی ہلاکت و بربادی کا ارادہ کرنا ہے خود کرے گا۔ اس کے بعد جبریل نے آپ کو اللہم انا نستعینک کی تعلیم دی۔ اور شیخ جلال الدین سیوطی نے جو شافعیہ میں سے ہیں کتاب عمل الیوم البیوم میں اختلاف الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا۔ لہذا فی اللہ روایات میں اس دعا کا ذکر اچکا ہے اور علماء امت کے درمیان واقع اختلافات کہ یہ دعا کون سے پہلے پڑھی جائے یا د کون سے کے بعد اور قرأت کا پڑھنا وتر نماز کے ساتھ خاص سے یا نماز فجر وغیرہ میں بھی پڑھی جائے پھر یہ دعا وتر نماز میں ہمیشہ پڑھی جائے یا رمضان کے آخری نصف میں، سب باتیں دلائل کے ساتھ شرع و حق (احکامات) اور شرع سفر السعاده میں مذکور ہیں حنفیہ کا مذہب ان صورتوں میں شق اول پر مبنی ہے۔ اس میں غور کرو۔

الفصل الأول

١٣١٥ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَمَّادَ أَنْ يَدْعُو عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُو لِأَحَدٍ قَمَتَ بَعْدَ التَّكْوِيمِ هَرَمًا قَالَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ .

پہلی فصل

حضرت البرہرہ رضی اللہ عنہ سے رماریت ہے کہ جب کسی کو  
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی پر جہاد کرنے کا  
ارادہ کرتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھے یا رکعتوں کے بعد  
سبح اللہ من حمدہ دینا ملک الحمد کہتے تو کہتے۔ راہی  
دلیلین الرئیس۔ سلمہ بن بشام اور عیاض بن ربیعہ کو

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْوَلِيُّ  
 أَنْتَ الْوَلِيُّ وَسَلَمَةُ بَيْنَ وَشَاوٍ  
 عِيَاشِ بْنِ إِفَى تَرْبِيعَةَ اللَّهُمَّ  
 أَشَدُّ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرٍّ وَاجْهَلَهَا  
 سَيِّئَانِ كَيْسِي يُوسُفُ يَجْعَلُ بِذَلِكَ  
 وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَوَاتِهِ أَللَّهُمَّ  
 الْعَنْ قُلَانًا وَ قُلَانًا لَا حَيَاءَ مِنْ  
 الْعَرَبِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ لَيْسَ لَكَ  
 مِنَ الْأُمْرِ شَيْءٌ إِلَّايَةٌ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(فقہ کلاسیک)

۱۔ یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے نقصان کی دغا کا ارادہ کرتے یا کسی کے نفع کے لیے دغا کا ارادہ کرتے  
 ۲۔ اپنے بعض ان اصحاب کی نجات کے لیے جو کھانا کھا کر کھانسی کے صواب و غلاری میں گرفتار ہوتے تھے، ان کی نجات کے لیے  
 اور بعض قبائل عرب کی ہلاکت اور رحمت الہی سے محرومی کی دغا کیا کرتے۔

۳۔ یعنی خداوند نجات و فلامی مطافراہید بن ولید قرظی مخزومی کو یہ صاحب حضرت خالد بن ولید کے بھائی تھے انہیں  
 عبداللہ بن جحش نے بدر کے دن گرفتار کر لیا تھا۔ اور یہ ولید بھی حالت کفر میں تھے۔ ان کے دو بھائی خالد اور ہشام مدینہ آئے  
 اور ان کے خوش چارہ ہزار درہم فدیہ دیا۔ جب فدیہ ادا کر کے انہیں مکہ منظم لائے تو وہ سلمان ہو گئے۔ لوگوں نے کہا تم فدیہ  
 دینے سے پیسے ہی اسلام کیوں لائے؟ حالانکہ تو مسلمانوں کے درمیان تھا وہاں تجھے مال بھی ملتا اور اسلام  
 بھی حضرت ولید نے کہا مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ لوگ کہیں یہ شخص امیری پر مبر نہیں کر سکا بے مبرمی کی وجہ سے اسلام  
 لایا ہے یہ سن کر ان کے بھائیوں نے انہیں مکہ میں بند کر دیا۔ اسلاف میں دینا شروع کر دیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہنیت  
 میں ظالموں کے ہاتھ سے ان کی نجات اور فلامی کے لیے دغا کیا کرتے تھے۔ حضرت ولید کو ان ظالموں کے ہاتھ سے  
 بھاگ نکلنے کا موقع مل گیا اسد آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مدینہ شریف حاضر ہو گئے۔

۴۔ یعنی تہنیت کی دوسری دعا آپ اس طرح کرتے تھے۔ خداوند اسلمہ بن ہشام بن مغیرہ مخزومی کو نجات مطافراہید صاحب  
 البرہیل کے بھائی ہیں۔ قدیم الاسلام تھے بلند مرتبہ اور فضائل صحابہ میں سے تھے۔ کھانسنے آپ کو مکہ میں بند کر رکھا تھا۔  
 اور انہیں طرح طرح کی صلیبیں دے رہے تھے یہ بھی ان ظالموں کے ہاتھ سے بھاگ نکلے اور مدینہ طیبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی خدمت پاک میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ دوم



میں جام شہادت زرخیز فرمایا۔

۵۳ عیاش یا مشددا شین معجم بن ابی الدیجہ یہ صاحب بھی ابو جہل کے بھائی تھے اپنی ماں سے بھی پہلے اسلام لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ رقم میں جانے سے پہلے ایمان قبول کر چکے تھے پھر انہوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آ گئے۔ چند دن بعد آپ کا بھائی ابو جہل مدینہ آیا اور ان سے کہا تیری ماں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جب تک وہ تجھے نہ دیکھ لے گی سایہ میں نہ بیٹھے گی چنانچہ ماں کی محبت کے باعث ابو جہل کے ساتھ مکہ پہنچے تو ابو جہل نے آپ کو باندھ کر بند کر دیا۔ مگر انہیں بھاگ نکلنے کا موقع مل گیا اور مدینہ آ گئے۔ آپ نے جنگ تبوک میں شہادت پائی یہ اس کی مثال تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت میں ایمان والوں کے لیے دعا فرمائی۔ اور کفار پر بددعا کرنے کے لیے آپ نے اس طرح کہا۔ اللہم اشد دطاہک علی مشرک الی آخر۔

۵۴ یعنی اے اللہ قبیلہ تمغریں نزار پر سختی نازل کر انہیں پامال کر دے اور ان پر ہلاکت مسلط کر۔ مضر ایک قبیلہ کا نام ہے۔

۵۵ یعنی اس پامالی اور ان ایام کو من میں یہ کفار کفر و مناد کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں، اس قحط کا تذکرہ جس طرح تو نے اہل مہریر حضرت یوسف علیہ السلام نے نہانے میں قحط کے حالت سال بنامیے تھے۔ عین سنتہ کی جمع ہے۔ اصل میں سال کے معنی میں آتا ہے۔ پھر اس کا غالب استعمال قحط کے سال پر ہوتا ہے۔ اہل مکہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا اور قہر الہی سے سات سال قحط کے خواب میں گرفتار رہے۔ اس وقت میں یہ کفار من و مرار کھاتے تھے ہم اللہ کے پاس پناہ لیتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے غضب و خفہ سے۔

۵۶ یعنی آپ اس دعا کو قنوت میں بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

۵۷ خداوند ظالمان ظالمین پر لعنت کر اور انہیں اپنی درگاہ رحمت سے محروم کر دے۔ یہ دعا آپ بہت سے عرب قبائل کے لیے کرتے تھے جو کافرانہ حق سے مناد اور منکر تھے۔

۵۸ اور آخر آیت بھی اَدُّوْا بَقُوْبَ عَلَیْہُمْ اَدُّیْعُوْا فَاِذَا نَزَلَ عَذَابُہُمْ فَاُولَئِکَ اُولُوْا اَلْبَیْہِ اُولَئِکَ اُولُوْا اَلْبَیْہِ (یہ اس دعا میں ہے)

آپ کو کارخانہ خداوندی میں داخل دینے کا اختیار نہیں نہ خدائے عزوجل کے کسی کام پر آپ کا تشریف کرنے کا حق ہے۔ اس لیے اس دعا میں بعض بے ادب ایتر لیس کک من الّا مرقیٰ سے اپنی برصغیر کی کادوبہ سے حضور ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ بے بس اور مجبور اور بالکل بے اختیار ثابت کرنے کی جدت کرتے ہیں مگر اس آیت سے یہ منہم اخذ کرنا درست نہیں۔ ایک تو اس لیے کہ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے خود یہاں وضاحت کر دی ہے کہ حکمتوں اور مصلحتوں کے تحت اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں بغیری اوصاف کی قدر سے جسکے آپ کی (بقیہ پر صوفیائے ائمہ)

سب تعریف و اختیار اہل کے دست قدرت میں ہے۔ وہی ان کے معاملے کا مالک و مختار ہے کہ کفار کے ایک گروہ کو ہلاک

بقیہ حاشیہ۔ ذات میں باقی رکھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے کسی وقت آپ غیظ و غضب میں آجاتے تھے اور کفار و معاندین اسلام کے حذاب و ہلاکت کی بددعا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ آپ کو فرماتا ہے کہ آپ ایسا نہ کریں۔ بلکہ وسعت ظرف اور بلند اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ تاکہ آپ کے سلام اخلاق سے حائر ہو کر مخالفین و معاندین آپ کے گرویدہ بن کر دین اسلام قبول کر لیں۔

توضیح شیخ قدس سرہ کے بیان کے مطابق اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید بلندی اخلاق و وسعت ظرف اور صبر و ضبط سے کام لینے کی تلقین کی گئی ہے۔ کافی خلقی القرآن سے اس کا جانب اشارہ ہے۔ آیت مذکورہ کا اصل مفہوم تو ہے۔ اس مفہوم کے مطابق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبیرہ مانع اخلاق سے متصف ہونے کو کہا گیا ہے نہ کہ معاندانہ اس میں آپ کی بے بسی بیان کی گئی ہے۔ سادہ و انصاف شرط ہے۔

دوسرے اس لیے کہ جناب علامہ محمد مسطفی الہراتی استاذ الشریعۃ الاسلامیہ مصری اپنی تفسیر مراغی کی جلد دوم ص ۴ طبع ثانیہ میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ لیس لك من الاموشی الیک ایھا الرسول من امر خلق الان فنفذ فیہم امری و تنقی فیہم الحی طاعتی۔ یعنی اسے رسول کہہ کسی کام کا خلق کرنا اسے پیدا کرنا) آپ کے اختیار میں نہیں۔ آپ کا کام تو ہے کہ لوگوں میں یہ حکم نافذ کریں اور انہیں میری طاعت و فرمانبرداری کی رغبت دلائیں۔ یعنی اس آیت میں اس امر کی نفی ہے کہ نبی علیہ السلام کسی چیز کے خالق نہیں ہیں اور انہیں کوئی شک نہیں کہ ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے کوئی نبی نہ کسی چیز کا خالق نہیں۔

تیسرے اس بنا پر کہ حارف باللہ امام احمد بن محمد الصادق المالکی المتوفی ۲۴۱ھ میں اپنی تفسیر کی جلد اول ص ۱۶ پر لکھتے ہیں لیس لك من الاموشی اے لا تمک لہم نفعا فتصلحہم ولا ضررا فتصلکھم فنفی ذالک من حیث الایجاد و الاموال و ما من حیث الدلائل و الشفاعة فهو الدلیل الشفیع المشفع جعل اللہ معانیم خلائقہم بیدہ فمن ذعم ان النبی کاجاد الناس لا یملک شیئا اصلا ولا نفع بد لا ظاہرا ولا باطنا کا منہ خدا سوا اللہ نیا و الاخرتہ و استدلالہ بجلد ۳ ص ۱۶ مبین۔ یعنی اے نبی تو ان کے نفع کا مالک نہیں کہ ان کے لیے اصلاح پیدا کرے اور ان کے نقصان کا مالک ہے کہ ان کے لیے ہلاکت پیدا کرے تو اللہ تعالیٰ نہایت بڑے نفع اور نقصان کی نفی باری تعالیٰ کی ہے کہ آپ ان کے لیے نفع و نقصان ایجاد (خلق) نہیں کر سکتے اور نہ خالق ہونے کی حیثیت سے کوئی چیز سدوم کر سکتے ہیں۔ باقی رہی آپ کی رہنمائی اور شفاعت کا حیثیت قرار، اختیار ہے آپ کو دلیل و رہنمائی کی شفاعت کرتے ہیں آپ کی شفاعت قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلائق کی چابیاں آپ کے ہاتھ میں دے دی ہیں تو جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام لوگوں کی طرح ظاہر و باطن کوئی نفع نہیں دے سکتے (بقیہ برسر آئند)



فِي الصَّلَاةِ كَانَ قَبْلَ التَّكْوِيمِ أَوْ  
بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ إِنَّمَا قَدَّتْ رُسُلُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ  
التَّكْوِيمِ شَهْرًا رَأَيْتُهُ كَانَ بَعَثَ أَنَا  
يَقَالُ لَهُمُ الْقُرْآنُ سَبْعُونَ سَجْدًا  
فَأُصِيبُوا فَقَدَّتْ رُسُلُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّكْوِيمِ  
شَهْرًا يَدْعُوا عَلَيْهِمْ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت نماز میں تہذیب تک بارہوی پوچھا کہ وہ رکوع  
سے پہلے ہے یا اس کے بعد۔ حضرت انس نے فرمایا رکوع  
سے پہلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ  
رکوع کے بعد تہذیب پڑھی۔ کیونکہ آپ نے کچھ حضرت  
صحابہ کو جنہیں قاری کہا جاتا تھا، کو (تبلیغ کے لیے) بھیجا  
تھا۔ یہ ستر حضرت تھے تو انہیں مصیبت میں ڈال دیا گیا  
(قتل کر دیا گیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ  
تک بعد رکوع تہذیب پڑھی۔ اس میں آپ قارئین پر  
بد دعا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۷ حضرت عاصم احوال ثقات تابعین میں سے ہیں

۱۸ یعنی رکوع سے سر مبارک اٹھانے کے بعد

۱۹ قاری یعنی قرآن پڑھنے والے۔ یہ حضرات قرآن پاک کی بہت تلاوت کرتے اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول  
رہتے تھے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ یہ قراء حضرات دن کو کڑیاں کاٹتے۔ رات کو  
نازیں پڑھتے اور اس میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے۔ حضرت ثابت بنانی کی روایت میں آیا ہے کہ یہ حضرت دن کو  
کڑیاں کاٹتے اور اپنے اہل خانہ کے لیے خورد و نوش کا سامان خریدتے اور رات پڑتی تو قرآن پاک کے درس دتدیریں  
میں مصروف ہو جاتے رضی اللہ عنہم۔

۲۰ تکہ ایک دوسری روایت کے مطابق یہ چالیس افراد تھے اور ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد تیس تھی۔

۲۱ یعنی انہیں قتل کر دیا گیا۔ ان کے قتل کا قصہ غریب واقعات اور عجیب قصوں میں سے ہے۔ جو شرح عربی (المعات)  
میں مذکور ہے۔ انہیں حضرت کا شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا  
بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُدْرِكُونَ الْآيَةُ جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید کر دیے جاتے ہیں۔ انہیں مردہ گمان نہ  
کرو۔ بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں۔ انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

۲۲ یعنی رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ایک ماہ تک۔ ایک روایت میں صبح تک آیا ہے اور ایک روایت میں چالیس صبح  
تک۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تہذیب آپ نے صبح کی نازیں پڑھی۔ صبح کی نازیں یہ تہذیب آپ نے صرف اس واقعہ کے  
پیش آنے پر پڑھی۔ ہمیشہ کے لیے نہیں پڑھی جیسا کہ شافعی حضرت کرتے ہیں۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

۱۲۱۶ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَوَاتِ الصُّبْحِ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ مِنَ التَّوَكُّعِ الْآخِرَةِ يَدْعُوهُ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَلَى رِعْلٍ وَذُكُوانَ وَعُصَيَّةٍ وَ يُؤْمِنُ مَنْ خَلْفَهُ .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل اور لگاتار ایک ماہ قنوت پڑھی۔ ظہر میں عسری۔ مغرب میں اور نماز شام میں اور نماز صبح میں جب آپ آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ اس قنوت میں آپ بنی سلیم کے چند قبیلوں اور تبید رعل علیہ و ذکوان اور عصیہ پر بدعا کرتے تھے۔ اور جو لوگ آپ کے پیچھے ہوتے تھے وہ آمین کہتے تھے۔

(رواہ ابو داؤد)

(ابو داؤد)

۱۔ من الرکعة الاخيرة۔ بعض نسخوں میں اخیرہ کے بجائے آخرۃ آیا ہے۔  
۲۔ رعل۔ راکل زیر عین ساکن۔  
۳۔ ذکوان ذال کی زیر کات ساکن

۴۔ عَصِيَّة عین کی پیش۔ صاد کی زیر اور یا مشدود۔ یہ سب بنی سلیم کے قبائل ہیں۔ آپ اللہ پر بدعا کرتے تھے۔

۱۲۱۸ وَ عَنْ آدِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهُ .

حضرت انس سے روایت ہے بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ قنوت پڑھی پھر چھوڑ دی۔

(رواہ ابو داؤد و الترمذی)

(ابو داؤد و الترمذی)

۱۔ جیسا کہ پیچھے مذکور ہوا اکثر اہل علم اس پر ہیں کہ قنوت نہ تو نماز صبح میں ہے نہ کسی اور نماز میں سوائے وتر کے۔ امام مالک امام شافعی فرماتے ہیں کہ صبح کی نماز میں تو قنوت ہمیشہ پڑھے۔ باقی نمازوں میں جب کوئی واقعہ پیش آئے۔

۱۲۱۹ وَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي يَا أَبَتِ إِنَّكَ قَدْ مَلَيْتَ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

حضرت مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ سے کہا اے میرے پیرے باپ بے شک آپ نے رسول اللہ صلی اللہ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ  
وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ هُمْ بِالْكَوْفَةِ  
نَحْوًا مِنْ خُمْسِ يَمِينٍ أَكَاثُورًا يَتَّقُونَ  
قَالَ أَيْ بُنَيَّ مُعَدِّتٌ -

علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنا ہے۔ اسی طرح ابو بکر و عمر  
عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی اقتداء میں بھی یہاں کو کوفہ  
میں بھی۔ کم و بیش پانچ سال تک۔ کیا یہ حضرات  
تقوت پڑھتے تھے۔ میرے باپ نے جواب  
دیا اے بیٹے یہ بدعت ہے۔

رَدَاكَ التَّوْمِيذِيُّ وَ النَّسَائِيُّ وَ

أَبْنُ مَاجَهَ -

(ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۱۷ اس کلمہ کا تعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے کیونکہ کوفہ میں صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ رہے ہیں نہ کہ پہلے  
تین خلفاء رضی اللہ عنہم۔

۱۸ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اربعہ صبح کی نماز اور دوسری پانچ نمازوں میں تقوت پڑھا کرتے تھے؛ جیسا کہ  
آج کل بعض لوگ کرتے ہیں۔

۱۹ یعنی ہمیشہ پابندی سے۔ ان نمازوں میں تقوت پڑھنا بدعت اور دین میں نئی پیدا شدہ چیز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم نے تقوت ایک ماہ تک صرف نماز صبح میں پڑھی پھر ترک کر دی جیسا کہ گزارش ہے۔ یہ حدیث ضعیفی مذہب کا زبردست  
دلیل ہے۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ اپنی شرح میں فرماتے ہیں کہ ہمارے آئمہ کرام نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ وہ حضرات جنہوں نے  
نماز صبح میں تقوت پڑھنے کے بارے میں احادیث لائی ہیں اور اسے ثابت کیا ہے سب علماء دین اور کافی تعداد میں ہیں۔ لہذا انہیں  
ان لوگوں پر فوقیت دینا ضروری ہے جو نماز صبح میں تقوت کی نفی کرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ وہ حدیث جو حضرت ابن مسعود  
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی نماز میں تقوت نہیں پڑھی، ضعیف ہے۔ اسی طرح وہ بھی جو حضرت  
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اسے بدعت قرار دیا۔ یوں ہی وہ بھی جو روایت کیا گیا ہے حضرت ام سلمہ  
رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقوت پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔ یہ تمام احادیث ضعیف ہیں۔ مگر شیخ ابن  
حجر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام تکلف سے خالی نہیں۔ واللہ اعلم۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت حسن سے روایت ہے بے شک عمر بن الخطاب

عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

۲۰ کہ ایک روایت کو دوسری پر تقدیم و فوقیت کی ضرورت وہاں پیش آتی ہے جہاں دونوں میں تعارض ہو۔ اور یہاں  
زیر بحث مسئلہ میں تعارض ہی نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر وغیرہ میں ایک ماہ تک تقوت پڑھی پھر ترک  
کر دی اور اس سے منع فرما دیا۔ واللہ اعلم۔ مترجم غفرلہ

جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أَبِي بِنِ حَنْبَلٍ  
فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ لَيْلَةً  
وَلَا يَفْقَتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ  
الْبَاقِي فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْآخِرُ  
يَتَخَلَّفُ قَصْلًا فِي بَيْتِهِ فَكَأَنَّهُ  
يَقُولُونَ أَبَى أَبِي

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ سَيَّلَ النَّسْ  
بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوتِ فَقَالَ قَتَتْ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَعْدَ الزُّكُوعِ وَ فِي مَوَاقِفٍ قَبْلَ  
الزُّكُوعِ وَ بَعْدَهُ -

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

یعنی اللہ نے لوگوں کو ابی بن کعب پر اکٹھا کیا۔ تو  
ابی لوگوں کو بیس رات تک نماز پڑھاتے رہے  
آپ اس میں ان کے ساتھ قنوت نہ کرتے تھے  
مگر نصف باقی میں جب آخری مشرہ آجاتا تو حضرت  
ابا سہد میں نہ آتے بلکہ گھر میں نماز پڑھتے تو لوگ  
بلوقت تعجب و شکر کہتے کہ ابی بھاگ گئے۔

ابو داؤد اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے  
قنوت کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے جواب دیا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوع کے بعد قنوت  
پڑھی ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ  
رکوع سے پہلے پڑھی۔

(ابن ماجہ)

یعنی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے حضرت ابی بن کعب بھی انہیں لوگوں میں سے تھے۔ یعنی صحابہ کرام میں سے  
جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہی پورا قرآن حفظ کر لیا تھا۔ آپ صحابہ کرام میں بہت اچھے قاری تھے لوگ  
آپ کو سید القراء کہتے تھے یعنی تمام قاریوں کے سردار۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو لوگوں کا امام مقرر کیا اور کہا سب  
لوگ ان کی اقتدار میں نماز پڑھیں۔ آپ کی یہ امامت قیام رمضان میں تھی۔

۱۔ اصل میں لفظ تخلف آیا ہے۔ یعنی کسی کام کے کرنے سے روکا گیا۔  
۲۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی یہ دونوں حدیثیں شافعی حضرات کی دلیل ہے۔ یہی حدیث حاکم شافعی کی دلیل  
ہے کہ رمضان کے نصف اخیر میں ہر نماز اور ضعیف شافع فرماتے ہیں کہ وتر کی قنوت کے بارے میں احادیث مطلق آئی ہیں۔ ان  
میں رمضان کی کوئی تخصیص نہیں آئی اور ایسی احادیث بہت ہیں۔ اور وتر ہمیشہ پڑھنے کی نماز ہے۔ رمضان کے ساتھ خاص  
نہیں۔ لہذا قنوت بھی وتر کے اندر ہمیشہ پڑھی جائے گا اور جب کہ اس مضمون کی احادیث بنسب صحابہ کی ہیں۔ ان پر  
عمل اصلی اور بہتر ہوگا۔ دوسری حدیث شافع کے یہ اس امر کی دلیل ہے کہ قنوت بعد از رکوع پڑھی جائے۔  
اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ رکوع سے پہلے قنوت پڑھنے کے بارے میں بھی بہت احادیث وارد ہیں اور صحابہ کرام  
رضوان اللہ علیہم کامل بھی اسی نقل کے موافق ہیں۔ رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کا جو ذکر آیا ہے وہ صرف ایک ماہ کے لیے  
تھا۔ ہمیشہ کے لیے نہ تھا۔ واللہ اعلم۔

# بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

## رمضان شریف میں قیام کا باب

اس قیام رمضان سے تراویح مراد ہیں۔ انہیں تراویح اس لیے کہا جاتا ہے کہ لوگوں نے جب اکٹھے مل کر یہ نماز پڑھنا شروع کی تو لوگ معلوم پیر نے کے بعد بیٹھتے اور آرام لیتے تھے۔ اس بنا پر اس نماز کا نام تراویح پڑ گیا۔ تراویح میں بہت گفتگو کی گئی ہے۔ ہم نے اس بارے میں پوری گفتگو اپنے رسالہ مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّةِ فِي أَيَّامِ السُّنَّةِ میں کر دی ہے۔ یہ گفتگو اور اختلاف اکل وجہ سے بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز ہمیشہ نہیں پڑھی۔ چند اہل اسے پڑھا۔ پھر جب لوگوں کا اجتماع اور ہجوم ہونے لگا تو امت پر شفقت کی بنا پر کہ فرض نہ ہو جائے، اسے ترک کر دیا۔ صحیح یہ ہے کہ آپ کا یہ نماز دراصل تہجد کا نماز ہی تھا جو آپ گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رکعت پڑھتے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت فاروقی تک لوگ اسی طریقہ اور حالت پر رہے کہ ہر آدمی بطور خود گھر میں یا مسجد میں پڑھ لیتا تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ابتدائی حصہ گزر گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تراویح کے لیے جمع کیا۔ چنانچہ احادیث میں آ رہا ہے اور مدینہ منورہ کے باشندے ہمیں رکعت کے علاوہ سولہ رکعت فریضہ پڑھتے ہیں۔ ان کا سبب یہ تھا کہ اہل مکہ ہر دو تہجد کے بعد طواف کعبہ کرتے تھے اور طواف کی صورتیں پڑھتے تھے۔ اہل مدینہ جب کہ اس کیفیت سے دور تھے تو اس کے عوض چار رکعت کا اضافہ کر دیا اور اب بھی ان مقام شریف میں ایسی ہی شیعہ تعداد ہے۔ اس میں سولہ رکعت کہتے ہیں۔ آخر شب میں کراول شب میں تراویح اور کراول کے بعد گویں نماز پڑھتے ہیں۔

### پہلی فصل

### الفصل الاول

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چٹائی کا ایک عجز بنایا اس میں آپ کئی راتیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ لوگوں کا آپ پر اجتماع ہو گیا پھر ایک رات لوگوں نے آپ کا امانہ پالی اور انہیں گان ہو گیا

۱۳۲۱ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَتْهُ حُجْرَةٌ فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَوَاطِئِهِ فَمَقَّبَ فِيهَا لِيَأْتِيَ حَقِّي أَجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ قَفَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً





عُفِّرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَتُحْتَرَفَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ  
عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي سَبْكُرٍ  
وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ عَمَّا عَلَى  
ذَلِكَ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کے لیے نہ کہ کھانے اور نہ انے کے لیے تو اس کے تمام  
گذشتہ معذرت گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم وصال فرما گئے۔ دراصل ایک لوگ اسی حالت پر تھے پھر  
خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں بھی معاملہ ایسا ہی رہا۔ اور  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں  
بھی اسی حالت پر تھے۔ (مسلم)

۱۷ کہ اپنے طور پر طلب ثواب کے لیے تراویح پڑھتے تھے ان کی باجماعت ادائیگی متعین و مقرر نہ تھی۔  
۱۸ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کی شان کا اہتمام کیا اور لوگوں کو اکٹھے ہونے اور باجماعت ادا  
کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ ابھی حدیث میں آ رہا ہے۔

۱۷۳۳ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَضَى  
أَحَدُكُمْ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِهِ فَلْيَجْعَلْ  
لِيَتِهِ نَصِيًّا مِنْ صَلَوَتِهِ فَإِنَّ  
اللَّهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَوَتِهِ  
خَيْرًا - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی آدمی  
جب اپنی نماز مسجد میں ادا کرے تو اس کا کچھ حصہ اپنے  
گھر میں جا کر پڑھے کہ اللہ تعالیٰ گھر میں نماز  
پڑھنے سے اس کے گھر میں خیر و برکت کرے  
گا۔

(مسلم)

۱۹ تراویح نماز ہے۔

۲۰ اس حدیث کو اس باب میں لانے سے اس جانب اشارہ ہے کہ رمضان شریف میں بھی کچھ نہ کچھ نماز گھر میں  
پڑھنی چاہیے۔

## دوسری فصل

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزے  
رکھے۔ آپ نے میں سے مجھ سے ساتھ بالکل تیام  
نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ سات دن باقی رہ گئے۔ تب

## الفصل الثانی

۱۱۳۳ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهِرِ  
حَتَّى بَقِيَ سَبْعُ قَعَامٍ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ

ثَلَاثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتْ السَّادِسَةُ  
لَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا كَانَتْ السَّابِعَةُ  
قَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ  
فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ قُضِيَتْ  
قِيَامُ هَذِهِ اللَّيْلَةِ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ  
إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ  
حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ فَلَمَّا كَانَتْ  
الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا حَتَّى بَقِيَ  
ثَلَاثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتْ الثَّالِثَةُ  
جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالتَّاسِي  
فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا  
الْفَلَاحُ قُلْتُ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ  
السَّحُورُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ  
النَّسَائِيُّ وَهَرَوِيُّ ابْنُ مَاجَةَ وَهَوَّاهُ  
إِلَّا أَنَّ التِّرْمِذِيَّ لَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ لَمْ  
يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ

ہم اس سے سنا تھا کہ یہ کیا بیان کیا کہ تھوڑی سی رات گزر گئی پھر  
جب چھٹی رات ہوئی تو وہ اس سے سنا تھا قیام نہ کیا۔ پھر  
جب پانچویں رات ہوئی کہ تم کو نماز پڑھانی۔ حتیٰ کہ آٹھویں  
رات گزر گئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
وہم کہتے تھے کہ یہ ان باتوں کا قیام ہمارے لیے نہیں  
فرمادیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا ان جلیل  
الہم نے سنا تھا نماز پڑھے حتیٰ کہ نماز پڑھے ہو جائے تو اس  
کے لیے ساتھی رات کا قیام شمار کیا جائے پھر جب  
چوتھی رات ہوئی تو میں نماز پڑھانی حتیٰ کہ تھوڑی سی رات  
باقی رہ گئی پھر جب تیسری رات ہوئی تو یہ کہ تم کو نماز  
پڑھانی اور لوگوں کو جمع فرمایا میں نماز پڑھانی  
حتیٰ کہ تم نے غصہ نہ کیا کہ یہاں تک کہ باقی ٹوٹ جائے  
میں نے کہا فلاں کیا پھر فرمایا تم کو پھر پھر  
نماز پڑھانی۔

(ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا)

اس کی اصل روایت یہ ہے کہ ترمذی نے تم ہم قیام بنا

بقیہ شہر کا ذکر کیا۔

۱۷۲۵۔ یعنی آپ نے سائے فرض کے نفس نمازیں سے کچھ بھی باجماعت نہ کیا تا کہ بدلہ لے لیتے ہوں۔  
۱۷۲۶۔ یعنی چھٹی رات بات رہ گئی۔

۱۷۲۵۔ وَاَحَدٌ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَإِذَا هُوَ بِالْبَيْتِ فَقَالَ أَكُنْتُ كَعَاثِينَ  
أَنْ يَجِيفَ اللَّهُ عَلَيَّ وَرَسُولُهُ  
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ ظَنَنْتُ أَنَّكَ

۱۷۲۶۔ کیونکہ سحری روزہ مکمل کرنے میں مددگار ہے اور اس میں سنت بھی قائم ہوتی ہے اور اس میں پوری تلاوت ہے  
۱۷۲۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی  
میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا  
کوکم پایا۔ دیکھا کہ آپ بیتہ البقیۃ میں تھے۔ فرمایا کیا  
تم اس سے ڈر رہی تھیں کہ اللہ اور رسول تم پر لعن کریں گے  
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے خیال ہوا کہ آپ

أَتَيْتَ بَعْضَ نَسَائِكَ فَقَالَ لَا تَلِثِ  
 اللَّهُ تَعَالَى يَنْزِلُ لَيْلَةَ الْيَتْمَانِ  
 شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا يَغْفِرُ  
 لَأَكْثَرِ مَنْ عَدُو شَعْرَ غَلَمٍ كَلْبٍ  
 نَعَاةٍ التُّرْمِذِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ  
 وَزَادَ سَائِرِينَ وَمَنْ اسْتَحَقَّ النَّارَ  
 وَقَالَ التُّرْمِذِيُّ سَمِعْتُ مُعْتَمِدًا  
 يَعْنِي الْبُخَارِيَّ يُضَعِّفُ هَذَا  
 الْحَدِيثَ .

اپنی کسی اور بری کے پاس تشریف لے گئے ہیں فرمایا  
 اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کا لعل آسمان دنیا کی طرف  
 نازل فرماتا ہے تو قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے  
 زیادہ بخش دیتا ہے۔

ترمذی۔ ابن ماجہ و زین نے یہ بھی زیادہ  
 کیا کہ جو لوگ آگ کے مستحق ہو چکے ہیں۔  
 ترمذی میں ہے کہ میں نے محمد بناری کو سنا  
 کہ اس حدیث کو ضعیف کہتے تھے۔

۱۷ جس میں حضور علیہ السلام کے میرے پاس رہنے کی باری تھی۔

۱۸ یعنی مینہ طیبہ کا قبرستان

۱۹ اور تو نے گمان کیا کہ میں تیری باری کسی اور بیوی کو دے دوں گا۔

۲۰ یہ بات حضرت عائشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک اَکُنْتُ تَخَافُنِ الْإِسْرَافَ بِمَا كُنْتُ أَكُنِي بِكَ اور حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے کسی قرینہ اور حضرت عائشہ کی حالت سے سمجھا ہو گا۔ اور شاید کہ اس قول کے بعد غدر خواہی اور اظہار رافضی الغیر  
 کے طور پر کہا ہو

۲۱ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے باہر تشریف لے جانے کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا  
 ۲۲ یعنی نفل و رحمت کے ساتھ نازل فرماتا ہے۔

۲۳ کہ کہ عرب میں اس قبیلہ کی بکریاں سب سے زیادہ تھیں۔ یعنی میں نے چاہا کہ اس شب میں قیام کروں۔ اور حجت البقیع  
 بائوں۔ اس میں کے دفن حضرت کے یہ ہے معانی حضرت کا یہ فعل ہے۔ اس قصے کی تفصیل شرح (العاصم) میں ذکر کی گئی  
 ہے۔ اس باب کی اس حدیث کا ذکر قیام رمضان کی مناسبت سے کیا گیا ہے۔

۲۴ حضرت زین اکابر محدثین میں سے ہیں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت  
 ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا آدمی کی نماز اس کے گھر میں افضل ہے  
 میری اس مسجد میں نماز پڑھنے سے بھی۔ مگر

وَمَنْ قَامَ فِي بَيْتِهِ قَالَ قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 صَلَاةُ الْبَيْتِ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ  
 مِنْ صَلَاةِهِ فِي مَسْجِدِي هَذَا

## زمان نماز

## الْمَكْتُوبَةُ

(البداء، ترمذی)

رَدَّاهُ آجُودًا كَدَّ وَالتَّيْمِيذِي

اسے ملائکہ میری مسجد بہت عظیم الشان مسجد ہے کہ اس میں ایک نماز پڑھنا دسویں مسجد میں ہزار نماز سے افضل ہے۔  
 اسے کہ فرض نماز کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ یہ بات آپ نے وہاں فرمائی جب کہ مسجد میں لوگوں کے ساتھ غیرت قیام  
 فرمایا پھر اسے ترک کر دیا اور اس کا غرض بھی بیان فرمایا پھر آپ نے فرمایا لوگو! اپنے اپنے گھروں کو جاؤ اور مشغول ہو جاؤ اور نماز  
 پڑھو۔ اس حدیث سے امام مالک، امام ابو یوسف اور بعض شافعیہ وغیرہ نے استدلال کیا ہے کہ افضل یہ ہے کہ نماز تراویح  
 گھر میں اکیسے پڑھی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں جو چند روز تراویح پڑھی وہ بیان جواز کے لیے قہری اور اس وجہ سے  
 بھی کہ آپ معتکف تھے اور امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور ان کے اکثر اصحاب اور بعض مالکیہ وغیرہ اس پر ہیں کہ تراویح کی افضل نماز  
 یہ ہے کہ مسجد میں باجماعت پڑھے۔ جیسا کہ حضرت عمر بن الخطاب اور ان کے بعد صحابہ نے کیا پھر مسلمانوں کا عمل ہمیشہ کے  
 لیے اسی پر ہے کیونکہ یہ دین کے ثنائیات سے ہے۔ اور نماز عید کے مشابہ ہے۔ اس مناسبت سے اس باب میں اس حدیث  
 کے ذکر کرنے کی مناسبت ظاہر ہو گئی۔ مگر اس میں اس جانب بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ نماز تراویح گھر میں پڑھ لینا بھی جائز  
 ہے۔ اس باب میں مختار و پسندیدہ بات یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص ہو جو لوگوں کا مقتدا ہو کہ اس کا وجود جماعت کا کثرت  
 کا موجب ہو تو اسے چاہیے کہ مسجد میں اگر پڑھے۔ اور اگر اس حیثیت کا نہ ہو تو پھر اس کیسے گھر میں پڑھنا جائز ہے۔ جیسا کہ فقہ  
 کی کتابوں میں مذکور ہے۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

۱۲۷۷ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِي  
 قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ  
 لَيْلَةً إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ  
 أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّحْبُ  
 لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّحْبُ فَيُصَلِّي  
 يَصَلُّونَهُ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي  
 لَوَجَّعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قُلُوبِي  
 وَاحِدٌ لَكَ أَنْ أَمْسَلَ ثُمَّ عَزَمَ  
 فَجَمَعَهُمْ عَلَى أَبِي بِنِ كَيْفَ قَالَ

حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ  
 میں نے ایک رات کہ حضرت عمر ابن الخطاب صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے ساتھ مسجد کو گیا تو لوگ حلقہ ایسا لگ گئے تھے کہ  
 اکیسے نماز پڑھ رہا تھا۔ اسی کے ساتھ کچھ جماعت پڑھ  
 رہی تھی حضرت عمر نے فرمایا اگر میں ان لوگوں کو کسی جگہ  
 پر جمع کر دیتا تو یہ ہرگز نہ ہوتا۔ پھر آپ نے ارادہ کر لیا  
 تو انہیں ابی بن کعب پر جمع کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ پھر میں  
 دوسری رات آپ کے ساتھ گیا تو لوگ اپنے  
 قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر نے

فرمایا یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اور وہ نماز میں سے تم سو رہتے ہو۔ اس سے افضل ہے جس کو تم قائم کرتے ہو۔ یعنی آخر رات تک۔ اور لوگ اول رات میں پڑھتے تھے۔

(بخاری)

ثُمَّ خَرَجَتْ مَعَهُ كَيْلَهُ الْخَرَى وَ  
النَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ  
قَالَ عُمَرُ نَعِمَتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ  
وَالَّتِي تَتَكَاثَرُ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ  
الَّتِي تَقُومُونَ يُرِيدُ أَخِيذَ اللَّيْلِ  
وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ آوَلَهُ -

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۔ القاری کا یہ طرف نسبت ہے۔ یہ لفظ قاری یا مشرودہ سے ہے اور قاری یعنی قرآن پڑھنے والا ہمزہ کے ساتھ ہے۔ حضرت عبدالرحمن کی ولادت حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہوئی۔ مگر انہیں آپ سے نہ تو سماع حاصل ہے۔ نہ ہی آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کی ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ان کو صحابہ میں شمار کیا۔ مشورہ یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں۔ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیت المال کے حامل تھے۔  
۲۔ یعنی رمضان شریف کا ایک رات میں۔

۳۔ اصل میں لفظ ربط آیا ہے یعنی وہ افراد سے کم لوگوں کی جماعت

۴۔ یہاں لفظ قاری ہمزہ کے ساتھ ہے۔

۵۔ اور انہیں لوگوں کا امام بنا دیا۔

۶۔ یعنی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ۔

۷۔ اسے بہت اہمیت اور اجتماع کے اعتبار سے کہا۔ سنۃ اصل جماعت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں قائم ہو چکی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند بار اسے باجماعت ادا کیا تھا۔ جیسا کہ گزرا۔ اور حق بات یہ ہے کہ جو کچھ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کرتے ہیں وہ بھی سنت ہے۔ اور حدیث مَعْنِ سَنَ سَنَ حَسَنَ کے علوم میں داخل ہے۔  
۸۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آخر شب مراد لیتے ہیں۔ یعنی اس نماز کا آخر شب میں ادا کرنا افضل ہے اس سے۔  
۹۔ ہم نے لگ بھگ اصل میں پڑھ لیتے ہو۔ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ آخر شب میں تراویح پڑھنا افضل ہے۔ کیونکہ یہ افضل وقت ہے اور اس میں مشقت زیادہ ہے۔ جیسا کہ اسے علامہ طیبی رحمۃ اللہ نے نقل کیا اور یہ معنی آپ کے قول یُرِيدُ أَخِيذَ اللَّيْلِ (کہ آپ نے آخر شب مراد لیا) کے زیادہ موافق اور زیادہ ظاہر ہے۔ لیکن علامہ طیبی رحمۃ اللہ کا یہ قول کہ اہل کہ نے اسے ہی اختیار کیا ہے کابل کہ سونے کے بعد تراویح پڑھتے ہیں۔ تو ہو سکتا کہ یہ ان کی قدیم زمانہ میں عادت تھی مگر آج کل وہ بھی اول شب میں تراویح پڑھتے۔ اور ساری رات عبادت میں گزارتے ہیں اور پھر آخر شب میں سحری کھانے کے لیے اپنے گھروں

کہا جاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس عبادت کا معنی یہ ہے کہ وہ نماز میں سے تم فارغ ہو کر سوتے ہو بہتر ہے اس نماز سے جس کے لیے تم سرگراٹھتے ہو۔ یعنی اول شب میں ہی تراویح پڑھ لینا افضل ہے اور یہ احتیاط کی بنا پر ہے تاکہ نیند کے غلبہ کے باعث کہیں رہ ہی نہ جاوے۔ اس معنی کے مطابق آخر لیل کا لفظ تقویٰ من سے متعلق ہو گا بعض علماء نے ان لوگوں میں جو آخر شب میں اٹھنے اور بیدار ہونے کا دثوق اور یقین رکھتے ہیں احسان میں جنہیں یہ دثوق و اعتماد نہیں ہوتا تفریق کیا ہے جیسا کہ اول رات یا آخر رات میں دتر پڑھنے کی فضیلت میں گزرا۔ جیسا کہ علامہ کرمانی نے ذکر کیا۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت قسیم الداری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ رمضان شریف میں لوگوں کے لیے گیارہ رکعت کے ساتھ قیام کریں۔ اور قاری (امام) کئی سوایات پڑھنا تھا یہاں تک کہ ہم لوگ زیادہ وقت کھڑے رہنے کی بنا پر لاٹھی بٹھے سہارا لیتے تھے تو ہم لوگ واپس نہ جاتے تھے مگر جب کہ فجر کی ابتداء ہو چکی ہوتی تھی۔

۱۳۲۸ وَ عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ  
قَالَ أَمَرَ عُمَرُ ابْنَ الْخَطَّابِ  
تَيْمَةَ الدَّارِيَّ أَنَّ يَقُومَ لِلشَّامِ  
فِي رَمَضَانَ بِرِجَالٍ عَشْرَةَ رُكْعَةً  
وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِثْقَالِ  
كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعَصَا مِنْ طَوْلِ  
الْقِيَامِ فَمَا كُنَّا نَنْصِفُ إِلَّا فِ  
فُرُوجِ الْفَجْرِ -

(ماہک)

(رَوَاهُ مَالِكُ)

۱۔ حضرت تیم الداری رضی اللہ عنہ مشہور صحابہ میں سے ہیں۔ پہلے نطری تھے پھر عمرانیات ترک کر کے اسلام لے آئے۔  
۲۔ تو یہ دونوں صحابی رمضان المبارک میں گیارہ رکعت سے قیام کرتے تھے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حالت کے مطابق جو نماز تہجد کے بارے میں تھی، گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ علامہ نے کہا ہے کہ یہ روایت دہم پر مبنی ہے کیونکہ یہ بات صحیح روایات سے ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ اقدس میں لوگ بیس رکعتیں (تراویح) کی پڑھتے تھے۔ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات بیس رکعت پڑھی ہوں۔ اور کبھی کبھار رکعت بعض نے کہا ہو سکتا ہے کہ بعض راتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا۔ اس کے بعد بیس رکعت ہی پڑھنا طے پا گیا ہو۔ جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بیس رکعت کی روایت آئی ہے۔ بیس رکعت و تراویح بیس رکعت تراویح۔

۳۔ مین مائتہ کی جمع ہے سائتہ (سو) یعنی امام کئی سو تک پڑھنا تھا اور ہر سو کی آیتیں سوایات سے زیادہ ہوتی تھیں۔  
۴۔ زیادہ دیر تک کھڑے ہونے کی وجہ سے نفل نماز میں ایسا کرنا جائز ہے۔ خصوصاً جب کہ منفع دے جی طاعتی

لاحق ہو۔

۱۲۱۔ اصل میں فقط فروغ آیا ہے۔ یعنی ادا کی خبر ادا اس کے بلند حصے۔ ہر چیز کے بلند حصے کو اس کی فراغت کہتے ہیں۔ جیسے درخت کا شاخیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے دست مبارک کا لڑک کی فروغ تک بلند کرتے تھے یعنی لڑک کی بندگی تک۔

حضرت الاخرج سے روایت ہے زاتے ہیں ہم نے لوگوں کو نہ پایا مگر وہ رمضان میں کافرا پر سنت کرتے تھے امدقاری (امام) اٹھ رکعت میں پوری سورۃ بقرہ پڑھتا تھا اور جب قاری یہ سورت بارہ رکعت میں پڑھتا تو لوگ خیال کرتے کہ اس نے مکی نماز پڑھائی ہے اور تھوڑی قراوت کی۔

(ماک)

۱۲۲۔ حضرت عبدالرحمن الاخرج رضی اللہ عنہ مشاہیر تابعین میں سے ہیں اور ان میں ثقہ شخیصت ہیں۔  
۱۲۳۔ یعنی قنوت وتر میں کیونکہ یہ کتاب اس چیز کی تعلیم نہیں کرتے جس کی خدا تعالیٰ نے تعلیم کی ہے اور یہ کفار اس دلتے نہیں جتے جس میں جتنے کی قرآن نے ہدایت کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے زباتے ہیں میں نے حضرت ابی کو فرماتے سنا ہم لوگ رمضان میں قیام ہے وہیں لڑتے تھے تو ہم خادموں کو کہتے کہ جلدی کھاؤ کھاؤ سحری فوت ہو جانے کے خوف سے ایک دوسری روایت میں آیا فجر ہونے کے ڈر لڑتے۔

(ماک)

۱۲۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ يَقُولُ كُنَّا نَصُومُ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْفَتِيلِ فَسَتَعَجِلُ الْغَدَمُ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ قُوتِ الشَّجْوَرِ وَفِي أُخْرَى مَخَافَةَ الْقَجْرِ (رواه مالك)

۱۲۵۔ یہ خصوصیت کبر رتبیہ اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے بڑے ہیں اور قدیم الاسلام ہیں۔

۱۲۶۔ حضرت محمد بن شہیر بن سلطان محمد القادی المعروف بالعلی قاری متوفی ۱۱۲۵ھ مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۹۵ ص ۱۹۶ ص ۱۹۷ ص ۱۹۸ ص ۱۹۹ ص ۲۰۰ ص ۲۰۱ ص ۲۰۲ ص ۲۰۳ ص ۲۰۴ ص ۲۰۵ ص ۲۰۶ ص ۲۰۷ ص ۲۰۸ ص ۲۰۹ ص ۲۱۰ ص ۲۱۱ ص ۲۱۲ ص ۲۱۳ ص ۲۱۴ ص ۲۱۵ ص ۲۱۶ ص ۲۱۷ ص ۲۱۸ ص ۲۱۹ ص ۲۲۰ ص ۲۲۱ ص ۲۲۲ ص ۲۲۳ ص ۲۲۴ ص ۲۲۵ ص ۲۲۶ ص ۲۲۷ ص ۲۲۸ ص ۲۲۹ ص ۲۳۰ ص ۲۳۱ ص ۲۳۲ ص ۲۳۳ ص ۲۳۴ ص ۲۳۵ ص ۲۳۶ ص ۲۳۷ ص ۲۳۸ ص ۲۳۹ ص ۲۴۰ ص ۲۴۱ ص ۲۴۲ ص ۲۴۳ ص ۲۴۴ ص ۲۴۵ ص ۲۴۶ ص ۲۴۷ ص ۲۴۸ ص ۲۴۹ ص ۲۵۰ ص ۲۵۱ ص ۲۵۲ ص ۲۵۳ ص ۲۵۴ ص ۲۵۵ ص ۲۵۶ ص ۲۵۷ ص ۲۵۸ ص ۲۵۹ ص ۲۶۰ ص ۲۶۱ ص ۲۶۲ ص ۲۶۳ ص ۲۶۴ ص ۲۶۵ ص ۲۶۶ ص ۲۶۷ ص ۲۶۸ ص ۲۶۹ ص ۲۷۰ ص ۲۷۱ ص ۲۷۲ ص ۲۷۳ ص ۲۷۴ ص ۲۷۵ ص ۲۷۶ ص ۲۷۷ ص ۲۷۸ ص ۲۷۹ ص ۲۸۰ ص ۲۸۱ ص ۲۸۲ ص ۲۸۳ ص ۲۸۴ ص ۲۸۵ ص ۲۸۶ ص ۲۸۷ ص ۲۸۸ ص ۲۸۹ ص ۲۹۰ ص ۲۹۱ ص ۲۹۲ ص ۲۹۳ ص ۲۹۴ ص ۲۹۵ ص ۲۹۶ ص ۲۹۷ ص ۲۹۸ ص ۲۹۹ ص ۳۰۰ ص ۳۰۱ ص ۳۰۲ ص ۳۰۳ ص ۳۰۴ ص ۳۰۵ ص ۳۰۶ ص ۳۰۷ ص ۳۰۸ ص ۳۰۹ ص ۳۱۰ ص ۳۱۱ ص ۳۱۲ ص ۳۱۳ ص ۳۱۴ ص ۳۱۵ ص ۳۱۶ ص ۳۱۷ ص ۳۱۸ ص ۳۱۹ ص ۳۲۰ ص ۳۲۱ ص ۳۲۲ ص ۳۲۳ ص ۳۲۴ ص ۳۲۵ ص ۳۲۶ ص ۳۲۷ ص ۳۲۸ ص ۳۲۹ ص ۳۳۰ ص ۳۳۱ ص ۳۳۲ ص ۳۳۳ ص ۳۳۴ ص ۳۳۵ ص ۳۳۶ ص ۳۳۷ ص ۳۳۸ ص ۳۳۹ ص ۳۴۰ ص ۳۴۱ ص ۳۴۲ ص ۳۴۳ ص ۳۴۴ ص ۳۴۵ ص ۳۴۶ ص ۳۴۷ ص ۳۴۸ ص ۳۴۹ ص ۳۵۰ ص ۳۵۱ ص ۳۵۲ ص ۳۵۳ ص ۳۵۴ ص ۳۵۵ ص ۳۵۶ ص ۳۵۷ ص ۳۵۸ ص ۳۵۹ ص ۳۶۰ ص ۳۶۱ ص ۳۶۲ ص ۳۶۳ ص ۳۶۴ ص ۳۶۵ ص ۳۶۶ ص ۳۶۷ ص ۳۶۸ ص ۳۶۹ ص ۳۷۰ ص ۳۷۱ ص ۳۷۲ ص ۳۷۳ ص ۳۷۴ ص ۳۷۵ ص ۳۷۶ ص ۳۷۷ ص ۳۷۸ ص ۳۷۹ ص ۳۸۰ ص ۳۸۱ ص ۳۸۲ ص ۳۸۳ ص ۳۸۴ ص ۳۸۵ ص ۳۸۶ ص ۳۸۷ ص ۳۸۸ ص ۳۸۹ ص ۳۹۰ ص ۳۹۱ ص ۳۹۲ ص ۳۹۳ ص ۳۹۴ ص ۳۹۵ ص ۳۹۶ ص ۳۹۷ ص ۳۹۸ ص ۳۹۹ ص ۴۰۰ ص ۴۰۱ ص ۴۰۲ ص ۴۰۳ ص ۴۰۴ ص ۴۰۵ ص ۴۰۶ ص ۴۰۷ ص ۴۰۸ ص ۴۰۹ ص ۴۱۰ ص ۴۱۱ ص ۴۱۲ ص ۴۱۳ ص ۴۱۴ ص ۴۱۵ ص ۴۱۶ ص ۴۱۷ ص ۴۱۸ ص ۴۱۹ ص ۴۲۰ ص ۴۲۱ ص ۴۲۲ ص ۴۲۳ ص ۴۲۴ ص ۴۲۵ ص ۴۲۶ ص ۴۲۷ ص ۴۲۸ ص ۴۲۹ ص ۴۳۰ ص ۴۳۱ ص ۴۳۲ ص ۴۳۳ ص ۴۳۴ ص ۴۳۵ ص ۴۳۶ ص ۴۳۷ ص ۴۳۸ ص ۴۳۹ ص ۴۴۰ ص ۴۴۱ ص ۴۴۲ ص ۴۴۳ ص ۴۴۴ ص ۴۴۵ ص ۴۴۶ ص ۴۴۷ ص ۴۴۸ ص ۴۴۹ ص ۴۵۰ ص ۴۵۱ ص ۴۵۲ ص ۴۵۳ ص ۴۵۴ ص ۴۵۵ ص ۴۵۶ ص ۴۵۷ ص ۴۵۸ ص ۴۵۹ ص ۴۶۰ ص ۴۶۱ ص ۴۶۲ ص ۴۶۳ ص ۴۶۴ ص ۴۶۵ ص ۴۶۶ ص ۴۶۷ ص ۴۶۸ ص ۴۶۹ ص ۴۷۰ ص ۴۷۱ ص ۴۷۲ ص ۴۷۳ ص ۴۷۴ ص ۴۷۵ ص ۴۷۶ ص ۴۷۷ ص ۴۷۸ ص ۴۷۹ ص ۴۸۰ ص ۴۸۱ ص ۴۸۲ ص ۴۸۳ ص ۴۸۴ ص ۴۸۵ ص ۴۸۶ ص ۴۸۷ ص ۴۸۸ ص ۴۸۹ ص ۴۹۰ ص ۴۹۱ ص ۴۹۲ ص ۴۹۳ ص ۴۹۴ ص ۴۹۵ ص ۴۹۶ ص ۴۹۷ ص ۴۹۸ ص ۴۹۹ ص ۵۰۰ ص ۵۰۱ ص ۵۰۲ ص ۵۰۳ ص ۵۰۴ ص ۵۰۵ ص ۵۰۶ ص ۵۰۷ ص ۵۰۸ ص ۵۰۹ ص ۵۱۰ ص ۵۱۱ ص ۵۱۲ ص ۵۱۳ ص ۵۱۴ ص ۵۱۵ ص ۵۱۶ ص ۵۱۷ ص ۵۱۸ ص ۵۱۹ ص ۵۲۰ ص ۵۲۱ ص ۵۲۲ ص ۵۲۳ ص ۵۲۴ ص ۵۲۵ ص ۵۲۶ ص ۵۲۷ ص ۵۲۸ ص ۵۲۹ ص ۵۳۰ ص ۵۳۱ ص ۵۳۲ ص ۵۳۳ ص ۵۳۴ ص ۵۳۵ ص ۵۳۶ ص ۵۳۷ ص ۵۳۸ ص ۵۳۹ ص ۵۴۰ ص ۵۴۱ ص ۵۴۲ ص ۵۴۳ ص ۵۴۴ ص ۵۴۵ ص ۵۴۶ ص ۵۴۷ ص ۵۴۸ ص ۵۴۹ ص ۵۵۰ ص ۵۵۱ ص ۵۵۲ ص ۵۵۳ ص ۵۵۴ ص ۵۵۵ ص ۵۵۶ ص ۵۵۷ ص ۵۵۸ ص ۵۵۹ ص ۵۶۰ ص ۵۶۱ ص ۵۶۲ ص ۵۶۳ ص ۵۶۴ ص ۵۶۵ ص ۵۶۶ ص ۵۶۷ ص ۵۶۸ ص ۵۶۹ ص ۵۷۰ ص ۵۷۱ ص ۵۷۲ ص ۵۷۳ ص ۵۷۴ ص ۵۷۵ ص ۵۷۶ ص ۵۷۷ ص ۵۷۸ ص ۵۷۹ ص ۵۸۰ ص ۵۸۱ ص ۵۸۲ ص ۵۸۳ ص ۵۸۴ ص ۵۸۵ ص ۵۸۶ ص ۵۸۷ ص ۵۸۸ ص ۵۸۹ ص ۵۹۰ ص ۵۹۱ ص ۵۹۲ ص ۵۹۳ ص ۵۹۴ ص ۵۹۵ ص ۵۹۶ ص ۵۹۷ ص ۵۹۸ ص ۵۹۹ ص ۶۰۰ ص ۶۰۱ ص ۶۰۲ ص ۶۰۳ ص ۶۰۴ ص ۶۰۵ ص ۶۰۶ ص ۶۰۷ ص ۶۰۸ ص ۶۰۹ ص ۶۱۰ ص ۶۱۱ ص ۶۱۲ ص ۶۱۳ ص ۶۱۴ ص ۶۱۵ ص ۶۱۶ ص ۶۱۷ ص ۶۱۸ ص ۶۱۹ ص ۶۲۰ ص ۶۲۱ ص ۶۲۲ ص ۶۲۳ ص ۶۲۴ ص ۶۲۵ ص ۶۲۶ ص ۶۲۷ ص ۶۲۸ ص ۶۲۹ ص ۶۳۰ ص ۶۳۱ ص ۶۳۲ ص ۶۳۳ ص ۶۳۴ ص ۶۳۵ ص ۶۳۶ ص ۶۳۷ ص ۶۳۸ ص ۶۳۹ ص ۶۴۰ ص ۶۴۱ ص ۶۴۲ ص ۶۴۳ ص ۶۴۴ ص ۶۴۵ ص ۶۴۶ ص ۶۴۷ ص ۶۴۸ ص ۶۴۹ ص ۶۵۰ ص ۶۵۱ ص ۶۵۲ ص ۶۵۳ ص ۶۵۴ ص ۶۵۵ ص ۶۵۶ ص ۶۵۷ ص ۶۵۸ ص ۶۵۹ ص ۶۶۰ ص ۶۶۱ ص ۶۶۲ ص ۶۶۳ ص ۶۶۴ ص ۶۶۵ ص ۶۶۶ ص ۶۶۷ ص ۶۶۸ ص ۶۶۹ ص ۶۷۰ ص ۶۷۱ ص ۶۷۲ ص ۶۷۳ ص ۶۷۴ ص ۶۷۵ ص ۶۷۶ ص ۶۷۷ ص ۶۷۸ ص ۶۷۹ ص ۶۸۰ ص ۶۸۱ ص ۶۸۲ ص ۶۸۳ ص ۶۸۴ ص ۶۸۵ ص ۶۸۶ ص ۶۸۷ ص ۶۸۸ ص ۶۸۹ ص ۶۹۰ ص ۶۹۱ ص ۶۹۲ ص ۶۹۳ ص ۶۹۴ ص ۶۹۵ ص ۶۹۶ ص ۶۹۷ ص ۶۹۸ ص ۶۹۹ ص ۷۰۰ ص ۷۰۱ ص ۷۰۲ ص ۷۰۳ ص ۷۰۴ ص ۷۰۵ ص ۷۰۶ ص ۷۰۷ ص ۷۰۸ ص ۷۰۹ ص ۷۱۰ ص ۷۱۱ ص ۷۱۲ ص ۷۱۳ ص ۷۱۴ ص ۷۱۵ ص ۷۱۶ ص ۷۱۷ ص ۷۱۸ ص ۷۱۹ ص ۷۲۰ ص ۷۲۱ ص ۷۲۲ ص ۷۲۳ ص ۷۲۴ ص ۷۲۵ ص ۷۲۶ ص ۷۲۷ ص ۷۲۸ ص ۷۲۹ ص ۷۳۰ ص ۷۳۱ ص ۷۳۲ ص ۷۳۳ ص ۷۳۴ ص ۷۳۵ ص ۷۳۶ ص ۷۳۷ ص ۷۳۸ ص ۷۳۹ ص ۷۴۰ ص ۷۴۱ ص ۷۴۲ ص ۷۴۳ ص ۷۴۴ ص ۷۴۵ ص ۷۴۶ ص ۷۴۷ ص ۷۴۸ ص ۷۴۹ ص ۷۵۰ ص ۷۵۱ ص ۷۵۲ ص ۷۵۳ ص ۷۵۴ ص ۷۵۵ ص ۷۵۶ ص ۷۵۷ ص ۷۵۸ ص ۷۵۹ ص ۷۶۰ ص ۷۶۱ ص ۷۶۲ ص ۷۶۳ ص ۷۶۴ ص ۷۶۵ ص ۷۶۶ ص ۷۶۷ ص ۷۶۸ ص ۷۶۹ ص ۷۷۰ ص ۷۷۱ ص ۷۷۲ ص ۷۷۳ ص ۷۷۴ ص ۷۷۵ ص ۷۷۶ ص ۷۷۷ ص ۷۷۸ ص ۷۷۹ ص ۷۸۰ ص ۷۸۱ ص ۷۸۲ ص ۷۸۳ ص ۷۸۴ ص ۷۸۵ ص ۷۸۶ ص ۷۸۷ ص ۷۸۸ ص ۷۸۹ ص ۷۹۰ ص ۷۹۱ ص ۷۹۲ ص ۷۹۳ ص ۷۹۴ ص ۷۹۵ ص ۷۹۶ ص ۷۹۷ ص ۷۹۸ ص ۷۹۹ ص ۸۰۰ ص ۸۰۱ ص ۸۰۲ ص ۸۰۳ ص ۸۰۴ ص ۸۰۵ ص ۸۰۶ ص ۸۰۷ ص ۸۰۸ ص ۸۰۹ ص ۸۱۰ ص ۸۱۱ ص ۸۱۲ ص ۸۱۳ ص ۸۱۴ ص ۸۱۵ ص ۸۱۶ ص ۸۱۷ ص ۸۱۸ ص ۸۱۹ ص ۸۲۰ ص ۸۲۱ ص ۸۲۲ ص ۸۲۳ ص ۸۲۴ ص ۸۲۵ ص ۸۲۶ ص ۸۲۷ ص ۸۲۸ ص ۸۲۹ ص ۸۳۰ ص ۸۳۱ ص ۸۳۲ ص ۸۳۳ ص ۸۳۴ ص ۸۳۵ ص ۸۳۶ ص ۸۳۷ ص ۸۳۸ ص ۸۳۹ ص ۸۴۰ ص ۸۴۱ ص ۸۴۲ ص ۸۴۳ ص ۸۴۴ ص ۸۴۵ ص ۸۴۶ ص ۸۴۷ ص ۸۴۸ ص ۸۴۹ ص ۸۵۰ ص ۸۵۱ ص ۸۵۲ ص ۸۵۳ ص ۸۵۴ ص ۸۵۵ ص ۸۵۶ ص ۸۵۷ ص ۸۵۸ ص ۸۵۹ ص ۸۶۰ ص ۸۶۱ ص ۸۶۲ ص ۸۶۳ ص ۸۶۴ ص ۸۶۵ ص ۸۶۶ ص ۸۶۷ ص ۸۶۸ ص ۸۶۹ ص ۸۷۰ ص ۸۷۱ ص ۸۷۲ ص ۸۷۳ ص ۸۷۴ ص ۸۷۵ ص ۸۷۶ ص ۸۷۷ ص ۸۷۸ ص ۸۷۹ ص ۸۸۰ ص ۸۸۱ ص ۸۸۲ ص ۸۸۳ ص ۸۸۴ ص ۸۸۵ ص ۸۸۶ ص ۸۸۷ ص ۸۸۸ ص ۸۸۹ ص ۸۹۰ ص ۸۹۱ ص ۸۹۲ ص ۸۹۳ ص ۸۹۴ ص ۸۹۵ ص ۸۹۶ ص ۸۹۷ ص ۸۹۸ ص ۸۹۹ ص ۹۰۰ ص ۹۰۱ ص ۹۰۲ ص ۹۰۳ ص ۹۰۴ ص ۹۰۵ ص ۹۰۶ ص ۹۰۷ ص ۹۰۸ ص ۹۰۹ ص ۹۱۰ ص ۹۱۱ ص ۹۱۲ ص ۹۱۳ ص ۹۱۴ ص ۹۱۵ ص ۹۱۶ ص ۹۱۷ ص ۹۱۸ ص ۹۱۹ ص ۹۲۰ ص ۹۲۱ ص ۹۲۲ ص ۹۲۳ ص ۹۲۴ ص ۹۲۵ ص ۹۲۶ ص ۹۲۷ ص ۹۲۸ ص ۹۲۹ ص ۹۳۰ ص ۹۳۱ ص ۹۳۲ ص ۹۳۳ ص ۹۳۴ ص ۹۳۵ ص ۹۳۶ ص ۹۳۷ ص ۹۳۸ ص ۹۳۹ ص ۹۴۰ ص ۹۴۱ ص ۹۴۲ ص ۹۴۳ ص ۹۴۴ ص ۹۴۵ ص ۹۴۶ ص ۹۴۷ ص ۹۴۸ ص ۹۴۹ ص ۹۵۰ ص ۹۵۱ ص ۹۵۲ ص ۹۵۳ ص ۹۵۴ ص ۹۵۵ ص ۹۵۶ ص ۹۵۷ ص ۹۵۸ ص ۹۵۹ ص ۹۶۰ ص ۹۶۱ ص ۹۶۲ ص ۹۶۳ ص ۹۶۴ ص ۹۶۵ ص ۹۶۶ ص ۹۶۷ ص ۹۶۸ ص ۹۶۹ ص ۹۷۰ ص ۹۷۱ ص ۹۷۲ ص ۹۷۳ ص ۹۷۴ ص ۹۷۵ ص ۹۷۶ ص ۹۷۷ ص ۹۷۸ ص ۹۷۹ ص ۹۸۰ ص ۹۸۱ ص ۹۸۲ ص ۹۸۳ ص ۹۸۴ ص ۹۸۵ ص ۹۸۶ ص ۹۸۷ ص ۹۸۸ ص ۹۸۹ ص ۹۹۰ ص ۹۹۱ ص ۹۹۲ ص ۹۹۳ ص ۹۹۴ ص ۹۹۵ ص ۹۹۶ ص ۹۹۷ ص ۹۹۸ ص ۹۹۹ ص ۱۰۰۰ ص





۱۰ یعنی اس بات میں جو برکات اور عجیب و غریب چیزیں ظہور پذیر ہوئی ہیں تم اسے جانتی ہو۔  
 ۱۱ علامہ طبری رحمۃ اللہ نے کہا کہ اولادِ آدم کے اعمال لکھے جاتے ہیں۔ جو سال کے دوران روز بروز اٹھائے جاتے ہیں۔  
 جس طرح کہ لکھے جاتے ہیں۔ اس سال میں پیدا ہونے والے اور مرتد ہونے والے۔ تو ان سب چیزوں کی تحریر اس شب میں ہوتی ہے  
 پھر سال میں پورے دن اٹھائے جاتے ہیں۔ مگر یہ معنی عبارت سے دوسرے کیونکہ حدیث کے الفاظ میں تو یوں ہے کہ اس رات  
 میں اٹھائے جاتے ہیں نہ کہ لکھے جاتے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ تمام سال کے اعمال روز بروز اٹھائے جاتے ہوں۔ مگر اس رات  
 میں سارے کیمیا رگی نکھو دیے جاتے ہوں۔ پھر سارا دفتر بھی مقابلے کی غرض سے اٹھایا جاتا ہو۔ جیسا کہ اہل حساب کرتے ہیں۔  
 اس شب کی عظمت اور حکم الہی کی وجہ سے واللہ اعلم۔

۱۲ رزقِ ابدی سے اس کا لکھا جانا ملو ہے۔ جس طرح اعمال لکھے جاتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ اس  
 رات میں لوگوں کی اہل اور ان کا رزق لکھا جاتا ہے اور ان لوگوں کے نام لکھے جاتے ہیں جو اس میں حج کی سعادت حاصل  
 کریں گے اور جنہیں اس سعادت کی توفیق نصیب ہوگی اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نیک اعمال کے اٹھنے کا ذکر مینا  
 جو بندے کے لیے جنت میں جانے کا ذریعہ بنتے ہیں اور آپ نے یہ بھی سنا کہ بندوں کے عمل کرنے سے پہلے ہی یہ نکھو دیے  
 جاتے ہیں۔ تو اس سے آپ نے سمجھا کہ جنت میں جانا اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کے فضل و کرم سے ہے۔ تنہا عمل سے نہیں  
 اس لیے آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی آدمی جنت میں اللہ کی رحمت کے بغیر جاسکے گا۔ الخ۔

۱۳ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین بار فرمائی یا حضرت عائشہ کا سوال اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب  
 دونوں کا تکرار تین بار ہوا۔ بعض نسخوں میں تین بار کا ذکر نہیں ہے۔

۱۴ یعنی آپ کی ذاتِ اقدس کہ اللہ کے رسول اور اس کے محبوب ہیں۔ اللہ کی رحمت سے ہی بہشت میں داخل ہوں گے؟  
 ۱۵ یعنی اس میں بھی ایسی رحمت کے ساتھ جنت میں جاؤں گا جو اس کی ذات کی طرف سے نازل ہوتی ہے اور اس کے  
 فضل و بطن سے۔ اگرچہ میرا وجود سراسر رحمت ہے۔ بلکہ تمام جہانوں کی رحمت ہے۔

۱۶ جو سر مبارک پر دستِ اقدس رکھنے سے درگاہِ حق تعالیٰ میں اپنی سکنت اور حجاجی کا اظہار ہے اور اس جانب  
 اشارہ ہے کہ میرے پاؤں تک اللہ تعالیٰ کی رحمت میرے شامل حال ہے اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی تعظیم کرتا  
 ہوں اس لیے کہ منہضت کا طلبگار ہوں۔ عائدہ یم مخفف سے یعنی سر۔

حضرت ابو موسیٰ لا شری رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب اپنے بندوں پر اپنی

چشمِ فضل و رحمت سے جھانکتا ہے تو ساری مخلوق کو بخش

وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَيَطَّلِعُ

فِي لَيْلَةِ النُّصُفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ

لَجَمِيعٍ خَلْقِهِ إِلَّا لِمُشَاهِدٍ أَوْ مُشَاهِدٍ  
رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ سَوَاكُ  
أَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو  
ابْنِ الْعَارِصِ وَ رَفِیْ رَوَايَتِهِ إِلَّا  
اَتْنَيْنِ مُشَاهِدٌ وَ قَاتِلٌ لِنَفْسٍ -

دیتا ہے مگر شرک اور کینہ پروردگار کو۔  
ابن ماجہ اور احمد نے اسے مہر اللہ بن عمرو  
بن العاص سے روایت کیا۔ اور احمد کی روایت  
میں اس طرح آیا ہے گرد و آدمیوں کو ایک کینہ پرورد  
کو دوسرے خود کشی کرنے والے کو کہے

۱۔ اس معنی کے مطابق لفظ یقطع طامشہ اور لام کی زیر سے ہے۔ اور یقطع طامشہ کن لام کی زیر سے بھی آیا ہے۔ یہ  
طلوع سے مشتق ہوگا۔ اور اس سے مراد نزل ہے جیسا کہ حدیث تہجد میں واقع ہوا کہ نزل رہنا۔ ہمارے نزل اجلال فرماتا ہے  
اور اس حدیث میں بھی یہی کی روایت میں نزل واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ حدیث تہجد میں ہے۔ البتہ اس حدیث میں اتنا سفر زیادہ  
ہے کہ اس رات میں رب تعالیٰ کا نزل اجلال و رحمت و وقت غروب آفتاب سے ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آئندہ حدیث  
میں آ رہا ہے۔ حاصل معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شب میں رحمت و مغفرت کی صفت سے تجلی فرماتا ہے۔

۲۔ یعنی جو خلاف شریعت کسی سے کینہ رکھتا ہے اور حکم شریعت کے مطابق کسی سے دل میں کینہ رکھنا جائز ہے۔  
۳۔ اور بعض احادیث میں کچھ اور لوگوں کا بھی اضافہ فرمایا۔ یعنی رشتہ داروں سے قطع تعلقی کرنے والا اور بعض میں  
تبدل و شلوار کو ٹخنوں سے نیچے رکھنے والا۔ والدین کا نافرمان۔ اور عادی شراب نوشی کا ذکر بھی آیا ہے۔ بعض احادیث میں  
ظلم سے شریعت والہ جادوگر کا بھی۔ بخوی فرماتے ہیں والا اور گانے کے ساز بجانے والا بھی آیا ہے۔

۱۱۳۳ وَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا  
كَانَتْ كَيْلَهُ الْيَقِظُ مِنْ شَعْبَانَ  
فَقُرْمُوا كَيْلَهَا وَ صُومُوا يَوْمَ مَعَا  
فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْزِلُ فِيهَا لِلْعَرُوبِ  
الشَّمْسِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقْتُلُ  
أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرْ لَهُ الْأَمْثَرُ  
فَادْرُكْهُ أَلَا مُبْتَلًى فَأَعَا فِيهِ إِلَّا  
كَلْبًا أَلَا كَذَا حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ -  
رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ -

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شبِ شعبان میں  
اللہ تعالیٰ عظیم نے فرمایا جب پندرہویں شبِ شعبان کی  
رات ہو تو رات ہی قیام کرو۔ صبح میں روزہ رکھو پھر کھانا  
کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ صبح دس بجے صبح نماز پڑھاؤ۔  
نزل رحمت فرماتا ہے۔ اور کتاب ہے کئی ساتھی مانگتے ہیں  
ہے کہ میں اسے بخش دوں۔ کئی روزی مانگتے ہیں  
ہے کہ میں اسے روزی دوں۔ کئی بیمار ہے کہ میں  
اسے شفا دوں۔ کیا کوئی ایسا ہے کیا کوئی ایسا  
ہے۔ طلوع فجر تک۔

(ابن ماجہ)

۱۔ یہ اور دوسرے مطالب و حاجات داروں سے کیا یہ ہے۔ چنانچہ کوئی گناہ گار نہیں کہ میں اسے بخش دوں۔ کیا کوئی

نکلیں نہیں کہیں سے خوش دل کروں۔ اللہ تعالیٰ فجر طلع ہونے تک اسی طرح فرماتا رہتا ہے۔

## بَابُ صَلَوةِ الصُّحَىٰ

### نماز چاشت کا باب

مخدومۃ دن کا بلند ہونا منجی اذان کی پیش اور الف مقصورہ چاشت اور شعاع آفتاب کے معنی میں آتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول مبارک وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا طلع آفتاب کے بعد لوگوں میں دونوں نمازیں متعارف ہیں۔ ایک نماز سورج ایک دھیزہ بلند ہونے کے وقت۔ اسے نماز اشراق کہتے ہیں۔ دوسری نماز چاشت جو سورج کے چوتھا حصہ آسمان پر بلند ہونے کے وقت دوپہر سے کچھ پہلے۔ اسے نماز چاشت کہتے ہیں۔ بہت سی احادیث ہیں صلوٰۃ منجی کا نام دونوں کے نمازوں کے لیے آیا ہے۔ بعض احادیث میں صلوٰۃ منجی کا اطلاق نماز اشراق پر آیا ہے جیسا کہ امام سیوطی نے طبرانی کی حدیث سے نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے ام صانی یہ نماز اشراق ہے حالانکہ جو نماز آپ نے حضرت ام صانی کے گھر پڑھی تھی وہ نماز چاشت تھی۔ اور امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول بِاللَّحْظِ وَالْأَشْرَاقِ کی تفسیر میں فرمایا کہ وقت اشراق وہ وقت ہے کہ آفتاب روشن ہو جائے اس کی شعاع صاف ہو جائے اور وہ چاشت کا وقت تھا۔ مختصر یہ کہ دن کے پہلے حصے میں جو نماز پڑھی جاتی ہے اس پر اور جو نماز دن کا چوتھا حصہ گزرنے پر پڑھی جاتی ہے اس پر نماز اشراق کا اطلاق آیا ہے۔ پس دونوں نمازوں کو صلوٰۃ منجی اور صلوٰۃ اشراق کہہ سکتے ہیں۔ متعارف وہ ہے جو بیان کیا گیا ہے حقیقت میں ایک ہی وقت ہے کہ اس کے اول میں ایک نماز اور اس کے آخر میں دوپہر سے کچھ پہلے دوسری نماز (چاشت) پڑھی جاتی ہے اور جب کہ بعض دفعہ دونوں وقتوں میں یہ نماز پڑھی گئی ہے۔ اس سے گمان کر لیا گیا کہ یہاں دو وقت ہیں۔ اور دو نمازیں۔ بعض علماء ان دو اوقات کو صلوٰۃ منجی اور صلوٰۃ کبریٰ بھی کہتے ہیں۔ نماز چاشت میں بہت سی احادیث اور آثار آئے ہیں۔ اکثر علماء اس نماز کو مستحب قرار دیتے ہیں۔ پسندیدہ اور مختار قول یہی ہے۔ کتاب ماہب الدین میں ہے کہ شیخ ولی الدین بن العزازی نے کہا کہ صلوٰۃ منجی میں بہت سی احادیث صحیحہ مشہورہ آئی ہیں تا آنکہ محمد بن جریر الطبرانی نے کہا کہ اس بارے میں وارد شدہ احادیث تمام سنوی اور درجہ یقین کو پہنچ چکی ہیں۔ اور قاضی ابونعیم بن العربی المالکی نے کہا کہ یہ پچھلے انبیاء و صلحین عظیم الصلوٰۃ والسلام کی نماز ہے اور امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے دلیلی سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ صلوٰۃ منجی اکثر و بیشتر حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور ابن الجار سے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت کرتے ہوئے کہا کہ صلوٰۃ منجی وہ نماز ہے جسے حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اجمعین ہمیشہ پڑھتے تھے۔ بعض احادیث میں اس نماز کی نفل بھی آئی ہے اور بعض صحابہ کرام نے اس نماز پر بدعت کا اطلاق کیا۔ اور علماء کی ایک جماعت اس کے کردہ ہونے کی طرف گئی ہے۔ جبکہ اسے پابندی کے ساتھ مسجدوں میں پڑھا جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کبھی کبھی پڑھا۔ وہ بھی گھریں۔ سلف صالحین کا بھی اسی پر عمل تھا کہ گھریں پڑھتے تھے۔ مگر یہ اختلاف اس نماز میں ہے جو چوتھا حصہ دن گزرنے پر پڑھی جاتی ہے یعنی نماز چاشت مگر وہ نماز (اشراق) جس کے یہ نماز فجر کے بعد قبلہ رخ بیٹھے رہتے ہیں اور آفتاب بلند ہونے کے بعد پڑھتے ہیں تو اسے بعض نے مکرہ نمازوں میں شمار کیا ہے واللہ اعلم۔

صلوة فضی کی رکعات کی تعداد میں روایات دو سے بارہ تک آئی ہیں، اکثر علماء کے نزدیک چار رکعت مختاریں۔ کیونکہ چار رکعت کی احادیث زیادہ صحیح ہیں اور اس میں اخبار و آثار بھی زیادہ ہیں۔

## الفصل الاول

### پہلی فصل

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں۔  
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن آپ  
کے گھر پر تشریف لائے تو غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز  
پڑھی تو میں نے بھی کوئی نماز اس سے بھی نہ دیکھی مگر اتنی  
بات مزید تھی کہ آپ رکوع و سجود بھی کر رہے تھے  
اور ایک دوسری روایت میں آپ فرماتی ہیں کہ یہ  
چاشت کی نماز ہے۔

عَنْ أُمِّ هَانِئَةَ قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ  
بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ  
وَصَلَّى ثَمَانِيَّ رَكَعَاتٍ فَلَمَّا أَوَّلَ صَلَاةٍ  
قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ  
الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ وَقَالَتْ هِيَ  
يَقَامِلُ الْآخِرَى وَذَلِكَ ضُحًى  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

۱۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا ابوطالب کی بیٹی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ میں ان کا نام ناخست تھا یعنی نہ منے  
کما ان کا نام نہ کرے تھا۔

۲۔ یعنی آپ نے اس نماز کے کسی رکن کو اپنی عادت جاوید کے مطابق ادا نہ کیا۔ مگر اس میں یہ بات ملحوظ رکھی کہ اس کا  
رکوع و سجود بالکل مکمل کیا۔

۳۔ واضح ہو کہ نماز چاشت میں عمدہ اور مشہور حضرت ام صانی کی حدیث ہے۔ امام احمد نے کہا کہ صحیح ترین حدیث جو نماز  
چاشت کے بارے میں آئی ام صانی کی حدیث ہے بعض نے کہا ام صانی کے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نماز پڑھنا فتح مکہ  
کے شکرانہ کے طور پر تھا۔ آپ کے بعد ام ادا سے نماز فتح کتنا قدر فتوحات کے بعد اسے پڑھتے تھے۔ بعض نے کہا کہ

در اصل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وظائف میں ایک وظیفہ مہاجت کی نفع کی مصروفیت میں رہ گیا تھا۔ اس نماز کی صورت میں آپ نے اسے لغوا کیا۔ تحقیق یہ ہے کہ آپ نے یہ چاشت کی نماز ہی پڑھی کسی وظیفے کی تعداد تھی۔ کیونکہ ابو داؤد اور مسلم نے اسے سجدۃ النہی کے فقرے سے روایت کیا۔ یعنی وقت چاشت کی تبع۔ وقت کی طرف اضافت کرنا اس وقت کے سبب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں ظہر کی نماز عصر کی نماز، مواہب لدنیہ میں ابن عبدالبر سے روایت کیا کہ ام صانی نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یہ کونسی نماز تھی۔ فرمایا۔ چاشت کی نماز۔

۲۲۵ وَ عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ  
عَائِشَةَ كَمْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ صَلَوةَ  
الصُّبْحِ قَالَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيدُ  
مَا شَاءَ اللَّهُ -

حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں  
میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز کتنی رکعتیں پڑھتے تھے۔  
فرمایا چار رکعتیں اور جبر اللہ چاہتا اس سے زیادہ بھی  
پڑھتے تھے۔

(مسلم)

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۷ حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا تابعہ میں ثقہ ہیں اور طبقہ ثالثہ سے ہیں۔  
۱۸ روایات میں اس کی رکعتوں کی تعداد بارہ سے زیادہ نہیں آئی۔

۱۹ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُحِبُّ عَلَى كُلِّ سُلَامَةٍ مِنْ أَحَبِّكُمْ  
حَدَقَةٌ فَكُلُّ تَبْيَعَةٍ حَدَقَةٌ  
وَكُلُّ تَوْمِيْدَةٍ حَدَقَةٌ وَكُلُّ  
تَلْبِيْسَةٍ حَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ  
حَدَقَةٌ وَ أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ حَدَقَةٌ  
وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ حَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ  
مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ  
الصُّبْحِ -

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا تم میں سے ہر آدمی کے ذمے اس کے حجم کے  
ہر بندہ ٹہکی پر صدقہ لازم ہے۔ پس ہر تبیع صدقہ ہے  
ہر تومید صدقہ ہے اور ہر تلبیس صدقہ ہے اور ہر  
تکبیر صدقہ ہے۔ ہر امر بالمعروف صدقہ ہے اور  
نہی عن المنکر صدقہ ہے۔ اس کی جگہ نماز  
چاشت کی دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں۔

(مسلم)

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۷ اصل میں سلامی آیا ہے۔ سین کی پیش۔ لام مخفف۔ میم کی زبر۔ یعنی صفر۔ بعض نے کہا سلامی ہر اس پڑھی کو کہتے ہیں

جس میں جڑ بڑھو اور ہر اس ٹہری کو بھی جس سے انسان حرکت کے وقت سہارہ لیتا ہے۔ پس نیدہ قول یہ ہے کہ ٹہری ٹہری کے ہر جڑ کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت بیدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ انسان پر لازم ہے کہ اپنے جسم کے ہر جڑ کے عین صدقہ کرے۔ یعنی ہر عضو اور ٹہری اور جڑ اور صحت و سلامتی انسان کے لیے نعمت ہے جس کا شکر کرنا اس پر لازم ہے اور جبکہ وجود شکر کہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنی ہر چیز کو اس مقصد کے لیے صرف کرے جس کے لیے اس چیز کو پیدا کیا گیا ہے ایک دشوار اور مشکل امر ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ازراہ لطف و کرم بندے سے ذکر الہی۔ اس کی حمد و ثناء وغیرہ خیرات اور امر معروف و نہی شکر کو بندے پر ہر جڑ کے عین صدقات و واجبہ ضروریہ کی طرح لازم قرار دیا۔

۲۷ یعنی سبحان اللہ کہنا۔

۲۸ یعنی الحمد للہ کہنا۔

۲۹ یعنی لا الہ الا اللہ کہنا۔

۳۰ یعنی اللہ اکبر کہنا۔

۳۱ یعنی نیک کام کا حکم دینا۔

۳۲ یعنی کسی کو ناما مشروع اور ناجائز کام سے باز رکھنا۔

۳۳ یعنی یہ دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ تمام جڑوں کے شکرانہ کے طور پر اپنی دو رکعت کو قبول کرتا اور اس پر جزا عطا کرتا ہے۔ یہ فی الحقیقت نماز شکرانہ ہے تمام ظاہری باطنی نعمتوں کا کیونکہ انسان کا ہر عضو اور جڑ و دل بدن وغیرہ ساری تعالیٰ کی خدمت اور دعا اس کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ مالک فیضیت کے ساتھ نماز چاشت کو مخصوص کر دیا گیا کہ وہ اول دن اور نعمتوں کے استعمال کے آغاز میں پڑھی جاتی ہے اور لفظ بحری یا لکی پیش اور ہمزہ اور یا لکی زبر اور ہمزہ کے بغیر دونوں طرح روایت ہے۔ اول صیغہ جزاء سے ہے ہمزہ کی اندیشہ سے ہے یعنی کفار سے اور دوسرا صیغہ جاز سے یعنی بدلہ۔

حضرت شریفین ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بے شک ایک نے ایک قدم کو چاشت کی نیت سے پڑھنے لکھا تو فرمایا یہ لکھ اس بات کو جاننا کہ یہ لکھ اس گھڑی کے بجائے دوسری گھڑی افضل ہے۔ یہ لکھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادا بین کی نماز اس وقت ہے جب کہ اونٹ کے پیچے کے پاؤں گرم ہونے لگیں۔ (مسلم)

۱۳۳۴ وَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّهُ بَايَ قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الصُّبْحِ فَقَالَ لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ عَلَى غَيْرِ هَذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْآوَابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفَصَالُ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۱ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔ سترہ غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم رکابی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خصوصی دوستوں میں سے تھے۔  
۱۲ یعنی ثواب کے لحاظ سے۔

۱۳ امامین یعنی درگاہ حق تعالیٰ میں توبہ کرنے والے اور اس کی طرف رجوع کرنے والے۔ رَدْمَعْنُ لا دَمِیم کی نہ بر معنی ریت وغیرہ پر دھوپ کا تیز پڑھنا اور دن کا گرم ہو جانا۔ اس وقت میں نماز کی افضلیت اس وجہ سے ہے کہ یہ وقت لوگوں کے فراغت و آرام کا وقت ہے تو اس وقت نماز نہ پڑھے گا مگر وہ جو درگاہ حق سبحانہ کی طرف رجوع رکھتا ہے اور اس ذات جل و علا کے ذکر سے انس و محبت رکھتا ہے جس طرح نصف رات کے وقت نماز پڑھنا۔

## الفصل الثانی دوسری فصل

حضرت ابو الدرداء اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے اے فرزند آدم میرے لیے اول دن میں چار رکعت میرے لیے پڑھ کہ میں اس کی وجہ سے آخر دن تک تیرے لیے کافی ہو جاؤں گا۔  
اسے ابو داؤد اور دارمی نے نعیم بن ہبشہ الغطفانی سے اور احمد نے ان تینوں سے روایت کیا۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَ أَبِي ذَرٍّ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَنَّهُ قَالَ يَا ابْنَ آدَمَ ارْكَبْ رُحَىٰ أَرْكَبُكَ كَعَابَتٍ مِّنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَوَّْلُكَ آخِرُهُ۔  
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ الدَّائِمِيُّ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ هُبَيْرٍ الْغُطَفَانِيِّ وَ أَحْمَدُ عَنْهُمَا۔

۱۴ یعنی اسے آدمی میرے لیے اور میری رضا حاصل کرنے کے لیے پورے اخلاص کے ساتھ دن کے اول حصہ میں چار رکعت ادا کہ اس کے فرض میں تیرے لیے آخر دن تک کافی ہو جاؤں گا اور میں تیرے کام پورے کروں گا کہ تیری حاجت پوری ہو گا کہ اگر وہ امور کو تجھ سے دور رکھوں گا۔ یعنی اپنے دل کو میری عبادت کے لیے فارغ کریں تیرے دل کو تیری عبادت سے فارغ کر دوں گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے متقی اور متوکل لوگوں کے لیے وعدہ کر رکھا ہے  
۱۵ نعیم بن ہبشہ

۱۶ تمام دعاؤں کا زبردست مشکوٰۃ کے اکثر نسخوں میں اسے آیا ہے یعنی معمار۔ آپ شامی صحابی ہیں۔ ان کے نام میں بہت اختلاف ہے ہم نے اسے شرح (عری) میں ذکر کیا ہے۔



۴۷ غطفانی زین کا زبر پھر نا غطفان کی طرف نسبت ہے۔ یہ قبیلہ کے باب کا نام ہے۔  
 ۱۳۳۹ وَ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَقُولُ فِي الْإِنْسَانِ ثَلَاثُ مَائَةٍ  
 قِسْمُونَ مَفْصِلًا فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ  
 عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ مِنْهُ بِصَدَقَةٍ  
 قَالُوا وَ مَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ يَا نَبِيَّ  
 اللَّهِ قَالَ الشُّحَّاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ  
 تَدْفِنُهَا وَ الشَّيْءُ مُنْعِيهِ عَنْ  
 الْفَرِيقِ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَرَكْعَةً  
 الصُّحَى تُجْزِلُكَ .

حضرت بکریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
 ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ  
 فرماتے تھے انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑے ہیں۔ تو  
 انسان پر لازم ہے کہ ہر جوڑے کی طرف سے صدقہ کرے  
 لوگوں نے کہا۔ اے اللہ کے نبی اس کی کون سی طاقت رکھتا  
 ہے۔ فرمایا مسجد میں پڑے ہوئے تھوک کو زمین میں  
 دفن کر دے اور راستے میں پڑھی ہوئی چیز کو راستے  
 سے ہٹا دے۔ اگر تو ایسی کوئی چیز نہ پائے تو  
 چاشت کی دو رکعتیں تیرے لیے کافی ہیں کرتی  
 ہیں یہ

(البدائع)

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

۴۸ لے بکریدہ باکی پیش۔ راکی زبر۔ آپ صحابی ہیں اور آپ نے قول مشہور کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ ہجرت  
 کے دوران اسلام قبول کیا۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی خدمات انجام دیں۔ اسی طرح خلفاء راشدین کی بھی۔ آپ کی  
 قبر اور قبر میں ہے کیونکہ آپ وہاں جہادِ اسلامی کے لیے آئے تھے۔ لوگ آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے اور اس سے  
 برکت حاصل کرتے ہیں۔

۴۹ کہ ہر جوڑے کے بدلے صدقہ کرے اور خیر کا کام کرے۔

۵۰ تھوک یا ناک کی آلائش جو مسجد میں پڑی ہوئی ہو۔

۵۱ یعنی ایذا دینے والی چیزیں۔ جیسے نجاست، پتھر اور کانٹے وغیرہ اور عربی فقہاء فقہاء نے اس پر اصرار کیا ہے۔

۵۲ کہ یہ تین کام تیرے لیے صدقہ اور تین سو ساٹھ جوڑوں کے مطہر کرنے کا اعانگی کے لیے کافی ہیں یہ وہ جوڑے ہیں جن سے انسان اسلامی شاعر کی تعظیم اور مخلوق کو ایذا دینے والی چیزوں کو دفع کرتا ہے۔ اگرچہ معمولی چیزیں ہیں مگر خدا کی طرف سے  
 اس امر پر بھی دلالت کرتی ہے کہ تھوک اور ناک کی آلائش کو دفن کرنا اور راستے سے اذیت دینے والی چیزوں کو دور کرنا اور رکعت نماز سے انفل ہے۔ کیونکہ یہ مسجد کی تعظیم اور خلقِ خدا سے اذیت دور کرنے پر مشتمل ہے کہ انفل کے لیے  
 نماز ادا کرنا یہ کام کرنے سے آسان تر ہے۔ جیسا کہ تجربہ اس کا گواہ ہے۔

۱۳۳۹ وَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز چاشت بارہ رکعت پڑھتا ہے اللہ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بناتا ہے۔

اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اسے اس اسناد کے سوا اور کسی طریقہ سے نہیں پہچانتے یعنی اس اسناد کے سوا جسے ترمذی نے ذکر کیا۔

اسے کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہیں۔

حضرت معاذ بن انس الجنبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد اپنی جائے نماز پر ہی بیٹھا رہا یہاں تک کہ اس نے اشراق کی دو رکعتیں پڑھیں اور غیر دیکھی کے سوا کوئی بات نہ کی تو اس کی خدائیں بخش دی جاتی ہیں۔ اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ جتنی ہی ہوں۔

(ابوداؤد)

اللّٰهُ مَتٰی اللّٰهُ عَلَیْکُمْ تَسْتَخَرُ  
مَنْ مَتٰی الْقَضٰی مَتٰی عَشْرًا  
تُكْفَىٰ نَفْسُ اللّٰهِ لَکَ قَصْرًا مِّنْ  
ذَهَبٍ فِی الْجَنَّةِ

لَقَدْ اَتَىٰ التِّرْمِذِیُّ وَ ابْنُ کَبَّاشَةَ  
وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ سَمِعْتُ هَذَا حَدِیثًا رَوٰی  
لَا تَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسے یہ نماز چاشت کا اکثر سونے یعنی اس نماز کی رکعتیں کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہیں۔

وَعَنْ مَعَاذِ بْنِ اَنَسٍ  
الْجَنْبِیِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی  
اللّٰهُ عَلَیْکُمْ وَ سَلَّمَ مَنْ کَعَدَ  
فِی مُصَلَّاهُ حَتّٰی یَسْعَرَکَ رَمَتْ  
مَسْلُوکَ الصُّبْحِ حَتّٰی یَسْتَبِیحَ تَلَوَّ  
الْقُرْآنَ لَا یَقُولُ اِلَّا خَیْرًا غُفِرَ  
لَهُ خَطَايَاہُ وَاِنْ کَانَ اَشَدَّ  
مِنْ ذَبْدِ الْبَحْرِ

(ابوداؤد)

اسے یعنی آفتاب کے بلند ہونے تک

۲۔ یعنی بہت دیر تک جو خیر ہو اور جس میں آخرت کا اجر و ثواب ہو جیسے ذکر اور تلاوت وغیرہ اور اگر اس نے کوئی ایسی بات کی جو میں کسی مسلمان کا فائدہ ہو تو وہ خیر اور نیکی کی بات کی طرح ہے۔

۳۔ یہاں نماز فجر سے نماز اشراق ملا ہے۔ دوسری احادیث میں صلوٰۃ ضحیٰ سے دونوں نمازوں نماز اشراق اور نماز چاشت کا احتمال ہے باقی بھی یہ بات کہ یہ ثواب جائے نماز میں بیٹھنے پر ہی مرتب ہوتا ہے اور اگر جائے نماز سے اٹھ جائے اور غفلت میں چلا جائے اور مشغول ہو جائے تو یہ ثواب اسے نہ ملے گا اور ایک دوسری حدیث میں بھی آیا ہے کہ جو شخص اپنا جائے نماز پر بیٹھا ہے اور ذکر میں مصروف رہے تو فرشتے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ شاخ کا دستوں میں ذکر ہے کہ اگر وہاں بیٹھ رہے ہیں پر اگر وہ خیال نہ کرے کہ پڑھنے کا اندیشہ ہو تو غفلت میں جا کر

ذکر وظائف میں مشغول ہو بعض کہتے ہیں ذکر و تلویت کا ثواب است بہر حال بے گامگواری میں بیٹھ رہنے پر محبوبہداشت انگ چیز ہے علماء نے کہا ہے کہ اس وقت کے بیٹھنے میں قبلہ رخ بیٹھنے کو نظر انازنہ کرے۔ اگر نیندا جائے تو پس پردہ ہو کر اسے دود کرے شیخ الاسلام شہاب الدین مہروردی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ عمل جس کی جزا اور بدلہ فی الوقت دنیا میں ہی نقد مل جاتا ہے اور جس سے مامن موز اور روشن ہوتا ہے، یہی عمل ہے، البتہ حجت (شیخ عبدالحق قدس سرہ) کتاب ہے کہ جس طرح کسی آفتاب صبح کے وقت طلوع ہو کر روئے زمین کو روشن کرتا ہے۔ اسی طرح ذکر و حضور کا آفتاب بھی بلند ہو کر سینہ ذاکر کے صحن و فضا کو روشن و تاباں کرتا ہے۔ یہ معنی ذاکرین کے نزدیک عسوس و ہشود کے قریب ہے کہ سالک ملک اسے واضح طور پر عسوس کرتے ہیں۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۱۳۴۲ عَنْ أَبِي مُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَاقَطَ عَلَى شَفْعَةِ النَّبِيِّ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ دَبْدَبِ الْبَحْرِ -

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

حضرت ابو مریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نبی کے درگاہ کی حفاظت کا اس کے تمام گناہ بخش دیے گئے۔ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔

(احمد، ترمذی)

(ابن ماجہ)

۱۔ اس میں لفظ شفعہ ہے۔ شین کا پیش سے اور شین کا زبر سے عجمی کا ہے۔ یہ شفعہ منہ سے نکلتا ہے بمعنی جفت و تر کے مقابل۔

۱۳۴۳ وَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّكَ حَبَّانَتْ تَصَلَّى النَّبِيَّ ثَمَّافِي رُكْعَاتِ ثُمَّ تَقُولُ لَوْ لِي فِي أَبَوَيْ مَا تَوَلَّيْتُكَ (رَوَاهُ مَوْلَاكَ)

عنایت مائتہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عایشہ کا آٹھ رکعتیں پڑھا کرتی تھیں پھر کہتی تھیں کہ اگر میرے مال باپ بھی زندہ ہو کر آجائے تو میں اس سے علا کہ نہ چھوڑتی۔ (داکٹر)

۲۔ یہ بقصد مبالغہ حال مادی کی تعلیق ہے۔ یعنی میں غنا کی لذت کو والدین کی ملاقات کی لذت کے لیے ترک نہ کروں گی۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے

۱۳۴۴ وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ النَّصْبِيَّ حَتَّى يَقُولَ لَا يَدْعُهَا دَعْوَاهَا حَتَّى يَقُولَ لَا يُصَلِّيَهَا (رواهُ الترمذی)

ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ اسے کبھی نہ چھوڑیں گے اور آپ اسے چھوڑ دیتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ اسے کبھی نہ پڑھیں گے (ترمذی)

اے جیسا کہ لوافل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ آپ ہمیشہ اسے پابندی سے نہ پڑھتے تھے۔ یہ آپ کی امت پر شفقت تھی کہ امت پر لازم نہ ہو جائے اور شفقت میں نہ پڑ جائے اور اس کی فرضیت کا حکم نازل نہ ہو جائے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کا حکم ہے۔ اب اگر امت اس نفل پر پابندی کرے تو مستحب ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں اب بھی نماز چاشت میں سنت یہی ہے کہ کبھی کبھی پڑھے۔

۱۲۲۵ دَعْنُ مُوَرِّقٍ الْعَجَلِيَّ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَمَرَ تَصَلِّيُ النَّصْبِيَّ قَالَ لَقُلْتُ فَعَمْرٌ قَالَ لَا قُلْتُ فَأَبُو بَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ خَالِئِيهَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِخَالَهُ۔

حضرت مرقی عجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ چاشت کی نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے کہا حضرت عمر پڑھتے تھے فرمایا نہ۔ میں نے کہا حضرت ابو بکر فرمایا نہ۔ میں نے کہا قرنی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا میرا گلاں ہے کہ آپ بھی نہ پڑھتے تھے۔

(بخاری)

(رواهُ البخاری)

اے موثر بن سیم کا پیشہ وادہ نابروہ را مشرق کی تریہ۔ آخر میں قاف۔ عجل۔ حین کی زیر۔ حیم ساکن یہ عجل بن الجیم کی طرف نسبت ہے۔ آپ تابعی بصری تھا اور عابد و زاہد شخصیت ہیں۔

اے یہاں ظن کی شکل میں نفی کی۔ اس احتمال کی بنا پر کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھی ہو۔ مگر حضرت ابو بکر و عمر کے بارے میں ائمہ نے یقین سے نفی کیا کہ وہ نہ پڑھتے تھے اور نفی کا مطلب معلوم ہو چکا ہے اور وہ یہ کہ یہ حضرات مسجد میں ہمیشہ پابندی سے یہ نماز نہ پڑھتے تھے ورنہ اصل نماز کا پڑھنا بلاشبہ صحیح اور ثابت شدہ امر ہے۔ لا اخالہ ہمزہ کا زیر و زبر دونوں طرح درست ہے۔

# بَابُ التَّطَوُّعِ

## نفل نماز کا باب

لفظ تطوع طوع و طاعت سے بنا ہے۔ یعنی اطاعت و فرمانبرداری۔ نفل جلدت کو تطوع اور تہ تفضل یا نیکو تطوع کہتے ہیں۔ زیادہ تر اس کا اطلاق غیر موکدہ سنتوں پر ہوتا ہے۔ نفل کا صیغہ یا تو تکلف کے لیے یا مبالغہ کے لیے ہے۔ نہ تشریح کی طرف سے ضروری نہ ہونے کے باوجود اسے بجا لاتا اور اطاعت و فرمانبرداری میں مبالغہ کرتا ہے۔

## الفصل الأول

### پہلی فصل

۱۲۴۹ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي هِنْدَ صَلَوَةُ الْفَجْرِ يَا بَنِيَّ حَيْثُمَا يَارَجِي عَمِلَ عَمَلُكَ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ دَقَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرَجِي عِنْدِي إِلَّا أَنِّي لَمْ أَطْعُرْ طَعُومًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارًا إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطَّعُومِ مَا كُتِبَ لِي أَنُ أَصِلَّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہند بن ساریہ کے وقت فرمایا ہے بانی! مجھے ان کی خبر ہے جو نماز کرتے ہیں کیا ہے۔ اور جس کے ثواب کی تجھے بہت زیادہ امید ہے کیرنگہ میں نے جنت میں اپنی آگے تیرے جوتوں کی مانند بنی ہے۔ حضرت ہند نے عرض کیا کہ میں نے اپنے نزدیک کسی اور چیز پر کام نہیں کیا ہے۔ ان کے کہنا کہ اس صلوۃ کی کڑی بین و مشورہ کی گئی کہ وہ اس صلوۃ میں اس قدر نماز پڑھتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی اور صلوۃ میں نہیں پڑھتا۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث میں لفظ دَف آیا ہے۔ وال اور فاشدہ جس کا معنی ہے۔ اونٹ کا راستے پر نرم رفتار سے چلنا۔ اور پرندے کا ہلکے پھلکے انداز میں زمین پر چلنا اور زمین پر پاؤں رکھ کر اس کا پاؤں چلانا۔ لفظ یکدہ یا مشدہ سے یہ صیغہ ثینہ ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خواب یا بیداری میں خشفت ہوئی۔ یہ گما احتمال ہے کہ شب معراج میں آپ نے یہ موقع دیکھا ہو یا کسی اور معراج میں جو آپ کو ہوا دیکھا ہو۔ واللہ اعلم۔

۱۷ یعنی ہر قسم کی طہارت کے وقت غسل اور وضو کی ضرورت میں ہو یا تیمم کی ضرورت میں۔ دن اور رات کی کسی گزری میں۔

۱۸ یعنی گزریں نے اتنی مقدار میں نماز پڑھی جو میرے مقدر میں تھی یا جو خود میں نے اپنے اوپر لازم کر رکھی تھی کہ میں نفل کے پڑھنے کا اپنے آپ کو پابند کر رکھا تھا۔ اس حدیث میں وضو کے بعد نماز پڑھنے کی نفی صحت کا ذکر ہے۔ جسے لوگ تہیۃ وضو کہتے ہیں۔ تحقیق یہ ہے کہ مطلق نفل کی نیت کرے اس کی نیت میں شکر وضو کی نماز کہنا بے حقیقت چیز ہے۔

۱۹ وَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ  
اَللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
یَعْلَمُنَا الْاَسْتِخَارَةَ فِی الْاُمُورِ  
کُلِّهَا کَمَا یَعْلَمُنَا السُّوْرَةَ مِنْ  
الْقُرْآنِ یَقُولُ اِذَا مَرَّ اَحَدُکُمْ  
بِالْاَمْرِ فَلْیَرْکَعْ رُکْعَتَیْنِ مِنْ  
غَیْرِ الْفَرَاغِ ثُمَّ لَیَقُلْ اَللّٰهُمَّ  
اِنِّیْ اَسْتَغِیْرُکَ بِوَلِیِّکَ وَ اَسْتَعِیْذُکَ  
بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ  
الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ  
وَ تَعْلَمُ وَ لَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ  
عَلَّامُ الْغُیُوبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ  
تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ  
فِی دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَتِیْ  
اَمْیْرِ اَوْ قَالَ فِی عَاجِلِ اَمْرِیْ  
وَ اُجَلِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَ یَسْتَرْکِزُ  
ثُمَّ یَقْرَأُ بِکَلِمَاتِہِ وَ اِنْ کُنْتَ  
تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ  
فِی دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَتِیْ  
اَمْیْرِ اَوْ قَالَ فِی عَاجِلِ اَمْرِیْ

حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کاموں کے لیے استخارہ  
کی تعلیم دیتے تھے جس طرح آپ ہمیں قرآن کی تعلیم دیتے  
تھے۔ جب تم میں سے کوئی کسی کام کا قصد و ارادہ کرے  
تو فرض نماز کے علاوہ دو رکعتیں پڑھے پھر یہ کہے۔ اے  
اللہ! یہی تیرے علم کے ساتھ تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں  
اور میں تیری قدرت سے تجھ سے قدرت و طاقت مانگتا  
ہوں۔ اور میں تیرے فضل و عظیم سے حمد مانگتا ہوں۔ کہ  
بے شک تو قادر ہے۔ مجھ میں کوئی طاقت و قدرت  
نہیں۔ اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو تمام چیزوں کو  
جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس  
کا میں نے ارادہ کیا ہے) میرے لیے۔ میرے دین، میری  
زندگی اور انجام کے لحاظ سے یا یوں فرمایا کہ میرے لیے  
دینی طور پر یا دنیوی طور پر میرے لیے بہتر ہے تو اسے  
میرے لیے مقدر کر دے اور اسے میرے لیے آسان  
کر دے۔ پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے۔  
اے اللہ! تجھ سے علم میں یہ بہت ہے کہ یہ کام میرے  
دین، میری زندگی اور میرے انجام کے لیے یا یوں فرمایا۔  
میرے لیے جلد ہی یا دیر کے بعد ہو۔ جسے بلا ہے  
تو اسے مجھ سے پھر دے اور مجھے اس سے پھر دے

وَ اٰجِلِهٖ فَاَصْرَفُهٗ عَنِّي وَ اَصْبَحْتُ  
عَنُّهُ وَ اَقْدُمُ رَاٰی الْخَيْرَ حَيْثُ  
كَانَ ثُمَّ اَرْضٰنِي بِهٖ قَالَ وَ  
يُسَوِّى حَاجَتَهٗ ۔

اور جہاں میرے سے غیرِ برکت ہے وہ میرے مقدّر  
میں کر دے۔ پھر اس کام کے ساتھ مجھ سے خوش ہو جا  
حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اپنی حاجت کا  
نام لے۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(بخاری)

۱۔ یعنی ایسا کام جس کا جو دیں آنا نادر اور ادھمیت بھی رکھتا ہو جیسے سفر، تجارت اور عیادت وغیرہ کھانے پینے کی  
طرح کا عام فعل نہ ہو پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کام مباح ہو اور اس کے نیک اور بدتر ہونے میں تردد اور شک ہو اور اگر وہ  
کام غیر محض ہو تو پھر اس کے وقت خاص یا اس کی حالت خاص کے لیے استخارہ کو نادر سمجھا ہے۔

۲۔ یعنی نماز کے دو فرض یا سفر کے دو فرض اس کے لیے کفایت نہیں کرتے۔ ہاں سنت ہو کہ وہ کی دو رکعتیں بھی اس  
کے لیے کافی ہیں۔ اور اگر دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھے تو بہتر ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ان  
رکعتوں میں قرآن میں سے جو اسے آسان ہو پڑھے۔ بعض روایات میں سورۃ قل یا ایہا الکفران الحمد للہ قل جو اللہ احد کی تحفیس بھی  
آئی ہے۔ سنت سے بھی یہی منقول ہے۔

۳۔ یعنی تیرے علم کی مدد سے میں تجھ سے خیر اور بھلائی طلب کرتا ہوں۔

۴۔ یعنی خیر اور بھلائی کے حاصل کرنے میں میری قدرت کو وسیعہ بناتا ہوں۔

۵۔ یعنی تیرے فضل و کرم سے جو بڑا عظیم اور بے حد نہایت ہے، مجھے ملتا ہوں۔

۶۔ یہ راوی کا شک ہے یعنی حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم نے یا ان تمام الفاظ کے بجائے یا معاشی دعا قبہ میری کے بجائے  
فی حامل امری تا جملہ فرمایا۔ یعنی اس جہاں میں اور اس جہاں میں

۷۔ اور مجھے اس کام کی توفیق عطا فرما۔ اور عاقبت رنج و دل کے لفظ میں غافل نہ رہ۔ دل کی پیش اور دیر دونوں دعا میں  
آئی ہیں۔ یہ قدر سے مشتق ہے۔

۸۔ داری ہمزہ کی زبر را ساکن سے۔ اور ضا سے مشتق ہے اور ط کی زبر ہمزہ کی ضا ہمزہ کے بغیر ضا سے مشتق بھی  
روایت ہے۔

۹۔ یعنی حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم یا راوی نے کہا کہ اس کام کا لفظ کہتے ہوئے اپنی حاجات اور اپنے کام کا نام لے۔  
ظاہر یہ ہے کہ حدیث میں ان صلا الامر کا لفظ بطریقہ عموم حاجت کا عنوان ہے۔ استخارہ کرنے والے کی حاجت میں اس  
خاص کام کا ذکر ہو گا۔ جیسے یہ سفر اور یہ قیام درہائش وغیرہ کہ یہ جانو ہے کہ لفظ صلا الامر کہتے ہوئے اپنی حاجت کا  
ذکر کرے۔ واللہ اعلم۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

۱۳۸۸ عَنْ عَنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ  
وَصَدَّقَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ  
ذَنْبًا ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يَصَلِّي  
ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ  
لَهُ ثُمَّ قَرَأَ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا  
فَآحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا  
اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ -  
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ  
إِلَّا أَنَّ ابْنَ مَاجَةَ لَمْ يَذْكُرِ  
الْآيَةَ -

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھ سے  
حضرت ابو بکر نے حدیث بیان کی اور انہوں نے صحیح بیان کیا  
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ایا  
کوئی شخص نہیں جو گناہ کرے۔ پھر اٹھے اور وضو کرے پھر نماز  
پڑھے۔ پھر اللہ سے معافی مانگے مگر اللہ اسے بخش  
دیتا ہے پھر یہ آیت پڑھی۔ اور وہ لوگ کہ جب  
کوئی برائی کر لیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر ڈالیں تو  
اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی معافی  
چاہیں۔

(ترمذی۔ ابن ماجہ)

مگر ابن ماجہ نے آیت کا ذکر نہیں  
کیا۔

۱۔ اس نماز کو صلوٰۃ الاستغفار کہتے ہیں۔

۲۔ یعنی آیت وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَآحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ۔

۳۔ ابن ماجہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آیت کے پڑھنے کا ذکر نہ کیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مصیبت اور پریشانی  
لاحق ہوتی تو آپ نماز پڑھتے تھے۔

(ابوداؤد)

۱۳۸۹ وَهَذَا حَدِيثٌ كَانَ كَانَ  
الْبُخَارِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا خُذِبَهُ أَمْرٌ مَلَى -  
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

۱۔ اور آپ نماز سے دوچاہتے تھے تاکہ اس مصیبت اور مشکل سے نجات پائیں اور غم و فکر سے چھوٹ جائیں۔  
۲۔ اس وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دراصل اللہ سبحانہ کے اس حکم کی بجا آوری کرتے تھے کہ اسْتَعِذُوا بِاللَّهِ وَالصَّلَاةِ  
۳۔ صلوٰۃ نماز سے مدد لو۔ علماء فرماتے ہیں۔ بندہ جب عبادت میں مشغول ہوتا ہے تو اس پر عالم۔ بربیت منکشف ہو جاتا ہے۔



جب عالم ربوبیت کا احساس ہوتا ہے تو اسے دنیا کیلئے متحرک مکنی دکھائی دیتی ہے۔ تو دنیا کے کسی کام کا نہ ہونا یا ہاتھ سے نکل جانا یا اس کا لاحق ہونا اس کے لیے آسان محسوس ہوتا ہے۔ تو اس دنیوی کام کے نہ ہونے سے گھر گھر میں امداد عرش ہوتا ہے جیسا کہ بزرگ فرماتے ہیں مگر دنیا پاس ہے تو بھی غم نہیں۔ پاس نہیں تو بھی کوئی غم نہیں۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں جب بندہ کسی مصیبت و پریشانی میں مبتلا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف دھڑکے۔ گویا یوں برہن کرے اے اللہ میرے لیے عبادت کو محبوب بنا دے۔ اور میری مراد مجھے تو دے یا نہ دے اور مجھے خوشی عطا کر یا محنت و تکلیف مجھ پر ڈال بہر حالت میں تیری عبادت میرے لیے محبوب بن جائے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ درطاعت، مناجات اور خدا تعالیٰ کے حضور و شہود سے بندے کے باطن میں ایسا فخر پیدا ہو جاتا ہے جس کی بدولت علم و فکر کی ظلمت دل سے نکل جاتی ہے۔ اور سینے کی تنگی دور ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ آیا ہے۔ اِذَا دَخَلَ النُّوْمُ اَلْفُتْمُ اَلْقَلْبُ جِبْ لِزِیْنِیْ مَاضِیْ ہوتا ہے تو سیرہ کسل جاتا ہے۔

۱۵۰۔ وَ عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَدَعَا بِبَلَدٍ فَقَالَ بِمَا سَبَقْتَنِيْ اِلَى الْجَنَّةِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ اِلَّا سَمِعْتُ خَشْفَ خَشْفِكَ اَمَامِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَدْنَتْ قَطُّ اِلَّا صَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ وَمَا اَمَامُ بَنِيْ حَدَّثَ قَطُّ اِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهُ وَ رَاَيْتُ اَبَا اللّٰهِ عَلَيَّ رَكَعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بِعَمَّا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی ترچہ نہت ہال کو بلایا اور فرمایا کہ تم کس وجہ سے جنت میں مجھ سے پہلے نہ گئے۔ یہ تو جنت کی کبھی بھی نہ گیا مگر اپنے سامنے تمہاری آہٹ سی۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کبھی اذان نہ کہی مجھ پر دو رکعتیں پڑھ لی ہیں اور مجھے کبھی چار رکعتیں پڑھائی ہیں۔ میں نے وضو کیا اور میں نے مجھ کو یہ بھی یاد کیا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے چار رکعتیں لازم فرمائی ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میں نے تمہاری آہٹ سے کبھی نہیں سنا۔

(ترمذی)

اسے یعنی تیری آواز یا تیرے جوتوں کی آہٹ حدیث سابق کے تقریر کی بنا پر نہ ختم ہو سکتا۔ یہ تیار و مینو کی آواز۔

اسے یعنی میں نے نہ جانا اور اعتقاد کر لیا کہ مجھ پر خدا تعالیٰ کی دو رکعت ہیں۔ یہ پابندی کے ساتھ پڑھنے سے کلام ہے

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى اللَّهِ أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِّنْ أَهْلِهِ أَوْ إِلَى شَيْءٍ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ ثُمَّ لِيَعْمَلْ رَمْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيُثْبِتَنَّ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى وَلِيَعْمَلَ عَلَى الْيَمِينِ مَلَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَلْحَسَنُ أَكْرَمُ سُبْحَانَ اللَّهِ كَقَوْلِهِ الْقُرْآنِ السَّيِّئِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اسْتَغْفِرُكَ مُجَاهِدٌ رَحِمَتَكَ وَحَقَّكَ وَحَقَّكَ مَكْفُورَتَكَ وَالتَّوْبَةُ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالتَّوْبَةُ مِنْ كُلِّ رَجِيمٍ لَا تَعْمُرُنِي عَنَّا إِلَّا غَفْرَتَكَ وَلَا حَسْبًا إِلَّا تَرْجَتَهُ وَلَا حَاجَةَ إِلَيَّ إِلَّا رِجَّتَهُ وَلَا تَقْبَلُنَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ -

نَعَاةُ الْمُؤْمِنِينَ وَابْنُ مَاجَةَ وَكَانَ الْمُؤْمِنُونَ هَذَا حَبِيبٌ حَرِيبٌ -

(ترمذی - ابن ماجہ)

ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے

اسے کہہ سکتے ہیں ان کے مال باپ کو بھی محابیت کا شرف حاصل ہے۔ حدیث میں حاضر ہوئے اور اس کے بعد کے خرواج میں آپ کو لے آگئے اور یہیں دعائے فرمایا۔ آپ کو نرمی فرست ہونے والے آخری صحابی ہیں۔  
اسے یوں دعا سبب جو اللہ تعالیٰ نے رحمت اور اس کے قبول کا ذریعہ بنیں۔





۱۷ ایک اور عادت میں ولا حول ولا قوۃ۔ الا باللہ کا اضافہ بھی آیا ہے۔  
۱۸ یعنی رکوع کی تسبیح کے بعد۔

۱۹ یعنی سمع اللہ لمن حمد لا ینتاک الحمد کے بعد۔

۲۰ اس غار کے تشہد میں اقیات کے بعد اور سلام سے پہلے یہ دعا آئی ہے۔ اللہم انی اسألك توفیق اهل الهدی۔ واحمال اهل الیقین۔ ومناصحة اهل التوبۃ وعدم اهل الصبر۔ وجد اهل الخشۃ وطلب اهل الرغبۃ۔ وتبعد اهل الودع۔ وعرفان اهل العدم۔ حتی العاک۔ اللہم انی اسألك منافۃ تجزئی عن معاصیک حتی اعمل بطاعتک عملاً استحق بہ رضاک وحتی اناصحک بالتوبۃ خوفاً منك۔ وحتی اخلصک لک النیعتۃ حیاءً منك وحتی اتوکل علیک فی الامور وجہی ظن بک سبحان خالق الخواص۔

۲۱ اے اللہ میں تجھ سے اہل ہدایت جیسی توفیق۔ اہل یقین جیسے اعمال۔ اہل توبہ جیسا غم۔ اہل صبر جیسا عزم و جود۔ اہل خشیت جیسی کوشش۔ اہل رغبت جیسی طلب۔ اہل درع جیسی عبادت اور اہل ہم جیسا عرفان مانگتا ہوں۔ یہاں تک کہ مجھے تیری طاعات نصیب ہو جائیں اور میں تجھ سے ایسا ڈر اور خوف مانگتا ہوں۔ جو مجھے تیری نافرمانیوں سے روک دے۔ یہاں تک کہ میں تیری طاعت میں ایسا مل کر دوں کہ تیری رضا کا مستحق ہو جاؤں اور یہاں تک کہ تیرے خوف سے میری گناہیں گریں۔ اور یہاں تک کہ میں تیری حیا سے تیری غیر خواہی میں غصہ بن جاؤں اور یہاں تک کہ میں ہمد و حمداں تیری تعریف پر ہرگز کوئی احتیاج نہ رکھ سکوں۔ اے پاک ذات! اے قدرت اللہ! وہی کہ پیدا کرتا ہے۔

۲۲ واضح ہو کہ نماز تسبیح میں مشہور معمول طریقہ یہی ہے جو مذکور ہے۔ ترمذی کی حدیث میں حضرت عیسیٰ بن عقیل سے روایت ہے اللہ علیہ السلام کے بعد اور اس طرح ہاتھ و پیم اللہ کے سے پہلے پندرہ بار اور پھر آخر اسکان تک قرآن پڑھ کر پھر رکعت پڑھے اور دو رکعتوں کے بعد تسبیح نہیں ہے۔ پھر پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ یہ نماز دو رکعت کرے کہ دو سلام سے پڑھے۔ یا ایک ہی سلام کے ساتھ چار رکعتیں پڑھے۔ امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق ایک سلام سے پڑھے۔

یہ بھی واضح رہے کہ نماز تسبیح کی حدیث کو جامع الاصول میں ابوداؤد اور ترمذی سے لائے اس ایک روایت میں اس کی انتہا ایک سال بیان کی تمام ٹکڑیاں ایک بار کا ذکر نہ کیا۔ مولف علیہ الرحمۃ (صاحبہ مکتوبہ) ایسا ماننا صحیح نہ لگتا ہے۔ لائے اور حسن جسی میں ابوداؤد ابن ماجہ مستدرک حاکم اور صحیح ابن جابر کے اخبار سے لائے۔ یعنی محدثین کو اس حدیث میں کلام ہے اور امام حنفی نے جو حدیث کو منوع قراعت میں پڑھے بلکہ بازوگوں میں سے یہاں اس حدیث کو منوع قراعت نہ کیا۔ ہم اہل تحقیق کے نزدیک ابن ہنذلی کا بیان مرود ہے کہ بہت سے محدثین نے اس حدیث کو

صح قرار دیا ہے اور یہ نماز تابعین سے ملتا ہے اور ان کے بعد کے لوگوں میں آج تک معمول و مشہور چلی آ رہی ہے۔ مباح  
طریقہ کے یہ نماز پڑھنے کی وصیفت و تاکید کا ہے شیخ ابن رحمۃ اللہ نے اس کی تقریر و اثبات میں ہاتھ سے کام لیا۔  
اس بارے میں مکمل بحث و تحقیق شرح (عربی) میں مذکور ہے۔ یہاں اس حد تک ہی کافی ہے اور اللہ ہی توفیق عطا  
کرنے والا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
فرماتے سنا۔ بندے کے عمل سے سب سے اول  
جس کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر نماز  
ٹھیک ہو گئی تو بندہ کامیاب ہو گیا اور نجات پا گیا۔  
اور اگر نماز بگڑ گئی تو محروم رہ گیا اور نقصان میں  
پڑ گیا۔ اگر بندے کے فرضوں میں کمی ہو گئی  
تو سب قتلے فرمائے گا دیکھو کیا میرے  
بندے کے پاس کچھ نفل ہیں۔ ان سے فرض  
کی کمی پوری کر دی جائے۔ پھر جہنم اعمال  
اسی طرح پر ہوں گے۔

۱۵۸۳ وَ كُنْ اَبْنَىٰ مُرِّيْرَةٍ قَالَ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ  
الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنْ عَمَلِهِ  
صَلَاتُهُ فَاِنْ صَلَّاهُ فَقَدْ أَفْلَحَ  
وَ اَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ  
خَابَ وَ خَسِرَ فَاِنْ اَتَمَّصَ مِنْ  
كُرْبِيْنَةٍ شَيْءٌ كَانَ الرَّبُّ تَبَارَكَ  
& تَعَالٰى اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ  
تَطَوُّعٍ فَيُكْمَلْ بِهَا مَا اَتَمَّصَ  
مِنَ الْمُرْبُوعَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَلَامٌ  
عَلَيْهِمْ صَلَّى ذٰلِكَ

۱۔ ایک روایت ہے کہ پھر زکوٰۃ اسی  
طرح ہے۔ پھر دوسرے اعمال اسی طرح  
کیے جائیں گے۔ ابو داؤد نے احمد نے ایک مرد  
سے روایت کی ہے

وَبَعَثَ رَجُلًا يَدْعِيْهِ ثُمَّ التَّكْوِيْنُ وَثَلِ  
ذٰلِكَ ثُمَّ تَوَخَّذُ الْاَمَالَ هَلْ  
عَلَيْهِ ذٰلِكَ لَا دَوَاءَ اِلَّا دَاوُدُ وَ  
اَبُو اَكْبَاسٍ عَنْ نَجِيْنٍ

۲۔ اس میں کہ حاجت پوری ہو گئی  
۳۔ یعنی نماز کی سنتوں اور مستحبات میں کمی واقع ہو گئی  
۴۔ یعنی زکوٰۃ اور روزے وغیرہ کہ فرائض مکمل کرنے والی چیزوں میں کمی نہ لگے گی تو اس کی کوئی نفل سے مکمل  
کیا جائے گا۔

۵۔ اس روایت میں نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر مراعات موجود ہے۔ اس کے بعد دوسرے اعمال کا ذکر علی العموم کر دیا

۵۵ یعنی امام احمد نے صحابہ میں سے غیر معین شخص سے روایت کی حضرت ابوبکرؓ کی طرح خاص راوی کا نام نہ لیا۔  
 ۵۶ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَذِنَ اللَّهُ لِعَبْدٍ فِي شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ تَرَكَّتَيْنِ يُصَلِّيَهُمَا وَإِنَّ الْبِرَّ لَيَذَرُ عَلَى رَأْسِ الْعَبْدِ مَا دَامَ رَفِيٌّ صَلَوَاتِهِ وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ إِلَى اللَّهِ بِشَيْءٍ مَا خَرَجَ مِنْهُ يَغْنِي الْقُرْآنَ - رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو دو رکعتوں سے جنہیں وہ ادا کرے زیادہ تاکید کی حکم کسی چیز کا نہ دیا۔ اعجب تک بندہ نماز میں رہتا ہے بھلائی اس کے سر پر نثار ہوتی رہتی ہے اور بندے رب کی طرف کسی چیز سے اتنا قریب حاصل نہیں کرتے جتنا اپنے منہ سے ادا کیے ہوئے سے۔ یعنی قرآن پاک ہے۔

(احمد ترمذی)

۱۔ حدیث میں لفظ اذن آیا ہے اس کا ایک معنی تو وہ ہے جو ترجمہ میں مذکور پہلے دوسرے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کی طرف اس قدر کان نہیں لگاتا یا کسی پر اس قدر عنایت و مہربانی نہیں فرماتا کسی بھی عمل پر جب تک کہ وہ کسی غلط فہمی میں نہ ہو کیونکہ یہ فاضل تر عمل ہے۔ یعنی نماز تمام اعمال سے افضل عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لطف و عنایت و رحمت و درگزر سے اعمال کرنے والوں کی نسبت نماز کے زیادہ شامل حال ہوتا ہے۔ کان لگانے اور سننے اور قبولہ ہونے کو کافر میں وجہ سے کیا کہ نماز میں فاضل ترین رکن و ذکر قرآن ہے۔ اگرچہ نماز میں اور بھی اشغال و اذکار ہیں۔

۲۔ بعض نے لیدر کے بجائے لیدر وال حملہ سے پڑھا ہے۔ جس کا معنی ہے پانی والی دھواں اور کوئی چیز جہاں اگرچہ یہ معاذ بھی درست ہیں مگر ان کا تعلق بہتے والی چیزوں سے ہے۔ غصہ نہ کرنا اور تشدد اور غصہ معنی ناچست مقام سے دور ہے۔ اس لیے علماء نے کہا یہ (وال کے ساتھ) کاتب کی غلطی ہے۔ صحیح و درست نال ہے۔

۳۔ یعنی اس چیز سے جو حق بمانہ سے خارج ہوئی ہے یعنی قرآن اور قرآن کا اللہ تعالیٰ کی ذات سے باہر لکھا۔ جم کے اعتبار سے ہے۔ یا روح محفوظ سے۔ اور ہر کتاب ہے کہ بندے سے باہر لکھنے والی اشغال کے زبان پر قیام ہونے والی چیز مراد ہو یعنی قرآن پاک کی قرأت اور اس کے ہاتھ سے ظاہر ہونے والی قرآن پاک کا کتبہ یا کسی میں دوسرے اعمال کا نسبت نماز کے افضل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

# بَابُ صَلَوةِ السَّفَرِ

## نماز سفر کا باب

واضح ہو کہ ائمہ دین اور علمائے اہل سنت کے درمیان مسافر کے لیے نماز قصر میں کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن اخلاف کے نزدیک قصر کا واجب ہے۔ وقت کی نماز مسافر پر دو رکعتیں فرض ہیں۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ قصر بھی عزیمت ہے اگرچہ اس پر مجازا رخصت کا اطلاق بھی کر دیا جاتا ہے۔ اگر مسافر چار رکعت پڑھے گا تو درست نہ ہوگا مگر اس صورت میں جب کہ دو رکعت پر قعدہ میں بیٹھے کہ یہ درحقیقت اس کا آخری قعدہ ہوگا اگرچہ دو رکعت پر سلام نہ پھیرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔ اور امام مالک کا مذہب جیسا کہ ابن ابی زید کے رسالہ سے جواہروں نے اپنے مذہب مالکی میں لکھا ہے، سے مفہوم ہوتا ہے وہ بھی اختلاف کے مذہب کے موافق ہے۔ اور بعض شروع سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان کا مذہب امام شافعی اسامام احمد کے مذہب کے موافق ہے کہ قصر رخصت واجب ہے اور مسافر نمازی کو قصر کرنے اور پوری پڑھنے کا اختیار ہے۔ اور اصل فرض چار رکعت ہی ہیں۔ اور ایسی ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت مروی نہیں کہ آپ نے سفر کے دوران چار رکعت پوری پڑھی ہو یا دو رکعتیں پڑھی ہو۔ اس لیے کہ مسلمانوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایسا مروی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیا ہے کہ انہوں نے اپنے زمانہ خلافت کے چند سال گزرنے کے بعد چھتیس چار رکعت پڑھیں۔ ان کے اس فعل کی بہت سی تاویلات اور معانی ہیں۔ اس بارے میں بعض اہل علم و سفر میں کے مائل حوزہ میں جم نے شریعت میں انہیں بیان کر دیا ہے۔

## پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر  
کی چار رکعت (فرض) پڑھیں۔ پھر فدائ الحلیفہ میں پہنچ کر  
عصر کا دو رکعت پڑھیں۔

(بخاری و مسلم)

اسے یعنی عصر کا نماز فدائ الحلیفہ میں دو رکعت پڑھیں۔ ذوالحلیفہ، حاکم پیش۔ لام کی زبر یا ساکن اس کے بعد فا۔

## الفصل الاول

وَعَلَا عَنْ آتَمِ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَلِي  
الْعَصْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّى  
الْعَصْرَ بِدِي الْحُلَيْفَةِ دُكْعَتَيْنِ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)



یہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے پانچ یا چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ واقعہ اس وقت سے قبل منکتاب ہے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ نے ظہر کی نماز مدینہ طیبہ میں ادا فرمائی اور مدینہ پاک سے باہر نکلتے جب اس جگہ پہنچے (ذوالحلیفہ) جہاں مدینہ کی میقات (جائے احرام) ہے تو آپ کی حیثیت مسافر کی بری تھی لہذا یہ میل آپ نے عصر کے دو فرض قصر کر کے پڑھے اور احرام باندھا اور مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

۱۶۵۶. وَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ  
وَالْخَزَّازِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ  
نَحْنُ أَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُ وَ أَمْنَهُ  
بِمَنْ رَكْعَتَيْنِ .

رُفِيقِ عَلِيٍّ

۱۔ عارضہ حادثہ سے دُشمنی و قُصب واد کی زبرد ہا ساکن خُشامی عکاشی میں کے بعد ازل کے قُصوب سے عکاشی  
بن کر مرنی اللہ منہ کے بجائی ہیں۔ آپ کو صحابہ کا شرف حاصل ہے۔ آپ کو قُصوب کی عکاشی میں کے بعد ازل کے قُصوب سے عکاشی  
حرفہ مرنی اللہ منہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

۷۷ یعنی ہم کثرت تعداد میں اس موقع سے زیادہ کہیں دہرائے۔ اور ہم غلطی کی کار کے تحت و فساد سے بچنے کے لئے  
سلامتی میں تھے۔ ہم نے اس حالت میں غلطی کے اندر سے کسے فرق نہ کر کے پڑے۔ غلطی کی کار کے تحت و فساد سے بچنے کے لئے  
زبر سے لفظ آرمین کی جمع کی شکل میں بھی مروی ہے۔ جیسے غلطی کی کار کے تحت و فساد سے بچنے کے لئے۔ یہ کثرت  
نصا بہ کی تعداد حد و شمار سے باہر تھی۔ یحالی نے یہ بات اس لئے کہ غلطی کی کار کے تحت و فساد سے بچنے کے لئے  
نہیں۔ جیسا کہ قرآن کا ظاہر اس پر دلالت کرتا ہے۔ آئندہ حدیث میں بھی یہ بات مروی ہے۔

۱۷۵۴ وَ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ  
قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّمَا قَالَ  
اللَّهُ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ  
خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا  
فَقَدْ آمَنَ النَّاسُ قَالَ عُمَرُ  
عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَأَلْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ مِمَّا كُنْتُ تَصَدَّقُ اللَّهُ بِمَا  
عَلَيْكُمْ فَأَقْبَلْنَا مِمَّا كُنْتُ

تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ کہا آپ نے  
جواب میں فرمایا نماز کی قصر کرنا اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے جو  
اس نے تم پر کیا ہے تو تم لوگ اس کا صدقہ قبول کر دو

دَقَاءً مُسْلِمًا

اسے یعنی ایک زبردست مسلمان۔ اُمّیہ ہزہ کہ بیش بہم کی زبرداریاں شد۔ آپ صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔  
غزوہ تبوک میں شامل ہوئے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے خیران کے مالی تحفے جنگ  
مغنین میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شہید ہوئے۔

اسے یعنی اس سفر میں ہم امن میں ہیں تو قصر کس لیے کریں۔

۳۔ اور اس کا احسان ہے تو تمہیں چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے صدقہ اور احسان کو قبول کرو اور جب کہ اللہ تعالیٰ  
نے تمہارے لیے آسانی اور تخفیف کی ہے تو تمہارا اپنے اوپر سختی کرنا جرات و گستاخی کا موجب ہے جو مقام جو دیت کے  
مناسب نہیں۔ یہ حدیث وجوب قصر کے لیے منفیہ کی دلیل ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے سفر کے دوران روزہ کی  
فرضیت مطلقہ کر دی ہے۔ اور انظار کی آسانی مہیا کی ہے ہاں حالت سفر میں روزہ رکھنے کو قبول جائز قرار دیتے ہو مگر اسے  
مطلقہ شمار کرتے اور روزہ نہ رکھنے کو محض رخصت کہتے ہو اور جس طرح سفر میں چار رکعت فرض پڑھنا جرات کرنا  
اور اپنے اوپر سختی کہنے کے مترادف ہے۔ سفر کے دوران روزہ رکھنے کی بھی تو یہی کیفیت و حالت ہے۔ اس لیے مانع کیا  
جائے کہ صاف کہہ دے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے میں کیا فرق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح سفر میں روزہ نہ  
رکھنے کی آسانی ہے۔ رمضان شریف میں بحالت سفر دوسرے مسلمانوں کے ساتھ موافقت و مطابقت کے اعتبار سے  
محلی آسانی ہے۔ اس کے برعکس رمضان گزرنے کے بعد اس موافقت کے موجود نہ ہونے اور ایسے روزہ رکھنے میں  
بڑی محنت اور دشواری ہے کہ نماز میں آسانی قدر کرنے میں ہی ہے۔ اسے کعبہ۔ باقی اللہ تعالیٰ نے آیت انا خففنا  
العقبات عنکم والذین یحرمونکم ان یزکوا انکم کا قول کے تمہیں نتر و نساد میں مبتلا کرنے کا خوف لاحق ہوا میں اس خوف و ڈر کی  
تبدیل و تسکین تو یہ حالت اور خطرو کے اوقات کے اعتبار سے ہے کہ مسافر کے حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے غالب  
ماثر ہے کہ سختی کا خوف و خطر لاحق رہتا ہے خصوصاً نزول قرآن کے زمانہ میں کہ کفار ہر وقت مسلمانوں کو اپنا پیمانے  
اس کے جنگ کرنے کے لیے رہتے تھے۔

وَمَنْ أَنَسَى قَالَ جَحَبًا  
حَمَّ يَسْأَلُ اللَّهَ مَبْلً اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مِنَ الْمَوَاقِفِ إِلَى مَكَّةَ  
فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے  
مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ سفر کی وجہ سے  
دو رکعت پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ مدینہ

طیبر داپس پہنچے حضرت انس سے کہا گیا کہ کیا تم نے  
مکہ میں کچھ دن قیام کیا۔ فرمایا ہم نے مکہ میں دس  
دن قیام کیا۔

(بخاری و مسلم)

حَقُّ دَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَمِثْلُ  
لَهُ أَكْمَرْتُمْ بِمَكَّةَ نَبِيَّتًا قَالِ  
أَكْمَرْنَا بِهَا عَشْرًا -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اسے یہ حجتہ الوداع کے سفر کی بات ہے۔

اسے کیونکہ آپ مکہ معظمہ میں ذوالحجۃ کی چار کی صبح کو پہنچے تھے اور چودہ ذوالحجۃ کو مکہ سے مدینہ واپس لوٹ پڑے اس  
سے معلوم ہو گیا کہ کسی جگہ دس دن قیام کرنے سے مسافر تقیم شمار نہیں ہوتا اور قصر کرنے کے بجائے پورے چار فریق نہیں  
پڑھ سکتا۔

۵۸۶ وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَأَلَ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
سَفَرًا قَائِمًا تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا  
يُصَلِّيْ دَكْعَتَيْنِ دَكْعَتَيْنِ قَالَ ابْنُ  
عَبَّاسٍ فَمَنْعُ نَصَلِيْ فِيمَا بَيْنَنَا  
وَبَيْنَ مَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ  
دَكْعَتَيْنِ دَكْعَتَيْنِ فَإِذَا أَكْمَرْنَا  
أَكْمَرْنَا ذَلِكَ مَلِكُنَا أَرْبَعًا -  
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔  
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کیا  
جس میں آپ نے انیس دن قیام فرمایا۔ اسی وقت قیام میں  
میں آپ دودھ رکھتے پڑھتے تھے حضرت ابن عباس  
فرماتے ہیں تو ہم لوگ اپنے آپ کے درمیان انیس دن  
مکہ دودھ رکھتے ہی پڑھتے تھے اور جب ہم اس سے  
زیادہ دن قیام کرتے تو پھر دودھ رکھنے بجائے پورے  
چار رکعت پڑھتے تھے یہ

(بخاری)

اسے یعنی ہم لوگ اتنے فاصلے اور مسافت کے درمیان جو مکہ سے مدینہ (غزوہ) اور مکہ معظمہ کے درمیان ہوتا ہے  
دودھ رکھتے ہی پڑھتے تھے یعنی ہم لوگ جب مدینہ اور مکہ کے درمیان کسی منزل میں آئیں دن کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے  
پڑھتے۔ حاصل اس بات کا تعلق غزوہ فتح مکہ سے ہے یا یہ ملو ہے کہ جب ہم لوگ کوئی ایسا سفر کرتے جیسا کہ ہمارے  
اندک کے درمیان ہے صرف مکہ اور مدینہ کا درمیانی سفر انیس دن ہے۔

اسے واضح ہو کہ احناف کا مذہب یہ ہے کہ جب کوئی مسافر کسی جگہ پہنچے یا اس سے زیادہ دن قیام کرنے کی نیت  
کرے تو پھر اس کے لیے پورے نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اور اگر پہنچے دن سے کم وقفہ طہرنے کی نیت ہو تو پھر دو گنا پڑھے گا  
اور اگر مدینہ وصال کی نیت کے بغیر کسی جگہ قیام کیا تو اس صورت میں دو گنا ہی پڑھے گا۔ یہ انا زہ حضرت ابن عباس اور حضرت  
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ امام طحاوی نے اسے روایت کیا۔ اور امام محمد نے بھی اسے کتاب الامار میں نقل

کیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے آذربائیجان میں چھ ماہ قیام فرمایا۔ ہر دن یہی خیال تھا کہ آج ماہ پس چل پڑتے یا کل چل پڑتے ہیں۔ اسی حالت میں آپ چھ ماہ مسافروالی نماز قصر پڑھتے رہے۔ آپ کے ساتھ اندر بھی صحابہ کرام تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی شام میں عبدالملک بن مروان کے پاس دو ماہ قیام فرمایا مگر اس دوران آپ نماز قصر پڑھتے تھے۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر اقامت کی نیت سے کسی جگہ چار یا چار سے زیادہ دن ٹھہرے گا تو مقیم سمجھا جائے گا اور قصر کے بجائے اسے پوری نماز پڑھنا ہوگی اور اگر اقامت کی نیت کے بغیر اس خیال میں کہ آج چلتا ہوں اٹھاؤں دن قیام کرے تو پوری نماز پڑھے گا اسے قصر کی اجازت نہیں۔ شافعی حضرات چار دن کا تعین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت سے کرتے ہیں۔ اور اخاف پندرہ دن کا تعین مدت طہر پر (کہ اس کی مدت پندرہ دن ہے) قیاس کر کے کرتے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ میں دس دن کے قیام کے دوران قصر پڑھنا بھی شوافع کے اس تعین و انداز سے کی نفی کو مستلزم ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس دن کی نیت سے مکہ میں قیام پذیر رہے کہ آپ صبح کے پہلے تشریف لائے تھے اور ناسک حج تیرہ تاریخ تک رہے تھے۔ اور انیس دن کا اندازہ اس کے معانی ہے جو حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا گیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو کتاب میں مذکور ہے وہ بھی اٹھارہ دن کے انداز سے کہنا تو ہے۔ ظاہر ہے کہ شاید اس لیے اندک حج کرنے کے دن کو بھی اس میں خیال کر کے ایسے دن کہ وہ چاروں گریہ بعد از اس ہے۔ واللہ اعلم۔ بعض روایات میں اٹھارہ دن کا اور ایک روایت میں چترہ دن اور ایک میں پندرہ دن بھی آیا ہے۔ ان میں مطابقت کا وجہ شرح (عربی) میں بیان کر دی گئی ہے۔

وَمِنْ مَّحْضٍ مِنْ عَائِشَةَ  
قَالَ - مَحْضٌ لَكَ عَمَّا رَأَيْتُ  
فَلَمَّا مَكَّةَ رَفَعُوا لَنَا الْخُطْبَةَ  
فَلَمَّا نَزَلْنَا نَحْنُ قَوْمًا رَحْمَةً وَرَحْمَةً  
فَمَا نَسَا قِيَامًا فَتَنَالُوا بِأَيْمَانِهِمْ  
لَمْ يَلَاؤْ قُلْتُ يُسَيِّحُونَ قَالَ لَوْ  
كُنْتُ مُسَيِّحًا أَتَسْتُ مَسْلُوقٍ  
مَحْضٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيدُ فِي

حضرت عائشہ بن ماسم بن عمرو الخطلاب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کر میں تھا آپ نے ہمیں دو رکعت پڑھائیں پھر آپ اپنے سامان اور جائے رہائش میں تشریف لائے اور پھر گئے تو آپ نے کچھ لوگوں کو کھڑے دیکھا فرمایا لوگ کیا کر رہے ہیں وہی نے کہا ہے نفل پڑھ رہے ہیں یا فرمایا اگر میں نے نفل پڑھنے سے ہوتے تو میں اپنی نماز فرض پوری پڑھتا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں۔ آپ سفر میں دو رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے

التَّيْنِ عَلَى رُكْعَتَيْنِ وَ آجَابُكَ وَ  
عَمَّا وَ عَشَمَانَ كَذَّالِكَ -  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

تھے اور میں حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم  
کے ساتھ بھی رہا ہوں وہ ایسا ہی کرتے تھے یہ  
(بخاری و مسلم)

۱۵۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ لوگ سنت ہو کر وہ غیر پڑھ رہے ہوں۔

۱۶۔ یعنی اگر یہ نفل پڑھنے کا موقع ہوتا تو یہ نماز کو مکمل کیا ہوتا۔ اور بتر ہوتا۔ اور جب کہ فرض نماز کے لیے قمر کرنے کا  
حکم ہے تو لافل چھوڑ دینا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ نوافل کی نسبت فرض نماز کی گلیل بہتر ہے۔  
۱۷۔ یعنی آپ نفل نہ پڑھتے تھے۔

۱۸۔ یعنی یہ حضرات بھی درحکست نماز قصر سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔

۱۹۔ واضح ہو کہ یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ستر کے بعد لافل پڑھنے سے انکار فرماتے ہیں کہ یہ روایت  
کتاب ہے۔ ہم انکار فرماتے ہیں آپ سے مروی ہے۔ جیسا کہ قبل ہی مذکور ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے کو نفل پڑھنے  
پر منع دیکھا تو انکار کیا۔ اور عمرو صحابہ اور ان کے بعد کے علما لافل کے جلا کے کمال ہیں۔ بعض نے کہا لافل نفل پڑھنے  
کے استحباب پر سب کا اتفاق ہے۔ البتہ ہو کر عورتوں کے پڑھنے میں اشکات ہے جو حضرت مرثدہ بن ابی انیس پڑھنے کے جواز  
کے قائل ہیں وہ لافل مطلقہ پر قائل کرتے ہیں۔ بعض نے حالت طہور میں لافل و قیام میں فرض کی بات ہے اور بعض نے غبار  
سے پہنے اوساں کے بعد میں فرق کیا ہے۔ وہ فرض یہ کیا ہے کہ نماز سے پہلے کا عقیقہ نماز تک نہیں۔ اور نماز کے بعد  
تاکہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ یہ بھی فرض میں سے ہیں۔ پس ہر حال میں نماز کے بعد سے نماز کے بعد میں نماز میں عقیقہ  
کے جو فرض نماز کے بعد میں کہ وہ فرض کے ساتھ صورت و معنی متصل ہیں۔ البتہ بات تحقیق سے ثابت ہو چکی ہے کہ عورتوں کا  
میں دوسرے نماز کے دن ہو کر عقیقہ نماز چار چار پڑھتی ہیں۔ جیسا کہ یہ عورتوں کا عقیقہ نماز کے دن پڑھتی ہیں۔ نماز  
اور اپنی جگہ رہائش میں پڑھتی ہیں۔ اور ابھی عورتوں نے آپ کو پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ جیسا کہ آپ نے کسی حدیث نہ  
بھی پڑھی ہوں تبیم جواز کے لیے۔ واللہ اعلم۔ ذکر یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول لا یصلح فی السفر ان یصلح فی  
نماز نہ پڑھتے تھے۔ سے مراد غالب حالات کا بیان ہے۔ اور ظہیر رحمہ اللہ نے عقیقہ میں میں نماز میں عقیقہ نماز کے دن پڑھتی ہیں۔  
پس پڑھی جائیں بعد صریح کہ انہیں بھی غصہ کر کے پڑھا جائے۔ نیز یہ کہ پڑھی جائیں قبل اول پستہ نماز۔ البتہ قائل ہے

اَوْ قَدْ اَتَيْنَا نَجَّاسٍ قَالَا

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ

وَالْعِشَاءِ إِذَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ سَبْعٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر اور

عصر کے دوران اکٹھی کر کے پڑھتے تھے

اسی طرح نماز مغرب و عشا کو بھی جمع کر کے

وَيَجْتَمِعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْمَشَارِقِ

پڑھتے تھے

(بنا کر)

(وَيَجْتَمِعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْمَشَارِقِ)

اسے یعنی سفر میں یا حالت سفر میں ہے کہ نہ مل سکے قیام کا حالت۔ اور یہ قیل کہ آپ جمع کرتے تھے، تقدیم و تاخیر و فعل کو مثال ہے۔ جمع تقدیم کا مطلب یہ ہے کہ آپ نماز عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھ لیتے تھے اور نماز شام کو مغرب کے وقت میں اور جمع تاخیر یہ کہ آپ ظہر کو عصر کے وقت میں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھتے تھے جیسا کہ آئندہ احادیث میں آ رہا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا حالت میں سواری پر نماز پڑھتے تھے۔ سواری کا رخ بدھ رہا ہوتا۔ اشارے کے ساتھ۔ ایسا آپ حالت کا نماز میں کرتے تھے تمام نمازیں اسی طرح پڑھ لیتے تھے۔ سوائے فرائض کے۔ وتر بھی اپنی سواری پر پڑھتے تھے یہ

۳۱۲ وَ جَمَعَ ابْنُ جُمَرٍ قَالَ كَانَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي السَّيْرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ يَوْمَئِذٍ رَاحِلَتُهُ سَلَامَةً إِلَى الْفَلَاحِ مَقْدَرُ عَلَى نَاحِيَةٍ

(بنا کر و مسلم)

(وَيَجْتَمِعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْمَشَارِقِ)

اسے یعنی سفر میں یا حالت سفر میں ہے کہ نہ مل سکے قیام کا حالت۔ اور یہ قیل کہ آپ جمع کرتے تھے، تقدیم و تاخیر و فعل کو مثال ہے۔ جمع تقدیم کا مطلب یہ ہے کہ آپ نماز عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھ لیتے تھے اور نماز شام کو مغرب کے وقت میں اور جمع تاخیر یہ کہ آپ ظہر کو عصر کے وقت میں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھتے تھے جیسا کہ آئندہ احادیث میں آ رہا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا حالت میں سواری پر نماز پڑھتے تھے۔ سواری کا رخ بدھ رہا ہوتا۔ اشارے کے ساتھ۔ ایسا آپ حالت کا نماز میں کرتے تھے تمام نمازیں اسی طرح پڑھ لیتے تھے۔ سوائے فرائض کے۔ وتر بھی اپنی سواری پر پڑھتے تھے یہ

ہوئے پڑھی سواری پر جائز نہیں۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ سواری کے اوپر نماز صرف حالت سفر میں جائز ہے۔ چھوڑنا عمدہ دین کا یہی مذہب ہے۔ امام ابو یوسف سے بھی ایک روایت کے مطابق ایسا ہی ہے مگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک صرف یہ شرط ہے کہ نمازی گھر سے باہر جا رہا ہو۔ مسافر ہو یا نہ ہو۔ اگر گھر سے اندر ہے تو پھر جائز نہیں کہ نفل نماز بھی سواری پر پڑھے۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا مکروہ بھی نہیں اس کے بعد اس میں بھی اختلاف ہے کہ گھر سے باہر کتنی مسافت تک جانا چاہتا ہے۔ بعض نے دو فرسخ (موجودہ دور کے قریب دس کلومیٹر) بعض نے تین فرسخ کہا۔ بعض کے نزدیک صرف میل کی مسافت کافی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ گھر کے مکانات سے نکلنے کے بعد جائز ہے۔ جیسا کہ نماز قصر کا مسئلہ ہے۔

## الفصل الثانی

### دوسری فصل

۱۳۴۳ عَنْ عَائِشَةَ - قَالَتْ كُلُّ ذِيكَ  
قَدْ فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَصْرَ الصَّلَاةِ وَ أَكْثَرَ -

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے قرآن میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر کیا ہے  
نماز قصر بھی پڑھی ہے اکثر بھی پڑھی ہے۔

دفعۃً فی شرح السنن  
اے صاحب مسالسادۃ نے کہا یہ حدیث درج رکعت اور پھر حضرت ابن عمر سے ایک حدیث کے ساتھ ذکر فرمائی ہیں۔ دارقطنی نے بھی اس حدیث کا تحت و تفسیر میں کیا۔ اور وہ حضرت ابن عمر سے ایک حدیث کے ساتھ ذکر فرمائی ہیں۔  
حسن ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۳۴۴ وَ عَنْ رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ كُوفٍ  
خَرُوتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَ تَوَعَّدَنِي مَعَهُ الْكُفَّةَ  
فَاقَامَ بَيْنَهُ كُنَايَ حَقَرْتُ لَيْسَ  
لِي يُعْبَرَنِي إِلَّا رَغْبَتِي يَقُولُ يَا أَمِي  
الْبَكِّي صَلُّوا إِلَيْهَا وَ لَا تَسْلَمُوا  
وَلَسَاءَ أَجْرُ وَادِّعُوا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ  
میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوفہ میں حج کیا  
انہوں نے میرے ساتھ کوفہ میں تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ  
اے امیر! اگر تم نے ان کے ساتھ حج کیا تو ان کے ساتھ حج کیا  
اور انہوں نے کہا کہ اگر تم نے ان کے ساتھ حج کیا تو ان کے ساتھ حج کیا  
اور انہوں نے کہا کہ اگر تم نے ان کے ساتھ حج کیا تو ان کے ساتھ حج کیا  
اور انہوں نے کہا کہ اگر تم نے ان کے ساتھ حج کیا تو ان کے ساتھ حج کیا  
(ابو داؤد)

اے یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ تہنیم جب مسافر کی اقتدار سے فرما رکعت چار رکعت چار سے بعد رکعت نہ پڑھے اور

ان کی متابعت نہ کرے لیکن جب سافر مقیم کی اقتدار سے تو اس کی متابعت کرتے ہوئے چار رکعت پڑھے۔ لفظ سفر میں کن دیر یا ساکن ہے سافر کی جمع ہے۔ پیچھے رکب رکب کی جمع ہے۔ اصل میں لفظ ہے اور سافر جواب مطلقہ سے ہے اس کا اطلاق اس بناء کرتے ہیں کہ سفر عموماً ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ہوتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
فراستے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
سفر میں ظہر کی دو رکعت پڑھیں اس کے بعد دو رکعت  
مزید پڑھیں۔

اس ایک روایت میں ہے میں نے حضرت ظہر کی  
چار رکعت فرض پڑھیں۔ اس کے بعد دو رکعتیں  
اور پڑھیں اور میں نے سفر میں آپ کے ساتھ ظہر کی دو  
رکعتیں پڑھیں اس کے بعد دو رکعتیں بھی پڑھیں۔  
اور میں نے آپ کے ساتھ عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور  
اس کے بعد آپ نے کچھ نہ پڑھا۔ اور مغرب کی نماز  
سفر اور گھر میں برابر ہے یعنی تین رکعتیں۔ سفر  
اور گھر میں ان میں کمی نہیں ہو سکتی بلکہ اور یہ دن  
کے وتر ہیں بلکہ مغرب کے تین فرض پڑھنے کے  
بعد دو رکعتیں ہیں۔

(ترمذی)

۲۶۵ وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ  
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الظُّهْرَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَ بَعْدَهَا  
رَكْعَتَيْنِ .

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَصَلَّيْتُ مَعَ  
فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَ بَعْدَهَا  
رَكْعَتَيْنِ وَ صَلَّيْتُ مَعَ فِي السَّفَرِ  
الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ  
وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَ لَمْ يُعْمَلْ بَعْدَهَا  
شَيْئًا وَ الْمَغْرِبُ فِي الْحَضَرِ وَ  
السَّفَرِ سَوَاءٌ كُنْتُ رَكْعَاتٍ وَلَا  
يَنْقُصُ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ وَ هِيَ  
وَتُرُ الْفَجْرُ وَ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ  
(رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ)

اسے لا ینقص یا کی برقرات کی پیش کے ساتھ محدثین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ خود کردہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ  
تصریحاً رکعت نماز کے ساتھ خاص ہے۔

اسلام کے طریق و شرائط کے وتر ہیں۔ لہذا فردوں کے بھی یہی احکامات کے بھی انا اللہ و تو بحسب الحق۔ اللہ  
و تر ہے و تر کی پسند کرتا ہے۔

۳۰ نماز مغرب پر شا کو قیاس کرتے ہوئے غشاء کا ذکر نہ فرمایا۔

کے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں بھی سنت موکدہ پڑھنے کا ذکر موجود ہے اور حضرت بن عباس کی حدیث جو



ابن عمر سے مروی ہے اس کے خلاف معلوم ہوئی ہے۔ ظاہر غالب و اکثر یہ ہیں کہ آپ صحت مند تھے۔ کبھی کبھی چھوٹی  
یعت تھے۔ مگر مشہور حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جو لوگوں کو حاکم کیا اور دعا پڑھا وہ اس سے قناعت فرما کر  
اداکرشی کے ساتھ انہیں چھوڑ رہے تھے۔ اس لیے ان کے خصل پر آپ نے اس کا انکار کیا۔ شرح مفرد سادہ میں اس بارے  
میں زیادہ تفصیل سے گفتگو کر دی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ  
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي حَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا نَاحَتِ الشَّمْسُ  
قَبْلَ أَنْ يَرْتَجِلَ جَمَعَ بَيْنَ  
الطُّلُوعِ وَالْمَغْرِبِ وَإِنْ ارْتَحَلَ  
قَبْلَ أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ أَخَّرَ  
الطُّلُوعَ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْمَغْرِبِ وَفِي  
الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا غَابَتِ  
الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَجِلَ جَمَعَ  
بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْمُشَاءِ وَإِنْ  
ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ  
أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْمُشَاءِ  
ثُمَّ يَجْمَعُهُ بَيْنَهُمَا .

(لَقَالُوا أَبُودَاوُدَ وَالْقُرْتُبِيُّ)

۱۵۔ آپ کا اعتراف غرور ہے۔

۱۵۷ جمع تقدیم کرتے ہیں۔

۱۵۔ یہ جمع تاخیر ہے۔

واضح ہو کہ سفر میں دو نمازوں کو ٹاکر پڑھنے میں صحیح احادیث آئی ہیں۔ ان میں بعض مطلق ہیں۔ ان کے چھنے کی حالت سے عقیدہ ہیں۔ بعض چھنے میں کوشش کی حالت سے اور بعض سفر میں جلدی کرنے کے وقت سے عقیدہ ہیں۔ اسی وجہ سے ہماری اختلاف ہے۔ چنانچہ بعض علماء تو مطلقاً ٹاکر پڑھنے کے قائل ہیں۔ امام غزالی انہیں میں سے ہیں۔ بعض نے چھنے کی حالت کے ساتھ خاص کیلئے۔ نذول اور اترنے کی حالت میں اس کے جواز کے قائل نہیں۔ بعض نے سفر کی مطلق وجہ کی حالت سے

اسے خاص کیا ہے۔ صحیح اہلبیت میں کہا کہ امام ملک کا مشہور مذہب یہی ہے۔ صاحب سفر السعاده نے کہا سفر میں دو نمازیں ملا کر پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی عادت تھی۔ بلکہ جب آپ کو سفر کی جلدی ہوتی تو ملا کر پڑھتے تھے تاہم کسی منزل میں اترنے اور قرار پذیر ہونے کی حالت میں ملا کر پڑھنا آپ سے بالکل مروی نہیں۔ بعض نے سفر کے ساتھ ساتھ کسی اور سفر کی موجودگی سے اس کی تخصیص کی ہے۔ بعض کے نزدیک جمع تاخیر جائز ہے۔ جمع تقدیم جائز نہیں۔ یہ امام احمد سے مروی ہے۔ پھر ان کے نزدیک بھی یہ جواز سفر تک پہل سہمے ہونے کے ساتھ مقید ہے۔ مگر ان کا مشہور مذہب یہ ہے کہ ملا کر پڑھنا مطلق جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا مطلق جائز نہیں۔ اور ہم خدا تعالیٰ کی توفیق سے حضرت امام اعظم کے مذہب کے اثبات میں یوں کہتے ہیں کہ نماز کے اوقات کا تعین ایک قطعی اور یقینی بات ہے۔ اور یہ یقین تو اترے ثابت ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ یہاں تک کہ علماء نے نماز کو اپنے صحیح وقت سے موخر کرنے کو کبیرہ گناہوں میں سے شمار کیا۔ امام محمد نے اپنے موطن میں کہا ہم تک تحقیقی طور پر یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسلامی علاقوں کے حکام کی جانب کھمبار نہیں ایک وقت میں دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے سے منع کیا اور انہیں صاف صاف کہہ کہ ایک وقت میں دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا گناہوں میں سے ایک کبیرہ گناہ ہے اور جب کہ تعین اوقات خاد قطعی اور تواتر ہے تو پھر کوئی بھی خبر واحد اس کے خلاف و مقابل نہیں لائی جاسکتی۔ بخلاف سفر کے دوران روزہ نہ رکھنے اور نماز قصر کرنے کے کہ یہ اجابت درخصت نص قرآنی سے ثابت ہے۔ اور امام بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی نماز کو اس کے غیر وقت میں ادا کیا ہو۔ ماسوائے اس کے کہ آپ نے مزدلفہ میں مغرب و عشا کو ملا کر پڑھا اور یہ بھی تحقیق سے ثابت ہے کہ عرفات میں ظہر و عصر کو ملا کر پڑھا جائے۔ یہ اجابت مناسک حج کی بنا پر ہے شریک و جہت سے نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ملا کر پڑھنا دائمی طریقہ نہ تھا۔ بلکہ جو کچھ اس ماسوائے میں آپ سے روایت کیا گیا اور جامع بیان منہج میں ماسوائے غزوہ تبوک کے۔ پھر اس غزوہ میں بھی دوام ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ تحقیق یہ ہے کہ لفظ کا دوام یا استمرار بدلتا نہیں کرتا۔ جیسے کہ اسباب فہم و تدبیر سے پوشیدہ نہیں۔ اور جامع الاصول میں ابو داؤد سے ابن عمر کی حدیث نقل کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی سفر میں مغرب و عشا کو ملا کر نہیں پڑھا ماسوائے ایک بار کے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا کہ انہوں نے کہیں بھی دو نمازیں کسی شب میں ملا کر نہ پڑھیں۔ ماسوائے ایک رات کے جس میں انہیں اپنی اپنی جگہ پر تہجد و صبح کی دعا کی اطلاع ملی۔ تو آپ گھر سے نکل کر اس کی طرف گئے اور دو نمازیں ملا کر پڑھیں۔ ایک دعا پڑھی تو آپ نے دعا پڑھیں ملا کر نہ پڑھیں مگر ایک بار یا دوبارہ اور جرزدی کی حدیث میں لائے کہ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر سے پہنچ گیا کہ کیا حضرت عبداللہ ایک رات میں دو نمازیں ملا کر پڑھتے تھے۔ یعنی سفر کے دوران۔ فرمایا ایسا آپ نے ماسوائے مزدلفہ کے کہیں نہ کیا۔ اور جمع تقدیم میں صحاح ستہ میں بہت کم احادیث آئی ہیں۔ بخاری کی روایات اس بارے میں قلیل ہیں۔ اسی وجہ سے بہت سے آثار جمع تقدیم کو جائز قرار نہیں دیتے۔ وہ صرف جمع تاخیر کے قائل ہیں۔ وہ بھی بعض اوقات





صَلَّى رَكَعَتَيْنِ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ساتھ پڑھتے تو چار رکعت پڑھتے اور چار رکعت پڑھتے تو  
دو رکعت پڑھتے یعنی تفر کرتے۔ (بخاری و مسلم)۱۷ یعنی جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما حج کے لیے آئے اور منیٰ میں پہنچے تو جو وہ مسافر  
تھے اس لیے انہوں نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔۱۸ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اپنے اوائل خلافت کے چھ یا آٹھ برس تک منیٰ میں دو رکعت پڑھتے رہے۔  
۱۹ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھتے۔۲۰ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھتے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چار رکعت پڑھنے یعنی منیٰ میں  
تفر نہ کرنے کی علماء نے بہت سی وجوہیں بیان کی ہیں۔ ہم نے انہیں شرح (لمعات) میں ذکر کیا ہے۔ ان میں سے قریب تر وہ ہیں کہ  
کہ حج میں کافی تلاویں دیجاتی ہیں اور بدی و غیرہ جو شرعی احکام کی تفسیر سے واقف نہ تھے، جمع ہو گئے ہوتے تھے تو یہ بتانے  
کے لیے کہ اصل نماز چار رکعت ہی ہے، چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ اگر تفر کرتے تو ہمیشہ تھکے تھکے ہوتے تھے۔ یہ خیال کیلتے کہ اصل نماز ہی دو رکعت ہے اور اہل طرف ان کا ذہن نہ جاتا کہ دو رکعتیں تو حد فز سحر کا دوسرے پڑے۔ بارہا یہ  
بعض نے کہا شاید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ ہے تھا کہ ہم دسے غوثی کی حالت میں تھے۔ بلکہ تفر کی اصلاح حالت  
غوث و ڈر کے ساتھ مقید ہے۔ جس طرح قرآن کا اہر مفہوم ہے۔ یا اس بنا پر کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آخری حضور علیہ السلام  
رضی اللہ عنہما کے موافق ہو گئے تھے کہ تفر کرنا یا پورے نماز میں صدقہ میں جائز ہی اور نہ ہی۔ یہاں تک کہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے آسانی کی غرض سے رخصت کا اختیار کیا۔

۱۷۰ وَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ رُحِمْتُ

الْقَلْبُ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُحِرَّتْ

أَرْبَعًا وَ تَرَكْتُ صَلَاةَ الْكُفْرِ صَلَّى

الْقِيَامُ يَحْضُرُ الْأُولَى قَالَ الزُّهْرِيُّ

قُلْتُ لِمَعْرِوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ لَمَّا

قَالَ قَالَتْ كَمَا قَالَتْ عُثْمَانُ

دُتَّفَقَ عَلَيْهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

(اول نماز جمعہ میں ستر رکعتیں) نماز میں دیکھی تھی جو غرض

تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

غرض میں دیکھی تھی کہ وہ نماز میں چار رکعتیں پڑھتے تھے

گویا یہی قرآن ہے جس کی وجہ سے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

نماز میں دیکھی تھی کہ وہ نماز میں چار رکعتیں پڑھتے تھے

یہاں حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

دیکھی تھی

۱۷ یعنی نماز ستر کو دینے والی پہلی کہ دو رکعت ہے، چھوڑ دیا گیا اور سات کہ چار رکعت میں رکعت کی تعداد زیادہ

کروی گئی۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ زید بنی النضر یعنی حالت اقامت میں رکعات کی تعداد زیادہ کر دی گئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شرع شریف کی طرف سے چار رکعت کا حکم آنے کے بعد مسافر میں دو رکعتیں پڑھنا رخصت نہیں ہے بلکہ اصل حکم وہی رکعتوں کا ہے۔ لہذا مسافر میں دو رکعتیں پڑھنا رخصت نہ ہوگا۔ اور یہ بات موجب حنفی کی موید ہے۔

۱۵ یعنی چار رکعتیں پڑھنے میں حضرت عثمان نے تاویل سے کام لیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تاویل میں بہت سی وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ حضرت عثمان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی تاویل کے بارے میں صحیح بات یہی ہے کہ یہ دونوں حضرات سفر میں قصر کرنے کے لئے دونوں صورتوں کو جائز قرار دیتے ہیں۔

۱۶ وَحَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَرَأَ  
اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ  
أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي  
الْخُرُوفِ رَكْعَةً

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم پر حالت اقامت میں چار رکعت سفر میں  
دو رکعت اور حالت خوف میں ایک رکعت نماز  
خوف کی ہے۔

(مسلم)

(نفاۃ مسلم)

۱۷ سلف کے ایک گروہ نے اس حدیث کے ظاہر ترجمہ کر لیا ہے مگر جمہور علماء نے اسے اس پر حمل کیا ہے کہ حالت میں جب مقتدی امام کیساتھ ایک ہی رکعت اور اگر نہ ہو تو اب عباس رضی اللہ عنہ نے ایک ہی رکعت کا اعتبار کیا اور فرمادیا کہ اس حالت میں نماز ایک رکعت ہے۔ اس اختلاف کا ثمرہ از نتیجہ وہاں ظاہر ہو گا جب نماز خوف، فوت ہو جائے تو ایک رکعت قضا کرے یا دو رکعت ظاہر جمہور کا قول ہے کیونکہ جب فرضی ایک ہی رکعت ہو تو دوسری رکعت کس لیے پڑھے گا۔

ان کا یہاں تفصیل نماز خوف کے باب میں آئی ہے۔

۱۸ وَحَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَنَحْوُهُمَا قَالَا عَنْ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ  
السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَهِيَ كَالصَّلَاةِ  
فِي الْكُمُورِ وَفِي السُّبُحِ

حضرت ابن عباس اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت  
ہے۔ دونوں حضرات فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے سفر میں دو رکعت نماز مقرر فرمائی۔ اور یہ مکمل نماز  
ہے ناقص نہیں۔ اور سفر کی حالت میں وتر سنت بن  
جاتے ہیں۔

(ابن ماجہ)

(رواہ ابن ماجہ)

۱۹ یعنی تو اب میں ناقص اور کم نہیں۔ یا یہ فرمادے کہ سفر میں دو رکعت نماز ہی مشروع جائز ہے۔ نہ یہ کہ چار رکعتیں  
تھیں مگر سفر کی وجہ سے دو رکعتوں پر ہی مختصر کر دی گئی۔ جیسا کہ حضرت عائشہ اس کی قائل ہیں۔ اگرچہ قرآن میں بظاہر قصر کا









## بَابُ الْجُمُعَةِ

### جمعہ کا باب

لفظ جمعہ میں مشورہ جمع اور جمع کی پیش ہے۔ مگر ہم ساکن سے بھی پڑھا گیا ہے۔ یہ پیش کی قدرت ہے۔ فرادے میں کی زبردست رجوع سے اس کا کثرت بھی مروی ہے۔ اس دن کو زمانہ قدیم میں عروبہ کہتے تھے۔ عین کی دربر سے۔ اس دن کا نام جمعہ رکھنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ تمام مخلوق کی پیدائش اور اس کی تکمیل جمعہ کے دن میں ہوئی۔ اس جہاں رنگ و بو کی پیدائش کا آغاز اتوار کے روز سے ہوا تھا۔ یہ وجہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آسمانوں کو پیدا کرنے سے پہلے دنوں کی تسنیں اور اس کے نام مقرر ہو چکے تھے تاہم یہ وجہ اشکال سے خالی نہیں۔ فافہم۔ بعض نے اسے جمعہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اسی دن میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے اجزاء جمع ہوئے اور پھر اسی دن میں ان کی تکمیل ہوئی یا اس لیے اس دن کو جمعہ کہتے ہیں کہ اس میں بڑے بڑے کام اکٹھے ہوئے یعنی حضرت آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا، آپ کا زین پر آنا، اور قیامت کا قائم ہونا جیسا کہ احادیث میں ہے بعض نے کہا اس دن میں کعب بن لؤی لوگوں کو جمع کرتا، انہیں چند وصیعت کرتا۔ انہیں عہد بیت اللہ کی تعلیم کا حکم دیا کرتا اور حرم پاک سے نبی آخر الزماں کے تشریف لانے کی انہیں خبریں یاد دلاتا تھا۔ بعض نے کہا لوگوں کو قسمی میں کیا کرتا تھا بعض نے کہا اسے جمعہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں لوگ غلام کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ یہ اس کا اس لیے نام ہے۔ عروبہ تھا۔ تحقیقی بات یہ ہے کہ عروبہ قدیم جاہلی دور کا نام ہے۔ عروبہ جاہلیت میں بھی عروبہ کہتے تھے۔ اس کا نام بھی عروبہ کہتے تھے۔ حضرت کے دوسرے ایام کا معاملہ ہے کہ قدیم دور جاہلیت میں ہنر کے لیے جمع ہوتے تھے۔ اس دن بھی عروبہ کہتے تھے۔ شبانہ جمعہ کے دن کو دور جاہلیت میں بھی شرف عاقلانہ اعتبار جاہلیت میں حاصل تھا۔ وہ اس لیے عروبہ کہتے تھے۔ حاصل ہوئی اور اسے عصری عزتوں اور برکتوں سے خالی کیا ہے۔

## الفصل الأول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْأَخْيَرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بَيِّنَاتُهُمْ أَوْ تَوَاتُرُ الْكِتَابِ مِنْ قَبْلِكَ

### پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایہ ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن ہمیں پیدائش کے اعتبار سے اجم سب کے پیچھے ہیں۔ قرآن کے روز سب سے آگے ہوں گے اور اس لیے اس کے

وَأَدَّتِنَهُ مِنْ أَمْدِهِمْ ثُمَّ هَذَا  
يَوْمَهُمُ الَّذِي يَوْمُنَ عَلَيْهِمْ يَوْمُنَ  
يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْتَخْلَفُوا فِيهِ  
فَعَدَّائَا اللَّهِ لَهُ وَ النَّاسُ لَنَا فِيهِ  
تَبَعَ الْيَهُودُ عَدَا وَ النَّصَارَى بَعْدَ  
عَدِ -

وَمُتَّقٍ عَلَيْهِ

فِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ نَحْنُ  
الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
وَ نَحْنُ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ  
بِمَدَانِهِمْ وَ ذَكَرَهُ كَعْبَةُ إِلَى أَخِيهِ  
فِي أُخْرَى لَهُ عَنْهُ وَ كَانَ  
حَدِيثُهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
أَخِرِ الْحَدِيثِ نَحْنُ الْآخِرُونَ  
مِنَ أَمَلِ الدُّنْيَا وَ الْأَوَّلُونَ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْبُولِينَ لَهُمْ قَبْلَ

الْمَخْلُوقِينَ

انہیں ہم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور میں ان کے بعد  
دی گئی۔ لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں۔ پھر یعنی  
جبہ کا دن ان کا دن بھی تھا جہاں پر فرعون کیا گیا تھا  
وہ اس میں اختلاف کر بیٹھے تھے ہیں اللہ نے اس کی  
ہدایت دے دی۔ اس میں لوگ ہمارے تابع ہیں  
یہودی کل میں اور عیسائی پر رسول میں

(بخاری و مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا ہم  
پہلے ہیں۔ اور قیامت کے دن آگے جنت میں ہم  
پہلے جائیں گے اس کے سوا انا اور اس کی  
دوسری روایت میں انہیں سے اور حضرت  
عذیر سے ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے آخر میں یہ  
ہے کہ ہم دنیا والوں میں پہلے ہیں۔ اور  
قیامت کے دن پہلے ہوں گے کہ ہمارا  
فیصلہ مخلوق سے پہلے ہوگا۔

❖  
❖  
❖

اس لیے کہ یہ حدیث میں شریف و بلند درجات حاصل کرنے اور جنت میں پہنچنے میں سب سے بہت بڑے جائیں گے  
انصاف جمع ہے ہر فرد کو ملے گا سب سے بہت بڑے گئے ہیں۔

اس لیے ہمارے اس کے کہ کتاب والوں یعنی ان کے انبیاء علیہم السلام کو کتاب ہم سے پہلے دے دی گئی اور میں ان  
کے بعد کتاب (قرآن) دی گئی یہ حقیقت فضیلت و شرف کا موجب ہے کیونکہ بعد آنے والی کتاب پہلی کتابوں کے لیے ناسخ  
ہوتی ہے۔ اسی سے ظاہر ہوا کہ قبل مبارک نَحْنُ الْآخِرُونَ دُنْیَا بھی بیان فضیلت کے لیے ہے صرف تمہید کے طور  
پر اس کا ذکر نہیں کیا گیا اور لفظ بَیِّنہ یا کہ نہ یہ یا ساکن سے معنی غیر آتا ہے۔ اس میں تمیز ہم سے بھی ایک لغت ہے۔  
اسے راجع ہو کہ شارحین حدیث کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہود و نصاریٰ پر جمعہ فرعون کرنے





کہ اس سے مراد فخر و دل ہے جو بے ہوشی اور ہلاکت کے لیے ہوگا۔ یا فخر و تانیہ مراد ہے جو زمین سے مردوں کے چلنے کے لیے ہوگا۔ اور یہ دونوں جمعہ کے دن ہوں گے۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

واقع ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جمعہ کے دن میں پیدا ہوئے پھر اکیسویں جنّت میں داخل ہونے میں تو جمعہ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے مگر جمعہ کے دن جنّت سے نکلنے میں جمعہ کی فضیلت الودیعہ سب تک آپ کا دنیا میں تشریف لانا انبیاء و اولیاء کے وجود کا سبب بنا نیز آپ کا دنیا میں تشریف لانا قتل و مقتول اور کربوں پر مشتمل ہے۔ اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کے روز فوت ہوئے اور آپ رب العالمین کے جوار رحمت میں بپا پیئے، اس کی بنا پر حضرت ابوالیم نعمیل رضی اللہ عنہ نے خلافت طائے کی نعمتوں پر غلبنا دشکر کرتے ہوئے فرمایا: وَاللّٰهُ لَا يُنْفِثُ شَيْئًا إِلَّا فِيَّحْتِجُّ رَحْمَةً وَفَضْلًا بِهٖ يَوْجَعُ مَوْتُ دَسِّ كَاغِبِرْ حَجْبِي زَنْدَہ کرے گا۔ اسی طرح قیامت کا قائم ہونا دخول جنّت کا سبب ہے اللہ الی تعالیٰ کے یہ فضل و عطا طائے کے وعدوں کے ظهور کا دن ہے۔ یہاں سے جہان سے جہان لا جیسے تصور ہے برائن دن میں واقع ہوں گے۔ اس حدیث میں صرفہ کے دن سے بھی جمعہ کے انفعلی ہونے کا دلیل ہے۔ فیصلہ کہ ہیں کہ صرفہ کا دن جمعہ کے دن سے افضل ہے۔ فصل ثانی میں حضرت ادس بن ادس یعنی حضرت محمد کا حدیث میں آتا ہے کہ میری دنیا میں افضل دن ہے۔ اس اعتبار پر پرا احتمال ہے کہ صرفہ جمعہ سے افضل ہو یا اس لئے بلکہ یہاں سے مراد بہشت کا دن ہے۔

١٢٤٨  
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
مَنْ آتَى اللَّهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى  
الْجَمْعَ لَسَاعَةً لَا يَرَاهَا عَدُوٌّ  
مُسْلِمٍ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا  
أَعْطَاهُ رَأْيَاهُ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَكَاذَ مُسْلِمٌ قَالَ وَفِي سَاعَةٍ  
خَفِيفَةٍ وَفِي دَعَائِيهِ تَهْنِئَةً قَالَ  
لَا فِي الْجَمْعِ سَاعَةٌ لَا يَرْتَفِعُ  
مُسْلِمٌ قَائِمٌ يَحْمِلُ يَسْأَلُ اللَّهَ عِزًّا

[illegible]

اسم نے یہ جھوٹا ریکارڈ کیا کہ وہ چوٹی کی گھڑی  
ہے اور اس کی گھڑی کی ایک رسالہ میں ہے کہ  
بے شک جب کہ وہ میں البتہ ایک گھڑی ہے جس  
پاتا اسے بندو سم جو کڑے ہو کر ناز پرکتا ہے





اس کی نگہداشت کرے تاکہ آپ اس میں ذکر الہی اور دعا کیا کریں۔ واللہ اعلم۔

بعض نے کہا یہ گھڑی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقبس میں تھی۔ اس کے بعد اٹھائی گئی۔ یعنی اس کی خاصیت اٹھائی گئی۔ ابن عبد البر نے یہ قول ایک جماعت سے نقل کیا ہے مگر اسے مکرر قرار دیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ یہ گھڑی اب بھی باقی ہے مگر مبہم ہے جس طرح لیۃ القدر

## الفصل الثاني

١٣٨٠ هـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ  
إِلَى الطَّوْرِ فَلَقِيتُ كَعْبَ الْأَجَلِ  
فَجَلَسْتُ مَعَهُ فَحَدَّثَنِي عَنْ  
التَّوْبَةِ وَحَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَكَانَ فِيهَا حَدِيثُهُ أَنَّ قُلْتُ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
غَيْرَ يَوْمٍ طَلَعَتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ  
يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَفِيهِ خُلَايَا أَيْمٍ  
وَفِيهِ أَهْطُ وَفِيهِ تَيْبٌ عَلَيْهِ  
وَفِيهِ مَاتَ وَفِيهِ يَوْمُ النَّاسِ  
وَمَلِكٌ دَابَّةٌ رَأَى فِيهِ مَصِيفَةً  
يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِينَ تَصْبِحُ  
حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ تَقْبَلُ مِنَ النَّاسِ  
إِلَّا الرِّجْلَ وَالْأُذُنَ وَرَأَى سَاعِدَ  
لَا يَمَادِنُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَفِيهِ  
يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَجَبَهُ  
أَيُّدُ قَالَ كَعْبٌ ذَلِكَ فِي كُلِّ سَبْعَةٍ  
يَوْمٌ فَقُلْتُ بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ

## دوسری فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے روایت سے  
ہے۔ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت  
کعب بن جحش کے ملا۔ اور ان کے پاس ایک بیوی تھی۔  
انہوں نے مجھے گوربات کی باتیں سنائیں۔ اور  
میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
حدیثیں جو انہوں نے سنیں ہیں ان کو سنائیں ان

یہاں بھی تمہارے لئے کچھ قرآن مجید ہے

علیہ وسلم کے فرمان کی تعمیل کے لئے جو کچھ کرنا پڑا وہ کر لیا۔

برای این که این کتاب را به دست شما برسانم

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لَكَ شَاكِرِيْنَ

وہاں سے آکر اپنے گھر پہنچا تو اس نے اپنے گھر کے دروازے پر دستکوب لگا دیا۔

...الاسماء...

فانما الله جل جلاله العزيز الحكيم

[illegible]

ایک نیا ہی سماج ہے جس کے لئے

وہی ہے جس نے ان کو اللہ کے لیے

فہم کہ اللہ تعالیٰ اپنے مے و پناہ میں

یہ اچھا جوئے ہے ہر سال میں ایک

فَقَالَ كَعْبُ التَّوْرَانَةِ فَقَالَ مَسَدٌ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ  
سَلَامٍ فَحَدَّثَنِي بِمَجْلِسِي مَعَ كَعْبِ  
الْأَجْبَارِ وَمَا حَدَّثَنِي فِيهِ بِإِيمَانٍ  
الْجَمْعَةِ فَقَالَ فَقُلْتُ لَهُ قَالَ كَعْبُ  
ذَلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ  
ابْنُ سَلَامٍ كَذَبَ كَعْبٌ فَقُلْتُ لَهُ ثُمَّ  
قَالَ كَعْبُ التَّوْرَانَةِ فَقَالَ بَلَى فِي  
كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ  
مَسَدٌ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
سَلَامٍ قَالَ عَلِمْتُ أَنَّهُ سَاعِدِي هُوَ  
قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي بِهَا  
وَلَا تُخَيِّبْنِي عَلَيَّ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ  
ابْنُ سَلَامٍ هُوَ أَخْبَرَنِي فِي يَوْمِ  
الْجُمُعَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ  
وَكَيْفَ تَكُونُ أَخْبَرَنِي سَاعِدِي فِي يَوْمِ  
الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمَامُ فِيهَا  
عَبْدٌ وَلَا يَمَامُ فِيهَا يَمَامٌ فِيهَا  
قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ جَلَسَ إِلَيَّ  
يَوْمَ ذَلِكَ يَوْمَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ  
وَسَلَّمَ مِنْ جُلُوسٍ مَعِي لَا يَنْتَظِرُ  
الْصَّلَاةَ فَنُفِذَ صَلَاةً حَتَّى يَصِلَ  
قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَقُلْتُ بِنِي قَالَ فَمَرُّ

بارس سے کہنے لگا کہ ہر جمعہ میں تو کعب بعد کے  
تورات پر بھی قیام لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے حج فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں عبد اللہ بن  
سلام سے ملا اور انہیں کعب احمد کے پاس بیٹھنے اور  
جو کچھ میں نے ان سے جمعہ کے بارے میں گھنٹی کی اس میں  
میں نے کہا کہ کعب یونے یہ ہر سال میں ایک دن ہے  
عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ کعب نے غلط کہا ہے  
میں نے ان سے کہا پھر کعب نے تورات پر صی تو  
فرمایا بلکہ وہ ہر جمعہ میں ہے۔ اس پر حضرت عبد اللہ  
بن سلام نے کہا کہ کعب نے سچ کہا پھر حضرت  
عبد اللہ بن سلام نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ  
کوئی ساعت ہے حضرت ابو ہریرہ فرماتے  
ہیں میں نے کہا وہ مجھے بتا دیجیے اور مجھل نہ  
فرمایا ہے حضرت عبد اللہ بن سلام نے فرمایا۔  
وہ جمعہ کے دن کی آخری گھنٹی ہے حضرت  
ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ وہ جمعہ  
کی آخری ساعت کیسے ہو سکتی ہے۔ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان بڑے  
آپسے نماز پڑھتے ہوئے پاتھے۔ حضرت  
عبد اللہ بن سلام بولے کہ کیا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ  
جو کسی لمحہ نماز کے انتظار میں بیٹھے  
وہ نماز پڑھتے ہیں نماز ہی  
پڑھتے۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں نے



ذَٰلِكَ رَوَاكَ مَالِكٌ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ  
وَ النَّسَائِيُّ وَ سَدَى أَحْمَدُ إِلَى تَقْوِيمِهِ  
صَدَقَ كَعْبٌ -  
کما ہاں فرمایا وہ یہی ہے۔  
مالک ابوداؤد ترمذی نسائی احمد بن حنبل  
کعب تک روایت کی گئے

۱۷ میں کوہ طور کی طرف گیا۔

۱۸ آپ یہود کے دانشمندوں میں سے تھے۔ تابعی تھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دست اقدس  
پر ایمان لائے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں دعائے فرمایا۔ احوار جبر کی جمع ہے عاکی زبریا  
زیر یعنی یہود کا دانشمند۔

۱۹ اور ان کی محبت اختیار کی۔

۲۰ کہ اس حدیث میں حضرت آدم علیہ السلام کے جنت میں داخل ہونے کا ذکر اس لیے نہ فرمایا کہ وہ ایک مشہور بات  
ہے۔ پھر جنت سے اترنا داخل ہونے کو لازم ہے۔

۲۱ یعنی اسی دن اللہ تعالیٰ نے ان پر رحمت کی اور ان کی توبہ قبول فرمائی اسی دن کے آخری حصہ میں انہیں  
زمین پر اتار دیا گیا۔ یا دوسرے جمعہ کو اتارا گیا۔ موافق روایت پہلی ہے۔

۲۲ یہ از خود متعین ہے وفات کا دن اترنے کا دن نہ تھا اور اگر اس (آخرت) میں کائنات کا دن مراد ہو کہ دن کو  
میں فرمایا۔ فَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ دیکھئے رب کے نزدیک ایک دن تمہارے  
شمار کردہ ہزار دن کے برابر ہوتا ہے اس دن کی طرف اشارہ ہو تو پھر ایک ہی دن میں ذکر وہ شب ذکر ہو جانے  
کی گنجی نش بھی ہے۔ اسے سمجھو۔ واللہ اعلم۔

حدیث میں لفظ مبعوث مہم کی پیش خدا کی زیر یا ساکن اور نقطہ والی غامبی کان لکھا اور ترجمہ ہوتا ہے کہ  
کے ساتھ بھی ایک روایت ہے معنی دونوں کا ایک ہے۔

۲۳ قیامت صبح اور طلوع آفتاب کے درمیانی وقفہ میں قائم ہوگی کہ ہر جن و انس کے علاوہ ہر جاندار  
چیز قیامت کے انتظار میں رہتی ہے کہ شاید قیامت اسی جمعہ قائم ہو جائے گریاضا قتالے لئے ہمارے جہاں  
کو ابھام کر دیا ہے کہ اس دن کے اس وقت میں قیامت قائم ہوگی ادھار دن کی غمیت ادھار کا دور چلے گا  
دنوں میں ڈال دیا ہے ادھیہ معنی انکے باطن میں بیٹھا دیا اور پریشیدہ کر کے رکھ دیا ہے اور یہ کہ باطن  
کے دن زمین میں بڑے بڑے عظیم کام ظاہر کرنے لگائیں گے سب زمین لرزے اور گردش کرے گی ادھار  
عمر کس کر کے بے ہوش ہو جائیں گے

۲۴ کہ انسان اور جنات اس سے قافل میں بے خبر ہیں اور ان پر اس کا انکشاف نہیں کیا گیا تاکہ کیف

و آزمائش کا قاعدہ اس پر ترمیم نہیں ہو جاتا اور ایمان بالغیب کی حیثیت قائم رہے۔  
 ۱۱۔ اہل حدیث میں لَا یُضَادُّکُمْ وَلَا یُؤَادُّکُمْ کی جگہ آیا ہے اور شیئا خیرا کی جگہ آیا ہے اور مصافحت  
 کا معنی ہے کسی چیز کو پانا۔

۱۲۔ یعنی میں نے حضرت کعب کی ترمیم میں کہا کہ ایسا نہیں کہ وہ گھڑی سال میں ایک بار آتی ہے۔ بلکہ یہ  
 جمعہ کے دن آتی ہے۔

۱۳۔ جہاں بات کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ گھڑی ہر جمعہ کے دن ہوتی ہے۔

۱۴۔ وہ گھڑی ہر جمعہ کے دن آتی ہے۔

۱۵۔ حضرت عبداللہ بن سلام مکیابی ہیں اللہ پر مئے علمائے یہود میں سے تھے۔

۱۶۔ یعنی یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے یا تورات پڑھنے سے انہیں معلوم تھی۔ ظاہر بیلا احتمال ہے۔

۱۷۔ کیونکہ عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز پڑھنا منسوخ و مکروہ ہے۔

۱۸۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اور رسولی کا وہی معنی ہے کہ نماز کی انتظار میں بیٹھا ہو۔ اور یہ چیز آخر  
 دن میں بھی ہو سکتی ہے اور اگر اس وقت کوئی دعا کرے تو قبول ہوتی ہے۔ بعض نے کہا یہاں صلوة سے دعا  
 مراد ہے۔

۱۹۔ اہل بیت کا قول تھا کہ عبداللہ بن سلام نے حدیث تمام فرمادہ نہ کیا۔

۲۰۔ وَ عَنْ آدِیْنِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَبِشُ

الْبَلَدُ الْفَرَجُ ثَمَّ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

يَكُونُ الْكُفْرُ فِي غَيْرِ الشُّعْبِ

۲۱۔ اہل بیت کا قول تھا کہ عبداللہ بن سلام نے حدیث تمام فرمادہ نہ کیا۔

۲۲۔ اہل حدیث کے لئے ظاہر ہے کہ نماز عصر آخر دن تک پڑھی جاسکتی ہے۔ لہذا اس بارے  
 میں مسئلہ اس طرح نہیں ہوتا کہ جمعہ کے دن نماز عصر کا وقت ہر چیز کا سایہ ایک شل ہونے تک ہے  
 یعنی دن کا پورا تھا تو عصر آتی ہے تک کیونکہ وہ دوسری حدیث میں واقع ہوا ہے کہ وہ گھڑی جمعہ کے دن کی آخری  
 گھڑی ہے۔ اسے خوب سمجھ لو۔

حضرت اوش بن ادس رضی اللہ عنہ سے روایت  
 ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۳۔ وَ عَنْ آدِیْنِ بْنِ آدِیْنِ قَالَ قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ آيَاتِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبُضَ وَفِيهِ  
الْتَفَخَهُ وَفِيهِ السَّعْيَةُ فَاسْعَوْا  
عَلَى مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ  
مَعْرُوضَةٌ عَلَى قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَكَيْفَ تَعْرَضُ صَلَاتُكَ عَلَيْكَ وَقَدْ  
أَرِمتُ قَالَ يَقُولُونَ ابْلَيْتَ قَالَ إِنَّ  
اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ  
رَأَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّيَّانِيُّ وَابْنُ  
مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ أَبِي  
الدُّعَوَاتِ الْكِسِيرُ

نے فرمایا کہ تمہارے دونوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے  
اسی میں حضرت آدم پیدا ہوئے اسی میں ابراہیم کی روح متعین  
کی گئی۔ اسی دن میں مندرجہ نکاحا جانے لگا۔ اسی دن  
ہاکت ملائی ہوگی تو اس دن میں فجر پر کثرت سے درود  
پڑھو کہ بیشک تمہارا درود و سلام میرے اوپر پیش  
کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر  
درود کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ کی ہڈیاں  
بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔ یا رسول اللہ! نے کہا کہ صحابہ نے کہا  
ایک تو بوسیدہ ہو چکے ہیں۔ غرض یہ کہ شک اللہ  
تعالیٰ نے نبی امین صلی اللہ علیہ وسلم کے اجسام طہرہ کو زمین پر  
حرام کر دیا ہے۔ ابو داؤد و ترمذی ابن ماجہ و ترمذی و  
بیہقی و غیرہ میں۔

۱۷۔ اوس ہمزہ کی زیر اور وا ساکن۔ آپ صحابی ہیں، دمشق میں سکونت پذیر رہے اور وہیں دس سال (ایلیا)۔  
۱۸۔ حدیث میں لفظ نفعہ آیا ہے معنی ہلاک۔ اس میں لفظ بھانم کے قول جہاد کن، و نفع فی القلوب، و نفع  
مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ اور سورہ بھونکا جائے گا تو ہلاک ہر مائے کفر جو آسمانوں میں ہے  
اور جو زمین میں ہے پس اس نفعہ کے مقابلہ میں جو مذکور ہوتا ہے وہ نفعی ثنائی ہے نفع ثنائیہ زندہ کرنے اور ہلاک کرنے کو  
قبور سے اٹھانے کے لیے ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا۔ وَ نَفَعُ فِي الْقُتُوبِ بِأَمْرِ عِزِّكَ بِأَمْرِ عِزِّكَ۔ اور اس میں عیون  
جائے گا تو اپنا نک وہ اٹھ کر رہے ہوں گے۔ اور ایک نفعہ اور ہے جو گہرا ہے اور غریب و غریب کے لیے ہوگا جیسا کہ  
فرمایا يُنْفِخُ فِي الصُّوْمِ نَفْخًا مِّنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ اور سورہ میں بھونکا جائے گا تو آسمان اور  
زمینوں میں جو کچھ ہے سب پر گہرا ہٹ طاری ہو جائے گی۔ اور یہ نفعہ ہلاکت کا یعنی غیصہ ہوگا اور نفعہ دہشت کا۔ جس میں  
تین نفعوں کے قائل ہیں۔ مگر مشہور دو ہی نفعے ہیں۔ ایک ہلاکت کے نیلے دوسرا زندہ کرنے کے لیے۔  
۱۹۔ یعنی چونکہ روز جمعہ نہایت بابرکت اور عظیم الشان روز ہے اس لیے اس میں محمد پر کثرت سے درود

۴۷ یعنی ملائکہ سیاحین کے ذریعے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔  
۴۸ یہ موت اور زوال اور اک سے کنایہ ہے۔

۶۔ یہ راوی کا شک ہے یعنی صحابہ کرام نے فقط قمارت سے بیعت مراد لیا یا ایک نہ ہر امام کی زیر امداد تا کی نبوت سے یعنی آپ قرآن میں پڑنے اور بوسیدہ پر چمکے ہوں گے۔ اُمرومت کی تحقیق اور اس کے ضبط و تلفظ میں بڑا اختلاف ہے مشکوٰۃ کے اکثر تفسیر شدہ نسخوں میں اس کا لفظ دوجہ سے بیان کیا گیا ہے ایک اُمرومت یعنی ہمزہ کی زبر پر لا کی زیر تاسا کن اور تانفت کی زبر بصیغہ ماضی معلوم۔ دوسری اُمرومت یعنی ہمزہ کی پیش پر لا کی زبر اور تا کی زبر بصیغہ مجہول یعنی جب آپ بوسیدہ کر دے گئے ہوں گے اور فقط بیعت سے اس کی تفسیر وجہ اول کے موافق ہے۔ مگر یہ کہ بیعت بصیغہ مجہول تا ساکن سے ہو۔

کہ یہ زندگی اور حیات سے کما یہ ہے۔ جیسا کہ تیسری فصل میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صراحت آ رہی ہے اور انبیاء عظیم السلام کا بعد از موت زندہ رہنا بالکل متفق علیہ مسئلہ ہے کسی کا بھی انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی حقیقی میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں۔ ان کی حیات معنوی درو حانی نہیں۔ جیسی کہ شہد کی زندگی ہے اور اس حدیث میں جو فرمایا اِنَّ اَظْهَرَ حَرَمٍ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادُ الْاَنْبِيَاءِ تَرَوُهُ اِیْ جَانِبِ اَشَارِهِ ہے۔ اگرچہ اس باب میں کہ درود خریف کے پیش ہونے اور حصول ادراک کے لیے حیات درو حانی بھی کافی ہے لیکن مذہب وہی جو بیان کیا گیا ہے اس مسئلہ کی تحقیق بالاعمال اپنی کتاب تاریخ مریدہ سخی بجزب القلوب الی دیار المغرب میں کر دی گئی ہے وہاں دیکھ لیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوم موعود یوم قیامت ہے اور یوم مشہود یوم عرفہ اور شاہد یوم جمعہ ہے کسی دن پر جو جمعہ سے افضل ہو سورج طلوع و غروب نہیں ہوا۔ اس میں ایک گھڑی ہے ہندہ مومن اسے نہیں پاتا اس حال میں کہ اس کے اندر خیر و بھلائی کی دعا کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے اور کسی چیز سے پناہ نہیں لیتا مگر اس سے اللہ اسے پناہ دے دیتا۔

احمد ترمذی اور ترمذی نے کما یہ حدیث غریب ہم اسے نہیں جانتے مگر موسیٰ بن عبیدہ کی حدیث

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اَللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم الْیَوْمُ  
الْمَوْعُودُ یَوْمُ الْقِیَمَةِ وَالْیَوْمُ  
الْمَشْهُودُ یَوْمُ عَرَفَہٗ وَالْیَوْمُ  
الْمُجْمَعُ وَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ  
وَلَا غَرَبَتْ عَلٰی یَوْمٍ اَفْضَلَ مِنْہٗ  
فَیَوْمَ سَاعَۃٍ لَا یَبْقٰی عِبْدٌ مُّؤْمِنٌ  
یَسْأَلُ اللّٰہَ بِخَیْرٍ اِلَّا اَسْتَجَابَ  
اَللّٰہُ لَہٗ وَلَا یَسْتَعِیْذُ مِنْ شَیْءٍ  
اِلَّا اَعَاذَہُ مِنْہٗ نَعَاۃً اَحْمَدُو  
الْمُعِیْذِیْنَ وَقَالَ ہَذَا حَکَیْتُ  
غَرِیْبٌ لَا یَعْرِفُ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ

مُوسَىٰ بْنِ عُبَيْدٍ ۚ وَهُوَ يُضَعِّفُ  
 سے اور وہ ضعیف راوی ہے۔

اسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَالْيَوْمَ الْمَوْجُودِ وَشَهِيدٍ** حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یوم موعود سے مراد روز قیامت ہے جس کے آنے کی حق سبحانہ و تعالیٰ نے خبر دی ہے اور جس کے آنے کے بعد مومنوں سے بہشت میں تعین عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے اور یوم مشہود سے یوم عرفہ (نہین ذوالحجہ کا دن) ہے کیونکہ اس دن تمام مخلوق کے مسلمان اور مانک ماضی و موجود ہوتے ہیں مشہود بمعنی حضور ہے اور شاہد سے جمعہ کا دن مراد ہے کہ مخلوق اس میں حاضر ہوتی اور اس کے پاس آتی ہے تو یوم عرفہ کو مشہود اور جمعہ کو شاہد اس لیے کہا گیا کہ مخلوق عرفہ کی طرف آتی اور اس مکان میں حاضر ہوتی ہے جو اس دن سے منسوب ہے لہذا یوم عرفہ مشہود ہوا اور جمعہ کے دن لوگ اپنی اپنی جگہوں میں ہوتے ہیں اور جمعہ ان کے پاس آتا ہے اس لیے وہ شاہد ہوا۔ یعنی حاضر ہونے والا اور ماضی میں نے لفظ شاہد کی تفسیر مخلوق سے بھی کی ہے کیونکہ مخلوق قیامت کے دن حاضر ہوگی اور لفظ مشہود کی تفسیر اس چیز سے کی گئی ہے جس میں عجائبات کا شاہدہ کیا جائے۔ یا شاہد سے بغیر اور مشہود سے امت خصوصاً یا عموم مراد ہے۔ یا یہ امت شاہد اور دوسری امتیں مشہود ہیں یا شاہد سے خالق و مخلوق مراد ہے کیونکہ خالق مخلوق کے حالات پر مطلع ہے اور مخلوق خالق کے وجود اور اس کی صفات پر شاہد گواہ ہے یا شاہد مشہود سے عرفہ کا دن اور حاجی مراویں یا روز جمعہ اور لوگ مراویں یا شاہد مشہود سے ہر دن اور اس میں رہنے والے لوگ مراویں جیسا کہ تفسیر بیضاوی میں ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ سب تاویلات اس لفظ کے مختلف احتمالات ہیں جن پر اس لفظ کو محمول کرنا ممکن ہے۔ اس کی اصل تفسیر یہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے اگر یہ نسبت صحیح ہو۔ واللہ اعلم۔

اسے عبیدہ بن جریج کی پیش باکی زہر سے اور وہ ضعیف ہے یعنی یہ بھی ضعیف قرار دیا گیا ہے اور اس کی طرف اور اس کی حدیث کی طرف ضعف کی نسبت کی گئی ہے۔ تاہم تحقیق یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے۔ نسائی و بیہقی نے کہا کہ موسیٰ ضعیف ہے۔ ابن سعد نے کہا ثقہ ہے۔ مگر اس کے بعض راویوں کی وجہ سے اس کی حدیث حجت نہیں اور اس کی حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اس کی حدیث سلسلہ صحیح میں ہوئی۔ محدثین نے کہا ہے اس کی خبر کے ستوری و منبر کی خوشبو مکتبی تھی۔ حالانکہ اس کے خبر رتبہ میں اس وقت وہاں مشک و عطر کا بکمال و بڑا دخل

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

حضرت ابو ہریرہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ  
 قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَلَّمَ رَأَى يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ  
الْأَمَمِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَ  
هُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ يَوْمِ  
الْأَمْنِ وَ يَوْمِ الْفِطْرِ فِيهِ خَمْسُ  
خَلَائِفٍ خَلَقَ اللَّهُ فِيهِ آدَمَ وَأَهْبَطَ  
اللَّهُ فِيهِ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ وَفِيهِ  
تَوَفَّى اللَّهُ آدَمَ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا  
يَسْأَلُ الْعَبْدُ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ  
مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا وَفِيهِ تَقُومُ  
السَّاعَةُ مَا مِنْ مُلْكٍ مُتَرَبِّ وَلَا  
سَبَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا عَمَلٍ وَلَا  
جَهَالٍ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا هُوَ مُشْفِقٌ مِنْ  
يَوْمِ الْجُمُعَةِ

وَرَوَى أَحْمَدُ  
عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّ رَجُلًا مِمَّنْ  
الْأَنْصَارِ أَقْبَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْبِرْنَا عَنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ  
مَا كُنَّا نَسْمَعُ مِنَ النَّبِيِّ قَالَ فِيهِ  
خَمْسُ خَلَائِفٍ وَمَا قَالَتْ أُنْجُرُ  
الْجُمُعَةِ

نے فرمایا جمعہ کا دن اللہ کے نزدیک تمام دنوں کا سرور  
تمام دنوں سے بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک  
عید فطر و عید بقر کے دنوں سے بڑا ہے۔ اس میں  
پانچ اوصاف ہیں۔ اللہ نے اس میں حضرت آدم  
کو پیدا کیا اور اللہ نے اس میں حضرت آدم کو زمین  
کی طرف اتارا۔ اسی میں اللہ نے حضرت آدم کو وفات  
دی۔ اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے جس  
میں بندہ کوئی شے نہیں مانگا مگر رب تعالیٰ اسے  
دے دیتا ہے۔ جب تک کہ حرام چیز نہ مانگے۔  
اسی میں قیامت قائم ہوگی کوئی مقرب فرشتہ  
آسمان۔ زمین۔ ہوائیں۔ پہاڑ دریا ایسے  
نہیں جو جمعہ کے دن سے خوف نہ کرے  
ہو۔

ابن ماجہ اور احمد نے سعد بن معاذ سے یوں  
روایت کی کہ ایک انصاری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا ہمیں جمعہ کے  
دن کے بارے میں خبر دیجیے۔ کہ اس میں کیا  
خبریاں ہیں۔ فرمایا اس میں پانچ صفتیں ہیں۔  
اور آخر حدیث تک  
نقل کی۔

۱۔ بابہ الام کی پیش۔ بابے اولیٰ مخفف ان کا نام رفاتہ ہے (راکی زیر سے) آپ مشہور صحابی ہیں ہم ان کے  
کچھ حالات پر کتاب میں اہل بد میں ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔  
۲۔ یہ حدیث جمعہ کی بات دنوں پر انصافیت میں صریح ہے۔ البتہ یوم عرفہ کی تصریح نہ فرمائی۔ گویا یوم امنی کا ذکر  
یوم عرفہ کو ضمن ہے یا ہم یوم امنی کو یوم عرفہ سے افضل قرار دیتے ہیں۔ واللہ اعلم۔  
۳۔ یعنی یہ سب چیزیں قیامت کے اپنا تک آج بنے سے خائف رہتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوائیں

دریا۔ پس از زمین و آسمان سب کو قیامت کے آنے کا علم ہے اور انہیں اس کے مجبور کے ملنے کے کام دیا گیا ہے۔ اور سب کو کم وادراک حاصل ہے۔

فاک فاب و باد و آتش بندہ اند باطن و تو مردہ با حق زندہ اند

مٹی پانی، ہوا، آگ سب اس کے بندے ہیں۔ تیرے اور میرے حتیٰ میں مردہ مگر اللہ کے حق میں زندہ ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا  
کہ کس وجہ سے اس دن کا نام ہجرت رکھا گیا فرمایا اس سے  
کہ اس میں تمہارے والد حضرت آدم کی مٹی جمع کی گئی  
اس کا ایک حصہ ہوشی اور اٹھنا ہے۔ ایک حصہ ساجد ہے  
اور ایک حصہ آخری زمین گھڑیوں ایسی گھڑی ہے جو  
اس میں اللہ سے دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوگی

۱۷۸۵ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَقِيبٌ  
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا بِي شَيْءٍ سَمِعْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
قَالَ لَا نَرِيهَا كَيْفَ طَيَّبَتْ طِينَهُ أَيْبِكَ  
أَدَمَ وَرَفِيعًا الصَّعْقَةَ وَ الْبَعْثَةَ وَ  
فِيهَا الْبَطْشَةَ وَ رَفِيعًا ثَلَاثَ سَاعَاتٍ  
وَنَمًا سَاعَةً مِّنْ دَعَا اللَّهُ فِيهَا  
اسْتَجِيبَ لَهُ۔

(احمد)

(رداء احمد)

یعنی اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی تیار کی گئی۔ اس کا ٹکڑا بچھڑایا گیا۔ علانیہ کہا ہے طیبہ و طینہ قائم  
سے انہیں درست کرنا اور انہیں ایک نئی صورت پر پیدا کرنا مراد ہے۔  
۱۷۸۶ الصَّعْقَةُ ہلاک ہونا اور جاندار چیزوں کا مرنا۔ البعثۃ یعنی مرنے کے بعد اٹھنا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت  
اوس کی حدیث میں صغیر کے ساتھ جس نفخہ کا ذکر ہوا اس سے اٹھنا اور زندہ کیا جاتا ہے۔  
۱۷۸۷ البطشۃ علانیہ کہا اس سے روز قیامت مراد ہے جب کہ فریاد یَوْمَ يَخْلَقُ الصَّعْقَةَ تَلْكَ اَوْس  
ہم سخت قسم کی پکڑ کریں گے (صغیر اور بعثۃ کے بعد بطشۃ کا ذکر تاکید کے لیے ہے۔ بطش یعنی کھینچنا اور پکڑنا)  
اور اگر اس سے اللہ تعالیٰ کو پکڑو گرفت مراد لی جائے جو بندوں کی ان کے مشرکوں کے بعد ہوگی تو یہ بھی صحیح ہے  
یعنی نے کہا اس سے بدر کے دن۔ مشرکین کی پکڑ و محکوم مراد ہے کہ یہ واقعہ بھی مجبور کے روز ہوا تھا۔  
لکھ کہ جب کہ اس دن میں یہ سب بڑے بڑے کام جمع کر دیے گئے ہیں اس بنا پر اس کا نام ہجرت  
رکھا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہجو

۱۷۸۸ وَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



اَكْثَرُوا الصَّلَاةَ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ  
وَاَنَّ مَشْهُدًا يَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ  
وَاَنَّ احَدًا لَمْ يَصَلِّ عَلَى الْاَعْرَضَتِ  
عَلَى صَلَواتِهِ عَشَى يَقْرَعُ رِمْنًا كَالْ  
قُلْتُ وَبَعْدَ الْعَوْتِ قَالَ رَأَيْتُ اللَّهَ  
حَرَمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَأْكُلَ اَجْسَادَ  
الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللَّهِ سَخَى يَزْزُقُ -  
وَدَعَا ابْنُ مَسَاجِدَ

کے دن ٹھہر پر کثرت سے درود پڑھو کہ یہ دن مشہور  
ہے یعنی اس میں فرشتے رحمت و برکت سے کرم فرماتے  
ہیں۔ اور بے شک کوئی آدمی ٹھہر پر درود نہیں بھیجتا مگر  
اس کا درود ٹھہر پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس  
سے فارغ ہو۔ میں نے عرض کیا موت کے بعد بھی فرمایا  
بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء  
کے جسوں کو کھائے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے۔ اسے  
رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

۱۔ اہل اہل کا درود ٹھہر پر ہمیشہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ لہذا جمعہ کے دن جو سب دنوں سے افضل و اشرف دن ہے، بطریق  
اولیٰ ٹھہر پر درود شریف پیش کیا جاتا ہے۔ یہ احتمال بھی ہے کہ مطلب یہ ہو کہ جمعہ کے دن کمال طور پر درود شریف کا ٹھہر پر پیش  
ہونا لازم و ضروری ہے اور یہ تفصیل اس دن کے ساتھ خاص ہو۔ واللہ اعلم۔  
۲۔ یعنی اس وقت تک کہ میرا منی ٹھہر پر درود شریف پڑھتا رہتا ہے۔ میرے اوپر پیش ہوتا رہتا ہے۔ جتنا جتنا  
پڑھتا رہتا ہے۔ میرے آگے پیش ہوتا رہتا ہے۔ تا آنکہ اس سے فارغ ہو جائے اور پڑھنا ترک کر دے۔  
۳۔ یعنی یہ دن بطور استغفار اور اس بات کو بعید جانتے ہوئے کہا کہ آپ کی وفات کے بعد بھی آپ پر درود پاک  
پیش کرتے ہیں۔

۴۔ یہ یا تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا ترجمہ ہے۔ یا تاکید کی غرض سے حدیث بیان کرنے کے بعد  
خود حضرت علیؓ اور دیگر اصحابؓ کے زبانی روایت کی حقیقت کا اثبات کیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

شریف پڑھنے والوں کی کثرت کی ترغیب دی جاتی ہے۔  
وَمَا كَانَ لِمَنْ يَلُوكَ الْكَلْبَ أَنْ يَمْلِكَهُمْ  
كَانَ كَلِمَتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَكَانَ  
كَلِمَتُكَ لَكُمْ مِنْكُمْ يَوْمَ  
الْجُمُعَةِ أَدْلِكَةُ الْجُمُعَةِ إِلَّا  
وَقَالَ اللَّهُ فَنَحْنُ الْقَسِيرُ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی  
مسلمان نہیں جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت  
ہوتا ہے مگر اللہ اسے فتنہ قبر سے بچا لیتا ہے۔

۱۔ احمد۔ ترمذی اور ترمذی نے کہا یہ حدیث  
غریب ہے۔ اور اس کا اسناد متصل

حَقَّكَ أَحْمَدُ وَالتَّرمذِيُّ وَقَالَ  
هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ بِإِسْنَادِهِ



بِمُتَّصِلٍ -

نیل

۱۵۔ یہ یا تو راوی کا شک ہے یا موت کے دو بار برکت اوقات کا بیان ہے۔ دوسری صورت زیادہ ظاہر ہے  
 ۱۶۔ اس حدیث کے اسناد کو امام سیوطی نے جمع الجوامع میں احمد بن حنبل سے اور شیزازی سے القاب میں حضرت  
 ابن عمر سے اور ابو نعیم نے علیہ میں حضرت جابر سے یا ابن الفاظ روایت کیا کہ جو مسلمان جمعہ کے دن مرتاہ ہے وہ بطلب قبر  
 سے محفوظ رہتا ہے۔ اور وہ قیامت کے دن اس مال میں آئے گا کہ اس پر غمیدوں کی مہر لگی ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں  
 نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ پر مٹی آپ کے پاس  
 ایک پیڑی تھا وہ بولا اگر یہ آیت ہم پر اتنی توہم ہے  
 عید بنا لیتے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اس آیت  
 دو عیدوں کے دن میں اتری۔ یعنی جمعہ اور عرفہ  
 کے دن

ترمذی۔ اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب

۱۷۸۸ وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قَرَأَ  
 الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ آيَةً  
 وَعِنْدَكَ يَحْمَدُ فَقَالَ كَوْنَتْ هَذَا  
 آيَةً عَلَيْكُمْ لَا تَخْذَنَ عِيدًا فَقَالَ  
 ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ  
 عِيدَيْنِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ  
 رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ  
 غَرِيبٌ -

۱۸۔ یہ آیت مبارکہ عرفہ کے دن حجۃ الوداع میں نازل ہوئی یا آیت کا ترجمہ یہ ہے آج کے دن میں نے تمہارے  
 لیے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور میں تمہارے لیے تمہارا دین اس طرح پوری  
 پر راضی ہو گیا۔

۱۹۔ یعنی ہم لوگ اس آیت کے نزول اور اس دن کو جس میں آیت نازل ہوئی نہایت خوشی اور شکر کے ساتھ مناسبت کے  
 طور پر عید بناتے۔ یعنی تعجب ہے کہ تم مسلمانوں نے اسے عید نہیں بنایا۔ ان احادیث سے ظاہر  
 ہے یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے اسے عید بنایا ہے کیونکہ آیت نازل ہوئی کہ دن  
 نازل ہوئی یعنی اس دن میں جس میں دو عیدیں جمع ہیں۔ جمعہ کا دن اور عرفہ کا دن۔ کیونکہ حجۃ الوداع کا دن جمعہ کا دن تھا  
 لہذا صرف ایک عید نہیں بلکہ اسے دو عیدیں قرار دیا ہے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ دو عیدوں یعنی جمعہ اور عرفہ کو چھوڑ  
 کر میں صرف اسے عید بنانے کی ضرورت نہیں۔ اسے بھولو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے  
 ہیں۔ جب ماہ رجب داخل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم فرماتے اسے اللہ ہمارے لیے رجب و

۱۷۸۹ وَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
 دَخَلَ رَجَبٌ أَقَامَ الْكُفْمَ

شعبان کو بابرکت بنا اور میں ماہ رمضان تک  
پہنچا۔ امد آپ فرماتے تھے جمعہ کی رات  
روشن رات ہے اور جمعہ کا دن سفید اور  
روشن دن ہے۔

(یعنی دعوات کبیر)

بَارِكْ لَنَا فِي وَجِبَتِكَ وَتَمَكِّنْ وَبِقُدْرَتِكَ  
رَعَيْنَاكَ قَالَ وَكَانَ يَهْوِي كَيْدُكَ  
الْجُمُعَةَ لَيْلَةً آخِرَ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ  
يَوْمٌ آخِرٌ

رَدَاةُ الْبَيْهَقِيِّ فِي الدَّعَوَاتِ

الْحَكِيمِ

۱۷۹ امام احمد رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ فرمایا شب جمعہ لیتا القدر سے بھی افضل ہے کیونکہ شب جمعہ میں حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کا نوری ایک حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم پاک میں قرار پذیر ہوا۔ اور آپ کا ظہور نور دنیا و آخرت  
میں بن خیرات و برکات کا موجب بنا وہ حد و شمار سے باہر ہیں۔

## بَابُ وَجُوبِهَا

جمعہ کے واجب ہونے کا باب

واضح ہو کہ جمعہ کتاب، سنت اور اجماع سے ثابت شدہ فریضہ ٹکمرہ ہے۔ اس کا منکر کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے  
قَوْلِ بَلَاكُ فَاَسْمَعُوا اِلٰی ذِكْرِ اللَّهِ (اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آؤ) سے نماز جمعہ یا اس کا خطبہ مراد ہے اور خطبہ کا  
وجوب جمعہ کے وجوب کو مستلزم ہے جیسا کہ بیان کرنے کے لئے کہا ہے اور تفاسیر میں یہ مذکور ہے کہ اس سے خطبہ اور نماز دونوں  
ملا دیں۔ نیز چونکہ اللہ جل جلالہ و علوہ کے قول میں ہے اور دونوں پر صادق آتا ہے اور جمعہ ظہر کا فریضہ ہے حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم نے جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ خطبہ بھیجا تھا تو آپ کو حکم دیا تھا کہ جب آفتاب دوپہر سے ڈھل  
پڑے تو لوگوں کو اس وقت نماز جمعہ پڑھنا۔

## فصل اول

حضرت ابن عمر و ابو ہریرۃ دونوں سے روایت ہے  
بے شک ان دونوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس منبر کی کڑیوں پہنچاتے سنا

۱۸۰ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو وَ ابْنِ هُرَيْرَةَ  
اَنْهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ  
سَلَّمَ يَقُولُ عَلٰی

أَعْوَادٌ مَنبُورَةٌ لِيَسْتَرْهِقَ أَقْوَامٌ  
عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لِيُثَبِّتَ  
اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ لَعَلَّكُمْ يَكُونُوا مِنَ  
الْمُتَّقِينَ -

کہ لوگ جمعہ چھوڑنے سے بہتر نہیں۔ ورنہ  
اللہ ان کے دلوں پر ہرگز دے گا پھر وہ  
ضرور غافلوں میں سے ہو جائیں گے یہ

(مسلم)

(دعاء مسیلم)

۱۔ یعنی اپنے منبر شریف پر اس عبارت سے بظاہر تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اول، اول منبر ہونے کو وہ  
حضرت نہ پہچانتے تھے اور ابتداء میں ان کے اندر چند کڑیاں ترتیب سے رکھ کر بطور منبر استعمال کرتا مروج تھا یا کڑی  
کی صحت یہ بتانے کے لیے کہ منبر شریف کڑی کا تھا پھر یا اینٹ کا بنا ہوا نہ تھا۔  
۲۔ اور غافلوں میں شمار ہوں گے اور ان پر غافل ہونے کی گواہی دی جائے گی یا اور ان پر غافل ہونے کا حکم  
جاری ہوگا اور وہ دائمًا مالت غفلت میں رہیں گے۔ یعنی ان دو باتوں میں سے ایک بات ضرور واقع ہوگی یا ترک جمعہ  
سے باز آنا۔ یا ان کے دلوں پر ہرگز کنگ جانا۔ اگر باز آجائیں گے تو ہرگز نہ ملے گی۔ اور اگر باز نہ آئیں گے تو ان کے دلوں پر  
ہرگز دی جائے گی۔ اور دلوں پر ہرگز گارینا نہایت غفلت اور نصیحت و مصلحت قبول کرنے کا حوالہ دہا جانے  
سے کہ یہ ہے۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

۱۲۹۱ عَنْ أَبِي الْجَعْفَرِ الضَّمَيْرِيِّ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمُعٍ تَعَادَلَتْ بَيْنَهُمَا  
طَبَعُ اللَّهِ عَلَى قَلْبِهِ -  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ  
النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَ  
لَقَاءَ مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ  
وَاحْمَدُ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ -

حضرت ابو الجعفر ضمری نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعوں کو چھوڑ دے اس کا دل اللہ کے طبع سے بند ہو جائے گا۔  
ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مالک، صفوان بن سلیم، احمد نے روایت کیا ہے۔

۱۔ جمعہ جمیم کی زیر زمین محلہ ساکن۔ الضمیری من کی پیش۔ میم کا زبرد۔ یا ساکن۔ مشکوٰۃ کے نسخوں میں ایسا ہی ہے  
مگر صحیح احمد درست ضمری ہے یعنی مناد کی زیر زمین ساکن عمرو بن بحر بن عبد مائۃ کی طرف نسبت ہے اچھو خرف بہت حاصل

۱۔ جیسا کہ کتاب جامع الاصول میں مذکور ہے۔  
 ۲۔ یعنی جمعہ کو معمولی، حیرت اور ہلکا جانتے ہوئے اسے ترک کر دے۔ ظاہر یہ ہے کہ تہا دن سے یہاں اس کی  
 احتیاجی میں سستی اور کوتاہی نہ کرنا مراد ہے۔ اس کی اہانت اور اسے ہلکا ماننا مراد نہیں کیونکہ یہ بلاشبہ کفر ہے۔ یہاں  
 اس سے یہ بھی مراد ہے کہ جمعہ کو سستی سے چھوڑنا گناہ عظیم ہے جو ہر اور رنگ اور کفر تک پہنچانے کا باعث  
 بن سکتا ہے۔

۳۔ نذیرین کی روایت میں آیا کہ بری اللہ تعالیٰ عنہ۔ کہ خدا تعالیٰ اس بندے سے نذیر ہے۔ حضرت ابن عباس  
 رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے مسلسل کئی جمعے ترک کر دیے اس نے دین اسلام کو پس پشت  
 ڈال دیا۔

۴۔ نسیم سین کی پیشی سے۔ آپ مشہور صحابی ہیں۔

۵۔ آپ جلیل القدر تابعی ہیں۔ اہل مدینہ سے ہیں۔ عبادت و ریاضت میں مشہور ہیں۔ ادنیٰ اور مقبولان الہی  
 میں سے ہیں۔ بنی کے وسیلہ سے یارش کی دعا مانگی جاتی ہے۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ کثرت سجدہ کی وجہ سے  
 آپ کی پیشانی مبارک میں سوراخ ہو چکا تھا۔ آپ بڑے شایستگی سے تباہت پسند تھے۔ کسی بادشاہ کا ہدیہ تحفہ قبول نہ کرتے تھے  
 کہتے ہیں کہ آپ نے تم کھار کھی تھی کہ چالیس سال تک پیروزین پر نہ رکھیں گے (نہ سرائیں گے) جب تیس برس بزرگ  
 تو آپ بیمار ہو گئے اور حالت خزا کو پہنچ گئے۔ آپ کی صاحبزادی نے عرض کیا پیروزین پر رکھیے۔ کہ وقت نازک ہے۔  
 مگر آپ نے پیروزین پر نہ رکھا اور بیٹھے بیٹھے جان دے دی۔ آپ کے ہارے میں یہ لکھا گیا ہے کہ آپ تقدیر کے  
 زبردست قائل تھے۔ واللہ اعلم۔

حضرت عمر بن عبد ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
 فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس  
 نے جمعہ بغیر عذر کے ترک کیا چاہیے کہ وہ ایک  
 دینار صدقہ کرے۔ اگر ایک دینار نہ ملے تو نصف  
 دینار صدقہ کرے۔

(احمد۔ ابوداؤد)

(ابن ماجہ)

وَمَنْ سَمِعَ مِنْ جَنْدُبٍ قَالَ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ بِغَيْرِ عَذْرٍ  
 فَلَيْسَ مِنِّي بَدِيْنًا يَأْنِ كَمْ يَجِدُ  
 لِيَصِفَ وَيَسْأَلُ

تَوَافَا أَحْمَدُ وَابُودَاؤُدُ وَ

ابن ماجہ۔

۶۔ یعنی ان عذر میں سے کوئی عذر موجود نہ تھا جن سے جمعہ ساقط ہوتا ہے اس کے باوجود اس نے جمعہ  
 ترک کیا اور نماز ظہر پر اتھا کی تو اسے چاہیے کہ ایک دینار صدقہ کرے۔

۱۲۹۳ اگر کہا جائے کہ یہ جمع کے فرض نہ ہونے کی علامت ہے کیونکہ فرض حکم کی کافی کلمہ سے نہیں ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جمع فرض ہے مگر اصل فرض غار ظہر ہے مگر ہمیں حکم ہے کہ جمع کے یہ معتبر شرائط کی موجودگی میں جمع ادا کر کے غار ظہر اپنے ذمہ سے ساقط کریں اور جمع کے بجائے ظہر پر کفایت کرنا حرام ہے۔ یہ صدقہ اس فعل حرام کے کلمہ کے یہ ہے اور اس کو تاہی کی کافی کے یہ ہے جو فرض کی ادائیگی میں اس سے سرزد ہوئی۔ اسے خوب سمجھ لو۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں  
کہ آپ نے فرمایا جمع اس کے ذمہ ہے جس نے  
اذان سنی۔

۱۲۹۳ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ سَمِعَ  
الْإِذْنَ -

(ابوداؤد)

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

۱۲۹۴ لے یعنی اذان سننے کے وقت جمعہ کی طرف جلد آنا واجب ہو جاتا ہے۔ پھر اس میں اختلاف ہے کہ مراد اذان اول ہے یا اذان خطبہ قمار قل اول ہے۔ بعض نے کہا قل ثانی قرار ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ دوسری اذان ہی تھی۔ اس کی تفصیل باب خطبہ و نماز میں آئے گی۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جمع  
اس پر واجب ہے جسے اس کی رات اس کے  
ال کے پاس ٹھکانا ملے۔ حدیث نے کہا اس کا  
اسلام نصیب ہے۔

۱۲۹۴ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ  
عَلَى مَنْ آوَاهُ اللَّيْلُ إِلَى أَهْلِهِ  
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا  
حَدِيثٌ رَأْسُهُ كَذِبٌ -

۱۲۹۵ لے یعنی اس پر فرض ہے جہاں اپنے وطن میں اور اس جگہ ہو کہ جمعہ ادا کر کے کے بعد رات ہو گئے سے پہلے واپس  
اگر اپنے اہل دیہات میں رات بسر کر سکتا ہو اسے رات سدوی کہتے ہیں۔ بخلاف شہر کی سہولت کہ اگر کسی مسافر  
شمار ہوتا ہے طبری رحمۃ اللہ نے کہا امام ابو حنیفہ سے صاحب اس کے قائل ہیں بشرطیکہ اس کا وطن (جائے رہائش) شہر  
کا حدود میں ہو۔ جس میں جمعہ ادا کیا جاتا ہو۔ اور اگر اس کا وطن اس شہر کی حدود و ملقات میں سے نہ ہو بلکہ دوسرے کسی  
شہر سے متعلق ہو تو پھر اس پر آنا واجب نہ ہوگا۔

حضرت طلحہ بن خباب سے روایت ہے فرماتے  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ ہر

۱۲۹۵ وَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ خَبَابٍ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مسلمان پر باجماعت حق تو فرض ہے سوائے  
چار شخصوں کے مملوک غلام عورت بچہ اور  
بیمار۔

وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ مُتَّحِقًا وَاجِبًا عَلَى  
كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ أَوْ عَلَى  
أَمٍّ عَبْدٍ مَمْلُوكٍ أَوْ أَمْرَأَةٍ  
أَوْ صَبِيٍّ أَوْ مَرِيضٍ -

ابوداؤد اور شرح سننہ بالفاظ مصابیح  
بنی دائل کے ایک شخص سے روایت کی۔

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ فِي مَرْحُومَةِ الشَّيْخِ  
يَلْفُظُ الْمُصَابِيحِ عَنْ تَرْجُمَانٍ مَوْلَى أَبِي  
دَاوُدَ -

۱۔ آپ قبلہ جس سے ہیں کوئی ہیں۔ جاہلیت کا زمانہ پایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی نصیب ہوئی  
مگر آپ سے مرثیہ سنا بہت کم میرا یا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۲۳ یا ۲۴ غزوات میں شامل  
ہوئے۔ آپ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ ۲۵ یا ۲۶ میں انتقال فرمایا۔  
۲۔ یعنی نماز جمعہ کے لیے جماعت فرض ہے۔ بے جماعت جمعہ درست نہیں۔

۳۔ یعنی ایک وہ غلام جو کسی کی ملکیت و تصرف میں ہو۔ اس علت کے باعث جمعہ اس کے ذمہ سے ساقط ہے۔  
۴۔ ایک تو فائدہ کے حق کے لیے۔ دوسرے اجتماع جمعہ میں ناخردوں کے موجود ہونے کی وجہ سے۔ اگرچہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اور عین نماز باجماعت میں آتی تھیں۔ لیکن مردوں کے نجوم کے باعث جمعہ کی  
فرضیت اس سے ساقط کر دی گئی۔

۵۔ یعنی تابع پیر کو وہ احکام شرع کا مکلف نہیں۔

۶۔ اس کے ضمن اور کمزوری کے باعث۔ اسی طرح مسافر پر بھی فرض نہیں تاکہ اس کا نقصان نہ ہو۔ اسی طرح  
ناپیدا اور نکلے پر بھی فرض نہیں جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ ان لوگوں پر سے جمعہ کی فرضیت کا اسقاط  
بموجب قرینہ سے وقوع پذیر ہوا۔

### الفصل الثالث

### تیسری فصل

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں  
کے متعلق فرمایا جو نماز جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں  
کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی شخص کو حکم دوں وہ لوگوں

۱۱۶۶ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ  
يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ قَسَمْتُ  
أَنْ أُمَرَ سَجْدًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ

کو نماز پڑھانے پھر میں ان کو گناہ پر زنجیر سے بچے  
رہ جاتے ہیں ان کے گھروں میں آگ لگا دیتی۔  
(مسلم)

أُحْرِقَ عَلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنْ  
الْجُمُعَةِ يُؤْتَهُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ اور ان کی امامت کرے۔

۲۔ پھر خود میں اس کام میں مشغول ہو جاؤں کہ جو لوگ جوئے سے یا فحش سے ہوتے آگ لگا کر ان کے گھروں کو  
بلا دوں اس حدیث کی طرح نماز مشائے پیچھے رہ جانے والوں کے لیے بھی اس کے باب میں گناہ ہے۔ اور لفظ  
أُحْرِقَ تشدید و تخفیف تھوڑے سے یا احراق سے مشتق دونوں روایتیں ہیں۔

۳۔ اس حدیث میں اس امر کی دلیل موجود ہے کہ امام کو اگر کوئی ضروری کام دے دے تو کسی کو خلیفہ بنا کر خود اس کام  
میں مشغول ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ حج کمال اہل میں جب اس کی فرضیت ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا لگی حج کے لیے اپنا خلیفہ مقرر کیا،

۱۳۹۷ و عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ

تَرَكَ الْجُمُعَةَ بِغَيْرِ مُرُورَةٍ كُتِبَ

مَنْفَعَتَانِ فِي كِتَابٍ لَا يُدْخِلُ وَلَا

يُخْرِجُ وَفِي بَعْضِ التَّوَايَاتِ

ثَلَاثَتَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ جس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز جمعہ

میں بغیر ضرورت کے ترک کر دے تو

اس کی کتاب میں ہاتھوں کے اندر لکھا جاتا ہے جو

نہ مٹائی جاسکتی ہے نہ اس کی کوئی تیسری روایت

ہے۔ اور بعض روایات میں تین روایات

روایت ہیں۔

(رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ)

۱۔ یعنی کی طرح شمار ہوتا ہے۔

۲۔ یعنی نفاق کا حکم اس کے لیے ہمیشہ اور دائم ثابت و قائم ہو جاتا ہے۔ تاہم اس کے لیے اس کی ضرورت  
یا اسے معاف کرے۔

۳۔ یعنی سب سے تین جمعے ترک کرنے پر۔

۱۳۹۸ و عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ

كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

فَعَبَّرَ الْجُمُعَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْآخِرِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور

دن قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن

نماز جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ اگر عباد پر مسافر ہو تو



پنچم پر یا غلام پر تو رکعتیں کھیل کود کی وجہ سے نماز جمعہ اور عبادت مولیٰ تعالیٰ سے بے نیاز ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور اقلیٰ حمد و ثناء ہے۔

مَرِيْنٌ اَوْ مُتَخَارِفٌ اَوْ اَمَّا اَوْ  
مَرِيْنٌ اَوْ مُتَخَارِفٌ اَوْ اَمَّا اَوْ  
مَرِيْنٌ اَوْ مُتَخَارِفٌ اَوْ اَمَّا اَوْ  
وَاللّٰهُ حَكِيْمٌ عَزِيْزٌ

(دار قطنی)

(رداء الدار قطنی)

۱۔ یا اسے چاہیے کہ جمعہ کے اندر نماز جمعہ اپنے اوپر لازم جانے اور اسے ترک نہ کرے۔  
۲۔ کہ نہ اس پر ہر بانی کرتا ہے نہ اسے بلاتا ہے۔

۳۔ یعنی خدا تعالیٰ بندوں اور ان کی طاعت سے بے نیاز ہے۔ لوگوں کی بندگی سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور وہ ان بندوں کی شنا کرتا ہے جو اس کی بندگی کرتے اور اس کا شکر بجالاتے ہیں۔

## بَابُ التَّطْيِيفِ وَالتَّبْكِيْرِ

### صفائی و طہارت اور اول وقت میں جمعہ کو جاننا

طہارت پاکیزگی۔ تطیف پاک کرنا۔ یہاں بیان کیا گیا کہ پاک کرنا مراد ہے غسل سے اور یہیں کاٹنا۔ ناخن اتارنا۔ زیر ناف بال صاف کرنا۔ اوروں کے بال اکھیرنا۔ کپڑے پاک کرنا اور غرضوں کا دغیرہ کہ یہ سب کام جمعہ کے روز سنت ہیں۔ اس کی تفصیل اجتہاد کے کتاب میں فطرت کے بیان میں گونجی ہے۔ تبکیہ رکعت پر یا کی تعلیم سے اس کا اصل معنی ہے صبح کے وقت آنا کسی چیز کی طرف دوڑنا اور اس کے اول وقت میں اس کے پاس آنا۔ صبح کا وقت ہر یا۔ کوئی اور وقت۔ یہاں اس کا معنی ہے نماز جمعہ کے لیے اول وقت میں آنا۔ حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم لوگ اس در سے کہ جمعہ کے لیے اول وقت میں پہنچنا اول وقت نہ ہر جائے۔ نماز جمعہ سے پہلے نہ کھانا کھاتے تھے نہ قیلوہ کرتے تھے۔ ہر چیز کے افلاح کھانا کورہ کھاتے ہیں جس طرح منہ اگنے والے چل کو با کورہ کہتے ہیں۔ حدیث میں تبکیہ رکعت پر یا کی طرف آئی ہے۔ لہذا تبکیہ جمعہ کی حقیقت یہ ہے کہ جمعہ کے لیے اول وقت میں پہنچنے کے لیے جلدی کرنا۔ اہل اس کے مختلف مراتب میں جیسا کہ حدیث میں آئے گا۔ اور اگر جمعہ کے لیے اول دن میں آجائے تو بہت مشکل و فاضل ہے۔ جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء میں بعض مسلف سے نقل کیا کہ وہ صبح کے وقت ہی آجاتے تھے۔ اسی لیے نہیں کہ وہ لفظ تبکیہ کو صبح پر محمول کرتے تھے بلکہ وہ نماز جمعہ کے لیے آنے میں



جلدی اور بالغت سے کام لیتے تھے اس لیے وہ صبح کو ہی آجاتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں آجکل (حضرت شیخ قدس سرہ کے زمانہ میں) یہ عادت ہے کہ لوگ سویرے سویرے آتے جگہ گھبراتے ہیں پچاس تین اور چلے جاتے ہیں۔ بیٹھتے نہیں۔ بعض علماء نے اسی لیے اس فعل پر اعتراض کیا : اور کہا ہے کہ یہ لوگوں کے لیے مکہ تنگ کرنا ہے۔ ہاں اگر بیٹھ جائیں اور ذکر الہی میں مشغول ہو جائیں تو بہت اچھا بات ہے۔ ورنہ صرف جگہ کا گھیر لینا جگہ تنگ کرنے کو مستلزم ہے جو ایک غیر مستحسن فعل ہے۔

## الفصل الأول

## پہلی فصل

۱۲۹۹ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَوِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ مَاءٍ يَدَّ مِنْ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَسُكُ مِنْ طَبِيبٍ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخُوضُ فَلَا يُفْتَقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يَصِلُ مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يَنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ إِلَاهُ مَا أَلَا عَفَا لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْآخِرَى -

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور تقدیر طاعت معاف کرے۔ اور اپنے تئیں میں سے کچھ نکالے یا اپنے گھر کی خوشبو پھینکے۔ پھر مسجد پہنچے۔ تو دوسروں کو الگ نہ کرے۔ پھر جو تقدیر میں لکھی ہے وہ غار پڑھے۔ پھر جب امام غیبی پڑھتے تو غار پڑھیں۔

رواہ البخاری

۱۔ یعنی نماز جمعہ کے لیے۔

۲۔ بغیر اس کے دوسرے واسرائل میں مبتلا ہو۔

۳۔ یدھن دال کی شد سے یعنی روغن اور تیل جو اسے اپنے گھر سے لے کر تکلیف میرا جائے۔ دال کی نہ برادر ہاں کن۔ اذھان شد سے اپنے اور تیل لانا۔ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ گھر سے دور خوشبو سے غالی نہ ہونا چاہیے۔ یا کہ جمعہ اور دوسری مجالس اور اچھے محبوں کیلئے تیل کا استعمال مستحسن ہے۔ ۴۔ یعنی اگر تیل میرے آئے تو گھر میں خوشبو ہو تو ہی ملے۔ یا کلمہ او۔ واد کے معنی میں ہے یا یہ راوی کا شک ہے۔ یہاں روغن سے بھی خوشبو مراد ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روغن کدو

غریبوں داخل ہے حتیٰ کہ حرام والا سے نہیں لگا سکتا۔  
 یہ یعنی وہ دو آدمی جو رکعت میں بیٹھے ہوئے ہوں اور ان کے درمیان کسی اور کو بیٹھنے کی گنجی نہیں نہ ہو  
 وہ انہیں دیکھ کر ان کے درمیان گھس کر بیٹھے۔ یا جدا کرنے سے ملا دیتے ہیں کہ اپنا قدم ان کے درمیان سے گزارے اور  
 ان سے آگے جائے۔ بلکہ چاہیے کہ خالی جگہ پر بیٹھے اور جدا کرنے اور گردنوں پر قدم رکھنے کے بغیر صف اول یا  
 اس کے نزدیک بیٹھنا میرا جائے تو بہتر ہے۔ درحقیقت یہ اس جانب اشارہ ہے کہ اول وقت میں ہی جمعہ کے لیے  
 آجانا چاہیے تاکہ تفریق کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔

یہ یعنی فاضل بعض اسے سنت جمعہ پر محمول کرتے ہیں۔ علماء کا جمعہ سے پہلی سنتوں میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ  
 ان کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ جو لوگ سنت قبل جمعہ ثابت کرتے ہیں وہ ظہر کی سنتوں پر قیاس سے ثابت کرتے ہیں۔ اور  
 سنت قیاس سے ثابت نہیں ہوتی۔ باب السنن میں اس کی جانب اشارہ گزر چکا ہے۔ ہم نے شرح غزالی میں اسے  
 ثابت کیا ہے۔ اور وہاں اس بارے میں ہم نے طویل کلام کیا ہے۔ اس حدیث کی عبارت بھی قدرے اس گروہ کے موافق  
 کی جانب اشارہ کرتی ہے کیونکہ غالب و اکثر یہ ہے کہ اس قسم کا انداز بیان فاضل کے لیے ہوتا ہے اور غیر روایت میں  
 استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ باب تطوع کے اول میں حدیث طحاوی میں گزرا۔

یہ یعنی جب خطبہ پڑھے۔ اور لفظ منیت یا کی پیش سے یا انصاف بمعنی سکوت و خاموشی اور کان لگانے سے  
 ہے۔ اور یا کی زیر بھی جائز ہے۔ وقت خطبہ میں خاموشی اختیار کرنا اخلاف و اکثر علماء کے نزدیک ضروری ہے۔ اس  
 کی تفصیل دوسری حدیث کی شرح میں ہم لائیں گے۔

یہ جیسا کہ دوسری احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ  
 آپ نے فرمایا جو غسل کرے پھر جمعہ کو آئے پھر جو قدر  
 میں ہو غناز پڑھے۔ پھر خاموش بیٹھے حتیٰ کہ امام خطبہ سے  
 فارغ ہو جائے پھر اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس  
 جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان اور تین دن  
 زیادہ کھائے اس کے گناہ بخش دیے جائیں  
 گے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
 مَنْ أَكْمَلَ ثُمَّ آتَى الْجُمُعَةَ فَصَلَّى  
 مَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ انْصَتَ سَمِعًا  
 يَنْتَظِرُ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يَصَلِّي  
 مَعَهُ يُحْفِلُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ  
 الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى وَفَضَلَ ثَلَاثَ  
 أَيَّامٍ۔

(مسلم)

(نَدَاةُ مُسْلِمٍ)

اسے یہ زیادتی اس بنا پر ہے کہ ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے اور مجموعے جمعہ تک سات اضعاف کے تین دن اور پڑھائے تو دس ہونگے۔ اور لفظ فضل ہمیشہ اور زبرد دونوں طرح درست ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَمْسَحَ  
الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ  
وَأَنْصَتَ عُمْرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ  
الْجُمُعَةِ وَرِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَمَنْ  
مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ كَفَى.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا پھر جمعہ کے لیے آیا اور کان لگا کر سنا اور خاموشی اختیار کی تو اس کے درمیان سے اگلے جمعہ اور اس کے بعد تین دن تک کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جس نے لکڑیوں کو چھوا تو اس نے لغو کام کیا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

لحا اور انہیں ہاتھ لگایا اور درست کیا۔ تو اس نے موفصل کیا انھوں نے یعنی اور باطل کلام کو کہتے ہیں خطیبہ کے وقت کلام کرنا ممنوع ہے۔ بکریوں کو پھونکنے کو لغویں اس بنا پر داخل کیا اس سے بھی بندہ خطیبہ سننے سے غافل ہو جاتا ہے جس طرح کلام کرنا بندے کی توجہ کو خطیبہ سننے سے ہٹا دیتا ہے۔ بکریاں پھونکنے سے ان سے کھیلنا یا بے ضرورت انہیں زمین پر ہموار کرنا مراد ہے۔ تاکہ وہ ان پر مجبور نہ ہو۔ بعض نے کہا اس سے سنگریزوں کو گھمٹانا اور قبیح شمار کرنا مراد ہے۔ یا وہ خطیبہ کے دوران کلام کرنے سے روکنے سے زیادہ مناسب ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ  
يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفْتَ الْمَلُوكَةُ  
عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ  
فَالْأَوَّلَ وَمِثْلَ الْمُهْجَرِ كَمَا تَلِي  
الَّذِي يَهْدِي بَدَنَهُ ثُمَّ كَالَّذِي  
يُقَدِّى لَهْرَهُ ثُمَّ كَبَشًا ثُمَّ دَجَلَةً  
ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ  
طَوَّأُ مُعَقِّمٌ وَيَسْتَمْعُونَ  
الدُّعَاءَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مذاہب ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جھکاؤں پر آنا ہے تو رشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں وہ پہلے آنے والے پہر پہلے آئے گا اسے کہتے ہیں اور بعد کے پہلے اہل درخت آئے گا انکو جن درخت کی قربانی سمجھنے والے کی طرح ہے پھر اس شخص کی طرح جو قربانی سمجھنے والے کی طرح ہے پھر اس شخص کی طرح جو قربانی کے لیے ذبح کیجئے پھر اس شخص کی طرح جو قربانی صدقہ کرے۔ پھر اس کی طرح جو انڈا صدقہ کرے۔ پھر جب امام خطبہ کے لیے آتا ہے تو مانکر اپنے میٹھے پیٹ لیتے۔ اور ذکر ثنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور مسلم کی

(مُتَنَقِّدٌ عَلَيْهِ)

ایک سعادت میں ناخدا مجلس الامام یعنی جب امام بیٹھتے ہیں

۱۷ یعنی آنے والوں کو ترتیب وار کہتے جاتے ہیں۔

۱۸ یعنی اول وقت آنے والے کا قصہ اور حال اس شخص کی طرح ہے کہ کہ شریف قربانی کے لیے ادنٹ بیٹھے جو سب سے افضل قربانی ہے۔ مگر عظیم کی پیش صاکی زبرد اور جیم شد کی زیر سے معنی وہ آدمی جو سخت گرمی کے دن دوپہر کو یعنی اول وقت باہر نکلے۔ بند نہائیں زبردوں سے وہ ادنٹ جو کہ بھیجا جائے۔ اس کی جمع بدلتا ہے۔

۱۹ یعنی پھر اس شخص کا حال جو اس کے بعد آتا ہے اس شخص کے حال کی طرح ہے جو گائے بھیجتا ہے۔ بدنہ علماء کی ایک جماعت کے نزدیک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ انہیں میں سے ہیں) ادنٹ کا نام ہے۔ یہ حدیث اس کی مرید ہے کیونکہ اس حدیث میں بقرہ (گائے) بدنہ کے بالمقابل ذکر ہوئی ہے۔ مگر جہور اہل لغت اور بعض فقہاء کہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل ہیں اس کے نزدیک بدنہ گائے کو بھی شامل ہے۔ جوہری نے کہا بدنہ اس ناقہ یا گائے کا نام ہے جو کہ میں ذبح کی جاتی اسے بدنہ اس سے کہتے ہیں کہ اسے قربہ کرتے ہیں اور وہ خوب تن دار ہوتا ہے۔ تاہم یہاں حدیث میں بدنہ سے مراد ادنٹ ہے۔ کیونکہ اس کے مقابلہ میں بقرہ کا ذکر الگ آیا ہے۔

۲۰ یعنی اس کے بعد آنے والے شخص کا حال اس شخص کی طرح ہے جو بکری بیٹھے گیش (دنبہ) کا لفظ اس لیے آیا کہ وہ بکری کا قسم میں سب سے افضل ہے۔

۲۱ و جابر (مرثی) دال کی زبرد اور زیر بعض دال پر پیش پڑھتے ہیں۔ مگر زبرد زیادہ فصیح ہے۔

۲۲ یعنی خطبہ

۲۳ اہل سعادت یہ ہے کہ جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو ملائکہ محفے بیٹھا شروع کر دیتے ہیں اور جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو ملائکہ بیٹھنے کے کام سے فارغ ہو چکے ہوتے ہیں۔ یہاں سوال وجواب کے اعتبار سے کافی لکھو ہے جو شرح میں ذکر کی گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
جب تو نے اپنے ساتھی سے جمعہ کے دن کہا۔  
"فاورش ہو" اور امام خطبہ دے رہا ہو تو تو نے غور  
کلام کیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُلْتُ لِعَلِّمَكِ  
يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَتَمِّيتُ زَايِلًا مَالًا  
يُخَطِّبُ كَقَدِّ لَقْتُكَ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۷ کیونکہ تو نے خطبہ کے دوران کلام کیا۔ جو منع ہے پھر دوسرے کو فاروش پہننے ہی متیقن کرنا کہ خود فاروش نہ بننا بھی برا ہے۔ اور اس میں داخل ہے۔ لَمْ تَقُولُوا مَالًا تَفْعَلُونَ (وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ کے وقت کلام کرنا صحیح ہے اگرچہ امر محدث اور منہی حکمرانی ہو کیونکہ مقصد بیان کرنے کے لیے اشارہ کافی ہے۔ کلام کرنا عیبت فعل ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ کے دوران خاموشی اختیار کرنا واجب ہے۔ اس مقام میں تفصیل کلام یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک اور امام ابو حنیفہ بھی ان میں سے ہیں، خاموشی رہنا واجب ہے۔ بعض کے نزدیک مستحب ہے امام شافعی ان میں سے ہیں۔ کتاب مواہب لدنیہ میں لکھا کہ اس بارے میں امام شافعی کے دو قول ہیں اسی طرح امام احمد سے بھی دو قول آئے ہیں۔ اور ابن عبد البر نے خاموشی کے وجوب پر اجماع نقل کیا۔ سوائے تھوڑے سے تابعین کے۔ ان تھوڑے سے تابعین کا قول غریب ہے۔ ابن عبد البر کا کلام ختم ہوا۔

ترمذی نے کہا اہل علم نے خطبہ کے دوران بولنے کو مکروہ کہا ہے اور چھینک کے جواب دینے میں اختلاف ہے۔ بعض کراہت کے قائل ہیں یعنی متردد میں ترمذی کا کلام ختم ہوا۔

اس بارے میں اختلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ امام کے خطبہ کے لیے نکلنے سے نماز شروع ہونے تک نماز اور کلام دونوں حرام ہیں اگر کوئی نماز میں ہو اور امام خطبہ شروع کر دے تو وہ دو رکعت پر نماز ختم کر دے صاحبین کے نزدیک امام کے نکلنے اور خطبہ شروع کرنے سے پہلے کلام کریتے میں حرج نہیں مگر اگر نماز میں سے اتر آئے اور تحریم شروع ہونے سے پہلے بھی کلام کرتے ہیں حرج نہیں کیونکہ کراہت اس لیے ہے کہ خطبہ شننے میں فرق نہ آئے۔ امدان و ادقات میں شننے کی کوئی چیز نہیں۔ ترمذی ایک حدیث لائے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام کے منبر سے اترنے کے بعد کلام کرینے کی گنجائش ہے۔ البتہ اس وقت نماز پڑھنا درست نہیں کیونکہ نماز کے لیے زیادہ وقت درکار ہوتا ہے جو شاید اس وقت میسر نہ آئے اور امام کے خطبہ شروع کرنے تک اسے ختم نہ کر سکے۔

دوران خطبہ نماز و کلام دونوں چیزوں کے حرام ہونے میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیل وہ حدیث ہے جو ان دونوں کے بارے میں آئی ہے۔ پھر گفتگو بھی ایک ایسا فعل ہے کہ بعض اوقات خطبہ شروع ہو جائے کہ یا دعوہ یا قلنا طبعیت اس کا ختم کرنا میسر نہیں آتا۔ بلکہ انسانی گفتگو جاری رکھنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اور امام مالک نے کوہاں روایت اذا خذ رج الزمام فلا صلوة ولا كلام۔ جب امام خطبہ کے لیے نکل آئے تو پھر نہ نماز جائز ہے نہ کسی قسم کی گفتگو۔ صحابہ کے اقوال بھی اسی کی تائید میں ہیں۔ اور اختلاف کے نزدیک صحابی کا قول حجت و دلیل ہے۔ اور اس کی تقلید واجب ہے۔ علماء نے کہا کہ یہاں نماز سے نکل نماز مراد ہے۔ وقت شروع نہیں کیا قلنا اسی وقت مکروہ نہیں۔ پھر اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک شخص دور بیٹھا ہو ہے کہ خطبہ کی آواز نہ سنی جی کہ اس کیسے بھی نماز و کلام منع ہے یا نہیں۔ فقہاء پسندیدہ یہی ہے کہ اس کے لیے بھی خاموش رہنا واجب ہے۔ بعض نے کہا اس شخص کے لیے ہر دو مستحسن یہ ہے کہ ذکر و تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے مگر کھانا پینا اس کے لیے بھی حرام ہے۔ اور

چھینک اور سلام کا جواب اس کے لیے کر دیا ہے اور امام ابو یوسف سے ایک روایت کے مطابق کر دینا نہیں کیونکہ ان امور کا جواب دینا فرض ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ سوائے خطبہ کے ہر وقت ان کا جواب دینا فرض ہے۔ خطبہ میں جواب دینے کی اجازت نہیں مگر درود شریف اپنے دل میں بھیجے تاکہ خطبہ سننے سے مشغول و مصروف نہ ہو درست و صواب بات یہی ہے یوں ہی چھینک کے وقت الحمد للہ کہنا اور آنکھ دھاتھ کے اشارے برائی سے روکنا کر دہ نہیں یہی صحیح ہے۔ کتاب پر نگاہ ڈالنے اور قلم سے اس کی اصلاح کرنے میں امام ابو یوسف سے ایک روایت آئی ہے۔ جیسا کہ شیخ ابن الہمام رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا۔ تحیۃ المسجد کے بارے میں باب خطبہ کے آخر میں ان شاء اللہ تعالیٰ گفتگو آ رہی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی آدمی جمعہ کے دن اپنے بھائی کو نہ اٹھائے پھر جا کر اس کی جگہ خود بیٹھ جائے بلکہ یوں بیٹھے کی جگہوں کو کشادہ کر دے۔

(مسلم)

۱۳۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يَخْلِفُ إِلَى مَقْعَدِهِ فَيَقْعُدُ فِيهِ وَلَكِنْ يَقُولُ ائْسَحُوا۔

(رواہ مسلم)

اے جیسا کہ قرآن مجید میں اس کا حکم آچکا ہے۔

## دوسری فصل

حضرت ابوسعید و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے دونوں فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کر لے اور اپنے بستر پر پڑے پینے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو اسے لگائے پھر جمعہ پڑھنے آئے۔ اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے پھر جو اس کے مقدر میں ہے نماز پڑھے۔ پھر جب امام نکلے تو غار میں رہے۔ حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جائے تو اس جگہ اور اگلے کے درمیان کا کفارہ ہو۔

۱۳۵۔ الْحَسَنُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ وَ ابْنُ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْتَسَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ لَيْسَ مِنْ أَحْسَنِ نِيَّابَةٍ وَ مَشَى مِنْ طَيْبٍ إِنَّ كَانَ عِنْدَكَ ثُمَّ آتَى الْجُمُعَةَ قَلَّمَ يَسْخَطُ أَعْنَاقَ النَّاسِ ثُمَّ صَلَّى مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ ثُمَّ انْصَبَتْ إِذَا خَرَجَ إِمَامُهُ حَتَّى يَفْرُقَ مِنْ صَلَوتِهِ كَأَنَّهُ كَفَّارَةٌ۔

لَمَّا بَيَّنَّهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الَّتِي قَبْلَهَا .  
ہو جائے گا۔

(الحوادث)

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

۱۔ بعض طرق حدیث میں غسل الجنابۃ کا لفظ آیا ہے۔ اکثر کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا غسل کرے جو اس کے تمام ارکان، شرائط، سنتوں اور آداب کا جامع ہو یعنی نہایت کامل اور صحیح غسل جس طرح کہ غسل جنابت کیا جاتا ہے۔ بعض نے کہا یہ جمعہ کے روز جماع کے مستحب ہونے سے کنایہ ہے تاکہ اس کے باطن کو تخلیہ اور نفس کی رومی خیالات سے تسکین حاصل ہو جائے اور حرام نگاہ اٹھانے کا دروازہ بند ہو جائے۔ اسی معنی کی تائید کرتی ہے وہ روایت جو لفظ غسل کو شد سے پڑھنے کے بارے میں آئندہ حدیث میں آرہی ہے۔

۲۔ ظاہر یہ ہے کہ اس سے وہ کپڑے مراد ہیں جو اس کے نزدیک نفیس تر نہایت خوبصورت اور اسے بہت اچھے لگتے ہو۔ بشرطیکہ شرعاً ممنوع نہ ہوں۔ بعض نے کہا اس سے سفید کپڑے مراد ہیں کیونکہ سفید کپڑے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب ترین لباس ہے۔

۳۔ یعنی نماز نفل و سنت۔

۱۳۶۶ وَ عَنْ آدُسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ اغْتَسَلَ وَ بَكَرَ وَ ابْتَكَرَ وَ مَشَى وَ لَمْ يَرْكَبْ وَ دَفَى مِنَ الْإِمَارَةِ وَ اسْتَمَعَ وَ لَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَمَلٌ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَ قِيَامِهَا .

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت اوش بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے روز نہلائے اور نہلائے اور اول وقت جمعہ کے پہلے اور بعد کی کام کرے اور پیدل آئے ہو یا کچھ آئے ہو اور امام سے قریب بیٹھے اور کان لگا کر سنتے ہو کوئی بے پروائی نہ کرے تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے عمل یعنی صلوٰۃ اور شب بیداریوں کا ثواب ملے گا۔

(ترمذی، ابو داؤد، نسائی)

(ابن ماجہ)

۱۔ آپ صحابی ہیں تقنی ہیں شام میں رہتے اور یہیں انتقال فرمایا۔ یہ جمعہ کی فضیلت اور اس کے غسل میں انصاف صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

۲۔ حدیث میں لفظ غسل سین کی شد اور غیر شد دونوں طرح روایت ہے رشد کی صورت میں بالذکر کا احتمال

ہے یعنی ابھی طرح نہانا۔ اور اس کا بھی احتمال ہے کہ اپنی عورت کو غسل پر آمادہ کرنا مراد ہو۔ جب کہ مرد نے قبل جمعہ سے جماع کیا ہو۔ اور اگر شہ کے بغیر ہو تو پھر اغتسل اس کی تاکید کے لیے ہوگا۔ یا غسل سے سر کو غسلی وغیرہ مراد ہے۔ کیونکہ عربوں کے سر پر بال بہت ہوتے ہیں جنہیں وہ ہرنے میں انہیں وقت پیش آتی ہے اور لفظ اغتسل سے سارے بدن کا دھونا مراد ہے۔

۳۵ بکر شہ سے یعنی نماز جمعہ کے بعد اول وقت میں آئے اور خطبہ کے ابتداء میں ہی پہنچ آئے اور لفظ ابکریا تو اس کی تاکید ہے اور بعض نے کہا بکر کا معنی ہے جمعہ کے لیے نکلنے سے پہلے کچھ صدقہ کرے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بکر کا معنی ہے پہلی مسافت میں چلا گیا۔ ابکریا کا معنی ہے اول وقت میں جانے والوں جیسا کام کیا یعنی نماز و ذکر میں مصروف بعض نے کہا بکر کا معنی ہے دوسرے کو اول وقت جمعہ کے لیے جانے پر آمادہ کیا۔

۳۶ لوگوں کی گردنیں پھلانگنے کے بغیر۔

۳۷ یعنی کوئی لایعنی بات نہ کی یعنی خاموشی اختیار کی۔

۳۸ یعنی اس عمل کا ثواب اس طرح ہے جیسے وہ صائم البصر اور قائم العین ہے۔ یہ خاصیت نماز جمعہ کے ساتھ مخصوص ہے جب کہ مذکورہ شرائط سے اسے ادا کیا جائے۔ اسی طرح مسجد میں چنگاہ نماز کے لیے آنے پر درجات بلند ہوتے، نیکیاں لکھی جاتی اور گناہ مٹائے جاتے ہیں۔ مگر جمعہ میں ہر قدم ہر ایک سال کے قیام میل اور دن کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ اور کتاب سفر السعاده میں روز جمعہ کی خصوصیات جمع کی گئی ہیں۔ ان کے ساتھ کچھ اور اضافے شرح میں ذکر کیے گئے ہیں۔ وہاں دیکھتے جائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں  
سے کسی کے لیے کوئی حرج اور نقصان کی بات نہیں  
کہ جمعہ کے دن کے لیے دو کپڑے بنائے۔ کام کاج کے  
دو کپڑوں کے علاوہ۔

ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور مالک نے یحییٰ بن سعید سے  
روایت کی۔

وَبَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَا عَلَى أَحَدِكُمْ حَرَجٌ وَلَا  
أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ  
يَسُوِّيَ ثَوْبَيْنِ مِثْلَيْنِ

رَمَاهُ أَثْنَيْنِ مِثْلَيْنِ وَجَمْعُهُمَا  
مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ

۳۹ یعنی اس پر کوئی حرج اور نقصان نہیں کہ تم لوگ جمعہ کے لیے دو کپڑے بنالو اور انہیں مہیا کر لو۔

۴۰ حدیث میں لفظ منتمہ آیا ہے میم کی زبردست دہاس کن بمعنی خدمت و کام کاج مراد وہ کپڑے ہیں۔ جو گھر  
میں ہر وقت پہنے جاتے ہیں اور انہیں پین کر گھر کی خدمت لٹو کاروبار کیا جاتا ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ اگر کوئی شخص



حاجت و ضرورت سے زائد ایسی چیز بنائے جو اس کے کمال دینی سے تعلق ہو تو وہ زہد ترک دنیا کے منافی اور قلی نہیں ہے۔ منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی دو کپڑے تھے جو جمعہ کے لیے مخصوص تھے۔ آپ انہیں صرف جمعہ کے دن زیب تن فرماتے تھے۔

۳۳۸ یعنی یحییٰ بن سعید الثمالی تابعی سے۔

۱۳۰۸ وَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْضَرُوا التَّذَكُّرَ وَادْعُوا مِنَ الْأَمَامِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتْبَعُ عَدُوَّهُ حَتَّى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر یعنی خطبہ جمعہ کے لیے حاضر ہو اور امام کے قریب پہنچو کہ بے شک انسان مسلسل دوڑ رہتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جنت میں درجات عالیہ سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ اگرچہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (البرہان)

(دَوَاكَا أَبُو دَاوُدَ)

۳۳۹ نمبر ۳۳۸ کی زیر سریم کی پیش جندب عجم کی پیش۔ ان لوگوں کو مال کی پیش و زبر۔ آپ حضور صحابی میں کثیر الحدیث ہیں ان سے حضرت حسن ابو بکر بن سیرین روایت کرتے ہیں۔ یہ حدیث صحیحہ میں قوت ہوئی ہے آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بصرہ کے حاکم تھے۔

۳۴۰ یعنی حصول فضائل کی جگہوں اور مواقع خیرات سے پیچھے ہٹا رہتا ہے۔

۳۴۱ اس میں بلند مراتب کے حصول کی ترغیب اور اذی و گھٹیا کاموں سے دور رہنے کی تاکید ہے۔

تَبَيَّنَات

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق

تلاز نگاہ عرش میر تند و شیر

اپنی ہمت بلند رکھو کیونکہ خدا اور مخلوق کے نزدیک میری ہمت کے مطابق تیرا اعتبار و مقام ہے۔

کارکنان تمنا و قدر تجھے گنگرہ عرش سے آواز دے رہے ہیں کہ جنت بلند رکھو میں نہیں جانتا کہ تو اس کا گروہ میں کس چیز پر فریفتہ ہو چکا ہے۔

۱۳۰۹ وَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَكْبَنٍ الْجَمْعِيِّ

عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَخَشَّى رِقَابَ

حضرت معاذ بن انس جمعی سے وہ اپنے باپ

سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں

النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جَسَدًا  
إِلَى جَهَنَّمَ

کو پھلانگا اس نے دوزخ کی طرف ہل بنایا۔ اسے  
ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث

غریب

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا

حَدِيثٌ غَرِيبٌ

اسے مشکوٰۃ کے نسخوں میں ایسا ہی آیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت سہل بن معاذ بن انس الجہنی سے روایت ہے  
کیونکہ حضرت معاذ صحابی ہیں اور ان کے باپ بھی صحابی ہیں۔ لہذا معاذ من امیر درست نہ ہوگا۔ لیکن سہل بن معاذ تابعی ہیں  
اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے کہا ہے کہ سہل بن معاذ بن انس الحدیث ہیں اور ان کی احادیث فقائل  
درغائب میں حسن ہیں۔

۲۷۱ اس حدیث میں جزا بالمثل کا بیان ہے کہ جس طرح اس نے لوگوں کو گزرگاہ بنایا۔ لوگ بھی اسے روز قیامت  
گزرگاہ بنائیں گے۔ اتَّخَذَ معلوم و محمول دونوں طرح روایت ہے۔ اگرچہ بصیغہ معلوم کی روایت زیادہ  
قوی ہے۔

۳۱۰ وَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ  
التَّبِيحَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
نَهَى عَنِ الْجُمُعَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
وَالْإِسْحَامِ يُحْتَبَى

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
جمعہ کے دن اگرچہ بیٹھنے سے منع فرمایا۔ جب کہ  
امام خطبہ پڑھ رہا ہو۔

(ترمذی ما ابوداؤد)

رَوَاهُ ابُو داؤد وَ ابُو داؤد

اس حدیث میں فقہ حنفیہ کا ایک حکم ہے۔ یہ رشتہ اور بیٹھنے کی باتوں یا کپڑے سے  
بیٹھ کی طرف گھٹ کر بیٹھنے کا شکل ہے جس کا معنی بعض میں اگرچہ بیٹھنا ہے۔ جیسا کہ عربوں کی عادت ہے اور اہل  
بھی اہل عربی میں متعارف و مشہد ہے اور لفظ جُمُعہ حاکم برابری میں اور جمعہ سے پڑھا گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
بھی جمعہ کے بعد اس طرح بیٹھتے تھے۔ لیکن نماز کے وقت اس سے منع فرمایا۔ کہ اس طرح بیٹھنا جاتی ہے۔ اور  
بندہ خطبہ شنیدہ سے بتاتا ہے یا اس طرح بیٹھنے سے وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

۳۱۱ فَالْيَوْمِ يُخْتَمَرُ كَمَا كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا كُنِيَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَخْلُوعٍ ذَلِكَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ  
کے روز تم میں سے کسی کو ادھکار آجائے تو وہ  
اس جگہ سے کسی دوسری جگہ جائیٹھے۔

(رواہُ التِّرْمِذِيُّ)

لے تاکہ غلبہ نیند دور رہ جائے۔

(تفسیر)

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۱۳۱۳ عَنْ تَارِفٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ  
عَمَرَ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلُ  
الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهِ وَيَجْلِسَ فِيهِ  
قِيلَ لِنَارِفٍ فِي الْجُمُعَةِ قَالَ رَفِ  
الْجُمُعَةِ وَغَيْرَهَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت تارفع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ  
فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات  
سے منع فرمایا کہ کوئی کسی کو اس کی جگہ سے اٹھائے اور  
وہاں خود بیٹھ جائے حضرت تارفع سے کہلایا کہ کیا  
جمعہ میں فرمایا جمعہ میں اور غیر جمعہ میں ہے  
(وفاقی و مسلم)

لے آپ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے آنا ذکر وہ غلام ہیں۔

۱۴ کہ یہ ممانعت صرف جمعہ کے دن ہے جیسا کہ دوسری احادیث میں آیا ہے۔

۱۵ کیونکہ اس نہی کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو ایذا نہ پہنچے اور یہ چیز جمعہ کے دن خاصا مکرم ہے۔

۱۵۱۴ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُخَضَّرُ الْجُمُعَةُ ثَلَاثَةَ أَفْرَ  
فَرَجُلٌ حَضَرَهَا يَلْعَقُ فَنُفْكَ حَقُّهُ  
مِنْهَا وَ رَجُلٌ حَضَرَهَا يَدْعَاهُ فَقَوَّ  
رَجُلٌ دَعَا اللَّهَ إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُ وَ  
إِنْ شَاءَ مَنَعَهُ وَ رَجُلٌ حَضَرَهَا  
بِأَنْصَابٍ وَ سَكُوتٍ وَ لَمْ يَتَخَطَّ نَفْثَةً  
مُسْلِمٍ وَ لَمْ يُعْذِ أَحَدًا فِيهِ حَقَّقَانَهُ  
إِلَى الْجُمُعَةِ الْوَقْتُ وَلَيْسَ بِهَا وَ زِيَادَةُ  
ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَ ذَلِكَ بِمَا أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ  
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

میں جمعہ کے دن کوئی نہ کہے اور نہ ہی کوئی نہ کہے۔

اور نہ ہی کوئی نہ کہے۔ اور نہ ہی کوئی نہ کہے۔

یہ سب کچھ جمعہ کے دن خاصا مکرم ہے۔

ممانعت ہے کہ وہ ایسا کرے جو نہ کرنا چاہیے۔

کتاب ہے اگر اللہ چاہتا ہے تو اسے دیتا ہے۔

ہے تو نہیں دیتا۔ تیسرا وہ آدمی ہے جو نہ کہتا ہے۔

کے ساتھ کان لگا کر سنتے ہیں۔

اور کسی کی گردن نہیں پھلانگتا اور نہ کسی کو ایذا دیتا

ہے۔ تو اس کا جمعہ اس کی طبیعت سے کفارہ بن جاتا ہے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَثَرَاتٍ  
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

اس سے متصل اگلے جعبہ اور اس سے آگے تین جگہ کے لیے  
اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ جَاءَنَا خَمْسًا  
فَلَهُ عَشْرًا شَاهِدًا جس نے ایک نیکی کی اسے اس  
کی شش دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے (ابوداؤد)

اے عقیقہ لا یعنی اور باطل باتیں وغیرہ

۷۷ یعنی اس کے حصہ میں جمعہ اور جمعہ کے ثواب سے یہ لغو فعل ہی آتا ہے۔ اور وہ اس کے کمال سے محروم رہتا ہے۔

۱۰ یعنی وہ جمعہ میں دعا مانگنے اور درگاہِ خداوندی سے اپنے مطالب و مقاصد کا سوال کرنے کے لیے آتا ہے۔

۵۷ یعنی گروہیں بھلا گم کر اور کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اور اسی طرح کے اور کاموں سے کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔

۱۴ مبیہ کہ دوسری متعدد ماویث میں گزر چکا ہے کہ یہ نیکی اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور گزشتہ جمعہ کو اس جمعہ کے متصل کہتا درست ہے اگرچہ لفظ تیلما کا ظاہر مفہوم آئندہ آنے والے جمعہ صادق آتا ہے۔

۷۵ اور دوسرے جمعہ تک اس کے بعد اگلے تین روز کے لیے بھی کفارہ بتا اس بنا پر ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من بعد ما احسنتم الخ۔ واضح ہو کہ فعل لغو، دعا اور کان لگا کر سننا تینوں کام خلیہ کے وقت سے تعلق رکھتے ہیں۔ خلیہ کے دوران دعا یا توبہ کی باتیں ہوگی یا زبان سے گروہ خود گروہ یا حرام ہے۔ لہذا اس کی بھی غالباً ممانعت ہے خلاصہ کلام یہ کہ پہلا مرد قیئنا پر عمل ہے۔ دوسرا نیکی اور بدی میں متردد ہے۔ اور تیسرا رضا سے مولیٰ کا مطالبہ ماسوائے اللہ سے کٹا ہوا یعنی مخلوق سے کھانا اپنے نفس سے بھی اور قیئنا درگاہ حق میں مقبول ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ خلیہ کے علاوہ دوسرے وقت میں دعا مرد ہو۔ اسے سمجھو۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ  
 تَكَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ  
 يَخْطُبُ فَهُوَ كَمَنْ تَلَّى الْقُرْآنَ يَحْمِلُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
 فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
 جو آدمی جمعہ کے دن امام کے خطبہ پڑھنے کے  
 درمیان بوسے تو وہ اس گرمے کی طرح ہے جس

اَسْفَارًا وَ الْكُذٰى يَبْتُولُ لَهٗ اَنْصَبَتْ  
لَيْسَ لَهٗ الْجُمُعَةُ  
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

نے اپنے آپ پر کتابیں اٹھائی ہوتی ہیں اور ہر دور سے  
کو یہ کہے کہ فاموش رہ تو اس کا بھی جمعہ نہیں ہے

(احمد)

۱۔ یہ علم بے عمل اور شقت و محنت برباشت کرنے کے باوجود (علم سے فائدہ نہ اٹھانے سے کہنا یہ ہے)  
۲۔ یعنی اسے جمعہ کا ثواب نہ ملے گا کیونکہ اس نے لغو اور ممنوع کام کا ارتکاب کیا۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی  
اللہ عنہ کی حدیث میں گزرا۔

۱۳۱۵/۱۲ وَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلًا  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فِي جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمُعِ يَا  
مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ  
جَعَلَهُ اللَّهُ عِيدًا فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ  
كَأَنَّكُمْ عِنْدَهُ طَيِّبٌ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ  
يَمُتَ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ  
رَوَاهُ مَالِكٌ وَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ  
عَنْهُ وَهُوَ عَنِ ابْنِ حَبَّابٍ مُّتَمِّلًا

حضرت عبید بن السباق رضی اللہ عنہ سے مرسل  
روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے جمعوں میں سے ایک جمعہ میں فرمایا اے مسلمانوں  
کے گروہ یہ وہ دن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عید بنایا  
ہے تو عمل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو تو اسے  
کوئی نقصان نہیں ہے کہ اسے پھوٹے۔ اور تم اس دن  
سواک نہ کرو۔

۱۔ مالک اور ابن ماجہ نے عبید بن سباق  
سے مرسل اور ابن ماجہ نے ہی ابن عباس سے  
حاصل شدہ روایت کیا۔

۱۔ سباق سین کی زبرد شد سے۔ آپ مجازی مابین سے ہیں۔ اور یہ حدیث بطریق ارسال روایت  
کرتے ہیں۔

۲۔ کہ اسے جشن و اجتماع و سرور کا دن بنایا۔  
۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ خوشبو نقصان نہ دے گی اس لیے فرمایا کہ کوئی خوشبو نہ کرے  
لگانا عورتوں کی عادت ہے۔ مرد کے لیے اس کا استعمال نہ چاہیے۔

۴۔ کہ یہ وہ مرسل ہے جسے مستند سے قوت حاصل ہو گئی۔ اور وہ یقیناً مقبول ہے۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
مسلمانوں کا جمعہ کے دن غسل کرنا حق و ثابت بات ہے

۱۳۱۶/۱۸ وَ عَنْ الْبَلَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا  
عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَغْتَسِلُوا يَوْمَ

الْجُمُعَةِ وَلَيَسَّيْ أَحَدُهُمْ قِيَمَتَ  
طَيِّبٍ أَهْلِهِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ قَالِمَاءَ  
طَيِّبِينَ

اور چاہیے کہ اپنے اہل کی خوشبو سے ہی کچھ مل جائے  
اور اگر خوشبو میسر نہ آئے تو پھر پانی ہی اس کے  
پیسے خوشبو ہے یہ

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ  
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسے احمد نے روایت کیا اور ترمذی نے  
کہا یہ حدیث حسن ہے۔

اے یعنی اپنی بیوی سے لے کر۔ یہ اس لیے فرمایا کہ عورتیں اپنے خاں خوشبو محفوظ رکھتی ہیں یا در اس جانب بھی  
اشارہ ہے کہ اگر مرد کے پاس خوشبو نہ ہو تو عورت سے لے کر اس کا نفع بھی آخر عورت کو ہی پہنچے گا۔ یہ بھی ہو سکتا  
ہے کہ سب اہل خانہ مراد ہوں۔

۲۷ کہ یہ بھی صفائی اور نظافت کا ذریعہ اور بدبو کو دور کر دیتا ہے۔

## بَابُ الْخُطْبَةِ وَالصَّلَاةِ

### خطبہ اور نماز کا باب

خطبہ خاکی پیش سے مصدر ہے۔ اس کا اطلاق اس کلام پر ہوتا ہے جس سے کسی کے ساتھ ہم کلام ہو اور صرف  
شرع میں اس کلام سے عبادت ہے جو ذکر تہجد، اور دو اور وعظ و نصیحت پر مشتمل ہو خطبہ نماز جمعہ میں شرط اور فرض  
ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی ادنیٰ مقدار فرض اتنے الفاظ ہیں جو تسبیح و تہجد پر مشتمل ہو اللہ تعالیٰ  
نے فرمایا ہے فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ کہ اس آیت میں مطلق ذکر فرمایا۔ لمبی مقدار کلام میں جسے خطبہ کہا جائے اور  
مختصر کلام میں جسے خطبہ نہ کہا جائے کوئی فرق نہ کیا۔ تو ثابت ہوا کہ مطلق ذکر شرط ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے خطبہ کے تمام سے جو متعلق رہا اور ہے اور جسے آپ نے ہمیشہ پڑھا، اس کا پڑھنا یا واجب ہے یا سنت۔ صحت  
جمعہ کے لیے اس کا پڑھنا شرط نہیں کہ اس کے بغیر کوئی ذکر کفایت نہ کرے۔ البتہ صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہیں  
کہ خطبہ کے لیے ذکر طویل ہونا شرط ہے جسے خطبہ کہا جائے اور صرف میں صرف سبحان اللہ اور الحمد للہ کو خطبہ نہیں کہتے  
امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب تک دو خطبے نہ پڑھے جائز ہی نہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ  
عنه کے متعلق متقول ہے کہ جب آپ خطبہ کیے کھڑے ہوئے الحمد للہ کہا اور بعد ان رک گئی آپ منبر شریف پر  
سے بیچے آئے اور نماز ادا فرمائی۔ اس پر کسی نے اعتراض نہ کیا۔ لہذا اس کے جواز پر اجماع ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ

کا قصہ یہ ہے کہ جب خلیفہ مقرر ہونے کے بعد آپ اٹھے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور صرف الحمد للہ کہا اور آپ کی زمین رک گئی باور فرمایا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اسی مقام پر تشریف فرما ہو کر بہت کچھ فرما گئے ہیں۔ تمیں یا قونی امام مکی نسبت علی قدم اٹھانے والے امام کی زیادہ ضرورت و حاجت ہے۔ اور بہت نزدیک ہے کہ تمہارے سامنے خطبوں پر خطبے پڑھے جائیں گے۔ فلا تملک تمہاری مرادیں پوری کرے شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصہ کتب حدیث و فقہ میں کیس بھی معلوم نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔

## فصل اول

## الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت جمعہ  
پڑھتے تھے جب سورج ڈھل پڑتا ہے  
(بخاری)

۱۳۱۶ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي  
الْجُمُعَةَ حِينَ تَبِيلُ الشَّمْسِ  
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۔ یعنی زوال کے وقت۔ یہ اس وقت تھا جب کہ گرمی شدید نہ ہوتی۔ شدید گرمی کے وقت ٹھنڈے وقت  
پڑھتے۔ جیسا کہ حضرت انس کی دوسری حدیث میں آ رہا ہے۔ حضرت نے یہ ہے کہ زوال سے پہلے نہ پڑھتے۔ امام احمد سے  
ایک روایت ہے کہ انہوں نے زوال سے پہلے ہی جمعہ پڑھ لینے کو جائز قرار دیا ہے۔ جس طرح نماز عید عجمی کسی  
نے بھی ان کے ساتھ اس میں موافقت نہیں کی۔

حضرت بل بن سہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۳۱۸ وَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ  
نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ وَلَا تَقْعُدُوا عَمَلَكُمْ  
الْجُمُعَةَ

زمانے میں ہم لوگ نہ قیود کرتے اور نہ حج کا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۲۔ آپ سادہ انصاری ہیں۔ مشورہ صحابی ہیں۔ قول مشورہ کے مطابق وہ یہ طریقہ میں ہیں کہ ان کا یہ  
سے آخر ہوئی وہ یہی ہیں۔ چنانچہ آپ سادہ عجمی فوج ہوئے۔ مشورہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخصت کے وقت جب  
پندرہ سال کے تھے۔

۳۔ یہ صحابی فرماتے ہیں ہم لوگ قیود نہ کرتے اور نہ چاشت کا کھانا کھاتے مگر جمعہ پڑھنے سے بعد قائل  
میں دوپہر کو کھاتے ہیں اور قیود دوپہر کی منید کوہ جیسا کہ کاموں میں ہے اور وہی نے کہا قیود اور قیود دوپہر کے آرام  
کوہ کھاتے ہیں۔ منید کرے یا نہ کرے۔ سنت قیود کے قائم کرنے میں بھی اسی آخری معنی کا اعتبار ہے۔ یہ حدیث کسی

حدیث امام احمد کے مذہب کی تائید کرتی ہے لیکن درحقیقت حدیث پاک کے مقصد مجموعہ کا اہتمام اور اس کے یہ جلدی کرنا ہے تاکہ جمعہ کے لیے اول وقت میں پہنچ جائیں۔

۳۱۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَرَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ آخَرَهُ بِالصَّلَاةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ .  
(نَعَاةُ الْبُخَارِيِّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شدید سردی ہوتی تو قبلہ نماز پڑھ دیتے اور جب شدید گرمی ہوتی تو ٹھنڈی کر کے پڑھتے۔ یعنی جمعہ کی نماز سے۔

(بخاری)

۱۷۔ یعنی اول وقت میں پڑھتے۔

۱۸۔ یعنی اول وقت کے بعد پڑھتے۔

۱۹۔ گویا یہ حدیث نماز جمعہ کے لیے آئی ہے۔ ورنہ ظہر نماز کا بھی یہی حکم ہے۔ جیسا کہ باب اوقات نماز میں گمراہ۔

۳۲۰۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ إِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ عَلَى الْمَنبَرِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ بَكْرٍ وَدُعُومُ بْنُ حَكِيمٍ فَلَمَّا كَانَ عُمَلَاءُ وَكَثَرُ النَّاسِ نَدَاهُ السَّائِبُ الْفُلَانُ عَلَى الْمَنبَرِ .

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب تکبیر کی اذان اول اس وقت ہوتی تھی جب کہ امام منبر پر آکر بیٹھ جاتا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے زمانہ میں بھی جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو آپ نے قمری اذان مقام زوراء پر دینے کا اعلان فرمایا۔

(نَعَاةُ الْبُخَارِيِّ)

۲۰۔ آپ کس کا قال ہیں۔ بنی امیر یا بنی عبد شمس کے طیف ہیں۔ حجر الوداع میں اپنے باپ کے ساتھ حاضر ہوئے اس وقت جب صلوات حال کے تھے۔ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں قبیل المحدث میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو مدینہ کے ساحل کا عالمی مقرر کیا تھا آپ منبر پر یا منبر میں فوت ہوئے ایک قول کے مطابق آپ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے دوسرے آخری صحابی ہیں۔

۲۱۔ اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں بھی۔

۲۲۔ زوراء مسجد نبوی شریف کے قریب بازار مدینہ میں ایک بلند جگہ تھی۔



۱۴۵ واضح ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ قدس میں سنت یہ تھی کہ جب یا جب خطبہ کے لیے تشریف لے جاتے تو جمعہ کی اذان بھی جاتی تھی۔ اس سے پہلے وقت داخل ہونے کے وقت کوئی اذان نہ دی جاتی تھی۔ یہی دستور زمانہ تین حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی بھی رہا۔ اس کے بعد جب امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی کثرت و ہجوم، اکاد و دوسے آنا اور فتنہ اور کام کاج میں مصروفیت کو ملاحظہ فرمایا، اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں سب لوگ مسجد میں حضور کی خدمت پاک میں حاضر رہتے تھے۔ تو آپ نے بستر جانا کہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے بھی ایک اذان بھی چلائے تاکہ لوگ دوڑ کر خطبہ کے وقت حاضر ہو جایا کریں۔ فقہاء کا اختلاف ہے کہ سنی کے واجب ہر نسخہ اور مع شراد کے حرام ہونے میں وقت خطبہ کی اذان کا اعتبار ہے کہ اصل شرع میں وہی اذان ہے یا کہ یہ اذان اول جو بعد میں جاری کی گئی۔ مگر وقت میں کمی گئی ہو صحیح تر بات یہ ہے کہ یہی بعد والی اذان معتبر ہے کیونکہ اذان سے مقصود لوگوں کو وقت کی اطلاع دینا ہوتا ہے اور وہ اس سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ کتاب بدلہ میں ہے۔

۱۴۶ واضح ہو کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جاری کردہ دوسری (بعد والی) اذان کو بعض امارت میں اذان ثانی کہلایا ہے۔ یہ اذان کے جاری ہونے کے لحاظ سے ہے۔ کہا گیا ہے کہ کتب کے لحاظ سے وہ پہلی ہے۔ بعض فقہاء کرام نے عبارت میں غزایت ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اول ثانی ہے اور ثانی اول یعنی اصل میں اسے تیسری اذان کیا گیا ہے جیسا کہ کتاب مشکوٰۃ کی اس حدیث میں۔ اور یہ اقامت کو تیسری اذان کہنے کے اعتبار سے کہا گیا ہے۔ اقامت کو اذان معنی انوی (اطلاع دینا) کے لحاظ سے کہا گیا۔ اقامت کو اذان کہنے کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں دو اذانیں بن جاتی ہیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اذان اول امیر المومنین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ میں شروع ہوئی۔ اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ثانی لگایا گیا۔ یہی تمام حضرت عمر کے زمانہ میں تو یہ محض اطلاع و اعلام کے لیے تھی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اب اس اذان کا نام دے دیا جائے۔ برصورت جو کچھ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے کیا اور دیکھا تو یہ ہے اسے بدعت نہ کہنا چاہیے۔ بلکہ اس پر بھی سنت کا اطلاق آیا ہے۔ یہ سنت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے لیے ہے۔ کلام میں اس پر بدعت کا اطلاق اس بنا پر ہوا ہے کہ یہ ایک نئی چیز جاری ہوئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نہ تھی۔ اسے بدعت کہنے سے اس کی قباحت اور بدعت کرنا مقصود نہیں بلکہ اسے اذان کہنا بدعت قرار دیا جائے تو یہ بدعت حسنہ ہوگی جیسا کہ علماء نے کہا ہے۔

۱۴۷ اس کے بعد واضح ہو کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو اذان جاری ہوئی وہ یہی تھی جس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ اور وہ اذان بدعت کے وقت اذان اول کے بعد بھی جائے گی وہ نہ زمانہ نبوت میں تھی نہ

صحابہ کے زمانہ میں اور مذکورہ ان کے بعد اور اکثر مالک اسامیہ میں اس پر عمل بھی نہیں کیا جاتا۔ معلوم نہیں اسے س نے نکالا اور جاری کیا۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ صرف اذان اول کی جائے۔ اور اسی کے ساتھ سنت ادا کی جائے۔ اور اگر اطلاع و اعلام کی غرض سے لفظ الصلوۃ الصلوۃ سنتہ رسول اللہ کہیں تو کافی ہے۔

۱۳۲۱ و عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ  
كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
خُطْبَتَانِ يَحْلِسُ بَيْنَهُمَا يَفْقَرُ  
الْقُرْآنَ وَيَذْكُرُ النَّاسَ فَكَانَتْ  
صَلَوَتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے  
ہوتے تھے آپ دونوں کے درمیان بیٹھتے تھے  
آپ قرآن پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے تھے  
تو آپ کی نماز بھی اعتدال پر مبنی ہوتی۔ اور آپ کا  
خطبہ بھی یہ (مسلم)

۱۳۲۲ لے آپ دو خطبوں کے درمیان اتنی مقدار بیٹھتے تھے کہ آپ کا ہر عنوان اپنی اپنی جگہ قرار پذیر ہو جاتا تھا۔ اور بالکل صحیح روایت سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ اس میں دعا کیا کرتے تھے۔ یہ بیٹھنا سنت ہے واجب نہیں ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ خطبہ پڑھتے اور نہ بیٹھتے۔

۱۳۲۳ لے اور لوگوں کو یاد آخرت دلاتے۔ اور اس جہان کے ثواب و عذاب کے حالات بیان فرماتے۔  
۱۳۲۴ لے یعنی نہ آپ کی نماز زیادہ طویل ہوتی نہ بالکل مختصر۔ اور یہ اس کے ثانی نہیں کہ خطبہ نماز سے مختصر ہو جیسا کہ آئمہ و محدثین میں آ رہا ہے۔

۱۳۲۵ و عَنْ عَمْرِو بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
إِنَّ طَوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَاقْصَرَ  
خُطْبَتِهِ مَثَلَةٌ مِنْ نَفْثَةِ فَالْيَلُوا  
الْصَّلَاةَ وَاقْصَرُوا الْخُطْبَةَ لَا رَجَاءَ  
مِنَ الْبَيْتَانِ لِسُحْرَا

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کو فرماتے سنا کہ مرد کا نماز دراز کرنا اور خطبہ مختصر کرنا  
اس کے نعم و عظم کی دلیل ہے۔ تو نماز دراز اور  
خطبہ مختصر کر دو۔ اور بعض بیان البتہ جادو کی حیثیت  
رکھتے ہیں۔

(مسلم)

۱۳۲۶ لے آپ کا ہر صحابہ سے میں آپ کے حالات کتب کے اضراب جامع آں قب میں بیان ہوں گے۔  
۱۳۲۷ لے اصل میں لفظ سنتہ آیا ہے جس کا معنی ہے علامت و دلیل۔ یعنی نے سنتہ کی تفسیر ظن سے کی گئی جائے  
گان۔ اس کی تحقیق شرع میں کر دی گئی ہے۔

۳۵ علامہ طیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے نماز کی درازی اور خطبہ کے اختصار کو اس کے علم و فہم کی دلیل و علامت ہونے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ نماز اصل ہے اور خطبہ اس کی فرع اور فقہی تقاضا۔ بھی ہے کہ اصل کو فرع پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اور اصل کا اہتمام زیادہ کیا جاتا ہے۔ بندہ ضعیف (شیخ عبدالحق قدس سرہ) خدا اللہ منہ کہتا ہے کہ خطبہ کو مختصر کرنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پند و نصیحت کے لیے ایک کلمہ بھی کافی ہو تا ہے۔ خطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو جوامع الکلم کے مصدر اور عجیب و غریب حکمتوں کے مظہر ہیں۔

در خانہ اگر کس ست یک حرف پس ست

گھر میں اگر کوئی موجود ہے تو پھر ایک حرف بھی کافی ہے

اور اس کا (درازی منساہ اور اختصار خطبہ) حکم دینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اسامت کو تنبیہ ہے کہ شریعت طاعت و عبادت میں سہی و کوشش کریں۔ اور اپنے نفوس کی تہذیب و اصلاح میں مشغول رہیں۔ اور لوگوں کو دعوۃ تذکیر میں عجب و خود ستائی اور قول کے فعل کے مطابق ہونے کا بھی گمان موجود ہوتا ہے چنانچہ ایسے ہی مقام کے لیے کہا جاتا ہے *يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ*۔ (وہ بات کہیں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے) لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قولا و فعلا اس کا ارشاد فرمایا کہ باتیں کم کرو عمل و عبادت زیادہ کرو۔

۳۶ ایک روایت میں *فَانْ أَيْ* آیا ہے۔

۳۷ یہ قول اس معنی کے بہت مناسب ہے جو میں نے بیان کیا گویا یہ خطبہ مختصر پڑھنے کی دلیل ہے یعنی چاہیے کہ خطبہ کے الفاظ تھوڑے ہوں گمراہی کے فحاشی بہت زیادہ ہوں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے *الکلام بالقلوب*۔ اچھا کلام وہ ہے جس کے الفاظ تھوڑے اور معانی زیادہ ہوں۔ اور چاہیے کہ خطبہ زیادہ لمبا نہ کرے تاکہ بے فائدہ معانی کا دم نہ پڑنے لگے جو کہ مذہب میں ہے۔ پھر یہ قول کہ (کچھ بیان جادو کی حیثیت پر سمجھتے ہیں) بیان و خطاب کی طرح کو بھی متعین اور مفید و مہمت بھی ہے۔ کیونکہ دلوں کو کسی جانب مائل کرنے میں بیان کے اندر زبردست تاثیر پائی جاتی ہے جس طرح جادوئی تاثیر ہوتی ہے۔ اگر ایک شخص بیان و خطاب حق کے لیے صرف کرتا ہے تو یہ بھی بات ہے اور اگر باطل کے لیے استعمال کرتا ہے تو قابل مذمت ہوگا۔ لفظ بیان کا معنی ہے۔ واضح اور کھلی گفتگو کرنا۔ اس بارے میں تفصیلی کلام انشاء اللہ تعالیٰ بیان و شعر کے باب میں آئے گا۔

۳۸ *وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ*

*صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ*

*احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ*

*وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ مُنْذِرٌ*

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرماتے

تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ آپ کی آواز ہلکا

بند ہو جاتی اور آپ کا غصہ سخت ہو جاتا۔ گویا آپ

جَبَّيْنُ يَقُولُ حَبَّحَكُمْ وَ مَيْبَكُمْ  
وَقَوْلُ بُعِثْتُ أَنَا وَ السَّاعَةُ  
كَمَعَاتَيْنِ وَ يَغْنُنُ بَيْنَ السَّكَايَةِ  
وَ الْوُسْطَى -

کسی شکر سے ڈرا رہے ہیں۔ اور فرماتے  
کہ وہ شکر صبح کو تم پر آجھ سے گایا شام کو تم اور  
فرماتے کہ اور قیامت ان دو کی طرح بھیجے گئے  
ہیں۔ اپنے کھے اور بیج کی انگلی کو ملائے تھے

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(مسلم)

اگر کوئی اس وقت آپ پر عظمت و جلال کے انوار کی تجلیات اور ابلاغ و انذار کی روشنیوں کی چمک تجلی ریز  
ہو رہی تھی۔

۱۱۔ خلیلہ ارشاد فرماتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ ہوتی تھی کہ گویا آپ کسی قوم پر دشمن کے لشکر  
کے حملہ آور ہونے کی خبر دے رہے ہیں مگر اس کے ان پر لپٹنے سے ڈرا رہے ہیں۔

۱۲۔ یعنی قریب ہے کہ وہ شکر صبح کے وقت یا شام کے وقت تم پر حملہ آور ہو جائے گا۔ اور لوٹ مار کریگا  
اور تمہارے آرام و سکون کو تمہارے دور کرنے کا۔

۱۳۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت قریب آجائے کا خوف دلانے کے ارادے سے فرماتے  
تھے۔

۱۴۔ یعنی میرا قرب قیامت جسے ساتھ اس طرح نزدیک کا تعلق ہے جس طرح میری یہ دو انگلیاں بالکل ساتھ  
ساتھ ہیں۔

۱۵۔ یعنی آپ ہر حق تشبیہ اپنی دونوں انگلیوں کو ملائے تھے یعنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو۔ لفظ  
سبابہ کا معنی کتاب الصلوٰۃ کے باب التہجد میں گزر چکا ہے پھر اس کی تاویل و معنی میں علماء کا اختلاف ہے  
بعض نے کہا کہ انگشت سبابہ کو درمیانی انگلی سے ملانے سے اس جانب اشارہ ہے کہ آپ کی بعثت قرب قیامت  
کے ساتھ ہی ہوئی ہے یعنی نے کہا مراد یہ ہے کہ میرے اور قیامت کے درمیان اتنی ہی دوری اور فاصلہ ہے  
جتنا کہ ان دو انگلیوں کے درمیان۔ یعنی درمیانی انگلی بالکل تھوڑی سی انگشت شہادت سے دور ہے۔ اور سبابہ  
اس سے تھوڑی سی پیچھے ہے۔ اسی طرح میں بھی قیامت سے تھوڑا سا پیچھے آیا ہوں۔ اور قیامت میرے پیچھے پیچھے  
آئی ہوگی۔ یعنی ایک کتنوں کہ لفظ یقریب معنی اسی کی جانب سے نکلتا ہے۔ کیونکہ انگشت سبابہ اور درمیانی  
میں جہاں کا صدمہ ہے وہ دونوں کو ملائیں یا ملائیں ہاں کا جواب یہ ہے کہ دونوں کو ملانے سے ان کے درمیان کا  
فاصلہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ کھلا رکھنے سے ظاہر نہیں ہوتا۔ اسے سمجھو۔

حضرت یحییٰ بن ابریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۳۲۲ وَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اُمِيَّةَ قَالَ

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَنْبَرِ وَنَادَا يَا مَالِكُ لِيَقُضَ عَلَيْكَ رَبُّكَ -  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

فرماتے ہیں میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
منبر شریف پر یہ آیت پڑھ رہے تھے وَنَادَا  
يَا مَالِكُ لِيَقُضَ عَلَيْكَ رَبُّكَ - دوزخی آواز  
دیے گئے اسے مالک چاہیے کہ تیرا رب ہمارا  
فیصلہ ہی کر دے۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ یعنی بن امیہ۔ امیہ ہمزہ کی پیش ہم کی زبر یا کی تشدید۔ آپ کو یعنی بن امیہ (میم کی پیش فون ساکن اور یا مخف) بھی کہتے ہیں۔ آپ قریش کے حلیف ہیں۔ نتج مکہ کے دن واسطہ لائے حنین، طائف اور تبوک کے غزوات میں حاضر ہوئے۔ آپ حضور کی طرف سے علاقہ بخران کے مال تھے۔ آپ کا شمار اہل حجاز میں ہوتا ہے۔  
۲۔ یعنی دوزخی فریاد کریں گے اور آواز دیں گے کہ اسے مالک (دار و نہ دوزخ کا نام ہے) تو کہہ کر تیرا پروردگار ہمیں مار دینے کا حکم جاری کر دے یعنی اپنے پروردگار سے عرض کر کہ ہمیں موت دے دے تاکہ ہم غلبہ سے خلاصی پا جائیں۔ قرآن حکیم میں آیا ہے کہ مالک انہیں جواب دے گا اِنَّكُمْ مَا كُنْتُمْ - تم ہمیشہ ہیں ہم ہو گئے تمہاری یہ آرزو باطل ہے۔ اب ہمیشہ نہیں اس آگ میں ہی رہنا ہے۔ تو حنفیہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرانے کے لیے یہ آیت پاک تلاوت کرتے تھے۔

۱۳۲۵ وَ عَنْ أُمِّ هَنَاءٍ مِنْتِ حَدِيثًا  
ابنِ نَعْمَانَ قَالَتْ مَا أَخَذْتُ قِي  
وَأَلْقَا ابْنِ الْمَوْبِيِّ إِلَّا عَنْ لِسَانِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقْرَأُ مَا كُلُّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمَنْبَرِ  
خَطَبَ النَّاسَ -

حدیث امام ہشام بنت عمار بن انعام رضی اللہ عنہما  
کہتی ہیں کہ میں نے سورہ ق و القرآن المجید دیکھی مگر  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے  
آپ نے نہ صرف ہر جمعہ کو منبر شریف پر پڑھتے تھے بلکہ  
کہ آپ اللہ کی خبر اور بخار دواتے تھے۔

(دَقَاءُ مُسْلِم)

(مسلم بن الحجاج)

۱۔ آپ انصاری صحابیہ ہیں رضی اللہ عنہا۔  
۲۔ ظاہر یہ ہے کہ ہر جمعہ کو پڑھنے سے چند دفعہ پڑھا مراد ہے جن جہول میں یہ عرصہ طویل ہو سکتا تھا  
تھی۔ نہ کہ ہمیشہ ساری عمر خطبہ میں یہی نذر پڑھتے تھے۔ علامہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ان سلسلے کا اول حصہ پڑھنا  
مراد ہے۔ کیونکہ آپ ساری سورت خطبہ جمعہ میں پڑھتے تھے۔ ان طرح حضرت ام ہشام نے بھی ان کا اول حصہ  
یاد کیا ہو گا۔ واللہ اعلم۔

حضرت عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
کہ بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔  
اں وقت آپ سیاہ رنگ کا عمامہ شریف پہنے ہوئے  
تھے۔ اور اس کی دونوں طرفیں دونوں کندھوں کے  
درمیان سٹکا رکھی تھیں۔ اور یہ جمہور کا دن تھا۔

۳۳۲ وَ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَرْثٍ اَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ  
وَعَلِيَهُ عَمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ ارْتَضَى  
مَرْفِعَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(مسلم)  
۱۔ حضرت عمرو بن حرث۔ حرث جاکی پیش راکی زبرد آپ قرشی صحابی ہیں۔ چھوٹی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کی زیارت کی آپ سے حدیث پاک سنی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے سر پر چیرا۔ اور ان  
کے حق میں دعا کی برکت فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے وقت یہ صحابی بارہ سال  
کے تھے۔

۲۔ اس سند کی تین اشاعتیں اب البیہاق میں آئے گی۔ اور لفظ کتفیہ مسلم کے تمام نسخوں میں ثنیہ کا  
مید ہے۔ اور حمیدی کی کتاب جمع بین الصحیحین میں بھی ایسا ہی ہے۔ اور کتفہ مفرد کلمہ کی صورت میں بھی آیا ہے۔ مگر اول  
یعنی ثنیہ روایت احمد و ترمذیہ زیادہ ظاہر ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم  
میں سے کوئی جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ پڑھ  
رہا ہو تو دو رکعتیں پڑھو۔ اور چاہیے کہ  
انکی پڑھے۔

۳۳۳ وَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ  
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ  
اِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ  
يَخْطُبُ فَلْيَرْكُعْ رُكْعَتَيْنِ خَلِيَّتَ جَوْشَنَ  
فِيهِمَا۔

(مسلم)

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ فضائل حضرت اسے تیرا مسجد پر قول کرتے ہیں اور یہ ان کے نزدیک واجب ہے۔ اگرچہ خطبہ پڑھا جا رہا  
ہو۔ امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے۔ یہ حضرات اس کے وجہ کی تاکید پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ  
خطبہ کے بعد بھی ان کے پڑھنے کا حکم دیا۔ حنفیہ کے نزدیک جب کہ غیر خطبہ کے وقت واجب نہیں ہیں تو خطبہ  
کے وقت بطریق اولی واجب نہ ہوں گی۔ یہی امام مالک اور سفیان ثوری کا مذہب ہے۔ اور جمہور صحابہ و تابعین بھی  
اسی پر ہیں۔ جیسا کہ علامہ ترمذی نے کہا واجب قرار نہ دینے والے حضرات اس حدیث کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ خطبہ  
سے ارادہ خطبہ مراد ہے۔ یعنی جب کہ ابھی امام خطبہ شروع کرنے کا ارادہ کر رہا ہو نہ کہ اس نے بالفعل خطبہ شروع

کر دیا ہو۔ یہ تاویل احادیث صحیحہ کے قرینہ سے کی جاتی ہے جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ خطبہ کے دوران نماز پڑھنا حرام ہے۔ اور متبعین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے متعدد طرق سے آیا ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا اسے نکال کیا تو نے نماز پڑھی ہے اس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا در رکعتیں ابھی پڑھو گے۔ اس کا جواب یہ حضرات یہ دیکھیں کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ ابھی خطبہ کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت نہ ہوئی تھی۔ یا یہ بات اس آئے دے مرد کے ساتھ خاص تھی۔ بعض نے کہا کہ یہ واقعہ آپ کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے ہوا۔ بعض نے یہ کہا یہ خطبہ جمعہ نہ تھا۔ واللہ اعلم۔

شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ نے کہا۔ اس حدیث کا دوسری احادیث کے ساتھ تضاد لازم نہیں آتا۔ کیونکہ ہر مسکن اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا ہو۔ پھر خطبہ بند کر دیا ہو۔ اور حقیقت واقعہ بھی یہی ہے۔ جیسا کہ دارقطنی نے اپنے سنن میں روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھو گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دینا بند کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ آدمی نماز سے فارغ ہو اہل کافئ گھٹو ہے۔ جسے ہم نے شرح میں ذکر کیا ہے۔ اس کی مکمل تفصیل فقہ الباری میں ہے وہاں دیکھ لی جائے۔

۱۳۲۸ دَعْنِ ابْنِ مَرْيَمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمَلِكِ

ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

رُكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فَكُنْ

جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت پالی اس

أَدْرَكَ الصَّلَاةَ

نے نماز پائی

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(متفق علیہ)

اسے یہ حکم تمام نمازوں کے لیے عام ہے۔ نماز جمعہ کے ساتھ خاص نہیں لیکن انہوں نے اسے جمعہ کے قرینہ کی بنا پر جواب تک آخر میں آرہی ہے۔ اسے نماز جمعہ کے ساتھ خاص کر دیا۔

۱۳۵ ہایہ میں ہے کہ جس نے امام کو نماز جمعہ میں پایا تو جتنی نماز امام کے ساتھ مل گئی اس کے ساتھ پڑھے۔

بقایا اس پر بنا کر کے پڑھے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا آخِرُ لَكُمْ فَكُنُوا

فَعَمَّا فَانْكُمُ فَافْعَمُوا۔ تمہیں امام کے ساتھ جس قدر نماز ملے اسے پڑھو اور جتنا باقی ہے اسے پڑھو۔

اور اگر کسی نے امام کو تشدد میں پایا یا سجدہ سہو میں تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر جمعہ کی بنا کر

اور امام محمد نے فرمایا اگر اس نے امام کو دوسری رکعت کے اکثر حصہ میں پایا تو اس پر جمعہ کی بنا کر ہے اور اگر دوسری رکعت

کا کم حصہ امام کے ساتھ ملتا تو اس پر ظہر کی بنا کر ہے۔ ہدایہ کا کلام ختم ہوا۔ دوسری رکعت کا اکثر حصہ پاس ہے سے مراد۔

یہ ہے کہ امام کو رکعت میں پائے نہ کہ رکوع سے سواٹھانے کے بعد۔ شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ نے کہا کہ شیخین کی دلیل



حدیث مذکور کا اطلاق ہے اور یہ روایت جو بیان کی جاتی ہے کہ جس نے جمعہ کی ایک رکعت پالی وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت کا اعانہ کرے۔ ورنہ چار رکعت ظہر ادا کرے تو یہ روایت پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیتے تھے جب منبر پر چڑھتے تو بیٹھ جاتے یہاں تک کہ فارغ ہو تا میرا گمان ہے کہ فارغ ہو بیٹھے موزن کا فارغ ہونا مراد ہے۔ پھر آپ کھڑے ہوتے اور خطبہ ارشاد فرماتے۔ پھر بیٹھ جاتے اور کوئی کلام نہ کہتے۔ پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے (البوداؤد)

۳۷۹ وَ عَنْ أَبِيهِ جَعَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتَّى يَفْرُغَ أَمَّا الْمُؤَدِّتُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ ثُمَّ يَجْلِسُ وَلَا يَتَكَلَّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ (رواه أبو داود)

اسے یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے راوی کا شک ہے یعنی یہ گمان ہے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا۔ اور جب ارادی کا یہ قول پورے طور پر یاد نہ رہا اس بنا پر یوں کہا کہ میرا گمان ہے۔  
یعنی دعا وغیرہ نہ کرتے بلکہ بالکل خاموش رہتے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر ٹھیک ہو کر بیٹھ جاتے تو دم و گ اپنے چہرے آپ کی طرف کر لیتے۔

۳۸۰ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلَنَا بِوُجْهِهِ

اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا ہم اس حدیث کو نہیں پہچانتے مگر محمد بن افضل کی حدیث سے اور وہ ضعیف ہے۔ اس کا حافظہ کمزور تھا۔

لَقَدْ أَكْرَمَهُ الْقَوْمُ دَائِي وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْفَضْلِ وَهُوَ ضَعِيفٌ ذَاهِبُ الْحَدِيثِ

اسے سنت یہ ہے کہ دم و گ امام کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھیں۔ اور کان لگا کر خطبہ سنیں۔ اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ امام خطبہ پڑھ کر کے پڑھے گا۔ اور اگر یہی معنی بیان کرنا مقصود ہو تو بھی درست ہے لیکن جو مطلب ہم



پسے بیان کیا ہے وہ بھی صحیح ہے۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۱۳۲۱ دَعَا جَابِرُ بْنُ سَمْرَةَ قَالَ  
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ  
فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ تَبَاكَ أَنَّهُ كَانَ  
يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ دَانَ  
صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرُ مِنْ أَلْفِ صَلَوةٍ  
(دَعَا مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے  
پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے  
تو جو شخص یہ خبر دے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ پڑھتے  
تھے اس نے جھوٹ بولا۔ اللہ کی قسم ہے شک  
میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ  
نمازیں پڑھی ہیں (مسلم)

۱۔ حضرت جابر اور ان کے باپ سمرہ دونوں صحابی ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بیشتر زادہ  
ہیں۔ ان کی والدہ والدہ بنت ابی وقاص ہے۔ حضرت جابر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے باپ اور حضرت عمر اور حضرت  
علی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

۲۔ اس عبارت سے فوراً جرات ذہن میں آتی ہے کہ نماز جمعہ برابر ہے کھڑے اور بیٹھ کر۔ کیونکہ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری زندگی میں پانصد سے قریب جمعے پڑھے ہیں۔ کچھ نماز آپ نے بیٹھ کر  
نہیں پڑھی تھیں۔ ان کے بعد پڑھا ہے اور مدینہ پاک میں آپ کے قیام کی مدت دس سال سے زیادہ تھی۔ چنانچہ نماز  
مرا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اس سے مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ جمعہ پڑھنے کی روایت بیان  
کرنا ہے۔

۱۳۲۲ دَعَا كَعْبُ بْنُ عَجْرَةَ أَنَّهُ  
دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ  
ابْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَائِمًا  
فَقَالَ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الْخَيْثِ يَخْطُبُ  
قَائِمًا وَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَ رَاكَ  
رَأَوْ رَجَارَةً أَوْ لَفَوًى انْظُرُوا إِلَيْهَا  
وَتَرَكُوكَ قَائِمًا -

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور عبد الرحمن  
بن امیہ الحکم بن امیہ نے قیام کیا اور خطبہ  
کی طرف دیکھ کر بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہے تھے حالانکہ  
رب قحطی نے فرمایا ہے کہ جب وہ تجارست  
اور کھیل کود کو دیکھتے ہیں تو ادمرد وڑھاتے ہیں اور  
آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں (مسلم)

(مَدَامُ مُسْلِمًا)

(مُسْلِمًا)

ابو حضرت کعب بن عجرہ (میں کی پیش اور ہمیں ساکن) آپ شامیر صحابہ میں سے ہیں۔ انصار کے حلیف میں۔ اصحاب شجرہ بیعت الرضوان میں سے ہیں۔ منقول ہے کہ آپ نے ایک بت رکھا ہوا تھا جس کی وہ پوجا کیا کرتے تھے۔ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ ان کے بڑے دوست تھے ایک دن ان کے گھر اندر تشریف لے آئے۔ اور بت کو توڑ دیا تو وہ بڑے غصے میں آ گئے اور قریب تھا کہ حضرت عبادہ کو گالی دے دیتے مگر پھر اپنا نکمرہ جی میں پڑ گئے اور اپنے جی میں کہنے لگے۔ اگر یہ بت فائدہ پہنچا سکتا اور کچھ بھی قدرت و طاقت رکھتا تو اپنے آپ کو توڑنے سے ہچالیتا تو بت پرستی سے نیزار ہو کر مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

۱۵ یہ شخص نبی امیہ اور ان کے پیروکاروں میں سے ہیں۔

۱۶ یہاں قصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اچانک شام سے ایک قافلہ آگیا۔ قحط کے دن تھے صحابہ کرام میں سے بارہ آدمیوں کے قریب بے طاقت ہو گئے اور قافلہ دیکھنے اٹھ کر باہر آ گئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہ اور مالک و احمد کے نزدیک خطبے میں قیام سنت ہے۔ امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق امام مالک کے نزدیک واجب ہے۔ باقی آئمہ کے نزدیک خطبہ میں قیام شرط ہے۔ مگر اس کے لیے جو قدرت نہ رکھتا ہو جیسا کہ غار میں قیام شرط ہے۔ شیخ ابان حجر رحمۃ اللہ نے نفع الباری میں کہا سب سے پہلے جس شخص نے بیٹھ کر خطبہ پڑھا ہے وہ حضرت امیر معاویہ ہیں۔ انہوں نے یہی اُن وقت ایسا کیا جب کہ ان کا شکم بھاری ہو گیا تھا۔ اس کے برعکس حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تکلیف و مشقت کے باوجود خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے۔ جب بالکل بے طاقت ہو جاتے بیٹھ جاتے اور خاموش ہو جاتے۔ پھر اٹھتا دھڑکے ہو کر خطبہ پڑھتے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پہلا خطبہ بیٹھ کر پڑھتے اور دوسرا کھڑے ہو کر وہ ایسا ضرورت اور مجبوری کے تحت کرتے۔ لہذا ان کا فعل اس شخص کے لیے دلیل نہیں بن سکتا جو بیٹھ کر خطبہ پڑھنے کو جائز قرار دے۔ چنانچہ شیخ ابن حجر نے ذکر کیا ہے۔

۱۷ کہ اس میں بھی دلیل ہے کہ حرام یا مکروہ کا ارتکاب کرنے والے پر شدت اور سختی کرنا جائز ہے۔ کیونکہ با ضرورت ال چیز کے خلاف کام کرنا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہے اس کے خبث باطل کی

حاصل ہے۔

حضرت عمارہ بنارویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بشر بن مردان کو منبر پر ہاتھ

۱۳۳۳ د سن عمارۃ بنی دویہ آتہ  
نای بشیر بن مردان علی المنبر

رَافِعًا يَدَيْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللَّهُ هَاتَيْنِ  
الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزِيدُ عَلَى  
أَن يَقُولَ بِيَدِي هَكَذَا وَآمَنًا  
بِأَمْرِهِ الْمُسْتَبْعَةِ -

بند کرتے دیکھا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں  
کو قبیح کرے۔ البتہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کو دیکھا کہ آپ انگلی سے اشارہ کرنے سے بڑھ کر  
کچھ نہ کرتے۔ پھر حضرت عمارہ نے اپنی انگشت شہادت  
سے اشارہ کیا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(مسلم)

۱۔ عمارہ (میں کی پیش میم مخفف) رویہ (راکی پیش واد پر زبر۔ یا ساکن) حضرت عمارہ صحابہ میں سے ہیں۔  
۲۔ جس طرح بعض جاہل و اعمول اور خطیبوں کا طریقہ ہے۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ کی صورت دکھانے کے لیے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انگشت  
شہادت سے ایک اشارہ کرتے۔ گویا آپ لوگوں سے خطاب فرماتے اور انہیں تنبیہ کرتے کہ آپ جو کچھ ذکر رہے ہیں  
لوگ اسے خود سے اور کان لگا کر نہیں۔

۱۳۳۴ وَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا اسْتَوَى  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَامَ  
اجْلِسُوا فَسَمِعَ ذَلِكَ ابْنُ مَسْعُودٍ  
فَجَلَسَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَرَأَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ تَعَالَى يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ  
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر ٹھیک ہو کر بیٹھ  
جاتے تو جابریہ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن  
مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ کا یہ حکم سنا جب  
کہ وہ ابھی مسجد کے دروازے پر تھے تو انہیں بیٹھ  
مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (فرمایا اے عبداللہ  
ابن مسعود اٹھ اے جابریہ)

(ابوداؤد)

۱۔ گویا لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اسے مجبور  
۲۔ یعنی جب کہ حضرت عبداللہ بن مسعود مسجد کے دروازے پر کھڑے تھے شارح حدیث کا حکم سن کر ان کی  
جگہ بجا آوری کے لیے وہیں بیٹھ گئے۔

۳۔ یہ آپ نے ان کو غایت شفقت و رحمت کے طور پر فرمایا۔ کیونکہ انہوں نے فوراً حکم کی بجا آوری کی  
تھی۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ جو کوئی تعمیل حکم کرتا ہے وہ کرم و عنایت کا مرکز بن جاتا ہے اور محبوب کا محبوب اور  
اس کا مطلب بن جاتا ہے۔ بیت



صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس کے بعد بعض صحابہ جیسے حضرت علی مرتضیٰ حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم اجماع کا اسے پڑھنا چھوڑ دیا کی دلیل ہے۔ پھر بعض نے کہا ہے کہ مسند ذکورہ پر نماز خوف ادا کرنا اس وقت لازم ہے جب کہ قوم ایک امام کے پیچھے یہ نماز پڑھنے کا اجماع کرے اور اگر مجتہد انہ کریں تو ایک امام ایک گروہ کے ساتھ پوری نماز پڑھے اور دوسرا گروہ دوسرے امام کی اقتداء میں پوری نماز پڑھے۔ لیکن آئمہ درمیں امام مالک کے نزدیک نماز خوف حالت سفر کے ساتھ خاص ہے۔ احناف کے نزدیک سفر و حضر دونوں حالتوں میں جائز ہے۔ اور اختلاف زمان و مکان کے مطابق نماز خوف متعدد طریقوں پر بغایت دشمن سے پرہیز اور بچاؤ کے لیے جس طرح کی مصلحت امام دیکھے اس طرح پڑھے۔ اور ہر امام نے ایک طریقہ اختیار کیا ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کو اختیار کیا ہے۔ جو کتب صحاح ستہ میں موجود ثابت ہے۔ ثمنی نے کہا کہ نماز خوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار چھوٹی ہیں منقول ہے ذات الرقاب میں۔ بطن نخل میں۔ مقام غسان میں۔ اور مقام ذی قرد میں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز خوف صرف حالت سفر میں پڑھی گئی ہے۔ فقہاء کرام کا حشر میں یہ نماز پڑھنا سفر پر ہی اس کو نہ ہے۔ واللہ اعلم۔

## الفصل الأول

## پہلا فصل

۱۳۳۹ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو  
عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ  
تَجْدِ فَوَادَيْتَا الْعَدُوِّ فَمَبَايَعْنَا لَهُمْ  
فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يُصَلِّي لَنَا فَقَامَتِ طَائِفَةٌ  
مَعَهُ وَاقْبَلْتُ طَائِفَةً عَلَى الْعَدُوِّ  
وَرَكْعَةً رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَمْنَنُ مَعَهُ وَتَسْجِدًا  
سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوا مَسْكَاةَ  
الطَّائِفَةِ الَّتِي لَمْ تُصَلِّ فَبَاءُوا

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما  
عن ابیہ قال غزوت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
قبل تجد فوادیتا العدو فمبايعةنا لهم  
فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی لنا  
فقامت طائفة معہ واقبلت طائفة علی العدو  
ورکعة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمنن معہ  
وتسجدًا سجدتین ثم انصرفوا مسکاة الطائفة  
التي لم تصل فباءوا

فَرَكَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رُكْعَةً وَتَسْبِغًا سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ فَاحِدٍ وَمَنْفَعٌ فَرَكَمَ رَأْسُهُ رُكْعَةً وَتَسْبِغًا سَجْدَتَيْنِ وَتَوَلَّى نَافِعٌ نَعْرَكَ وَزَادَ فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ صَلُّوا رَجُلًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ خَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا قَالَ نَافِعٌ لَا أُرَى ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذَلِكَ إِلَّا عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(بخاری)

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ان سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں کہا کہ سالم کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر کوئی بھی نفل و عبادت یا صفت نفس کشی میں پہلے لوگوں کے شاہ نہ تھا۔ سلمان بن عبد الملک نے آپ کو کعبہ میں دیکھا تو کہا آپ جو عبادت یا صفت کرتے ہیں مجھ سے مانگیں فرمایا میں خادمہاں میں نہ آؤں کسی اور سے ہرگز کچھ طلب نہ کروں گا۔ حضرت سالم بن عبد اللہ حجاج بن یوسف کو بہت سخت سبست کہا کرتے تھے۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سالم کی ماں پر رحمت نازل کرے۔ میں نے اپنے بیٹے کو سلام رکھا۔

سلمان بن عمار کہہ رہے ہیں کہ میں نے کعبہ کا بلندی سے دیکھا اور میں تک پھیلا ہوا ہے اور اس کا تیشہ مقرر عراق و شام کے جملہ ہے۔ نجد و اوسل بلند جگہ اور روشن و بلند راستہ کو کہتے ہیں۔ علاقہ نجد بھی بلند کا پرستار ہے۔ اسی حدیث میں نجد عراق مراد ہے نجد عین مراد نہیں۔

کہ یعنی ایک رکعت ادا کی۔

یعنی ایک رکعت ادا کی یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ ہر گروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ایک رکعت پڑھی اور دوسری رکعت ہر ایک گروہ نے الگ الگ پڑھی یہی حضرت امام ابو حنیفہ

رحمۃ اللہ کا مذہب ہے۔ علامہ نے کہا ہے کہ یہ مذہب نہیں قرآن کے زیادہ موافق ہے۔ اس میں حد ذکر۔  
 واضح ہو کہ دونوں گروہوں کے یہاں کسی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ دونوں اسٹیج یا ایک رکعت پڑھیں کیونکہ  
 ایسا کرنے سے جنگ کا نظام برباد اور اس کی ضرورت و مصلحت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ پھر اس حدیث  
 سے یہ معلوم نہ ہوا کہ بقیہ رکعت کو سا گروہ پہلے ادا کرے۔ اشیخ نے کہا جو امام مالک کے ساتھی ہیں کہ وہ گروہ  
 پہلے پڑھے کہ اس طرح کرنے سے کثرت مخالفت سے محفوظ رہے گا۔ آئندہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اور  
 امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پہلا گروہ پہلے پڑھے۔ جیسا کہ بعض شروح میں مذکور ہے۔ یہ مسلم کی ابن عمر  
 سے روایت ہے۔

۵۵ اور تافع نے ابن عمر سے ایسی ہی روایت کی۔  
 ۵۶ یعنی دشمن کا خوف اس قدر زیادہ ہو کہ مذکورہ طریقہ پر جماعت سے غارت پڑھنا دشوار ہو۔  
 ۵۷ یعنی اگر پیادہ پڑھنا دشوار ہو تو سواری پر ہی پڑھیں اور قبلہ ٹھہرا کر پڑھیں اگر قبلہ رو ہونالسی میں ہو۔ اور  
 بس میں نہ ہو تو جیسے ممکن ہو پڑھیں اور نماز ترک نہ کریں۔ بیٹ

بر دل انتم از خودیہ پر گندگی  
 تمام ختم ہوں با تو از بندگی  
 نگ دلک و خفتہ شکل دے آؤ  
 سر پہ از خیز و اور اس سلب  
 تم جہاں میں اپنی پرانندہ خیالی کے بارگاہ است این خواہد کواد بخا تم سے تا ہوں اور تیری بندگی سے قربے  
 تافع اور انجالی ہی نصیب ہو گیا۔

نگرا ابلا اور مودب نہ ہونے کے باوجود یہ بھی کہیں کا نہیں لیتا اور اس سے ہی اللہ کی راہ چلتا ہے۔  
 ۵۸ یعنی یہ شقیں اور یہ تفصیلات حضور اکرم ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہی کہی  
 بیان کی ہوگی۔

۱۳۳۴ و عَنْ یَزِيدِ بْنِ جُرَومَانَ  
 عَنْ صَالِحِ بْنِ حُوَیث عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدٍ  
 مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الزَّوْجِ مَلُوءَةً  
 الْخُوفِ أَنَّ طَائِفَةً مِمَّنْ مَعَهُ وَ  
 طَائِفَةً رَجَعَا الْعَدُوَّ فَمَسَلُوا  
 بِأَيْدِي مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا  
 ۱۳۳۵  
 ۱۳۳۶  
 ۱۳۳۷  
 ۱۳۳۸  
 ۱۳۳۹  
 ۱۳۴۰  
 ۱۳۴۱  
 ۱۳۴۲  
 ۱۳۴۳  
 ۱۳۴۴  
 ۱۳۴۵  
 ۱۳۴۶  
 ۱۳۴۷  
 ۱۳۴۸  
 ۱۳۴۹  
 ۱۳۵۰  
 ۱۳۵۱  
 ۱۳۵۲  
 ۱۳۵۳  
 ۱۳۵۴  
 ۱۳۵۵  
 ۱۳۵۶  
 ۱۳۵۷  
 ۱۳۵۸  
 ۱۳۵۹  
 ۱۳۶۰  
 ۱۳۶۱  
 ۱۳۶۲  
 ۱۳۶۳  
 ۱۳۶۴  
 ۱۳۶۵  
 ۱۳۶۶  
 ۱۳۶۷  
 ۱۳۶۸  
 ۱۳۶۹  
 ۱۳۷۰  
 ۱۳۷۱  
 ۱۳۷۲  
 ۱۳۷۳  
 ۱۳۷۴  
 ۱۳۷۵  
 ۱۳۷۶  
 ۱۳۷۷  
 ۱۳۷۸  
 ۱۳۷۹  
 ۱۳۸۰  
 ۱۳۸۱  
 ۱۳۸۲  
 ۱۳۸۳  
 ۱۳۸۴  
 ۱۳۸۵  
 ۱۳۸۶  
 ۱۳۸۷  
 ۱۳۸۸  
 ۱۳۸۹  
 ۱۳۹۰  
 ۱۳۹۱  
 ۱۳۹۲  
 ۱۳۹۳  
 ۱۳۹۴  
 ۱۳۹۵  
 ۱۳۹۶  
 ۱۳۹۷  
 ۱۳۹۸  
 ۱۳۹۹  
 ۱۴۰۰  
 ۱۴۰۱  
 ۱۴۰۲  
 ۱۴۰۳  
 ۱۴۰۴  
 ۱۴۰۵  
 ۱۴۰۶  
 ۱۴۰۷  
 ۱۴۰۸  
 ۱۴۰۹  
 ۱۴۱۰  
 ۱۴۱۱  
 ۱۴۱۲  
 ۱۴۱۳  
 ۱۴۱۴  
 ۱۴۱۵  
 ۱۴۱۶  
 ۱۴۱۷  
 ۱۴۱۸  
 ۱۴۱۹  
 ۱۴۲۰  
 ۱۴۲۱  
 ۱۴۲۲  
 ۱۴۲۳  
 ۱۴۲۴  
 ۱۴۲۵  
 ۱۴۲۶  
 ۱۴۲۷  
 ۱۴۲۸  
 ۱۴۲۹  
 ۱۴۳۰  
 ۱۴۳۱  
 ۱۴۳۲  
 ۱۴۳۳  
 ۱۴۳۴  
 ۱۴۳۵  
 ۱۴۳۶  
 ۱۴۳۷  
 ۱۴۳۸  
 ۱۴۳۹  
 ۱۴۴۰  
 ۱۴۴۱  
 ۱۴۴۲  
 ۱۴۴۳  
 ۱۴۴۴  
 ۱۴۴۵  
 ۱۴۴۶  
 ۱۴۴۷  
 ۱۴۴۸  
 ۱۴۴۹  
 ۱۴۵۰  
 ۱۴۵۱  
 ۱۴۵۲  
 ۱۴۵۳  
 ۱۴۵۴  
 ۱۴۵۵  
 ۱۴۵۶  
 ۱۴۵۷  
 ۱۴۵۸  
 ۱۴۵۹  
 ۱۴۶۰  
 ۱۴۶۱  
 ۱۴۶۲  
 ۱۴۶۳  
 ۱۴۶۴  
 ۱۴۶۵  
 ۱۴۶۶  
 ۱۴۶۷  
 ۱۴۶۸  
 ۱۴۶۹  
 ۱۴۷۰  
 ۱۴۷۱  
 ۱۴۷۲  
 ۱۴۷۳  
 ۱۴۷۴  
 ۱۴۷۵  
 ۱۴۷۶  
 ۱۴۷۷  
 ۱۴۷۸  
 ۱۴۷۹  
 ۱۴۸۰  
 ۱۴۸۱  
 ۱۴۸۲  
 ۱۴۸۳  
 ۱۴۸۴  
 ۱۴۸۵  
 ۱۴۸۶  
 ۱۴۸۷  
 ۱۴۸۸  
 ۱۴۸۹  
 ۱۴۹۰  
 ۱۴۹۱  
 ۱۴۹۲  
 ۱۴۹۳  
 ۱۴۹۴  
 ۱۴۹۵  
 ۱۴۹۶  
 ۱۴۹۷  
 ۱۴۹۸  
 ۱۴۹۹  
 ۱۵۰۰  
 ۱۵۰۱  
 ۱۵۰۲  
 ۱۵۰۳  
 ۱۵۰۴  
 ۱۵۰۵  
 ۱۵۰۶  
 ۱۵۰۷  
 ۱۵۰۸  
 ۱۵۰۹  
 ۱۵۱۰  
 ۱۵۱۱  
 ۱۵۱۲  
 ۱۵۱۳  
 ۱۵۱۴  
 ۱۵۱۵  
 ۱۵۱۶  
 ۱۵۱۷  
 ۱۵۱۸  
 ۱۵۱۹  
 ۱۵۲۰  
 ۱۵۲۱  
 ۱۵۲۲  
 ۱۵۲۳  
 ۱۵۲۴  
 ۱۵۲۵  
 ۱۵۲۶  
 ۱۵۲۷  
 ۱۵۲۸  
 ۱۵۲۹  
 ۱۵۳۰  
 ۱۵۳۱  
 ۱۵۳۲  
 ۱۵۳۳  
 ۱۵۳۴  
 ۱۵۳۵  
 ۱۵۳۶  
 ۱۵۳۷  
 ۱۵۳۸  
 ۱۵۳۹  
 ۱۵۴۰  
 ۱۵۴۱  
 ۱۵۴۲  
 ۱۵۴۳  
 ۱۵۴۴  
 ۱۵۴۵  
 ۱۵۴۶  
 ۱۵۴۷  
 ۱۵۴۸  
 ۱۵۴۹  
 ۱۵۵۰  
 ۱۵۵۱  
 ۱۵۵۲  
 ۱۵۵۳  
 ۱۵۵۴  
 ۱۵۵۵  
 ۱۵۵۶  
 ۱۵۵۷  
 ۱۵۵۸  
 ۱۵۵۹  
 ۱۵۶۰  
 ۱۵۶۱  
 ۱۵۶۲  
 ۱۵۶۳  
 ۱۵۶۴  
 ۱۵۶۵  
 ۱۵۶۶  
 ۱۵۶۷  
 ۱۵۶۸  
 ۱۵۶۹  
 ۱۵۷۰  
 ۱۵۷۱  
 ۱۵۷۲  
 ۱۵۷۳  
 ۱۵۷۴  
 ۱۵۷۵  
 ۱۵۷۶  
 ۱۵۷۷  
 ۱۵۷۸  
 ۱۵۷۹  
 ۱۵۸۰  
 ۱۵۸۱  
 ۱۵۸۲  
 ۱۵۸۳  
 ۱۵۸۴  
 ۱۵۸۵  
 ۱۵۸۶  
 ۱۵۸۷  
 ۱۵۸۸  
 ۱۵۸۹  
 ۱۵۹۰  
 ۱۵۹۱  
 ۱۵۹۲  
 ۱۵۹۳  
 ۱۵۹۴  
 ۱۵۹۵  
 ۱۵۹۶  
 ۱۵۹۷  
 ۱۵۹۸  
 ۱۵۹۹  
 ۱۶۰۰  
 ۱۶۰۱  
 ۱۶۰۲  
 ۱۶۰۳  
 ۱۶۰۴  
 ۱۶۰۵  
 ۱۶۰۶  
 ۱۶۰۷  
 ۱۶۰۸  
 ۱۶۰۹  
 ۱۶۱۰  
 ۱۶۱۱  
 ۱۶۱۲  
 ۱۶۱۳  
 ۱۶۱۴  
 ۱۶۱۵  
 ۱۶۱۶  
 ۱۶۱۷  
 ۱۶۱۸  
 ۱۶۱۹  
 ۱۶۲۰  
 ۱۶۲۱  
 ۱۶۲۲  
 ۱۶۲۳  
 ۱۶۲۴  
 ۱۶۲۵  
 ۱۶۲۶  
 ۱۶۲۷  
 ۱۶۲۸  
 ۱۶۲۹  
 ۱۶۳۰  
 ۱۶۳۱  
 ۱۶۳۲  
 ۱۶۳۳  
 ۱۶۳۴  
 ۱۶۳۵  
 ۱۶۳۶  
 ۱۶۳۷  
 ۱۶۳۸  
 ۱۶۳۹  
 ۱۶۴۰  
 ۱۶۴۱  
 ۱۶۴۲  
 ۱۶۴۳  
 ۱۶۴۴  
 ۱۶۴۵  
 ۱۶۴۶  
 ۱۶۴۷  
 ۱۶۴۸  
 ۱۶۴۹  
 ۱۶۵۰  
 ۱۶۵۱  
 ۱۶۵۲  
 ۱۶۵۳  
 ۱۶۵۴  
 ۱۶۵۵  
 ۱۶۵۶  
 ۱۶۵۷  
 ۱۶۵۸  
 ۱۶۵۹  
 ۱۶۶۰  
 ۱۶۶۱  
 ۱۶۶۲  
 ۱۶۶۳  
 ۱۶۶۴  
 ۱۶۶۵  
 ۱۶۶۶  
 ۱۶۶۷  
 ۱۶۶۸  
 ۱۶۶۹  
 ۱۶۷۰  
 ۱۶۷۱  
 ۱۶۷۲  
 ۱۶۷۳  
 ۱۶۷۴  
 ۱۶۷۵  
 ۱۶۷۶  
 ۱۶۷۷  
 ۱۶۷۸  
 ۱۶۷۹  
 ۱۶۸۰  
 ۱۶۸۱  
 ۱۶۸۲  
 ۱۶۸۳  
 ۱۶۸۴  
 ۱۶۸۵  
 ۱۶۸۶  
 ۱۶۸۷  
 ۱۶۸۸  
 ۱۶۸۹  
 ۱۶۹۰  
 ۱۶۹۱  
 ۱۶۹۲  
 ۱۶۹۳  
 ۱۶۹۴  
 ۱۶۹۵  
 ۱۶۹۶  
 ۱۶۹۷  
 ۱۶۹۸  
 ۱۶۹۹  
 ۱۷۰۰  
 ۱۷۰۱  
 ۱۷۰۲  
 ۱۷۰۳  
 ۱۷۰۴  
 ۱۷۰۵  
 ۱۷۰۶  
 ۱۷۰۷  
 ۱۷۰۸  
 ۱۷۰۹  
 ۱۷۱۰  
 ۱۷۱۱  
 ۱۷۱۲  
 ۱۷۱۳  
 ۱۷۱۴  
 ۱۷۱۵  
 ۱۷۱۶  
 ۱۷۱۷  
 ۱۷۱۸  
 ۱۷۱۹  
 ۱۷۲۰  
 ۱۷۲۱  
 ۱۷۲۲  
 ۱۷۲۳  
 ۱۷۲۴  
 ۱۷۲۵  
 ۱۷۲۶  
 ۱۷۲۷  
 ۱۷۲۸  
 ۱۷۲۹  
 ۱۷۳۰  
 ۱۷۳۱  
 ۱۷۳۲  
 ۱۷۳۳  
 ۱۷۳۴  
 ۱۷۳۵  
 ۱۷۳۶  
 ۱۷۳۷  
 ۱۷۳۸  
 ۱۷۳۹  
 ۱۷۴۰  
 ۱۷۴۱  
 ۱۷۴۲  
 ۱۷۴۳  
 ۱۷۴۴  
 ۱۷۴۵  
 ۱۷۴۶  
 ۱۷۴۷  
 ۱۷۴۸  
 ۱۷۴۹  
 ۱۷۵۰  
 ۱۷۵۱  
 ۱۷۵۲  
 ۱۷۵۳  
 ۱۷۵۴  
 ۱۷۵۵  
 ۱۷۵۶  
 ۱۷۵۷  
 ۱۷۵۸  
 ۱۷۵۹  
 ۱۷۶۰  
 ۱۷۶۱  
 ۱۷۶۲  
 ۱۷۶۳  
 ۱۷۶۴  
 ۱۷۶۵  
 ۱۷۶۶  
 ۱۷۶۷  
 ۱۷۶۸  
 ۱۷۶۹  
 ۱۷۷۰  
 ۱۷۷۱  
 ۱۷۷۲  
 ۱۷۷۳  
 ۱۷۷۴  
 ۱۷۷۵  
 ۱۷۷۶  
 ۱۷۷۷  
 ۱۷۷۸  
 ۱۷۷۹  
 ۱۷۸۰  
 ۱۷۸۱  
 ۱۷۸۲  
 ۱۷۸۳  
 ۱۷۸۴  
 ۱۷۸۵  
 ۱۷۸۶  
 ۱۷۸۷  
 ۱۷۸۸  
 ۱۷۸۹  
 ۱۷۹۰  
 ۱۷۹۱  
 ۱۷۹۲  
 ۱۷۹۳  
 ۱۷۹۴  
 ۱۷۹۵  
 ۱۷۹۶  
 ۱۷۹۷  
 ۱۷۹۸  
 ۱۷۹۹  
 ۱۸۰۰  
 ۱۸۰۱  
 ۱۸۰۲  
 ۱۸۰۳  
 ۱۸۰۴  
 ۱۸۰۵  
 ۱۸۰۶  
 ۱۸۰۷  
 ۱۸۰۸  
 ۱۸۰۹  
 ۱۸۱۰  
 ۱۸۱۱  
 ۱۸۱۲  
 ۱۸۱۳  
 ۱۸۱۴  
 ۱۸۱۵  
 ۱۸۱۶  
 ۱۸۱۷  
 ۱۸۱۸  
 ۱۸۱۹  
 ۱۸۲۰  
 ۱۸۲۱  
 ۱۸۲۲  
 ۱۸۲۳  
 ۱۸۲۴  
 ۱۸۲۵  
 ۱۸۲۶  
 ۱۸۲۷  
 ۱۸۲۸  
 ۱۸۲۹  
 ۱۸۳۰  
 ۱۸۳۱  
 ۱۸۳۲  
 ۱۸۳۳  
 ۱۸۳۴  
 ۱۸۳۵  
 ۱۸۳۶  
 ۱۸۳۷  
 ۱۸۳۸  
 ۱۸۳۹  
 ۱۸۴۰  
 ۱۸۴۱  
 ۱۸۴۲  
 ۱۸۴۳  
 ۱۸۴۴  
 ۱۸۴۵  
 ۱۸۴۶  
 ۱۸۴۷  
 ۱۸۴۸  
 ۱۸۴۹  
 ۱۸۵۰  
 ۱۸۵۱  
 ۱۸۵۲  
 ۱۸۵۳  
 ۱۸۵۴  
 ۱۸۵۵  
 ۱۸۵۶  
 ۱۸۵۷  
 ۱۸۵۸  
 ۱۸۵۹  
 ۱۸۶۰  
 ۱۸۶۱  
 ۱۸۶۲  
 ۱۸۶۳  
 ۱۸۶۴  
 ۱۸۶۵  
 ۱۸۶۶  
 ۱۸۶۷  
 ۱۸۶۸  
 ۱۸۶۹  
 ۱۸۷۰  
 ۱۸۷۱  
 ۱۸۷۲  
 ۱۸۷۳  
 ۱۸۷۴  
 ۱۸۷۵  
 ۱۸۷۶  
 ۱۸۷۷  
 ۱۸۷۸  
 ۱۸۷۹  
 ۱۸۸۰  
 ۱۸۸۱  
 ۱۸۸۲  
 ۱۸۸۳  
 ۱۸۸۴  
 ۱۸۸۵  
 ۱۸۸۶  
 ۱۸۸۷  
 ۱۸۸۸  
 ۱۸۸۹  
 ۱۸۹۰  
 ۱۸۹۱  
 ۱۸۹۲  
 ۱۸۹۳  
 ۱۸۹۴  
 ۱۸۹۵  
 ۱۸۹۶  
 ۱۸۹۷  
 ۱۸۹۸  
 ۱۸۹۹  
 ۱۹۰۰  
 ۱۹۰۱  
 ۱۹۰۲  
 ۱۹۰۳  
 ۱۹۰۴  
 ۱۹۰۵  
 ۱۹۰۶  
 ۱۹۰۷  
 ۱۹۰۸  
 ۱۹۰۹  
 ۱۹۱۰  
 ۱۹۱۱  
 ۱۹۱۲  
 ۱۹۱۳  
 ۱۹۱۴  
 ۱۹۱۵  
 ۱۹۱۶  
 ۱۹۱۷  
 ۱۹۱۸  
 ۱۹۱۹  
 ۱۹۲۰  
 ۱۹۲۱  
 ۱۹۲۲  
 ۱۹۲۳  
 ۱۹۲۴  
 ۱۹۲۵  
 ۱۹۲۶  
 ۱۹۲۷  
 ۱۹۲۸  
 ۱۹۲۹  
 ۱۹۳۰  
 ۱۹۳۱  
 ۱۹۳۲  
 ۱۹۳۳  
 ۱۹۳۴  
 ۱۹۳۵  
 ۱۹۳۶  
 ۱۹۳۷  
 ۱۹۳۸  
 ۱۹۳۹  
 ۱۹۴۰  
 ۱۹۴۱  
 ۱۹۴۲  
 ۱۹۴۳  
 ۱۹۴۴  
 ۱۹۴۵  
 ۱۹۴۶  
 ۱۹۴۷  
 ۱۹۴۸  
 ۱۹۴۹  
 ۱۹۵۰  
 ۱۹۵۱  
 ۱۹۵۲  
 ۱۹۵۳  
 ۱۹۵۴  
 ۱۹۵۵  
 ۱۹۵۶  
 ۱۹۵۷  
 ۱۹۵۸  
 ۱۹۵۹  
 ۱۹۶۰  
 ۱۹۶۱  
 ۱۹۶۲  
 ۱۹۶۳  
 ۱۹۶۴  
 ۱۹۶۵  
 ۱۹۶۶  
 ۱۹۶۷  
 ۱۹۶۸  
 ۱۹۶۹  
 ۱۹۷۰  
 ۱۹۷۱  
 ۱۹۷۲  
 ۱۹۷۳  
 ۱۹۷۴  
 ۱۹۷۵  
 ۱۹۷۶  
 ۱۹۷۷  
 ۱۹۷۸  
 ۱۹۷۹  
 ۱۹۸۰  
 ۱۹۸۱  
 ۱۹۸۲  
 ۱۹۸۳  
 ۱۹۸۴  
 ۱۹۸۵  
 ۱۹۸۶  
 ۱۹۸۷  
 ۱۹۸۸  
 ۱۹۸۹  
 ۱۹۹۰  
 ۱۹۹۱  
 ۱۹۹۲  
 ۱۹۹۳  
 ۱۹۹۴  
 ۱۹۹۵  
 ۱۹۹۶  
 ۱۹۹۷  
 ۱۹۹۸  
 ۱۹۹۹  
 ۲۰۰۰  
 ۲۰۰۱  
 ۲۰۰۲  
 ۲۰۰۳  
 ۲۰۰۴  
 ۲۰۰۵  
 ۲۰۰۶  
 ۲۰۰۷  
 ۲۰۰۸  
 ۲۰۰۹  
 ۲۰۱۰  
 ۲۰۱۱  
 ۲۰۱۲  
 ۲۰۱۳  
 ۲۰۱۴  
 ۲۰۱۵  
 ۲۰۱۶  
 ۲۰۱۷  
 ۲۰۱۸  
 ۲۰۱۹  
 ۲۰۲۰  
 ۲۰۲۱  
 ۲۰۲۲  
 ۲۰۲۳  
 ۲۰۲۴  
 ۲۰۲۵  
 ۲۰۲۶  
 ۲۰۲۷  
 ۲۰۲۸  
 ۲۰۲۹  
 ۲۰۳۰  
 ۲۰۳۱  
 ۲۰۳۲  
 ۲۰۳۳  
 ۲۰۳۴  
 ۲۰۳۵  
 ۲۰۳۶  
 ۲۰۳۷  
 ۲۰۳۸  
 ۲۰۳۹  
 ۲۰۴۰  
 ۲۰۴۱  
 ۲۰۴۲  
 ۲۰۴۳  
 ۲۰۴۴  
 ۲۰۴۵  
 ۲۰۴۶  
 ۲۰۴۷  
 ۲۰۴۸  
 ۲۰۴۹  
 ۲۰۵۰  
 ۲۰۵۱  
 ۲۰۵۲  
 ۲۰۵۳  
 ۲۰۵۴  
 ۲۰۵۵  
 ۲۰۵۶  
 ۲۰۵۷  
 ۲۰۵۸  
 ۲۰۵۹  
 ۲۰۶۰  
 ۲۰۶۱  
 ۲۰۶۲  
 ۲۰۶۳  
 ۲۰۶۴  
 ۲۰۶۵  
 ۲۰۶۶  
 ۲۰۶۷  
 ۲۰۶۸  
 ۲۰۶۹  
 ۲۰۷۰  
 ۲۰۷۱  
 ۲۰۷۲  
 ۲۰۷۳  
 ۲۰۷۴  
 ۲۰۷۵  
 ۲۰۷۶  
 ۲۰۷۷  
 ۲۰۷۸  
 ۲۰۷۹  
 ۲۰۸۰  
 ۲۰۸۱  
 ۲۰۸۲  
 ۲۰۸۳  
 ۲۰۸۴  
 ۲۰۸۵  
 ۲۰۸۶  
 ۲۰۸۷  
 ۲۰۸۸  
 ۲۰۸۹  
 ۲۰۹۰  
 ۲۰۹۱  
 ۲۰۹۲  
 ۲۰۹۳  
 ۲۰۹۴  
 ۲۰۹۵  
 ۲۰۹۶  
 ۲۰۹۷  
 ۲۰۹۸  
 ۲۰۹۹  
 ۲۱۰۰  
 ۲۱۰۱  
 ۲۱۰۲  
 ۲۱۰۳  
 ۲۱۰۴  
 ۲۱۰۵  
 ۲۱۰۶  
 ۲۱۰۷  
 ۲۱۰۸  
 ۲۱۰۹  
 ۲۱۱۰  
 ۲۱۱۱  
 ۲۱۱۲  
 ۲۱۱۳  
 ۲۱۱۴  
 ۲۱۱۵  
 ۲۱۱۶  
 ۲۱۱۷  
 ۲۱۱۸  
 ۲۱۱۹  
 ۲۱۲۰  
 ۲۱۲۱  
 ۲۱۲۲  
 ۲۱۲۳  
 ۲۱۲۴  
 ۲۱۲۵  
 ۲۱۲۶  
 ۲۱۲۷  
 ۲۱۲۸  
 ۲۱۲۹  
 ۲۱۳۰  
 ۲۱۳۱  
 ۲۱۳۲  
 ۲۱۳۳  
 ۲۱۳۴  
 ۲۱۳۵  
 ۲۱۳۶  
 ۲۱۳۷  
 ۲۱۳۸  
 ۲۱۳۹  
 ۲۱۴۰  
 ۲۱۴۱  
 ۲۱۴۲  
 ۲۱۴۳  
 ۲۱۴۴  
 ۲۱۴۵  
 ۲۱۴۶  
 ۲۱۴۷  
 ۲۱۴۸  
 ۲۱۴۹  
 ۲۱۵۰  
 ۲۱۵۱  
 ۲۱۵۲  
 ۲۱۵۳  
 ۲۱۵۴  
 ۲۱۵۵  
 ۲۱۵۶  
 ۲۱۵۷  
 ۲۱۵۸  
 ۲۱۵۹  
 ۲۱۶۰  
 ۲۱۶۱  
 ۲۱۶۲  
 ۲۱۶۳  
 ۲۱۶۴  
 ۲۱۶۵  
 ۲۱۶۶  
 ۲۱۶۷  
 ۲۱۶۸  
 ۲۱۶۹  
 ۲۱۷۰  
 ۲۱۷۱  
 ۲۱۷۲  
 ۲۱۷۳  
 ۲۱۷۴  
 ۲۱۷۵  
 ۲۱۷۶  
 ۲۱۷۷  
 ۲۱۷۸  
 ۲۱۷۹  
 ۲۱۸۰  
 ۲۱۸۱  
 ۲۱۸۲  
 ۲۱۸۳  
 ۲۱۸۴  
 ۲۱۸۵  
 ۲۱۸۶  
 ۲۱۸۷  
 ۲۱۸۸  
 ۲۱۸۹  
 ۲۱۹۰  
 ۲۱۹۱  
 ۲۱۹۲  
 ۲۱۹۳  
 ۲۱۹۴  
 ۲۱۹۵  
 ۲۱۹۶  
 ۲۱۹۷  
 ۲۱۹۸  
 ۲۱۹۹  
 ۲۲۰۰  
 ۲۲۰۱  
 ۲۲۰۲  
 ۲۲۰۳  
 ۲۲۰۴  
 ۲۲۰۵  
 ۲۲۰

وَأَتَمُّوْا لَا تُفْسِدُوْهُمُ كَمَا فُسِّدُوْا فَمَنْ أَضَلَّ  
وَجَاءَ الْعُدُوْ وَجَاءَتِ الطَّاغُوتُ  
الْآخَرُی قُضِلَ بِهْمُ الرُّكْعَةُ الَّتِیْ  
بَقِیَتْ مِنْ صَلَاتِهِمْ ثُمَّ ثَبِتَ جَالِسًا  
وَأَقْبَمُوا لَا تُفْسِدُوْهُمُ ثُمَّ سَلَّمَ بِهْمُ  
مُتَّفِقٌ عَلَیْهِمْ وَآخَرِهِمُ الْبُخَارِیُّ  
بَطْرِیْقِیْ أَخْرَجَ مِنَ التَّفَکُّمِ عَنْ صَالِحِ  
ابْنِ خُوَاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَحْمَدَ  
خَشَنَةً عَنْ ابْنِ أَبِي مَسْلَمَةَ أَنَّ اللَّهَ عَلِمَهُ  
وَسَلَّمَ -

اپنی نماز پوری کر لی۔ اعدائے کفر کے مقابل صف بستہ  
ہو گئے۔ پھر دوسرا گرہ آیا۔ آپ نے انہیں دو رکعت  
پڑھائی۔ جو آپ کی نماز سے باقی تھی۔ پھر یوں ہی  
بیٹھے رہے اور ان مجاہدوں نے اپنی نماز پوری  
کر لی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے  
ساتھ سلام پھیرا۔ (مسلم بخاری)

اور بخاری نے دوسری اسناد سے قائم سے  
انہوں نے صالح بن خوات سے انہوں نے شہل بن حمرہ  
سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سے روایت کی۔

۱۷۔ ردمان را کی پیش واد ساکن۔ آپ تابعی ہیں کثیر الحدیث اور ثقہ ہیں۔

۱۸۔ صالح بن خوات۔ حاکم زہری واد شد و آخر میں تا۔ آپ بھی تابعی ثقہ اور عزیز الحدیث ہیں۔ یعنی احادیث

کم روایت کرتے ہیں۔ حضرت خوات جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کا غزوہ جس میں شریک ہوئے، غزوہ احد ہے  
۱۹۔ ذات الرقاع را کی زیر سے۔ اہل غزوہ کا نام ہے جو شہید ہوئے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی کھاد سے ٹٹ بھیڑ ہو گئی۔ اور آپ نے اس میں نماز خوف ادا کی مگر کھاد سے جنگ کی نوبت نہ آئی اور آپ واپس  
تشریف لے گئے۔ اسے ذات الرقاع اس لیے کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام پابند بیہوش تھے۔ ان کے پاؤں سوج کر زخمی  
ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے پاؤں کیڑے کے ٹکڑوں سے باندھے۔ مشہور وجہ یہ ہے۔ یعنی کہتے ہیں  
کہ اس جگہ ایک پہاڑ تھا جس کے کھڑے سرخ کچھ سفید اور کچھ سیاہ رنگ کے تھے۔ اور کچھ زرد رنگ کے۔ وہ پہاڑ  
ایسا رنگ رنگ تھا کہ اگر اس پر مختلف رنگ کے کھڑے کی دیے گئے ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
نماز خوف کا بیان فرماتے ہیں۔

۲۰۔ حدیث پاک میں یہاں لفظ وجاہ آیا ہے واد کی پیش اور زیر سے ایک روایت میں تہماہ العود کا لفظ  
آیا ہے۔

۲۱۔ شہل بن سین کی زیر ہا ساکن۔ اہل حاکم زہری ہا ساکن۔ آپ کس صحابی ہیں۔ ہجرت کے تیسرے سال پیدا ہوئے۔  
زیر بن ردمان کی روایت میں جو عن بن مسعود رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ آیا ہے۔ اس سے یہی مراد ہیں۔ یعنی نے  
کہ اس سے انہوں نے اپنا باب خوات مراد لیا ہے اور وہ صحابی ہے۔



۱۵۔ یہ نماز خوف کے طریقوں میں سے دوسرا طریقہ ہے۔ اس طریقہ میں ہر گروہ نے ایک ایک رکعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی اور دوسری رکعت اکیلے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے وقت وہ نہ پڑھی بلکہ آپ کی نماز پوری کر لینے کے بعد اسی طریقہ کو امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِهَذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظِلُّهَا تَرَكْنَاهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَسَيِّئُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَاخَذَ بِسَيْفِ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَخَرَهُ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَافُكَ قَالَ لَا قَالَ فَنَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ اللَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْكَ قَالَ فَتَعَدَّاهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهُ قَالَ فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرُوا وَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْآخَرَى رَكْعَتَيْنِ قَالَ فَيَا كُنْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ بَعْثَتَانِ -

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔  
یہاں تک کہ جب ہم ذات الرقاہ میں پہنچے فرماتے  
ہیں کہ ہم جب کبھی کسی سایہ دار درخت پر پہنچتے تھے  
تو وہ درخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
لیے چھوڑ دیتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ کفار کا ایک  
شخص آیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
تلوار درخت کے ساتھ لگی ہوئی تھی اس نے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لے کر سوخت لی مگر  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچلے گا کیا آپ مجھ سے  
فرماتے ہیں۔ فرمایا نہیں وہ بولا مجھ سے آپ  
کو کون بچائے گا۔ فرمایا مجھے ملے گا۔ نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے چھوٹے ہاتھ چمکایا۔ تو اس نے تلوار  
میان میں کر کے رکھ رکھائی۔ فرماتے ہیں خبر فداء  
کی اذان ہوئی تو آپ نے ایک مردہ کو زندہ  
رکعتیں پڑھائیں پھر وہ لیٹے ہوئے ہر گیارہ رکعتوں  
گروہ کو دو رکعتیں پڑھادیں۔ تو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا چارہ رکعتیں  
پڑھیں۔ اور قوم کی دو دو  
رکعتیں پڑھیں۔

(نماز کا وسلم)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۔ یعنی خیر یا یہ درخت۔  
۲۔ تاکہ آپ اس کے نیچے آرام فرمائیں۔ اور دھوپ سے بچیں۔  
۳۔ یعنی اس درخت کے ساتھ۔

۴۔ علماء کا ان بار سے میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعتیں کیوں پڑھیں۔ دو کیوں نہ پڑھیں۔ اس کے جواب میں بعض نے کہا قصر رکعت ہے جیسا کہ بعض آئمہ کا مذہب ہے۔ اس سے آپ نے چار رکعت پڑھیں۔ مگر یہاں اس کے خلاف ہے جو بعض تحقیقین نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہی کبھی بھی چار رکعت نہیں پڑھیں۔ واللہ اعلم۔ بعض نے کہا یہ نماز خوف کے خصائص میں سے ہے۔ تاکہ ہر گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں پوری نماز پڑھے۔ اور شاید صرف اس موقع پر صحابہ میں نزاع واقع ہوئی ہو۔ کسی اور موقع میں نزاع واقع نہ ہوئی ہو۔ بعض نے کہا یہ تکرار نماز ہے۔ جیسا کہ شافعی حضرات تکرار نماز کے قائل ہیں۔ اہل ان کے نزدیک فرض نماز کی اقتدا نقل دالے کے پیچھے جائز ہے۔ بعض نے کہا یہ نماز اس حالت میں پڑھنی نہ تھی۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں پڑھی تھی۔ اور قوم کا وہ رکعت پر کفایت کرنا خوف کے تحت مزدت کے خصائص میں سے ہے۔ اور ابو داؤد و نسائی کی ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات ہر گروہ کے ساتھ ایک ایک رکعت پڑھتے۔ اور قوم صرف اسی ایک رکعت پر کفایت کرتی دوسری نہ پڑھتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خوف کی حالت وہ خصوصیات رکھتی ہے جو غیر حالت خوف میں نہیں پائی جاتیں۔ واللہ اعلم۔

حضرت جابر سے ہی روایت ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف پڑھائی ہم نے حضور کے پیچھے دو صفیں بنائیں جب کہ دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کی اور ہم سب نے تکبیر کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور ہم سب نے رکوع کیا۔ پھر حضور نے رکوع سے سر ہارک اٹھایا اور ہم سب نے اٹھایا۔ پھر آپ اور وہ صف جواب سے متصل تھی۔ کچھ میں نے

وَعَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةَ الْخَوْفِ فَصَفَّفْنَا خَلْفَهُ صَفَّيْنِ وَالْعَدُوَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَبَّرْنَا تَبِيعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعًا تَبِيعًا ثُمَّ رَكَعَ تَابِعًا مِنْ الرُّكُوعِ وَتَبِعْنَا تَبِيعًا ثُمَّ انْتَحَذَرْنَا بِالشُّجُودِ وَ

الْقَبْتُ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الْقَبْتُ  
 الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 السُّجُودَ وَقَامَ الْقَبْتُ الَّذِي  
 يَلِيهِ رَأَى حَدَّثًا الْقَبْتُ الْمُؤَخَّرُ  
 بِالسُّجُودِ ثُمَّ قَامُوا كَمَا قَعَدَ  
 الْقَبْتُ الْمُؤَخَّرُ وَتَأَخَّرَ الْمُقَدَّمُ كَمَا  
 رَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَرَأَيْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعْنَا رَأْسَهُ  
 مِنَ الرُّكُوعِ وَرَأَيْنَا جَمِيعًا ثُمَّ  
 أُنْهَضَ بِالسُّجُودِ وَالْقَبْتُ الَّذِي  
 يَلِيهِ الَّذِي كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرُّكُوعِ  
 الْأَوَّلِ وَقَامَ الْقَبْتُ الْمُؤَخَّرُ  
 فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّجُودَ  
 وَالْقَبْتُ الَّذِي يَلِيهِ أُنْهَضَ  
 الْقَبْتُ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ فَهَمَّ  
 ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 سَلَّمَ وَرَأَيْنَا جَمِيعًا  
 دَرَوَاهُ مُسَلِّمًا

۱۔ ال تیر کا فائدہ آگے معلوم ہو گا۔

اور پچھلی صف وچن کے مقابلہ میں کھڑی رہی۔  
 جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ پورا کر لیا  
 اور آپ سے متصل صف میں کھڑی ہو گئی۔ تو پچھلی  
 صف سجدہ میں گر گئی۔ پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے  
 پھر پچھلی صف آگے ہو گئی اور اگلی صف پیچھے  
 ہو گئی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم  
 سب سجدہ کو رخ کیا۔ پھر حضور نے ادرہم  
 نے رکوع سے سر اٹھایا پھر حضور اور وہ صف  
 جو آپ سے متصل تھی اور جو رکعت اولیٰ  
 میں پچھلی صف تھی، سجدہ میں گئے۔ اور پچھلی  
 صف وچن کے مقابل کھڑی رہی پھر جب  
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ سے  
 متصل صف سجدہ پورا کیا تو پچھلی صف  
 سجدہ میں گر گئی۔ پھر وہ سب سجدہ پورا کیا  
 پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم  
 سب نے اٹھا سلام پھیرا۔

۲۔ یہاں تک کہ اس مقام میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں برائے تھے۔  
 ۳۔ یہ نماز و نفل کا ایک دوسرا طریقہ ہے جو زمانہ اور مصیبت کے اختلاف پر مبنی ہے۔ یعنی دشمن کی  
 حراست و نگہداشت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے ایسا کیا اور جب کہ یہاں دشمن بائیں جانب تھا تو سب  
 عنایت جانب قبلہ کر رخ کر کے کھڑے ہوئے اور سب نے رکوع اٹھنے کیا اگر سجدہ کے وقت ایک گروہ سجدہ

میں گیا اور دوسرا کھڑا ہوا جیسا کہ بیان ہوا اور جب کہ دشمن جانب قبلہ کے علاوہ کسی دوسری جانب نہ تھا اس بنا پر ایک گروہ کو ان کی طرف نیچنے کی ضرورت نہ تھی۔

## الفصل الثانی

### دوسری فصل

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيُ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الظُّلُمِ فِي الْخُوفِ يَبْطِئُ نَحْلُ قَصَلِي بِطَائِفَةٍ ثُمَّ كَتَبَيْنَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ طَائِفَةٌ أُخْرَى فَعَلِي بِهِمْ ثُمَّ كَتَبَيْنَ ثُمَّ سَلَّمَ -  
(تَفَاوُتُ فِي شَرْحِ الْمُنَوِّعِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بطن نخل میں ظہر کی نماز خوف پڑھا رہے تھے آپ نے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں۔ اور سلام پھیر دیا پھر دوسرا گروہ آیا اس کے ساتھ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور سلام پھیرا

(شرح ستہ)

اس بطن نخل مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ ہے۔

اس صورت میں آپ نے دونوں گروہوں کے ساتھ جدا جدا سلام پھیرا۔ یہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعتیں ہوئیں۔ اور قوم کی دو دو رکعتیں جیسا کہ حضرت جابر کی گزشتہ حدیث میں گزرا مگر وہاں یہ وضاحت نہ تھی کہ ایک سلام پھیرا دو۔ جیسا کہ مؤلف نے یہاں نقل کیا ہے اور شرح مقر السعادة میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تشدد میں اتنی دیر توقف فرمایا کہ دوسرے گروہ کے ساتھ مل کر سب نے اکٹھے سلام پھیرا۔

## الفصل الثالث

### تیسری فصل

عَنْ أَبِي حُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَزَلَ بَيْنَ صُنَجَانٍ وَغُصْفَانٍ فَقَالَ الشِّرْكُوتُ لِقَوْلِهِ صَلَاةٌ رَفِيَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُنَّ أَبَاتُهُمْ وَ أَبْنَاؤُهُمْ وَ رَفِيَّ الْعَصَا فَاَجْمَعُوا أَمْرَكُمْ فَتَمَيَّلُوا عَلَيْهِمْ مِيلَةً وَاحِدَةً فَإِنَّ جِبْرِيلَ آتٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صُنَجَانٍ وَغُصْفَانٍ کے درمیان اترے۔ تو مشرکین کہے کہ ان کی ایک فلا ہے جو انہیں اپنے باپ بیٹوں سے زیادہ پیاری ہے۔ یعنی عصا تراپنی طاقت جمع کر لو۔ اور ان پر ایک دم ٹوٹ پڑو۔ اور حضرت جبریل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے

الَّتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَأَمَرَ أَنْ يُقَسِّمَ أَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ  
فِيصَلِّيَ بِهِمْ وَتَقُومُ طَائِفَةٌ أُخْرَى  
وَمَرَأَهُمْ وَلِيَاخُذُوا حِذْرَهُمْ  
وَأَسْلَحَتَهُمْ فَتَكُونُ لَهُمْ دَكَّةً  
وَلِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَكْعَتَانِ -

اور عرض کیا کہ اپنے صحابہ کو دو گروہوں میں بانٹ  
دیں اور انہیں ایک طرح نماز پڑھائیں کہ دھڑلہ  
گروہ ان کے پیچھے رہے جو اپنا بچاؤ اور اپنے  
ہتھیار لیے رہیں۔ ان سب کی ایک ایک  
رکعت ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی دو رکعتیں رہیں۔

(ترمذی - ذیل)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالتَّيَمِيُّ

۱۔ فضیلان ضاد کی زیر جمیہ ساکن آخر میں دونوں رکعتیں کے قریب ایک جگہ یا پار کا نام ہے۔  
۲۔ سُفَّان - عین پر پیش سین ساکن - رکعت شریف سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک مشہور جگہ کا نام ہے۔  
۳۔ اور ایک روایت میں من ابناہم دامواہم آیا ہے - یعنی مال و اولاد سب سے زیادہ پیاری وہ  
نماز ہے۔

۴۔ حدیث میں لفظ نَأْتِجُوہ ہے ہمزہ کی زیر جمیہ ساکن جمع کا زید ہے۔  
۵۔ اصل میں لفظ امر ہے امر بمعنی راستے مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہو جائو اور پھر اٹھ کر اس حال پر کھڑے  
ٹوٹ پڑو اور ان کو ہلاک کرو۔ مشرکوں نے آپس میں روایت کی کہ  
۶۔ اور آپ کو مشرکین کا شر و فتنہ دفع کرنے کی تہذیب کھائی کہ اپنے صحابہ کو دو گروہوں میں تقسیم کریں۔  
۷۔ یعنی ان کے آگے یا پیچھے اور لفظ دون چھپے اور آگے دونوں معنوں کے لیے آئے ہیں۔  
۸۔ حذر حاکم کی زیر ذال ساکن - پرہیز کرنا۔ سلاح سین کی زیر - یعنی زلزال جنگ سے خوف۔  
۹۔ قوم کی نماز کے ایک رکعت ہونے کا مطلب ہے۔ امام کے ساتھ ایک رکعتیں دوسری رکعتیں وہ  
ایکے دوسرے کے بعض عطا ہر پر عمل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ نماز غرض کے خاصہ خاص ہے۔  
کہ گزارا۔ واللہ اعلم۔

## بَابُ صَلَوةِ الْعِيدَيْنِ

### نماز عیدین کا باب

علامہ فرماتے ہیں کہ عید کو کسی لیے عید کہتے ہیں کہ یہ ہر سال اپنے اوقات میں ہوتی اور کراتی ہے۔ اور یہ

معنی چونکہ اور بہت سے مومنوں میں بھی پایا جاتا ہے جو لوٹ لوٹ کر اور کرواتے ہیں اس لیے بعض نے ایک اور قید کا اضافہ کیا یعنی جو فرحت و سرور کے ساتھ لوٹے اور عود کرے۔ عید فطریں تو فرحت و سرور میں پرہے کہ اللہ تعالیٰ نے پورے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کا شکر بجالانا چاہیے اور عید انجلی حج کی نعمت تمام مومنوں کے شکر کرنے کے طور پر مقرر کی گئی ہے۔ حج میں بندہ عرفات پہنچتا ہے جو تمام ارکان میں عمدہ رکن ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ الحج عرفۃ یعنی حج تو صرف عرفہ کا نام ہے اور جمعہ ہر سبت کی عید ہے اور ہفتہ کی نمازوں کی نعمت کا شکر اہل بیت پر طاعت پر شکر نعمت کے لیے اس کی جنس سے عید مقرر کر دی۔ تاکہ مزید نعمت کا موجب بنے جیسا کہ فرمایا اللہ شکر کم لازیدکم الا یہ تم لوگ اگر نعمتوں کا شکر بجالاؤ گے تو میں ضرور تمہیں مزید نعمتیں عطا کروں گا۔ لیکن نہ کوہ کا چونکہ کوئی وقت معین نہیں نہ اس کے لیے کوئی اجتماع منعقد ہوتا ہے اس لیے اس کی تمام ادائیگی کے موقعہ پر اس کے مناسب کوئی شکر نہ تھا۔ جیسا کہ علامہ نے کہا ہے۔ بعض نے کہا اسے عید اس کی دوبارہ آمد کی نیک غالی کے لیے کہتے ہیں جس طرح قافلہ کو روانگی کے وقت ہی قافلہ کہہ دیتے ہیں۔ اور یہ لفظ قافلہ تفویض سے نکلا ہے بمعنی واپس آنا۔ یعنی قافلہ کہہ کر آئے۔

پھر عیدین کی نماز امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے ایک قول کے مطابق فرض ہے۔ جس طرح جمعہ فرض ہے۔ اور ایک قول کے مطابق واجب ہے اور اسے منسوخ کر دیا جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل کاتبیت سنت (حدیث) سے ہے کتاب اللہ سے نہیں۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے صاحبین کے نزدیک عید سنت ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک نفل اور شافع نے اسے منسوخ کر دیا ہے۔ امام شافعی کے ایک قول کے مطابق سنت ہے۔ امام مالک نے کہا کہ عید سنت واجبہ ہے۔ لیکن ہے کہ وجوب سنت کی تاکید کے لیے ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وجوب سے مراد وہی ہو جو امام ابو حنیفہ عیدہ الرحمۃ نے کہا ہے۔ اور امام احمد کے نزدیک فرض ہے۔ جیسا کہ امام ابو حنیفہ کا وجوب ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک صحیح ہے کہ عید فرض کفایہ ہے۔ جیسے غار جنازہ اور جہاد امام ابو حنیفہ کے ایک روایت ہے کہ عید فرض کفایہ ہے۔ واللہ اعلم۔

## الفصل الاول

### فصل اول

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فطر اور انجلی کے دن عید گاہ کی طرف نکل کر آتے تھے تو سب سے پہلی چیز جس سے آپ التذکرہ تھے

مَنْ آتَى بِسَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ  
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى  
إِلَى الْمَعْشَى قَائِلًا كُنْهُ يَبْدَأُ بِهِ

الصَّلَاةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُومُ مُقَابِلَ  
لِلنَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ  
فَيُعْطِيهِمْ وَيُؤَمِّنُهُمْ وَيَأْمُرُهُمْ  
وَلَا كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا  
قَطْعَهُ أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَهُ ثُمَّ  
يَنْصَرِفُ -

نماز تھی پھر آپ لوٹتے اور لوگوں کے روبرو  
ہو کر کھڑے ہوتے تھے اور لوگ اپنی صفوں میں  
بیٹھے ہوتے تھے تو آپ انہیں نصیحت فرماتے، وصیت  
کرتے اور انہیں حکم دیتے، اور اگر آپ نے کوئی حکم  
دوران کرنا ہوتا تو اسے روانہ کرتے، یا کسی چیز  
کا حکم دینا ہوتا تو اس کا حکم دیتے۔ پھر واپس  
لوٹ آتے تھے (بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۷۔ معنی یعنی عید گاہ اور یہ مدینہ پاک میں شہر سے باہر ایک مشہور جگہ ہے جہاں نماز عید پڑھتے ہیں۔ اب اس  
کے ارد گرد چار دیواری بنادی گئی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ حجرہ شریف سے اس جگہ تک ایک ہزار قدم کا فاصلہ ۱۰ اور  
مسافت ہے۔ اور آج کل لوگ نماز عید مسجد شریف میں ہی پڑھتے ہیں۔ (اشترہ اللغات کی تالیف کے زمانہ میں)  
۱۸۔ یعنی نماز عید خطبہ عید سے پہلے ادا فرماتے۔

۱۹۔ بغیر اس کے کہ منبر پر تشریف فرما ہوتے کہ آپ کے زمانہ اقدس میں عید گاہ میں منبر نہ تھا۔  
۲۰۔ یہ تمیز سامانی ایک دوسرے کے نزدیک یا میں اختلاف تینوں کا ذکر تاکید و تکریر کے واسطے کیا گیا ہے  
علامہ طبری نے کہا: تعلیم کا معنی ہے آپ انہیں وعظ فرماتے اور دلائل دین و دہم کا معنی ہے نیر کے حق میں ہو گئی  
کو خیر خواہی اور ہمدردی کی تلقین کرنے اور یا مریم کا معنی ہے کہ انہیں حلال کا حکم دینے اور حرام کے جمع  
کرتے۔

۲۱۔ یہ تخصیص کے بعد تعلیم ہے جو شکر یعنی وغیرہ پر کام کو شامل ہے۔

۲۲۔ یعنی وعظ و نصیحت وغیرہ سے فارغ ہو کر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔

۱۲۳۔ وَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ  
صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُعُودَ غَيْرَ مَرَّةٍ  
وَلَا مَرَّتَيْنِ يَغْيُرُ آذَانُ وَلَا  
إِقَامَةٌ -

حضرت جابر بن سمورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ساتھ ایک بار نہیں دو بار بھی جگہ زیادہ  
رتبہ نماز عید پڑھی ہے۔ وہ بغیر آذان و اقامت  
کے ہوتی تھی۔

رَدَّاءُ مُسْلِمٌ

۱۷۔ یعنی نماز عید کے لیے آذان و اقامت نہ ہوتی تھی۔ جس طرح ہجرت نماز کے لیے ہوتی ہے اور ایک



روایت میں یہ الفاظ زیادہ آتے ہیں کہ الصلوۃ جامعہ بھی نہیں کہا جاتا تھا۔

۱۳۴۷ وَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

۱۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی تفصیل سنت کی تاکید کے لیے ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِقْتَدُوا بِالَّذِينَ بَعْدِي ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرُ۔ میرے بعد دو شخصوں کی اقتداء اور اتباع کرنا ابو بکر اور عمر کی۔ رضی اللہ عنہما۔ کہا گیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ تبدیلی کی تھی۔ وہ یہ کہ آپ عید کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھتے۔ آپ نے یہ تبدیلی لوگوں کی کثرت کی بنا پر کیا تاکہ سب لوگ نماز میں شامل ہو سکیں۔ اور اس تک پہنچ سکیں اس بارے میں مزید گفتگو آگے آرہی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عید میں حاضر ہوئے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ تو نماز پڑھی پھر خطبہ دیا اور ابن عباس نے اذان و اقامت کا ذکر نہ کیا۔ پھر آپ لوگوں کے پاس آئے اور انہیں دعا و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کا حکم دیا تو میں نے انہیں دیکھ کر وہ اپنے کانوں اور لوگوں کی طرف ہاتھ دھنک کر رہی تھیں۔ اور حضرت بلال کی طرف ڈال رہی تھیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بلال شتابی شتابی واپس مکر تشریف لے گئے۔

(بخاری و مسلم)

وَبُشِّرَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُ عَدَّتْ بِمَعْرِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَ قَالَ كَعَمْرٍاهُ عَمْرٍاهُ سَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَفَّلَ خُطْبَ وَكَفَّلَ يَذْكُرُ إِذَا مَا وَلَا أَمَامَهُ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ قَدِ عَفَفَتْ وَفَكَرَتْ بِرَأْسِهِمْ بِالْقَبْلِ قَدْ كَانَتْ يَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ كَانَتْ وَبِهِ تَمَعٌ يَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۲۔ اور انہیں احکام دین، عبادت آخرت اور ثواب و عقاب سے آگاہ کیا۔



۲ تاکہ ان کے کانوں اور گلوں میں جو زیور ہے اسی سے حضرت بلال کو دین۔ اور حدیث میں قطریہ میں یا کی پیش اور زیور دونوں طرح مروی ہے۔

۳ حدیث میں لفظ ارتفع آیا ہے۔ لغت کی کتاب مزاج میں ہر دفع معنی بل کا پہننے میں شامی اور مبالغہ کرنا۔

۱۳۴۷ وَ عَنْ ابْنِ جُبَايَسٍ أَنَّ الْمَشِيحَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْفُطُورِ رُكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا۔  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید فطر کے دن دو رکعتیں پڑھیں۔ ان کے پہلے اور بعد کوئی نماز نہ پڑھی۔

(متفق علیہ) (بخاری و مسلم)

۱۴ یہ حدیث اس پر طالت کرتی ہے کہ نماز عید کے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں۔ ترمذی نے کہا اس بات میں حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہم سے بھی ایک حدیث آئی ہے اور حضرت ابن عباس کی حدیث حسن صحیح ہے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ میں سے بعض اہل علم کا خیال ایک یہ ہے اور بعض اہل علم نے نماز عید کے بعد نماز پڑھنے کو جائز کہا ہے بعد ازاں جسے چاہے پڑھے اور نہ پڑھے اور یہ صحیح ہے۔ ترمذی کا کلام ختم ہوا نہ سہی نے کہا میں نے اپنے علم میں سے کسی سے نہیں سنا کہ کوئی نماز اس وقت کے صلیب میں سے کسی کے بارے میں یہ ذکر کیا ہو کہ اس نے نماز عید کے پہلے یا بعد کوئی نماز پڑھی یا نہ پڑھی کہ نماز عید پڑھنے سے پہلے عید گاہ میں کوئی نفل نہ پڑھے۔ کیونکہ فائز نے اسنادی لگاؤ نہ رکھنے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھی تو بعض نے کہا صرف عید گاہ میں پڑھنا جائز ہے بعض نے کہا عید گاہ اور غیر عید گاہ ہر جگہ میں کر دے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھی۔ ہاں یہ کہ عید گاہ اور غیر عید گاہ کی مجلس شریف میں اگر اس نے عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے نماز افراق اور نماز چلٹ پڑھ لی تو عید گاہ میں نماز عید پڑھ کر کہ کوئی کہتے ہیں کہ نماز عید کے بعد پڑھ دے۔ اس سے پہلے نہ پڑھے۔ ترمذی کہتے ہیں کہ یہ صحیح ہے اور دینی علماء فرماتے ہیں کہ نہ پہلے پڑھے نہ بعد قل اول کے قائل ہیں وناٹی، شری اور غصہ اور قل ثانی کے قائل ہیں حسن یعنی او ایک جماعت اور قریب سے قل کے قائل ہیں۔ زہری، ابن جریر کا احادیث عثمانی، امام حنفی کی ایک جماعت نے کہا کہ نماز عید سے پہلے یا بعد نفل پڑھنے کی کوئی کراہت نہیں۔ اس کے بعد اختلاف ہے کہ اگر نماز عید جائے تو اس کی قضا جائز ہے یا نہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ اگر امام کے ساتھ فوت ہو چکی ہو تو قضا نہ کرے۔ کیونکہ نماز اس صفت پر اسے عبادت قرار نہیں دیا گیا مگر شرائط مخصوصہ کے ساتھ اور وہ شرائط مفروضہ میں پوری نہیں ہوتیں۔ کہانی الہدایہ



فِي أَيَّامٍ مِّنْهُ تَدْرِكُمَا يَوْمًا يُفَصِّلُ بَيْنَ  
وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَىٰ يَوْمَ تَأْتِي سَأَلَ وَتَقُولُ  
الْأَنْصَارُ يَوْمَ نَرَاكَ أَتَىٰكَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَكَبِّرًا مَّا يُكْرِيهِ  
فَأَنْتَعَزُ هُمَا أَبُو بَكْرٍ فَشَكَفَ إِلَيْهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجَعِهِ  
فَقَالَ وَغَمًّا يَا أَبَا بَكْرٍ كَمَا هَآئِمَا أَيَّامٍ  
عَبِيدُ كَفَىٰ عَوَايِيحُ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ  
يَكُنْ قَوْمٌ عِبِيدًا وَهَٰذَا رَحِيمًا كَا  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

پس تشریف لائے۔ اس وقت حضرت عائشہ کے  
پاس دوڑ گیاں گدھی اردو بجاری تھیں یہ ایام  
تھی کا مقرر ہے۔ وہ دونوں لڑکیاں گدھی تھیں  
اردو بجاری تھیں۔ ایک روایت میں اس طرح  
آیا ہے کہ وہ دونوں انصار کے وہ اشعار گدھی تھیں  
جو یوم بعات سے تعلق رکھتے تھے اس وقت  
حضرت علیؓ علیہ السلام پڑا اور سے جوئے تھے  
حضرت ابو بکرؓ نے انہیں جبراً ترخوڑ دی علیہ السلام  
نے اپنے چہرہ اور سے پڑا یا اندر لیا اسے ابو بکر  
انہیں چھوڑ دے کہ یہ میرے دوست ہیں۔ اور علیؓ کی  
ایک روایت میں اس طرح آیا ہے اسے ابو بکر  
جو قوم کے یہ میرے دوست ہیں اسے چھوڑ دے  
تھے۔

۱۔ جو کہ عید اضحیٰ اور تشریق کے دن ہیں۔

۲۔ یعنی وہ لڑکیاں گدھی تھیں اور ساتھ ساتھ دونوں بجاری تھیں یہ لڑکیاں انصار تھیں انہیں  
چھوڑی عمر کی عجمہ اور تفریق کا قصہ گرا، بلقان کا ایک ہے بعض نے کہا تفریق کا قصہ ہے تفریق میں تفریق  
تھیں یہ فقہ رقص سے منسوب ہے اور عربی میں معنی ہے غریب اور غریب تفریق پر ہواں تھا۔ فقہ رقص کا قصہ  
اور زبرد دونوں طرح آیا ہے۔ دف بکاتے میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ مطلقاً یہاں ہے۔ یہی ہے فقہ رقص کا قصہ  
سے تفریق ہے کہ شادیوں اور ولیموں وغیرہ موقع پر جاتا ہے جس سے تفریق کا قصہ ہے ان دنوں میں کہ تفریق  
ہو اور اس میں جو اس سے خلی ہو اور اس میں بھی اختلاف ہے۔

۳۔ یعنی ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ یہ دو لڑکیاں وہ اشعار گدھی تھیں جن کے ساتھ انصار کے بکات  
کے دن ایک دوسرے پر تفریق کا قصہ کیا تھا اور اپنی بہاری اور لڑکیاں بیان کیا تھا جن طرح کہ بہار و لوگوں  
کی عادت ہے۔ لکھت باکی پیش آمد میں محلہ نصف۔ مدینہ منورہ کے قریب ان کے دورات کے قصہ پر  
ایک جگہ یا قلعہ کا نام ہے جہاں ابی بن خریج کہ انصار کے دو قبیلوں کا نام ہے ان دونوں میں جگہ ہوئی  
تھی۔ اور ایک سو بیس برس جاری رہی امدان کے درمیان اتنا طویل عرصہ دشمنی اور عداوت کا قلعہ برپا رہا۔

اسلام آنے سے ان کی یہ دشمنی ختم ہو کر آپس میں دوستی کے ساتھ تبدیل ہو گئی۔ آیۃ کریمہ یَا آئِبَہَا الذِّیْنِ آمَنُوا اذْكُرُوا النِّعَمَ الَّتِیْ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاؤَہٗ فَكَانَ بَیْنَہُمْ وَبَیْنَكُمْ بَیِّنٌ مِّمَّا كُنْتُمْ اَعْدَاؤَہٗ۔ اسے ایمان والہ اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے تو انہوں نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم میں الفت ڈال دی ہمدانی جانب اشارہ کرتی ہے۔ تو یہ لڑکیاں وہ اشعار پڑھ رہی تھیں۔ یہ سب اشعار جنگ و شجاعت سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ایسے اشعار کا ذکر دینی امور میں عادت کرتا اور اس سے اہل ایمان کو کفار کے ساتھ جلد و قتال کی رغبت حاصل ہوتی ہے۔ ان اشعار میں فواحش و منکرات کا ذکر نہ تھا جو حرام ہے اور عا شا و کلا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فواحش و منکرات پر مشتمل اشعار کو رد رکھیں۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ یہ تباہیتیں یعنی وہ دو لڑکیاں مغنیہ تھیں۔ کہ ان کا پیشہ گانا بجانا ہو اور وہ گانے کو اچھا جانتی ہوں۔ اور اس پیشہ میں مشہور و معروف ہوں۔ اور گانے کے ذریعے لوگوں کو فواحش اور نفسانی خواہشات کا شوق دلاتی ہوں۔ جو فتنہ و فساد و عصیت کا حامی بننا ہے۔ بلکہ وہ کسی اہل خانہ کی چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں اور اس طرح کی بچیاں تھیں جس طرح لوگوں کے گروں میں ہوتی ہیں۔

۱۷۔ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلو بدلا اور اپنا چہرہ مبارک پھیرا۔ ۱۸۔ یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گانے اور دف بجانے کے فعل سے ان لڑکیوں کو منع کیا اور انہیں جبر کا صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم بغیر صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک شیطانی ساز بجا رہی ہو۔ مزار ایک آلہ ہے جسے گویے لوگ بجاتے ہیں۔ بیسے بانسری، ہارونیا اور دف وغیرہ حضرت صدیق اکبر نے اس آلے کی نسبت شیطانی کی طرف اس بنا پر کی کہ یہ آلہ دونوں کو ہر دو لب میں شغل کرتا اور یہاں ہی سے دور کرتا ہے۔

۱۹۔ کہ یہ عیاد بجانے سے منع اور اللہ تعالیٰ کی ضیافت و مہمانی کے دن ہیں۔ ان میں فرحت و سرور کا اظہار اگرچہ دف بجانے اور گانے کا عمل ہی ہو، جائز و مباح ہے۔

۲۰۔ کہ ایک روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ بیان اور سر سے ہٹ گیا تو حضرت عائشہ نے ان لڑکیوں کو اشارہ کیا اور دعا مانگ کر باہر چلی گئیں۔ واضح ہو کہ یہ ہے وہ حدیث جسے اہل سماع گمانے اور اسے آلات کے ساتھ منہ کی اباحت کے لیے دلیل بناتے ہیں۔ نظر انصاف سے اور تعصب و ہٹ دھرمی کے بغیر اس حدیث سے فوری طور پر جو چیز سامنے آتی ہے یہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے گانے اور دف بجانے پر انکار کیا اور اس سے منع کیا اور جبر کا۔ ایسا اس لیے کیا کہ آپ کے نزدیک گانے کی حرمت و کراہت ایک امر مقرر اور ثابت شدہ بات تھی۔ اور حضرت صدیق نے یہ بھی گمان کیا کہ نیند یا عدم توجہ کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو اس کا علم نہ ہوا یا آپ نے منع کرنا چاہا ہو گا مگر آپ کو فرحت نہ ملی ہوگی۔ حضرت صدیق اکبر کو یہ علم دہرے کا کہ آپ نے اس کی اجازت دی ہے اور ایسے دن میں آنا کچھ کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی لیے کہ آپ نے فرمایا کہ انہا ایام حیدر یہ عید کے دن ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس فرق و تفصیل کا علم نہ تھا۔ تو یہ حدیث عید وغیرہ مباح موقوفوں پر اتنی مقدار کو مباح قرار دیتی ہے۔ فرحت و سرور کے لیے۔ اور اس میں شک نہیں ایسا فعل مخصوص وقت اور مخصوص شکل و ہدایت میں مباح ثابت ہوتا ہے۔ مطلق بلا قید اس کی اباحت حدیث مذکورہ سے ثابت نہیں ہوتی الا یہ کہ اس پر قیاس کیا جائے اور یہ قیاس قرع میں مماثلت و ارد نہ ہونے کی شکل میں جائز و درست ہے۔ اور یہی (قیاس سے ثابت کردہ مقامات) محل نزاع ہیں۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ اس کی علی الاطلاق حرجیت پر کوئی نص قطعی وارد نہیں ہے۔ جس طرح زنا اور شراب نوشی کی حرمت میں نص قطعی آیا ہے۔ بعض متاخرین محدثین نے کہا ہے کہ گانے کی حرمت میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس کی حرمت پر اور نہ اس کی اباحت پر کوئی نص قطعی موجود ہے۔ اور انشیاد میں اصل اباحت ہے۔ مگر اس کے باوجود اس نام میں بھی کوئی شک نہیں کہ گانے اور سماع کو ہمیشہ کے لیے عادت بنا لینا طریقہ ارباب کے خلاف ہے۔ تاہم جتنا اس باب میں بڑی شدت اور بڑے تعصب سے کام لیا ہے۔ مگر ان کا مقصد اس شدت سے یہ ہے کہ صورتی ہی گنجائش بھی ختم کی جائے اور اس کا راستہ بالکل بند کر دیا جائے۔ اور صحیح حدیث اس علم میں وارد ہوتی ہے کہ یہ مکروہ ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۳۲۹ وَ عَنْ آتِیَ قَالَ تَمَّانَ تَمَّانَ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْلِكُ

يَوْمَ الْقَطْرِ سَحَى يَأْكُلُ تَمَّانًا وَيَأْكُلُ

وَتَمَّانًا

(رَدَّاهُ الْبُخَارِيُّ)

سلف اور حاکم کی روایت میں جو عقبہ بن حیدر سے مراد ہے آپ میں کیا بات یا اس سے کیا بات کھاتے تھے اور عدد و ترک تمام کاموں میں پسند فرماتے تھے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَرُسُلَهُ يَكْرَهُونَ الْفَحْشَاءَ وَالْمُنْكَرَ طاق ہے طاق عدد کو پسند کرتا ہے اور مجبورین تناول فرماتا ہے اعلیٰ کہ فی الوقت وہی اور بدعتی ہیں بعض نے کہا کہ مجبورین تناول فرمانے کے احتجاج میں یہ حکمت ہے کہ وہ بھی جتنی ہیں اور خاص خصوصیت کے لیے فائدہ مند ہے۔ اور ردہ بصارت کو کمزور کرتا ہے۔ اور اس بنا پر بھی کہ مٹھاس حراج ایمان کے سمانی ہے۔ علماء نے کہا ہے جو آدمی خواب میں میٹھی چیز کھاتے ہوئے اپنے آپ کو دیکھے تو اس کی تعمیر ہے کہ اسے

طاہر بن ایان نصیب ہوگی۔ اور ملائکہ و مٹھائیں دل کو نرم کرتا ہے۔ اسی وجہ سے مسیحی چیز کے ساتھ روزہ افطار کرنا افضل ہے۔

۳۹۰ وَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يُعَارِضُهُ خَالَفَ الْكَلْبَ فَقَالَ  
 حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب عید کا دن ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راستہ بدل کر آتے جاتے تھے۔  
 (رواۃ البخاری)

۱۔ واضح ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس (راستہ بدلتے) حکمت کے بیان میں بہت سے اقوال ہیں بعض نے کہا کہ دو مختلف راستوں پر آنے جانے میں حکمت یہ تھی کہ مختلف جگہوں اور متعدد مواضع میں رہنے والے جنات و انسان وغیرہ آپ کے حق میں گواہی دیں۔ بعض نے کہا کہ اس میں شاعر اسلام کے اظہار کی حکمت ہے۔ اور وہ اس طرح کہ دونوں راستوں میں ذکر خدا اور اشاعت اسلام ہوگی۔ یا اس میں یہ حکمت ہے کہ کفار کو غم و غصہ لاحق ہو اور شوکت اسلام اور دین کے نشانات بلند کرنے اور اہل اسلام کی کثرت و عزت سے کفار خائف و ہراساں ہوں۔ یا یہ حکمت ہے کہ دونوں راستوں کے مسلمانوں کو شامل کرنا مقصود تھا۔ اور ان سب کے لیے حصول برکت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال جہاں آراء کے دیدار کی سعادت اور مسائل و علم سیکھنے کا موقع ملے۔ اور آپ انہیں نیک باتیں بتائیں۔ انہیں صدقہ سے لوازیں اور ایمان پر سلام کہیں۔ بعض نے کہا کہ آپ اس لیے راستہ بدلتے تھے تاکہ جو کم ہوا اور آپ کی ساری سے آجائیں۔ بعض نے کہا کہ آپ جاتے وقت دور کا راستہ اختیار کرتے۔ اور آتے وقت نزدیک کا راستہ۔ یا اس ارادہ سے کہ جاتے میں زیادہ قدم اٹھائیں اور ثواب زیادہ ملے۔ مگر اس توہید میں اعتراض ہے کیونکہ جس طرح جاتے وقت قدم کھمے جاتے ہیں آتے وقت بھی فرشتے قدم کھتے اور ان پر ٹھیکہ لگتا ہے۔ جس طرح بیت اللہ گھر پہنچنے تک ہر قدم پر ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور علمائے اس امر کی تصریح کی ہے کہ یہ حج کے ساتھ خاص نہیں۔ اور لوگوں میں شور یہ ہے کہ آپ دین کے دشمنوں کے شر سے بچنے کے لیے راستہ بدلتے تھے۔ مگر یہ کہ وہ لوگ آپ کی تاک میں ہوتے تھے۔ مگر پرشیدہ نہ رہے کہ اگر یہ بات ہوتی تو آپ کی تاک میں بیٹھتے کیونکہ اس سعادت میں آپ کے دشمن دونوں راستوں میں سے کسی راستے میں ضرور آپ کی تاک میں بیٹھتے کیونکہ ان کو آپ کی عادت شریف کا علم ہو چکا ہوتا کہ آپ ایک راستے سے جائیں گے اور دوسرے راستہ سے واپس آئیں گے۔ حتیٰ یہ ہے کہ سب احتمالات ہیں۔ مگر ایک نے اپنے غم و غم کے مطابق ان کا استنباط کیا۔ اور اللہ سبحانہ اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلئے مصالح افعال کو بہتر یا قلوب انسانی عقل ان کے ادراک اور ادراک کے احاطہ سے قاصر و عاجز ہے۔



۱۳۵۱ وَ عَنْ الْأَبَاءِ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ إِنْ آذَلْ مَا نَبَدَأُ بِهِمْ فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ تُصَلِّيَ ثُمَّ تَرْجِعَ فَتَقْحَرَا فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُكْنًا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ تُصَلِّيَ فَإِنَّمَا هُوَ شَاةٌ لَحْمٍ عَجَلَةٍ لَا هِلَ لَهُ كَيْسٌ مِنَ السُّلُوكِ فِي شَيْءٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عید بقر کے دن خطبہ دیا تو فرمایا سب سے پہلا کام جس کے ساتھ احکام اہتمام کریں یہ ہے کہ پہلے نماز پڑھیں پھر واپس جا کر قربانی کریں۔ تو جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت پالی اور جس نے ہمارے عید پڑھنے سے پہلے قربانی کر لی۔ تو سوائے اس کے میں کہ وہ گوشت کھائے ایک بکری ہے جو اس نے اپنے اہل کے لیے ہدیہ تیار کر لی۔ اس میں قربانی کا باطل کلام مفہوم نہیں۔ (بخاری و مسلم)

۱۳۵۲ وَ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى أَسْرِ اللَّهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۳۵۳ وَ عَنْ الْأَبَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى أَسْرِ اللَّهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۳۵۴ وَ عَنْ الْأَبَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى أَسْرِ اللَّهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۳۵۵ وَ عَنْ الْأَبَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى أَسْرِ اللَّهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۳۵۶ وَ عَنْ الْأَبَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى أَسْرِ اللَّهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے

۱۳۵۷ وَ عَنْ الْأَبَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى أَسْرِ اللَّهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ناز سے پیسے باور ذبح کیا تو اس نے اپنی ذات کے لیے ذبح کیا۔ اور میں نے نماز کے بعد ذبح کیا تو اس نے اپنی عبادت مکمل کر لی اور اس نے مسلمانوں کے طریقے اور سنت کو پایا۔

ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَأَمَّا بَعْدُ  
فَتَقَرَّرَ قُسُكُهُ وَأَعْتَابَ سُنَّةَ  
الْمُسْلِمِينَ -

(بخاری و مسلم)

(مستفی علیہ)

اسے یعنی یہ وہ گوشت ہے جو اس نے اپنے لیے حاصل کیا۔ یہ خدا کے لیے نہیں۔ اور وہ یہ عبادت میں داخل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں گائے بکری ذبح کرتے اعداد و اہل کا خر کرتے تھے

۱۳۵۲ دَعَا ابْنُ عُمَرَ قَالَتْ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَذْبَحُ وَيَشْعُرُ بِالْمُصَلَّى -

(بخاری)

دَعَا ابْنُ عُمَرَ

اسے ذبح تو گائے اور بکری کا جاتی ہے۔ ذبح کا طریقہ اور عبادت سب کو معلوم ہے۔ اور بخراؤٹ کے ساتھ خاص ہے۔ اس کی عبادت یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کیا جائے۔ پھر اس کے دونوں اگلے پاؤں کے درمیان گردن کے نیچے نیوٹا لگا کر اسے تاکہ غریب نہ لگے۔ اور وہ زمین پر گر پڑے۔ اونٹ میں بھی ذبح جائز ہے۔ مگر اس کے لیے خواہش ہے کہ اور ذبح کا اطلاق غریب بھی آیا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں واقع ہوا ہے۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت اہل مدینہ کے دونوں تھے جن میں وہ کھیتے کودتے تھے ماہی نے فرمایا یہ کیا دار ہیں انہوں نے کہا ہم لوگ سداہ جاہلیت میں ان دونوں میں کھیل کر وہ کھیل کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جنک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بارے میں اطلاع دی ہے کہ وہ یہ ہیں

۱۳۵۳ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ  
فَكَثُرَ يَتَمَلِّكُنَ يَلْعَبُونَ فَيَوْمًا جَاءَ  
مَا وَفَدَ الْيَهُودَ قَالُوا لَنَا نَلْعَبُ  
فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَا نَعَمْ  
اللَّهُ يَهْلِكُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ  
أَبَدَ لَكُمْ اللَّهُ بِهِمَا عَيْنًا مِنْهُمَا  
يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ -





۱۵ حضرت زبیرہ اسلمی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ ان کے حالات متعدد جگہ بیان ہو چکے ہیں۔  
 ۱۶ یعنی نماز عید فطر کے لیے نہ تشریف لے جاتے جب تک کہ آپ کچھ تناول نہ فرمائیے۔  
 ۱۷ علمائے فرمایا ہے کہ عید فطر کے دن نماز سے پہلے کچھ کھانے میں حکمت یہ ہے کہ جب کھانے پینے کی اجازت روزوں کے اختتام پر ملی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں جلدی کرنے کی فرمن سے ایسا کیا اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری آپ کا مقصد نہ ہوتا تو آپ سیر ہو کر کھاپی لیتے۔ مگر اس کے برعکس آپ چند کھجوروں پر اکتفا فرماتے۔ لہذا آپ کا یہ تناول فرمانا محض حکم الہی کی بجا آوری کے لیے ہوتا تھا۔ بعض نے کہا کہ آپ دونوں عیدوں کے دن ان کا صدقہ ادا کرنے کے بعد کھاتے پیتے تھے۔ اور چونکہ عید فطر کا صدقہ نماز کو جانے سے پہلے ادا کیا جاتا ہے اس لیے عید فطر کے دن آپ نماز سے پہلے کچھ کھائیے۔ اور عید النبی کے دن کا صدقہ (قربانی) نماز کے بعد ہوتا ہے۔ اس لیے آپ پہلے نماز عید ادا فرماتے۔ اس کے بعد قربانی کا صدقہ پیش کرتے اور کھاتے۔

حضرت کثیر بن عبد اللہ اپنے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں قرات شروع کرنے سے پہلے سات بکریوں کہیں اور دوسری رکعت میں قرات سے پہلے پانچ بکریوں کہیں۔  
 (ترمذی - ابن ماجہ)

(دارمی)

حضرت جعفر بن محمد سے مرسل روایت ہے کہ بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے عیدین اور عید الاضحیٰ میں سات اور پانچ بکریوں کہیں اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھی۔ اور قرات بلند آواز سے کی۔ اسے امام شافعی نے

روایت کیا۔

یعنی حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما سے بطریق ارسال مروی ہے۔

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۸ وَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ  
 جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأَوَّلَى  
 سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَ فِي الْآخِرَةِ  
 خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ -  
 رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ  
 وَ الدَّارِمِيُّ

۱۹ وَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ  
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَ أَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرُ كَبَرُوا فِي الْعِيدَيْنِ  
 وَ الْأَضْحَى سَبْعًا وَ خَمْسًا قَبْلَ  
 صَلَاتِهِمَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَ جَعَرُوا  
 بِالْقِرَاءَةِ -

رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ

۲۰ وَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ

سَأَلْتُ أَبَا مُوسَى وَحَدِيثَهُ كَيْفَ  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ  
سَلَّمَ يُكَيِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ  
فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَانَ يُكَيِّرُ أَرْبَعًا  
تُكَيِّرُهَا عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حَدِيثُهُ  
صَدَقَ -

دایت سے فرماتے ہیں میں نے ابو موسیٰ اور حدیثہ  
سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید اضحیٰ  
اور عید فطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے حضرت ابو موسیٰ  
رضی اللہ عنہ نے فرمایا چار تکبیروں جانسے کی چار  
تکبیروں کی طرح۔ حضرت حدیثہ رضی اللہ عنہ نے کہا  
کہ ابو موسیٰ نے سچ کہا۔

(رواہ ابو داؤد)

(ابو داؤد)

۱۔ حضرت سعید بن العاص اموی ہیں۔ اشرف قریش میں سے ہیں۔ آپ سخاوت و فصاحت کے جامع اور  
ان جلیل القدر حضرات میں سے ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے یہ مصنف شریف کی کتابت کی۔ علامہ  
نے کہا ہے کہ آپ لب و لہجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے بڑھ کر مشابہ تھے۔ فقہ احمد ان کا  
لقب ہے۔ ہجرت کے سال پیدا ہوئے۔ بعض نے کہا ہجرت کے بعد اقدیر سے پہلے پیدا ہوئے۔  
۲۔ یعنی حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت حدیثہ بن الیمان رضی اللہ عنہما۔

۳۔ واضح ہو کہ احادیث میں تکبیرات عیدین مختلف آئی ہیں۔ اور اس بارے میں ائمہ کے اقوال مختلف ہیں  
تین ائمہ (امام مالک امام شافعی، امام محمد) کے نزدیک پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ ہیں۔ لیکن امام  
مالک و امام احمد کے نزدیک ان سات میں تکبیر تحریمہ بھی شامل ہے۔ گرد و دوسری رکعت کی پانچ تکبیروں میں تکبیر قیام  
شامل نہیں۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان سات اور پانچ تکبیروں میں تکبیر تحریمہ اور تکبیر قیام شامل نہیں  
ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہلی اور دوسری دونوں رکعتوں میں تکبیر تحریمہ اور تکبیر قیام کے علاوہ تین  
تکبیروں ہیں۔ یہ حضرت ابن سعود رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے اور جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا وہ حضرت  
ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔ ان دونوں حضرات کی احادیث کے اسناد ان کی قطعاً صحیح ہیں۔  
قری یا ضعیف کہنے میں بڑا کلام کیا گیا ہے۔ جس کا کچھ حصہ شرح میں مذکور ہے۔ متاسف کہ ضعیف فرماتے ہیں اس کا  
میں جب کہ احادیث مختلف آئی ہیں تو کم مقدار والی احادیث کو لیں گے۔ کیونکہ وہ ان قیام تکبیر کہنا اور پانچ  
بند کرنا خلاف محمود و مستحب ہے۔ لہذا اقل مقدار کا اختیار کرنا ادنیٰ ہوگا۔ کذا فی البدایہ۔

بہر ازاں واضح ہو کہ بلا واسطہ میں متعاقب تمام مذہب حضرت ابن عباس کا مذہب ہے۔ اس کی وجہ یہ  
ہے کہ جب اسلامی حکومت خاندان بنی عباس کی طرف منتقل ہوئی تو عباس حکومت کے حکام و دالیوں نے تمام  
بلا واسطہ کی طرف مٹھا کہ ہمارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مذہب پر عمل کریں۔ اور اس امر کا پابند

کر دیا کہ صرف حضور ابن عباس کے مذہب پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ اس کے بعد تمام بلاد میں ان کا مذہب قائم اور جاری ہو گیا۔ البتہ ہم اسے شمر حضرت دہلی (اللہ اسے آباد رکھے اور اس کے باشتہندگان کو آفات سے محفوظ رکھے) کے لوگ حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ کے مذہب پر ہیں۔ مگر اس کے اطراف و اکناف اور باقی بلاد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق عمل ہو رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۱۹۔ وَعَنْ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوَّوْا يَوْمَ الْعِيدِ  
قَوْسًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ  
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ایک کمان دی گئی۔ آپ نے اس پر تیکہ لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ (ابوداؤد)

۱۔ بعض کتب فقہ میں مذکور ہے کہ کمان یا عصا پر تیکہ لگانا مکروہ ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں۔ کیونکہ اس کے بوازیں سنت وارد ہو چکی ہے۔ اور دفعہ العلماء سے نقل کیا گیا ہے کہ ہر شہر و علاقہ جو فتح ہوا تو ہر مذہب اور جنگ سے وہاں خطبہ میں ہتھیاروں پر تیکہ لگایا جائے۔ اور جو علاقے اس کے بغیر فتح ہوئے ان میں خطبہ کے دوران عصا پر تیکہ لگایا جائے۔ اسی وجہ سے شافعی حضرت مکہ معظمہ میں تلوار پر تیکہ لگاتے ہیں کیونکہ مکہ معظمہ جنگ سے فتح ہوا اور خضیع کے نزدیک عصا پر تیکہ لگایا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ جنگ کے بغیر فتح ہوا۔ اور دینہ طیبہ میں بالاتفاق خطبہ کے دوران ہتھیاروں پر تیکہ نہ لگایا جائے گا کہ وہ جنگ سے فتح نہ ہوا۔

۳۲۱۔ وَعَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَلَبَ يَخْرُجُ عَلَى عَتَرِهِمْ أَوْ قَادًا  
(مَقَالَةُ الشَّافِعِيِّ)

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرماتے تو ایک چھوٹے نیرٹے پر تیکہ لگاتے اسے امام شافعی نے روایت کیا۔

۲۔ آپ اکابر تابعین میں سے ہیں۔

۳۔ صحیحین میں فقط عشرہ (یعنی کاتبین اور نوین ذرا) آیا ہے۔ چھوٹا نیزہ۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا۔ خادمہ صاحبہ اشکارا آپ کے ساتھ پہنچتے تھے اور نمازیں آپ اسے بطور سترہ (اڑ) استعمال کرتے تھے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

۳۲۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ  
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي يَوْمٍ مَجِيدٍ قَبْدًا بِالْقَلْبِ قَبْلَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں عید کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پہلے نماز عید

الْغُطْبَةُ بِغَيْرِ آذَانٍ وَلَا أَقَامَةٍ  
فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَامَ مُتَوَكِّئًا  
عَلَى بِلَالٍ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى  
عَلَيْهِ وَوَعَّظَ النَّاسَ وَذَكَرَهُمْ  
وَحَثَّهُمْ عَلَى طَاعَتِهِ وَمَضَى  
إِلَى النَّسَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ  
بِتَقْوَى اللَّهِ وَوَعظَهُنَّ وَذَكَرَهُنَّ  
(رواه الترمذی)

۱۔ جو کہ ایک کونے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔

۱۳۶۳  
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ  
رَجَعَ فِي غَيْرِهِ -

(رواه الترمذی و الدارمی)

۱۔ اس کے اسرار اور اس کی حکمتیں اس باب کی ضعیف اول میں گزری ہیں۔

۱۳۶۴  
وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِي  
يَوْمِ عِيدٍ فَقَصَلَتْ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعِيدِ فِي  
الْمَسْجِدِ - (رواه أبو داود، ابن ماجہ)

۱۔ اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ مسجد میں نماز عید پڑھنے سے باہر کسی جگہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

وَعَنْ أَبِي الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ عَلَى عُمَرَ  
ابْنِ حَزْمٍ وَهُوَ بِبَجْرَانَ عَطِيسٌ

پڑھی پھر خطبہ ارشاد فرمایا، بغیر آذان و اقامت کے  
جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت بلال  
پر تکیہ لگا کر کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ  
کی حمد و ثنا کی اور لوگوں کو رہنمائی اور ثواب  
و عذاب انہیں یاد دلایا اور انہیں حاسن و خدوہ کی  
کی ترغیب دی اور آپ حضرت بلال کے ساتھ  
عورتوں کی طرف تشریف لے گئے انہیں مخاطب فرمایا  
کا حکم دیا۔ اور وعظ و نصیحت فرمائی۔ (نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن جب

ایک بار مسجد سے باہر تھے تو دیکھا کہ ایک شخص

سے دعا مانگا تو فرمایا: لا یستقمہ۔ (ترمذی)

(ترمذی)۔ دارقطنی۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک عید کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

عید وسم نے لوگوں کو دعا دی کہ عید میں پڑھائی۔

(ابو داؤد، ابن ماجہ، ترمذی)

۱۔ اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ مسجد میں نماز عید پڑھنے سے باہر کسی جگہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۱۔ اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ مسجد میں نماز عید پڑھنے سے باہر کسی جگہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۱۔ اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ مسجد میں نماز عید پڑھنے سے باہر کسی جگہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۱۔ اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ مسجد میں نماز عید پڑھنے سے باہر کسی جگہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۱۔ اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ مسجد میں نماز عید پڑھنے سے باہر کسی جگہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۱۔ اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ مسجد میں نماز عید پڑھنے سے باہر کسی جگہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۱۔ اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ مسجد میں نماز عید پڑھنے سے باہر کسی جگہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۱۔ اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ مسجد میں نماز عید پڑھنے سے باہر کسی جگہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

جلد بی پڑھو اور عید الفطر دیر سے ادا لوگوں کو نصیحت کرو۔

الْأَفْطَرُ وَ آخِرُ الْفِطْرِ وَ حَقِّقُوا النَّاسَ

(مشافعی)

وَرَدَّ الشَّافِعِيُّ

اسے تحریرت عاکل پیش۔ داؤ کی زبر یا ساکن۔ اس کی زیر۔ آخر میں ثابہ حضرت ابو الحویرث تابعین میں سے ہیں۔  
۱۳۶۵ حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ (حزم کی زبر یا ساکن) آپ انصاری صحابی ہیں۔ نذرہ خندق پہلا نذرہ ہے جس میں آپ شامل ہوئے۔ آپ کی عمر شریف اس وقت پندرہ سال تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بخران کا سال مقرر فرمایا۔ (بخران) نون کی زبر جیم ساکن۔ علاقہ بین میں ایک شہر ہے آپ وہاں سترہ سال رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط مبارک لکھ کر ان کے سپرد کیا جس میں فرائض و سنن اور دیتوں کا ذکر تھا اور اس میں یہ بھی لکھا جو اس حدیث میں ہے کہ عید الفطر جلد پڑھنا وغیرہ۔

۱۳۶۶ علامہ نے کہا ہے عید الفطر جلدی اور عید الفطر دیر سے پڑھتے ہیں شاید حکمت یہ ہے کہ جب صدقہ فطر ادا کر دیا گیا اللہ کچھ کھاپی بھی یا قراب کوئی ایسی مرضی ہم باقی نہ رہی جو کثرت اجتماع کا موجب بن سکے۔ یا یہ کہ وہ کمزوری اور کمستی جو رمضان کے روزے رکھنے کی وجہ سے لاحق ہو گئی تھی وہ نماز عید کے لیے جلدی چلنے کو مانع اور رکاوٹ بنی ہوئی تھی۔ بخلاف عید الاضحیٰ کے کہ اس میں نماز کے بعد صدقہ (قربانی) کیا جاتا اور کھایا پیا جاتا ہے لہذا اس میں جلدی کرنے کا حکم ہے۔

حضرت ابو ظمیر بن انس سے وہ اپنے چچاؤں سے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ ایک قافلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے کل چاند دیکھ لیا ہے۔ اس پر آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ انظار کر لیں اور کل نماز عید کو چلیں

۱۳۶۷ وَ عَنْ أَبِي عُمَيْرٍ بْنِ أَنَسٍ عَنْ

عُمُومَةٍ أَنَّهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ زَيْنَبًا جَاءَتْهُ

بِإِثْنَيْنِ فَقَالَتْ لَيْسَ بَيْنَهُمَا عَقْدٌ لَيْسَ بَيْنَهُمَا

عَقْدٌ بَلْ هُمَا كَالْأَمْسِ قَامَرَمٌ

وَأَنَّ عَقْدَهُمَا كَالْأَمْسِ قَامَرَمٌ

وَأَنَّ عَقْدَهُمَا كَالْأَمْسِ قَامَرَمٌ

وَأَنَّ عَقْدَهُمَا كَالْأَمْسِ قَامَرَمٌ

وَأَنَّ عَقْدَهُمَا كَالْأَمْسِ قَامَرَمٌ

وَأَنَّ عَقْدَهُمَا كَالْأَمْسِ قَامَرَمٌ

وَأَنَّ عَقْدَهُمَا كَالْأَمْسِ قَامَرَمٌ

وَأَنَّ عَقْدَهُمَا كَالْأَمْسِ قَامَرَمٌ

وَأَنَّ عَقْدَهُمَا كَالْأَمْسِ قَامَرَمٌ

وَأَنَّ عَقْدَهُمَا كَالْأَمْسِ قَامَرَمٌ

رات کو عید کا چاند دیکھ لیا ہے۔ ایک روایت میں بعد زوال آفتاب کا لفظ آیا ہے۔ احادیث کا مذہب یہی ہے جیسا کہ ہادیہ میں کہا۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۱۳۶۶ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي  
عَطَاءٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ  
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَا تَمْرِيكَ  
يَوْمَ ذَاكَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحَى  
ثُمَّ سَأَلْتُهُ يَعْنِي عَطَاءٌ بَعْدَ حِينَ  
عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرَنِي قَالَ أَخْبَرَنِي  
جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ لَا آذَانَ  
لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِينَ يَخْرُجُ  
الْإِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ  
وَلَا أَقَامَةً وَلَا رِندَاءً وَلَا  
شَيْءَ لَا رِندَاءَ يَوْمَئِذٍ وَلَا  
إِقَامَةً۔

حضرت ابن جریج سے روایت ہے فرماتے ہیں۔  
مجھے عطائے حضرت ابن عباس اور حضرت جابر بن  
عبد اللہ سے خبر دی ان دونوں نے فرمایا کہ عید بقر  
اور عید فطر کے دن آذان نہ کی جائے گی پھر کچھ عرصہ  
بعد میں نے عطائے اس بارے میں پوچھا تو انہوں  
نے مجھے بتایا کہ مجھے جابر بن عبد اللہ نے خبر دی کہ  
عید فطر کے دن امام کے نکلنے کے بعد نہ تو  
غازی کی آذان ہے نہ تکبیر عام احادیث  
و کچھ اور صحیح یعنی اس دن نہ نماز ہے نہ

## رِندَاءُ مُسْلِمٍ

۱۳۶۷ جریج کی پیش۔ ملا کی زبیر یا ساکن۔ ایک روایت میں جریج کا جہاں اور جہاں کا جہاں کی پیش کی  
تصریح نہیں۔ ابن جریج کا نام عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج ہے ان کی قرنی مقہاریں سے ملتا ہے قریش کے  
آزاد کردہ غلام ہیں باصل میں آپ رومی ہیں۔ مشہور آئمہ دین سے ہیں۔ اصحاب میں شمار ہوتے ہیں ایک حدیث کے  
مطابق آپ پہلے شخص ہیں جس نے اسلام میں تصنیف و تالیف کا کام کیا عطائے اس بارے کہ آپ صلوات اللہ علیہ سے  
زیادہ ثابت اور زیادہ قوی ہیں۔ ان سے ثوری وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کہا گیا ہے کہ آپ تنویر ہوتے دیکھتے تھے  
اور تمہ کرتے تھے۔ آپ شامہ میں کہ معتمد میں فوت ہوئے ان کا باب عبد العزیز مشہور تالیف ہے مگر جریج  
اپنے باپ سے زیادہ تقیہ اور زیادہ قابل اعتماد ہیں۔

۱۳۶۸ اس بار عطائے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی تفصیل کی اور صرف غازی عید فطر کا ذکر کیا۔ اور کچھ چیزیں



ادریان کیں اور کہا الخ۔

کہ یعنی خطبہ کے لیے۔

کہ جیسا کہ کہتے ہیں الصلوٰۃ الصلوٰۃ وغیرہ یہ نفی مطلق کی تاکید کے لیے ہے پھر تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس دن میں نہ نماز تھی نہ اقامت۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھی اور نظر  
کے دن نکلتے تھے۔ اور نماز سے ابتدا کرتے تھے  
جب نماز پڑھ لیتے تو کھڑے ہو جاتے اور لوگوں  
کی طرف رخ کرتے جب کہ لوگ اپنی اپنی جائے  
نماز پر بیٹھے ہوتے تھے پھر اگر آپ کو کسی لشکر  
کے روانہ کرنے کی حاجت ہوتی تو لوگوں کے  
سامنے اس کا ذکر فرماتے یا آپ کو کوئی اور حاجت  
دعوت و پیش ہوتی تو لوگوں کو اس کا حکم دیتے  
اور فرماتے صدقہ کرو صدقہ کرو۔ صدقہ کرو یہ  
تو زیادہ صدقہ کرنے والی عورتیں ہوتی تھیں۔  
پھر آپ اپنے گھر کی طرف لوٹ آتے۔ پھر یہ  
دعوت (پہلے نماز پھر خطبہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
سے بے کر خلفائے راشدین کے بعد تک جاری  
رہا۔ تا آنکہ مروان بن الحکم کا زمانہ آگیا۔ پھر میں مروان  
کے ساتھ اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے  
باہر نکلا۔ یہاں تک کہ ہم عید گاہ تک پہنچ گئے۔ تو  
اچانک ہماری نگاہ پڑی کہ کثیر بن العسلی نے عید گاہ  
میں اینٹ لگا رہے کا بنر بنایا ہوا تھا اور مروان مجھ  
سے اپنا ہاتھ کھینچنے لگا۔ گویا وہ مجھے بنر کی طرف  
کھینچ رہا تھا۔ اور میں اسے نماز کی طرف کھینچتا تھا۔

۳۳۳ رَوَى عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحَى  
وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا  
هَلَّى صَلَاتَهُ قَامَ فَأَقْبَلَ عَلَى  
النَّاسِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي مَجْلَعِهِمْ  
فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ يَبْعَثُ دُكُوَّةَ  
لِلنَّاسِ أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ يَغَيِّرُ  
كَالِكَ أَمْرٌ مَرِيحًا وَكَانَ يَقُولُ  
تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا وَكَانَ  
أَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ  
يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى  
كَانَ مَرُوانَ بْنَ الْحَكَمِ فَخَرَجَتْ  
مِنْهَا مَرُوانَ حَتَّى أَتَيْنَا الصَّلَاةَ  
فَإِذَا كَثِيرُ بْنُ الْعَسَلِيِّ قَدْ بَنَى  
مِنْدًا مِنْ طِينٍ وَكُنَّ مَرَاذًا  
مَرُوانَ يَنَادِي حَتَّى يَدْعُو كَأَنَّهُ  
يَجُوزِي نَحْوَ الْمُنْبَرِ وَأَنَا أَجْرُهُ  
نَحْوَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ  
وَمَنْهُ قُلْتُ إِنَّ الْأَتَدَّ بِالصَّلَاةِ  
تَقَالَ لَا يَا أَبَا سَعِيدٍ قَدْ رَأَيْتُ مَا لَمْ أَقْلِبْ كَلَامًا



وَالَّذِي كُنْتُ بِبَيْدِهِ لَا تَأْكُوتُ  
بِنَعِيرٍ وَمِمَّا أَعْلَمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ  
تَعَرَّاتُصَفَاتٍ -

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

جب میں نے اکی یہ حرکت دیکھی تو میں بولا کہ نماز سے  
ابتدا کرنا کہاں گیا وہ بولا نہیں اُسے ابو سعیدؓ کہتا ہے  
علم میں ہے وہ بات اب جھوڑ دی گئی ہے میں نے  
کہا ہرگز نہیں۔ اکی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے  
جو چیز میرے علم میں ہے تم اس سے بہتر کوئی چیز نہیں  
لا سکتے۔ یہ بات آپ نے تین بار فرمائی پھر آپ  
واپس صٹ گئے۔ (مسلم)

۱ یعنی تین بار

۲ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور آپ کی تاکید کا اثر قبول کرتے ہوئے عورتیں زیادہ حدتہ  
کرتی تھیں۔

۳ جو حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔

۴ حدیث میں لفظ مختصرہ بجا آیا ہے۔ یعنی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑنا مختصرہ یعنی (پھلو) لے رہا ہے۔ کیونکہ  
اس حالت میں ایک کا ہاتھ دوسرے کے پھلو پر ہوتا ہے۔

۵ یعنی کثیر بن الصلت کنڈی نے گارے اور کچی انٹوں کا تیر تیار کیا ہوا تھا اور عداس کا اپنا مکان بھی عید  
تھا۔ نبین لام کی زبرد باکی زبرد بردن کتف بلین بردن ایل بھی آیا ہے۔ یہ شخص (کثیر بن الصلت) رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہو چکا تھا اور اس کا نام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی تیر رکھا تھا۔ اس کا نام  
پسے قلیل رکھا گیا تھا۔ صاحب جامع الاصول نے اسے صحابہ میں ذکر کیا۔ اور حنفی نے کاشف میں کہا قلیل نہ معجزہ  
کہا گیا ہے کہ اسے صحبت نبوی کا شرف حاصل تھا۔ بعض نے کہا یہ تا بھی ہے۔ اور حضرت عمرؓ کا خطاب رضی اللہ  
عنہ نے اس کا نام کثیر رکھا تھا۔ اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ سب سے پہلے عید گاہ میں جس شخص نے تیر تیار کیا وہ مراد  
تھا اور امام مالک کی تصنیفات سے نقل کیا گیا ہے کہ عید گاہ میں تیر پر جس شخص نے پہلا خطبہ دیا وہ حضرت عثمان بن  
حضان رضی اللہ عنہ کی ذات پاک ہے۔

۶ تاکہ خطبہ نماز سے پہلے پڑھا جائے۔

۷ تاکہ نماز خطبہ سے پہلے پڑھی جائے جیسا کہ سنت طریقہ ہے۔

۸ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کا فعل تھا۔

۹ یعنی اسے ابو سعیدؓ مجھ سے اس بارے میں نزاع اور جھگڑا نہ کر۔

نہ نماز عید پہلے پڑھنے کے قبل میں معلومت یہ ہے کہ اگر نماز پہلے پڑھی جائے تو لوگ خطبہ سے بغیر اٹھ کر پہلے جاتے ہیں۔ خطبہ سننے کی احتیاط نہیں کرتے۔

اللہ اور جماعت میں شریک نہ ہوئے۔ جیسا کہ طیبی نے کہا۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ آپ منبر کی جانب سے پھر گئے اور نماز کی جانب متوجہ ہو گئے۔ یہ احتمال بھی ہے کہ معنی یہ ہو کہ مروان منبر کی طرف گیا تاکہ خطبہ پڑھے اور اس نے حضرت ابو سعید کی بات نہ سنی کہ پہلے نماز ہوگی پھر خطبہ۔ یہ معنی عبارت کے لحاظ سے بہت ظاہر ہے۔ واللہ اعلم۔

واضح ہو کہ نماز عید فطر خطبہ سے پہلے ادا کرنا سنت ہے اور کتب فقہ و احادیث کے مؤلفین نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ بغیر خلاصی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے پہلے نماز ادا کرتے تھے آپ کے بعد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا عمل مبارک بھی یہی تھا۔ ترمذی نے کہا کہ صحابہ وغیرہم اہل علم کا عمل بھی اسی پر تھا۔ علماء نے کہا ہے کہ سب نے پہلے جس شخص نے خطبہ عید نماز سے پہلے پڑھا وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ بھی ایک مدت کے بعد خود آپ نے اپنے سابق دستور کے خلاف کیا۔ جب کہ آپ نے دیکھا کہ لوگ نماز کے لیے نہیں پہنچتے۔ جیسا کہ ابن المنذر نے مجمع الاسناد سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا۔ یہ وہ علت دو وجہ نہیں ہیں علت دو وجہ کا ارادہ مروان نے کیا تھا۔ کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایسا کرنے میں معلومت یہ تھی کہ لوگ نماز عید کی جماعت میں شامل ہوں۔ اور مروان کا مقصد یہ تھا کہ لوگ خطبہ میں نہ پہنچیں۔ کیونکہ لوگوں نے مروان سے زمانہ میں خطبہ سنا اس وجہ سے ترک کر دیا تھا کہ خطبہ میں ان حضرات کو گالیاں دی جاتی تھیں جو گالیوں کے مستحق نہ تھے اور بعض لوگوں کی مدح و ثناء میں جالو کیا جاتا تھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی کبھی ان مصلحت کے پیش نظر ایسا کیا ہو جسے آپ دوست جانتے تھے۔ اس کے برعکس مروان نے غرض فاسد کے تحت مجاہد کے بیٹے اس کا دستور بتایا تھا۔ بعض نے کہا اس میں سب سے پہلے جس نے تغیر و تبدل کیا۔ حضرت معاویہ تھے۔ مگر مروان نے مدینہ میں اور زیادہ تر ان عمال و حکام نے جو بصرہ میں تھے۔ اس بارے میں ان حضرت معاویہ کی متابعت و فرمانبرداری اختیار کرنی۔ واللہ اعلم۔ شیخ کا کلام ختم ہوا۔ اس روایت کے ثبوت کی صورت میں مروان کا قول قد ترک ما ترک پر محمول ہوگا۔ یعنی اس میں تبدیلی کا موجب نہیں بلکہ لوگ پہلے سے چھوڑ چکے ہیں۔ اس لیے مجھے بھی ایسا کرنا پڑا۔ اسے سمجھ لو۔

# بَابُ فِي الْأَضْيَةِ

## قربانی کا باب

اضیہ ہزہ کی پیش اور زریہ یا مشدود مخفف اس کی جمع اضاعی (یا کی تشریح یا تخفیف سے) اس چیز کا نام ہے جو وقت مخصوص میں قرب کے طور پر ذبح کی جاتی ہے جیسے اونٹ اور گائے وغیرہ اور اسے قربانی کہتے ہیں۔ تضحیہ کا معنی ہے ذبح کرنا اور قربانی کرنا۔ یوم نحر کو یوم الاضحیٰ اسی بنا پر کہتے ہیں۔ یا یہ لفظ منحر سے بن گیا ہے یعنی طحا کا بلند ہونا۔ بلکہ اس کا اصل یہی ہے۔ اضحیہ بھی اسی سے ہے کہ وہ تضحیہ (قربانی کرنے) کا اول وقت ہے۔ واضح ہو کہ قربانی امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ کے نزدیک ہر آزاد مسلم مقیم الدار پر واجب ہے۔ امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف کے نزدیک سنت ہو کہ وہ ہے امام احمد و محمد و ابو حنیفہ کا مشہور و مختار مذہب یہی ہے۔ ایک روایت کے مطابق ان کے نزدیک غنی پر واجب اور فقیر پر سنت ہے۔ ابن ابوداؤد کے رسالہ میں جو امام مالک کے مذہب میں لکھا گیا ہے کہ قربانی ہر اس شخص پر مستطاعت رکھتا ہو سنت واجبہ ہے اور سنت سے مراد وہ راستہ ہے جس پر دین میں چلا جاتا ہے یا سنت واجبہ ہے وجوب تاکیدی مراد ہے یا سنتی معنی کے زیادہ نزدیک ہے اس کے وجوب کی دلیل وہ حدیث ہے جسے ترمذی ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے کہ بحقیق (مہم کی پیش حاصلہ کی) برسیا مشدود آخر میں قاف ابن سہیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تم نے سنا کہ آپ فرمادے تھے کہ ہر سال ہر عمر والوں پر قربانی ہے یہ وجوب کا صیغہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جسے مالی کشادگی حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ مجھ کی عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ اس قسم کی وحید ترک واجب پر لاشعہ ہوئی ہے کہ قربانی کی وجہ سے

## الفصل الاول

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَسِبُ الْمُتَحِمُّ أَقْرَبِينَ ذَهَبًا بَيْدَهُ وَنَسِي وَكَثِيرٌ قَالَ نَائِثَةٌ وَاضْعًا قَسَمَهُ عَلَى صَحَابِهِمَا وَيَقُولُ

## پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہت کثرت سے ذبح کیا بسم اللہ اور بکیر کبھی حضرت انس فرماتے ہیں میں نے آپ کو ان بکروں کا کرؤن

بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ -

پر آپ کا قدم رکھے دیکھا۔ آپ پڑھ رہے تھے

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ - (مخارجی و مسلم)

۱۔ کیش کاٹ کی زیر بارساکن بکرا۔ المین ثنیدہ طع یعنی کچھ سیاہ کچھ سفید۔ بعض نے کہا امح وہ بکرا ہے جو سفید زیادہ اور سیاہ کم ہو۔ لمحہ میم کی پیش لام ساکن وہ رنگ جس کی سفیدی سیاہی سے مخلوط ہو۔ اقرنین ثنیدہ اقرن معنی سینگ والا یعنی بے سینگ والا بکرا۔ درنہ ہر بکرا سینگ دار ہوتا ہے۔ یا اقرنین کا معنی ہے صحیح و سالم سینگوں والا۔

۲۔ یعنی ذبح کے وقت جیسا کہ ذبح کے وقت ضروری ہے۔

۳۔ یا اہل کے منہ پر۔ مضاعف صلوٰۃ کی زیر سے جمع صلیح صلوٰۃ کی زیر اور فاساکن معنی پہلو و جانب اور چہرہ اور چہرے کی کشادگی۔

۱۲۶۰ وَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

مَلَئَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرًا بِكَبْشٍ

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا بکرا لایا

أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَعَادٍ وَيَبْرُكُ فِي

کا حکم دیا جو سینگ والا ہو اس کے پاؤں سیاہ ہوں

سَعَادٍ قَدْ ظَلَمْتُ فِي سَعَادٍ فَأَقْبَى بِهِ

سیاہی میں سوتا ہو سیاہی میں دیکھتا ہو۔ ایسا

قَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ لِي الْيَوْمَ نَبْشَةٌ

بکرا لایا گیا تاکہ آپ اسے ذبح کریں۔ آپ نے حضرت

تَبَرَّكَ كَلَّ اسْتَحْدِيكَ بِحَبِيرٍ فَفَعَلْتُ

عائشہ سے فرمایا پھیری لے کر آپ نے فرمایا

ثُمَّ أَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَطْعَمَهُ

اسے پھر سے تیز کر کے تو میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر

ثُمَّ دَبَّحَهُ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ

آپ نے اسے پکڑا اور بکرسے کو بھی پکڑا اور اسے

تَقَبَّلْ مِنْ مُعْتَدٍ وَ أَلِ مُعْتَدٍ

لکھایا پھر اسے ذبح کیا۔ پھر فرمایا اللہ کے نام سے

وَمِنْ أُمَّةٍ مُجْتَمِعَةٍ ثُمَّ مَضَى

شروع کرتا ہوں اسے اللہ قبول کر محمد اور آل محمد

وَمِنْ أُمَّةٍ مُجْتَمِعَةٍ ثُمَّ مَضَى

اور امت محمد کی طرف سے (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر

وَمِنْ أُمَّةٍ مُجْتَمِعَةٍ ثُمَّ مَضَى

اس سے لوگوں کو چاشت کا کھانا کھلایا۔

وَمِنْ أُمَّةٍ مُجْتَمِعَةٍ ثُمَّ مَضَى

(مسلم)

وَمِنْ أُمَّةٍ مُجْتَمِعَةٍ ثُمَّ مَضَى

۱۔ یعنی اس کا سینہ اور گم سیاہ ہو۔ بروک معنی سنا اور زمین پر سیدہ رکھنا۔ اصل میں یہ لفظ اونٹ

کے پیٹے کا ہے۔

۲۔ یعنی اس کی آنکھیں سیاہ ہوں۔ جیسا کہ طبی نے کہا بعض نے کہا معنی یہ ہے کہ اس کی آنکھوں کے



۱۰ ادنیٰ پر سے پانچ سال کا چھٹے سال میں جب قدم رکھتا ہے تو وہ مذہب ہوتا ہے۔ خلاصہ میں کہا دوزخ اور نرک وہ ہے جو پانچ سال کا ہو چکا ہو گائے دو سال کا ہوندا ہوتا ہے اور بکری گواہ ضامن ہو خواہ مقرر ایک سال کی ہدایہ میں ایسا ہی ہے۔ امام احمد کا مذہب بھی اخلاص کے مذہب کے مطابق ہے۔ اسے سنہ کعبہ کی وجہ یہ ہے کہ یہ جانور مذکورہ عمر کو پہنچ کر اگلے دوامت جن میں شکیا کہتے ہیں، گواہیت ہے۔ لفظ سنہ سن سے بمعنی دانت یا بمعنی سال تو ان تمام اقسام میں اس عمر کا ہونا شرط ہے۔ مگر بھڑ سے کہ اس کا جذعہ بھی درست ہے۔ ہدایہ میں کہا فقہاء کے مذہب میں بھڑ کا بچہ (جذعہ) وہ ہوتا ہے جو پندرہ ماہ کا ہو چکا ہو۔ زعفرانی نے کہا جو سات ماہ کا ہو چکا ہو۔ مگر اتنی عمر کے بچے کی قربانی اس وقت جائز ہے جب کہ وہ آنا عظیم النجم اور بڑا تازہ ہو کہ اگر سال کی عمر والوں میں ملایا جائے تو دور سے دیکھنے میں بہتہ نہ مل سکے کہ ان میں چھ ماہ کا بچہ کونسا ہے۔ اور اگر چھوٹا اور حقیر دکھائی دے تو پھر جائز نہیں۔ عمر پر سے سال کا اور بکری کا چھ ماہ کا بچہ جائز نہیں۔

١٣٤٦  
وَعَنْ عُمَيْدٍ بْنِ عَرْمِرَآتٍ  
الْبَحْرِيِّ مَوْلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَعْطَاهُ غَنَمًا يَفْسِدُهَا عَلَى مَخَابِيئِهِ  
مَنْحَارًا فَبَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ  
خُذْهَا وَأَنْتَ وَفِي رِوَايَةٍ قُلْتُ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِمْرَأَتِي جَدُّهُ قَالَ  
فَتَرْتَبِعُهَا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بہت سی بکریاں دیں کہ وہ انہیں آپ کے صحابہ میں قربانی کے لیے تقسیم کریں۔ تقسیم کے بعد ایک بکری باقی بچی گئی۔ حضرت عقبہ نے اسکا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا اس کی قربانی تم کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایک بچہ ملا ہے۔ فرمایا تم اس کی قربانی کرو۔

ایک شخص کا نام تھا جس کا نام تھا کہ اس نے ایک بار ایک بکری کے بعد (تاکری) کا ایک سالہ بچہ یعنی  
 ایک سال کا زیادہ عمر کا بچہ کو دیکھا جو غلامی میں کھاتا تو بکری کے پیٹے کو کھاتے ہیں جس طرح بزرگ بیٹ  
 کے پیٹے کو کھاتے ہیں۔ اس سال کا اکثر حصہ گزر چکا ہوتا ہے۔  
 اس طرح اس کی تمام بکریاں تقسیم ہو گئیں صرف بکری کا ایک بچہ باقی رہ گیا ہے۔ اس کے بارے میں کیا  
 ہے۔

نہ مانع ہو کہ متواری بھی کے ایک سال کے بچے کا نام ہے۔ تو پھر یہ قربانی کے لیے بلائیں دشبہ



بالکل ٹھیک ہے۔ اور اگر سال سے کم عمر واسے لانا ہے تو پھر یہ اجابت و کفایت حضرت حبیب بن ماسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھی۔ جیسا کہ البربرہ کی حدیث میں جَدْعُ شَعْرًا (بکری کا چھ مانا بچہ) آیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے تو ذبح کرے۔ اور اس کی قربانی کا بواہ صرف تیسرے یہ ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حق حاصل ہے کہ بعض احکام اشخاص کے لیے خاص کر دیں۔ کیونکہ جملہ احکام قولِ صحیح کے مطابق آپ کے پیرو کر دیے گئے ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَذِيحُ وَيَسْحَرُ بِالنُّصْلِ  
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہ میں نے اپنے بکری  
فوج کرتے اور وہیں اونٹ کا غر کرتے ہیں۔  
دھاری

۱۷ گزشتہ بیان سے معلوم ہو چکا ہے کہ خراؤنٹ کے ساتھ غاں ہے اور ذبح عام ہے ابدالوں کا  
 محرکنا اس کے ذبح کرنے سے افضل ہے۔

۵۲ یہ حدیث مسند العیدین کی فصل اہل میں حضرت ابن عمر سے روایت بخاک کا گڑھ ہے۔ کافر یہ ہے کہ اس حدیث کا ذکر یہاں چاہیے تھا نہ کہ وہاں۔

١٣٤٧ وَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَقْرَةُ عَنْ  
 سَبْعَةٍ وَالْجَزُورُ عَنْ سَبْعَةٍ -  
 وَ نَعَاكَ مُسْلِمٌ وَ أَبُو نَازِكَةَ  
 اللَّفْظُ لَهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کتاب آفرین  
کا طرے سے اندازہ ہی نہ کیا، اس کا ایک طرف  
سے جانتے ہو۔ مسلم اسباب و اسباب۔ اندر اس کا  
کے الفاظ میں ہے۔

۱۷۔ یہ صاحب معاینع پر اعتراض ہے کہ جب حدیث کے یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں تو پھر اسے نقل میں  
میں ذکر کرنا چاہیے تھا۔

عَنْ أُمِّ مَلَكَةَ كَانَتْ كُنَانُ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا دَخَلَ الْعَشِيرُ وَأَرَادَ لَعْنُكُمْ  
أَنْ يُضْطَجِعَ فَلَا يَمَسُّ مِنْ شَعْرِهِ  
وَبَشِيرِهِ شَيْئًا وَفِي عَمَائِهِ فَلَا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
زمانی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن  
دوا بھجوا کا مشرعوں سے فرمایا اور تم میں سے کسی  
نے قرآنی کرنے کا ارادہ کر لیا ہو تو وہ اپنے  
بالوں اور بدن کے چمڑے کو یا نکل نہ چھوئے

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ بال نہ سے اور  
ناخن نہ تراشے۔ ایک روایت میں ہے جس نے  
ذوالحجۃ کا بال دیکھا اور قربانی کا ارادہ کیا تو وہ  
اپنے بالوں اور ناخنوں میں سے کچھ نہ  
رے۔

يَا خُدَّ شَعْرًا وَلَا يَغْلِمَنَّ ظَعْرًا  
وَرَفَى رَمَائِيَةٍ مِّنْ تَرَايَ هَكَالَ  
ذِي الْعَجَبَةِ وَآمَادَ أَنْ يَغْلِمَهَا  
فَلَا يَأْخُذْ مِنْ شَعْرَةٍ وَلَا مِنْ  
أظْفَارِهِ -

(مسلم)

(دعاء مسلم)

اس حدیث میں اس کے یہ عربی لفظ نکالے گئے ہیں کہ لام کی شد اور بغیر شد کے دونوں طرح روایت ہے  
اور یہ تقیم یا قلم سے مشتق ہے۔ اور معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔

۱۱ اگر تم یہ سوال کرو کہ بال کاٹنا اور ناخن تراشنا تو سمجھ میں آتا ہے مگر بشرہ یعنی جسم کی کھال کاٹنا جو کہ بالوں  
کے نیچے ہوتا ہے اس کا کیا معنی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بدن کی کھال کاٹنا بھی مقصود ممکن ہے کسی عذر کی بنا پر  
یا بغیر عذر کے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی منع فرماتے ہیں۔ حضرت یحییٰ شرح میں فرماتے ہیں کہ ائمہ کرام نے اس  
مفہوم کی تصریح کی ہے اور فرماتے ہیں شارح علیہ الرحمۃ اس معنی سے مطلع نہ ہو سکے۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ بشرہ  
سے یہاں ایک دوسری روایت کے قرینہ کی بنا پر ناخن مراد ہیں۔ علماء نے کہا ہے کہ بال کاٹنے اور ناخن تراشنے سے  
ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ حجاج بیت اللہ شریف سے مشابہت پیدا نہ ہو۔ جو کہ حالت احرام میں ہوتے ہیں۔ یہ  
مشابہت تشریف کی طرح ہے جو بعض کے نزدیک مستحب ہے۔ یا یہ حکمت ہے کہ جسم کے ہر جزو حتیٰ کہ بالوں اور  
ناخنوں تک کی قربانی واقع ہو۔ اسی سے متلی میں قربانی کے دن پہلے قربانی ہوتی ہے پھر ہر منڈایا جاتا ہے۔

اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اگر حجاج کرام سے تشبہ مقصود ہوتا تو یہ حکم تمام عنومات احرام کو شامل اور عام  
ہوتا کہ سلاخی اور ذبح اور کھانا وغیرہ بھی ذوالحجۃ کے منہ میں منوع ہوتا۔ پھر اس میں اختلاف ہے کہ یہ ممانعت حرام کے  
دوسری ہے یا نہ ہے۔ ایک جماعت کے نزدیک درجہ حرام میں اور دوسری جماعت کے نزدیک کراہت  
تشریح کی طبیعت رکھتی ہے۔ جامع الاصول میں مسلم کی ایک حدیث حضرت مرد بن مسلم بن عمار رضی اللہ عنہ سے  
نقل کی کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم ذوالحجۃ کے دن کے قریب ایک حمام میں گئے۔ اہل حمام میں سے کچھ لوگوں نے  
نورہ اہل حمام کو سنا کہ انہوں نے کہا کہ ان ایام میں علماء اس سے منع کرتے ہیں۔ اس کے بعد جب میری ملاقات  
مید بن السیث سے ہوئی تو میں نے اس کا ذکر ان سے کیا۔ انہوں نے فرمایا اسے میرے برادر زادہ یہ ایک حدیث  
ہے جسے لوگوں نے فراموش کر دیا ہے۔ اور اس پر عمل کرنا ترک کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت  
ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم لوگ ذی الحجۃ کا چاند دیکھو تو



الحديث الى آخره۔

۱۳۶۶ وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ آيَاتٍ مِنَ الْعَمَلِ الْقَالِجِ فِيْهِمْ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْآيَاتِ الْعَشْرِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٍ -

(درواۃ البخاری)

آہ یعنی ذوالحجۃ کے پہلے دس دن۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسے کوئی ایام نہیں جن میں نیکیاں رب تعالیٰ کو ان دس دنوں سے زیادہ پیاری ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کی راہ میں جہاد بھی ان سے زیادہ پیارا نہیں۔ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد بھی ان سے پیارا نہیں بلکہ سوائے اس کے جو اپنی جان اور مال بے کر نکلا اور کچھ واپس نہ لایا۔

(بخاری)

۲۵ جو ان دس ایام کے علاوہ دوسرے ایام میں کفار کے ساتھ کیا جائے۔

۳۵ یعنی ان ایام میں تھوڑا اور آسان کام بھی اللہ کے نزدیک جلد سے افضل ہے۔

۴۵ کہ اگر وہ اس حد تک پہنچ جائے تو یہ ایک دوسری چیز ہے۔ اور یہ تجارت کی تعلیم ہے۔

## الفصل الثانی

۱۳۶۷ عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَبَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوَجَّعَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلذِّنَى فَطَرَتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلَى مَلَكٍ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَواتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ

## دوسری فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بکریاں ذبح کیں۔ ایک بکری بڑی تھوڑی سی تھی اور دوسری بکری بڑی تھوڑی سی تھی۔ ان دو بکریوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ میں دین ابراہیم پر ہوں جو بے دینی ہے۔ اگستے مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت

اللہ رب العالمین کے یہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم ملا اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ الہی یہ تجھ سے ہے تیرے یہ ہے غم اور اس کی امت کی طرف سے بسم اللہ اللہ اکبر پھر ذکر فرمایا۔ احمد۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی اور احمد۔ ابو داؤد و ترمذی کی دوسری روایت میں ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذکر فرمایا اور کہا بسم اللہ اللہ اکبر الہی یہ میری طرف سے اور میرے اس امتی کی طرف سے ہے جو قرآنی نہ کر سکے۔

رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمِّهِ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ رَوَاكُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتَّائِمِيُّ وَرِفِيعَةُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ دَاوُدَ وَالتَّيْمِيُّ ذَبَحَ بِيَدِهِ وَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُمَّ هَذَا عَنِّي وَعَنْ لَدَائِعِي مِنْ أُمَّتِي -

۱۔ اصل میں لفظ موجوہین ہے۔ وہ دو بکرے جن کے خقیں کی رگیں بے کار کر دی گئی ہوں۔ یعنی خسی۔ اگر یہ لغت میں خسا کا معنی ہے خقیں کو کھینچ لینا۔ مگر یہاں یہی معنی ہے جو بیان کیا گیا ہے۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ خسی کو جانور کے لیے نقصان ہے کہ اس کے بعض اجزاء کم کر دیے گئے اور جس طرح کہ کان اور سینگ کٹا قرآنی کے لیے درست نہیں خسی جانور جو کہ ناقص ہے کس طرح درست ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ خسی ہونا صحت و ظاہر کے اعتبار سے نقصان ہے مگر معنی کے لحاظ سے کمال ہے۔ کیونکہ خسی جانور کا گوشت بہت عمدہ اور بہت لذیذ ہوتا ہے اور اس کی قیمت زیادہ اور گراں ہوتی ہے۔

۲۔ اللہ قرآنی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین و مذہب ہے۔

۳۔ جو عبادت اور ذکر کرنے میں غیر خدا کو خدا کا شریک کرتے اور بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں۔ کہ یعنی میری نماز اور میری تمام عبادتیں اللہ کے لیے ہیں۔ اور لفظ لنگ کا اطلاق استعمال زیادہ تر اس مخصوص عبادت (قرآنی) کے لیے ہوتا ہے۔

۴۔ یعنی مجھے توخیر اور ترک شرک کا حکم دیا گیا ہے۔

۵۔ یعنی اسنام لانے والوں اور اس کی قضاء و قدر کو تسلیم کرنے والوں میں سے ہوں۔ کبھی آپ اس لفظ کے بجائے دنا اول المسلمین فرماتے۔ یعنی میں اس امت میں پہلا مسلمان ہوں کیونکہ تم ہر نبی اپنی امت میں سب سے پہلا مسلمان ہوتا ہے۔ بلکہ میں ذات و تہذیب کے لحاظ سے تمام لوگوں میں سب سے پہلا مسلمان ہوں یہ دعا کتاب الصلوٰۃ باب ما یقول بعد الکبیر میں گزر چکی ہے۔

۷۷ یعنی یہ قربانی تیری عطا اور تیرا فضل ہے۔

۵۷ یعنی تیرے ثواب اور تیری رضا کے لیے کر رہا ہوں۔

۹۵ کہ ذبح کے لیے یہی دو لفظ کافی ہیں۔ زیادہ الفاظ فضیلت کے لیے ہر تے ہیں۔

شاہ آپ نے یہاں اپنی آل کا ذکر نہ فرمایا کیونکہ آل بھی امت میں داخل ہے اور اس روایت میں لفظ بیدہ زیادہ آیا ہے اور اس روایت میں یہ الفاظ زیادہ اے بسم اللہ اللہ اکبر اللہم ہذا امتی و عن لم یفتح من امتی۔ یعنی یہ میری اور میرے اس امتی کی طرف سے ہے جو قربانی نہیں کر سکتا۔

مِمَّا دَعَا عَنْ حَنْشٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا  
يُضَيِّئُ بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا  
فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضَيِّئَ عَنْهُ  
فَأَنَا أُضَيِّئُ عَنْهُ -

رواه أبو داود و ترمذی

نَحْوًا

۱۷ حضرت حنفی صاحب مدظلہ و ذریعہ نوران کا زہرا خاتون شین محمدیہ کی تالیف ہے۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی احادیث پر کلام ہے۔ ابو داؤد کہتے ہیں کہ یہ ہے۔

۷۲ کہ آپ دو بکرے ذبح کر رہے ہیں جب کہ ایک بکرا ہی کافی ہے۔

۳۵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ میری طرف سے ایک بار قربانی کرنا جسے  
علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف سے ایک بار قربانی کی سارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو پورا کیا اور حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ میری طرف سے ہمیشہ قربانی کیا کرنا۔ اس بار حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی  
طرف سے قربانی کیا کرتے تھے۔ حدیث کے ظاہر الفاظ اسی مفہوم پر دلالت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب  
ہوتا ہے کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے۔ بعض اسے جائز قرار نہیں دیتے۔ جنہوں نے اسے جائز قرار دیا کہ اللہ  
سے منقول ہے کہ میرے نزدیک محبوب ترین ہے کہ اس کی طرف سے قربانی کی جگہ صدقہ کرے اور اگر میت  
کی طرف سے قربانی کرے تو پھر اس میں سے خود کچھ نہ لگائے۔ بلکہ اس قربانی کا سارا گوشہ صدقہ کر دے۔

وَعَنْ عِيَالٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ  
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ

كَمْ تَشَرَّفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَأَنْ  
لَا تُضَيَّ بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مَدَاهِرَةٍ  
وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ -  
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ وَ  
النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ  
وَأَنْعَتُ رَوَايَتَهُ إِلَى قَوْلِهِ  
وَالْأُذُنَ -

ہم لوگ قربانی کے جانور کی آنکھیں اور کان اچھی طرح  
دیکھ لیں۔ اور ایسا جانور قربانی نہ کریں جس کے کان  
کا اوپر کا حصہ کٹا ہوا ہو اور وہ اس کی جس کی کان کا نیچے  
والا حصہ کٹا ہوا ہو اور نہ اس کی جس کے کان میں بڑا ٹکمان  
ہو۔ اور نہ وہ جس کا کان پھٹا ہوا ہو۔ ترمذی، ابوداؤد  
نسائی و دارمی و ابن ماجہ، ابن ماجہ کی روایت  
والا ذن پر ختم ہو جاتی ہے اور والی لافسفی سے  
لے کر آخر حدیث تک کے الفاظ اس میں نہیں ہیں۔

۱۔ کہ ان میں کوئی ایسا نقص و عیب نہ ہو جس کی وجہ سے اس کی قربانی جائز نہ ہو۔  
۲۔ حدیث میں لفظ مقابلہ ہے باقی زیر سے۔ اسی طرح لفظ مابرة کی با پر زبر ہے۔ اور لفظ شرقاء و خرقاء  
کے منکر ہیں۔

۱۳۸۱ وَ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ  
تُضَيَّ بِأَعْضَابِ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ  
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے فرمایا  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ہم ایسے  
جانور کی قربانی کریں جس کے سینک ٹوٹ چکے ہوں  
اور جس کے کان بھی کٹے ہوئے ہوں۔  
(ابن ماجہ)

۱۔ عربی لفظ اعصاب ایسے ہی معنی۔ (یعنی اور ضاد معجم کی زیر) سینک کا ٹوٹا ہوا ہونا۔ عضباء وہ بکری  
جس کے سینک ٹوٹ ہوئے ہوں۔ اس لفظ کا اکثر استعمال سینک ٹوٹنے میں آتا ہے کبھی کان کے لیے بھی ہو  
جاتا ہے جیسا کہ ہم دیکھیں یہ ہے۔ مراد کان کا کٹا ہونا۔ مالک، احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ  
اور دارمی۔

۱۳۸۲ وَ عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
سُئِلَ مَاذَا يُشَقُّ مِنَ الضَّحَايَا  
فَأَشَارَ بِبِيَدِهِ فَقَالَ أَلْبَعَا الْعُجْبَاءُ  
الْبَيْنُ ظُلْعُهَا وَالْعُورَاءُ الْبَيْتُ

حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
دریافت کیا گیا کہ کس قسم کے جانور قربانی نہ کیے  
جائیں۔ تو آپ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے  
فرمایا چار جانور۔ ٹکڑا جس کا ٹکڑا اپن ظاہر و نمایاں

ہوا کا نا جس کا کا نا پین واضح اور نمایاں ہو۔ بیمار  
جس کی بیماری نمایاں طور پر محسوس ہو رہی ہو۔  
شایت و بلا جس کی ہڈیوں میں مغزیاتی م  
رہا ہو۔

عَوْرَهَا وَ الْمَرِيضَةَ الْبَسِيْنُ  
مَرْضَهَا وَ الْعَبْقَاءُ الرَّقَى لَا تُنْقَى  
رَوَاةُ مَالِكٍ وَ أَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ  
وَ أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ  
وَ الدَّارِمِيُّ۔

۱۔ یعنی جس کا کا نا پین کل یا اکثر طور پر ظاہر نمایاں ہو۔  
۲۔ کہ اس کی صحت کی امید نہ ہو۔

۳۔ حدیث میں لفظ تنقی آیا ہے۔ تا کی پیش نون ساکن۔ قاف کی زیر۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔  
سنگ دار۔ قوی ہیکل زنجیرے کی قربانی کرتے تھے  
برسیا ہی میں دیکھے۔ سیاحی میں کھائے اور  
سیاحی میں ملے۔

۳۸۳۔ وَ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغَيِّثُ  
بِكَبْشٍ أَقْنَنَ فَحِيلٌ يَنْظُرُ فِي سَوَادِ  
وَ يَأْكُلُ فِي سَوَادٍ وَ يَمْشِي فِي  
سَوَادٍ۔

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

رَوَاةُ التِّرْمِذِيُّ وَ أَبُو دَاوُدَ  
وَ النَّسَائِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ۔

(ابن ماجہ)

۱۔ یہ حدیث کے لفظ فیل (بروزن کریم) کا ترجمہ ہے۔ یہاں اس کا یہی معنی ہے۔ اس کا اصل معنی نر۔  
طاقتور اور مادہ پر کوڑنے والا بکر ہے۔ عمار نے کہا ہے کہ قربانی کے لئے بہتر وہ نہ بکر ہے جو مادہ پر بار بار  
کوڑ کر چڑھتا ہو۔ مراد طاقتور اور بڑا ہے۔

۲۔ یعنی سیاہ چشم۔ سیاحی میں کھائے یعنی جس کے سر کا رنگ کالا ہو۔ سیاحی میں چلے یعنی ہر وقت  
حضرت مجاشع سے جو بنی سلیم سے ہیں روایت ہے۔  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ  
بھیر کا شش ماہہ بچہ اس میں کھولتے تھے جس  
میں بکری کا ایک سالہ بچہ کافی ہو۔

(ابوداؤد۔ نسائی)

(ابن ماجہ)

۳۸۴۔ وَ عَنْ مَجَاشِعَ بْنِ أَبِي مُلَيْمٍ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَانَ يَكْنُزُ إِنْ الْبَدَنَ يُورِقُ  
مَتَا يُورِقُ مِنْهُ الشَّيْءُ۔

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَ  
ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۔ تجاشع یم کی پیش یم کی دربار و شین مجہ کی ریر۔ بنی سلیم سین کی پیش۔ لام کی زبر حضرت مجاشع رضی اللہ عنہ صحابی ہیں قبیلہ بنی سلیم سے ہیں۔ اور سہا جرین میں سے ہیں۔ جذع یم اور ذال کی زبر جذع سے یہاں بیٹر کا پھر مراد ہے جیسا کہ باب کے اول میں گوارا اور اگر جذع کی تفسیر اس سے کریں جو پورے سال کا ہو چکا ہو تو پھر بکری کا ایک سالہ بچہ بھی درست ہے کیونکہ تہی بکری کے ایک سالہ بچہ کو کہتے ہیں۔ اور لفظ یونانی (غامشد) توفیہ مصدر سے ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بیٹر کا چھ ماہہ بچہ قربانی کے لیے کتنا اچھا ہے۔

۳۸۹۹ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَغْتَمِ الْأَضْحِيُّ الْجَذْعُ مِنَ الضَّانِ

(ترمذی)

(دَوَاۓ التِّرْمِذِي)

۱۔ یعنی بیٹر کا چھ ماہہ بچہ قربانی کے لیے جائز ہے مگر بکری کا چھ ماہہ بچہ جائز نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ عید النحر آگئی تو ہم گائے سات حصہ وار شریک ہوئے۔ اور اونٹ میں دس حصہ۔

۳۸۹۸ وَ رَأَى ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحَى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً وَفِي الْبَعِثِ عَشْرَةً

ترمذی، ابن ماجہ

اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تَعَاۓ التِّرْمِذِي وَ النَّسَائِي وَ ابْنُ مَاجَه وَ قَالَ التِّرْمِذِي هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

۱۔ اونٹ میں دس حصہ واروں کا اشتراک بعض علماء کے نزدیک جائز ہے مگر جہوں اس پر ہیں کہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اور گائے واروں کا ایک ہی حکم ہے۔

۲۔ ترمذی میں ایک حدیث یہ بھی مروی ہے کہ ایک بکری سب گھر والوں کی طرف سے کفالت رتی ہے گھاس کا حکم بھی وہی ہے جیسا کہ یہ بھی منسوخ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۳۸۹۷ وَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ  
النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ إِهْرَاقِ  
الدَّمِ وَرَأْيُهُ كِبَارِيُّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ  
يَقُودُ نَفْسًا وَاشْعَدَهَا مَا وَآظَلَهَا فِيهَا  
وَرَأَى الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ  
قَبْلَ أَنْ يَقَعَهُ بِالْأَرْضِ فَطَيَّبُوا بِهَا  
نَفْسًا -

ابن آدم کا کوئی عمل یوم نحر کے دن کے عمل (خون  
بہانے) سے محبوب تر نہیں۔ بیشک وہ (قربانی  
کا جانور) قیامت کے دن اپنے سیگوں، بالوں  
اور کھردوں کے ساتھ آئے گا۔ اور بے شک خون  
زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت  
کے مقام کو پہنچ جاتا ہے۔ تو اپنے آپ کو اس کے  
ساتھ خوش کر دو۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

(ترمذی - ابن ماجہ)

۱۔ ظلف ال کھر کرکتے ہیں جو درمیان سے چرا ہوا ہو۔ جیسے گائے اور بکری وغیرہ کا کھر یعنی یہ سب چیزیں  
قیامت کے دن میزان میں رکھی جائیں گی اور ان کے ساتھ میزان کو بھاری کیا جائے گا۔  
۲۔ یا معنی یہ ہے کہ تمہیں قربانی کے اس عمل سے خوش ہونا چاہیے۔ حدیث کا لفظ طیبوا طیب تشدید یا  
طیب غیر شد سے مشتق ہے اور دونوں طرح مروی ہے۔ اصل معنی اذل روایت کے مطابق اور دوسرا معنی دوسری  
روایت کے مطابق۔

۱۳۸۸ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَا مِنْ آيَةٍ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ أَنْ  
يَتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرٍ وَهُوَ الْحَجَّةُ  
يَعْمَلُ حَيْثَامٌ كُلَّ يَوْمٍ مِثْلَ حَيْثَامٍ  
سَنَةً وَرَقِيمٌ كُلَّ لَيْلَةٍ مِثْلَ رَقِيمٍ  
لَيْلَةَ الْقَدْرِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
دنیا میں سے کوئی دن اللہ کے نزدیک اس کی  
عبادت کے لیے وہاں حجہ کے دنوں سے  
محبوب تر نہیں۔ ان دنوں میں سے ایک دن  
کا روزہ سال کے روزوں کے برابر ہے۔ اسی دن  
کا ایک راتِ قیام (عبادت الی) لیلۃ القدر کے  
قیام کے برابر ہے۔ (ترمذی - ابن ماجہ - ترمذی  
لے گا اس کا اسم و صفت ہے۔)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ  
وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ إسناده حسن

۱۔ یعنی ان دنوں میں عبادت کرنا باقی تمام دنوں کی عبادت سے افضل ہے۔ جو بھی عبادت کا عمل ہو  
خصوصاً قربانی کا عمل کہ دیگر تمام اعمال سے فاضل تر اور محبوب تر ہے۔  
۲۔ علماء کا عشرہ ذی الحجۃ اور عشرہ رمضان کی انصافیت میں اختلاف ہے۔ قتادہ و پیغمبر قول یہ ہے

کہ ذوالحجۃ کے دس دن رمضان کے دس دنوں سے افضل ہیں۔ کہ ان میں عرفہ کا دن ہے مگر رمضان کی دس راتیں عشرہ ذوالحجۃ کی دس راتوں سے افضل ہیں۔ کہ ان میں شب قدر ہوتی ہے۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
شَهِدْتُ الْأَمَنِيَّ يَوْمَ النَّحْرِ مَعَ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا  
يَعُدُّ أَنْ صَلَّى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ  
وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَرَى لَحْمًا أَحْمَرَ  
قَدْ دُبِحَتْ قَبْلَ أَنْ يَكْفُرَ مِنْ  
صَلَاتِهِ فَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ  
أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَسْذِبْهُ مَكَانَهَا أُخْرَى  
وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ  
خَلَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ مَنْ كَانَ  
ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ أَوْ لَعَلَّيْ خِلْدٌ بَعْ  
أُخْرَى مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَسْذِبْهُ  
خِلْدٌ فَجَعَلْهَا سِرًّا لِلَّهِ  
(مسند أحمد)

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں روزا نحر کے دن کہ نحر و  
قربانی کا دن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ساتھ حاضر ہوا۔ تو آپ واپس لوٹے نماز ادا  
کرنے اور اس سے فارغ ہونے اور سلام پھیرنے  
سے کہ آپ کیا دیکھتے ہیں کہ قربانیوں کے گوشت میں  
جو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ذبح کی گئی تھیں  
آپ نے فرمایا جس نے اپنی نماز یا ہماری نماز پڑھنے  
سے پہلے ذبح کی ہیں۔ تو وہ ان کی جگہ دوسری ذبح کرے  
اسی ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ حضرت  
جندب نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کے دن  
نماز عید پڑھی۔ پھر خطبہ دیا پھر قربانی کا جانور ذبح  
کیا۔ اور فرمایا جس نے اپنی نماز پڑھنے یا ہماری نماز  
پڑھنے سے پہلے قربانی کر لی۔ تو وہ اس کی جگہ دوسری  
ذبح کرے اور جس نے نماز عید سے پہلے ذبح  
نہ کیا تو وہ اللہ کے نام پر ذبح کرے۔  
(بخاری و مسلم)

اسے یعنی حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اس میں جندب بن سفیان  
بھی کہتے ہیں۔ وادوا کی طرف نسبت کی بنا پر۔ انہیں بخلی، علقمی، اماسلمی بھی کیا جاتا ہے۔ پہلے کوفہ میں رہے پھر  
بصرہ چلے گئے۔ وہاں سے کہ معظمہ بھی آئے اور حضرت ابن الزہیر رضی اللہ عنہ کے نقشہ کے چار سال بعد اس  
دار فانی سے رحلت کر گئے۔ ان سے حضرت حسن بصری اور حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہما روایت



کرتے ہیں۔

۱۳۹۰۔ وَ عَنْ تَارِفِ بْنِ أَنَسٍ عَمَّا  
قَالَ الْأَصْبَغِيُّ يَوْمَ مَا نِ بَعْدَ يَوْمِ  
الْأَصْبَغِيِّ -

حضرت تارح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
بے شک ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عید کے دن  
کے بعد کے دو دن بھی قربانی کے دن ہیں۔ اسے  
ہم نے روایت کیا اور کہا مجھے حضرت علی ابن  
ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث  
پہنچی ہے۔

رَوَاهُ مَالِكٌ وَ قَالَ يَكْفِي عَنْ  
عَلِيِّ بْنِ رَبِيعٍ طَلَبِ مِثْلِهِ -

۱۳۹۱۔ وَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَتَاهَا  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِالْمَدَائِنَةِ عَشْرًا وَسِتِّينَ يُصْبِحُ  
دَعَاةُ التَّوْبَةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ  
میں دس سال قیام پذیر رہے اس عرصہ میں مسلسل  
قربانی کرتے رہے یہ (ترمذی)

۱۳۹۲۔ وَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ قَالَ  
أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ قربانیاں

کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ہمارے لیے ان میں کیا اجر و ثواب ہے۔ فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے (بال کا تعلق گائے بکری سے ہے) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پشیم میں کیا ثواب ہے۔ (جو بھیرا دراز نوٹ پر ہوتی ہے) فرمایا پشیم کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے

(احمد۔ ابن ماجہ)

الْأَضْرَاجُ قَالَ سَنَنْهُ رَبِّي كَمَا رَأَيْتُمْ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوا فَمَا لَنَا فِيهَا  
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَكُلُّ شَعْرَةً  
حَسَنَةً قَالُوا فَالضُّوْفُ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ قَالَ يَكُلُّ شَعْرَةً مِنَ الضُّوْفِ  
حَسَنَةً

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ

۱۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مشہور صحابہ میں سے ہیں۔

۲۔ ان کی اصل کیا ہے۔

۳۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پشیم کے لیے بھی شعر (بال کا استعمال آتا ہے)

## بَابُ الْعَتِيرَةِ

### مختصرہ کا باب

مختصرہ مختصرہ کی جگہ پر ہے۔ مختصرہ زمانہ جاہلیت کی قربانی ہے جو وہ ماہِ رجب میں بتوں کے لیے کرتے تھے۔ یہ عتیرہ (اس) میں مسلمان بھی کرتے تھے۔ اس کے بعد منور ہو گیا۔ تدریجی نے کہا بہت سے علماء نے مختصرہ کو رد قرار دیا ہے۔ اس کے جواز کی ہی نفی کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ کی اس حدیث کی بنا پر جواز ہی ہے۔ بعض علماء اب بھی باج مانتے ہیں۔ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ماہِ رجب میں مختصرہ ذبح کیا کرتے تھے۔ جو عتیرہ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی جاہلیت کے فعل کے ساتھ خاص ہے جو وہ بتوں کے لیے کرتے تھے۔ مسلمان خدا کے لیے ذبح کرتے ہیں۔ ان کے لیے کوئی قیاحت نہیں۔ ان کے موقف کی تائید حضرت نبیغہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کرتی ہے۔ جسے ابو داؤد نے روایت کیا۔ کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں ماہِ رجب میں مختصرہ کیا کرتے تھے۔ اب آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا تم خدا کے لیے ہر ماہ میں کر سکتے ہو۔ حدیث کا مضمون ختم ہوا۔

## الفصل الأول

## فصل اول

۱۳۹۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرْعَ وَ  
لَا عَتِيرَةَ قَالَ وَالْفَرْعُ أَوَّلُ نَتَاجِ  
كَانَ يُنْتَبِجُ لَهُمْ كَانُوا يَذْبَحُونَهُ  
لَطَوَاغِيَّتِهِمُ وَالْعَتِيرَةُ رُفَى رَجَبٍ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
وہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کوئی  
فرع نہیں کوئی عتیرہ نہیں۔ راوی کہتا ہے فرع وہ  
بچہ ہوتا تھا جو ان کے لیے اونٹنی یا بکری پر سے جینی  
تھی۔ وہ اس بچے کو اپنے بھلے کے لیے ذبح  
کرتے تھے اور عتیرہ وہ ہے جسے ماہِ رجب میں  
ذبح کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ فرع فاک زبر ہے

۲۔ یہ حدیث عتیرہ کی نفی اور اس کی حرمت کی دلیل ہے۔

## الفصل الثاني

## فصل دوم

۱۳۹۳ عَنْ مَخْنَفِ بْنِ سُكَيْمٍ قَالَ كُنَّا  
دُقُوقًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ بَعْرَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ  
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ عَلَى كُلِّ امْرِئٍ  
بَيْتَ رُفَى كُلِّ عَامٍ أَضْيَجَةً وَعَتِيرَةً  
مَنْ تَذَرُوْنَ مَا الْعَتِيرَةُ رُفَى الرَّحَى  
تُسَمُّونَهَا الرَّحِيَّةَ

حضرت مخنف بن سکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ ہم دقوقہ میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ ہر آدمی پر ہر سال ایک عتیرہ اور ایک  
بیت روفی کا ذبح کرنا ہے۔

۱۔ بیت روفی وہ ہے جسے عتیرہ کہتے ہیں۔  
۲۔ بیت روفی وہ ہے جسے عتیرہ کہتے ہیں۔  
۳۔ بیت روفی وہ ہے جسے عتیرہ کہتے ہیں۔  
۴۔ بیت روفی وہ ہے جسے عتیرہ کہتے ہیں۔  
۵۔ بیت روفی وہ ہے جسے عتیرہ کہتے ہیں۔  
۶۔ بیت روفی وہ ہے جسے عتیرہ کہتے ہیں۔  
۷۔ بیت روفی وہ ہے جسے عتیرہ کہتے ہیں۔  
۸۔ بیت روفی وہ ہے جسے عتیرہ کہتے ہیں۔  
۹۔ بیت روفی وہ ہے جسے عتیرہ کہتے ہیں۔  
۱۰۔ بیت روفی وہ ہے جسے عتیرہ کہتے ہیں۔

رَدَاةُ التَّرْمِيدِيِّ يُؤَيِّدُ مَا قَالَهُ  
النَّسَائِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَحَالِ  
التَّرْمِيدِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ  
مَنْعَتُ الْأَسَدِ وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ  
وَالْعَتِيرَةُ مَنْسُوخَةٌ

۱۷ مخفف میم کی زیر خا ساکن۔ بعد میں نون وھا۔ سلیم سین کی پیش۔ لام کی زبر۔ آپ صحابی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اصطفیان کا والی مقرر کیا تھا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قربانی اور عتیرہ کے بارے میں حدیث روایت کی ہے۔

۱۸ کیونکہ ماہِ رجب میں ذبح کیا جاتا ہے۔

۱۹ ثور پشی نے کہا کہ عتیرہ کے منسوخ ہونے میں علامہ کلام کیا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجة الوداع کے دن تھا۔ اور یہ صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے صرف دو تین ماہ پہلے ہی کو ثابت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۱۳۹۵ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمُوتُ يَوْمَ الْأُمْنَى عَيْنًا جَعَلَهُ اللَّهُ لِهَيْدِهِ الْأُمْنَى كَمَا لَكَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْتَ ذَلِكَ لَمْ أَجِدْ إِلَّا مَوْتِيحَةً أَتَتْهَا مَوْتِيحَتَانِ يَمَانِ قَالَ لَا وَلَكِنْ خُذْ مِنْ شَوْكٍ وَأَخْطَايَكَ وَتَقْصُرْ شَاوِيكَ وَتَمُتْ مَا تَلَفَ خَذَلِكَ تَمَامَ أَخْرَجْتِكَ رَحِمَهُ اللَّهُ

۱۴۰۰ مَا تَلَفَ أَوْ ذَاكَ وَ الْمُسَاكِينِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اٹھی کے دن (جسے اللہ نے اس امت کے لیے عید بنایا ہے) حکم دیا گیا ہے۔ ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا مجھے بتائیں کہ اگر میں دودھ دینے والی ناقہ یا بکری کے سوا کچھ نہ پاؤں۔ کیا میں اس کی قربانی کروں۔ فرمایا۔ نہ بلکہ اپنے بال لے اور اپنے ناخن تراش اور اپنی لبیں کچھ پست کر۔ اور اپنے بال زیر ناف صاف کر۔ یہ اللہ کے نزدیک تیری پوری قربانی ہوگی۔ (ابوداؤد و نسائی)

۱۴۰۱ اصل صریح میں یہاں لفظ منجہ آیا ہے۔ مانے مصلحہ کے ساتھ جو وزن کریمہ۔ منج سے شوق بمعنی عطا کر دینا کی حالت میں کہ دودھ دینے والی اونٹنی یا بکری زیادہ ساکین کو دے دیا کرتے تھے تاکہ وہ اس کے دودھ پر گزارہ کر سکیں اور جب تک کہ ان کو اس کی ضرورت ہو اس سے نفع اندوز ہوتے رہیں ضرورت پوری ہونے پر وہ انہیں واپس کر دیتے تھے۔ یہاں منجہ کے ساتھ انٹنی کی قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکور بھی منجہ کہتے ہیں۔ اور اس کی تاحاتہ کی تا کی طرح ہے۔ کہ اس کا اطلاق نہ کے لیے بھی

ہوتا ہے یا انشی کا لفظ تاکید کے لیے قید اتفاقی کے طور پر لایا گیا ہے۔ یعنی کہ دوسرے دینے والی ازبٹنی کا نفع زیادہ ہے تو یہ صحابی عرض کرتے ہیں کہ اگر میرے پاس منہ کے علاوہ قربانی کے لیے اند کوئی جانور نہ ہو تو کیا میں اس کی قربانی کر دوں۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا اسے ذبح نہ کرو۔  
۲۔ یہ تمام افعال تیری طرف سے قربانی متصور ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر و ثواب میں قربانی کا درجہ رکھیں گے۔

## بَابُ صَلَوةِ الْخُشُوفِ

### نماز خشوف کا باب

وقت کے اعتبار سے مشہور یہ ہے کہ خشوف کا استعمال چاند کے لیے اور کسوف کا استعمال سورج کے لیے ہوتا ہے۔ حدیث کے راویوں میں سے بعض نے دونوں کے لیے کاف اکسوف سے روایت کیا ہے بعض نے دونوں کے لیے خشوف کا لفظ روایت کیا ہے اور ایک جماعت نے چاند کے لیے قسوف اور سورج کے لیے کاف سے روایت کیا ہے جو احادیث باب میں مذکور ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کا خبر دیتی ہیں سب کسوف شمس کے لیے ہیں۔ ماسوائے دوہری کسوف کا اس میں احتمال ہے۔ شیخ نے اپنی شرح میں اسے خشوف تحریر محمول کیا ہے۔ اور سوائے اس بات کے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں واقع ہوا کہ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ كَذَلِكَ لَا يَنْفَعُكَ ذَرْبُكَ فَلْيَعْبُدِ اللَّهَ بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم انہیں دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو اور اللہ عزوجل عائدہ اللہ عنہما کی حدیث میں اس طرح آیا ہے كَادُتُغُوا اللَّهَ وَكَيْتُ دَاخِلُكُمْ وَتَحْتَدُّ قُحُوًا۔ یعنی جب تم یہ دو نشانیاں دیکھو تو اللہ کے حضور دعا کرو واللہ کی بڑائی بیان کرو۔ نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔ کہ ان دو احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل معلوم ہو سکا کہ آپ نے نماز کسوف پڑھی یا دعا وغیرہ کی۔ اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث دارقطنی سے نقل کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا پڑھتے تھے کہ اے اللہ! میں نے تجھے دیکھا ہے اور تجھے دعا کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایک حدیث ملے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح و چاند کے گرہن کے وقت چار رکعتیں چار سجدوں کے ساتھ ادا کرتے۔ لیکن ان دونوں احادیث کے اسناد میں کلام ہے۔ واللہ اعلم۔

دافع ہو کہ اخاف کے نزدیک سورت گرمین میں دو رکعت نفل باجماعت پڑھی جاتی ہیں۔ ہر رکعت میں ایک رکوع ہے جیسا کہ عادتہ نماز میں ہوتا ہے۔ بغیر خطبہ کے۔ اور چاند گرمین میں جماعت نہیں۔ بلکہ ہر شخص اکیلا اکیلا پڑھے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سورت گرمین اور چاند گرمین دونوں میں جماعت اور خطبہ ہے اور حضرت ابن عباس کی حدیث کے مطابق ہر رکعت میں دو رکوع ہیں۔ اسی طرح امام احمد کے نزدیک ان کے مشہور مذہب کے مطابق اور ان کے اکثر اصحاب کے نزدیک اکیلے اکیلے اور ہر رکعت میں ایک رکوع اور بغیر خطبہ کے بھی جائز ہے۔ اخاف کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ وہ اخاف کے مذہب کو واضح طور پر ثابت کرتی ہے اور یہ بات بھی بالکل ظاہر ہے کہ عورتوں اور بچوں کی نسبت ان مردوں پر حقیقت حال زیادہ واضح ہوتی ہے۔ جو صف اول میں کھڑے ہوتے ہیں کیونکہ عورتوں اور بچوں کو بالکل پچھلی صفوں میں کھڑا کیا جاتا ہے اس لیے مردوں کی روایت زیادہ راجح ہوگی کذا فی المدلیۃ۔ اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ ایسی صحیح اور حسن احادیث لائیں جو ضعیفہ کے مذہب کو ثابت کرتی ہیں۔ اور ان احادیث پر محدثین نے اعتراضات کیے ہیں۔ جن میں ایک رکعت میں ایک سے زیادہ رکوعوں کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ راویوں کا ان احادیث میں اضطراب ہے کہ بعض نے ایک رکعت میں دو رکوع کی روایت کی۔ بعض نے تین رکوع۔ بعض نے چار اور بعض نے پانچ لہذا ضروری ہے کہ یہ نماز بھی مشہور طریقہ کے مطابق پڑھی جائے۔ پھر یہ طریقہ اس مطلق روایت کی مثل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَإِذَا كَانَ ذَٰلِكَ فَصَلُّوا۔ کہ جب گرمین کا وقت ہو تو نماز پڑھو۔ اور اسی شدید اضطراب کے پیش نظر اخاف کے بعض مشائخ نے فرمایا کہ پچھلی صفوں والوں کو یہ اشتباہ زیادہ ہجوم کی وجہ لاتی ہو اسلئے ظاہر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں گرمین کا واقعہ صرف ایک دفعہ واقع ہوا اور کسی راوی نے بھی ایک سے زیادہ بار اس واقعہ کے پیش آنے کو روایت نہیں کیا۔ کیونکہ یہی پہلی بار میں متعدد بار گرمین کا واقعہ ہوتا ہے اور خلافت عادت ہے۔ لیکن صاحب ہدایہ کا قول کہ مردوں پر حقیقت حال زیادہ واضح ہو سکتی ہے اس وقت کمال دلیل بن سکتا ہے جب کہ حضرت عائشہ کے علاوہ مردوں میں سے کسی نے حضرت عائشہ کے ساتھ ملافت نہ کی ہو۔ واللہ اعلم بحقیقۃ المال۔

## الفصل الاول

## پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے  
فرماتی ہیں بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
زمانہ میں سورت گرمین ہوا۔ تو آپ نے ایک

۱۳۹۸ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَآتِ  
الشَّمْسُ خَسَفَتْ عَلَى عَمَلِ رَسُولِ  
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَبَعَثَ مُنَادِيًا الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَقَدَّمَ  
فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَاكِعَتَيْنِ  
وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا  
رَكَعْتُ رُكُوعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُ  
سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهُ -  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

منادی کو بھیجا کہ لوگوں میں ان الفاظ کے ساتھ نماز کے  
الصلوة جامعہ۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے  
اور چار رکوعوں سے دو رکعتیں پڑھیں اور چار سجدے  
کیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے  
کبھی بھی اس نماز سے زیادہ لمبا رکوع اور سجدہ  
نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

۱۵ یعنی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں۔

۱۶ جیسا کہ اس کی صورت آگے آرہی ہے یہ مشہور طریقہ (ہر رکعت میں ایک رکوع) کے خلاف ہے۔

۱۷ جیسا کہ معہود و مشہور ہے۔

۱۸ کہ یہ باقی تمام نمازوں سے دراز تھا۔  
۱۹ وَ عَنْهَا قَالَتْ جَعَلَ اللَّهُ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْحُسَيْنِ  
بِقَرَأَتِهِ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے  
فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند  
گوشتن کی نماز میں پانچ آواز سے قرائت کی۔  
(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۹ جیسا کہ شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی شرح میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند گوشتن  
کی نماز کی روایت ثابت ہے۔ در نہ خوف کا لفظ سورج کے نیچے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ  
علوم ہو چکا۔

۲۰ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو  
قَالَ انْحَسَبَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ قِيَامًا  
طَوِيلًا نَحْنُ مِنْ رَهَاءٍ وَ سُوءِ  
أَسْمَاءٍ ثُمَّ رَكَعَ كَرُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ  
رَكَعَ رَأْسَهُ قِيَامًا طَوِيلًا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں  
بے فرما کہ میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
و مسلم نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے  
بڑا دراز قیام کیا سورہ بقرہ کی قراءت سے بعد پھر  
دراز رکوع کیا پھر اٹھے تو بہت دراز قیام کیا جو  
پہلے قیام سے کچھ کم تھا پھر دراز رکوع کیا جو پہلے  
رکوع سے کم تھا۔ پھر اٹھے۔ پھر سجدہ کیا پھر قیام

کیا تو بہت دیر قیام فرمایا۔ جو پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر دراز رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سر اٹھایا تو دراز قیام کیا۔ پھر دراز رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا۔ پھر فارغ ہوئے۔ جب کہ سورج صاف ہو چکا تھا پھر فرمایا کہ سورج و چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں نہ تو کسی کی موت کی وجہ سے گنتے ہیں۔ نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے۔ جب تم یہ دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ تم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی اس جگہ میں کچھ لیا پھر دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے۔ فرمایا میں نے جنت ملاحظہ کی تو اس سے خوشہ لینا چاہا اگر لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔ اور میں نے آگ دیکھی تو آج کی طرح گھبراہٹ والا منظر کبھی نہ دیکھا۔ میں نے دوزخ میں عورتوں کی تعداد زیادہ دیکھی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیوں۔ فرمایا ان کے کفر کی وجہ سے۔ عرض کیا گیا کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں۔ فرمایا جلدی کی تاشکری اور احسان فراموشی کرتی ہیں۔ اگر تم ان سے زمانہ بھر تک نیکی کرو۔ پھر تمہاری طرف سے کچھ دلائی بات دیکھ لیں تو کہتی ہیں کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہ دیکھی۔

وَهُوَ دُونَ قِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَتَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْمَعْمَرَةَ اَيَّانِ مِنْ اَيَّاتِ اللّٰهِ لَا يَخْفَانِ لِعَمَلِ أَحَدٍ وَ لَا لِحَيٰوَتِهِ كَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَتَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا شِعْرُ رَاَيْنَاكَ تَكْفُكْتَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَقَتَاوَلْتُ مِنْهَا عُنُقُوْرًا وَّ لَوْ اَخَذْتُهٖ لَآكَلْتُ مِنْهُ مَا بَقِيَْتُ اَلْحَيٰةَ وَاَيَّتِ الشَّارَ فَلَمَّا اَسْرَا كَالْيَوْمِ مِنْظَرًا فَتَطَ اَنْظَعُ وَاَسْرَا اَيْتُ اَكْثَرُ اَهْلِيْكَ اَلنِّسَاءَ قَالُوْا يٰرَبِّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالِ يَكْفُرُوْنَ قِيْلَ يَكْفُرُوْنَ



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَالِ يَكْفُرَنَّ الْعَشِيرُ وَ  
يَكْفُرَنَّ الْأَحْسَنُ كَوَاحِشَاتِ  
إِلَى إِحْدَاهُمَا الدَّهْرُ ثَمَّ رَأَتْ  
مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا مَرَّ أَيْتُ  
مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ

۱۔ اس کی دوسری

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۔ ایسی ہی روایت بخاری کی ہے۔ مسلم کی روایت میں انکس آیا ہے۔ اور شرح سنہ میں خفت کا لفظ آیا ہے۔ آپ نے اس موقع پر لوگوں کی امامت کی اور لوگوں نے آپ کی اقتدا کی۔  
۲۔ یعنی وقت کی اتنی مقدار صرف کی جس میں سورہ بقرہ پڑھ سکتے ہیں۔ اس سے یقینی طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ آپ نے سورہ بقرہ پڑھی تھی۔ واللہ اعلم۔

۳۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ قیام کی طرح رکوع فرمایا۔  
۴۔ دونوں قریب کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ دوسری رکعت میں آپ نے قرائت کی یا تسبیح پڑھی ظاہر و دسرا احتمال ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۔ جیسا کہ معروف طریقہ ہے کہ دو سجدے کے دونوں کے درمیان بیٹھے۔ یہاں طویل کا ذکر کیا۔

۶۔ یعنی تشہد اور سلام کے بعد اور ظہور کی وجہ سے ان کا ذکر کیا۔

۷۔ یعنی سورج نمایاں، صاف اور روشن ہو گیا۔

۸۔ جو اپنے وجود اور گوشت کے ساتھ متاثر ہونے سے پہلے کھائے گی مگر اس وقت تک کہ کھانے پر دلالت کرتے۔ اور اہل عقل دانش کے لیے یہ موجب حیرت بنتے ہیں کہ ایک گھڑی میں ان کی تیز رفتاری کے باوجود تاریک اور ماند پڑ جاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح اللہ اس پر بھی قادر ہے اور اللہ کو لوگوں کے اعمال پر جان کی روشنی ہے۔ اور انہیں بے نور اور تاریک کر دے۔

۹۔ یہ اہل جاہلیت کے اعتقاد کی تردید ہے کہ چاند یا سورج گرہن کسی حادثہ عظیم کا کسی طرح کی علامت کے رہنے یا نقصان عام کے نور نما ہونے پر ہوتا ہے۔ اتفاقاً اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال بھی ہوا تھا۔ اور لوگ کہتے تھے کہ شاید گرہن کا جب ان کی موت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل جاہلیت کے اعتقاد کے مطابق کسی جیسے آدمی کی موت ہو گئی ہوتا تھا۔ لہذا یہاں زندگی کا ذکر موت کی مناسبت کے طور پر کر دیا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

نہ یا آپ نے اسی جگہ جہاں آپ کھڑے تھے کسی چیز کے گردنے کا ارادہ فرمایا یا اس جگہ جہاں آپ نے نہیں پند و نصیحت کی کیونکہ آپ نے نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اللہ نعت کی کتاب صرح میں ہے عقود بمعنی خوشہ انکور ظاہر امراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک لواقذتہ الخ کے قرینہ کی بنا پر معنی یہ ہوگا کہ میں نے پھرنے کا ارادہ کیا۔

اللہ معنی یہ ہے کہ میں نے اپنے لیے تو اس میں سے لیا اور اگر میں تمہارے لیے اسے لیتا تو تمہیں بھی دیتا کہ ہمیشہ تم اس سے کھاتے رہتے۔ اس طرح کہاں سے جو دامن تم کھا لیتے وہاں فوراً دوسرا دانگ جاتا جیسا کہ بہشت کے میوؤں کی خاصیت ہے۔ اور کھانے اور پھیل اور تیل کا بڑھ جانا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے وقوع پذیر ہوا۔

۱۳۹۹ وَ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَ حَدِيثِ  
ابْنِ عَبَّاسٍ وَ قَالَتْ ثُمَّ سَجَدَ  
فَاطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَ  
قَدْ انْجَلَتْ الشَّمْسُ فَخَطَبَ  
النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَ أَشْفَى  
عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَ  
الْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنَ اللَّهِ لَا  
يُحْسِنَانِ لِمَوْتٍ وَ لَا لِحَيَاتٍ  
فَإِذَا رَأَيْتُمَا ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ  
وَ كَبِّرُوهُ وَ صَلُّوا وَ تَصَدَّقُوا ثُمَّ  
قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَ اللَّهُ مَا مِنْ  
أَحَدٍ أَخْبَرَكُمْ أَنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ  
عَبْدًا أَوْ تَنْزِي أُمَّةً يَا أُمَّةَ  
مُحَمَّدٍ وَ اللَّهُ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا  
أَعْلَمُ لَضَعِكُمْ قَلِيلًا وَ  
تَكِينُمْ كَثِيرًا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مثل اہل حضرت  
ام المومنین نے فرمایا کہ پھر سجدہ کیا تو دراز سجدہ کیا  
پھر فارغ ہوئے جب کہ آفتاب کھل چکا تھا پھر  
لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی  
پھر فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں  
ہیں کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے انہیں  
گرم نہیں لگتا۔ جب تم یہ دیکھو تو اللہ سے دعا  
کرد۔ بخیریں کہو۔ نماز پڑھو اور خیرات کرو۔ پھر  
فرمایا اے محمد مصطفیٰ کی امت رب کی قسم اللہ  
سے زیادہ کوئی اس پر غیر تمہند نہیں کہ اس کا غلام  
یا نوٹھی نہ کرے۔ اے محمد مصطفیٰ کی امت  
رب کی قسم اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا  
ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے  
زیادہ

(مسلم بخاری)

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابن عباس کی حدیث سے یہ الفاظ زیادہ روایت کیے کہ آپ نے دراز سجدہ کیا۔ اور آپ نے خطبہ دعا تکبیر، نماز اور صدقہ کا مضمون زیادہ کیا۔ اور آگے آنے والا مضمون بھی زیادہ بیان کیا۔

۲۔ غیرت کا معنی ہے کسی شخص کا اس بات کو ناپسند جانتا کہ کوئی دوسرا کسی ایسی چیز میں اس کے ساتھ شریک ہو جائے جو اس کا حق ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے غیرت فرمائے سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے امر و نہی میں مخالفت کو ناپسند جانا اور خدا تعالیٰ کی غیرت تمام نافرمانیوں میں ہوتی ہے۔ دنیا کا ذکر تخیل کے طور پر ہے اور اس کی تفصیص اس بنا پر ہے کہ اس میں زیادہ غیرت پائی جاتی ہے۔

۳۔ یعنی آخرت اور قیامت کے حالات اور خدا تعالیٰ کی صفات جلالیہ اور اس کے احکام قہریہ جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ

۱۴۰۰ وَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ خَفَّتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمًا يَغْشَى آثَ تَكُونُ السَّاعَةُ فَاقَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَ رَكَعًا وَ سَجُودٍ مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ وَقَالَ هَذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي بُرْسِلَ اللَّهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتٍ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَ لَكِنْ يُخَوِّتُ اللَّهُ بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَافْزَعُوا إِلَىٰ ذِكْرِهِ وَ دُعَائِهِ وَ اسْتَغْفَارِهِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سورج گرہن ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر کھڑے ہوئے۔ آپ اس طرح ڈرے سارے گھبرا کر قیامت آگئی۔ آپ مسجد میں تشریف لائے اور اتنے بلے عیام، دو رکعت اور سجدہ سے نماز پڑھی کہ میں نے اس کی مثل کبھی نہ دیکھا تھا اور فرمایا یہ نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے وہ کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرا کر سجدہ و توبہ سے تم ان میں سے کوئی چیز دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے فکر اس کے حضور اور گنہگاروں کی معافی سے پناہ مانگو۔

(بخاری و مسلم)

۱۔ یہ راوی کی تخیل و تشیل ہے۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا کہ جب تک آپ لوگوں میں تشریف فرما ہیں۔ قیامت قائم نہ ہوگی۔ نیز وہ دوسرے جو حق سبحانہ نے آپ کا ساتھ کیسے ہونے ہیں، ابھی تک پورے نہیں ہوئے۔

۲۷ کہ وہ اپنی قدرت سے حالت کے بدلنے، نعمت چھین لینے، عذاب نازل کر لے اور مہیبت بظاہر مسلط کرنے پر (اعاذنا اللہ) قادر ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے

۲۸ لغت کی کتاب مراح میں ہے نَفْرَع۔ فاذنًا کی زبردستی۔ ڈرنا اور پناہ ڈھونڈنا۔

۳۹ وَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصَصَ بِالنَّكْسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ رَابِعَتَهُنَّ سَجْدَتٍ (رواہ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا جس دن حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے۔ تو آپ نے لوگوں کے ساتھ چھ رکوع چار سجدوں سے پڑے۔

۴۰ حاکم و صحیح ماہیہ تبیہ رضی اللہ عنہما کے شکم اطہر سے تھے۔ اور مدینہ منورہ میں شہدہ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ اور دس دن ہجری میں شیر خوارگی کے عالم میں انتقال فرما گئے۔ لوگوں نے کہا یہ سورج گرہن انہی موت کی وجہ سے ہوا ہے۔

۴۱ یعنی ہر رکعت میں تین رکوع کیے۔ مگر دو رکعتوں میں سجدے چار ہی کیے۔ جیسا کہ مشہور اور معروف طریقہ نماز ہے۔

۴۲ اور ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ عاشورہ، یادسویں ربیع الاول شریف کے دن فوت ہوئے۔ اس میں بخاریوں کے قول کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ گرہن نہیں ہوتا مگر بیسنے کے آخری تین دنوں میں۔ مگر یہ عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور عاشورہ یا دس ربیع الاول کے دن گرہن خلاف عادت تھا۔ اور اگر بخاری لوگ یہ کہیں کہ مذکورہ تین دنوں کے علاوہ گرہن ہوتا ہی نہیں تو ان کا یہ قول بالکل باطل ہے۔ کیونکہ ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

۴۳ وَ عَنْ ابْنِ جَبْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِيْ اَدْبَعِ سَجْدَةٍ وَ عَنْ عَوْنٍ عَلِيٍّ تَمَثَّلَ ذَلِكَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکوع چار سجدوں کے ساتھ کیے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل روایت ہے۔

(مسلم)

(نَعَاةٌ مُّسْلِمَةٌ)

۱۔ یعنی دو رکعتیں پڑھیں برکت میں چار رکوع کیے۔

۲۔ یعنی ان سے بھی ایسی ہی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح یہ نماز پڑھی۔ یا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گزین کے وقت اسی طرح نماز گزین پڑھتے تھے۔

حضرت عبدالرحمن بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں مدینہ میں تیر اندازی کیا کرتا تھا کہ سورج گرہن ہوا میں نے تیر بھینک دیے اور کہا کہ رب کی قسم میں دیکھوں گا کہ سورج گرہن کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا واقعہ پیش آیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں حضور اقدس کی خدمت میں آیا۔ حضور حاضر میں ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے اندھاپہ بے حس۔ تھیل بکیر۔ اور حمد کہہ رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے۔ یہاں تک کہ سورج سے گرہن کھل گیا جب گرہن کھل گیا تو آپ نے دو سو مرتبہ پڑھیں اور دو رکعت نماز ادا کی۔

مسلم نے اپنی صحیح میں عبدالرحمن بن عمر سے روایت کیا۔ اسی طرح شرح سنن میں ابویہ سے اردو معانی کے نسخوں میں حضرت جابر بن عمر سے۔

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ أَرْتَعِي بِأَسْطُحِ بَنِي الْمَدِينَةِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَلَبَدْتُهَا فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَنْظُرَنَّ إِلَى مَا حَدَّثَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الْقَبْلَةِ رَافِعٌ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيُكَلِّمُ وَيُكَيِّرُ وَيَحْمَدُ وَيَدْعُو حَتَّى حُسِرَ عَنْهَا فَلَمَّا حُسِرَ عَنْهَا قَرَأَ سُورَتَيْنِ وَصَلَّى مَرَّتَيْنِ نَعَاةٌ مُّسْلِمَةٌ فِي صَوْبِهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ وَكَذَا شَرَحَ الشُّعْبَةُ عَنْهُ وَفِي نُسْخَةِ الْمَصَابِيحِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

۱۔ آپ عبد شمس بن عبد مناف کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابو سعید جمہلی ہے۔ عبد شمس کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔ ان کا پہلا نام عبد الکعبہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمن رکھا۔ آپ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ آپ طلاق مکہ میں سے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے آپ نے

سجستان اور کامل فتح کیا۔

۲۔ اور آپ اس وقت کس حال میں ہیں۔

۳۔ جیسا کہ علامہ طیبی رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے اس کی صورت یہ تھی کہ آپ نے نماز کی نیت باندھی اور پہلی رکعت کا قیام لہا اور طارز کیا۔ کہ اس میں تسبیح و تهلیل تکبیر و دعا کی۔ یہاں تک کہ گریہ ختم ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے قرآن پاک پڑھا اور رکوع و سجدہ کیا اس کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے۔ اس میں بھی قرآن پاک پڑھا۔ رکوع اور سجدہ کیا۔ تشہد پڑھا اور سلام پھیرا۔ اسے سمجھو۔

۴۔ اگر یہ صاحب مصابیح صحابی کا ذکر کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ مگر یہاں آپ نے حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا۔ اور مولف رحمۃ اللہ (صاحب مشکوٰۃ) یہ حدیث عبدالرحمن بن عمر سے لائے اور اس کی تائید مسلم اور شرح سنہ کی روایت سے کی کہ وہ بھی صاحب مصابیح سے ہے۔ پھر اپنی تائید و تاکید کے لیے رواہ مسلم فی صحیحہ کا لفظ بھی کہا۔ ورنہ فی صحیحہ کے ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں۔ البتہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گریہ کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔

(بخاری)

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ  
قَالَتْ لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوَقَافَةِ فِي كُسُوفِ  
الشَّمْسِ -

وَقَافَةُ الْبُخَارِيِّ

۱۔ حدیث میں لفظ وقافہ عین کی زبردستی آیا ہے۔ یعنی (عتاق) آزاد کرنا

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت عمر بن عبد بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سورج گریہ کی نماز اس طرح پڑھائی کہ ہم آپ کی آواز نہ سنتے تھے بلکہ

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

(ابن ماجہ)

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ بْنِ جَنْدُبٍ قَالَ  
صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فِي كُسُوفٍ لَا نَسْمَعُ لَهُ  
صَوْتًا -

نَعَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَابُودَاوُدَ وَ

النَّسَائِي وَابْنُ مَاجَةَ -

اسے یعنی آپ نے پست آواز سے قرات فرمائی۔ شیخ ابن حجر نے اپنی شرح میں کہا کہ شافعیہ کا مذہب سورج گاہن کی نماز میں اخفاء قرات ہے۔ کیونکہ یہ دن کی نماز ہے۔ شیخ کا کلام ختم ہوا اسی بنا پر شیخ موصوف نے حضرت عائشہ کی حدیث میں جو اس باب کی دوسری حدیث ہے۔ گزین کو چاند گزین پر محمول کیا جس میں آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف میں جہری قرات کی۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ آپ کے صاحبزین کے نزدیک جہری قرات ہے۔ اور امام محمد سے ایک روایت کے مطابق ان کا قول بھی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے قول کی طرح ہے کیونکہ یہ نماز نوافل کی شکل میں ادا کی جاتی ہے۔ جیسا کہ گزرا۔

۱۳۰۴ دَعْنُ عِكْرِمَةَ قَالَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ  
مَا تَكُ فُلَانَتُهُ بَعْضُ

أَنْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَخَرَّ سَاجِدًا قَقِيلَ نَهْ تَسْجُدُ  
فِي هَذِهِ السَّاعَةِ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمْ  
آيَةً فَاسْجُدُوا وَ آيُ آيَةٍ أَعْظَمُ  
مِنْ ذَهَابِ أَنْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

(دَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ مطہرہ فوت  
ہو گئی ہیں۔ حضرت ابن عباس یہ سنتے ہی بچہ سے  
گئے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ اس گھڑی میں سجدہ  
میں گر گئے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے  
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس  
وقت تم لوگ کوئی نشان دیکھو تو سجدہ کرو یا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے دیاسے  
پٹے پٹے سجدہ کرو کہ ان نشان پر سکتا ہے۔

(ابو داؤد و ترمذی)

۱۳۰۵ حضرت مکرمر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آواز کو وہ غلام نہیں۔ فقہانے کہ  
میں سے ہیں شبی نے کہا میں نے ان سے سنا ہے کہ کتاب اللہ کا کوئی عالم نہیں دیکھا۔ ان کا اس سبب پر ہرے ہے۔  
اس سے حضرت صفیر رضی اللہ عنہ ہمارے ہیں۔

۱۳۰۶ یعنی سمجھو کہ کوئی سبب اللہ موجب موجود نہیں ہے۔ اور سبب و وجہ سجدہ کو لازم ہے۔ جیسا کہ شرع الشیخ علی مذکور ہے۔  
یہ بھی سجدہ سکتا ہے کہ وہ نماز کے لئے کمرہ وقت تھا۔ اور اس کو نے والوں نے سجدہ کو بھی نماز پڑھنا ہی کیا جو گاہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ  
سجدہ سے نماز مراد ہو جیسا کہ بعض علماء شکر کے وہ سجدوں کی نماز قبول کرتے ہیں۔ اسے سمجھو۔

۱۳۰۷ یعنی بلاؤں اور مصیبتوں کے نزول کا نشان۔ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ تو نیاز مندی لگنا ہوں  
کی معافی اور اس سے صحت مدد کے لئے اللہ کے حضور سجدے میں گر جاؤ۔

۵۵ یعنی ادراج مطہرات کا اس دنیا سے رحلت کر جانا بہت بڑا نشانِ عبرت و خوف ہے کیونکہ ادراج مطہرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف و فضل حاصل تھا نیز انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درحیت اور آپ سے ربط و اقلاط کا وہ خاص شرف و کمال حاصل تھا جو صحابہ میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ قرآن کے رحلت کرنے سے برکت اور خیر کثیر بھی اس دنیا سے چلی جاتی ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ ان کے چلے جانے پر وہ علم بھی چلا جاتا ہے جو صرف انہیں ہی حاصل تھا۔ یعنی وہ علم جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور گھر کے اندرونی حالات سے متعلق تھا۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

عَنْ أَبِي بَنْ كَيْبٍ قَالَ أُنْكِنْتُ  
الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِرَمَّةٍ  
فَقَرَأَ سُورَةَ قَمِ الْقَوَالِ وَدَكَمَ  
خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ  
ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلُ  
الْقِبْلَةِ يَدْعُو حَتَّى أَنْجَلِي  
كُوفَهَا -

(دعاء ابو داؤد)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ  
میں سورج گرہن ہوا۔ تو آپ نے لوگوں کو نماز  
پڑھائی اور لمبی سجدتوں میں سے ایک سجدت  
پڑھائی۔ اور آپ نے پانچ رکوع اور دو سجدے  
کیے پھر آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے  
اور آپ نے اس میں بھی لمبی سجدتوں میں سے ایک سجدت  
پڑھی۔ پھر آپ نے پانچ رکوع اور دو سجدے کیے۔ پھر  
آپ نماز کی حالت پر قبلہ سو بیٹھ کر دعائیں مشغول ہو گئے۔  
یہاں تک کہ سورج کا گرہن زائل ہو گیا۔

(ابوداؤد)

۱۵۵ حدیث میں لفظ طل آیا ہے طاک پیش وادی زیر۔ طولی کی جمع۔ بر وزن طوبی الطول کی مرث جیسا کہ تہاوی  
میں ہے۔ یعنی نون میں طل طاک زیر سے آیا ہے۔ اس کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔

عَنْ أَبِي بَنْ كَيْبٍ قَالَ أُنْكِنْتُ  
الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِرَمَّةٍ  
فَقَرَأَ سُورَةَ قَمِ الْقَوَالِ وَدَكَمَ  
خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ  
ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلُ  
الْقِبْلَةِ يَدْعُو حَتَّى أَنْجَلِي  
كُوفَهَا -

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں  
سورج گرہن ہوا تو آپ نے دو دو رکعت نماز پڑھنا  
شروع کی۔ آپ اس دوران اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے  
یہاں تک کہ گرہن دور ہو گیا۔



اَنْجَلَتْ الشَّمْسُ -

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ فِي مَوَایِةِ  
الْبَيْهَقِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ صَلَّى حِينَ انْكَسَفَتِ  
الشَّمْسُ مِثْلَ صَلَوتِنَا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ  
وَلَهُ أُخْرَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا مُسْتَعِجِلًا  
إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَدْ انْكَسَفَتِ  
الشَّمْسُ فَصَلَّى حَتَّى اَنْجَلَتْ  
ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ  
كَانُوا يَقُولُونَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ  
لَا يَنْخَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ  
مِنْ عِبَادِهِ أَهْلُ الْأَرْضِ وَإِنَّ الشَّمْسَ  
وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا  
لِحَيَاتِهِ وَلِحِكْمَتِهَا خَلِيقَتَانِ مِنْ  
خَلْقِهِ يُحَدِّثُ اللَّهُ فِي خَلْقِهِمَا  
مَا شَاءَ فَأَيُّهُمَا انْخَسَفَ فَصَلُّوا  
حَتَّى يَنْجَلِيَ أَوْ يُحَدِّثِ اللَّهُ أَمْرًا

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

اسے ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی روایت  
میں ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن  
جلدی جلدی مسجد میں تشریف لائے۔ جب کہ  
سورج گہن ہو چکا تھا تو آپ نے غماز پڑھی یہاں  
تک کہ سورج کھل گیا پھر آپ نے فرمایا بیشک  
جاہلیت کے لوگ کہتے ہیں کہ سورج اور چاند گہن  
نزدہ نہیں ہوتے گراہل زمین کے عظیم آدمیوں میں  
سے کسی عظیم آدمی کے مرنے پر اور بے شک  
واقعہ یہ ہے کہ سورج اور چاند کسی کی موت  
اور اس کی زندگی سے گئے نہیں جاتے بلکہ یہ  
دونوں اللہ کی خلق میں سے عظیم ہیں۔ اللہ  
تعالیٰ اپنی خلق میں جو چاہتا ہے اسے لاتا  
ہے۔ ان دونوں میں سے جو بھی گراہن  
کی زد میں آئے تو غماز پڑھو۔ یہاں تک  
کہ وہ کھل جائے۔ یا اللہ تعالیٰ کوئی اور چیز  
ظاہر کر دے یہ

(نالی)

۱۔ یہ حنفیہ کی دلیل ہے۔ اس قسم کی بہت احادیث ہیں جنہیں شیخ ابن الہمام نے ذکر کیا ہے۔  
۲۔ اس حدیث میں مطلق غماز کا ذکر ہے۔ بغیر دوسری خصوصیات (لمبار کہ درج احوال کا مکمل بیان ہے۔  
۳۔ یعنی غماز یا قیامت برپا کر دے۔

## بَابُ فِي سُجُودِ الشُّكْرِ

### سجدہ شکر کا باب

وَهَذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ  
الْأَوَّلِ وَالثَّالِثِ -  
یہ باب فصل اول اور فصل ثالث سے خالی ہے۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ نماز کے باہر صرف سجدہ کرنا جائز اور مستحب الہی کا واجب ہے یا نہیں بعض نے کہا یہ سجدہ بدعت و حرام ہے۔ شرع شریف میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور اسی پر اس کی بھی بنا کرتے ہیں جو لوگ دینوں کے بعد دو سجدے کرتے ہیں بعض کے نزدیک یہ سجدہ کراہت کے ساتھ جائز و مشروع ہے تفصیل کلام یہ ہے کہ نماز سے باہر سجدہ چند قسم پر ہے۔ ایک سجدہ سہو یہ غمان کے سجدہ کے حکم میں ہے۔ دوسرا سجدہ تلاوت ان دونوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ تیسرا بعد نماز سجدہ مناجات۔ اکثر علماء کا ظاہر کلام اس میں یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے۔ چوتھا حصول نعمت اور دفع مصیبت پر سجدہ شکر۔ اس میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک سنت ہے۔ امام محمد کا قول بھی یہی ہے۔ اس بارے میں بہت سی احادیث اور آثار وارد ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک یہ سجدہ مکروہ ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے حدود بے شمار ہیں۔ بندہ ان کے شکر کا ادائیگی سے عاجز ہے۔ اس لیے اس سجدے کا بطریق سنت و استحباب بندے کو مکلف کرنا تکلیف والا یطابق تک پہنچانے کے حراوت ہے۔ لیکن وہ حضرات جو اس کے جواز کے قائل ہیں، کہتے ہیں کہ نعمتوں سے نئی نئی حاصل ہونے والی نعمتیں ملو یہ جو کچھ تو انسان کو حاصل ہوتی ہیں۔ نہ کہ وہ نعمتیں جو دائم اور ہمیشہ کے لیے انسان کو حاصل ہیں جیسے ہندسے کا وجود اور ان کے قواعد اور انات۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب آپ کو ابو جہل نے قتل کی اطلاع ملی تو آپ سجدہ میں گر گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ کذاب کے قتل پر سجدہ شکر بجالائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خارجی کے قتل پر سجدہ شکر کیا۔ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو جب غزوہ تبوک میں شامی نہ ہونے کی غلطی پر توبہ قبول ہونے کی بشارت ملی تو آپ سجدہ میں گر گئے۔ ان کا قصہ بہترین قصوں میں سے ہے شروع سلاسل سعادت میں ہم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ یہاں سجدے کی ایک اور قسم بھی ہے جسے سجدہ تہیت کہتے ہیں۔ بعض فقہی روایات کے مطابق اس سجدے کی رخصت واجبانت ہے۔ واللہ اعلم۔



وہ شکستہ دل نہ ہو۔ اور اگر کسی ناسق و قاجر کو دیکھ کر یہ دعا بند آواز سے پڑھے تاکہ وہ نہ سنے اور تو یہ کہہ کر سے اللہ متقی و مجرب سے باز آئے۔

۷۱ یعنی یہ حدیث کہ صلیح کے نقطہ سے منقول ہے۔ شرح سنن میں روایت کی اور الفاظ کی مغایرت جو مذکور ہوئی، وہ محمول ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ معظمہ سے چلے۔ اور مہینہ پاک جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب ہم لوگ عز و زار کے قریب پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتر پڑے پھر آپ نے ہاتھ مبارک اٹھائے۔ ایک گھڑی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ پھر سجدے میں گرے۔ اس میں بہت دیر ٹھہرے۔ پھر اٹھے تو ایک گھڑی اپنے دست مبارک اٹھائے رہے۔ پھر سجدے میں گرے۔ اس میں بہت دیر ٹھہرے۔ پھر اٹھے۔ ایک گھڑی اپنے ہاتھ اٹھائے پھر سجدہ میں گرے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے سوال کیا۔ اور شفاعت پائی تو رب تعالیٰ نے مجھے تہائی امت عطا کر دی۔ میں رب کا شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر گیا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا۔ اپنے رب سے اپنی امت کا سوال کیا اس نے مجھے تہائی امت عطا کر دی میں رب تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر گیا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا۔ اپنے رب سے اپنی امت کا سوال کیا تو اس نے مجھے آخری تہائی بھی عطا کر دی تو میں رب تعالیٰ کا شکر کرتا ہوا سجدے میں گر گیا۔ احمد - ابو داؤد۔

۱۴۱ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ  
قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ  
نَبِيْدَ الْمَدِيْنَةِ كَلَمًا كُنَّا قَرِيْبًا  
مِنْ عَزْوَنَاءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ  
يَدَيْهِ فَدَعَا اللَّهَ سَاعَةً ثُمَّ  
سَجَدَ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا ثُمَّ  
قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ  
سَجَدَ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا  
ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً  
ثُمَّ سَجَدَ سَاجِدًا قَالَ إِنِّي  
مَنَّاكَ بِهَاتَيْنِ وَشَعَعْتُ لِأُمِّي  
فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمِّي فَخَرَمْتُ  
سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ  
رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمِّي  
فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمِّي فَخَرَمْتُ  
سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ  
رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمِّي فَأَعْطَانِي  
ثَلَاثَ الْأَخِيرَ فَخَرَمْتُ سَاجِدًا  
لِرَبِّي

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُو دَاوُدَ)

۱۰ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

۱۱ عز و زاد عین ہمد کی زیر سبلی ناساکن داؤاد ثلاثی کی زیر عریں الف محدودہ یا مقصورہ یہ کہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ یعنی یہاں پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ مبارک سے نیچے اتارے۔

۱۲ ظاہر یہ ہے کہ صحابہ کرام نے دریافت کیا ہر گاہ کہ آپ نے کس سے کیا ہے۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دریافت کرنے سے پہلے ہی فرمایا۔

۱۳ اور اپنی امت کی بخشش طلب کی۔

۱۴ الآخر۔ یہ لفظ خاک کی زبر آمد زیر دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

۱۵ تو تین بار سجدہ کرنے اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کی وجہ یہ تھی۔

چہ غم دیوار امت را کہ باشد چوں توپشتیان

چہ باک از موج بحر آزا کہ باشد فوج کشتیان

ترجمہ۔ دیوار امت کو کیا غم ہے (کوئی غم نہیں) جب کہ بار رسول اللہ آپ کے پشتیان میں۔ منہ کی موجوں سے۔ کیا خطرہ ہے جب کہ حضرت فوج علیہ السلام اس کے کشتیان (نافہ) ہوں۔

یہاں ایک اشکال پیش کیا جاتا ہے کہ کبیرہ گناہوں پر سزا کے بدلے میں جنت کی ایک واحد ریختہ داروں کی کبار کی بنا پر عاصیوں کو عذاب ہوگا۔ اور یہ عذاب ان واقعہ پر ہوگا کہ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس دعا اور شفاعت اور اعطاء سے خوف و مسخ (زمین میں دھنسنے کی شکلوں کا بگڑنا) وغیرہ مراد ہے جس میں پہلی آیتیں مبتلا ہوئیں۔ عذاب آخرت مراد نہیں یعنی نے کہا ہمیشہ کے لیے عذاب آخرت میں مبتلا نہ رہیں گے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اثر انہیں پہنچے گا اور وہ آتش و دوزخ سے باہر نکل آئیں گے۔

## بَابُ صَلَوةِ الْاِسْتِسْقَاةِ

### استسقاء کا بیان

لغت میں استسقاء کا معنی ہے پانی مانگنا۔ شرع شریف میں معنی ہے کیفیت قصور سے سائبہ گشتی میں بارش کی نماز یا دعا اور سوال کرنا۔ اکثر ائمہ کے نزدیک استسقاء میں نماز سنت ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک استسقاء اس دعا یا استسقاء سوال اور تضرع دنیا زنی کا نام ہے۔ جو تضرع اللہ تعالیٰ کی جانب کریم رزاق و مہربان سے بارش

کے لیے کی جائے کہ نص قرآن کے مطابق استغفار نزول بارش کا سبب ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ استسقاء کے بارے میں اکثر عادیث جو آئی ہیں ان میں نماز کا ذکر نہیں ہے مگر صرف ایک جگہ ہیں۔ وہ بھی اپنی تمام خصوصیت کے ساتھ درجہ محنت کو نہیں پہنچی۔ اور یہ بات تحقیق سے ثابت ہو چکی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارش طلب کی اور اس میں دعا اور استغفار پر کفایت کی۔ نماز استسقاء نہ پڑھی مگر اس کے لیے نماز مسنون ہوئی تو آپ نماز ترک نہ کرتے۔ بارش کی عام مندرست اور زمانہ قبولت کے قریب ہونے کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس نماز کا حکم نہ ہونا بہت بعید بات ہے۔ اور علم ہونے تک باوجود حضرت عمر کا نماز نہ پڑھنا اس سے بھی بعید تر ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارش کے لیے مجمع صحابہ کے درمیان دعا کی۔ صحابہ کرام کا ان کو نماز نہ پڑھنے پر تنبیہ نہ کرنا کوئی گنجائش نہیں رکھتا۔ علماء کرام نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قول لَا هَمْلُوحَةٌ فِي الْأَيْسْتِقَاءِ۔ (استسقاء میں نماز نہیں) کی یہ تاویل کی ہے کہ اس میں جماعت خطبہ اور نماز دعائی دوسری خصوصیات سنت اور شرط نہیں۔ لہذا چنانچہ اگر کوئی اس کے لیے اکیلے نماز پڑھے دعا کرے۔ سوال اور تضرع و زاری کرے استغفار کرے تو بہتر ہے لہذا اور استسقاء کے باب میں مریخی اماریت اضطراب سے خالی نہیں ہیں اور بہت سے طرق اسناد جن میں خصوصیات لکھی اور کیفیات مذکور ہیں۔ ضعف سے خالی نہیں ہیں۔ لہذا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں خلاصہ لکھا اور مقصود اعلیٰ کو یہ ہے۔ (یقینی چیر کو اختیار کرتے ہوئے) اور امام ابو یوسف اور امام محمد اس باب میں دوسرے آثار کے موافق ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ امام محمد امام ابو حنیفہ کے ساتھ ہیں۔ اس دور میں حنیفہ کا فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ثابت ہو چکا ہے۔ اور اس بنا پر بھی کہ نماز استسقاء کی خصوصیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھی۔ واللہ اعلم۔

## الفصل الأول

## پہلی فصل

حضرت محمد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ باہر عید گاہ میں استسقاء کے لیے تشریف لائے اور ان کے ساتھ مدد رکھیں پڑھیں۔ دونوں رکعتوں میں بلفاواز سے قرائت کی۔ اور قبلہ رو ہو کر دعا کی اور اپنے دونوں ہاتھ مبارک خرب بند کیے اور قبلہ رو حالت میں اپنی چادر مبارک سے

۱۲۱۲ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
كَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَلِكِي وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ إِلَى الْفَصْلِ  
يَسْتَسْقِيَنَّ فَصْلِي فِيهِمْ وَكَعْصِيَّتِي  
جَكَرَ فِيهِمَا بِالْوَقْتِ وَأَشْكَبَلِ  
الْبَلَّةَ يَذْهَبُ كَتَمَهُ يَذْهَبُ وَ  
مَوْلَى يَذْهَبُ جَلَّتْ أَشْكَبَلِ

## الْيَقْبَلَةُ.

مبارک پھیری۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

۱۔ یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر انصاری رضی اللہ عنہ آپ مشہور صحابہ میں سے ہیں۔ ان کے ماں باپ اور بھائی بھی صحابی ہیں۔

۲۔ جیسا کہ دوسری آئندہ احادیث میں آ رہا ہے۔

۳۔ یعنی جو چادر آپ نے اس وقت پہن رکھی تھی۔ آپ نے یہ چادر اس طرح پھیری کہ اس کی دائیں جانب کو بائیں کیا اور بائیں جانب کو دائیں جانب اس کے باہر کو اندر اور اندر کو باہر کیا۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ بندہ اپنے دائیں ہاتھ سے چادر کی بائیں جانب کے نیچے والے کنارے اور بائیں ہاتھ سے چادر کے دائیں جانب والے نیچے کے کنارے کو پکڑ کر اپنے دونوں ہاتھ پشت کے پیچھے ہی گھمائے۔ یہاں تک کہ اس نے دائیں ہاتھ سے چادر کا جو کنارہ پکڑا تھا وہ دائیں کندھے کے اوپر آ جائے اور جو کنارہ بائیں ہاتھ سے پکڑا تھا اسے بائیں کندھے کے اوپر لے آئے۔ علماء نے کہا ہے کہ یہ تغیر و تبدل یا رشتہ کی بندش اور ٹنگی کی حالت کو فراخی و کثرت اور ٹنگی کی حالت سے جڑت سے یکے کے نامی کے ارادے سے کیا جاتا ہے۔ بعض نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تھا کہ اس کے حکم کے مطابق کیا تاکہ بارش کی بندش کی حالت تبدیل ہو جائے۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹائی کی حالت کی تبدیلی کے ارادے سے ایسا کیا کہ اس کے تحت ایسا کیا صرف نیک نامی کے لیے ایسا نہ کیا۔ کیونکہ نیک نامی میں قصور و اختیار کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ نیک نامی اس کا نام ہے کہ خارج میں اتفاق سے کوئی چیز نظر آئے تو اس سے بچیں اسے دل میں قائم نہ کی جائے بلکہ ہر بہت کہ یہاں نیک نامی سے قائل کی مراد یہی تھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل کیا تاکہ ظاہر انہیں تغیر علی پر دلالت کرے اور اس کی علامت بنے یا یہ کہ تعادل کے لیے بے اختیار کی قید غیر مسلم ہے۔ علامہ مسلم۔

۱۳۱۳ وَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ

دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْإِسْتِسْقَاءِ فَإِنَّهُ

يَرْفَعُ حَتَّى يُبَايَئَ بَيَاضِ إِبْطِئِهِ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے روایت ہے کہ

میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی دعا میں اپنے

دست مبارک نہ اٹھاتے مگر استسقاء کی دعا میں

میں آپ ہاتھ اٹھاتے بلند کرتے کہ آپ کی ہاتھوں کی

بغلوں کی سفیدی نظر آتی ہے

(بخاری و مسلم)

۱۔ یعنی استسقاء کی دعا میں آپ بہت زیادہ ہاتھ بلند کرتے۔ یہاں تک کہ سینہ سے بھی بلند کر لیتے تھے یا تو اس وجہ سے آپ کی ہاتھ مبارک کی سفیدی نظر آتی تھی کہ بغلوں پر پکڑا نہ ہوتا تھا۔ یا آپ چادر مبارک کو اٹھاتے

ہوئے تھے جہاں جگہ کو نہ چھپاتی تھی یا بظنوں کی سیسکی کی جگہ دیکھنا مراد ہے۔ جب کہ بن شریف پر پیرا بن موجود ہوتا تھا۔ ابطہ جزوہ کی زیر اور باسکون یا کے نیچے بھی لاریہ یعنی کندھوں کا نیچے کا حصہ علماء نے کہا ہے کہ واقعہ جس قدر شکل تر اور قوی تر ہو۔ اتنا اتنی ہی بندہ بالاتر ہوئے جائیں۔

۱۴۱۲ وَكَفَىٰ أَنْ الْيَتَىٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَىٰ كَالْكَاهِنَةِ يَطْلُو كَفَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش مانگی تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ (مسلم)

لہٰذا برعکس اس کے جو مشہور و متعارف ہے کہ دعا کے وقت ہاتھوں کی ہتھیلیاں آسمان کی طرف کی جاتی ہیں۔ علماء نے کہا ہے جب کہ دعا ایسی چیز کی طلب و سوال کے لیے ہو جو نعمتوں کی جنس سے ہو تو مستحب ہے کہ ہاتھوں کی ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں اور جب کہ قنہ و بلا دفع کرنے اور اس سے رد کئے کے لیے ہو تو ہاتھوں کی پشتیں آسمان کی جانب کی جائیں تاکہ قنہ و بلا و محیبت کی آگ نہکھے اور عاوضہ کاغلبہ اور اس کی قوت پست اور فرد طیبی رحمۃ اللہ نے کہا یہ بھی پادری کے برتنے کی طرح حال میں تنویر و تبدل کی نیک خالی کے لیے ہے۔ اور مطلوب و مقصود کی طرف اشارہ ہے کہ بادلوں کے پیٹ زمین کی جانب ہو جائیں۔ اور اس چیز (پانی) کو نیچے گرا دیں۔ جو ان میں ہے بالاطلاع۔

۱۴۱۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ كَانَ اللَّهُمَّ صَيِّبًا تَائِفًا (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت ہے فرماتی ہیں بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب استسقاء کے بعد بارش کو دیکھتے تو فرماتے یا اللہ خوب برسے دالی اور نفع مند بارش برسا۔ (بخاری)

لہٰذا صیغہ میں لفظ صیغہ آیا ہے صاوی کی تہیر اور یا مشدود یعنی نے یا کے بجائے با سے صبا روایت کیا یعنی بہانا۔

۱۴۱۶ وَكَفَىٰ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطَرٌ فَإِنْ وَحَسَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ بارش برسنے شروع ہو گئی حضرت انس فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بن مبارک سے کپڑا ہٹا لیا۔



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوْبَةً حَتَّىٰ أَصَابَهُ  
مِنَ النَّطْرِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
لِمَ صَنَعْتَ هَذَا قَالَ لِإِقَاتِهِ  
حَدِيثٌ عَنِ عَمْرِو بْنِ يَرْبُوتٍ -

یہاں تک کہ آپ کے جسم اندر سے پھر بارش پڑی ہم نے  
سوال کیا یا رسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے یہ  
فرمایا اس لیے کہ یہ ابھی ابھی اپنے رب کے پاس  
سے آ رہا ہے۔

(دَوَاةُ مُسْلِمٍ)

اس حدیث میں لفظ خسر آیا ہے جو خسر (حاکم) برہمن ساکن) سے نکلتا ہے بمعنی بدن کے بعض حصہ سے پڑا ہٹانا  
اور دور کرنا۔

۱۲ شاید کپڑا اٹھانے اور بارش کا پانی بدن پر گرنے میں کوئی حکمت ہے۔  
۱۳ اور یہ ابھی ابھی عالم قدس سے آ رہا ہے۔ اس کی طہارت و پاکیزگی اس عالم کثیف کا جزا سے آلودہ  
نہیں ہوئی۔

اے نفس غم باد صبا از بریار آمدہ رجا  
اے باد صبا تو خوش رہ کہ تو ابھی ابھی یار کی آغوش کو چھو کر آ رہا ہے۔ تجھے مر جا  
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسے پسند کرنے اور اس سے خوش ہونے میں ہی حکمت تھی کہ وہ گاہِ عزت میں بلا نہ رہے  
ابھی ابھی نیچے آ رہا ہے۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

۱۲۱۶ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ  
قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّصَبِ  
فَاسْتَسْقَى وَحَوَّلَ رِدَائَهُ حِينَ  
اسْتَقْبَلَ الْيَبْلُكَ فَجَعَلَ عَطَافَهُ  
الْأَيْمَنَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرَ  
وَجَعَلَ عَطَافَهُ الْأَيْسَرَ عَلَى  
عَاتِقِهِ الْأَيْمَنِ لَمْ دَعَا اللَّهَ  
(دَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ کی طرف مکے قبا  
نے بارش لگی اور قبلہ مدہر کر دی چادر بھدک کر پھیرا  
وہ اس طرح کہ اپنی چادر مبارک کو بائیں درخت  
سے پھیر کر اپنے بائیں کندھے پر ڈالا اور چادر کے  
بائیں حصے کو پھیر کر دائیں کندھے پر ڈالا۔ پھر  
اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

(ابن جریر)

۱۔ حدیث میں لفظ سلات (میں کی زیر) آیا ہے جس کا معنی ہے چادر یا چادر کا کنارہ مراد ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ہی روایت

ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش

آگئی اس وقت آپ کے ارد پر سیاہ رنگ کا کپڑا تھا

تو آپ نے اس کے نیچے کے نیچے کو پھرنے کا ارادہ

فرمایا تاکہ اسے بند کریں۔ جب آپ کو وہ بھاری محسوس

ہوا تو آپ نے اسے کندھوں پر ہی بدل لیا۔

(احمد و ابوداؤد)

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ دَاوُدَ)

۲۔ حدیث میں لفظ خمیسہ آیا ہے۔ غاک زبریم کی زیر۔ پشم وغیرہ کا بنایا چورس کپڑا جس کے دونوں طرف نقش و نگار

ہو۔ بعض نے کہا خمیسہ پشم و پشم کے کپڑے کو کہتے ہیں۔

۳۔ جیسا کہ چادر اٹھانے کا معروف طریقہ ہے۔

۴۔ یہاں مولیٰ لفظ تلیصاً لام کی شد یا بغیر شد دونوں طرح روایت ہے۔

حدیث میں مولیٰ ابی الہم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

بے تنگ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام

اجمارا لیت میں زوراء کے نزدیک اللہ سے بارش

آگئی دیکھا۔ آپ بحالت قیام بارش کی دعا مانگ رہے

تھے آپ نے اپنے چہرہ اور تنک اپنے ہاتھ بند کر رکھے

تھے۔ انہیں سر سے اونچا نہ کرتے

تھے۔

۱۲۱۹ وَتَعْنُ حُمَيْرٌ مَوْلَى ابِي الْاَظْمِ

آلَهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي عِنْدَ أَحْجَابِ

الرَّيْبِ قَرِيبًا مِنَ الزَّوْرَاءِ

قَائِمًا يَدْعُو يَسْتَسْقِي زَافًا

يَدَّيْهِ قَبْلَ وَجْهِهِ لَا يَجَاوِزُ

بِهَا تَرَامُوهُ

(ابو داؤد) ترمذی احمدی نے اس کی ش

روایت کی۔

(رَوَاهُ ابْنُ دَاوُدَ وَبُخَارِي وَابْنُ مَيْمُونٍ

وَالشَّيْخَانِ)

۵۔ ابی الہم قدام صحابہ میں سے ایک مرثیہ۔ جنگ بدر میں حاضر تھے۔ حنین کے دن شہید ہوئے۔ گوشت

کھانے سے انکار کی وجہ سے ان کا نام ابی الہم پڑ گیا۔ بعض نے کہا کہ یہ بزرگ زمانہ جاہلیت میں قبل کے نام پر

ذبح کیے ہوئے جانوروں کا گوشت نہ کھاتے تھے اس لیے ان کا یہ نام پڑ گیا۔ غیر دین کی پیش لام کی ذبح ان کے

آزاد کردہ غلام ہیں۔ یہ بھی صحابی ہیں۔ دونوں حضرات فتح خیبر میں موجود تھے۔ یہ غیر مولیٰ ابی الہم اس حدیث کی

روایت کرتے ہیں۔

۵۲۔ اجماع الزیت اہل جگہ کا نام اجماع الزیت اس وجہ سے پڑ گیا کہ وہاں ایسے سیاہ رنگ کے پتھر ہیں گویا ان پر روشن ترین مِل دیا گیا ہے۔

۵۳۔ زوراد (زاک زبرا اور واسکن) مدینہ منورہ کے بازار میں ایک جگہ کا نام ہے۔ ان مواضع کا ذکر افان جمعہ کے بیان میں گزر چکا ہے۔

۵۴۔ جیسا کہ دعائیں عام تعارف اور مشہور ہے۔ اور کبھی آپ ہاتھ بلند کرنے میں مبالغہ سے کام لیتے ہوئے سرے بھی بلند کر لیتے تھے جیسا کہ پیچھے گزرا۔ اور اگر مرد یہ ہو کہ آپ نے سر تک ہاتھ بلند کیے سر سے اونچے نہ کیے تو اس میں بھی کسی قدر مبالغہ موجود ہے۔ کیونکہ دعائیں عام دستور یہ ہے کہ ہاتھ سینہ یا کندھے تک بلند کیے جاتے ہیں۔

۱۳۲۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ  
خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْنَى فِي الْإِسْتِسْقَاءِ  
مُتَبَذِّلًا مُتَوَاجِعًا مُتَخَشِّعًا  
مُتَضَرِّعًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے  
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ پیش  
طہارت بائیں کمرے سے۔ اس وقت آپ کے پاس  
میں کوئی نیسب نہایت تھیں۔ آپ پر اس وقت  
تواضع اور فروتنی کا مظاہرہ تھا اور آپ گریہ کر رہے  
تھے۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ  
وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

(ترمذی، ابو داؤد، نسائی و ابن ماجہ)

۱۔ چونکہ آپ کا باہر تشریف لانا حدیث میں مطلق تھا اس لیے راوی نے اس کی تفسیر کی کہ آپ ہستیا کیلئے باہر  
تشریف لائے۔

۵۲۔ حدیث میں مبتذل کا لفظ آیا ہے کہ آپ نے لباس میں زینت و آرائش کو ترک کر دیا تھا۔ ظاہر میں یہ بظاہر  
بزدل (ماک زبر سے) ان کپڑوں کو کہتے ہیں جو گھر کے کام کاج کے دنوں میں پہنتے ہیں۔ عموماً ان کے رنگ سیاہ یا زیت  
درکار نہیں ہوتی۔ ان کپڑوں کو عربی میں ثوب مہنہ (مہم کار بر وزیر) بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ باب الجمعہ میں گزر چکا ہے۔  
سادگی اور عام نوعیت آپ نے تواضع، الہام و غربت و سبکدوشی کے لیے اختیار کر رکھی تھی۔ جیسا کہ قرآن پاک میں  
۵۳۔ یاد رہے کہ تواضع اور خشوع دونوں لفظ قریب المعنی ہیں۔ یہاں تواضع کو ظاہر حالت پر اور خشوع کو باطنی  
حالت پر عمل کرنا چاہیے۔

۱۳۲۱ وَعَنِ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ

حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ اور دادا

عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ  
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا اسْتَسْقَى قَالَ اللَّهُمَّ  
أَسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيمَتَكَ وَأَنْشُرْ  
رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَنَدَكَ الْيَتِيمَ  
(دَوَاهُ مَالِكٌ وَأَبُو دَاوُدَ)

سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں نبی اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش طلب کرتے تو یوں کہتے  
اے اللہ اپنے بندوں اور چارپایوں کو پانی عطا فرما۔  
اور اپنی رحمت بکھیر دے اور اپنی مردہ زمین  
کو زندگی عطا کر۔

(مالک۔ ابو داؤد)

۱۔ اور نباتات کو تروتازہ کر۔ کھیتوں کو آگاہ اور جانوروں کے لیے روزی پیدا فرما۔

۲۔ لفظ بھہ شہر اور زمین کے معنی میں آتا ہے۔

۱۲۳۲ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَأَلْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَوْمَئِذٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ اسْقِنَا  
غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا مَرِيئًا  
نَافِعًا غَيْرَ ضَائِعٍ عَاجِلًا غَيْرَ  
أَجَلٍ قَالَ فَاطْبَقْتُ عَلَيْهِمُ  
السَّمَاءَ (دَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے  
دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر فرماتے تھے  
یہ دعا پڑھ رہے تھے۔ اے اللہ ہمیں ایسی بارش  
عطا فرما جو میرا ب کرنے والی۔ نجات دینے والی ہو۔  
نقصان دہ نہ ہو۔ زمین سے فصل اگانے والی ہو۔  
نفع مند ہو نقصان پہنچانے والی نہ ہو۔ جلد آنے والی  
ہو دیر سے نہ آنے والی ہو۔ راوی کہتا ہے کہ اس  
دعا کے ساتھ ہی بارش نے لوگوں کو آلیا۔

(ابو داؤد)

۳۔ غریبوں میں غلط بیامی۔ ہمزہ سے آیا ہے۔ یعنی آپ نے ہاتھ مبارک بلند اور دراز کیے یہ تو گاہ برصا سے  
مخربہ علانی لاشی پڑیک لگاتا

۴۔ حدیث میں لفظ مغیث آیا ہے محبت ہی تو مغیث (زیادہ درس و نجات دہندہ) اللہ تعالیٰ ہے۔ بارش کو  
اس لیے مغیث فرمایا کہ یہ فرما دے اور نجات کا ذریعہ اور سبب ہے۔

۵۔ حدیث میں لفظ مریا (میر) کی ذہیر بلا محدودہ کی (ریا) یعنی گوارا اور غیر نقصان دہ۔ مریا (میر) کا نیز معنی  
ہے زمین سے فصل اگانے والی۔ اور سال میں فراخی و کشادگی لانے والی۔

۶۔ اصل میں لفظ فاطبقت علیہم السماء آیا ہے۔ فاطبقت (محکمتوں کے ساتھ) عام اور ہر طرف سے والی  
بارش کو کہتے ہیں اور سماء سے بادل مراد ہیں اور فاطبقت بلفظ معمول بھی آیا ہے۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۱۴۲۳  
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ شَكَاهُ  
النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَوَّطَ الْمَطَرُ  
فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ قُوضِعَ لَهُ فِي الْمَصَلِيِّ  
وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُونَ  
فِيهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَخَرَجَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنَيْنَ  
تَبْدَأَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَا  
عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَثَرَ وَحَمْدُ اللَّهِ  
ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدَبَ  
دِيَارِكُمْ وَاسْتَيْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ  
إِتَابِ زَمَانِهِ عَنْكُمْ فَقَدْ آمَنَكُمُ  
اللَّهُ أَنْ تَدَاعَوْهُ وَوَعَدَكُمْ أَنْ  
يَسْتَجِيبَ لَكُمْ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ  
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مَا لِكَ يَوْمَ الدِّينِ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ اللَّهُمَّ أَنْتَ  
اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ  
وَرَحْنُ الْفُقَرَاءِ أَنْزِلْ عَلَيْنَا  
الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا  
بِقُوَّةٍ وَبَلَدًا إِلَى حَيِّينَ ثُمَّ دَفَعَهُ  
أَيْدِيهِ فَلَمْ يَتْرِكِ الْوَقْفَ حَتَّى  
تَبْدَأَ بَيَاضُ إِبْطِيهِ ثُمَّ حَوَّلَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی  
ہیں۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
میں بارش کے بند ہو جانے کا شکایت کی۔ آپ نے  
منبر رکھنے کا حکم دیا۔ قرآپ کے یہ میدان میں منبر  
رکھ دیا گیا اور آپ نے لوگوں کا اطلاع دی کہ غلوں  
دن گھولیں سے باہر نکل کر آئیں۔ حضرت عائشہ فرماتی  
ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت باہر  
تشریف لائے جب کہ سورج نکلنا شروع ہو گیا تھا  
آپ منبر شریف پر تشریف فرما ہوئے مجھ کو لا اید  
اللہ تعالیٰ کا حمد و ثنا کا پھر فرمایا تم نے اپنے گھوڑوں  
اور زمینوں کے قحط زدہ ہونے اور بارش کے  
اپنے مطالب وقت سے بچ کر کرنے کی شکایت  
کی ہے اور یہ شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا  
کرنے کا حکم دیا ہے اور تم سے وعدہ کیا ہے کہ  
وہ تمہاری دعا قبول کرے گا۔ پھر آپ نے کما حقہ  
تغیر نہیں اللہ رب العالمین کے یہی ہے جو  
درجیم ہے۔ جزا کے دن کا ایک ہے اللہ تعالیٰ  
مرا کر اللہ تعالیٰ ہی نہیں۔ وہ کما حقہ ہے اللہ تعالیٰ  
الادہ ہوتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ ہی ہے  
مرا کر اللہ تعالیٰ ہی نہیں۔ تو یہ بیان ہے ہم بیان  
اور تمام یہاں ہم پر بارش نازل فرما اور ہر تو  
نازل کرے اسے ہمارے لیے تو انانی اور  
دست دواز تک اپنے مطالب تک پہنچنے کا سبب

إِلَى النَّاسِ ظَهَرَهُ وَقَلْبَ أَوْحَقَلْ  
 رَدَّ آءَهُ وَهُوَ تَرَاوَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ  
 أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَتَوَلَّى فَصَلَّى  
 رَكَعَتَيْنِ فَأَمْسَأَ اللَّهُ مَصَافَهُ فَوَعَلَتْ  
 وَبَرَقَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ بِأَذْنِ اللَّهِ  
 فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حَتَّى سَأَلَتْ  
 السُّيُوفُ فَلَمَّا رَأَى سُوءَ عَثَمَ إِلَى  
 الْكِنِ جَنَحَكَ حَتَّى بَدَتْ تَوَاجِدُهُ  
 فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ  
 شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ  
 (سَوَاقُ أَبُو دَاوُدَ)

نہ یغیرنا۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور  
 انہیں اٹھانا ترک نہ کیا۔ یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی  
 ظاہر ہو گئی۔ پھر لوگوں کی طرف اپنی پشت کی اس اپنی چادر  
 پٹی۔ اس وقت بھی آپ نے ہاتھ اٹھا رکھے تھے پھر  
 لوگوں کی جانب ترجمہ ہوئے۔ منبر سے اترے اور دو رکعتیں  
 پڑھیں تو اللہ تعالیٰ نے ایک یا دل پیدا کر دیا جو اللہ کے  
 حکم سے گر جا۔ چمکا پھر برسا۔ آپ سجدہ تک نہ آنے پائے  
 تھے کہ نبیؐ نے پڑھے جب حضرت علیؓ اللہ علیہ وسلم نے  
 لوگوں کو پناہ گاہ کی طرف دوڑا دیکھا تو منہ پڑے  
 یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ پھر  
 فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ میری چیز پر قادر ہے  
 اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

(ابوداؤد)

۱۔ جو کہ مدنیہ منورہ سے باہر ہے۔  
 ۲۔ یہاں کفارہ آفتاب نے خود کو ہونا شروع کر دیا۔ حدیث میں لفظ بڑا الف دہنزہ دونوں طرح مردی  
 ہے۔ الف والی روایت زیادہ ظاہر ہے۔

۳۔ حدیث میں واقع لفظ میلہ مار کی جمع ہے یعنی سرائے۔  
 ۴۔ حدیث پاک میں لفظ آتاکم کیا ہے۔ دہنزہ کی تفسیر بائیں کا معنی ہے ہر چیز کے لیے مناسب اور  
 بہترین وقت۔

۵۔ یعنی اگر ہم کامل اور پید سے خود پر اپنے مطالب و مقاصد تک پہنچ جائیں۔ اور ہمیں اس سے پورا فائدہ  
 حاصل ہو جائے۔ بلا غم و بلا کد و بلا ہرج و مرج کے ذریعے انسان اپنے مطلوب و مقصود تک پہنچتا ہے۔  
 ۶۔ یعنی آپ مسلسل ہاتھ بلند کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو گئی۔  
 ۷۔ حدیث میں لفظ ثکب اور ثکب کیا ہے یہ راوی کا شک ہے کہ ثکب کا لفظ فرمایا یا بآجل کا۔ معنی دونوں کا  
 ایک ہے۔

۸۔ حدیث لفظ برئت رکاز برادر زیر دونوں طرح مردی ہے۔

۹۔ حدیث کا لفظ رسول سے بنا ہے جس کا معنی ہے پانی یا خون وغیرہ کا بہنا۔  
 ۱۰۔ حدیث میں لفظ کُن (کاف کی زبر اور نون مشدود) یعنی زیر جامہ کپڑا اور وہ مکانات اور سکونت گاہیں جن سے گرمی دسوی سے بچتے ہیں۔ کُنْ اِجْذَا نَاجِزَہ کی جمع۔ چھٹے دانت۔ یہ ان چار دانتوں کا نام ہے جو صیب دانتوں سے پیچھے ہرتے ہیں۔ چھٹیں عقل و فکر کی ڈاڑھیں کہتے ہیں کہ یہ برونٹ اور کمال عقل کے وقت آگتی ہیں۔ ہنسی کے وقت ان دانتوں کا نمایاں ہونا بہت بعید بات ہے۔ اسی لیے اسے علماء نے مبالغہ پر محمول کیا ہے۔ بعض نے اس سے مطلق دانت مراد لیے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نواجذ کا اطلاق انیاب پر بھی ہوتا ہے۔ یعنی ڈاڑھوں سے اگلے دانت۔ واللہ اعلم۔

۱۱۔ جب کہ آپ نے بطریق معجزہ اس دعا کا اثر دیکھا۔

۱۲۴۴ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ  
 كَانَ إِذَا قُطِحُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ  
 ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا  
 كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا  
 وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمْرِ نَبِيِّنَا  
 فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ۔  
 (مَرْوَاةُ الْبُخَارِيِّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ

تھوڑا سا پانی پیتا ہوتا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی

اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن

عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے قوس سے ہاتھ دگتے اور پانی پیتے

لے اللہ ہم لوگوں کے حق میں دعا فرماتا کہ اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ

پڑھتے تھے تو قوم پر ہاتھ دگتا کہ اللہ علیہ وسلم کے

حق میں دعا فرماتا کہ اللہ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ دے

ہیں۔ قوم ہاتھ دگتا کہ اللہ علیہ وسلم کے حق میں دعا فرماتا کہ

اللہ علیہ وسلم کے حق میں دعا فرماتا کہ اللہ علیہ وسلم کے

۱۲۔ حدیث میں یہاں لفظ فَتَسْقِينَا آیا ہے جو تاکیدی جملہ ہے جس کا معنی ہے کہ اللہ علیہ وسلم کے حق میں دعا فرماتا کہ

سقی اسامی دونوں لغات آتی ہیں۔ بروایات میں آیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ کی مجلس میں ہوتا

آپ کے ساتھ ہوتے تھے، حضرت عباس کو وسیلہ بناتے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ بارگاہ الہی میں ہوتے

خدا و نما اس قوم نے تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے وسیلہ پڑھا ہے۔ غلط فہمی میں نہیں آئے کہ ہر شخص کو

اور مجھے ان کے سامنے شرمندہ کرنا۔ تو ان میں سے ہر شخص شروع ہو جاتا۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو فرماتے سنا کہ انہوں میں سے ایک نبی لوگوں

۱۲۴۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَقُولُ تَحَدَّثْ نَبِيٌّ مِّنْ

الْأَنْبِيَاءُ بِالنَّاسِ يَسْتَقِيمُ فَإِذَا هُوَ  
بِتَعْلَةٍ وَافِعَةٍ بَعْضُ قَوَائِمِهَا إِلَى  
السَّمَاءِ فَقَالَ ارْجِعُوا فَقَدْ اسْتَجِيبَتْ  
لَكُمْ مِنْ آجَلٍ هَذِهِ التَّمَلُّةُ  
رَوَاهُ الدَّائِرُ قُطُنِيُّ

کے ساتھ استقامہ کے لیے نکلا ترمہ کیا دیکھتا ہے  
کہ ایک چیز مٹی اپنے کچھ پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے  
ہوئے ہے۔ فرمایا واپس لوٹ جاؤ تمہاری دعا اس  
چیز مٹی کی وجہ سے قبول کر لی گئی ہے۔  
(دار قطنی)

۱۔ علامہ نے کہا ہے کہ اس سے حضرت سلیمان پیغمبر مراد ہیں۔ علیہ السلام  
۲۔ کچھ پاؤں سے ظاہر اس کے اگلے پاؤں مراد ہیں جو اس کے ہاتھوں کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

## بَابُ فِي الرِّيَّاحِ

### ہواؤں کا باب

بعض نسخوں میں ترجمہ باب کی تفسیر کے بغیر صرف لفظ باب آیا ہے۔ جیسا کہ مؤلف رحمۃ اللہ کی گزشتہ  
باب کے ملاحظات اور مباحثات میں عادت ہے۔ بعض نسخوں میں باب الریح آیا ہے۔ یعنی باب ہوا کے بیان میں جو طبعی  
ہے۔ بعض نسخوں میں باب الریح یعنی ہواؤں کا باب آیا ہے اور بعض نسخوں میں باب الریح والسحب آیا ہے  
یعنی ہواؤں اور بادلوں کا باب۔

### پہلی فصل

### الفصل الأول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری  
عمر باد صیل سے کی گئی ہے اور قوم عابدہ میرے ہلاک  
کی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
نُصِيتُ بِالصَّبَا وَأَهْلِكْتُ عَادُ  
بِالدَّبُورِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ دہر وال کی زبردستیا وہ ہوا ہے کہ جب تو قبلہ رخ ہو تو تیری پشت کی طرف سے چلے صبا کے مقابل ہوا  
کو دبوکتے ہیں۔ بالفاظ دیگر جب کوئی شخص مطلع آفتاب کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو تو جو ہوا اٹھائے چہرے کے مقابل  
جانب سے آ رہی ہو اسے باد صبا اور جہ پشت کی جانب سے آ رہی ہو اسے دبور کہتے ہیں اور اس حالت میں جو دائیں



جانب سے آرہی ہو اسے باوجود بائیں ہاتھ کی جانب سے کہہ ہی ہو اسے باوجود شمال کہتے ہیں۔ مشورہ یہی ہے۔  
 قافوں میں کہا باوجود وہ ہے جو مطلع شریا یا بنات النعش کی طرف سے آئے۔ اور دبور مبا کے مقابل ہوا۔ ان دونوں  
 تفسیروں میں فرق ہے۔ کیونکہ پہلی تفسیر مکمل طور پر مشرق و مغرب کو شامل ہے۔ دوسری تفسیر اس کی ایک طرف کو شامل ہے  
 باوجود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد و خذق کے دن ہوئی جسے غزوہ احزاب کہتے ہیں۔ جیسا کہ کتب سیر میں مذکور ہے  
 قرآن مجید بھی اس کا ناظر ہے اور باوجود مصر سے قوم عاد کی ہلاکت کا قصہ مشورہ ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد  
 سے یا تو باوجود یا دبور پر ترجیح و فضیلت ظاہر کرنا مراد ہے۔ یا یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ ہوا امر الہی کے تابع ہے  
 کبھی ایک قوم کی امداد کے لیے جیتی ہے۔ اور کبھی کسی گروہ کو ہلاک کرنے کے لیے۔

۱۲۲۸ وَعَزَّ عَائِشَةُ ۱۲۲۸ قَالَتْ مَا  
 رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ  
 لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَشَّهُ وَكَانَ  
 إِذَا رَأَى غُيْمًا أَوْ دِيحًا حَوَّفَ  
 فِي وَجْهِهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی  
 ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس حد  
 تک ہنسنے نہیں دیکھا کہ آپ کے چہرے دیکھ لیتی  
 آپ تو صرف تبسم فرمایا کرتے تھے جب آپ بادل  
 یا ہوا دیکھتے تو فکر مند ہوجاتے ہیں کا اثر آپ نے  
 ہر سے بے محسوس ہوتا تھا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ حدیث میں لفظ لہوات آیا ہے۔ لام کی زبر اور دہا۔ لہاۃ کی جمع یعنی وہ جو لہاۃ لگشت جو ہند کے لہاۃ کے معنی  
 میں ہوتا ہے۔ بعض نے کہا لہاۃ وہ گوشت ہے جو زبان کی جڑ سے حق کے آخر تک ہوتا ہے۔ بعض نے کہا لہاۃ وہ لہاۃ  
 گہرائی کو کہتے ہیں۔ صراح میں کہا لہاۃ کا معنی تالو ہے۔

۲۔ قافوں میں کہا تبسم معمولی قسم کے ہنسنے کو کہتے ہیں۔ مشورہ یہ ہے کہ لہوات کی سنی حد تک ہنسنے کا نام تبسم ہے  
 صراح میں کہا مانت میٹھے کرنے کا نام تبسم ہے۔

۳۔ اس اندیشے کے تحت کہ لوگوں کو کوئی مصیبت اور نقصان پہنچے مقصود یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہمیشہ جلال حق کے شہود سے خائف اور غمناک رہتے تھے۔ کسی وقت بھی بے غم اور غافل نہ ہوتے تھے جب بادلوں کو  
 دیکھتے تو زیادہ غمناک اور زیادہ فکر مند ہوتے۔

۱۲۲۹ وَعَمَّتَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَصَفَتِ  
 الرِّيحُ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ

صلوات عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے۔ فرماتی  
 ہیں۔ جب تیز آندھی چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ میں تجھ سے اس ہوا کی

تَحِيْرَهَا وَتَحِيْرَهَا اَرْسَلَتْ يَهْدِي وَ  
 اَنْكُوْذِيْكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا  
 فِيْهَا وَتَحِيْرَهَا اَرْسَلَتْ يَهْدِي  
 وَاِذَا تَحِيْرَتِ السَّمَاءُ تَغَيَّرَ لَوْنُهَا  
 وَتَحَوَّرَ وَدَخَلَ وَاقْبَلَ وَادْبَرَ  
 فَلَمَّا مَطَرَتْ سَوِيَّ عَنْهُ لَعَنَتْ  
 ذٰلِكَ عَائِشَةُ فَسَالَتْهُ فَقَالَ لَعَلَّه  
 يَأْعَاشُ كَمَا قَالَ قَوْمٌ عَادٍ فَلَمَّا  
 رَاُوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَّتِهِمْ  
 قَالُوْا هٰذَا عَلِيْرَضٌ مُّنْطَلِقًا فِيْ  
 رِيْاحٍ وَيَقُوْلُ اِذَا رَاَى الْمَطَرَ  
 رَحْمَةً (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

غیر مانگتا ہوں اور جو کچھ اس میں اسکی غیر طلب کرتا ہوں اور  
 جس کیسے ترسے اور بھیجا ہے اسکی غیر مانگتا ہوں۔ اور میں  
 تیرے پاس اسکے شر سے پناہ لیتا ہوں۔ اور جو کچھ اس میں  
 ہے اس سے پناہ لیتا ہوں اور جس کیلئے ترسے اسے بھیجا  
 اس کے شر سے پناہ لیتا ہوں اور جب آسمان پر بادل  
 نمودار ہوتا تو آپ کا رنگ بدل جاتا اور آپ باہر نکلتے  
 اور اندر جاتے۔ آگے ہرتے اور پیچھے ہرتے جب  
 بادل برس جاتا اور خیر و عافیت سے گزر جاتا تو آپ کے  
 چہرے سے خوف نائل ہو جاتا حضرت عائشہ نے حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خوف کی اس کیفیت کو محسوس کیا اسکی  
 وجہ دریافت کی فرمایا اسے عائشہ شاید اسکی طرح نہ ہو  
 جس طرح قوم عاد نے کہا تھا۔ اور ایک روایت ہے کہ  
 آپکی عادت مبارک تھی کہ جب آپ بارش کو دیکھتے تو فرماتے  
 خدا عزوجل اس بارش کو رحمت بنا۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ یعنی میں اس کے اپنے آثار و افعال کی حمد سے درخواست کرتا ہوں۔

۲۔ حدیث میں لفظ اہم و اہم یعنی قاضی مجہول ہے۔ یعنی مخاطب معلوم بھی ایک روایت ہے۔

۳۔ حدیث میں لفظ اہم و اہم ہے۔ عربی زبان میں تخیل بارش واسے بادل کو کہتے ہیں کہ چونکہ اس بارش کے برسنے  
 کا خیال دکان ہوتا ہے۔

۴۔ اصل میں لفظ حیرت مجہول آیا ہے۔ جس کا معنی ہے کہ آپ سے خوف و ڈر و رکرو دیا جاتا۔ یہ لفظ را  
 مخفف اور ذریعہ و ذیل طرح روایت ہے۔ تشدید کی صورت میں مبالغہ کے لیے ہو گا۔ یعنی آپ سے مکمل طور پر  
 خوف و حیرت ہو جاتا۔

۵۔ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے محسوس کیا کہ ابر و باران دیکھنے کے وقت آپ کی حالت بدل جاتی  
 ہے۔ اور جب وہ بغیر غریب گزر جاتا ہے تو آپ غور و خیر میں ہوتے ہیں۔ آپ نے حضور سے اسکی وجہ دریافت کی۔  
 ۶۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عائشہ یہ ابر و باران اسکی مثل نہ ہو قوم عاد کے ایک  
 گروہ نے کہا تھا جس کے مال کا ذکر خدا تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے۔ فَلَمَّا رَاُوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ



اداس کی قدرت سے جو کچھ کہیں ہو مگر زمین سے کچھ دوا گئے اور قحط چھا جائے۔  
 خار و ہوا نگوئی مبارک زمین نادر و تانہ نگوئی مبارک  
 ہر بادش نہیں برسا سکتی جب تک کہ تر سے برسانے کی اجالت نہ دے اور زمین اس وقت تک کچھ نہیں اگاتی  
 جب تک کہ تر سے اگائے کا حکم نہ دے۔  
 سترہ یعنی سال پھر اس کا غالب استعمال قحط سال کے لیے ہونے لگا۔ اس حدیث میں یہی معنی مراد ہے۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو فرماتے سنا کہ ہر رحمت الہی میں سے ہے کبھی  
 یہ رحمت لاتی ہے اور کبھی عذاب۔ تو اسے گالی  
 نہ دو۔ اور اللہ سے اس کی بھلائی مانگو۔ اور اس کے  
 شر سے خدا کے پاس پناہ لو۔

(مشافعی، ابوداؤد)

(ابن ماجہ اور بیہقی اور دعوات)

(کبیر میں)

۱۴۳۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ  
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الرَّحْمَةُ مِنَ  
 رَوْحِ اللَّهِ تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ  
 فَلَا تُسَبِّحُهَا - وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ  
 خَيْرِهَا وَهُوَ ذَا بَيْنٍ مِنْ خَيْرِهَا  
 - وَاسْأَلُوا اللَّهَ الْخَافِي وَابْكُوا وَادْعُوا  
 وَابْنُ سَاجَةٍ وَالْبَيْتِ فِي الدُّعَاءِ  
 الْكَبِيرِ

یعنی اللہ کی رحمت اور عذاب الہی سے کراتی ہے اور کفار پر عذاب بھی ایمان والوں کے لیے خدا کی رحمت  
 ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ ہر ایک قوم کے لیے رحمت ہوتی ہے۔ اور دوسری قوم کے لیے عذاب۔ اس حدیث کے  
 الفاظ میں صرف دو قسم کے معنی ہیں جو روح اللہ سے عذاب۔ جیسا کہ فرمایا تاقی بالرحمة و بالعذاب۔  
 لیکن جب کہ ہوا اللہ کی رحمت اور اس کے ارادے کے تحت جیتی ہے تو اسے گالی نہ دو۔  
 لیکن جب کہ ہوا اللہ کی رحمت اور اس کے ارادے کے لیے بظاہر بری  
 اور کلیف کا باعث بنی ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ سے نیکی مانگا رہے۔ آگے حاکم قرار دیا کہ اللہ تعالیٰ ہے جو چاہتا ہے  
 کرتا ہے اور چاہتا ہے جیسا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

۱۴۳۲ وَتَعْنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ  
 تَجَلَّى لَعْنِ الرَّحْمَةِ عِنْدَ النَّبِيِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا  
تَلْعَنُوا الرِّيحَ فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ  
وَأَنَّ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ  
بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ .  
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا  
حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

ہوا کو گالی دینی قرآن میں ہے تو کیا ہوا پر لعنت نہ کرو کیونکہ  
وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چلتی ہے (لہذا اس پر  
لعنت کرنا جائز نہیں) اور واقعہ یہ ہے جس نے ایسی  
چیز پر لعنت کی جو لعنت کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت  
اسی پر لوٹ کر آتی ہے۔ اسے ترمذی نے روایت  
کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

اسے یعنی جس نے ہوا پر لعنت کی، اس سے نفرت کا اظہار کیا۔ اسے بڑا کہا اور گالی دی۔ اور اس سے کراہت  
دینے کی۔

۱۷۳۳ وَعَنْ أَبِي كَعْبٍ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ فَإِذَا رَأَيْتُمْ  
مَاءً تَكَرَّهُوْنَ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ اِنَّا  
نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيحِ وَ  
خَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرْتُ بِهِ  
وَكَعُوْذُكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ  
مَا أُمِرْتُ بِهِ .  
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا کو  
گالی نہ دو جبکہ تم ایسی چیز دیکھو جسے تم ناپسند کرتے  
ہو تو پل کہو۔ اے اللہ ہم تجھ سے اس ہوا کی دعا کرتے ہیں  
جس سے ہم بچنا چاہتے ہیں۔ ایسا کی دعا کرتے ہیں جو اس میں  
ایسا ہی کی چیز ہو جس کی دعا کرتے ہیں جس میں کچھ  
اسے بچنا چاہتے ہیں۔ اور ہم تجھ سے اس ہوا کی دعا کرتے  
ہیں جس سے ہم بچنا چاہتے ہیں۔ ایسا کی دعا کرتے ہیں جس میں  
ایسا ہی کی چیز ہو جس کی دعا کرتے ہیں جس میں کچھ

۱۷۳۵ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا  
هَبَّتْ رِيحٌ قَطُّ إِلَّا جَاءَنَا النَّبِيُّ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ  
وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَلَا  
تَجْعَلْهَا عَذَابًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا  
رِيًّا خَا وَلَا تَجْعَلْهَا رِيًّا قَالَ  
ابْنُ عَبَّاسٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
فرماتے ہیں۔ کبھی برا نہ ہوتا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
دعائے ہوا کرتے تھے اور وہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ  
ہم اسے رحمت بنا دے نہ عذاب بنا دے۔ حضرت ابن عباس  
نے کہا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔ اے اللہ اسے رحمت بنا  
دے نہ عذاب بنا دے۔ یعنی ہم نے ان پر کتنا امداد کی

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ الرِّيحَ الْعَقِيلَةَ  
وَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيلَةَ وَ  
وَأَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ وَ أَنْ  
تُؤْمِنَ الرِّيحَ مَبْشُرَاتٍ  
(رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي الْخَوَارِجِ)  
الْبَكِيرِ

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيلَةَ۔ یعنی ہم نے ان پر  
پانچھ ہوا سطکی۔ جو درختوں کو پھل دار نہ مرنے دیتی  
تھی۔ فَاَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ اہم ایسی ہوائیں  
بھیجتے ہیں جو درختوں کو پھلدار کر دیتی ہیں۔ وَأَنْ يُؤْمِنَ  
الرِّيحَ مَبْشُرَاتٍ۔ خدا کی نشانات میں سے یہ بھی  
ہے کہ وہ ہواؤں کو بارش کی بشارت دینے والی  
بنائے ہوئے ہے۔ (امام شافعی۔ یعنی نے دعوت کبیر میں لکھا)۔

اے ملاحظہ ہو کہ مشورہ ہے کہ ریح بعینہ مفرد مذکر میں استعمال ہوتی ہے جس طرح کہ پہلی روایت میں آیا۔ اور لفظ  
ریح مطلق جمع رحمت کی ہوا کے لیے۔ وہ دما جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اسی پر مبنی ہے حضرت  
ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو جو مذکور ہوا۔ اس کی تائید میں پیش کیا گیا ہے۔ خطاب نے اس کی توجہ میں کہا کہ ہوائیں  
جس زیادہ تعداد میں ہوتی ہیں۔ تو وہ بادلوں کو نکالتی ہیں جن سے خوب بارشیں ہوتی ہیں۔ اور جب ایک بار ہی ملتی ہے  
تو وہ پانچھ ہوا ہے۔ عربوں کا اعتقاد ایسا ہی ہے۔ مگر ابو جعفر طبرانی نے اس کا انکار کیا ہے اور اپنی تائید میں  
اللہ تعالیٰ کا یہ قول پیش کیا وَجَدْنِي بِحُجْرَةِ رَجُلٍ يُحْيِيهِ كَلْبَتِيبَةً اِنْ كُنْتُمْ كَوَلِيبٌ وَغَرَسَ غَوَارًا حُلَّالًا ہے۔ اور  
اسے بھی تائید میں پیش کیا جو بعض اہل حدیث میں سیفہ مفرد (مذکر) غیر و شرودوں کے لیے آیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ  
رضی اللہ عنہ کی احادیث میں گزرا۔ اَلْمَسْحُورُ مَعْرُوجٌ اَللّٰهُ تَنَاقِي بِالْحَمَةِ وَالْحَدَّ اب۔ اہل حدیث صلی اللہ علیہ وسلم  
کا یہ قول مبارک بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ اِنَّا نَسُفُّكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الْاَرْضِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا۔ اسی طرح حضرت  
عائشہ کی حدیث جو مذکور ہوئی۔ پھر اس نے کہا کہ یہ حدیث جو حضرت ابن عباس سے مذکور ہوئی، ضعیف ہے۔ صحیح  
احادیث کے مقابلہ میں پیش نہیں کی جا سکتی۔ طبیی رحمہ اللہ نے کہا کہ اکثر و بیشتر یہ ہے کہ جب ریح دریا ح مطلق بلا قید  
واقع ہوتا اس کا یہی حکم ہے۔ بخلاف جب کہ کسی وصف کے ساتھ مفید ہو کر آئے۔ یہاں کافی گفتگو کی گئی ہے جو شرح  
میں مذکور ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں۔  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان میں باؤل دیکھتے تو کام  
کام چھوڑ کر تھے۔ اور اس کی طرف متوجہ ہر جاتے اور  
یہ دما پڑھتے۔ اسے اللہ میں تیرے پاس اس چیز کے  
شر سے پناہ پتا ہوں۔ جو اس میں ہے پھر اگر اللہ تعالیٰ

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
أَبْصَرَ كَامِيَةً مِنَ السَّمَاءِ نَعَى  
الشَّعَابَ تَرَكَ عَمَلَهُ وَاسْتَقْبَلَ  
وَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ

شَرَّ مَا فِيهِ فَإِنْ كَشَفَهُ حَيْدَ اللَّهِ  
وَإِنْ مَطَرَتْ قَالَ اللَّهُمَّ سَقِيَا  
كَافِعًا.

اللہ بادل کو کھاتا دیکھنا اس کی طرف اشارہ کرتے اور  
اگر اس سے بارش ہوگی تو زمین دعا کرے۔ خدا دعا  
ہمیں سودمند بارش عطا فرما۔

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَائُفُ وَ  
ابْنُ مَاجَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ)

ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ و شافعی اور الفاظ  
شافعی کی روایت کے ہیں۔

۱۷ حدیث میں لفظ ناشی آیا ہے۔ یعنی بادل۔ اسے ناشی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ آسمانی زمین کے درمیان  
ظاہر ہوتا ہے۔ مزارع میں کھانا ناشی بادل کا وہ حصہ ہے جو سب سے پہلے نروار ہو۔

۱۸ حدیث میں لفظ سَقِيَا آیا ہے۔ (سین کی زبرد قاف ساکن آخر میں فون تہین) یعنی پانی پلانہ سقیا میں کی پیش  
اور بے ترین بھی ایک روایت ہے اور وہ استسقاء کا نام ہے۔ یعنی پانی پینا۔

۱۳۳۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا  
سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالْقَوَائِقِ  
قَالَ اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَ  
لَا تُهْلِكْنَا بَعْدَ إِلَهِكَ وَعَايِنَا  
قَبْلَ ذَلِكَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کہ نبی شاکب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب گرجا

بھینکا یا آواز سننے کر کہتے۔ اے اللہ ہمیں

اپنے غضب سے قتل نہ کر۔ اور ہمیں اپنے

غائبانہ حکم سے ہلاک نہ کر۔ اور ازل سے پہلے

عالمیہ و ملامتی عطا فرما۔

(ترمذی۔ احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔

ابن خزيمة۔ ابن حبان۔ ابن عساکر۔ ابن کثیر۔

ابن قسطلان۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔

ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔

ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔

ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔

ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔

ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔

ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔

ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔

ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔

ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔ ابن کثیر۔

## الفصل الثالث

۱۳۳۷ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ  
أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ قَرَأَ  
الْحَدِيثَ وَقَالَ سُبْحَانَ الَّذِي  
يُسَيِّرُ الرَّعْدَ بِحُدُودِهِ وَالْمَلَائِكَةَ  
مِنْ خِيَّتِهِ.

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ جب آپ گرجا کی آواز

سننے قربات میں فرک کر دیتے اور کہتے سبحان

الذی یسیر الرعد بحدوده والملائکة

من خيئته۔ پاک ہے وہ ذات جس کی

پاکی یاد کرتا ہے۔ رشتہاں کی عمدہ شنا کی صورت  
میں۔ اور فرشتے اس سے ڈر کر۔  
(مالک)

(دَوَاۃُ مَالِك)

اے رعد کا معنی اگر آواز ہے تو پھر تبیح کی اس کی طرف نسبت مجازی ہوگی۔ کیونکہ جب اس کے ساتھ  
تبیح کی گئی تو گویا خدا اس آواز نے تبیح کی۔ اور اگر رعد فرشتہ کا نام ہے۔ تو پھر بہ نسبت حقیقی ہے۔  
واللہ اعلم۔





# کتاب الجنائز

## جنائز کی کتاب

جنائز جنازہ (جیم کی زبردیر) کی جمع ہے۔ وہ تختہ جس پر مہر لکھ کر رکھتے ہیں۔ جس تختہ پر مردہ نہ ہو اسے نقش و مہر رکھتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب صراح میں ہے۔ نہایت میں کہا۔ جنازہ جیم کی زبردیر سے یعنی وہ میت جو تختہ پر پڑی ہو بعض کہتے ہیں۔ زیر سے یعنی تختہ اور زبردیر سے یعنی میت۔ اس کے برعکس بھی کہا گیا ہے۔ یہ جنز یعنی ترے شق ہے

## بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَتَوَابِ الْمَرِيضِ

### مریض کی بیمار پرسی اور مرض کا ثواب

عیادت عیاد میں کی زبردیر سے۔ بیمار پرسی کہنا عیادۃ میں کی پیش سے بھی آیا ہے۔ عود سے شق ہے یعنی مٹنا اور رجوع کرنا۔ بیمار پرسی کرنے والا بیمار کی طرف گاہ۔ نگاہ آتا اور رجوع کرتا ہے اس لیے یہ لفظ اس معنی کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ لفظ عود بھی عیادت کے لیے آتا ہے۔

## الفصل الأول

### پہلی فصل

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کے کو کھانا کھلاؤ۔ بیمار کی بیمار پرسی کرو اور بے گناہ قیدی کو نجات دلاؤ۔

(بخاری)

۱۳۳۸ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعَوِّدُوا الْمَرِيضَ وَفُكُوا السَّاعِيَّ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۷۔ جو شخص کہ کھانا کھانا سنت ہے۔ اگر وہ مضر اور تک نہ پہنچا ہو۔ اور اگر مضر اور تک پہنچ چکا ہو تو پھر اسے کھانا کھانا فرض ہے۔ اور فرض کفایہ ہے اگر دونوں میں سے کوئی صورت متعین نہ ہو۔ اور اگر مضر اور تک صحت متعین ہو تو پھر کھانا کھانا فرض میں ہو جاتا ہے۔

۱۸۔ بیمار کی بیماری پر کسی بھی سنت ہے۔ اگر کسی عادی بیماری کا یہ مبتلا ہو۔ اور اگر عادی بیماری میں مبتلا نہ ہو بلکہ چانک کوئی غیر عادی بیماری لاحق ہو جائے تو اس کی بیماری پر واجب ہے۔ لفظ خود ودا (بین کی پیش اور وادماکن)

۱۹۔ عام وقت نے جس کے ہر بہانے کا حکم دیا ہے۔ لفظ فکرا فاکا پیش کاف مشروکت سے مشتق ہے یعنی درجہ اول کو ایک دوسرے سے الگ اور جدا کرنا۔

۱۲۳۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ تَرَادُ السَّلَامَ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاجَابَةُ الدَّعَوَةِ وَكَفِّهِنَّ الْقَاطِئِينَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں سلام کا جواب دینا۔ مریض کی بیماری پر سی۔ جنازوں کے ساتھ جانا۔ دعوت قبل کرنا۔ اور چھینک مارے کی چھینک کا جواب دینا۔

(بخاری و مسلم)

۲۰۔ کہہ کر سلام کا جواب بھی حقوق اسلام میں سے ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ جواب سلام کے ذکر کی تخصیص

اس بنا پر کہ اگر کسی کا یہ حق اسلام میں سے ہے۔

۲۱۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر بین اسلام کا حق ہے۔ بیماری سے محبت و مجلس کا حق نہیں۔ بعض کتابوں سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ حق محبت ہے۔ اس کے لیے تمام الاصول میں باب العیادہ کو حق محبت میں بیان کیا گیا۔ امام حجت الاسلام (نزاری) رحمہ اللہ نے اس سے متفق رہ کر اسلام میں شامل کیا۔ قول اول درست نہیں۔ یعنی سلام کے جواب کو حق محبت قرار دینا کیونکہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ کہ مائتھی اور ہم مجلس تھے۔

۲۲۔ جو شخص کہ کھانا کھانا سنت ہے۔ اگر وہ مضر اور تک نہ پہنچا ہو۔ اور اگر مضر اور تک پہنچ چکا ہو تو پھر اسے کھانا کھانا فرض ہے۔ اور فرض کفایہ ہے اگر دونوں میں سے کوئی صورت متعین نہ ہو۔ اور اگر مضر اور تک صحت متعین ہو تو پھر کھانا کھانا فرض میں ہو جاتا ہے۔

۲۳۔ یعنی دعوت طعام قبول کرنا اگر وہاں کوئی بدعت کہیں کو اور خلاف شرع بات نہ ہو۔ امام نزاری رحمہ اللہ نے

زیادہ کھانا جو مغاشرت اپنے آپ کو اونچا دکھانے اور ناموری کے لیے بنایا گیا ہو اس کی دعوت قبول کرنا بھی منع ہے  
صفت صالحین ایسی دعوت میں شمولیت کو مکروہ جانتے تھے۔

۵۵ مسلمان پر مسلمان کا پانچواں حق چھینک مارنے والے لیے یہ رک رک اللہ کے لفظ سے دعا کرنا ہے۔ بشرطیکہ  
چھینک مارنے والے نے الحمد للہ کہا ہو۔ لفظ تسمیت شین سے یا شین سے۔ اولیٰ لغت (شین سے) زیادہ فیض ہے۔ یہ  
لفظ ال سے مشتق ہے جس سے لفظ شامت (چار پائے کے پاؤں) مشتق ہے۔ گویا یہ چھینک مارنے کے لیے  
اس کے غیر دینیکی پر ثابت قدم رہنے اور اس کی صحت کے لیے دعا ہوتی ہے۔ یا یہ لفظ شامت سے نکلا ہے یعنی  
دشمن کے مصیبت و بلا میں مبتلا ہونے پر غور ہو کر گویا یہ لفظ یہ رک اللہ چھینک مارنے کے دعا ہے کہ وہ شامت  
اعدا سے بچا ہے۔ اور اگر یہ سین سے (تسمیت) ہے تو پھر سمت سے نکلا ہے۔ بمعنی نیک سیرت یعنی اللہ تجھے  
نیک کرے چھینک مارنے کے پاس اگر ایک آدمی موجود ہو تو اس کے لیے جواب دینا سنت میں ہے۔ اور اگر  
زیادہ آدمی موجود ہوں تو پھر سنت کفایہ ہے۔ اس بارے میں مزید کلام کتاب الآداب کے باب غطاس و ثناب  
میں انشاء اللہ تعلق لائے گئے گا۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ  
عَلَى الْمُسْلِمِ سِتُّ قِيلَ مَا هُنَّ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذَا لَبِثْتُهُ  
فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ  
وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانصَحْ لَهُ وَ  
إِذَا عَطِيسَ فَحَبِّدْهُ اللَّهُ فَتَشَبَّهُهُ  
وَإِذَا مَرِضَ فَعُدَّهُ وَإِذَا مَاتَ  
فَاتَّبَعْهُ .

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہمارا روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ آپ سے دریافت  
کیا گیا کہ یا رسول اللہ وہ چھ حق کون سے ہیں۔ فرمایا  
تو مسلمان ملے تو اس کو سلام کہہ کر جب وہ تجھے درود  
طہم سے دعا کی دعوت قبول کرے جب تجھے نصیحت  
کہے تو اسے نصیحت کر جب وہ چھینک مارے  
اور الحمد للہ کہے تو اس کا جواب دے (یہ رک رک  
اللہ کے ساتھ) جب وہ بیمار ہو تو اسے دعا کی جائے کہ  
اللہ جب وہ مر جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جائے

(مسلم)

اسے اور جواب سلام کے لیے سلام لازم ہے۔ پہلی حدیث میں جواب سلام کا ذکر فرمایا۔ یہاں سلام کے ذکر پر  
کفایت کی۔

تہ لغت میں نصیحت کا معنی غلوس ہے۔ عکس فارغ وہ شہد جو موم کی طاعت سے پاک ہو۔ یعنی باطل فاعل

یہاں غیر غراہی اور مسلمانوں کی حق گزاری مراد ہے۔ یہ عام حالات میں سنت اور جب کوئی نصیحت کی بات سننے کی خواہش ظاہر کرے تو پھر اسے نصیحت کرنا واجب و ضروری ہے۔

۳۷ یعنی نماز جنازہ پڑھ کر جنازے کے ساتھ جا۔ اس حدیث میں پانچ حقوق کے علاوہ چھٹی چیز نصیحت کا ذکر بھی کیا اور صرف ان چھ میں ہی حصر فرمایا۔ مسلمانوں کے ایک دوسرے پر بہت سے حقوق ہیں۔ آپ نے ہر مقام پر اس کے مناسب حق کا بیان فرما دیا۔ یہ بھی ہر کتاب ہے کہ حقوق مسلمانوں کے بارے میں تمدد و بجا دینی کا نزول ہوتا ہو اور آپ اس کے مطابق بیان کرتے ہوں۔

حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا ہمیں بیماریاں پر کسی جنازوں کے ساتھ جاتے۔ چھینک دالے کی چھینک کا جواب دینے، سلام کا جواب دینے، دعوت طعام دالے کی دعوت قبول کرنے۔ اور قسم اٹھانے دالے کی قسم درست کرنے اور مظلوم انسان کی مدد کرنا حکم دیا اور ہمیں سونے کی انگوٹھی پہننے، ریشم پہننے، استبرق و دیشاج (خال) قسم کے ریشمی کپڑے، اور سرخ رنگ کے منجھے قسٹی پہننے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے سے منع فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ چاندی میں پینے سے منع فرمایا کہ جو دنیا میں اس میں پیئے گا آخرت میں اس میں نہ پی سکے گا۔

(بخاری و مسلم)

۱۴۲۱ وَعَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَتَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِبَادَةِ الْمَرْبُوعِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَاجَابَةِ الدَّاعِي وَابْتِرَارِ الْمُقْسِمِ وَتَصَدُّ الْمُظْلُومِ وَتَهَانَا عَنْ خَاتِمِ الدَّاهِبِ وَعَنِ التَّحْرِيرِ وَالِاسْتَبْرَقِ وَالِدَيْتَابِجِ وَالْمَيْخَرَةِ التَّحْمَرَاءِ وَالْقِسْتِي وَأَمِيَّةِ الْبَيْضَةِ وَفِي رِوَايَةٍ وَعَنِ الشَّرِبِ فِي الْبَيْضَةِ فَإِنَّهُ مَنْ شَرِبَ فِيهَا فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْ فِيهَا فِي الْآخِرَةِ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۳۸ ان پانچ الفاظ کے معنی غرضتہ بیان سے معلوم ہو چکے ہیں۔

۳۸ حدیث میں لفظ ابرار القسم ہے۔ یعنی ہمیں قسم کھانے دالے کی قسم درست کرنے کا حکم دیا۔ مقسم (میم کی پیش قاف ساکن۔ سین مخف کی زیر) ابرار القسم (قاف دین کا زبر) بھی ایک روایت ہے۔ معنی قسم یعنی اگر ایک مسلمان تیرے نسل کی قسم کھائے کہ تجھے قسم ہے کہ یہ کام ضرور کر۔ تو چاہیے کہ تو اس کا وہ کام کرے۔ تاکہ اس کی

قسم درست ہو جائے امداد کی قسم نہ ٹوٹے۔ یا اگر کوئی آدمی اپنے نفس پر قسم کھائے کہ خدا کی قسم میں یہ کام ضرور کرے گا تو مجھے چاہیے کہ اس کام کے پورا ہونے میں ضرور کوشش کرے۔ امداد اس کے اسباب دنیا پر کرنے کے اسباب میں اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کرے۔ بعض نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ اگر ایک شخص دوسرے کو قسم دے کر کہے یہ کام ضرور کر۔ تو تیرے لیے اس کام کا کرنا مستحب ہے تاکہ خدا تعالیٰ کے قسم مبارک کی تعظیم برقرار رہے۔ اگرچہ لازم و ضروری نہیں۔ پہلی دو صورتوں میں اس کی قسم کی درستی اس لیے بھی چاہیے کہ قسم توڑنا گناہ و معصیت ہے۔ امداد مسلمان کو معصیت و گناہ سے نکالنا بہت بہتر ہے۔

۳۔ وہ انسان چاہے کافر ہو چاہے ذمی۔ (اسلامی حکومت کے قیود میں رہنے والا غیر مسلم) چاہے مسلمان (چند روزہ کیے والے اسلام میں آنے والا غیر مسلم) ہو۔ حدیث میں ہے کہ سراج میں ہے استبرق باریک ریشم کو کہتے ہیں۔ ویساج عرب وینا۔ یہ حسب ریشمی پکڑنے کی مختلف قسمیں ہیں۔

۴۔ حدیث میں لفظ المشرقة الخمر آیا ہے۔ میم کی زیر شاکی تہ بر جموت ملنا زکی ثانی میں روئی خبری ہوتی ہے۔ اور اسے زمین پر ڈال کر اس پر بیٹھتے ہیں۔ اسے مندر زمین بھی کہتے ہیں۔ یہ ٹیپوں کی مادہ ہے کہ ٹیپور عورت کے طور پر ریشم و بادغیرہ کا بناتے ہیں۔ عمل کا لفظ اس ٹیپور عورت کی جانب اشارہ کر رہا ہے۔ ادا اگر سرخ و ہر تو رام نہیں۔ اور اگر عورت و ٹیپور کے اداوے سے نہیں بلکہ ٹیپوری۔ یا اطمحائل کہتے ہیں کہ یہ سچا سوال کیا جاتا ہے تب بھی حرام نہیں۔

۵۔ یعنی آپ نے قسمی (قاف کے لیے ریشم کا شے) سے کیا ٹیپور ایک ٹیپور سے کہتے ہیں۔ قاف کے لیے ریشم کا شے ایک بستی کی طرف منسوب ہے۔ یہ ریشم اور ریشم کوٹا ہوا ایک ٹیپور سے کہتے ہیں۔ قاف کے لیے ریشم کا شے ایک بستی کی طرف منسوب ہے۔ یعنی افریشم۔ ناکہ سن سے بدل دیتے ہیں۔ یا ٹیپور سے کہتے ہیں۔ قاف کے لیے ریشم کا شے ایک بستی کی طرف منسوب ہے۔

۶۔ پاندی کے برتنوں میں کھانے کا بھی میم ہے۔

۷۔ بلکہ ہمیشہ کے لیے یا ایک مدت دراز تک اس گناہ پر بطور سزا اس سے جو ہم کو خدا تعالیٰ کے گناہوں سے بچنے کے لیے ہم سے پاندی کی غصیص کی وجہ یہ ہے کہ عام مادہ پاندی کے برتنوں میں کھانے پر غصہ کا باعث یا جالب کہ پاندی کے برتن جو قیمت میں سونے سے انہی میں کھانا پینا ہے۔ تو سونے کے برتنوں میں کھانا پینا بطریق اولیٰ منع ہو گا۔ ان گزشتہ چیزوں کے استعمال کی ممانعت مردوں کے ساتھ فاسد ہے۔ مگر برتن کہ وہ موصوفہ مومن و مومن کے لیے منع ہیں۔



ذَلِكَ عِنْدِي يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقِيكَ  
فَلَمْ تَسْقِنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ  
اسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ  
قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي وَفَدَانِي  
فَلَمْ تَسْقِهِ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ  
لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اے بندے میں نے تجھ سے پانی مانگا مگر تو نے مجھے  
نہ پلایا۔ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب میں تجھے  
کیسے پلاتا۔ جب کہ تو سب جہانوں کا رب ہے اللہ  
تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے  
پانی مانگا۔ تو نے اسے نہ پلایا۔ اگر تو اسے پلانا  
تو آج اسے میرے پاس پلانا۔

(مسلم)

۱۔ کہ تو ہر بیماری سے پاک و منزه ہے۔

۲۔ یعنی میری رحمت و غوثی تجھے اس کے پاس مل جاتی۔

۳۔ اور تو بھوک اور کھانے سے پاک و منزه ہے۔

۴۔ یعنی اس کھانے کا ثواب اور اس کی جزا تجھے میرے پاس سے ملتی۔

۵۔ اور تو تشنگی اور پانی کی محتاجی سے پاک و منزه ہے۔

۶۔ بعض نسخوں میں دوسرے معنوں کی طرح آکا بخت آگیا ہے۔ بعض نسخوں کی یہ عبارت اگر میں نہ

مانی جائے تو پھر آکا بخت میں حسرت آکا تبیہ کے یہ ہے۔ واضح ہو کہ عیادت مریض میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر  
تو بیمار پرستی کرتا تو تجھے اس کے پاس پلانا اور کھانے اور پانی کے بیان میں فرمایا کہ میری جزا اور ثواب اس کے پاس  
پلانا۔ اس عبارت کے اسلوب میں کھلانے پلانے کی نسبت بیمار پرستی کو زیادہ فضیلت دی گئی ہے۔ جیسا کہ پرشیدہ  
نہیں۔

۱۔ مشرق کرم بنور ایزدی

۲۔ گفت بسمانا کہ پاکی از دیاں

۳۔ باز فرمودش کہ من رنجوریم

۴۔ گفت یارب چیست نقصان ترا

۵۔ گفت مارا بندہ خامن گزین

۶۔ هست رنجوریش رنجوری من

من حرم رنجور گشتم نامدی!

ایں چہ رنجرت این سخن یارب چنان

چوں غم سیدی تو از دوسے کرم

عقل گم شد این گره را هر گشت

گشت رنجور و غم نیکو بہین

ہست معذرتش معذرتی من

۸۔ ہر کہ ظاہر جنبشی باعدا  
گوشیدہ در حضورا دلایا۔

ترجمہ اشار شری۔

۱۔ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکوہ کیا کہ اے وہ موسیٰ جس کے گویان سے نہ حق طوع ہوا۔

۲۔ میں نے تجھے اپنے نزدیک سے مرکز انکار بنایا۔ میں حق تعالیٰ سے ہوں مگر رنج و بیمار ہوں تو میری مزاج پر ہی کے یہ نہیں آیا۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے سمان و پاک ذات تو تو ہر قسم کے نقصان و عیب سے پاک و منزہ ہے۔ یہ کیا مرد خدا کا رب اس بات کی حقیقت کیا کر۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ان سے فرمایا کہ میں رنج و بیمار ہوں۔ اے موسیٰ تو نے ازراہ کرم میری مزاج پر ہی کیوں نہیں کی۔

۵۔ حضرت موسیٰ۔ سلام نے عرض کیا تیری ذات اقدس کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ تیری اس بات سے میری عقل گم ہو گئی۔ بہر بانی اس گروہ کو کھول دے۔

۶۔ فرمایا ہمارے ایک خاص بندے کو دیکھ جو رنج و بیمار ہے۔ اس کے بیمار ہونے پر ہی کیسے محنت مند رہ سکتا ہوں۔

۷۔ اس کا بیمار ہونا میرا بیمار ہونا۔ اس کا معذور ہونا میرا معذور ہونا ہے۔

۸۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی جنبشی چاہتا ہے اے کہو کہ اس کے اولیا کی حاضری میں بیٹھے۔

۱۳۳۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بدوی کے پاس بیمار

پہنچ کر تشریف لے گئے اور جب بھی آپ کسی بیمار کی

عیادت کرتے تو کہتے تھے کوئی دُر نہیں خدا کے چاہا

یہ تو صفائی ہے۔ چنانچہ اس سے بھی فرمایا کہ کوئی دُر

نہیں نالہ اللہ صفائی ہے۔ وہ بولا ہرگز نہیں۔ یہ تو

بہت بوڑھے پر بیمار جوش مار رہا ہے اے نبی

نہایت کراکے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تو ایسا ہی سہی۔ (بخاری)

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَلَ عَلَى

أَعْرَابِيٍّ يَحْوَدُكَ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ

عَلَى مَرِيضٍ يَحْوَدُكَ قَالَ لَا هَاسَ

طَهْوَرُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ كَلَّا

بَلْ حَتَّى تَطْهَرُوا عَلَى شَيْءٍ كَبِيرٍ

تُرْوِيهِ الْقُبُورَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَحَهُ إِذَنْ

(رواه البخاری)

اے یعنی غم نہ کراؤ پریشانی نہ ہو۔ اس سے جو تو بخاری کا درد اور تکلیف محسوس کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ



گناہوں کو پاک کرنے والا۔ اور انہیں تجھ سے وعدہ کرنے والا ہے۔ بلکہ فلاح و نجات اور اجائے کثیف سے یہی بدن کی صفائی اور اصلاح کرنے والا ہے۔

۴ جس طرح دیگ ایتی اور خوش میں ہوتی ہے۔ نقطہ تغیر و دوران سے بند ہے۔ یعنی دیگ کا خوش مارنا۔

۵۳ یعنی یہ بخدا اس بوڑھے کو قبروں کی زیارت کرا کے رہے گا۔

سکہ یعنی اب ایسا ہی ہوگا جیسا کہ تو کہہ رہا ہے۔ حلال اللہ الفاضل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار غضب و  
غضب فرمایا۔ کیونکہ پہلے اسے صبر و شکر کی تلقین کی تھی۔ مگر اس نے اس سے قبل نہ کیا۔ اور ادب کے واسطے پڑ نہ چلا۔  
بلکہ خدا عدل سے باہر نکل گیا۔ اور کفران نعمت کا ستم اُفتیا کر کیا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مراد کافر تھا۔ تاہم علماء  
نے کہا ہے کہ وہ سنگ دل اور اکھڑ دہیا تیروں میں سے تھا۔ بیماری اور تکلیف نے اسے بے بس اور ناقص کر دیا  
تھا۔ اس کے باوجود اس نے گفتگو میں تکلف سے کام لیا۔ جس کا یہ مقام غرض تھا کہ اس نے اپنا کسب نفسہ میں آگئے۔ اور اسے  
بدنالی اور محسوس کا مستحق ٹھہرا دیا۔

۱۳۳۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِذَا اشْتَكَيْ مِنْنَا اِنْسَانٌ مَسْتَحْفِظٌ مِنْكُمْ فَاِنْ كَانَ مِنْكُمْ فَارْجِعْهُ اِلَيْنَا

بِمِثْلِهِ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ يَا اَمِيْنُ اَمْرُكَ بِيَدِ الْمَلِكِ فَارْجِعْ بِرَأْسِكَ

رَبِّ النَّاسِ وَأَشْفِ الْمَرِيضَ الشَّافِي

لا شفاء إلا بشفائك وشفائك بالحق

شأنك في الدنيا والآخرة

يُغَادِرُ سَقَمًا. ... كُنْتُ تَحْتَ يَدِ كَرِيمٍ شَفِيعٍ لِي شَفَعَنِي فِيهِ كَرِيمٌ

(متفق علیہ) کہ یہ سب کچھ ہی ہے جو کہ

ان کے حالات میں لفظ نکایت ہے جو مرضی و تکلیف کے معنی میں آتا ہے۔ مگر یہاں کے مفہوم میں وہ نکایت ہے جو

۱۰ صفت میں لفظ مانس آئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ اس کا اصل معنی شکایت کی طرف اشارہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ اس کا اصل معنی شکایت کی طرف اشارہ ہے۔

۱۰۰ حدیثیں لکھ کر دے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص ایک سو حدیثیں لکھ کر دے، اس کا اجر ایک سو سال کی عمر تک رہے گا۔

یہ سب کچھ ہم پر ہمارے دل میں اور ہمارے سامنے دو دھڑکتے ہیں۔ جیسے لفظ مرنے والے  
یتیموں اور یتیموں کے لیے ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی  
ہیں جب کسی انسان کو جسم میں کوئی پدید یا تکلیف  
ہوئی یا کسی کھوکھلی پھوٹا یا زخم ہو گیا تو نبی اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ اپنی انگلی مبارک رکھ کر  
یہ پڑھتے۔ بِسْمِ اللّٰهِ تَدْبِطُ اَرْضَنَا بِرِيقَتِكَ  
بَعْضُنَا يَشْفِي سَقِيمًا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔  
(بخاری و مسلم)

وَ عَمَّا كَانَتْ كَانَتْ اِذَا اَهْتَكَى  
الْاِشْتَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ اَوْ كَانَتْ بِهِ  
قَرْحَةٌ اَوْ جُرْحٌ قَالَ الشَّيْءُ صَلَّى  
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِصْبَعِهِ بِسْمِ اللّٰهِ  
تَدْبِطُ اَرْضَنَا بِرِيقَتِكَ بَعْضُنَا يَشْفِي  
سَقِيمًا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔  
(متفق علیہ)

۱۔ یا اس کے معذور جزو کو درد و بیماری لاحق ہو جاتی۔

۲۔ یعنی زخم یا کوئی تکلیف جیسا کہ علاج میں ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرح (قات کی زبرد راساکن) وہ چیز ہوگی  
مضر پر نمودار جو جیسے پھوٹا وغیرہ۔ اور قرح علاج تو اور وغیرہ کا زخم۔ قرعہ قات کی پیش اور زبرد و نول طرح آتا ہے  
۳۔ حضرت عائشہ نے یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی مبارک پر اپنا لعاب دہن لگا کر خاک  
پر دھکتے پھر اس خاک آلودہ انگلی کو درد و زخم کی جگہ پر رکھ کر پڑھتے اور فرماتے اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی  
ہمارے بعض کے لعاب دہن ملانے سے ہمارے بیمار کو ہمارے رب تعالیٰ کے اذن سے شفا و تندرستی دیتا  
ہے۔ یعنی اس لئے حکم و اجازت سے بیمار کو شفا ملتی ہے۔ یہ پھوٹوں اور زخموں کے علاج کے اسرار میں سے  
ایک ستر ہے۔ جسے عقول و انعام میں سمجھ سکتے۔ تعویذات و عملیات میں ایسے عجیب و غریب اثرات ہوتے ہیں۔  
جن کے اندر لوگوں کو حسم نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال میں ایسے شکل و پچیدہ اسرار  
ہیں جن کو صحت و صحت ہی جانتے ہیں۔ ہمارے عقول و انعام ان کے اور ایک کی راہ پانے سے قاصر و عاجز ہیں۔  
فصل در طہارت کے متعلق روایتیں ہیں جو کہ ایک ایک جگہ چاہتے ہیں کہ ان کے حقائق طلب کریں۔ اس کے  
یہ یہ لوگ ہمارے پاؤں تارہتے ہیں کہ ان میں کوئی رستہ نہیں ملتا۔ اس مقام میں ان لوگوں نے جو کچھ کہا ان میں سے  
ایک لایعنی کیا ہی ہے۔ جو کچھ کی اس بندگی میں گرفتار ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مباحصط طہیہ اس امر کی شہادت دیتی  
ہیں کہ کچھ چیزیں کو کس چیز کے پانے اور اس کے مزاج کو تبدیل کرنے میں بڑا دخل اور بڑی تاثیر ہے۔ اسی طرح  
مزاج اصل کی حفاظت کرنے میں اپنے وطن کی مٹی بھی بڑا اثر رکھتی ہے۔ اور کہتے ہیں مسافر کو چاہیے کہ اپنے وطن  
کی کچھ مٹی اپنے ساتھ لے جائے اور اس کا کچھ صفہ پانی کے برتن میں ڈال دے۔ پھر سفر میں اس میں سے منہ میں ڈالتا  
ہے۔ تاکہ تبدیلی مزاج محفوظ رہے۔

تورشی نے کہا اس حدیث کی تاویل و معنی میں جو کچھ بلد و زمین میں آتا ہے۔ جو کہ تندرستی سے نفرت آدم

اور بعض سے لفظ انسانی کی طرف اشارہ ہے جس سے آدمی پیدا ہوتا ہے۔ تو گویا وہ زبان حال مثال سے متفہم اور زاری کرتا ہے کہ اسے پروردگار تو ہی ہے جس نے اصل اول کو تغیر کسی پسے سے موجود نمونہ کے خاک سے اولاد انسان کو حقیر و خوار پانی سے پیدا کیا تیرے لیے اسے شفاعت کرنا یا اسل آسان ہے جس کی اصل حقیقت یہ ہے۔ تو پریشی کا کلام ختم ہوا۔

بعض شارحین نے کہا ارمن سے ارمن مرینہ مراد ہے جس کی شغائے مریض میں خاصیت ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اور بعض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریم مراد ہے۔ یہ دوسرا غیر کسی حد تک درست ہے۔ اور حقیقت کے قریب ہے گرامر اور ٹھیک بات وہی ہے جو کہ ابتدا میں کہی گئی ہے۔

۱۲۳۶ وَغَنَّا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ  
عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ وَمَسَحَ  
عَنْهُ بِيَدِهِ فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ  
الَّذِي تَوَقَّى فِيهِ كُنْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ  
بِالْمُعَوَّذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفُثُ وَأَمْسَحُ  
بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَفِي رِوَايَةٍ تَمْسِيحُ قَالَتْ كَانَ  
إِذَا مَرِئًا أَحَدًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ  
نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے فرماتی  
ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے  
تو معوذات سے اپنے اوپر دم کرتے ایسا اپنے جسم  
پر ہاتھ مبارک پھرتے پھر جب آپ اس بیماری  
میں پڑے جس میں آپ نے رحمت فرمائی تو اس میں  
میں ان معوذات سے آپ کو دم کرتے۔ چنانچہ  
آپ دم کیا کرتے تھے اور میں آپ کے جسم اقدس  
پر حضور کے ہاتھ پھرتی تھی۔ (بخاری و مسلم)  
ابن عمر کی ایک روایت میں ہے فرماتے ہیں کہ  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک تھا کہ جب  
آپ کے اہل بیت میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ  
معوذات سے اس پر دم کرتے تھے۔

اسے معوذات داد مشدود کی دیر اس سے قرآن کی آفرین دھرتیں مل رہی ہیں اعلیٰ ہوا اللہ صمد اور قل یا ایہذا الذی  
بھی معوذات میں داخل ہیں۔ یا وہ آیات مراد ہیں جو معوذتہ تفویض کے معنی کو متضمن ہیں یا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
ہاتھ سے بیماری کو دور کرتے۔ یعنی جسم اقدس پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا۔ پھر پیتے تھے۔  
تھے یعنی آپ کے ہاتھ مبارک پڑتی ان پر دم کرتی پھر آپ کے دونوں ہاتھ مبارک آپ کے جسم اطہر پر  
پھرتی تھی۔

۱۲۳۸ وَكَانَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَى عَنْهُ  
حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اللَّهُ تَعَالَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا يَجْعُدُ فِي جَسَدِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَن يَدَاكَ عَلَى أَلَدِي يَا لَدُّ مِنْ جَسَدِيَا وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ ثَلَاثًا وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَحَدٌ وَأَحَادُ قَالَ فَفَعَلْتُ فَأَذْهَبَ اللَّهُ مَا كَانَ بِي.  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

جیسے شک انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درد کی شکایت کی جو ان کے جسم میں ہو رہا تھا تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا ہاتھ اس جگہ پر رکھ جہاں تیرے جسم کو درد ہے اور کہہ بسم اللہ تین بار اور سات بار یہ الفاظ پڑھ اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَحَدٌ وَأَحَادُ میں اللہ تعالیٰ کے نبی و بزرگی اور اس کی توانائی کے پاس پناہ لیتا ہوں اس چیز کی بدی سے جسے میں پاتا اور جس کے زیادہ ہونے اور آئندہ جسم کے دوسرے حصوں میں سرایت کرنے سے ڈرتا ہوں۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے درد و تکلیف لے گیا۔

(مسلم)

اے آپ صحابی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طائف کا مال مقرر کیا تھا۔ ان کو حضرت حسن بصری، ابن المیثب وغیرہم احادیث روایت کرتے ہیں۔

۱۳۳۹ وَكَانَ أَبِي سَعِيدٌ مِنَ الْخُدَّارِ أَنَّ جَبْرَيْئِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اسْتَكَمَيْتَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ اِسْمِ اللَّهِ اَوْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْعَيْنِ حَاسِدِيهِ اللَّهُ يَفْقِيكَ بِسْمِ اللَّهِ اَوْفِيكَ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک حضرت جبریل حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور کہایا محمد آپ بیمار ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ الٰہا جبرئیل نے کہا (بطریق علاج) یہ دعا پڑھی بِسْمِ اللَّهِ اَوْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْعَيْنِ حَاسِدِيهِ اللَّهُ يَفْقِيكَ بِسْمِ اللَّهِ اَوْفِيكَ۔ میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔ ہر غم و غم سے ہر ذات کی بدی سے یا ہوسد آنکھ سے۔ اللہ آپ کو تندرستی عطا کرے۔ میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔

(مسلم)

اے کلمہ ان معنی واد ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ راوی کا شک ہو۔





۷۶ کہ ان مذکورہ مصائب سے مسلمانوں کے صغیر و کبیر مٹ جاتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ نے کہا ہے۔  
 ۱۴۵۳ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ  
 قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَمَسَسَتْهُ يَدَايَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعُكًا شَدِيدًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلُ إِيَّيْ أُوْعَكُ كَمَا يُوعَكُ مَا جَلَّ مِنْكُمْ قَالَ فَقُلْتُ ذَلِكَ لِأَنَّكَ أَجْدَرُ فَقَالَ أَجَلُ شَمِّ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ آذَى مِنْ مَوْضِعٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ بِهِ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا۔ اس وقت آپ کو شدید بخار تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ حضور کے جملہ پر پھیرا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو تو شدید بخار ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے ایسا شدید بخار ہے جیسا کہ تمہارے مد آدمیوں کو ہر تلبیہ یعنی بعد آدمیوں جتنا بھدا کیجئے کو بخار ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یہ اس لیے کہ آپ کو اجرو ثواب بھی ملتا ہے۔ (رایا پاؤں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی مسلمان جسے کوئی بیماری دینہ و لاقی ہوئی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے گناہوں کو گرا تا ہے جن طرف اس سے نصرت کرتا ہے۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۷۷ یعنی اس وجہ سے مجھے اس قدر تیز بخار ہے۔

۱۴۵۴ وَ عَنْ عَائِشَةَ ۳ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا ابْنِ الْوَجَعِ عَلَيْهِ أَشَدُّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کو شدید درد و تکلیف کی حالت میں نہیں دیکھا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۷۸ اس کی وجہ آپ کے جوہر ذات کی صفائی اور قوت خواں ہے۔ اس میں آپ کے وجہات بلند ہوتے تھے اور آپ کو کئی گنا اجرو ثواب ملتا تھا اور اس میں اور بھی بہت سی کھتیں مضر تھیں۔ جن کو سوائے علام الغیوب ذات کے اند کوئی نہیں جانتا۔



۵۳ وَعَنْهَا قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ حَافَتَيْهِ  
وَدَايَتَيْهِ فَلَا أَكْرَهَ شِدَّةَ التَّوْبِ  
لَا حَمْلًا أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے۔ فرماتی  
ہیں۔ مجھے صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے اور گالے کے  
درمیان وفات پائی۔ تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد  
کسی کی موت کی شدت دیکھتی کہ برا نہیں  
باتی۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(بخاری)

۵۳ یعنی اس وقت آپ کا سر بڑک میرے سینے پر تھا۔ عاتقہ سینے کا گردن اور کندھے کے درمیان کا حصہ۔  
دائیں ٹھوڑی کے نیچے رگ حلقوم کا کنارہ۔ یعنی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے جسم کے اس حصہ سے ٹکری گئے  
ہوئے تھے۔ ال دبر سے آپ کی موت کی شدت سے واقف دلا گاہ ہوں۔

۵۴ واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی شدت آپ کے بلند مقام کے مناسب تھی۔ غام ذہن یہ خیال رکھتے  
ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کے وقت بالکل تکلیف نہ ہوئی۔ آپ کی غایت شدت کی یہ حالت تھی کہ آپ بیمار کی  
حالت سے تپ رہے تھے اور چہرہ اقدس پر پانی کے چھینٹے مارتے تھے۔ اور فرماتے تھے اِنَّ لِمَوْتِ سَكَرَاتٍ موت  
کے وقت بڑی بے ہوشی طاری ہوتی ہے۔ جس کا نفل ثانی میں آ رہا ہے۔

۵۴ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَقَلَّ الْمُؤْمِنُ كَمَقَلِّ  
الْعَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ لَقِيَتْهَا الرِّيحُ  
فَصَرَعَهَا مَرَّةً وَفَعَلَتْهَا أُخْرَى حَتَّى  
يَأْتِيَ أَجَلُهُ وَمَقَلَّ النَّبِيُّ كَمَقَلِّ  
الزَّرْعِ الْمُخَذَّيَةِ الَّتِي رَافَعَتْهَا  
حَتَّى يَكُونَ أَجْعَالُهَا مَرَّةً  
وَاجِدَةً

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان  
کا قصہ اور حال کھیتی کی اس دم شاخ کے قصہ اور حال  
کی طرح ہے ہوائیں اِدھر اُدھر جھکاتی ہیں کبھی اسے  
گرا دیتی ہیں اور کبھی سیدھا کھڑا کر دیتی ہیں۔ یہاں تک  
کہ اسے موت آ جاتی ہے۔ اور منافق کا حال و قصہ  
صنوبر کے درخت کی طرح ہے۔ جسے کوئی ہوا  
اور ادیت نہیں پہنچتی۔ یہاں تک کہ اس کی زندگی  
کا دم قصہ یکبارگی زمین پر آ کر گر جاتا ہے۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

۵۵ ایسی ہی حالت کیفیت مسلمان کی ہے کہ کبھی تو اسے حادثہ ضعف و بیماری گرا دیتا اور ضعیف و ناتواں کر دیتا  
ہے اور کبھی اسے موت و تندرستی قائم و درست کر دیتی ہے۔



۲۷ اور اس کی دینی زندگی کا کام ختم کر دیتی ہے۔

۲۸ جو بظاہر مضبوط ثابت اور قائم دیا نماز دکھائی دیتا ہے کہ عوام اس اور حادثات اس کا کچھ نہیں جانتے۔ اس لئے (ہمزہ کی زیر ساکن اس کے بعد زاء ابو عبیدہ سے ایسی ہی روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ یہ فقط ایندہ الف کی مدد کی زیر سے ہے۔ ہا کی زیر بھی ایک روایت ہے۔ یعنی وہ در نصیب جس کی جڑیں زمین میں ثابت دیا نماز ہوئی۔ مجتبیٰ کہ یم کی پیش جیم ساکن فال کی زیر جزیہ سے مشتق ہے۔ درخت کی جڑ کو کہتے ہیں۔

۲۹ اسی طرح منافق بھی ہمیشہ تندرست و توانا رہتا ہے اسے صفت دیاری کم ہی لاحق ہوتی ہے یہاں تک کہ اچانک موت کے طے سے گر پڑتا ہے اور مر جاتا ہے۔

۱۳۵۶. وَقَنْ اَبْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّوْجِ لَا

تَزَالُ الزَّيْفُ تَمِيلُهُ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ

يُصِيبُهُ الْبَلَاءُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ

كَمَثَلِ شَجَرَةٍ الزَّيْفُ لَا تَهْتَدُ

حَتَّى تَسْتَحْصِدَ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۳۵۷. وَقَنْ جَابِرٌ قَالَ دَخَلَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلَى أَهْلِ السَّائِبِ فَقَالَ مَا لَكُمْ

تَزْفِيفِينَ قَالَتِ النُّحْيُ لَا تَبَارَكَ اللَّهُ

فِيهَا قَالُوا لَا تُسَيِّئِ النُّحْيُ فَلَقَهَا

تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا

يُذْهِبُ الْكِبَرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ.

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ابو حضرت ام السائب رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیاری کی اور انہیں کی دیکھ کر ان کے

گھر تشریف لاتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے

ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص

کھیتی کی طرح ہے اسے ہوا و باران سے چھاتی رہتی

ہے اس کی طرح جو شخص ہمیشہ اللہ کی رحمت میں گھیرا

رہتا ہے اس کی طرح منافق کی مثال تلو و باران سے مضبوط درخت

کی طرح ہے کہ ہوا سے لٹکے ہوئے ہے۔ یہاں تک کہ اسے

کڑھو کر پھاڑ دیا جائے۔

ابو حضرت ام السائب رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیاری کی اور انہیں کی دیکھ کر ان کے

گھر تشریف لاتے تھے۔

ابو حضرت ام السائب رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیاری کی اور انہیں کی دیکھ کر ان کے

گھر تشریف لاتے تھے۔

ابو حضرت ام السائب رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیاری کی اور انہیں کی دیکھ کر ان کے

گھر تشریف لاتے تھے۔

ابو حضرت ام السائب رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیاری کی اور انہیں کی دیکھ کر ان کے

گھر تشریف لاتے تھے۔

ابو حضرت ام السائب رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیاری کی اور انہیں کی دیکھ کر ان کے

گھر تشریف لاتے تھے۔



اعادیت میں وہاں اور موت عام کے نقطہ سے مذکور ہے اور اگر فقط طاعون ہی واقع ہوا ہوتا تو اس سے بھی مراد عام یعنی اورائے عام (مراد ہے اس شخص نے غلط سمجھا جس نے طاعون کو صرف اصطلاحی معنی پر محمول کیا اور طاعون کے علاوہ دوسری وبا کی امراض میں بھاگ جانے کو مباح قرار دیا۔ اور اگر فرضاً یہ مخصوص مرض ہی مراد ہوتا تو یہ مخصوص مرض ہی مراد ہوتا عام کا ایک فرد ہو گا۔ اور یہ قائل اس حدیث کا کیا جواب دے گا جس میں دیا ہے عام کا فقط واقع ہوا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ سے عافیت و سلامتی و محفوظی۔

۱۲۶۰ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۝ كَانَ قَانَ  
 ذُنُوبُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ ۝ النُّبُطُونَ ۝  
 النُّبُطُونَ ۝ وَالْعَرَبِيُّ ۝ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ  
 وَالْمُهَيِّدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۝  
 (مُسْتَفْعٍ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قاتل  
 ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید پانچ قسم  
 کے ہیں۔ طاعون سے مرنے والا۔ مہینہ طاعون سے  
 مرنے والا۔ ڈوب کر مرنے والا۔ مکان و غیرہ کے نیچے  
 گرنے والا۔ اور اللہ کے راستے میں جان قربان کرنے والا۔

۱۔ یعنی وہ جو طاعون کی بیماری سے مراد اور اس بیماری پر مبرور و برداشت میں حال و سہی ہو۔  
 ۲۔ دوسرا وہ جو دوست و اس سال۔ استسقاء اور پیٹ پھول جانے کی بیماری سے مراد یعنی اس سے پیٹ کی  
 مطلق بیماری جیسے دوسرا پیٹ میں ہوتا ہے اور غیر مراد ہے بعض کے کہ طاعون سے مراد ہے جو کسی کو کسی وقت  
 کی بنا پر حرام و مشربہ کی چیز کھانے سے مراد ہے اور وہ اس وقت تک کہ طاعون میں اس کو طاعون سے مل گیا۔ یا اگر اس کو  
 کہ اس سے وہ شخص مراد ہو جو بھوک نہ کھائے کہ طاعون میں مرنے والا ہو۔ کی تو اس سے مراد ہے کہ طاعون سے مراد ہے  
 ما شاء اللہ۔

۳۔ یعنی کسی دھیرہ کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے پانی میں ڈوب کر ہلاک ہونے والا۔ اگر طاعون سے مراد ہے کہ طاعون سے مراد ہے  
 نفس کی بنا پر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالا ہو۔  
 ۴۔ صاحب الہدم۔ یعنی وہ شخص جو ہر پر وید یا مکان گرے والا ہو اور جس کو طاعون سے مراد ہے کہ طاعون سے مراد ہے  
 ہدم (حاکم زیر مالی ماکن) طاعون کو مرنے والا ہو۔ بلکہ طاعون سے مراد ہے کہ طاعون سے مراد ہے کہ طاعون سے مراد ہے  
 مرنے والا انسان۔

۵۔ پانچواں وہ شخص جو ہلاہ فلا میں دشمنان دین سے جنگ کرتے ہوئے مارا گیا ہو یا کسی شہید شہید کے ہونے میں  
 جنگ کے علاوہ کسی اور جگہ قتل مارا گیا ہو بھی اس میں داخل ہے۔ اور جو دشمنان دین سے مارا گیا ہو شہید ہے۔  
 ہے اس پر فقط شہید کا اطلاق آیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ الشہید کی سبیل اللہ قتل کی سبیل اللہ دھیرہ یا دشمنان



۱۷۷ یہ راوی کا شک ہے کہ معبود صلی اللہ علیہ وسلم نے علی طاقتہ میں بنی اسرائیل کو بلایا یا نہیں میں نہ ہوں بلکہ کانٹو لڑا۔  
 ۱۷۸ یعنی جب تم کسی زمین یا شہر میں جو تمہارے شہر کے علاوہ ہو بلا سکتے ہو پھینکے گا بنی اسرائیل تو انی طاقتہ اور شہر میں نہ  
 جاؤ اور اس جگہ میں داخل نہ ہو۔ اور لفظ تَقْرَمُوا (تم کی زبردستی اس کا حال کی زبردستی قدم سے نکالو) جس روایات  
 میں تَقْرَمُوا (تم کی زبردستی) کا معنی اقدام میں لگنا ہے یعنی ان وہاں ارض کے علاقہ میں آنے کا اقدام نہ کرو تاکہ  
 اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے کا سبب نہ بنو۔

۱۷۹ اس بارے میں ضابطہ اور دستور یہی ہے کہ جہاں وہاں عرض پھیلا ہوا ہر وہاں انسان نہ جائے۔ اور اگر  
 اپنے شہر و علاقہ میں پھیل جائے تو وہاں سے دو گھری جگہ نہ بھاگے اور نہ لٹکے۔ اگر میرے بعض جگہوں سے بھاگنے کی  
 اجازت ہے جیسے وہ گھر جو نہ لڑنے کی تو میں آجائے۔ یا جس مکان میں آگ لگ جائے یا وہ دیوار جو تم کھینچی ہو۔ کہ  
 وہاں رہنے سے ہلاکت کا ظن غالب ہو۔ مگر ظاہر میں میرے کہہ بھی گم ہے۔ وہاں سے بھاگنے کی اجازت نہیں۔  
 ظاہر کا مذکور و کفار ارض پر کیا درست نہیں۔ کیونکہ وہ اسباب غلو میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجازت نہیں بہر صورت  
 ان سے بھاگنے کی اجازت نہیں۔ اور کہیں بھی اس جگہ کو چھوڑنے کی رخصت نہیں۔ ورنہ میں ہوں۔ ہذا اگر کوئی  
 شخص وہاں سے راہ فرار اختیار کرے گا تو وہ سامی، گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ صرف وہاں سے اللہ سے عافیت و  
 سلامتی مانگتے ہیں۔

۱۸۰ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ قَالِ اللَّهُ سُحْقَاتُهُ وَتَعَالَى ابْتَلَيْتُ هَبْنِي بِحَبِيَّتِيهِمْ صَبْرَ عَوَاضَتُهُ مِنْهَا الْجَنَّةُ يُؤْتَا عَيْنِيهِ  
 (رواہ البخاری)  
 ۱۸۱ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ قَالِ اللَّهُ سُحْقَاتُهُ وَتَعَالَى ابْتَلَيْتُ هَبْنِي بِحَبِيَّتِيهِمْ صَبْرَ عَوَاضَتُهُ مِنْهَا الْجَنَّةُ يُؤْتَا عَيْنِيهِ  
 (رواہ البخاری)

۱۸۲ یعنی اس کی دونوں آنکھیں سے نور نیا اس کے اندھا کر دے۔ پھر وہ ان اہل ایمان پر جو اللہ تعالیٰ کے کام  
 سے اور ظاہر باطن میں کوئی غلط خیال دل میں نہ آئے۔ اور اس بات پر یقین رکھے کہ ان کام میں اللہ  
 تعالیٰ کی نافرمانی اور غضب و عتاب کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ ان ناپسندیدہ افعال و اعمال سے غفلت کی ہے۔  
 جن میں ان کا کچھ کی وجہ سے گرفت اور مرتب ہے اور ان کی جان اور بندگی درجات کے نیچے ہے۔  
 ہم سے شیخ جزا اللہ تعالیٰ جو آخر عمر شریف میں نابینا ہو گئے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ جو غفلت ہے اب نصیب

ہوئی ہے۔ ساری ترغیب میں ملے۔

اے اگر یہ کلام مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو اس صورت میں یہ ایک منیر و شہید کی طرف لڑتی ہے  
بل جلاہ اور اگر یہ راوی کا کلام ہے تو پھر یہ منیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لڑتی ہے۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

مَنْ عَلَى مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا  
مِنْ شَيْءٍ يَفُودُ مُسْلِمًا عَذَابًا  
إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ صَلَاةٍ  
حَتَّى يَبْسُطَ وَإِنْ عَادَ عَشِيَّةً  
إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ  
صَلَاةٍ حَتَّى يَبْسُطَ وَكَانَ لَهُ  
خَيْرٌ فِي الْجَنَّةِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایع ہے۔ فرماتے ہیں  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا  
کوئی مسلمان مسلمان کی صبح کے وقت عیادت نہیں  
کرتا اگر اس کے لیے ستر ہزار فرشتہ شام ہونے  
تک دعا کرتا رہتا ہے اور شام کو بیمار پر کسی نہیں کرتا  
مگر صبح ہونے تک اس کے لیے ستر ہزار فرشتے  
دعا کرتے رہتے کرتے ہیں۔ اور اسے بہشت میں  
پہنچے ہوئے ہوئے دیے جائیں گے۔

(ترمذی ابوداؤد)

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ قَلَوْنَ)

اے صبح سے یہاں قبل دوپہر مراد ہے۔ عذوۃ (عین کی خوش) صبح۔ عذوۃ صبح کے وقت چلنا اور سفر کرنا۔

۲۷ یہاں شام سے بعد دوپہر کا وقت مراد ہے۔

۲۸ حدیث میں واقع لفظ غریف غریب کے معنی میں ہے۔ یعنی چٹے ہوئے عذرہ میوے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت  
کے لیے تشریف لائے کہ مجھے آشوب خیم کی تکلیف  
تھی۔ (احمد، ابوداؤد)

مَنْ عَلَى مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا  
مِنْ شَيْءٍ يَفُودُ مُسْلِمًا عَذَابًا  
إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ صَلَاةٍ  
حَتَّى يَبْسُطَ وَإِنْ عَادَ عَشِيَّةً  
إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ  
صَلَاةٍ حَتَّى يَبْسُطَ وَكَانَ لَهُ  
خَيْرٌ فِي الْجَنَّةِ

۱۷ یعنی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ آپ مشاہیر و اکابر میں سے ہیں۔ مشرہ غزوات میں شریک ہوئے  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نہایت خصوصی دوستوں میں سے ہیں۔ ان کی تصدیق میں سورۃ منافقین کی آیت نقل ہوئی  
إِنَّ الْمُنَافِقِينَ كَذِبُونَ۔ آپ فرماتے ہیں میری دونوں آنکھوں کو درد تھا ایک روایت میں لکھا کہ لفظ مفرد  
آیا ہے۔ یعنی میری ایک آنکھ کو درد تھا۔



تھے یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ درود چشم کی عبادت کے لیے جانا سنت ہے۔ اللہ جس شخص سے کہے کہ اگر آپ چشم میں عبادت نہیں۔ اس کا یہ قول بالکل مردود ہے۔ اس حدیث کا اسناد صحیح ہے اور وہ جو بیہوشی اور لہرائی سے نہایت کیا کہ تین چیزوں میں عبادت نہیں۔ ایک پھر شاد دوسری آنکھ دیرسری کا اور تیسری یہ ہے کہ یہ حدیث ابن کثیر پر موقوف ہے۔ جیسا کہ بیہوشی نے اس کی تصحیح کی ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دنیا کی اور اچھا دیکھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں نے اپنے مسلمان بھائی کی بیماری پر یہی کو گیا کہ اسے دوزخ سے بچاؤں گا۔ فاسے تک دور کر دیا گیا۔

(ابو داؤد)

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَصَّأَ فَأَحْسَنَ التَّوَصُّؤِ وَعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا تَوَعَّدَا مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ سِتِّينَ خَرِيفًا (رَوَاهُ الْبُؤْدَاقُ)

لے اور اقامت سنت کے لیے

۷۷ خریف سال کو کہتے ہیں۔ خود حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خریف کی تفسیر میں ہے کہ حدیث میں آچھی ہے۔ کیونکہ حضرت انس سے پوچھا گیا کہ آئے ابو عمر بطریق کیا ہے۔ فرمایا خریف سال کو کہتے ہیں۔ اس کی دہ یہ ہے کہ عرب اپنی ابتداء سے تاریخ سے سال کی ابتداء خریف سے کرتے ہیں۔ یہی دیکھ کر ابو داؤد نے انگریزوں کے آثار نے اور ان کے غے تیار ہوئے کہ ہم مولم خریف میں ہر چھ سال کو ایک سال کہتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے مسلمان بھائی کی بیماری پر یہی کو گیا کہ اسے دوزخ سے بچاؤں گا۔ فاسے تک دور کر دیا گیا۔

(ابو داؤد، ترمذی)

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَصَّأَ فَأَحْسَنَ التَّوَصُّؤِ وَعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا تَوَعَّدَا مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ سِتِّينَ خَرِيفًا (رَوَاهُ الْبُؤْدَاقُ)

(رَوَاهُ الْبُؤْدَاقُ وَالْبُؤْدَاقُ)

لے حد کی اکثر و بیشتر عمارتیں بارش سے گر جاتی ہیں۔ مگر جس دھواں میں سات کا دھواں آیا ہے۔ ہر مکان ہے کہ اس مقام میں سات اعلیٰ سے دفع مرض دہلا کے یہ سات کے حد و قیاس آئی ہو۔ واللہ اعلم۔

وَعَلَّمَ ابْنُ أَبِي حَتْمٍ عَلَى اللَّهِ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُ مِنْ  
الْحَقِّ وَمِنْ الْأَوْجَاعِ كُلِّهَا أَنْ  
يَقُولُوا بِسْمِ اللَّهِ الْكَبِيرِ أَعُوذُ  
بِاللَّهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَيْءٍ مِنْ تَقَارُ  
وَمِنْ مَرَجِحَةِ الشَّرِّ (رواه أبو حنيفة)

وَقَدْ أَتَى الْكَذَّابُ قَالَ  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَشْكَلَ مِنْكُمْ  
مَنْفَعَةً أَوْ أَشْكَلَ لَهَا فَلْيَقِنْ  
رَبَّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ  
أَسْمَاكَ أَهْلَكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ  
كَمَا رَحَّمْتَكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ  
رَحْمَتَكَ فِي الْأَرْضِ أَعِزَّنَا حَقِيقًا  
وَحَقِّقَايَاكَ إِلَيْنَا رَبَّنَا الطَّيِّبِينَ  
أَكْبِرْ حَمْدَكَ نَحْنُ رَحْمَتُكَ وَبِقُدْرَتِكَ  
مِنْ جَهَنَّمَ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ  
قَمَرًا

روايت بود





۱۔ یہی تاکہ تیرے لیے میرے دین کی تقویت اختیار کرے بلکہ کہنے کے لیے تیرے دشمنوں کو ہلاک و زخمی کرے  
نکایت کا لفظ زخمی کرنے اور میرے قتل و غلبہ صحت کے معنی میں آتا ہے اعداد و ایت نور و سیما نے کے لیے بھی آتا ہے  
ہمزہ اور غیر ہمزہ کے ساتھ زخم کے دو پڑے ہیں اور ہمزہ پر زخم لگانے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

طاہ اور تیرے دین کے حق کی ادائیگی کے لیے جان بے سہے ساتھ چلے۔ ہندوؤں کے باقی تمام افعال میں سے دشمن کو زخمی کرنے اور جہازہ کے ساتھ چلنے کی تخصیص اس مناسبت کی بنا پر کی کہ جب وہ ہمسار اور لب و لہجہ سے تمہارا کے بعد اس چیز کا ذکر کیا جو تم سے متعلق ہے یعنی دشمنانِ دین کو ہلاک کرنا اور مردوں کے لیے دُعا اور ان کی امداد کرنا یہی ہے یہاں کہا کہ دشمن کو ہلاک کرنے اور جہازہ کے ساتھ چلنے کو اس لیے جمع کیا کہ اول میں دشمنانِ خدا پر غلبہ نازل کرنا اور دوسرے میں وہستانِ خدا کے لیے رحمت حاصل کرنا ہے۔

حضرت علی بن زید سے دوا انیسہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ عزوجل کے اس قول مبارک کے بارے میں دریافت کیا کہ خواہ تم اپنے دل کی باتیں ظاہر کر دیا چھپائے رکھو۔ اللہ تم سے اس کا جواب دے گا اور اس کے اس قول کے بارے میں کہ جو کوئی گناہ کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ جب سے میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ مجھ سے کسی نے یہ سوال نہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کتاب ہے کہ جو اسے بخاریا مضبوط پہنچتی ہے یہاں تک کہ جہانِ آخری نہیں کی آستین میں نہ رکھے پھر اسے گم پائے تو اس سے گھبرا جائے۔ یہاں تک کہ نیند اپنے گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے۔ جیسے پیلا سنا جھٹی

١٢٤٧ وَهَنَّ عَلَى بْنِ زَيْدٍ عَنْ  
أُمِّيَّةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ  
قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ قُبِلُوا مَا  
فِي أَلْسِنَتِهِمْ أَهْلًا لِمَدِينَةٍ يُحِبُّ سَكَنُهَا  
وَهُوَ اللَّهُ وَمَنْ قَوْلِهِمْ مَنْ يَفْعَلُ  
لَهُمْ فَخْرٌ فَقَالَتْ مَا سَأَلَنِي  
عَنْهَا فَهَلْ مَنَعَهُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذِهِ  
مُسَابِقَةُ اللَّهِ الْعَبْدَ بِمَا يُصِيبُهُ  
مِنْ النُّحْشِ وَالْعَلَكَةِ تَحْتَى إِلَى الْبَطْنِ  
يَعْنِيهَا فِي زَيْدٍ قَبِيصُهُ فَمَنْ قُبِلَ مَا  
فِي أَلْسِنَتِهِمْ أَهْلًا لِمَدِينَةٍ يُحِبُّ سَكَنُهَا  
وَهُوَ اللَّهُ تَعَالَى تَعْنِيهَا تَحْتَى إِلَى الْبَطْنِ

(ترجمہ)

(دعوت القومیلہ)

۷۷ امیر ہنزہ کی پیش پاکی شد۔ آپ تابعیہ ہیں حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہیں۔

۳۵۔ ان دو آیات کا معنی دریافت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایسا عقیدہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کی بنا پر جہنم یا جنت میں جاتا ہے۔ ان باتوں کا بھی حساب اپنے دلوں میں چھپا کر رکھتے ہیں۔ جیسے کہ ان کے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دوسری آیت میں امر کو واضح کرتی ہے کہ بندوں کا ان کے ہر کم یا زیادہ ہونے کام کی جزاں کرنا ہے۔ تیسرا امر انہیں جو شکل میں سن ہوا اور وہ حیرانی میں پڑ گئے۔ کہ وہ کیا کریں کہ ان سے تو پتا نہیں چلتا ہے۔

۳۶۔ یعنی اس کی محاسبہ اور جزا کے بارے میں۔

۳۷۔ نکبت انوکھ کی زیر یعنی کتاب بنفہ کرنا اور ملاحت کرنا اور مدحت کا مدحت پر غصہ ظاہر کرنا۔ ان کی بے ادبی پر جو اس سے صادر ہوئی ہو۔ حالانکہ دل میں ان کی محبت اور اس کے لیے جذبہ محبت و رحمت موجود ہو تا ہے۔ صراح میں کہا کتاب کا معنی ہے۔ ناز کرنا اور غصہ ظاہر کرنا۔ نکبت وہ حادثات اور تکالیف جو ان کو پہنچتی ہیں۔

۳۸۔ اور لوگ حادثہ آئین میں کچھ نہ کچھ رکھ لیتے ہیں۔ (جس طرح جیت میں کچھ نہ کچھ رکھ لیتے ہیں)۔

۳۹۔ اور اس کی حالت غیر ہو جائے اور اس کے لیے فریاد کرے اور غم ظاہر کرے کہ اس کو آنے والے یعنی یہ محاسبہ اور جزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی اس کا موازنہ کر لے گا۔ ان پر غصہ ہوتا ہے اور غصہ ظاہر کرتا ہے۔ اس محاسبہ سے آخرت میں عذاب و عقاب مراد ملے گا۔ لہذا بندہ اس لیے کہ ایسا ظاہر کرے کہ اس پر دل میں بے خیال نہ لائے۔ اور غمناک نہ ہو۔ بلکہ ان حادثات کے باوجود غم نہ کرے اور سرخوش ہو کر رہے۔

۴۰۔ گناہوں کا کفارہ اور بھاری درجات کا دار ہے۔

۱۔ میں تراغیبن و گریاں میں اناکم  
۲۔ لاں نہ جو فہام کر کہ وہ معنی  
۳۔ زائل حدیث توحید کے کہم  
۴۔ تو توحید میں ہر پر خون شری

ترجمہ اشعار۔

۱۔ میں تجھے غمگین و گریاں میں اس لیے کرتا ہوں تاکہ تو میرے لوگوں کی نگاہ سے پریشیدہ نہ رہے۔  
۲۔ میں تجھے اس لیے جو ش و غصہ میں مبتلا نہیں کرتا کہ تو مجھے ناپسند ہے بلکہ میں بتا رہا ہوں کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی پامشی نصیب ہو۔

۳۔ میں تیرے ساتھ اس لیے توحید و توحش باتیں کرتا ہوں تاکہ تیری آفت کی تیروں کو دور ہوا۔

۴۔ جب تو دنیا کے علاوہ مصائب کی آغوش میں نہ رہے اور موت کی قسم نہیں سے نجات پا جائے گا۔  
 اے قوموں میں گناہ پر (تاگزیر) سنا پانڈی اور مجھے بھی کہتے ہیں جو کون سے نکلے اور اسی سے پگھلا کر سانپے میں نہ ڈالا  
 گیا ہو۔ مجمع ابھار میں کتا جبر فاس مرنے اور پانڈی کو کہتے ہیں۔ اچھے لکھنے کی شکل دینے سے پہلے۔ جب اسے سکر کی  
 شکل دے دی جاتی ہے تو پھر اسے مین کہتے ہیں۔

حضرت ابو مسکی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
 بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے  
 کو مصیبت یا اس سے کم و بیش تکلیف گناہ کے بغیر  
 نہیں پہنچتی اور جو کچھ رب تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ وہ  
 بہت ہے۔ اور یہ آیت تلاوت کی۔ جو مصیبت تمہیں  
 پہنچی وہ تمہارے ہاتھوں کی گناہی سے تھی اور رب  
 تعالیٰ تو بہت ہی معافی طلب کرنے والا ہے۔

(ترمذی)

۳۱۲ وَ هُنَّ آيَاتُ مُوسَىٰ أَن تَسْأَلَ  
 اللَّهُ مَتَىٰ يَأْتِيهِ الْغَمُّ وَتَسْأَلَ مَاذَا  
 يُصِيبُ عِبَادًا تَكْفُرًا وَمَا يَخْلُقُوا  
 أَوْ ذَرُّهَا إِلَّا بِذَٰلِكَ وَمَا يَخْلُقُوا  
 اللَّهُ مَتَىٰ أَكْثَرُ ذِكْرًا وَمَا  
 أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ  
 أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ

(نساء الترمذی)

۱۔ یہی چھوٹی بڑی تکلیف مصیبت۔

۲۔ یہاں (وَمَا يَخْلُقُوا) کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ (وَمَا يَخْلُقُوا) کا بھی احتمال رکھتا ہے۔ اور اس کے عکس کا بھی۔  
 اول احتمال زیادہ ظاہر ہے۔

۳۔ یہی گناہ اور خطا کی وجہ سے جو اس سے ظاہر ہو چکا ہوتا ہے۔ ایک دردِ دل کے جوتے کا تسمہ جو ہا کاٹ  
 گیا تو وہ درد سے رہتے نہ رہتے گناہ کا تسمہ کہہ دیتے ہیں گناہ کی سزا ہے جس کی سزا مجھے ملی ہے۔

۴۔ یہی ان اعمال کے سواں یہ آیت تلاوت کی۔ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ  
 وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ یعنی تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ اس سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کیا ہوتا  
 ہے۔ یعنی تمہاری ذاتوں نے انشاء اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بہت سی خطاؤں اور گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 بدو عبادت کے اچھے راستے پر چل رہا ہوتا ہے پھر  
 بیمار ہو جاتا ہے تو اس پر موقوفہ فرشتہ سے کہا جاتا  
 ہے کہ اس کے تدریسی کے زمانہ کے برابر اعمال لکھے

۳۱۳ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ اللَّهَ بَنِي عَمْرٍو قَالَ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا كَانَ عَلَى  
 طَرِيقَةٍ حَسَنَةٍ مِنَ الْعِبَادَةِ ثُمَّ  
 مَرَّ بِمَنْ يَتْلُو بِمَنَاسِكِ الْمُؤْمِنِينَ

اَكْتَبْتُ لَهُ مِغْلًا عَلَيْهِ اِذَا كَانَ  
طَلِقًا حَتَّى اُطْلِقَهُ اَوْ اَلُوهُ اِلَى

یہاں تک کہ میں اسے شام طلاق دے دیتا ہوں  
(شرح مستتر)

اسے یعنی صحت کی حالت میں جو اعمال خیر عملاً لاتا تھا بیماری کی اس حالت میں بھی اس کے یہ تندرستی میں  
اعمال لکھتا رہا۔

۱۳۶۹ وَكُنْ اَشِيْثًا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ  
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا  
اَبْتُلِيَ الْمُسْلِمُ بَبَلَاءٍ فِيْ جَسَدِهِ  
قِيلَ لِمَلِكٍ اَكْتُبْ لَهُ صَالِحَ عَمَلِهِ  
الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ اِنْ شَافَاهُ فَشَافَهُ  
وَاِنْ قَضَاهُ فَحَقَّرْهُ وَ  
وَحِيَّتُهُ رَوَاهُمَا فِيْ شَرْحِ الشُّبُهَةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان کسی  
جسمانی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو اسے تحریر فرمادے کہ وہ کیا  
کے کر رہا ہے یہی نیکو کلمہ ہے جس سے اس کا علاج ہو  
اگر یہ تھائی اسے شفا ملے اگر نہیں تو اسے حقیر کر دیتا  
اور ایک کو تھکاتا ہے اور اگر اسے ماضی دیکھ کر قلعہ  
بخش دیتا۔ اس کا بیان پروردگار تعالیٰ فرماتا ہے  
(شرح مستتر)

۱۳۷۰ وَكُنْ جَابِرُ بْنُ عَيِّيْثٍ قَالَ  
كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ الشَّهَادَةَ سَبْعَ سُوَى الْقَتْلِ  
فِيْ سَبِيْلِ اللهِ الْمَطْعُوْنَ شَهِيدًا  
وَالْغَرِيْبُ شَهِيدًا وَصَاحِبُ الدَّيْنِ  
الْجَنْبِ شَهِيدًا وَالْمَبْطُوْنُ شَهِيدًا  
وَصَاحِبُ الْخُرُوْبِ شَهِيدًا وَالَّذِي  
يُمُوْتُ كَحَيٍّ شَهِيدًا وَالْمَرْءُ  
يُحْيِيْ شَهِيدًا

حضرت جابر بن عیث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کے بارے میں سب سے زیادہ  
کہا وہ یہ ہیں: سب سے زیادہ شہید ہے جو اللہ کے سبیل میں  
موتے ہوئے ہو، جو دین کے سبیل میں مارے گئے ہو، جو غریب  
کا مال کھائے ہو، جو دین کا مال کھائے ہو، جو دین کا مال  
کھائے ہو، جو دین کا مال کھائے ہو، جو دین کا مال کھائے ہو  
وہ شہید ہے۔ (شرح مستتر)

اسے شیک پر ملا کریم حضرت جابر بن شیک انصاری صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے  
یہ سب سنا ہے کہ ان کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ تقریباً یہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے قریب  
نے ان کے جگہ پر مدینہ شریف سے اتفاق نہیں کیا۔

اسے یعنی اس کا لالہ مشورہ شہادت کے علاوہ سات شہید اور بھی ہیں۔

کے لئے طبیب مشورہ کیا ہے اور وہ ضرور غم جوستہ ہیں۔ جو پلو کے امداد علی لازمینہ کے نزدیک پیدا ہوتے ہیں۔ ہر ایک حالت رانوں کا نگہی اور غلبہ ہے۔ اسی کے تحت سے اقسام اجسام، اسباب و ملائم ہیں۔ جو کتب طب میں مذکور ہیں۔ شرح سطر السداد میں ان کا کچھ نقل ذکر دیا گیا ہے۔

لے کہ اس کا معنی گوشۂ مدیث کی شرح سے معلوم ہو چکا ہے۔

شہ حریف میں صاحب البدن کا غلط یا سب گزشتہ حریف میں مقدم وال ساکن اند وال کی فتح دونوں کا

معنی بیان ہر جگہ ہے۔ یہاں دال کی زبردستی سے مناسب ہے۔

۱۔ حضرت ابن مفلح رحمہ اللہ آج ہے عجم کا پیش۔ بعض نے عجم کی زیر کہا اور عجم ساکن۔ بعضی مجموع یعنی وہ عورت

جو پھر بخیر وقت مر جائے اور جہاں سکون سے باہر نہ آئے اور جو عورت اپنے کامپیدائش کے بعد مرے اس کا

یہی حکم ہے۔ یعنی نقطہ جمع کی تعمیر گنوا سے یہاں سے کیا ہے۔ کہ پھر کی طرح اس میں گنوا اپن موجود اور ساتھ

ہوتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو دولت فتح سے مرگئی اور اس سے بچی وغیرہ باہر نہ آئی تو وہ

تہذیب

حضرت شہد رومی اللہ عنہ سے رعایت ہے فرماتے

ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں

میں سخت مصیبت مارے لوگ کہہ میں۔ فرمایا انبیاء پیر

ترتیب دار افضل لوگ۔ انسان اپنی دینداری کے مطابق

مغائب میں مبتلا ہوتا ہے۔ اگر اس کے دین میں تعصیب و

چکلی ہے تو اس کی پلائیں اور سمیٹیں بھی سخت ہوں گی

اگر اس شخص میں نرمی ہے تو اس پر آسانی کی جائیگی۔

یسا ہی ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ زمین پر بے گناہ  
 ہو جائے گا۔

کراچی پریس

دترنمى - اين ماڃي

(دوست)

ترتیباً نے کامیاب رہی ہے۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ قَامٍ أَيْسَلِ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْكَافِرِينَ

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय

لَا مَمْلُوكَ قَالَا مَمْلُوكٌ يُبْتَغَى الرَّجُلُ عَلَيْهِ

مَنْ كَانَ فِي دِينِهِ

المطبخ في البيت - بيتي في بيتي - بيتي في بيتي

[illegible]

در کتب معتبره نقل شده است

الادب والعلوم

در رواة الترمذی و ابن ماجة

وَالَّذَارِئِي وَفَالِ الْيَوْمِئِي هَذَا

حَدِيثُ حَسَنِ صَحِيحٌ

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

”اے یحییٰ مرتبہ مرتبہ نفس لوگ بیچارہ کیا کرتا ہے“



کے کہ یہ فکروہ صاحب فقہین ہے آئندہ ان مصائب پر صبر کرے گا اور اسے چھوڑے گا کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے رکھنے والا رب تعالیٰ ہے۔ اس میں بہت سرانیاں پوشیدہ ہیں قرآن کا ایمان اور کمال ہوگا۔ اور اللہ کے ساتھ اس کی محبت اور قری اور زیادہ ہوگی۔ اور اس کے گناہ مٹ جائیں گے۔ اور درجہات جہنم سے ہٹ کر مرتبہ جانیں گے۔

کے تاکہ بے صبری نہ کرے۔ اور عدم قیامت ایمان و یقین کی وجہ سے دین کا رکھنا سے باہر نہ نکل سکے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے نعمت عطا کر کے اس کی تابعت قب کرنا ہے۔ چنانچہ یہ شخص ہمیشہ ساری دنیا کا مال و دولت سے بے رغبت رہا۔ یہ اس آدمی کے مال کا بیان ہے جو دین میں قری اور محبت پر تامل ہے۔

۱۳۶۸ وَكَانَ عَاشِيَةً قَالَتْ مَا أَغْنِي عَنِّي هَذِهِ هَاتِي لِي شَيْئًا مِمَّا تَصَدَّقِينَ

اَحَدًا يَهْوُونَ مَوْتٍ بَعْدَ الَّذِي

زَايَتْ مِنْ بَشَرَةٍ مَوْتٍ تَشْوِيلُ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالسَّائِي)

(ترمذی - سائی)

۱۔ یعنی حضرت علیؑ اللہ علیہ السلام کی شہادت موت کا منظر دیکھ کر یہ سیدہ زینبؓ نے فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کا ایک کرتی تھی۔ مگر جب سے یہ آغوشِ رحمت میں داخل ہو گیا تو میری دلچسپی اس کی شہادت سے ہٹ گئی۔ اور میرا اعتقاد ہو گیا کہ شہادت موت کی حقیت یہ ہے کہ آدمی اس دنیا میں رہتا ہے اور اللہ کے پاس جاتا ہے۔

۱۳۶۹ وَعَلَمَا قَالَتْ زَايَتْ لِي شَيْئًا مِمَّا تَصَدَّقِينَ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْمَوْتِ

وَعِنْدَهُ قَدَرٌ فِيهِ مَاءٌ وَهُوَ

يُذِخُ يَدَا فِي الْكُذْبِ يَحْمِلُ

يَتَسَلَّى وَجْهَهُ لَكَ يَقُولُ اللَّهُ

أَعِزُّ عَلَى مُنْكَرَاتِ الْمَوْتِ أَوْ

شُكْرَاتِ الْمَوْتِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

۲۔ یہ راوی کا شک ہے۔ شکرات مکرر رکات ساکن لفظ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شکر و تحسین کے

۱۳۶۹ وَعَلَمَا قَالَتْ زَايَتْ لِي شَيْئًا مِمَّا تَصَدَّقِينَ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْمَوْتِ

وَعِنْدَهُ قَدَرٌ فِيهِ مَاءٌ وَهُوَ

يُذِخُ يَدَا فِي الْكُذْبِ يَحْمِلُ

يَتَسَلَّى وَجْهَهُ لَكَ يَقُولُ اللَّهُ

أَعِزُّ عَلَى مُنْكَرَاتِ الْمَوْتِ أَوْ

شُكْرَاتِ الْمَوْتِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

۳۔ یہ راوی کا شک ہے۔ شکرات مکرر رکات ساکن لفظ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شکر و تحسین کے

اور محمد ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سکراتِ موت کے سبب میں بہت سی وجوہ بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج شریف تمام مزاجوں سے بڑھ کر عارفِ امتدال پر تھا۔ اس وجہ سے موت کا احساس بالمشافہہ۔ اور اس کا اثر بھی زیادہ گہرا کیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ اِنِّیْ لَا دُفُکُکُمْ کَمَا یُؤْفُکُکُمْ رَجُلَانِ مِنْکُمْ یعنی مجھے آنا بخدا تھا جتنا تمہارے دوا دیوں کو ہوتا ہے۔ جیسا کہ پتے گزرا۔ دوسری وجہ یہ کہ آپ کی روح مبارک کا آپ کے جسدِ طیف سے تعلق و تعلق بہت قوی اور بہت زیادہ تھا۔ قواں کی جدائی سے آپ کو درد و تکلیف بھی زیادہ ہوئی۔ تیسری وجہ یہ کہ اس میں آپ کی امت کو تسلی دینا مطلوب ہے کہ جب وہ دیکھیں گے کہ آپ کی روح پاک کے جسمِ اطہر سے منتقل ہونے کی کیفیت و صورت یہ ہے تو پھر ہر امتی پر جان کنوں کا معاملہ آسان محسوس ہوگا۔ چوتھی وجہ یہ بیان فرمائی کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت شریف تمام جہانوں کی جامع تھی تو آپ کی روح پاک آپ کے جسدِ اطہر سے الگ ہونا گویا تمام ارواحِ امت تمام اجسام کے ایک دوسرے سے جدا ہونے کی طرح تھا۔ پانچویں وجہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مملکتِ الہیہ کے توبی و تکران اور دہ گاہِ عزتِ باری تعالیٰ سے اس پر مقرر تھے اور کون و مکان کے جملہ احکام آپ کے سرور و پرہیز گئی تھے۔ کس کا دائرہ حکومت و سلطنت آپ سے وسیع تر ہو سکتا ہے۔ اور حکم کی جادوئی اثر و جار یہ ہے کہ جب وہ سلطانِ اعظم کی درگاہ میں پیش ہونے کا ارادہ کرتے ہیں تو انہیں اپنی استعداد و قابلیت کے مطابق ادائیغے مال و درہم کے لائق جو ہر طرف دہرائی جاتی ہے کہ ہر ہر چیز اور ذمہ داری کے مال و عیب سے کس طرح غلامی ہے گی۔

ہماری شیخ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں شیخ حضرت علی متقی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ وفات کے وقت فرمایا ہے کہ اگر تمہارے شہادت سکرات کا مشاہدہ کرو تو پریشان اور غمناک نہ ہوتا۔ کہ یہ شدت تمام و منصبِ طہارت کو لازم ہے۔ اور ایک وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت تنزلاتِ امدیث، تجلیاتِ صمدیت اور اسرارِ الہیہ بہت زیادہ ہوتی تھیں۔ جبکہ نزدیکِ نبی کے وقت ہوتا تھا۔ اور یہ آپ کے اوقاتِ زندگی میں سب سے اتم و اعلیٰ حال تھا۔ اور یہ سکراتِ حایل ان شہادت و طاقتات کا معائنہ تھا جو کہ جہانیت کے رشتہ کی برداشت و جہاد کی صفت میں ظاہر ہوا۔ یہ آخری دم جو خستہ تمام وجہوں سے بہتر اور آپ کے مقامِ حال شریف کے زیادہ مطابق و موافق ہے۔ واللہ اعلم۔

ایک دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ سکراتِ موت کی جو کیفیت و حالت آپ پر ملدی ہوئی وہ درحقیقت اس اور ایک طاقس کی بنا پر ملدی ہوئی کہ تشریف درجے کے جس ایک کھنڈ تعالیٰ سے خاص طاقتات ہونے والی تھی۔ اس قہار کے خاص کے مناسب حال آپ پر خوفِ انشیت و ہیبت و لعلِ طہری ہوا۔ کیونکہ آپ جنابِ ذاتِ خدا تعالیٰ کی رحمت کے کمالی ترین مقام پر تشریف لے گئے۔ اور وہ ہر سے قرب الہی کے کمالی مقام میں آپ پر توفیق و نیازِ مندی اور عبودیت کے





کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اسے فری طوع پر دنیا  
میں سزا نہیں دے دیتا ہے۔ اور جب کسی بندے کی برائی  
چاہتا ہے تو اس کی سزا اس کے گناہوں میں سے محفوظ رکھتا  
ہے۔ یہاں تک کہ اسے قیامت کے دن پوری پوری  
سزا دے گا

أَرَادَ اللَّهُ بِعِبْدِهِ الْخَيْرَ فَجَلَّ لَهُ  
الْعُقُوبَةُ فِي الدُّنْيَا وَإِذَا أَمَرَهُ  
اللَّهُ بِعِبْدِهِ الشَّرَّ أَمَسَكَ عَنْهُ  
بَذَائِهِ حَتَّى يُؤَافِيَهُ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ .

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(ترمذی)

۱۔ کیونکہ دنیا کا عذاب آسان ہے۔ اور دنیا میں رہنے کی مدت بھی بہت تھوڑی ہے۔ جیسے کیسے بھی ہو گزر  
جاتی ہے۔

۲۔ عرب کہتے ہیں۔ اگلی ظالماتہ۔ اس نے ظلم کو اس کا پورا پورا حق دے دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑا ثواب بڑی بلا  
کے ساتھ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت  
کرتا ہے تو اسے مبتلا کرتا ہے۔ پھر جو راضی ہو گیا اس  
کے لیے رضا و خوشنودی ہے۔ جو ناراض ہوا اس  
کے لیے نارا منگی ہے۔

۱۳۴ وَقَعَهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَظَّمُ  
الْجَزَاءُ مَعَ عَظْمِ الْبَلَاءِ وَإِنْ  
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا  
ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَاءُ  
وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ .

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

(ترمذی۔ ابن ماجہ)

۱۔ عظیم (جین کی پیش ظالماتہ) تعظیم سے اسم ہے۔

۲۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کسی سے دشمنی کرتا ہے تو اسے مبتلا کرتا ہے۔ چونکہ یہ شقِ باریت سے سمجھ  
میں آ جاتی ہے اس لیے اس کا ذکر نہ کیا۔

۳۔ یعنی بندے کی رضا اور خوشنودی اور اس کا غصہ پروردگار کی رضا نارا منگی اور اس کی محبت و دشمنی کا سبب و  
علامت ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے سے دریافت کیا کرتے تھے کہ کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ خدا  
تعالیٰ بندے سے راضی ہے یا ناراض۔ اس کا جواب ان کو یہ دیا جاتا کہ اگر بندہ خدا سے راضی ہے تو خدا بھی اس سے  
راضی ہے۔ اور اگر بندہ خدا سے ناراض ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مرد

۱۳۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا يَزَالُ ابْتَلَاهُ بِالْمُؤْمِنِ أَوَّلُ الْمُؤْمِنَةِ  
فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ حَتَّى  
يُلْقَى اللَّهَ وَمَا عَلَيْهِ مِنْ تَحْلِيلَةٍ  
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَدَوَى مَالِكُ  
نَحْوَهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ  
حَسَنٌ صَحِيحٌ)

اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی جان مال و اولاد کی معیشتیں پہنچتی  
وہی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ سب تعالیٰ سے اس طرح  
متا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوتا۔  
ترمذی اور مالک نے اس کی مثل عبادت کی  
اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح

لے آلام، امراض اور مختلف اذیتوں کی صورت میں کہ اس کی جان اور مال میں تباہی اور نقصان ہوتا رہتا ہے۔  
اسی طرح اس کی اولاد میں مرض اور موت کی شکل میں۔ یہ تمام امور گناہوں کا کفارہ اور خطاؤں کے مٹنے کا سبب بنتے  
ہیں۔

۱۲۸۳  
وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَالِدٍ  
السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اسْتَبَقَتْ  
لَهُ مِنَ اللَّهِ مَنَزِلَةً لَمْ يَبْلُغَهَا  
يَعْتَلِمُ ابْتِلَاءُ اللَّهِ فِي جَسَدِهِ أَوْ  
فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ ثُمَّ مَنَزِلَةٌ  
عَلَى ذَلِكَ حَتَّى يُبْلِغَهُ الْمَنَزِلَةَ  
الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ

حضرت محمد بن خالد سلمیٰ۔ وہ اپنے والد اور دادا سے  
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا جب کسی بندے کے لیے کوئی درجہ رب کی  
طرف سے مقدم ہو چکا ہوتا ہے تو تک وہ اپنے عمل  
سے نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم  
مال یا اولاد کی آلت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر  
اسے اس پر صبر بھی دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس  
درجہ تک پہنچ جاتا ہے جو رب کی طرف سے  
اس کے لیے مقدم ہو چکا ہوتا ہے۔

(احمد الوفا)

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ)

لے سلمیٰ (سین کی پیش اور سلام مختلف کی زبان کا باب اور دایا و دوقل سمیل ہیں۔  
لے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ بلا مصیبت پر صبر کرنے سے اس مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے جس تک طاقت و  
عبادت سے نہیں پہنچ سکتا۔

شیخ امام اہل ابو عبد اللہ محمد بن علی حکیم ترمذی رحمہ اللہ وہ کس سرور فرماتے ہیں کہ میں اپنی زندگی کے گزشتہ  
ایام میں سخت بیمار ہو گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے فضا عطا فرمائی تو میں نے عرض کیا اور اپنے نفس کا اعجاز لکھایا  
کہ اللہ تعالیٰ نے اس بیماری کی صورت میں میری کتنی اصلاح اور کیا تدبیر فرمائی ہے اور دوقل جہان کی عبادت

جو اس مدت میں ہو سکتی ہے۔ اس کے درمیان فرق کا بھی اندازہ لگایا تو میں نے اپنے آپ سے کہا اگر مجھے اقتید دیا جاتا اس بیماری اور دونوں جہاں کی عیادت کے درمیان جو اس مرض میں ہو سکتی ہے کہ میں ان دونوں میں سے کس طرف کو ترجیح دوں۔ اور کے اختیار کروں تو میرا غرض صحیح — یہ یقین ثابت — اور میری بصیرت اس پر طاق ہوئی کہ جو کچھ میرے پردہ دگار نے میرے لیے پسند کیا ہے۔ وہ شرف کے لحاظ اکثر اجر کے لحاظ سے بڑا۔ اور انجام کے اعتبار سے زیادہ نفع مند ہے۔ اور وہ بیماری و مرض جسے میرے پردہ دگار تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے میرے لیے تدبیر کیا۔ وہ ایسی بندگی تھی جو شائبہ عجب دریا سے پاک و منزہ تھی۔ اور مجھے معلوم ہو گیا کہ بلا و مصیبت کو کیوں نوبت دی گئی ہے۔ یہ مسئلہ اپنے رسالہ تسلیۃ المصاب نیل الابرار خراب میں تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن الکوا  
کو اس حالت میں پیدا کیا گیا ہے کہ اس کے پیلوں نازے  
موت بھی پیدا کی گئیں۔ اگر وہ ان موتوں کے نرطے  
سے بچ بھی گیا تو بڑھاپے میں جاگرتا ہے پھر اسے  
موت آتی ہے۔

۱۲۸۲ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَخِيرٍ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ابْنِ آدَمَ وَإِلَى  
جَنْبِهِ يَسْعُ وَيَسْعُونَ مِثْلَهُ إِنْ  
تَخَطَّاهُ السَّيِّئَاتُ وَقَعَتْ فِي النَّهَرِ  
حَتَّى يَمُوتَ.

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا

غریب ہے۔

حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

۱۲۸۳ حضرت عبداللہ بن شخیر (شین) مجھ کے زیر اہوائے مجھ مشددہ کی زیر رضی اللہ عنہ۔ آپ صحابی ہیں۔ بصرہ میں

اقامت پذیر رہے۔

۱۲۸۴ اصل میں فقط بیکل ہے۔ میم کی پیش نام شدہ کی زیر یعنی تصویر بنائی گئی۔ اور پیدا کیا گیا۔

۱۲۸۵ اس کے پیلوں میں یعنی اس کے قریب اور متصل۔ نازے موتوں سے آفات و بلائیں مراد ہیں۔ جو موت و

ہلاکت کے اسباب ہیں۔

۱۲۸۶ یعنی اگر وہ آفات و بلیات سے بچ بھی گیا تو بڑھاپے میں جاگرتا ہے۔ یعنی آدم زاد ہے اندازہ معائب و

بلاؤں کے کھیرے میں ہے۔ غلامی پاتا شکل امر ہے۔ اور اگر نادرا ان سے بچ بھی گیا تو بڑھاپے کی عمر میں باپیتا

ہے جو درد و داؤد بلائے ہے انتہا ہے۔ کہ مرے بغیر چارہ نہیں۔ اور بڑھاپا اسے موت کے گھاٹ اتار

کر رہتا ہے۔

۳۸۳ وَكَانَ جَابِرٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ  
الْعَاقِبَةِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حَيْثُ  
يُعْطَى أَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ أَنَّ  
جُلُودَهُمْ كَانَتْ قُرْصَتٍ فِي الدُّنْيَا  
بِالْمَقَارِبِينَ.

(سَوَادَةُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا  
حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

۳۸۶ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ الرَّائِمِ قَالَ  
ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ الْأَسْقَامَ فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ  
إِذَا أَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ عَافَاهُ  
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ كَانَ كَقَارِئَةٍ  
بِمَا مَضَى مِنْ ذُنُوبِهِ وَمَوْعِظَةٍ  
لَهُ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ وَإِنَّ الْمَتَابِقَ  
إِذَا مَرِضَ ثُمَّ أُعْفِيَ كَانَ  
كَالْبَعِيرِ عَقْلُهُ أَهْلُهُ ثُمَّ أَسْأَلُوهُ  
فَلَمْ يَذَرِ لِمَا عَقَلُوهُ وَلِمَا سَأَلُوهُ  
فَقَالَ تَجَلُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا  
الْأَسْقَامُ وَاللَّهِ مَا مَرِضْتُ كَقُلْتُمْ  
فَقَالَ ثُمَّ عَنَّا فَلَسْتُ مِنَّا.  
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اہل  
عاقبت اسناد کریں گے جب کہ اہل مصائب کو مصائب  
و کلام برخواست کرنے پر اجرو ثواب عطا کیا جائے گا  
کہ کاش ان کے چمڑے دنیا میں تینہیروں کے ساتھ  
کاٹے جاتے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث  
غریب ہے۔

حضرت عامر الرایم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں یوں  
کہا کر کیا۔ اور فرمایا جب مومن کو کوئی بیماری پہنچتی ہے  
پھر اسے اللہ تعالیٰ تندرستی عطا کرتا ہے تو وہ جیسا کہ  
ان کے گزشتہ گناہوں کے لیے کفار بن جاتی ہے  
اور آئندہ کے لیے اسے پندرہ فیصد انعام دیتی ہے  
اور منافق غیب میں ملتا ہے پھر اسے شہادت ہے  
تو وہ ادب کا طرح ہوتا ہے۔ جسے ان سے کہیں  
نئے باوجود پھر اسے آزاد کر دیا۔ تو وہ میں جیسا کہ  
اسے کہیں باندھا اور کہیں چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ  
مرض کیا یا رسول اللہ جیسا کہ کیا جیسا کہ کیا  
مرض میں کوئی بیماری نہیں ہوا۔ فرمایا ہمارے پاس ایک  
اٹھ ہاتھ قوم میں سے نہیں تھے۔ سبب یہ تھا کہ  
ابو داؤد (رحمہ اللہ)

اسے الرایم نامی کا مخفف ہے بمعنی تیر انداز انیس عامر بن الرایم بھی کہتے ہیں۔ صحیح اول سے کتاب صحابی ہیں۔ ان سے  
صرف میں ایک حدیث مروی ہے۔ اور سند جھولنے سے مروی ہے۔

مٹھ یعنی قتل و تیر نہ ہونے کی وجہ سے نہیں جانتا کہ اسے کہیں باندھا اور کہیں آزاد کر دیا۔ اسی طرح منافق ہے۔

بخلاف مرنے والے کہ وہ جانتا ہے کہ اسے بیمار کرنے میں اس کی تاویب و تہنوب مقصود ہے اور عافیت و تندرستی  
شکرگزاری اور اس کی نعمتوں کی قدر دانی کے لیے ہے۔

۳۔ اور ہم سے دور ہو جائے۔

کے ظاہر یہ ہے کہ یہ شخص منافق تھا۔ جیسا کہ شرح شیخ میں آیا ہے۔ ورنہ آپ اسے اس شدت و سختی کے ساتھ  
ایسا نہ فرماتے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب  
تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس کے لیے اس کی موت  
کی کشادگی کی دعا کرو کیونکہ اس سے واپس تو  
کوئی چیز نہ ہوگی۔ اور اس کا دل خوش ہو جائے گا۔

(ترمذی و ابن ماجہ)

اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب

۱۳۸۶ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَتَقَسُّوْا  
لَهُ فِي أَجَلِهِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَيُؤَدُّ  
شَيْئًا وَيَطِيْبُ بِنَفْسِهِ۔

(سَوَاةُ التَّوْمِيذِيِّ وَابْنُ مَاجَةَ)

وَقَالَ التَّوْمِيذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ

غَرِيبٌ)

۱۔ جیسے کہ میں غم نہ کرے اور کوئی ڈر کی بات نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تہ شفا یاب ہوگا اور تیری عمر دراز ہوگی  
میرا یہ ہے تھیں تھیں کسی کو اس شش و آرام دینا۔ اور غم سے نجات دلانا۔

۲۔ مرثیہ میں مانع لفظ یطیب تخفیف سے ہے۔ اور نفس میں بانامہ ہے۔ بعض نسخوں میں یطیب نفس

آیا ہے یعنی اکی تشہید اور یا کے بغیر یعنی اس کے دل کو خوش کرے۔

حضرت سلیمان بن صوفی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
اس کے پیٹ نے قتل کر دیا۔ اسے قبر میں عذاب  
نہ ہوگا۔

(احمد۔ ترمذی)

اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۱۳۸۸ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صَوْفٍ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَهُ بَطْنُهُ  
لَمْ يُعَذَّبْ فِي قَبْرِهِ۔

(سَوَاةُ أَحْمَدَ وَالتَّوْمِيذِيِّ وَ

كَانَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

۳۔ اس کا معنی نفس اول میں لفظ مبطون کی تفسیر میں گزر چکا ہے۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۱۳۸۹  
عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ  
عَلَّمَ يَهُودِيٍّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَضَ  
فَأَنَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَعَدَا عِنْدَ  
رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمَ فَنَظَرَ إِلَى  
أَبْنِهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ أَطْعَمَ  
أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ وَخَرَجَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَهُوَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي  
أَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک  
یہودی بچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا بیمار  
پڑ گیا آپ اس کی عیادت کے لیے اس کے پاس تشریف لائے  
اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اور اس سے فرمایا  
اسلام ہے؟ اس بچے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا  
جو اس کے پاس موجود تھا۔ اس نے کہا اے بچے  
ابو القاسم کی بات مان لے تو وہ بچہ مسلمان ہو گیا تو  
آپ یہ کہتے ہوئے وہاں سے باہر تشریف لائے  
تمام قرینیں ہیں اللہ کے لیے ہیں۔ جس نے اس  
بچے کو آگ سے بچا دیا۔

(مسند ابی یوسف)

لے شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فرمایا میں اس بچے کے نام سے واقف نہیں ہر گز بعض نے کہا حسن کا نام  
عبدالقدوس تھا۔

۱۳۹۰  
ابو القاسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے۔ یہود اکثر دھیسر آپ کا ذکر اس کنیت سے کرتے تھے۔ آپ  
کے نام بزرگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سے آپ کا ذکر نسبت کم کرتے تھے۔ بلکہ قرأت میں ذکر میں نام بزرگ سے  
ان پر الزام عائد ہو۔ (کہ یہ دعا آپ کو پہلے سے جانتے ہیں)

۱۳۹۱  
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ عَادَ مَرِيضًا نَادَى

۱۳۹۲  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مریض  
کی بیمار پر کسی کو جاتا ہے تو آسمان سے ایک ندا کرنے

نما کرتا ہے کہ مجھے دنیا میں خوشی و مسرت نصیب ہو۔ اور  
تیل پلنا پھرنا بھی تیرے لیے خوشی کا باعث بنے۔ اور تجھے  
جنت میں ٹھکانا اور منزل نصیب ہو سکے

(ابن ماجہ)

مَتَدِّ مِنْ السَّعَادِ طَبَقًا وَ  
كَأَنَّ مَتَدِّكَ وَكَتَبْتُكَ مِنْ  
الْجَنَّةِ مَتَدِّدًا.

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

۱۷ یعنی فرشتہ۔

۱۷ یا تجھے آخرت میں چلنا یا دنیا و آخرت دونوں میں پاؤں سے چلنا پھرنا بھی تیرے لیے خوشی کا باعث بنے۔ اس  
میں اس جانب اشارہ ہے کہ عیادت کو پاؤں سے چلنا بہت فضیلت والا کام ہے۔

۱۸ یہ تینوں جملے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیادت کرنے والے کے پستیدہ مال کی خبر دینے کے لیے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ اس درد و بیماری  
میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر  
تشریف لائے جس میں حضور نے وفات پائی۔ لوگوں  
نے کہا اے ابوالحسن آج صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کا حال کیسا ہے۔ فرمایا الحمد للہ آپ کی حالت بہتر  
ہے۔ (بخاری)

۱۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ  
إِنْ قَلِيلًا خَرَجَ مِنْ عِنْدِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ  
كَفَانَ النَّاسُ يَا أَبَا الْحَسَنِ  
كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِئًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۸ یعنی الحمد للہ آپ بہتر ہو رہے ہیں۔ اور ادب یہی ہے کہ جب بیمار کا حال دریافت کیا جائے تو اس کے  
بارے میں بہتر جواب دیا جائے۔

حضرت عطاب بن ابی رباع رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے۔ فرماتے ہیں۔ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ  
نے فرمایا میں تجھے وہ عورت نہ دکھاؤں جو اہل بیت  
میں سے ہے میں نے کہا ضرور دکھائیں۔ فرمایا یہ کالے  
رنگ کی عورت تھی۔ یہ عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
خدمت میں آئی تھی اور آپ سے عرض کیا تھا کہ یا رسول  
اللہ! مجھے مرگ کا دورہ پڑتا ہے۔ اور میں برہنہ ہو  
جاتی ہوں۔ آپ میرے لیے اللہ سے دعا کریں۔

۱۸ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبِيعٍ  
كَانَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ لَا  
أَمْرَ لَكَ أَمْرًاكَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ  
كُلَّتْ بَنِي قَالَ هَذِهِ الْمَرْأَةُ  
السُّودَاءُ أُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ إِنِّي أُصْرَعُ وَإِنِّي أَكْشَفُ  
قَادَعُ اللَّهُ لِي فَقَالَ إِنْ



شَيْئًا صَبَرْتُ وَكَفَّ الْجَنَّةُ  
وَإِنْ شَيْئًا دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ  
يُعَافِيكَ فَقَالَتُ أَصْبِرُ فَقَالَتُ  
إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَأَدْعُ اللَّهَ أَنْ  
يَكْشِفَ قَدَاةَ لَهَا.  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اپنے اے فرمایا اگر تو صبر کرے تو اس پر میری دعا ہے کہ وہ جہنم سے  
بچے جنت ہوگی۔ اور اگر تو چاہتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ  
سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے عافیت دے اور تیری دعا کرے  
اس نے عرض کیا میں اس بیماری پر صبر کروں گی پھر اس  
نے عرض کیا میں برہنہ ہو جاتی ہوں آپ میرے لیے  
اللہ سے دعا کریں۔ کہ میں برہنگی سے بچ جاؤں تو  
آپ نے اس کے لیے دعا کی ہے (بخاری و مسلم)

۱۴۹۳ عطاء بن ابی رباح (راکی زیر اور: مخفف) آپ تابعی ہیں۔ آپ اکابر علماء اور اجداد فقہاء میں سے ہیں حضرت  
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے میں نے ان سے بڑھ کر کوئی فاضل شخص نہیں دیکھا۔ آپ سیاہ نام یک چشم  
نکڑے اور شل ہاتھوں والے تھے۔ اس کے بعد نامینا ہو گئے۔ جس دن آپ فوت ہوئے امام اوزاعی نے کہا زمین میں  
سب سے پسندیدہ انسان آج فوت ہو گیا۔

۱۴۹۴ اس حدیث کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا اس کا نام شجرہ (سین) کہ پیش سین کی زبردستی تھا بعض نے  
بقیرہ اور سیکرہ بکلتے سین کے قاف یا کات بتایا۔ بعض نے اس کا نام حاتم بیان کیا اور بعض نے کہا اس کا نام خدیجہ  
تھا۔ واللہ اعلم۔

۱۴۹۵ یہ ایک مشہور بیماری ہے۔

۱۴۹۶ حدیث میں لفظ آتَشَفَ آیا ہے یعنی تاکو تانیسے یعنی میں برہنہ ہو جاتی ہوں۔ یا مجھے برہنہ ہونے کا ڈر  
ہوتا ہے۔ یا میں برہنہ ہونے سے بچنے کی کوشش کرتی ہوں۔ یہی لفظ تائم یعنی گناہ سے بچنا اور ڈرنا ہے۔  
۱۴۹۷ اس حدیث میں اس امر کی دلیل موجود ہے کہ ثواب آخرت کی امید میں علاج نہ کرنا جائز ہے۔ اس کا خلاصہ یہ  
بھی کہ دعا و التجس کے ذریعے امراض کا علاج جائز ہے۔

۱۴۹۸ حضرت محمد بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایہ ہے کہ  
فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے  
اداس میں فوت ہو گیا ایک شخص نے اس کی میت پر کہا  
اس کا مرنا گوارا دیا چھا ہر کہ فوت ہوا ہے اس سے کوئی  
بیماری لاحق نہیں ہوئی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا تجھ پر اس شخص اور تجوب تجھے یہ کیسے

۱۴۹۹ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ  
قَالَ إِنَّ دَجَلًا جَاءَهُ الْمَوْتُ  
فِي تَرَمِينَ مَرَّسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ  
دَجَلٌ هَيْبَتَا لَعَوْلَتِ يُبْتَلَى  
بِمَوْتِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَجَّكَ مَا  
يُدْرِيكَ كَوْنُ أَنْ هَالِكَةُ ابْنَتُهُ  
بِمَرْيَمَ فَكَفَّرَ عَنْهُ مِنْ  
سَيِّئَاتِهِ

(سَوَادُهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا)

۱۳۹۲۔ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ  
وَالْمُتَنَابِخِ أَنَّهَا كَفَّلَتْ عَلَى  
رَجُلٍ مَرِيضٍ يُخَوِّدَانِهِ فَكَانَ  
لَهُ كَيْفٌ أَصْبَحَتْ كَانَ  
أَصْبَحَتْ بِنِعْمَةٍ قَالَ شَدَّادُ  
الْبُخَارِيَّ بِكَلِمَاتِ الشَّيْءِ وَحِطَّ  
الْخَطِيئَاتِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِذَا  
أَتَا بَحْلِيَّتٌ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي  
مُؤْمِنًا فَحَبَلَنِي عَلَى مَا ابْحَلَيْتُهُ  
فَأَقْبَلَ يَقُولُ مِنْ مَضْجِعِهِ ذَلِكَ  
كَيْسٌ وَلَكَ أَمَةٌ مِنَ الْخَطَايَا  
وَيَقُولُ بِاللَّيْلِ تَبَارَكَ وَكَهَالِي  
أَنَا قَتَلْتُ عَبْدِي وَأَهْلَيْتُهُ  
فَأَجْرُوا لَهُ مَا كُنْتُمْ تُجْعِلُونَ  
لَهُ وَهُوَ ضَحِيحٌ

(سَوَادُهُ أَحْمَدُ)

۱۔ آپ بھی صحابی ہیں اور آپ کا باپ بھی۔

معلوم ہوا گا لڑا ہے کسی بیماری میں مبتلا کرتا تو اس کے  
گناہوں کو مٹا دیتا۔ یہ اس کے لیے بہتر ہے۔  
مالک نے اسے رسلاً روایت  
کیا

۱۔ حضرت عیسیٰ بن سید انصاری تابعی ہیں۔ حضرت انس اور دوسرے صحابہ اور قدمائے روایت کرتے ہیں۔  
حضرت شداد بن اوس اور المتنبی رضی اللہ عنہما سے  
روایت ہے کہ دونوں حضرات ایک بیمار کی بیماری پر ہی کو  
گئے۔ انہوں نے اس سے کہا تیرا کیا حال ہے اس نے  
کہا میں اللہ کی نعمت و درمست کے اندر ہوں۔ حضرت  
شداد نے کہا مجھے کئی بول اور خطاؤں کے مٹ جانے  
کی بشارت ہو کر ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کو فرماتے سننا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
جیب میں اپنے رکن بندوں میں سے کسی بندے کو بیماری  
وغیرہ میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ اس ابتلا پر میری حمد و ثنا  
کرتا ہے تو وہ اپنی بیماری کے بتر سے اس مال میں  
اقتدار ہے جیسے اسے ماں نے جس دن جنا تھا کہ وہ  
گناہوں سے بالکل پاک و صاف تھا۔ اور اللہ  
تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے (اعمال کھنے والے فرشتوں کی)  
میں نے اس بندے کو بیماری میں مقید کیا اور اسے  
آزمایا۔ اس کے لیے وہی اجر و ثواب کھو جو تندرستی  
کی حالت میں اس کے لیے لکھا کرتے  
تھے۔

(راحمہ)



تین دن روزانہ تین غوطے لگائے۔ اگر تین دن میں تندرست نہ ہو تو پانچ دن کرے اگر پانچ دن میں ٹھیک نہ ہو تو سات دن کرے۔ سات دنوں میں شفا یاب نہ ہو تو دس دن یہ عمل کرے کہ بے شک نہیں قریب کہ دس دن سے یہ بخار تباہ کرے اللہ کے اذن و حکم سے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا

اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

وَقَدْ بَقِيَ مَسْئَلُكَ بَعْدَ صَلَوةِ  
الضُّحَىٰ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ  
وَلْيَنْعَمِشْ فِيهِ ثَلَاثَ عَشْرَ  
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي  
ثَلَاثٍ فَخَمْسٌ فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ  
فِي خَمْسٍ فَسَبْعٌ فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ  
فِي سَبْعٍ فَتِسْعٌ فَإِنَّمَا لَزَامَكَ  
تُجَادِرُ تِسْعًا بِإِذْنِ اللَّهِ  
عَزَّ وَجَلَّ.

(سَوَاءُ التَّوْمِيذِيِّ وَقَالَ هَذَا

حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ سفرو حضور میں ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے۔ علامہ نے کہا ہے کہ یہ طریق علاج بخار کی بعض اقسام کے ساتھ خاص ہے۔ جو حرارت سے لاحق ہوتا ہے جیسکہ اہل حجاز کی حالت ہے۔ اور جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمانی علاج کرنا یا تسبیح اور ثنائی حیثیت رکھتا ہے۔ اور صنف غیرت کا مقصد اسی روحانی علاج کرتا ہے۔ اس بنا پر آپ نے ہر قسم کے امراض کے علاج کا احاطہ نہ فرمایا۔ بلکہ اکثر غلبہ امراض کے علاج کا بیان فرمایا جو بلاد عرب میں پائے جاتے تھے۔ واللہ اعلم۔

اس کی مزید تحقیق کتاب طب دمشق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک النُّحْثِيُّ مِنَ فَبِيْهِ بَحْكَمَكَ کہ بخار دفعہ کی تپش میں سے ہے۔ کی شرح میں آ رہی ہے۔ مناسب یہ تھا کہ مصنف علیہ الرحمۃ اسے اس کتاب میں ذکر کرتے۔ کیونکہ اس حدیث میں عیادت مریض اور ثواب مرض کا کوئی ذکر نہیں۔ اس کے بعد حضور نے بخار ٹھنڈا کرنے کا طریقہ ارشاد فرمایا۔

اس حدیث میں لفظ جریرہ ایک بے حجم کی زبر یا زیرہ

تھ کہ جس سے یہ علاج بیان فرمایا ہے اور اطلاع دی ہے کہ جو شخص یہ علاج کرے گا شفا یاب ہوگا۔

ہے یہ نثر میں غوطہ لگانے کا بیان اور اس کی مناسبت ہے۔ یہ عیادت یہ احتمال بھی رکھتی ہے کہ تین دنوں میں تین

غوطے لگائے ہر روز ایک غوطہ۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ہر دن تین غوطے لگائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

۱۳۹۸ مکتبہ اہل ہریرۃ قال ذُکِرَتِ النُّحْثِيُّ عِنْدَ

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارگاہ ذکر کیا گیا  
 تو ایک آدمی نے بارگاہ دی آپ نے فرمایا اے  
 گالی دوسے۔ کیونکہ یہ گنہگاروں کی طرح ختم کرتا ہے  
 جو طرح آگ سے کی میں کو ختم کرتی ہے۔

(ابن ماجہ)

اے یعنی اسے لگا کر اس سے میل نہیں کو دور کر دیتی ہے۔ اسی طرح جنازہ بندے کو گناہوں سے پاک بھلا کر دیتا  
 ہے اور یہ وصف شکر گزاری کا مقامی ہے۔ اس وجہ سے مشائخ کرام نے فرمایا بلا مصیبت کا ذلیلہ شکر ادا کرنا  
 ہے۔ جس طرح نعمت میں شکر ادا کرنا لازم ہے۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی نہ محسوس ہونے والی ہر باتوں کو متضمن ہے  
 لیکن چونکہ بندہ ضعیف دنیا توں ہے۔ اس لیے شکر کی جگہ مہر کا قلم دیا گیا ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَبَهَا رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا  
 كَسَبَهَا فَإِنَّهَا تَنْتَقِي الذُّنُوبَ  
 كَمَا تَنْتَقِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ  
 (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے  
 (ماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 ایک چمک کی بیماری فرمائی۔ تو اسے کیا تھے بشارت  
 ہر کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بیماری آگ ہے  
 جسے میں دنیا میں اپنے بندہ مومن پر مسلط کرتا ہوں۔ تاکہ  
 یہ جنازہ قیامت کے دن کی آگ کا حصہ بنے۔)

۱۳۹۹  
 ۶۲  
 وَعَنْهُ قَالَ إِنْ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 عَادَ مَرِيضًا فَقَالَ الْبَشِيرُ فَإِنَّ  
 اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ هِيَ نَارِي  
 أَسْلَطُهَا عَلَى عِبِيدِ الْمُؤْمِنِينَ  
 فِي الدُّنْيَا لِتَكُونَ حَقْلَةً مِنَ  
 النَّارِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

احمد رضا رحمہ اللہ نے فقہ الاملاک میں

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ  
 وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ  
 ۱۳۹۹  
 وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 قَالَ إِنْ الرَّبُّ سَبَحَانَهُ وَتَعَالَى  
 يَقُولُ وَعِزَّتِي وَجَلَدَتِي لَا  
 أَخْرِجُ أَحَدًا مِنْ الدُّنْيَا أُرِيدُ  
 أَغْفِرَ لَهُ حَتَّى أَسْتَوْفِيَ كُلَّ  
 خَطِيئَةٍ فِي عُنُقِهِ يَسْقِمُ فِي

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مجاہد  
 و تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں  
 کسی کو دنیا سے نہیں نکالتا ہے میرے جتنے کا اللہ چاہتا  
 ہے۔ یہاں تک کہ ہر گناہ گار کی گون سے پھلان  
 کر لوں۔ اس کے بدن میں بیماری کے ذریعے  
 اس کے رزق میں کمی پیدا کر کے ہے

بَدَّيْنِمَا وَاقْتَلَبَا فِي سَمْعَيْهِمَا

(لَوْ رَأَوْا مَا زَيَّنَا)

(الزین)

یعنی مجھے اپنی ذات کی عزت اور مصائب کے جلال کی قسم۔

۱۷۰ حدیث میں لفظ تم میں کی پیش یا بین اہد کاف کی ذبحاً قارہ جزہ کی زیر قاف ساکن (یعنی جو گاہ اس سے مرزد ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کی سزا بھی اسے دنیا میں ہٹی بیماری اور تلکدستی کی شکل میں دے دیتا ہوں۔ اس طرح وہ عذاب آخرت سے بخش دیا جاتا ہے اور اہل نجات سے کر دیا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ نفرو بیماری اور مصائب و آلام گاہوں کا کفارہ بنا دیے جاتے ہیں۔

حضرت شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پیام مر گئے تو ہم لوگ ان کی مزاج پر سی کو گئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ردنا شروع کر دیا۔ اس پر ان کی عادت کا لٹی۔ آپ نے فرمایا میں بیماری کی وجہ سے نہیں ردنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہے میں اس سے ردنا ہوں کہ یہ بیماری مجھے بڑھ چکی ہے میں اگر لڑتی ہوئی ہے۔ قوت و جوانی کی حالت میں عارض نہیں ہوتی۔ کیونکہ بیماری کے دوران اس کے لیے وہی اجر و ثواب کما جاتا ہے جو بیماری سے پہلے اس کے لیے کما جاتا تھا۔ اور جس سے بیماری آکر اسے روک دیتی ہے۔

(الزین)

اور علماء عالمین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر آپ کی زیارت سے مشرت نہ ہو سکے آپ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قاص و دستوں میں سے ہیں۔

۱۷۱ اصل حدیث میں لفظ قرة آیا ہے۔ ناکا کی ذبحاً قارہ ساکن یعنی سبستی اور ناکارانی۔

(لَوْ رَأَوْا مَا زَيَّنَا)

۳۵ اور جب کہ جوانی و قوت اور مال و محنت میں عمل زیادہ ہوتا ہے۔ بیماری میں بھی اس کا عمل زیادہ کھاجاتا ہے۔ اور ضعف و پیری کی حالت میں انسان سے نیک عمل کم ہوتا ہے۔ تو اس عمل بھی کم کھاجاتا ہے۔ کاش کہ میں جوانی میں بیمار ہوتا تاکہ میرا عمل زیادہ کھاجاتا۔ یہاں ایک سوال کیا جاتا ہے۔ کہ جب بیماری میں بھی وہی عمل کھاجاتا ہے جو وہ حالت صحت میں کرتا تھا۔ تو پھر بیماری میں قوت و کثرت عمل کی آرزو کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آرزو کا تعلق بے مشقت و تھکا دٹ کے کتابت عمل اور اس کے اثبات سے ہے۔ پس اگر بیماری کثرت عمل کے زمانہ میں لاحق ہو تو بے مشقت زیادہ عمل کھاجاتا ہے یا اس وجہ سے کہ جو عمل حالت مرض میں کھاجاتا ہے۔ اس میں ریا، سمعہ اور عجب کا کوئی دخل و شائبہ نہیں ہوتا۔ اسے خوب سمجھو۔

۱۵۰۱ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعُوذُ مَرِيضًا إِلَّا بَعْدَ ثَلَاثٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مریض کی نزع پر ہی کو تشریف نہ لے جاتے مگر تین رات گزرنے کے بعد

(ابن ماجہ)

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ)

اور بیہقی فی شعب الایمان

فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ)

۳۶ واضح ہو کہ بعض محدثین نے کہا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ ان کے نزدیک حیاہت میں سنت یہ ہے کہ اول مرض میں ہی کی جائے نہ کہ تین دن گزرنے کے بعد۔ جیسا کہ شرح صحیح میں مذکور ہے۔ چہرہ علماء اس پر ہیں کہ عیادت کسی خاص وقت و زمانے سے مقید نہیں ہے۔ کیونکہ عیادت کے بارے میں مطلق بے قید حکم آیا ہے۔ عیب چاہے عیادت کو باسکتا ہے۔ اول وقت ہو یا آخر وقت اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ لیکن اس کا راوی مسلم بن علی ہے۔ جو متروک ہے۔ ابوا تم نے کہا یہ حدیث باطل ہے۔ مگر اخبار العلوم میں کہا کہ مریض کا مزاج پر ہی نہ کی جائے مگر تین دن گزرنے کے بعد اس حدیث کا دفعہ ہے۔ اس کا کہ عیادت لائق ہے۔ یہی عیادت شروع کر دینا مناسب ہیں کہ اس میں گریا اس کے بیمار ہونے پر خوشی کا اظہار ہے۔ مگر صاحب احیاء کا بیان کمزور ہے۔

۱۵۰۲ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَخَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى مَرِيضٍ فَمُرُّهُ يَدْعُوَا لَهُ فَإِنْ دُعِيَ فَكُلُّكُمْ عَلَى

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو کسی مریض کے پاس جائے تو اسے حکم دے کہ وہ تیرے لیے دعا کرے کہ اس کی دعا مانگ کر

## التَّيْبُكُ

کی دعا کی طرح ہے۔

(رَوَاهُ بْنُ مَاجَةَ)

(ابن ماجہ)

اسے شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ مرض کے باعث بندہ درگاہ الہی کے قریب ہرچکا ہوتا ہے اور بشری احکام کھانے پینے وغیرہ سے بل ہرچکا ہوتا ہے۔ اور اسے بیماری کی وجہ سے باطن کی طہارت و صفائی اور ریاضت نفس حاصل ہرچکی ہوتی ہے۔ اس کی توجہ عالم غیب کی طرف بندول ہرچکی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۰۳ وَحَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ  
مِنْ الشُّنَّةِ تُخَفِّفُ الْجُلُوسَ  
وَقِلَّةُ الصَّحَبِ فِي الْعِيَادَةِ  
عِنْدَ الْمَرِيضِ قَالَا وَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَتَمَّا كُنْتُ لَعَطُهُمْ  
وَأَخْتَلَا فَهُمْ قَوْمُوا عَنِّي.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
فرماتے ہیں۔ یہ بات سنت میں سے ہے کہ عیادت  
کے وقت مریض کے پاس کم بیٹھا جائے۔ اس کی  
پاس شور و غل کم کیا جائے حضرت ابن عباس نے فرمایا  
کہ جب لوگوں کا شور و غل رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے پاس زیادہ ہو گیا تو آپ نے ان سے  
فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

(رَوَاهُ رِزِينُ)

(ریزین)

اسے حدیث میں لفظ تکب آیا ہے۔ صا د اور نا کی زبر سے۔ یعنی سخت آواز۔ نسخ حدیث میں دونوں زبروں اور  
حسا کہ دونوں طرح آیا ہے۔ اور میں و صا د دونوں لغات میں۔ معنی فریاد کرنا اور آوازوں کا ایک دوسری  
سے ٹکوانا۔

۱۵۰۴ یعنی شور و غل کم کرنے پر استدلال کرتے ہوئے۔

۱۵۰۵ اس سے معلوم ہوا کہ بیمار کے پاس آواز بلند کرنا اور شور کرنا مکروہ ہے (النقطہ لام اور غین کی زبر آخر میں  
لا جملہ یعنی آواز یا ایسی آوازیں جن کا معنی سمجھ نہ آئے۔ اس حدیث کی تحقیق باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں  
اختلاف اشاری ہے۔

۱۵۰۶ وَحَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ الْعِيَادَةُ قَوَانُ نَاقَةٍ  
وَفِي عَوَائِمِ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ  
مُرْسَدُ أَحْفَلُ الْعِيَادَةِ سُرْعَةً

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیلہ پر کی  
اتحادت صرف کیا جائے۔ جتنے وقت میں اونٹنی کا  
دودھ نکالا جاتا ہے۔ اور حضرت سعید بن المسیب  
کی ایک روایت میں مرسلا آیا ہے کہ انقل عیادت



القیامہ -

ملکی اللہ جانا ہے

وہی شعب الایمان

(رَوَاہُ الْبُیْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

اسے ازمنی کا دودھ دہنے سے مراد یہ ہے کہ جب ایک بار دہن سے میں تو ذرا مہر کرتے ہیں۔ اور اس کے  
تھنوں کو دہتے ہیں۔ یا اس کے پٹے کو چھوڑتے ہیں۔ تاکہ وہ دودھ آتا رہے۔ لفظ لائق ناکا پیش و زبر و طرح  
درست ہے۔

۱۵۰۵ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔

۱۵۰۶ اس کی وجہ بیمار کی کثرت و تکلیف اور پریشان ہونے کا خوف و ڈر ہے۔ اور اگر کوئی بیمار کا دودھ دے کہ  
اس کا بیٹھنا اور باتیں کرنا مریض کو اچھا لگے تو یہ دوسری بات ہے۔ یہ عیادت میں داخل نہیں۔ بلکہ یہ اس کے ساتھ  
محبت و مجلس ہے۔ عیادت کا حق علی العموم وہی ہے جو بیان ہوا۔ اسے سمجھو۔

۱۵۰۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَادَ رَجُلًا فَقَالَ لَهُ مَا أَشْتَهِي  
قَالَ أَشْتَهِي خُبْزَ بُزْ قَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ كَانَ عِنْدَكَ خُبْزٌ بُزْ  
فَلْيَبْعَتْ إِلَى أَخِيهِ ثُمَّ قَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا أَشْتَهَى مَرِيضٌ أَحَدَكُمْ  
شَيْئًا فَلْيَطْعِمْهُ.

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
بیکٹ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کی بیل پر می گو  
گئے اور اسی سے فرمایا بیل کو کیا چاہتا ہے اس نے  
فرمایا کیا گندم کی روٹی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
جو شخص میرے پاس گندم کا روٹی ہو اسے بیچ دے  
کے پاس بیچ دے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
تمہارا کوئی مریض کسی چیز کی حاجت کرے کہ  
پائیے کر اسے کھائے۔

۱۵۰۶ ابھی کہہ رہے ہیں کہ اگر کوئی بیمار کا دودھ دے کہ  
اس کا بیٹھنا اور باتیں کرنا مریض کو اچھا لگے تو یہ دوسری بات ہے۔ یہ عیادت میں داخل نہیں۔ بلکہ یہ اس کے ساتھ  
محبت و مجلس ہے۔ عیادت کا حق علی العموم وہی ہے جو بیان ہوا۔ اسے سمجھو۔

۱۵۰۷ اس سے مراد یہی حاجت ہے۔ اور وہ صحت کی نشانی ہے۔ یہ بات بھی ہے کہ کسی وقت بعض عیادت کا  
جسے ان کی طبیعت چاہتی ہو کھانا نقصان نہیں دیتا۔ بشرطیکہ تصویر کا مقدار میں ہو کہ وہ طبیعت کو تقویت دیتا اور صحت  
کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ اس کا ضرر و نقصان غالب نہ ہو۔ مختصر یہ کہ یہ حکم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا کلی  
حکم نہیں بلکہ جزئی حکم ہے۔ طبیعت اللہ نے کھایا تو کلی اللہ زندگ سے ناامیدی پر جیتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ بیمار کا  
کو زبردستی کھانا پینا نہ دو۔ کہ انہیں اللہ تعالیٰ کھاتا پلاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 فرماتے ہیں۔ مدینہ میں ہی پیدا ہونے والا ایک شخص  
 مدینہ طیبہ میں فوت ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس  
 کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کاش یہ اپنی جائے پیدائش  
 میں نہ مرتا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا  
 کیوں۔ آپ نے فرمایا آدمی جب اپنی غیر جائے  
 پیدائش میں مرتا ہے تو اس کی جائے پیدائش سے اس کے  
 اتھائے سفر تک جنت میں اس کے لیے پیدائش  
 کی جاتی ہے۔

(نسائی۔ ابن ماجہ)

بِسْمِ اللَّهِ وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو  
 قَالَ تَوَفَّى رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ رَمَضَانَ  
 وَلَيْدًا بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا لَيْتَهُ  
 بَغَيْرِ مَوْلَدِهِ قَالُوا وَلِمَ ذَلِكَ  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ  
 إِذَا مَاتَ بَغَيْرِ مَوْلَدِهِ قَبِضَ  
 نَفْسُهُ مِنْ مَوْلَدِهِ إِلَى مُنْقَطِعِ  
 أَكْرِهِ فِي الْجَنَّةِ.

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

۱۔ بلکہ غربت و ساقی میں مرتا۔

۲۔ طیبی رحمہ اللہ نے کہا حدیث میں لفظ اثر سے مراد اس کی مدت حیات ہے۔ یعنی اس جگہ تک جہاں اس کی  
 زندگی ختم ہوئی۔ پس اس معنی جو ہم نے بیان کیا زیادہ ظاہر و نمایاں ہے۔ یہ دوسرا معنی بھی مال کا اسی کے مطابق بن  
 جاتا ہے۔

۳۔ یعنی اتنی مسافت کی مقدار سے جنت میں جگہ دی جاتی ہے۔ ظاہری طور پر سمجھ میں یہی بات آتی ہے کہ اسے  
 بہشت میں اتنی جگہ ملتی ہے۔ مگر یہ مراد نہیں ہے۔ کیونکہ مسافت کی اتنی مقدار جنت کی دعوت کے سامنے کوئی حیثیت  
 نہیں رکھتی مگر یہ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جنت میں ایک چابک قبتی جگہ ساری دنیا سے بہتر ہے۔ لہذا یہاں  
 ثواب میں مبالغہ اور کثرت مراد ہے۔ مگر جب کہ یہ مراد لیا جائے کہ وہ مسافر اتنی مقدار مسافت میں اللہ تعالیٰ کی  
 عبادت میں مصروف رہا۔ اور اس عمل سے مخصوص نہیں جو اس نے اپنی جائے پیدائش میں کیا تھا۔ طیبی نے کہا مراد یہ  
 ہے کہ قبر سے لے کر اس کی جائے پیدائش تک ایک کھلا دروازہ اس کے لیے بہشت کی طرف کھول دیا جاتا  
 ہے۔ اسے سمجھو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 سفر کی موت، موت شہادت ہے۔  
 (ابن ماجہ)

۱۱۔ وَحِينَ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ  
 كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتًا غُرْبَةً  
 شَهَادَةً. (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

۱۔ یعنی مسافری میں مرنا شہادت کی موت کی طرح ہے۔ مریح میں کیا غربت کا معنی ہے اس جگہ سے دور ہونا اہل تحقیق نے فرمایا ہے غربت و مسافری دو قسم ہے ایک دل کی غربت و مسافری جس کا طرف حضرت علی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک میں اشارہ ہے۔ کُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ تَعْلَمُ مَوْلَاكَ وَغَدَ تَفْسُكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ۔ دنیا میں مسافر یا راہ گزر آدمی کی طرح ہے۔ اور اپنے آپ کو اہل قبور میں شمار کر۔ یہ غربت و مسافری موت ارادی اور ماسوا اللہ سے ترک تعلق سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل اس رسالہ میں موجود ہے۔ جو حضرت شیخ عبد الوہاب متقی رحمہ اللہ نے غربت و مریح کی فضیلت میں تحریر فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو  
بیاری کا مات میں مرتا ہے وہ شہادت کی موت  
ماتا ہے۔ اور اسے قنہ قبر سے بچایا جاتا ہے اور  
اسے شب دروز جنت سے رزق دیا جاتا  
ہے۔

۱۵۰۸  
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ مَرِيضًا قَاتَ  
شَهِيدًا دَوَّقِي فِتْنَةَ الْقَبْرِ  
وَعُدِّي ذِمَّتِي عَلَيْهِ يَرْفُقُهُ  
مِنَ الْجَنَّةِ۔

ابن ماجہ و بیہقی شعبہ الامالی

رِوَاةُ ابْنِ مَاجَةَ وَابْنِ بَيْهَقٍ

(۱)

فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ۔

۲۔ مشکوۃ کے نسخوں میں ایسا ہی آیا ہے۔ بعض نے اسے شب دروز غربت سے تبدیل کیا ہے۔ بعض نے  
کہا مریض کے بجائے صحیح مریض کا لفظ ہے۔ مادہ کھا ہے کہ سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث شب و مریض سے مراد  
میں مذکور ہے۔ مریض وہ شخص ہوتا ہے جو مریض و مریض پر کھڑے ہے جبکہ وجہ اس کے ہے بیٹھا ہو۔ اس لفظ کا اصل  
رابطہ انیل سے ہے۔ یعنی گھوڑوں کو باندھنا اور کھارے سے جگ کے لیے تیار بیٹھا۔  
۳۔ یعنی قنہ قبردار اس کے عذاب سے بچایا جاتا ہے۔ بعض نسخوں میں دوقی ہے۔ اور کھارے اور تیار دوقی کے معنی  
میں ہے۔ یا رادی کے شک کی بنا پر ہے۔ یا بیان نوع کے لیے ہے۔ یعنی یا تو وہ شہادت کی موت مرتا ہے  
یا اسے عذاب اور قنہ قبر سے بچایا جاتا ہے۔

۴۔ مراد دوام ہے۔ یا نعمتوں سے کناہ ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اہل جنت کی شان میں آیا ہے۔ وَفِيهَا  
رِزْقٌ فَهُمْ فِيهَا بَكْرَةٌ وَغَشِيَّتًا۔ یعنی انیس جنت میں صبح و شام رزق ہے گا۔

۱۵۰۹  
وَعَنِ الْعَوْبَاضِ بْنِ مَسْرِيَةَ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَرَمَا۔

حضرت عرواض بن مساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے۔ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ شہیدان بستروں پر سوئے ہوئے تھے جس سے رب تعالیٰ  
کی طرف جگاڑے کرائیں گے۔ طاعون سے روئے والوں  
کے بارے میں جگاڑے کرائیں گے۔ شہید کس گئے یہ جنت  
بھائی ہیں کہ یہ اسی طرح قتل ہوئے جس طرح ہم قتل ہوئے  
اور بستروں پر سوئے ہوئے کس گئے یہ ہم سے ساتھ ہوا۔  
بھائی ہیں۔ کیونکہ یہ بستر پر سوئے جس طرح ہم بستروں  
پر سوئے۔ جہاد پر درگاہ تعالیٰ (ان کا جگاڑا سن کر  
فرمائے گا۔ ان کے زخموں کو دیکھو۔ اگر ان کے زخم شہیدان  
کے زخموں کی طرح ہیں تو پھر یہ ان میں سے ہیں اور  
ان کے ساتھ رہیں گے تو اچانک طاعون  
والوں کے زخم شہیدوں کے زخموں کی طرح  
ہوں گے۔

عَلَيْهِمْ قَتَلَهُمْ قَاتٍ يَنْصَحُهُمْ  
الْقَهْدَاءُ وَالْمُتَوَقُّونَ عَلَى قُرُوشِهِمْ  
إِلَى رَبِّنَا عَزَّوَجَلَّ فِي الَّذِينَ  
يَتَوَقُّونَ مِنَ الطَّاعُونِ قِيْلُ  
الْقَهْدَاءُ أَخَوَانًا قَتِلُوا كَمَا  
قَتَلْنَا وَيَقُولُ الْمُتَوَقُّونَ إِخْوَانًا  
مَاتُوا عَلَى قُرُوشِهِمْ كَمَا مَاتْنَا  
قِيْلُ رَبَّنَا انْظُرُوا إِلَيْنَا  
جَزَآئِهِمْ فَإِنْ أَشْبَهَتْ جَزَآئِهِمْ  
جَزَآءُ الْمُتَوَقُّونَ فَإِنَّهُمْ مِنْهُمْ  
وَمَعَهُمْ فَإِذَا جَزَآئِهِمْ قَدْ  
أَشْبَهَتْ جَزَآئِهِمْ

(احمد۔ نسائی)

(مراۃ احمد۔ والنسائی)

اے عباس بن علیؑ کی زیر اور اہل آفرین شاہ محمد بن ہاشمؑ اور ابوہاشم حضرت عباس بن ساریہ رضی اللہ عنہ  
صحابہ صفہ میں سے اور ان لوگوں میں سے جو بنی کشتانی میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا أَكُوْكَ  
لِيُخْبِرَهُمْ۔ اور نہ وہ لوگ کہ جب آپؐ کے پاس آتے ہیں کہ آپ ان کے لیے سلاخی کا بندوبست کریں۔  
یعنی جو اپنے گھروں میں نہایت محنت سے شہادت کی موت نہ رہے۔

تھے کہ طاعون والوں کے زخم جن کے ہاتھ سے پہنچے مکتے ہیں کہ طاعون والے بعض اوقات یوں محسوس  
کرتے ہیں کہ کسی تلخ ان کو نیرہ سے مارا ہے یا کسی نے اس کا نام طاعون رکھا گیا۔ کہ طاعون طعن سے بنا ہے۔ یعنی  
نیرہ مارنا یہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ لیا کے ہاں طاعون یعنی شہادت پر حمل کرنا زیادہ مناسب دکھائی دیتا  
ہے اسے کھیر۔

کہ اس سے معلوم ہوتا ہے جو مرض طاعون سے مرادہ شہید ہے اور شہیدوں کے ساتھ رہے گا۔

۱۵۱/۴ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَرِهَ أَنْ يَكُونَ طَاعُونٌ مِمَّنْ يَكُونُ طَاعُونٌ مِمَّنْ يَكُونُ طَاعُونٌ  
طَاعُونٌ مِمَّنْ يَكُونُ طَاعُونٌ مِمَّنْ يَكُونُ طَاعُونٌ  
طَاعُونٌ مِمَّنْ يَكُونُ طَاعُونٌ مِمَّنْ يَكُونُ طَاعُونٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

طاعون سے بھاگنے والا۔ کہہ کے ساتھ جگہ سے

مِنْ الرَّحْمَنِ وَالْكَافِرُ فِيهِ  
لَهُ أَجْرٌ شَهِيدًا  
(مَرَدَاكَ أَحْمَدُ)

(امام)

اس حدیث میں لفظ زحف آیا ہے۔ اس کا اصل معنی ہے شہید کا کسی چیز سے ٹکرانا۔ اور دشمن کی جانب جنگ کے لیے جانے والے لشکر کو اس لیے زحف کہتے ہیں کہ وہ بھیاجرم اور کثرت کی وجہ سے ایک دوسرے سے ٹکراتا ہوا جاتا ہے۔

۵۲۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے جس طرح میدان جنگ سے بھاگنا کبیرہ ہے اور اگر یہ عقیدہ رکھ کر بھاگنے کا کہا جائے تو یقیناً موت سے نجا جائے گا۔ اس سے بھاگنے سے ضرور مر جائے گا تو یہ کفر ہے۔ حدیث کا ظاہر مفہوم اس امر کو واضح کرتا ہے کہ طاعون میں صبر کرنے والے کو اگر یہ وہ اس مرض میں نہ بھی مرے شہید کا اجر و ثواب ملتا ہے۔

## بَابُ تَمَيُّنِ الْمَوْتِ وَذِكْرِهِ

### موت کی آرزو کرنا اور اس کی یاد کا بیان

یعنی موت کی آرزو اس کی یاد کا باب۔ واضح ہو کہ دنیا کی ہر چیز عارضی و مادی و غیرہ کی وجہ سے موت کی آرزو کرنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے کیونکہ یہ سب مادی و عارضی ہے۔ نفرت اور دلاصل ہونے کی علامت ہے۔ لیکن لغائے الہی کے شوق و محبت اور اس تک دنیا سے غافل ہونے اور اس کی غفلت اور غفلت کی علامت ہے۔ یہ موت کی آرزو کرنا ایمان اور اس کے کامل کی نشانی ہے۔ اسی طرح دین اور دنیا کی غفلت اور غفلت کی علامت ہے۔ یہ آرزو کرنا بھی مکروہ نہیں۔ اللہ عزوجل کی یاد و خلاقانے کے غف و شفیق انسان کے مطابق عمل کرنے اور کراہت و استغفار اور توبہ اخلاص کو ادیت اور تزییع دینے سے گناہ ہے۔ وہ عمل کے بغیر صحت و معرفت و بانی یاد کرنا اور کراہت نہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ یہ زبانی یا قسارت قلب کا باعث بن جائے۔ جیسے خدا تعالیٰ کی یاد دل غافل سے۔ ہم اللہ سے مانیت و عاقبت مانگتے ہیں۔

### فصل اول

### الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا  
يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ إِذَا  
مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزِدَّ  
خَيْرًا وَإِنَّمَا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ  
يَسْتَعْتِبَ.

میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی  
آدمی موت کی آرزو نہ کرے کہ یا تو وہ نیکو کار ہو گا۔  
تو امید ہے کہ نیکی اور خیر میں اور ترقی کرے گا اور اگر  
بد عمل ہے تو امید ہے کہ توبہ کر کے اس کی رینا کا  
طلبگار بن جائے یہ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(بخاری)

لے یہ اس عبارت کا ماضی معنی ہے۔ ان الفاظ کی تحقیق شرح (مولیٰ) میں ذکر کر دی گئی ہے۔

۱۵۱۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ  
وَلَا يَدْعُ بِهِ مِنْ قَبْلِ  
أَنْ يَأْتِيَهُ إِنَّهُ إِذَا مَاتَ  
الْقَطْعَ أَمَلَهُ وَانَّهُ لَا يَزِيدُ  
الْمُؤْمِنَ عَمْرُهُ إِلَّا خَيْرًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے  
فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
تم میں کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے اور نہ  
اس کے آنے سے پہلے اس کے لیے دعا کرے  
کیونکہ جب وہ مر جائے گا تو اس کا ثواب کا طمع  
منقطع ہو جائے گا۔ اور بے شک واقعہ یہ ہے  
کہ مومن کی عمر اس کی غیر نیکی میں اضافہ کرتی ہے۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(مسلم)

لے بعض روایات میں یہاں لفظ اَل کے بجائے عَمَل آیا ہے اور یہ زیادہ ظاہر ہے۔ کمال دونوں کا ایک  
ہے کیونکہ یہاں اَل سے طمع ثواب کا معنی ہے اَل مذکور وہ ہے جو عمل صالح میں کسستی اور کوتاہی کا  
باعث بنتا ہے۔

۱۵۱۳ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ  
الْمَوْتَ مِنْ مَرْءٍ أَصْلَبَ قَانِ  
كَانَ لَا يَدْعُ قَاعِلًا فَلْيَقُلْ  
اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتْ  
الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی  
آدمی زہری تکلیف و ضرر پہنچنے کی بنا پر موت کی آرزو  
نہ کرے۔ اگر وہ موت کی آرزو کرنا ہی چاہتا ہے  
تو پھر یوں کہے۔ اے اللہ مجھے زندہ رکھ  
جب تک میرے لیے زندہ رہنا بہتر ہے  
اور مجھے موت دے دے جب کہ وفات



۱۔ عبادہ میں کبیش بصریں با۔ آپ انصاری ہیں۔ مشہور صحابی ہیں ان کے حالات کئی جگہ لکھے جا چکے ہیں۔

۲۔ مشہور یہ ہے کہ قلائے الہی سے موت مراد ہے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ قلائے الہی سے اور آخرت میں پہنچنا نہاں اللہ تعالیٰ کی عنایات کا طلبگار ہونا اس دنیا کی جانب نہ جھکنا اور اس پر نہ مطمئن ہونا مراد ہے۔ اس سے موت مراد نہیں۔ اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قلعہ تھا تا لکھڑا الموت کہ ہم لوگ موت سے گھبراتے ہیں۔ موت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اس کا دم ڈالتا ہے۔ پس قلائے الہی کی محبت موت کو مستلزم ہے جو قلائے الہی کا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔

۳۔ یہ راوی کا شک ہے۔

۴۔ یعنی بقاضائے طبیعت بشری۔

۵۔ کہ قلائے الہی سے موت مراد ہے اور وہ بشری طبیعت کے لحاظ سے انسان کو پاری محسوس ہو۔ اور بالفعل انسان کو اس کی آرزو کرنی چاہیے بلکہ مطلب و مراد یہ ہے کہ جو نفس رضائے حق کا طالب اور حق تعالیٰ کی ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے وہ ہمیشہ موت کو اپنے پیش نظر رکھتا ہے۔ اور اس سے اس مقصد کا وسیلہ اور رابطہ جانتے ہوئے ارادے سے اور اختیار سے اس سے محبت و پیار رکھتا ہے۔ پھر آخرت میں طبعی لحاظ سے بھی اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کن المؤمن اذا حضر الموت راخ۔

۶۔ جیسا کہ آیت کریمہ اِنَّ الدِّينَ قَالُوا رَبَّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْمِعْنَا لَمْؤَا فِتْنَتُوْا عِبَادِيْكَ جَكَ۔ بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر استقامت اختیار کی تو ان پر درشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس جانب اشارہ کر رہی ہے۔

۷۔ یعنی موت اور وراثت میں پہنچنا۔

۸۔ یہ بندہ مومن محبت محبوب اور رضی و پسندیدہ بن کر اس جہان کی طرف جاتا ہے۔

۹۔ یہاں حدیث میں عنبر حمید مجہول ہے یعنی اس پر موت ماضی کی جاتی ہے۔

۱۰۔ آدھارہ جہاں سے اس حالت میں جاتا ہے کہ موت اسے سخت ناپسند ہوتی ہے۔ اللہ اس سے بہت ناراض ہوتا ہے۔ اور قلعہ کا غنیمت و منعمہ اس پر نازل ہو رہا ہوتا ہے۔

۱۱۔ اور ضلالت کی ملاقات کا وسیلہ اور مقدمہ ہے۔ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی ملاقات الگ چیز ہے اور موت الگ چیز جیسا کہ میں نے کہا۔

۱۲۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَوٰی عَنْ سَلَمَةَ بْنِ اَحْمَدَ



كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيحٌ أَوْ مُسْتَرَاخٌ مِنْهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاخُ مِنْهُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَضَبِ الدُّنْيَا وَ إِذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالْدَّوَابُّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث پاک بیان کیا کرتے تھے کہ آپ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ریح یا تراخ یا استراخ ہے۔ یا اس سے لوگوں کو راحت مل گئی ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ "وہ طاعت پانے والا ہے یا لگ اس سے راحت یافتہ ہو گئے ہیں" کا کیا معنی و مطلب ہے۔ فرمایا موت کے ساتھ بندہ مومن دنیا کی مشغولیتوں اور اس کے رنج و آزار سے راحت پا کر اللہ کی رحمت میں پہنچ جاتا ہے۔ اور فاجر و فاسق بنانے کا جب مرتابہ متوہد ہے اور شہر و دیہات اور پلہ پائے اس سے راحت ملے۔ (مستفق علیہ)

اے حضرت ابو قتادہ انصاری میں فضلاء صحابہ میں سے ہیں۔ اللہ جل جلالہ سے ہم نے یہ حدیث منقول ہے کہ آپ کے بارگاہ مبارک بدر یا احد کے دن زخم آنے کی وجہ سے جسم سے الگ ہو گئے اور اس کے ساتھ رگری۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑ کر پیرا سے اپنی جگہ رکھ دیا۔ اور وہ پہلی حالت سے بتر ہو گئے۔

۱۔ حدیث میں لفظ مُسْتَرِيح کی پیش سے آیا ہے۔

۲۔ یعنی موت کے ذریعے بندہ مومن دماغ دنیا اور اہل دنیا کی اذیتوں اور رنج و آزار سے چھوٹ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پہنچ جاتا ہے۔

۳۔ یعنی اس کے شر سے نجات پا جاتے ہیں۔ آدمی کا اس کے اپنے اعمال سے نجات پا جاتا ہے۔ چنانچہ بالیہ قبروں و رختوں اور چار پائوں کا اس کے شر سے نجات پانا یا بیکار ہونا ہے کہ نفس و غیہ اور ظلم و قتل میں گرفتار نہ ہو۔ اس کے ارکان نظام اور اجزا میں خلل واقع ہوتا ہے اور فاجر انسان ہے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے اس کو۔ اے اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب تکلیف و اذیت میں ہوتے ہیں۔ پھر اس فاجر انسان کے گناہوں کی فوج کے باعث بارش بند ہو جاتی ہے۔ اور جب وہ مر جاتا ہے تو زمین اور زمین والے اور جو کچھ اس میں ہے سب کی زمرہ زندگی مٹی ہے۔

۱۵۱۶ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَعَةَ رَوَاهُ

قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْنَتِي فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ غَائِبٌ سَبِيلُ وَكَانَ لَنْ عُمَرَ يَقُولُ إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَلَا إِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صَاحَتِكَ لِمَوْتِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ

فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا دنیا میں بے وطن ٹھیکر کی طرح رہ۔ بلکہ راستہ پر سے گزرنے والے کی طرح اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کہتے تھے جب تو شام کے وقت ہو تو صبح کی انتظار نہ کرو اور جب صبح کے وقت میں ہو تو شام کی انتظار نہ کر۔ اور اپنی صحت سے اپنی بیماری کے لیے کچھ لے لے۔ اور اپنی زندگی سے اپنی موت کے لیے کچھ بنا لے

(بخاری)

(مرداۃ البخاری)

۱۔ بعض نسخوں میں بکسبی شمس سے لفظ تثنیہ آیا ہے یعنی آپ نے میرے دونوں کندھے پکڑے۔  
 ۲۔ یعنی تو دنیا میں ایک مسافر اور اپنے وطن سے دور افتادہ انسان کی طرح رہ۔  
 ۳۔ اس فقرے میں زیادہ بالغہ ہے کیونکہ مسافر کبھی کبھی دوسرے شہروں میں سکونت اور رہائش پذیر بھی ہو جاتا ہے۔

۴۔ اور یہ انتظار نہ کر کہ تو صبح تک زندہ رہے گا۔

۵۔ اور شام کے وقت تک زندہ رہوں گا۔ بیت

غیمتے شمرنے شمع بیل پروانہ

کہ این معاملہ تا مسجد نماز پرمانہ

اس شمع پر دہانے کا اصل غنیمت جان کہ یہ معاملہ صبح ہونے تک باقی نہ رہے گا۔

۶۔ یعنی تندرستی کے وقت کو اپنی بیماری کے وقت کے لیے ترشہ تیار کرے۔ مطلب یہ ہے کہ تندرستی کے دن

غنیمت جانو اور صبح تک جو کچھ اس میں نیک عمل کرو۔ بیت

غنیمت جان جو نادر و نایاب حسن و جلالی را

نہ پنداری کہ ایام جوانی جاودان باشد

اے جوان اپنے حسن و جوانی کو غنیمت جان اور یہ گمان نہ کر کہ جوانی کے دن ہمیشہ رہیں گے۔

۷۔ یعنی اپنی زندگی میں اپنی موت کے لیے ترشہ تیار کرے

۱۵۱۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں

میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے

تین دن پہلے فرادہ ہے جسے کہ تم میں سے کوئی نہ مرے  
گمراہی میں کہ اس کا گمان اللہ تعالیٰ کے متعلق  
اچھا ہونا چاہیے ہے

وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثَةِ  
أَيَّامٍ يَقُولُ لَا يَمُوتُنَّ أَحَدُكُمْ  
إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الطَّلُقَ بِاللهِ

(مَذَاهِبُ مُسْلِمٍ)

(مسلم)

اے اور اس کے کرم و مغفرت کا امیدوار اور اس کے دھرم کرم پر پورا پورا اعتماد ہونا چاہیے۔ علماء کرام فرماتے ہیں  
کہ سعادت کی علامت یہ ہے کہ زندگی میں خدا تعالیٰ کا خوف و ڈر غالب رہے اور جب موت کا وقت آئے تو  
اس وقت امید کا نشان ظاہر ہو جائے۔ علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ سے نیک گمان رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ نیک  
عمل کرے۔ یعنی اپنی زندگی میں نیک عمل ہی کرتے رہو تاکہ خدا کے متعلق موت کے وقت تمہارا گمان نیک ہو کیونکہ  
موت سے پہلے زندگی میں جو عمل ہوتا ہے موت کے وقت اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا گمان نیک نہیں رہتا۔ علمائے  
یہ بھی کہا ہے کہ رجا کی حقیقت یہ ہے کہ عمل کرے اور امید خدا سے رکھے۔ مولیٰ تعالیٰ کی خدمت کرے اور اس کی دعا  
پر نظر رکھے۔ مگر جھوٹی امید پر جو انسان کو عمل سے روک دیتی ہے۔ اور اسے گناہوں پر آمادہ کرتی ہے۔ اور آخر میں  
بلکہ وہ آرزو سے باطل اور غرور و فریب نفس ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے کہا تم میں سے ایک آدمی لکھتا ہے کہ اپنے  
پروردگار کے متعلق میں نیک گمان رکھتا ہوں۔ مگر وہ جھوٹا کلمہ ہے۔ کیونکہ اگر وہ خدا سے نیک گمان رکھتا تو عمل بھی نیک  
کرتا۔ عمر بن منصور نے اپنے ایک بھائی کو لکھا تو اپنی عمر کا درازی کے ساتھ اپنی امیدیں بھی درازی کے جوڑے  
ہے۔ اور اپنے اعمال بد کے ساتھ آرزو میں لگائے بیٹھا ہے۔ زور حقیقت تو خدا سے لڑنے کا کوٹ رہا ہے  
نیک عمل کرو اور پھر امید وابستہ کرو۔

## تیسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت ابو بن جریجؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم  
چاہو تو میں کہیں تمہارا ہول کہ یا صفت کے روضہ  
اللہ تعالیٰ عزوجل سے کیا بات کرے گا۔ اور میں  
میں سے پہلے خدا تعالیٰ سے کون سی بات کریں گے  
ہم نے کہا یا رسول اللہ! ان فرمایا ہے شک اللہ تعالیٰ  
مومنوں سے فرمائے گا کیا تم لوگ مجھ سے پیار

۱۵۱۸ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ نَبِذْتُمْ  
أَبَائَكُمْ مَا أَوَّلُ مَا يَقُولُ  
اللَّهُ لِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ  
وَمَا أَوَّلُ مَا يَقُولُونَ لَهُ  
قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ



يَوْمَ لَا صَحَابَهُ اسْتَخْلَوْا مِنْ  
 اللَّهُ حَقَّ الْحَيَاءِ قَالُوا  
 إِنَّا نَسْتَحْيِي مِنْ اللَّهِ يَا بَنِي  
 اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ قَالُوا  
 لَيْسَ ذَلِكَ وَلَكِنْ مِنْ اسْتَحْيَا  
 مِنْ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ فَلْيَحْفَظِ  
 الرَّأْسَ وَمَا وَعَى وَلْيَحْفَظِ  
 الْبَطْنَ وَمَا حَوَى وَ لِيَذْكُرَ  
 الْمَوْتَ وَالْبَلَى وَمَنْ أَمَادَ  
 الْآخِرَةَ تَرَكَ خَيْرَتَهُ الدُّنْيَا  
 كَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ اسْتَحْيَا  
 مِنْ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

جیسا کہ جس طرح اس نے جیسا کرنے کا حق ہے صحابہ  
 نے عرض کیا یا نبی اللہ ہم تو اللہ سے جیسا کرتے  
 ہیں۔ اور اللہ کی حمد بجا لاتے ہیں۔ فرمایا یہ حق  
 جیسا نہیں جو تم گمان کرتے ہو بلکہ جو شخص اللہ تعالیٰ  
 سے ایسا جیسا کرتا ہے جیسا کہ اس کا حق ہے  
 تو اسے چاہیے کہ سر اور اس میں جو کچھ حواس کی  
 حفاظت کرے اور پیٹ اور جو کچھ اس میں ہے  
 اس کی حفاظت کرے اور موت اور اپنے بوسیدہ  
 و خاک ہو جانے کو یاد کرے۔ اور جو بندہ آخرت  
 چاہتا ہے وہ دنیا کی زینت و دانش ترک کر دیتا  
 ہے۔ پس جو شخص ایسا کرتا ہے وہ درحقیقت  
 خدا تعالیٰ سے ایسا شرم و حیا کرتا ہے جیسا کہ اس کا  
 حق ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ ہی نے ہدایت کیا  
 اور کیا یہ حدیث غریب ہے۔

۱۔ کہ جہاں تک ہو سکتا ہے۔ اس کے اوپر نہ ہی بجا لاتے۔ اور اس کی توفیق خدا کے ہے۔ یعنی تعالیٰ  
 کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ آپ فرمائیں وہ حق جیسا کیا ہے جو آپ ہم سے چاہتے اور جس حکم دیتے ہیں وہ  
 ۲۔ بلکہ اس کا مقام بڑا اعلیٰ دار ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اپنے تہاجر اور فخر پر کھدیا بطن حدیث کی  
 پوری پوری حفاظت کر دے پھر آپ نے اسے مختصر اور جامع کلام سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ  
 ۳۔ یعنی سر کو غیر حق کے آگے خضوع اور تواضع اور غفلت ہے اور اس کی غفلت پر کچھ حدیث کی ہے  
 بچائے۔ اور ان چیزوں کی بھی حفاظت و نگہداشت کرے جو سر میں محفوظ ہیں۔ اور وہی کا سر جامع ہے جو کچھ  
 کے آلات کان، آنکھ اور زبان اور فکر و سمیع وغیرہ۔

۴۔ کہ کما سے حرام و مشبہ کے لقمہ سے بچائے۔ اور اس کی بھی حفاظت کرے جو اس میں ہے۔ یعنی دل کا  
 ان چیزوں سے بے خبر و جاہل رہنے سے بچائے جن سے جاہل و بے خبر رہنے کی گنجائش نہیں یعنی موت حق تعالیٰ  
 اور احکام دین ماوراء اللہ کی یاد و محبت سے بھی اسے محفوظ رکھے۔ یعنی نے کہا کہ یہ وہ ہے کہ شک جن  
 چیزوں کو اپنے اندر اور اپنے متصل رکھتا ہے۔ جیسے شرکاء۔ ہاتھ پاؤں سب کو بنا سے بچائے۔

۵۵ یعنی ہم کی ہڈیوں کے پسیدہ اور خاک ہو جانے کو یاد کرے۔ ٹی ابا کی زیر (پسیدہ ہونا یا ہوشیاری) یہ جانتا ہے کہ دنیا فانی ہے۔ وہ اس میں دہر کا راستہ اختیار کرتا اور دنیوی لذت و شہوات کو ترک کر دیتا ہے جیسا کہ فرمایا۔ ومن اراد الآخرة الى آخرہ۔

۵۶ یعنی اس کا ثواب اور اس کی نعمتیں چاہتا ہے۔ وہ دنیا کی زیب و زینت سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ ۵۷ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک کا حاصل و خلاصہ حق بھانہ کے قول کا یہ مضمون ہے۔ اِنَّ قَوْلَ اللّٰهِ حَقٌّ فَقَاتِلْہٖ۔ اللہ سے اس طرح ڈر دیکھا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔

شیخ امام ربانی حضرت علی نقی رحمۃ اللہ علیہ سالہ تبیین الطرق میں فرماتے ہیں۔ سالک کا حق قائلے قرب اس کے غیر سے دور ہونا ہے۔ اور اس کا اصل غیر حق بھانہ سے قطع تعلق ہے اور غیر حق ممنوع و مباح چیزوں میں ہے۔ یہاں ممنوعات سے ہر قسم کے منہیات طام کردہ و مشتبہ امور مراد ہیں۔ اور مباح سے مخلوقات آسمان، زمین، پہاڑ درخت و اداسیاب معشیت وغیرہ مراد ہیں۔ پس ممنوعات سے سالک کا دور ہونا مباحات سے بے تعلق ہونے کے بغیر ناقص ہے۔ اور جب مباحات سے بھی بے تعلق ہو گیا تو اسے قرب تمام حاصل ہو گیا۔ اور سالک جس قدر غیر سے دور ہوتا جاتا ہے خدا کے قرب ہو جاتا ہے۔ اور جس قدر غیر حق سے تعلق کٹتا چلا جاتا ہے۔ خدا کا دل مزید و مزید مائل ہوتا جاتا ہے۔ اسے سمجھو رب اللہ التوفیق۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا تحفہ موت ہے۔

۱۵۱۱  
وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو  
كَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْفَةً

لِلْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ

اسے بہتی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ

الْإِيمَانِ)

۱۵۱۲ صراح میں کہا تحفہ حق مرید ہے۔ کاموں میں کہا تحفہ ماساکن اور اس کی زبردستی، یعنی نیکی، مہربانی اور طرفہ کاموں میں ہی کہا طرفہ مال کی پیش سے۔ یعنی نیا اور عمدہ مال یعنی پھل وغیرہ۔ صراح میں کہا طرفہ یعنی پھول۔ مراد یہ ہے کہ موت مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اس کی طرف سے نیکی، مہربانی اور کھلا ہوا عمدہ پھول ہے کہ اس کے ذریعہ بندہ مومن جنت اور اس کے قرب میں پہنچ جاتا ہے اور اسے دنیا کی مشقت اور اس کی شر و محنت سے نجات مل جاتی ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

۱۵۲۲  
وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ يَمُوتُ بِتَقْوَى  
الْجَبِينِ (رَدَّاهُ التَّوْمِيذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)  
(ترمذی - نسائی - ابن ماجہ)

لے بعض نے کہا یہ شدت و کرات موت سے کیا ہے۔ بعض نے کہا پیشانی کا پسینہ وہ علامت ہے جو موت پر بوقت موت ظاہر ہوتی ہے۔ اس بات کو حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ سے نقل کیا گیا ہے۔ بعض نے کہا مومن کو موت سے شدت و شفقت لاحق نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ اس کی پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۲۳ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتُ  
الْفَجَاءَةِ اخْذَةٌ الْأَسْفَى

(مَوَاہِ أَبُو دَاوُدَ وَ تِرْمِذِي  
الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)  
وَتَرْدِيْنُ فِي كِتَابِهِ اخْذَةٌ  
أَسْفَى لِلْكَافِرِ وَتَرْحَمُهُ لِلْمُؤْمِنِ

لے حدیث میں لفظ فجاءۃ ہے۔ فاکل پیش۔ اور مد و قصر اور فایز و زبر کی صورت میں تصریعی معنی اپنا چکے ہیں۔  
اخذۃ ہمزہ کی زبر فاساکن یعنی یک لغت و کیا سگی۔ اسفۃ ہمزہ اور سین کی زبر یعنی غضب و غصہ اور سین کی  
دیر سے یعنی غضب ناک ذات مراد ہے کہ ناگہانی موت بنو پر غضب الہی تعالیٰ شانہ کے آثار و علامات میں سے ہے  
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے مرتعہ نہ دیا کہ وہ تبرا اور مل مصالح سے آخرت کی تیاری کرتا۔ علامت ہے کہ یہ کافر  
کے لیے اور اس کے لیے ہے جس کا طریقہ محمود اور پیرت مصالح نہ ہو۔ جیسا کہ دو سری روایات میں آیا ہے۔ یہ بھی  
کہا گیا ہے کہ چانک اور یکا یک مر جانا لیکر کہ اسے یہ نیک اور بد دل کے لیے ہے۔  
لے یہاں فاسق کا ذکر نہ کیا۔ ظاہر یہ ہے کہ فاسق مومن میں فاسق ہے جو بد عمل بیان کی گئی ہے اس کا نسخہ اس کے  
ضلات جانب میں ہے واللہ اعلم بالصواب۔

۱۵۲۴ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَى نِسَاءٍ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نریمان پر داخل  
ہوئے جب کہ وہ حالت موت میں تھا۔ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس نوجوان سے کہا تیرا کیا حال ہے  
اس نے عرض کیا میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا  
ہوں اور میں اپنے گناہوں سے ڈرتا بھی ہوں اس  
پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دو صفتیں  
کسی بندے میں اس وقت جمع نہیں تھیں مگر اللہ  
تعالیٰ اسے وہ دے دیتا ہے جس کی وہ  
امید رکھتا ہے اور اس سے اسے امن عطا کرتا  
ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔

(ترمذی۔ ابن ماجہ)

اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب

ہے۔

قَالَ كَيْفَ تَجِدَكَ قَالَ  
أَرْجُو اللَّهَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنِّي  
أَخَافُ ذُنُوبِي قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبٍ عَبْدٌ  
فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا  
أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا يَرْجُو وَ  
أَمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ

(مَوَاقِفُ التَّرْمِذِيِّ وَابْنُ مَاجَةَ)

قَالَ التَّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ  
غَرِيبٌ

لے یعنی غریب و باریک

۷۹ یعنی اپنے فضل و کرم سے اسے نجات دے گا اور گرفت اور گناہوں پر نرا سے اسے پکالیتا ہے۔ جس سے وہ  
ڈرتا ہے۔ فلاں کر جب رجا کا تعلق خدا سے اور خوف کا تعلق گناہوں سے ہو تو اس میں رجا کا غلبہ اور قوت ظاہر ہوتی  
ہے۔ بلکہ کمال تعلق گناہوں سے اور بے خوف ہو سکتے ہو گئے کہا۔

## تیسری فصل

حضرت بابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کی  
آرزو کرو کیونکہ اس باطنی اطلاع کا خوف  
بڑا نعمت ہے۔ اور یہ چیز سعادت میں سے ہے کہ  
اللہ تعالیٰ بندے کو ایسی عمر عطا کرے اس کے ساتھ  
اللہ عز و جل اسے رجوع بھی نصیب کرے۔

(احمد)

## الفصل الثالث

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَا تَمُتُوا الْمَوْتَ فَإِنَّ  
هُوَ الْمَطْلَعُ بِشَدِيدٍ وَإِنْ  
مِنَ السَّعَادَةِ أَنْ يَطُولَ عُمُرُ  
الْعَبْدِ وَيَذُرُّهُ اللَّهُ عَنَّا  
جَلَّ الْإِسْمَاءُ

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)





ہے

فَلَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ

(رَقَاةٌ أَحْمَدُ)

(احمد)

۱۴ یعنی حضرت ابراہیم باہمی رضی اللہ عنہ۔

۱۵ اور اس کے حالات اور مختلف واقعات بیان فرمائے۔

۱۶ تاکہ دنیا کی محنت و مشقت سے نکلتا پایا جائے۔

۱۷ یعنی موت کی آرزو منور اور خیر الہی کو ناپسند ہے۔ اسی لیے میرے سامنے یہ آرزو کیوں کر رہا ہے۔ یا مراد

یہ ہے کہ میری محبت اور میری زندگی میں موت کی آرزو کرتا ہے۔ حالانکہ میرے حال کا مشاہدہ اور میری محبت کا شرف ہر نعمت سے جواں ان کے تصور میں آگتی ہے، بہتر ہے۔ اگرچہ تجھے موت کے بعد آخرت کی نعمتیں اور درجات حاصل ہوں گے مگر وہ سب نعمتیں اور درجات میری کیم ذات کے چہرہ پر نگاہ ڈالنے کے شرف کے برابر نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ دنیا میں ہی بہشت نقد ہے۔ کسی درویش سے پوچھا گیا کہ مومن کے لیے زندگی بہتر ہے یا موت اس نے کہا حضور کے زمانہ میں زندگی بہتر تھی۔ آپ کے بعد موت بہتر ہے۔

۱۸ کہ اس طرح تجھے تو آخرت میں مراتب و درجات حاصل کرنے کا متحق ٹھہرایا جائے گا۔ اگر کہا جائے کہ کلمہ ان کلام

عرب میں شک و تردید کے لیے آتا ہے۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص شہرہ مشرہ میں سے ہیں۔ تو پھر ان کثرت ثلثت لجنہ اگر تو جنت کے لیے پیدا کیا گیا ہے ہکا کیا معنی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر سکتا ہے اس قول کا صدور ثبات سے پسے ہو۔ یا کہ شک و تردید کا لانا معاملہ آخرت کی عظمت بیان کرنے کے لیے ہو کہ اس کے بارے میں خرم و یقین ہے کہ نہیں کہا جاسکتا۔

۱۵۲۴ وَعَنْ حَدِيثِ بْنِ مَرْثَبٍ

قَالَ دَخَلْتُ عَلَى بَعْثَابِ

وَقَدْ كُنْتُ سَبْعًا قَهَانِ لَوْلَا

أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ لَا

يَتَمَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ لِحَبِيبِهِ

كَأَنَّ زَيْنَبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا

أَمْلَكَ وَنَهْمًا وَ إِنْ فِي

حضرت حذیفہ بن یربوع رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے فرماتے ہیں میں حضرت جناب کے پاس گیا

جب کہ حضرت جناب نے اپنے بدن مبارک پر

سات جگہ داغ لگا رکھے تھے حضرت جناب نے کہا

اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

نہ سنا ہوتا کہ تم میں کوئی شخص موت کی آرزو نہ

کرتے تو میں ضرور موت کی تمنا کرتا۔ البتہ

بے شک میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا کہ میں ایک

حَانِبٌ يَلْقَى الْآنَ لَا رَيْبَ فِيهِ  
أَلْفَ دُرْهِمٍ قَالَ لَمْ أَتَى  
بِكَفِّهِ فَلَمَّا رَأَاهُ بَكَى وَ  
قَالَ وَلَكِنْ حَمْدُهُ لَمْ يُوجَدْ  
لَهُ كَفَنٌ إِلَّا بُرْدَةٌ مَلْحَاءٌ  
إِذَا جُعِلَتْ عَلَى رَأْسِهِ  
قَلَصَتْ عَنْ قَدَمَيْهِ لَئِذَا  
جُعِلَتْ عَلَى قَدَمَيْهِ قَلَصَتْ عَنْ  
رِجْلَيْهِ حَقٌّ مَلَأَتْ عَلَى  
رَأْسِهِ وَجُعِلَ عَلَى قَدَمَيْهِ  
إِلَّا ذُخْرٌ .

درہم کا بھی مالک نہ ہوا تھا اور بے شک اس وقت  
سیرے مگر کے ایک گونے میں چالیس ہزار درہم  
پڑے ہیں۔ حضرت عمارؓ فرماتے ہیں پھر حضرت  
عجائب کا کفن لایا گیا (جو کہ بہت عمدہ تھا) جب  
اسے دیکھا تو رد پڑے اور کہا لیکن حضرت حمزہ  
کو کفن بھی نصیب نہ ہوا۔ جب ان کا کفن ان  
کے سر کی طرف کیمنجا ہوتا تھا تو آپ کے پاؤں نگے  
ہو جاتے تھے اور جب آپ کے قدموں کی طرف  
کیمنجا ہوتا تو آپ کے سر سے چھوٹا ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ  
کفن آپ کے سر کی طرف کیمنجا گیا اور آپ کے  
قدموں پر ازختر (ایک قسم کی گھاس) ڈال دی گئی۔

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّوَمِيدِيُّ إِلَّا  
ثُمَّ لَمْ يَذْكُرْ لَمْ أَتَى  
بِكَفِّهِ إِلَى الْخَبَرِ .

احمد و تومیدی کیمن عمرہ میں نے تم آئی  
بکفہ کا لفظ ذکر کیا اس وقت سے جسے غیب  
الایمان میں روایت کیا۔  
۳۔ حضرت عمار بن مغربہؓ کا پیش مناد کی وجہ سے (احمد و تومیدی کیمن عمرہ میں نے تم آئی)  
۴۔ عجائب فاکی زہر با ادلی مشرودہ آپ قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ جدی صحابین میں سے ہیں کہ ان میں سے بعض ائمہ  
کی۔ اور میں سکتہ میں وفات پائی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ علی آپ کا نماز جنازہ پڑھا  
۵۔ ہو سکتا ہے کہ آپ موت کی آمد ذکر کرتے ہیں مجبور ہو گئے ہوں تو یہی مرض و عمر کی وجہ سے ہیں بلکہ اہل حق کی  
شدت کی بنا پر۔ پھر داغ کرنے کے جواز و کراہت میں اختلاف ہے جیسا کہ اہل حق بہت اہل حق میں آری کہ یہ یا  
آپ نے اپنی تو نگری اور دو تہذیب کی وجہ سے موت کی آمد و لاؤہ کیا اور تاکہ وہ کفن کیلئے ہیں کہیں کا کفن ہی  
خراب نہ ہو جائے۔ اس لیے آپ نے فرمایا۔

۶۔ اور کہا اگر یہ شرع میں اچھا کفن پھنسا جائے ہے۔ مگر حضرت حمزہؓ ان امور  
۷۔ ازختر (ہمزہ کا زیر۔ قال مجہ ساکن) مشہور گھاس ہے جسے مکانوں چیتوں میں ڈالتے ہیں۔ اور یہ جسے  
بھی ستول کرتے ہیں۔

## بَاب مَا يُقَالُ عِنْدَ مَيِّتٍ حَضَرَهُ التَّوْتُ

## مرنے والے کے پاس کیا پڑھا جائے

باب اس امر کے بیان میں کہ جس کا وقت موت آچکا ہو اس کے پاس کیا پڑھنا چاہیے۔ وقت موت کا آ جانا بلکہ عادت یقیناً معلوم ہو جاتا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ موت کا وقت آ جانے کی علامت یہ ہے کہ اس وقت پاؤں اس قدر سست ہو جاتے ہیں کہ اگر انہیں کھڑا کیا جائے تو کھڑے نہیں رہ سکتے اور ناک کا ٹیڑھا ہو جانا۔ آنکھوں اور کان کے درمیانی حصہ کا ٹک جانا۔ خفستین کے گوشت کا لمبا ہو جانا۔ کیونکہ اس وقت خفستین سکڑ جاتے ہیں اس وقت اس کے پاس کیا پڑھا جائے؟ عام ہے کہ لا الہ الا اللہ سے اس کی تلقین کی جائے۔ یا انا لله وانا الیہ راجعون پڑھا جائے۔ اور اس کے لیے دعائے غیر کرنا اور سورۃ یسین پڑھنا۔ اور وہ کلمات جو مومن اور کافر کے قبض روح کے وقت ملائکہ پڑھتے ہیں اور اس کی مثل اور کلمات جیسا کہ احادیث میں آ رہا ہے۔

## الفصل الأول

## پہلی فصل

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ دونوں فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ سے تلقین کرو۔

۱۵۲۸ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ رَوَى ابْنُ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

(دعاء منہم)

یعنی جو مرے کے قریب ہو سکے ہر ایک کو یہ تلقین کرو۔ لفظ تلقین تقن سے مشتق ہے بمعنی جلد کھانا یا لپٹا کر تلقین کرنا۔ یہاں تلقین سے مراد کلمہ طیبہ کا ذکر ہے۔ اس بندے کے سامنے جس پر وقت موت آچکا ہو بغیر اس کے کہ اسے پڑھنے پر مجبور کریں۔

حضرت امام مسلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادے جب تم مریض یا میت کے پاس آؤ تو غیر دینی

۱۵۲۹ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَضَرْتُمْ الْمَرِيضَ

أَوْ الْمَيِّتِ فَقُولُوا خَيْرًا قَبْلَ أَنْ  
تَسْأَلَهُ يَوْمَئِذٍ عَلَى مَا  
تَقُولُونَ

(مسلم)

(سَوَاحُ مُسْلِم)

۱۔ یعنی جو قریب المرگ ہو یاں کلمہ اورادی کے شک کی وجہ سے ہے۔ اگر مریض سے قریب الموت مراد  
یا جائے اور اگر مطلق مراد ہو تو پھر کلمہ اور بیان نور کے لیے ہے۔

۲۔ یعنی اپنے لیے خیر کی دعا کرو۔ یعنی اور قریب الموت کیلئے شفا اور مغفرت کی۔

۱۵۳. وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا  
مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ  
فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ بِهِ إِنْ  
يَلَهُ وَإِنَّا لِلَّهِ سَاجِدُونَ أَنَّهُمْ  
أَجَرُنِي فِي مُصِيبَتِي وَ أَخْلَفَ  
لِي خَيْرًا مِنْهَا إِنْ أَخْلَفَ اللَّهُ  
لَهُ خَيْرًا مِنْهَا قَلَمًا مَا تَبَوَّسْتُمْ  
قُلْتُ أَعَى الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ  
أَبِي سَلَمَةَ أَقُولُ بَيْنَ فَاحِشٍ إِلَى  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَمْ يَأْنِ قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ اللَّهُ لِي  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(تَفَاكَ مُسْلِم)

۱۔ مصیبت کے وقت اور اس کے پڑھنے کی نصیحت بیان فرمائی۔  
۲۔ یعنی ہمارا وجود، ہمارا مال، ہماری اولاد اور ہمارے تمام حالات خدا کے لیے ہیں۔ اور ہم سب  
خدا تعالیٰ اور رسال و حساب اور اس کے ثواب و عذاب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

۳۷ یہ کلمہ اجنبی دو طرح روایت کیا گیا ہے۔ ہنزہ ساکن اور جیم پریش۔ ہنزہ کی زبر باد رلا اور جیم کی زیر معنی دونوں کا ایک ہے یعنی مجھے اجہ عطا فرما۔

۳۸ یعنی اس مصیبت میں میرا جو کچھ ضائع ہوا مجھے اس سے بہتر عطا فرما۔ اور کلمہ اختلف ہنزہ کی زبر باد رنی ساکن اور لام کی زیر۔ اس کا مصدر اختلف ہے۔ یعنی واپس اور ضائع شدہ چیز کی جگہ دوسری چیز دے دینا مراد اجر و ثواب ہے یا فست اور ضائع شدہ چیز کی جنس سے اس سے بہتر چیز عطا کرنا۔ جیسا کہ حدیث کا انداز بارت واضح کر رہا ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مصیبت میں کوئی مسلمان یہ کلمات نہیں پڑھتا۔ مگر الی آخر۔

۳۹ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی تھی اور جب حضرت ابوسلمہ جو میرے حضور علیہ السلام سے پہلے شوہر تھے فوت ہوئے۔ تو میں نے حکم کی بجا آوری اور اس دعا کی نصیبت حاصل کرنے کے لیے یہ دعا پڑھنا چاہی۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ مسلمانوں میں سے کون مسلمان ابوسلمہ سے بہتر ہو سکتا ہے۔ جس کی جگہ اللہ تعالیٰ مجھے انفل مراد عطا کرے گا۔ حالانکہ ابوسلمہ کی شان یہ ہے کہ۔

۴۰ علامہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی اس ہجرت سے حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت مراد ہے کیونکہ آپ نے پہلے مدینہ سے حبشہ کی جانب ہجرت کی پھر حبشہ سے مدینہ منورہ کی جانب دوبارہ ہجرت کی ان دونوں ہجرتوں میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ تھیں۔ حضرت ابوسلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر بھی حضرت برة بنت عبدالمطلب کے بیٹے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بیٹائی تھے۔

۴۱ یعنی میں نے اس کو کوئی کیفیت اس کے اندر کوئی عیب نہ دیکھا ہے کہ حضرت ابوسلمہ سے بہتر فاضل و عابد مجھے کہاں ملے گا یہ دعا اہم ہجرت میں ہی پڑھ چکی تھی۔

۴۲ کہ میں آپ کے نکاح میں آگئی اور ازواج مطہرات میں داخل ہو گئی۔

۴۳ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے	۴۴
فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسلمہ کے	۴۵
پاس تشریف لائے۔ جب کہ ان کی آنکھیں کھلی رہ	۴۶
گئیں تھیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھیں	۴۷
بند کیں۔ پھر فرمایا بے شک روح جب بندے سے	۴۸
نکل جاتی ہے تو نگاہ اس کا چمکا کرتی ہے پھر ابوسلمہ	۴۹



## الفصل الثانی

## دوسری فصل

۱۵۳۲ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ الْخَيْرُ كَلَامِهِ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا  
وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(دَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ)

(ابو داؤد)

اس حدیث میں میت کو یقین کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ جس کا اثر اور نتیجہ یہ ہے کہ وہ جنت میں  
جائے گا۔

۱۵۳۳ وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَؤْ ذَا سُورَةِ  
يُسِّسْ عَلَى مَوْتَاكُمْ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا اپنے مردوں پر سورہ یسین  
پڑھو۔

(دَوَاةُ أَحْمَدَ وَابْنُ دَاوُدَ)

(احمد ابو داؤد)

(ابن ماجہ)

(ابن ماجہ)

یہ معقل بن یسار کے تلامذہ ہیں جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

یہ حدیث صحیحہ اور مستند ہے۔ آپ کا یہی ہے شجرۃ الانس والجن کے اصحاب بیعت میں سے ہیں۔ بعبرہ میں سکونت اختیار  
کی۔ سابقہ بعبرہ میں معقل نامی پہاڑی کی جانب منسوب ہے۔ آپ سے حضرت حسن بعبرہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ آپ  
حضرت معاذ سے کے بعد حکمران تھے۔ آخری امام تک زندہ رہے۔

یہ حدیث صحیحہ ہے۔ وہ مراد ہے جس کی حدیث کا وقت آپ کا ہو۔ امت کا عمل بھی مایہ پر ہے۔ یہ بھی احتمال  
ہے کہ بعد از ان کے گھر میں ان کی قبر پر سے حدیث پڑھا مراد ہو۔ باقی یہ بات کہ اس حدیث کی تخصیص کی کیا  
وجہ ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس حدیث میں سے کسی مصل پر مشتمل ہے۔ طبعی نے کہا پڑھنے کا حکم  
اس حدیث اور دوسری کے درمیان مشترک ہے۔ ظاہر یہ ہے (اور اللہ بہتر جانتا ہے) کہ وہ پر شیعوں و مازامیوں حدیث  
کے ابتداء میں ہی موجود ہے۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق نہایت موکدہ طریقہ سے۔ پھر سورہ کا خاتمہ  
جور و گاہ مہمیت کی طرف رجوع پر مشتمل ہے جو کہ اس وقت و حال کے مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کُنْ جَعْلًا



الَّذِي يَبْدَأُ مَلَكُوتَهُ كُلَّ شَيْءٍ قَرَّ النَّبِيُّ مُرْجَعُونَ - پاک ہے وہ ذات جس کے دست قدرت میں سے ہادشا ہی ہر چیز کی اور اسی کی جانب تم سب لوگ لوٹاؤ گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس سورۃ کے اس قدر فضائل و مناقب کس وجہ سے ہیں۔ آخر کار مجھے پتہ چل گیا کہ اس وجہ سے ہیں۔

۱۵۳۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ زُسُوتَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلَ عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ وَهُوَ يَبْكِي حَتَّى سَالَ دُمُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى وَجْهِ عُثْمَانَ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا منہ مبارک چومنا واجب کہ وہ ذات ہو چکے تھے۔ اس وقت آپ رو رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے آنسو حضرت عثمان کے چہرہ انور پر بہ پڑے۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

(ترمذی - ابو داؤد)

(ابن ماجہ)

ابن مظعون طار مجھ کے ساتھ۔

۱۵۳۶ وَعَنْهَا قَالَتْ إِنْ أَبَاكَو قَبِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ.

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب آپ کے پاس آپ کی قبر مبارک پر سکا تا کہ ان کی قبر کا نقشہ بنایا جائے اور کہا ہے کہ مروان نے اپنے دور حکومت میں وہ پتھر اٹھا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر رکھ دیا۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ میت پاک ہوتا ہے مگر بعض علماء حدیث کے ایک ہرگز نہیں کہ ان میں سے کوئی ایک مائتہ کو قبول کرتا ہے۔

۱۵۳۷ وَأَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَوَّاحِ مَرُومٌ كَاتَمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ.

حضرت طلحہ بن ابی بواحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ کے پاس آپ کی قبر مبارک پر سکا تا کہ ان کی قبر کا نقشہ بنایا جائے اور کہا ہے کہ مروان نے اپنے دور حکومت میں وہ پتھر اٹھا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر رکھ دیا۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ میت پاک ہوتا ہے مگر بعض علماء حدیث کے ایک ہرگز نہیں کہ ان میں سے کوئی ایک مائتہ کو قبول کرتا ہے۔

۱۵۳۸ وَأَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَوَّاحِ مَرُومٌ كَاتَمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ.

حضرت طلحہ بن ابی بواحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ کے پاس آپ کی قبر مبارک پر سکا تا کہ ان کی قبر کا نقشہ بنایا جائے اور کہا ہے کہ مروان نے اپنے دور حکومت میں وہ پتھر اٹھا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر رکھ دیا۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ میت پاک ہوتا ہے مگر بعض علماء حدیث کے ایک ہرگز نہیں کہ ان میں سے کوئی ایک مائتہ کو قبول کرتا ہے۔

۱۵۳۹ وَأَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَوَّاحِ مَرُومٌ كَاتَمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ.

حضرت طلحہ بن ابی بواحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ کے پاس آپ کی قبر مبارک پر سکا تا کہ ان کی قبر کا نقشہ بنایا جائے اور کہا ہے کہ مروان نے اپنے دور حکومت میں وہ پتھر اٹھا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر رکھ دیا۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ میت پاک ہوتا ہے مگر بعض علماء حدیث کے ایک ہرگز نہیں کہ ان میں سے کوئی ایک مائتہ کو قبول کرتا ہے۔

اور فرمایا بے شک میں نہیں دیکھتا کھوکھریہ کہ اس پر موت کا وقت اچکا ہے قبہ کھے اس کے باپے میں اطلاع دینا۔ اور اس کے گھنہ دفن میں جلدی کرنا کیونکہ مسلمان مردے کے لیے مناسب نہیں کہ اسے اپنے اہل قاتہ کے درمیان روک رکھا جائے۔

وَسَلَّمَ يَتَوَدَّاهُ فَقَالَ إِنْ لَمْ أَرِ طَلْحَةَ إِنْ قَدْ حَدَّثَ بِهِ الْمَوْتُ فَأَذِّنُوا بِهِ وَعَجَلُوا فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِصِحْفَةٍ مُسَيِّمٍ أَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرِي أَهْلِهِ.

(ابوداؤد)

(مرواة أبو داؤد)

۱۰۰۰۰ حسین ماکہ جیش ساد کی زبرد۔

۱۰۰۰۰ دو وادوں کی پیش کے ساتھ بعض نے کہا دونوں داؤدوں پر زبرد ہے۔ یہ دوسری روایت زیادہ مشہور اور زیادہ درست ہے۔ اور پہلی ماسکن اپنے انصاری صحابی ہیں اہل بدر میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔

۱۰۰۰۰ حضرت طلحہ بن البراء انصاری صحابی ہیں۔ اہل جاز میں شمار ہوتے ہیں۔

۱۰۰۰۰ کہ تین حدیث میں لفظ اُڑی آیا ہے۔ یعنی میں گمان کرتا ہوں۔

۱۰۰۰۰ یہ تاکہ میں آجائوں اور اس پر غار بنارہ چڑھوں کیونکہ اس کے گندہ جوڑنے اور بدبو چھوڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہذا اسے لوگ بڑا اور کدوہ دیا گیا تھا کہ نہ کہیں۔ حالانکہ میں اللہ کے نزدیک مغرور و کرم ہوتا ہے۔ اسی اندیشے کی جانب اشارہ کے لیے حدیث میں اسے جیدہ یعنی مردانہ تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ وہ گندہ ہونا شروع ہو جائے اور جیدہ بمعنی میت کہتے ہیں جس سے بدبو چھوڑنے کا امکان ہوتا ہے۔

۱۰۰۰۰ یہ لفظ طہری نام ہے۔ اس کی تین شرحیں ہیں۔ ۱۔ کرمی گنی ہے۔ حضرت طلحہ بن البراء انصاری ہیں۔ اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ جب وہ فوت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہم اِنِّ طَحْوَ دانت تشک الیہ صلا و نماطی سے اس حالت میں ملاقات کرنا کہ تم اس سے خوش ہو۔ اور ایک طہریت میں ہے اور نوحہ بعد سے خوش ہو۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

۱۰۰۰۰ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مردوں کو یہ تحقیق کیا کرو کہ اللہ کے سوا کوئی

۱۰۰۰۰ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَوْتَاكُمْ لَا

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْكَرِيمِ  
 سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الْعَظِيمِ  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالُوا  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَلَاخِيَاءُ  
 قَالَنَ نَجُودُ وَ آجُودُ  
 (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

مجدد نہیں۔ وہ علم والا، کریم والا، پاک اور عرش عظیم  
 کا مالک ہے۔ ساری حمدیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں  
 لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ دعا زندوں  
 کے لیے کیسی ہے۔ فرمایا بہت اچھی۔ بہت  
 اچھی ہے۔

(ابن ماجہ)

۱۷ حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب قرشی ہاشمی صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ آپ بڑے سخی، خوش طبع، بردبار بڑے  
 پاکیزہ اخلاق کے حامل تھے۔ لوگ انہیں بحرا لجود (سخاوت کا سمندر) کہتے تھے۔ علامہ نے کہا ہے کہ اسامہ امیر المان سے سخی  
 تر کوئی شخص نہیں ہوا۔

۱۸ اللہ تعالیٰ کو ان دوا وصفت سے موصوف کرنا اصل غنیمت و کرم الہی کی طرف اشارہ ہے تاکہ مرنے والا  
 اس کے غفور و کرم کی امید میں جان دے دے۔

۱۹ اس میں خدا تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کی جانب اشارہ ہے تاکہ درگاہ الہی میں نعمت و رحمت کے ساتھ حاضر ہونے  
 کے شوق میں پہنچے۔

۲۰ کہ یعنی اس نعمت آباد دنیا سے شکر و رضا کی حالت میں پہنچنے پر اللہ تعالیٰ کے لیے سب حمدیں ہیں تاکہ غنیمت  
 و رحمت کے حضور تصور ہے اللہ تعالیٰ کے لیے غنیمت و فضل کے لیے سب حمدیں ہیں۔

۲۱ یعنی یا رسول اللہ اگر یہ اذکار ہم زندہ رہیں تو بھی کہیں اور تمہیں کریں تو کیا ہے۔

۲۲ آپ نے فرمایا بہت بہتر بہتر ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا ذکر ہر دے اور دیندے دونوں کے لیے غنیمت ہے  
 قلب اور ظاہر ہونے پر روح کا سبب ہے۔ اور ان صفات و صفائی کے لیے ہر دے اور دیندے دونوں کے لیے غنیمت  
 و داد دانی کا موجب ہے۔

۲۳ مردہ و زندہ میں در قدمیت تمام ہے۔

۲۴ میں مردہ اور زندہ دونوں حالتوں میں تیرے قدموں میں بیٹھا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ  
 فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 میرے پاس فرشتے آتے ہیں۔ اگر آدمی نیک ہوتا  
 ہے تو اس سے کہتے ہیں۔ اے پاک روح نکل

۱۵۳۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ النَّبِيُّ لَخُضْرَةُ الْمَلَائِكَةِ  
 فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قَالُوا

أَخْرَجِي عَنْهَا النَّفْسَ الطَّيِّبَةَ  
كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ الْخَيْرِ  
حَيِّدَةً وَأَبْشَرِي بِرُوحٍ وَ  
رَحْمَانٍ وَ رَبِّ غَيْرِ غَضَبَانٍ  
فَلَا تَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ  
حَتَّى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَبُ  
بِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَيَقْتَرَبُ لَهَا  
فَيَقَالُ مَنْ هَذَا فَيَقُولُونَ  
فُلَانٌ فَيَقَالُ مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ  
الطَّيِّبَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ  
الطَّيِّبِ ادْخُلِي حَيِّدَةً وَ  
أَبْشَرِي بِرُوحٍ وَ رَحْمَانٍ وَ  
رَبِّ غَيْرِ غَضَبَانٍ فَلَا تَزَالُ  
يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ حَتَّى تَنْتَهِيَ  
إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي فِيهَا اللَّهُ  
أَوَّلًا كَانَ الرَّجُلُ الشَّوْءَ كَالِ  
أَخْرَجِي عَنْهَا النَّفْسَ الطَّيِّبَةَ  
كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ الْخَيْرِ  
حَيِّدَةً وَأَبْشَرِي بِرُوحٍ وَ  
رَحْمَانٍ وَ رَبِّ غَيْرِ غَضَبَانٍ  
فَلَا تَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ  
حَتَّى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَبُ  
بِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَيَقْتَرَبُ لَهَا  
فَيَقَالُ مَنْ هَذَا فَيَقُولُونَ  
فُلَانٌ فَيَقَالُ مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ  
الطَّيِّبَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ  
الطَّيِّبِ ادْخُلِي حَيِّدَةً وَ  
أَبْشَرِي بِرُوحٍ وَ رَحْمَانٍ وَ  
رَبِّ غَيْرِ غَضَبَانٍ فَلَا تَزَالُ  
يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ حَتَّى تَنْتَهِيَ  
إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي فِيهَا اللَّهُ

جبر پاک جسم میں تھی۔ نکل۔ قابل توفیق، خیریت و راحت  
کی حالت میں۔ اور پاک رزق کے ساتھ۔ اور راضی  
رب کی بشارت، ماسل کر اس سے یہ کہتے رہتے ہیں  
یہاں تک کہ وہ نکل آتی ہے۔ پھر اسے آسمان کی  
طرف پڑھا جاتا ہے۔ اس کے لئے آسمان، کہ ادا  
جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ یہ کون ہے۔ فرشتے کہتے  
ہیں۔ یہ فلاں ہے۔ تو کہا جاتا ہے کہ خوب آلی پاک  
روح جو پاک جسم میں تھی۔ داخل ہو قابل توفیق حالت  
میں اور تجھے خیریت و راحت ہے۔ تجھے پاک  
رزق اور راضی رب کی بشارت ہو اس سے  
یہ کہتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس آسمان  
تک پہنچ جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی  
تجلی ہے۔ اور جب بڑا آدمی ہوتا ہے تو  
کہتے ہیں۔ اسے نبییت جان نکل۔ جو نبییت  
جسم میں نکل آتی۔ مامت ہو کر۔ تجھے کہتے  
ہیں۔ اچھا، پیٹھ اس کے ہمشکل دوسرے  
مذاہب کی بشارت۔ اس سے یہ کہتے رہتے ہیں  
یہاں تک کہ وہ نکل آتی ہے۔ پھر اسے آسمان  
کی طرف پڑھا جاتا ہے تو اس کے لئے آسمان  
کھولا جاتا ہے۔ پوچھا جاتا ہے یہ کون  
ہے۔ کہا جاتا ہے فلاں۔ تو کہا جاتا ہے  
اس کے لئے مہربانیں۔ نبییت جان  
ہے جو نبییت جسم میں تھی۔ قابل مامت  
حالت میں لٹ جا۔ کیر حکم تیرے  
یہ آسمان کے دروازے نہیں

کھل سکتے۔ پھر اسے آسمان سے پھینکا  
جاتا ہے۔ یہاں تک کہ قبر میں آجاتی  
ہے۔

(ابن ماجہ)

كَانَتْ فِي الْجَنَّةِ الْخَيْثُ الرَّيْحَانِي  
ذَمِيمَةً قَاتَهَا لَا تَقْتَرُ لَكِ  
أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَتُرْسَلُ مِنَ  
السَّمَاءِ ثُمَّ تُصَيِّرُ إِلَى الْقَبْرِ  
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

۱۔ یعنی اس کے مرنے کے وقت۔

۲۔ تو اس کی روح کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔

۳۔ یعنی تو خدا اور اس کی مخلوق کے نزدیک قابل تعریف دستائیش ہے۔

۴۔ جو کچھ بہشت یا برزخ میں مظاہرگا۔

۵۔ یعنی آسمان کے دربان۔

۶۔ یعنی اس کی روح کو اٹھا کر لے جانے والے۔

۷۔ یعنی اس کا نام و نشان ذکر کرتے ہیں۔ جیسے کہ دعا سے پوری طرح جانتے پہچانتے ہیں۔

۸۔ اور اسے ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک لے جاتے ہیں۔

۹۔ یعنی جہاں خدا تعالیٰ کی قدرت اور رحمت خاص کا نزول ہوتا ہے۔

۱۰۔ حم یعنی گرم پانی۔ اور سبب جو دونوں میں سے کسی سے ٹپک ٹپک کر رہی ہوتی ہے۔ فطر خفایا سین

کی شد اور تخفیف دونوں طرح آیا ہے۔ مزار میں لکھا گیا ہے ثَنُّا اِسْمَہُ بِاَنِّہُ

۱۱۔ اسی طرف الہ بربرہ رضی اللہ عنہ سے دعا ہے کہ

۱۲۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

۱۳۔ میں کا روح نکل آتی ہے۔ اسے مع فرشتہ جبرائیل

۱۴۔ ہے میں جو اسے ہندی کی طرف لے جاتا ہے

۱۵۔ خدا کہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

۱۶۔ مردہ خوشبو اور مشک کا ذکر فرماتا۔ فرمایا کہ اس کے

۱۷۔ واسے کھڑی ہیں۔ ایک روح زمین کا طرف سے

۱۸۔ آئی اللہ تعالیٰ پر اور اس جسم پر رحمت کرے جسے

۱۹۔ تو آباد کرتا ہے۔ پھر اسے رب تعالیٰ کے

۱۵۴۰ وَعَنْهُ أَنَّ دَسُونََ اللَّهُ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا

خَرَجَتْ رُوحُ الْمُؤْمِنِ تَلْقَاهَا

مَلَكَانِ يُضِعِدَانِهَا قَالَ حَسَّادُ

فَذَكَوْ مِنْ طَيْبٍ يُبْعَثُهَا وَ

ذَكَرَ الْمُسْكُ قَالَ وَ يَقُولُ

أَهْلُ السَّمَاءِ رُوحُ كَلْبَةٍ

جَاءَتْ مِنْ قَبْلِ الْإِنْسَانِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَى جَسَدِكَ



۹۹۔ مرثیہ میں عربی لفظ ریختہ ہے۔ عربی میں ہے ریختہ را کی خبر سے وہ معنی دیتا ہے چاند چھوڑتی سر پر رکھتی ہیں۔

۱۰۰۔ یہ حضرت ابو ہریرہ کے اس فعل کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے اپنی چاند ناک پر دیکھتے ہوئے کہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چادر مبارک ناک مبارک پر دیکھنے کے فعل کا نقشہ بیان فرمایا۔

۱۵۴۱  
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا خَضَعَ الْمُؤْمِنُ أَتَمَّتْ  
مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيرَةٍ بَيْضَاءَ  
فَيَقُولُونَ أَخْرِجِي رَاضِيَةً مُرَضِيًّا  
عَنْكَ إِلَى رَوْحِ اللَّهِ وَرَيْحَانِ  
وَرَبِّ عَاذِرِ غَضَبَانٍ فَتَخْرُجُ  
كَاطْيَبٍ رِيحِ الْمِسْكِ حَتَّى  
لَيَنَالُوهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّى  
يَأْتُوا بِهِ أَجْوَابَ السَّمَاوَاتِ  
فَيَقُولُونَ مَا أَطْيَبَ هَلِيقًا  
الرَّيْحُ أَلَيْقُ جَاءَتْكُمْ مِنَ  
الْأَرْضِ كَيَأْتُونَ بِهِ أَدْوَارُ  
الْمُؤْمِنِينَ فَلَهُمْ أَشَدُّ فَوْحًا  
مِنْ أَحَدِكُمْ بِغَائِبِهِ  
يَقْدُمُ عَلَيْهِ فَيَسْأَلُونَهُ مَاذَا  
فَعَلَ فَلَانٌ فَيَقُولُونَ دَعَا  
فَاتَهُ كَانَ فِي عَجْمِ الدُّنْيَا  
فَيَقُولُ قَدْ مَاتَ أَمَا أَتَاكُمْ  
فَيَقُولُونَ قَدْ ذُهِبَ إِلَى أُمِّهِ  
الْهَآوِيَةِ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی کو  
صفت آتی ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشم سے کر  
آتے ہیں۔ تو کہتے ہیں تو راہی خوشی نکلے اللہ تعالیٰ  
تجھ کو راضی ہے جو اللہ کو راضی ہے اور عالی رزق  
خدا راہی رب کی طرف ملے۔ تودہ بہترین ملک  
کی خوشبو کا طرح نکلتی ہے یہاں تک کہ فرشتے  
وہ روح آپس میں ایک دوسرے کو دیتے ہیں  
اور اسے آسمان کے دروازے تک لاتے ہیں۔  
آسمان کے دروازے کھلتے ہیں اور اچھی خوشبو  
نکلتی ہے تو کہتے ہیں کیا اللہ ہر اسے کمال دنیا کی  
خوشبو سے زیادہ بہتر ہے تو کہتے ہیں کہ اللہ کی  
خوشبو سے کمال دنیا کی خوشبو کی کیا شے  
ہر اسے۔ اس خوشبو سے کہہ دو کہ اللہ  
کی خوشبو سے کہہ دو کہ اللہ کی خوشبو سے  
خوش ہو رہا ہے دنیا کے خوشبو سے کہہ دو کہ  
وہ کہہ گا کہ تمہارے پاس اللہ کی خوشبو ہے  
میں کہہ گا کہ اللہ کی خوشبو سے کہہ دو کہ  
دیا گیا ہے۔ اور جب کافر کی موت آتی ہے تو  
وہ اس کے پاس غائب کے فرشتے کا ہاتھ لے کر



آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں نکل اس مال میں کہ تو ب سے ہمارے تیرے رب تامل۔ اللہ کے عذاب کی طرف پل تو وہ مردار کی سخت بدبو کی طرح نکلتی ہے۔ یہاں تک کہ اسے زمین کے دروازے تک لاتے ہیں۔ تو کہتے ہیں یہ کیسی سخت بدبو ہے۔ یہاں تک کہ اسے کھار کی روحوں تک پہنچا دیتے ہیں۔

(احمد)

(نسائی)

اِخْتَضِرَ آتَهُ مَلِيكَةُ الْقَدَحِ  
بِشِيمٍ فَيَقُولُونَ اَنْعُرِي سَاحِطَةً  
مَسْخُوطًا عَلَيْكَ اِنِّى عَذَابُ  
اللّٰهِ هَٰذَا جَلَّ فَتَعْرُجُ كَانَتْ  
رَاحِمٍ بِحِفْظٍ حَقِّ يَأْتُونَ بِمِ  
بَابِ الْأَرْضِ فَيَقُولُونَ مَآ  
أَنْتَ هَٰذَا الرَّحْمَٰنُ حَقِّ يَأْتُونَ  
بِمِ لَوْ دَاوُدَ الصَّكَّارِ

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ)

یعنی رحمت و عنایت خداوندی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے ماقبہ کار کی خبر و اطلاع مراد ہو یعنی جنت کی نعمتیں۔

یعنی روح مومن اس خوشبو کے ساتھ ہم سے باہر آتا ہے۔

یعنی فرشتے اسے رحمت و رحمت سے کر جاتے ہیں۔

یعنی گم شدہ آدمی کے سفر سے واپس آ جانے سے خوش ہوتا ہے۔

یعنی دنیا میں ان کی جن جن سے شنائی تھی ان کا نام لے کر ان کا حال احوال دریافت کرتے ہیں۔

یعنی اسے چھڑو وہ اس سے نہ پوچھو اور اسے شقت میں نہ ڈالو کہ یہ دنیا کے غم میں تھا اور وہاں سے غم زدہ

حالت میں یہاں آ رہا ہے۔ یہاں تک کہ یہ آرام کرے اور اپنی حالت پر قائم ہوئے۔ پھر اس سے ان کے حالات دریافت کرے۔

یعنی حالت و رحمت ہونے اور خوش و خوش قائم ہونے پر کہتا ہے کہ جس کا حال تم دریافت کر رہے ہو وہ

تو رکھا ہے۔ لیکن نہ گمان سے پس نہیں آیا۔

یعنی یہاں یہ اطلاع دیتا ہے کہ وہ تو مر چکا ہے اور مومن کی روح میں اسے اپنے اندر نہیں پاتیں۔ تو ایک

دوسری کہتی ہے کہ اسے اس کی ماں صادیہ دوزخ میں ڈال دیا گیا ہے۔ اور قرآن مجیم میں آتش دوزخ کو دوزخی کی

ماں کہہ کر بیان کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ الْأَرْضِ الْمَعْرُوفَةِ (اس کی ماں صادیہ دوزخ ہے) آتش دوزخ کو اس کی ماں آگ

کے اس کا احاطہ کرنے پر مشتمل ہونے اور اس کے قریب اور محصل ہونے کی بنا پر یہ کہا گیا ہے۔

یعنی نہایت کھردہ ٹاٹ۔ جیسا کہ مومن کی روح کے یہ سفید ریشم لے کر آتے ہیں۔ حدیث میں لفظ مستح آیا ہے



۱۵۴۲ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ  
 قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَائِزِهِ رَجُلٌ  
 مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَتْهُنَا إِلَى الْقَبْرِ  
 وَكُنَّا يُلْحِدُ فَجَلَسَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

١٥٣٢ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ  
 قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَائِزَةٍ رَجُلٍ  
 مِنَ الْأَنْصَارِ فَاتَّهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ  
 وَكُنَّا يُدْحِدُ فَجَلَسَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَيْفَ كَانَ عَلَى  
رُءُوسِنَا الطَّيْرَ وَ فِي يَدَيْهِ عُودٌ  
يَتَكَّمُّ بِهِ فِي الْأَرْضِ فَوَقَعَ  
رَأْسَهُ فَقَالَ اسْتَعِيدُوا بِاللَّهِ  
مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَتَرَدِّينَ أَفْرَادًا  
ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ الْعَمِيدُ الْمُؤْمِنُونَ  
إِذَا كَانَ فِي الْوُطَائِرِ قَوْمٌ

الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنْ الْأَجَلِ  
تَزَلْ إِلَيْهِ مَلِيكُهُ مِنَ السَّمَاءِ  
بِضُوءِ الْوُجُوهِ كَانَ وَجْهُهُمْ  
الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ  
أَلْفَانِ الْجَنَّةِ وَ حَنُوطٌ فِي  
حَنُوطِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجْلِسُوا مِنْهُ  
مَتَى الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ  
الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى  
يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَيَقُولُ آيَتُنَا

النَّفْسِ الْفَاطِيَّةِ أَخْرَجَ لَمْ  
مَغْفِرَةً مِّنَ اللَّهِ وَرَوَّاهُ قَالَ  
مَنْ خَرَجَ تَسِيلُ كَمَا تَسِيلُ  
الْقَطْرَةُ مِنَ السَّمَاءِ فَيَاخُذُهَا  
فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدْعُوهَا فِي  
يَدِهِ طَوْفَةً عَلَيْهِ حَتَّى يَلْخُذَهَا  
فَيَجْمَعُهَا فِي ذَلِكَ الْكَفِّ وَ  
فِي ذَلِكَ الْحَوْطِ وَخَرَجَ مِنْهَا  
كَاطْبِيقٍ تَخْتَفِ مِثْلُ وَجَدَتْ  
عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَتَال  
فَيَصْعَدُونَ بِهَا فَلَا يَمْرُؤُونَ  
بِقُوِّهَا عَلَى مَلَأَةٍ مِّنَ  
الْمَلَائِكَةِ إِذْ قَالُوا مَا هَذَا  
الرُّومِ الظَّالِمِينَ فَيَقُولُونَ فَلَا يَنْ  
ابْنُ فَلَانٍ بِأَحْسَنَ أَسْمَاءِهِ  
الَّذِينَ كَانُوا يَسْتُوبُونَ بِهَا فِي  
الدُّنْيَا حَتَّى يَنْتَهَوْا بِهَا إِلَى  
السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَسْتَفْتَحُونَ لَهُ  
فَيَنْتَهِي لَهُمْ فَيُشْبِعُهُ مِنْ كُلِّ  
شَيْءٍ مَّقَرَّوْنَهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي  
بِهَا حَتَّى يُنْتَهَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ  
الْأَعْلَى فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
الَّذِينَ يَكُنُ عَبْدِي فِي عِلِّيِّينَ  
وَأَعِيذُوهُ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنَّ مِنْهَا  
خَلَقْتُهُمْ وَفِيهَا أَعِيدُهُمْ وَمِنْهَا

اسے سے کہتے ہیں۔ اور اس کفن اور خوشبو میں  
ڈال دیتے ہیں۔ اس روح سے ایسی عمدہ خوشبو  
نکلتی ہے جیسے روئے زمین کی بہترین مشک  
سے۔ فرمایا اسے کر پڑھتے ہیں۔ تر فرشتوں  
کی کسی جماعت پر سے نہیں گزرتے گرد کہتے ہیں  
یہ کیا ہی عمدہ خوشبو ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ فلاں  
بن فلاں ہے۔ اس کا وہ اعلیٰ نام لے کر جو دنیا میں  
لایا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اسے لے کر آسمان دنیا تک  
پہنچتے ہیں۔ اور اس کے لیے کھواتے ہیں۔ تو وہ  
کھول دیا جاتا ہے۔ پھر اسے ہر آسمان کے مقرب  
فرشتے دوسرے آسمان تک پہنچانے جاتے ہیں  
یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچا دیتے ہیں۔  
رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کی کتاب  
عظیمیں ہیں کھو۔ اور اسے زمین کا طرف واپس  
کر دو۔ کیونکہ میں نے انہیں زمین سے ہی پیدا کیا  
اور وہاں ہی انہیں لوٹاؤں گا۔ اور وہاں ہی سے  
دوبارہ انہیں نکالوں گا۔ فرمایا تب اس کا روح جسم میں  
واپس کا جاتا ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور  
اسے بٹھا دیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے  
وہ کتاب ہے میرا رب اللہ ہے وہ کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے  
وہ کتاب ہے میرا دین اسلام ہے۔ فرشتے کہتے ہیں یہ  
صاحب کون ہیں۔ جو تم میں سے جسے وہ کتاب ہے کہ  
یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں تجھے  
کیسے معلوم ہوا۔ یہ کتاب ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی  
اس پر ایمان لایا اس کی تصدیق کی۔ تو آسمان سے

أَخْرِجَهُمْ تَمَارَةً أَخْرَى قَتَل  
 قَتَعَادُ رَوْحُهُ فِي جَسَدِهِ  
 قِيَامَتِهِ مَلَكَانِ قِيَامَتِهِ قِيَامَتِهِ  
 لَهُ مَنْ رَبُّكَ قِيَامَتِهِ رَبِّي اللَّهُ  
 قِيَامَتِهِ لَهُ مَا دِينُكَ قِيَامَتِهِ  
 دِينِي الْإِسْلَامُ قِيَامَتِهِ لَهُ مَا  
 هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَعَثَ فِيكُمْ  
 قِيَامَتِهِ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامَتِهِ لَهُ وَمَا  
 عَلِمْتُ قِيَامَتِهِ قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ  
 قَامَتُ بِهِ فَصَدَقْتُ لَيْلَانِي  
 مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ  
 عَبْدِي فَأَفْرُشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ  
 وَالْبُسُوكَ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا  
 لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ قَالَ قِيَامَتِهِ  
 مِنْ رَوْحِهَا وَطَيِّبَتَا فَيُقَسَّمُ لَهُ  
 فِي قَبْرِهِ مَدَّةَ بَصِيرَةٍ قَالَ وَ  
 يَأْتِيهِ رَجُلٌ حَسَنٌ الرَّوْحِ  
 حَسَنُ الثِّيَابِ طَلِبُ الْوَيْهِ  
 قِيَامَتِهِ أَنْبِئُو بِالَّذِي يُسْأَلُ  
 هَذَا يَوْمَكَ الَّذِي كُنْتُ تُوعَدُ  
 قِيَامَتِهِ لَهُ مَنْ أَنْتَ وَجْهَكَ  
 الرَّوْحِ تَبْعِي بِالْخَيْرِ قِيَامَتِهِ أَنَا  
 عَمَلُكَ الصَّالِحِ قِيَامَتِهِ رَبِّ  
 أَقِمِ السَّاعَةَ رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ

پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرا بندہ بچا ہے اس  
 کے لیے جنت کا فرش چھادو۔ اسے جنتی لباس پہناؤ  
 اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔  
 فرمایا تو اس تک جنت کی راحت و خوشبو آتی ہے  
 تادم نگاہ اس کا قبر فراخ کر دی جاتی ہے۔ فرمایا اور  
 اس کے پاس ایک خوبصورت اچھے کپڑوں اچھی خوشبو  
 والا شخص آتا ہے۔ اور کہتا ہے اُس سے خوش ہو جو  
 تجھے مسرور کرے گی یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھے  
 وعدہ کیا جاتا تھا بندہ مومن کتاب ہے تو کون ہے  
 تیرا چہرہ بھلائی لانا ہے۔ وہ کتاب ہے میں تیرا نیک  
 عمل مومن تو بڑا کتاب ہے یاد بقیامت قائم کر  
 قیامت قائم کر تاکہ میں اپنے گنہگار اعمال تمام  
 میں پہنچوں۔ (فرمایا کہ بندہ کا گرجب دیتا ہے غامض  
 اور آخرت کی آمد میں ہوتا ہے تو اس کی طرف  
 آسمان سے سیاہ چروں دسے ٹوٹتے مارل  
 ہوتے ہیں جن کے ساتھ ٹوٹا ہوتے ہیں۔ تو وہ  
 اس کا فرکانہ ایک چمکھتے ہیں پھر کلمت  
 آمین ادا اس کے سر کے پاس آگیا جاتا ہے  
 اور کتاب ہے اسے نبیٹ ہاتھ کی دھڑکی  
 فرات لکھ لایا کہ میں اس کے ہم میں بھیجی جرت  
 ہے۔ وہ اسے ایسا لکھتے ہیں جسے ہم  
 ہم بھیجی اس سے کچنی ہال ہے ہر  
 سے بیٹے ہیں جب سے بیٹے ہیں تو دوسرے  
 فرشتے وہ جان تک المرت کے ہاتھ میں پک  
 چمکے تک نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ اسے ان

حَتَّىٰ رُجِعَ إِلَىٰ أَهْلِي وَمَا يَ  
 قَالَ وَ إِنْ الْعَبْدَ الْكَافِرَ  
 إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ  
 الدُّنْيَا وَ إِقْبَالَ مِنَ الْآخِرَةِ  
 تَزَلَّ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكٌ  
 مُنَادٍ الْوَجُوهَ مَعَهُمُ الْمُسَوِّمَ  
 فَيَجْلِسُونَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ  
 ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ حَتَّىٰ  
 يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَيَقُولُ  
 أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اخْرُجِي  
 إِلَىٰ تَحْتَ مِنْ اللَّهِ قَالَ  
 فَتَقْرَأُ فِي جَسَدِهِ فَيَنْزِعُهَا  
 كَمَا يُنَزَعُ الشُّفُودُ مِنَ الصُّوفِ  
 لِيَسْبُلُوا فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا أَخَذَهَا  
 لَمْ يَدْعُوهَا فِي يَدِهِ ظُرُوفَةٌ  
 عَلَيْهَا حَتَّىٰ يَجْعَلُوهَا فِي يَدِ  
 الْمُسَوِّمِ وَتَخْرُجُ مِنْهَا كَانَتِ  
 بِيضَ بَحْبَعَةٍ وَجَدَّتْ عَلَى  
 وَجْهِ الْأَرْضِ فَيَصْعَدُونَ  
 بِهَا فَلَا يَمُرُّونَ بِهَا عَلَى  
 حَذَرٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوا  
 هَذَا الرُّوحُ الطَّيِّبُ فَيَقُولُونَ  
 فَلَنْ بَنِي فَلَنْ بِأَقْبَرِ أُمَّتِهِ  
 لَنِي كَانَ يَسْخَىٰ بِهَا فِي الدُّنْيَا  
 حَتَّىٰ يَلْتَمِسَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ

ملکوں میں ڈال دیتے ہیں۔ اور اس سے روئے  
 دین کے بدترین مردار کی کما سنت بدبو  
 نکلتی ہے۔ وہ اسے لے کر پڑھ جاتے ہیں۔  
 اور فرشتوں کی کسی جماعت پر نہیں گزرتے گروہ ہی  
 نکلتی ہے کہ یہ خبیث جان کون ہے وہ اس کے  
 ذہنی بدترین ناموں سے جن سے مرموم کیا جاتا  
 تھا نام لے کر کہتے ہیں۔ کہ فلاں فلاں کا بیٹا۔ یہاں  
 تک کہ اسے کر آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں۔  
 تو اس کے لیے آسمان کا دروازہ کھلایا جاتا  
 ہے مگر وہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ”ان کے لیے آسمان  
 کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور نہ  
 وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ یہاں تک کہ  
 اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے“ پھر  
 رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی کتاب نچلی زمین  
 کے سمجھن میں لکھو۔ پھر اس کی جان پٹخ دی جاتی ہے  
 پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔  
 اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا گویا وہ آسمان  
 سے گر گیا جسے پرندے اچھتے ہیں۔ یا اسے دھند  
 جگر میں ہوا پھینک دیتی ہے۔ پھر اس کی روح اس  
 کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو  
 فرشتے آتے ہیں۔ اور اسے بٹھاتے ہیں۔ اور  
 کہتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے ہائے  
 ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے  
 وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر

الدُّنْيَا قِيَسْتَفْتَحْ لَهُ فَلَا  
يُفْتَحْ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا تُفْتَحُ لَهُمُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ  
وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى  
يَلْبِغَ الْجَمَلُ فِي سِتْرٍ الْخِيَاطُ  
فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ااَلْتَبَّوْا  
كِتَابَهُ فِي سِيخَيْنِ فِي الْأَرْضِ  
السُّفْلَى فَتَطْرُقُ نُوحَهُ طَرِقًا  
ثُمَّ قَرَأَ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ  
كَكَانَثًا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتُفْسِدُ  
الْعُيُودُ أَوْ تَهْوِي بِهِ السَّيْلُ  
فِي مَكَانٍ سَجِيئٍ فَعَادَ نُوحَهُ  
فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ  
فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ مَنْ  
رَبُّكَ فَيَقُولُ هَاهُ هَاهُ لَا  
أَدْرِي فَيَقُولَانِ لَهُ مَا جِئْتِكَ  
فَيَقُولُ هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي  
فَيَقُولَانِ لَهُ مَا هَذَا الرَّجُلُ  
الَّذِي بَعَثَ فِيكُمْ فَيَقُولُ  
هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي فَيَنَادِي مُنَادٍ  
مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ  
فَأَذْهَبَتْهُ مِنَ النَّارِ فَأُفْتُحُوا  
لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ فَيَأْتِيهِ مِنْ  
خَوْرَهَا وَ سَمُومِهَا وَ يُضَيَّقُ

کہتے ہیں یہ کون صاحب میں جو تم میں  
بیچھے گئے۔ وہ کتاب ہے اے اے  
میں نہیں جانتا۔ اس وقت آسمان  
سے پکارنے والا پکارتا ہے  
یہ جھوٹا ہے اس کے لیے  
آگ کا بستر بچھاؤ اور اس کے  
لیے آگ کی طرف دروازہ کھولو۔  
تو اس تک دوزخ کی گرمی اور  
دہاں کی روتی ہے اس کی قبر اتنی  
تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی  
پسلیاں رادمر اُدھر ہو جاتی ہیں۔  
اور اس کے پاس ایک  
بدشکل برے لباس ملتا ہے جو  
مار آدمی آتا ہے۔ اور کہتا ہے  
اس کا قبر ہے جو تجھے تم  
میں ہلا کر رہے گا۔ یہ وہ  
ہے جس کا قدم سے دھبہ تھا  
مردہ کتاب ہے کہ اگر کوئی  
تیرا چہرہ شر (دُور) لگاتا ہے۔  
وہ کتاب ہے میں تیرے برے اہل  
ہوں۔ اور کتاب ہے اہل قیامت  
قائم نہ کرے اور ایک  
میں اسی کا شل ہے۔ اس میں  
اتنی زیادتی ہے کہ جب  
مرن کا جان نکلتی ہے۔

عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ  
 اضْلَاعُهُ وَيَأْتِيَهُ رَجُلٌ قَبِيحُ  
 الْوَجْهِ قَبِيحُ الْبَيَاطِ مُنْتِنُ  
 الرِّيحِ فَيَقُولُ ابْشُرْ بِالَّذِي  
 يَسْؤُوكَ هَذَا يَوْمُكَ الْآخِرُ  
 كُنْتَ تُوعَدُ فَيَقُولُ مَنْ أَنْتَ  
 فَوَجَّهَكَ الْوَجْهَ يَبِئْسَ بِالْشَّرِّ  
 فَيَقُولُ أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيثِ  
 فَيَقُولُ رَبِّ لَا تَقِمِ الْقَاعَةَ  
 فِي رِأْيَايَةِ نَحْوَهُ وَنَزَادَ  
 فِيهِ إِذَا خَوَجَ رُوحَهُ صَلَّ  
 عَلَيْهِ كُلُّ مَلَكٍ بَيْنَ السَّمَاءِ  
 وَفِيحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ  
 لَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَابٍ إِلَّا  
 وَهُمْ يَدْعُونَ اللَّهَ أَنْ  
 يَعْرِجَ بِرُوحِهِ مِنْ قَبْلِهِمْ  
 وَتُزَمُّ نَفْسُهُ بِغِي الْكَافِرِ  
 مَعَ الْعَوْنِ فَلْيَلْحَظْ كُلُّ  
 مَلَكٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ  
 وَكُلُّ مَلَكٍ فِي السَّمَاءِ وَ  
 تَفْلَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ لَيْسَ  
 مِنْ أَهْلِ بَابٍ إِلَّا وَهُمْ  
 يَدْعُونَ اللَّهَ أَنْ لَا يَعْرِجَ  
 رُوحَهُ مِنْ قَبْلِهِمْ  
 (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

تو آسمان و زمین کے درمیان  
 کے سارے فرشتے اس  
 پر دعا کرتے ہیں۔ اور اس  
 کے لیے آسمان کے دروازے  
 کھول دیے جاتے ہیں۔ اور ہر  
 دروازے والے یہی دعا  
 کرتے ہیں کہ اس کی روح  
 ان کی طرف سے چڑھے۔ اور  
 کافر کی جان اس کی رگوں کے ساتھ  
 نکالی جاتی ہے۔ اس پر آسمان  
 و زمین کے درمیان والے  
 سارے فرشتے اور آسمان  
 کے سارے فرشتے لعنت کرتے  
 ہیں۔ اور آسمان کے دروازے  
 بند کر دیے جاتے ہیں۔ ہر  
 دروازے والے یہی  
 دعا کرتے ہیں کہ الہی  
 اس کی روح ان کی  
 طرف سے نہ چڑھے۔

۱۱

۱۷ یعنی اس ہیئت اور ادب و وقار سے سر جھکا کر ہوئے ادبیا کل ساکن اور خاموش گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں کہ اگر ہم سر ہلائیں اور دائیں بائیں دیکھیں تو پرندے اڑ جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں صحابہ کرام کا اس طرح ادب و وقار سے بیٹھنا بہت سی احادیث میں مذکور ہے۔

۱۸ جیسے کوئی فکر مند اور غمگین انسان زمین پر بیٹھ کر کڑی سے گیسوں کھینچتا ہے۔

۱۹ حدیث کے عربی الفاظ میں خوشبو کے لیے لفظ عنوط آیا ہے۔ حاکم زہری سے۔ یعنی میت کا خوشبو جو اس کے کفن اور بدن کو لگائی جاتی ہے۔

۲۰ جس کا نام غزلیل ہے۔

۲۱ حدیث میں لفظ سقاء سین کی تفسیر سے آیا ہے۔ بمعنی مشک

۲۲ یعنی جب ملک الموت بندے کی روح قبض کرتا ہے۔ تو اپنے ساتھیوں کے حوالے کر دیتا ہے جن کے ہاتھ میں جنت سے لایا ہوا کفن ہوتا ہے۔

۲۳ یعنی اس کی روح کو ساتھ لے کر

۲۴ اور یہ کون شخص ہے۔

۲۵ جیسے اس کے وہ القاب جو اس کی طرح پر حالات کرتے ہیں۔

۲۶ طین ساتریں آسمان میں ایک جگہ کا نام ہے۔

۲۷ یعنی اس روح کو اس کے بدن میں واپس لے جاؤ جو زمین میں دفن ہے۔

۲۸ جس طرح میں نے پہلے ان کو زمین سے پیدا کیا تھا۔

۲۹ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف کی جانب اشارہ ہے۔

۳۰ کہ تیرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے جاننے کی کیا دلیل ہے مگر کہ کسی بلاشبہ تسلیم کرتا ہے۔ رسول کتاب ہے۔

۳۱ وہ جواب دیتا ہے میں نے قرآن پڑھا ہے جو کہ مجزوب ہے۔

۳۲ یہاں دو طریقے ہیں۔ ایک اثبات نبوت مجزہ سے اور حضور کے دل مبارک سے قرآن کی قرابت کا ثبوت دوسرے قرآن کا اثبات اس کے اعجاز سے اور نبوت کا اثبات قرآن سے حدیث کی تفسیر دوسری وجہ کا ثبوت مائل ہے۔

۳۳ حدیث میں وارد لفظ افسر شہ ہمزہ کا دبر سے اور ہمزہ تلمی ہے۔

۳۴ یہی جہاں تک اس کی نظر کام کرتی ہے۔

۱۹۰ حدیث میں واقع لفظ بشر الشارح ہے جس کا معنی ہے خوشخبری دینا اور یعنی خوشی ہونا بھی آتا ہے۔

۱۹۱ یعنی تیرا چہرہ حسی و جمال میں نہایت کامل ہے۔

۱۹۲ یعنی تیرا چہرہ خیر و بھلائی لاتا اور اس کی بشارت دیتا ہے اور ایسے خوبصورت چہرے کی شان کے لائق یہی ہے کہ وہ نیکی و بشارت کا موجب بنے۔

۱۹۳ یعنی میں تیرا نیک عمل ہوں جو اس صورت میں متمثل ہو کر تیرے سامنے آیا ہوں۔

۱۹۴ یعنی مجھے زندہ کرتا کہ میں دنیا کی طرف واپس جاؤں۔ اور زیادہ نیک عمل کروں۔ تاکہ میرا ثواب و درجہ زیادہ ہو جائے۔ تاہم چونکہ اسے معلوم ہو چکا ہوتا ہے کہ موت کے بعد دوبارہ زندگی قیامت کو ہوگی۔ اس لیے وہ خط سے طلب کرتا ہے کہ قیامت قائم ہو۔ دراصل وہ اس سے کنایہ کرتا ہے کہ مجھے زندہ کیا جائے۔ علماء نے نیا یا ہی کہا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس کے قول حتیٰ ارجع الی اصلی و کمالی (تاکہ میں اپنے اہل و مال کی طرف لوٹ کر جا سکوں) غایت سرور و خوشحالی کی بنا پر ہو۔ اور اس کی ان کی طرف واپس جانے کی آرزو انہیں اس سرور و خوشحالی سے آگاہ کرنے کے لیے ہو جس طرح ایک مسافر کہتا اور آرزو کرتا ہے جسے غریب الوطنی میں آرام و سلاش حاصل ہوتی ہے۔ کہ میرے عزیز و اقارب میرے اس حال سے واقف و آگاہ ہوں۔

۱۹۵ یعنی اس کی روح جسم میں ادھر ادھر بھاگتی، جسم کی گھڑیوں میں ڈرتی اور اس سے باہر آنے سے گریز کرتی ہے کیونکہ قہر الہی کو دیکھ کر جسم سے باہر آنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ بخلاف مومن کی روح کے کہ وہ شاہدہ انوار اور لطیف درکم کے آثار و کھنکھنات اور نشاط و سرور کے ساتھ بدن سے جلد باہر آنا چاہتی ہے۔

۱۹۶ اور کھینچنے سے اون کے کچھ اجزاء بھی اس سیخ کے ساتھ باہر آتے ہیں۔ اسی طرح جب کافر کی روح جسم سے کھینچی جاتی ہے۔ اور رگوں کی گھڑیوں سے قوت و سختی سے جیسے باہر نکالا جاتا ہے تو اس کی رگیں بھی اس کے ساتھ کھینچی ہوئی باہر آتی ہیں۔ جیسا کہ مدبر کی رطابت میں آ رہا ہے۔ ان الفاظ حدیث میں انتہائی درد و رنج پہنچانے کا بیان ہے۔ حدیث کے سرور الفاظ میں واقع لفظ سفود سین کی زیر الفاظ کا شد بروزن تنور یعنی رتبے کی وہ سیخیں جن پر کباب بنائے جاتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ جیسے ہرے گوشت کا کچھ حصہ باقی رہ جاتا ہے۔

۱۹۷ اسی طرح جب بیگلی اون میں سے گرم سیخ کو کھینچی جائے۔ تو اون کا کچھ حصہ سیخ کے ساتھ چٹا رہ جاتا ہے۔ ۱۹۸ مختصر یہ کہ کافر کا مال مومن کے مال سے مختلف ہوتا ہے۔ مومن کے لیے فرمایا کہ فرشتے اسے اس جنتی کفن میں ڈال دیتے ہیں۔ اور کافر کی روح کمان ٹاٹوں میں ڈال دیتے ہیں۔ مومن کے لیے فرمایا کہ اس کی روح سے نفیس ترین خوشبو ہلک رہی ہوتی ہے۔ اور کافر کی روح سے بدترین مردار کی بدبو آتی ہے۔ مومن کے لیے فرمایا یہ کتنی طیب اور پاکیزہ روح ہے۔ کافر کے لیے فرمایا هذا الروح النجیثہ یعنی بدبو دار چہرہ کیسی یہ فرمایا کہ اسے سب



۱۵۲۸ سے اپنے نام سے بلایا جاتا ہے۔ کافر کے لیے فرمایا کہ اسے بدترین ہم سے پکارا جاتا ہے۔  
۱۵۲۹ کہیں ساتویں زمین کے نیچے ایک جگہ کا نام ہے۔ بیسے طین ساتویں آسمان کے اوپر ایک جگہ کا نام ہے۔

۱۵۲۸ یعنی بہت ہی بھدی سے جہانیاں و توحید کی بھدی ہے، کفر و شرک کے گڑھے میں گر گیا۔  
۱۵۲۹ یہ مسلک خواہشات کی تمیل ہے جو انسان انکا کو پراگندہ رکھتی ہیں۔ اور اسے ذلت و خواری کی داری میں ڈال کر تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔

۱۵۳۰ اس میں شیطان کے اسے گمراہی میں ڈالنے اور مقام قرب و وصول سے دور پھینک دینے کی تمیل ہے۔ پہلی میں صوفیہ ہلاکت کا بیان ہے۔ دوسری میں بعد و محمدی کا ذکر ہے۔ اور شرک بھی درج ہے۔ ایک وہ گروہ جس کی نجات و خلاصی کی قطعاً کوئی امید نہیں۔ دوسرا وہ گروہ جس کے توہم کر لینے سے نجات کی امید ہو سکتی ہے۔ اگرچہ بظاہر ان کا توہم کی طرف آنا بعید اور مشکل ہے۔ کذا قال البیضاوی رحمہ اللہ۔

۱۵۳۱ یاد رہے اس حدیث میں واقع کلمہ صاہ صاہ الظہار حسرت و خیرت کے لیے آگاہ ہے۔ یوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا اَنْ مَدَقَ تَبْدِی میرے بندے نے سچ کہا۔ مگر کافر کے بیان میں صرف ان کذاب (وہ جھوٹا ہے) کہا عبیدی کا کلمہ نہ فرمایا۔ اور دوسری کے لیے فرمایا من دو حقا و طبعھا کہاں تک جنت کی راحت اور عذرا پہنچتی ہے۔ اس کے برعکس کافر کے لیے فرمایا من حوھا و سدوھا کہاں تک دوزخ کی پیش اور زہری ہوا پہنچتی ہے۔ توہم (سین کی دہرا گرم ہوا۔ اضلاع پہو کی ہڈیاں۔ یعنی کافر پر اس کی قبر تک کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسین کا دھواں اُسر کر دیتی ہے۔ اور یہاں توہم کا لفظ و عید سے مشتق ہے۔ جیسا کہ مومن کے مال میں۔ یہ لفظ مدو سے مشتق ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں بھی بطور ٹھٹھہ و استنزا و دھو سے ہی مشتق ہو۔ بیضاوی کا کہنے کے لیے لفظ البشر استعمال فرمایا۔  
۱۵۳۲ یعنی اس روایت کے معنی یہی ہیں صرف افعال و دوسرے ہیں۔

۱۵۳۳ بعض نسخوں میں نعت اباب السامی نعت کہ اباب السامی ہے۔ یعنی اس کے لیے اس کے در والے کھول دیے جاتے ہیں۔

۱۵۳۴ جیسا کہ گزشتہ روایت میں مذکور ہوا۔

۱۵۳۵ وَكُنْ عَبْدًا لِلْوَحْلَيْنِ بَيْنَ

كَعْبَتَيْنِ عَنْ آيِنِهِ كَمَا لَكَ

حَضَرَتْ كَعْبَاهُ الْوَقَاكُ آتَاهُ

الْمُرُ بَشَرٌ يَهْدُ الْبَرَّاءُ بَيْنَ

حضرت عبدالرحمن بن کعب بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ہے۔ وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ عبدالرحمن

نے کہا جب کعب کا وقت آیا تو ان کے پاس ام بشر

بنت البراء بن معرور آئی۔ اور کہا اے ابو عبدالرحمن اگر

مَعْرُوفٍ كَمَا تَكُنْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
إِنْ لَعِنَتْ كُلُّ نَفْسٍ فَالْحَمْدُ عَلَيْهِ  
مِنْ السَّلَامِ فَقَالَ عَهْدَ اللَّهِ  
لَكَ يَا أُمُّ بَشِيرٍ نَحْنُ أَشْغَلُ  
مِنْ ذَلِكَ قَالَتْ يَا أَبَا  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا سَمِعْتَ سُؤْلَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ إِنَّ أَسْوَأَ الْمُؤْمِنِينَ  
فِي ظَنَرٍ خَضِرٌ تَعَلَّى بِشَجَرِ  
الْجَنَّةِ قَالَ بَلَى قَالَتْ فَهَذَا  
ذَاكَ .

تیری ناک شخص سے ہوا کہ تو اسے میرا  
نام کہنا۔ اس پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے  
کہا اللہ تیری مغفرت کرے۔ اسے ام بشر ہم نہ ہاں  
اس کام سے بہت زیادہ شغل و مشغول ہوں گے حضرت  
ام بشر نے کہا اے عبدالرحمن تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم سے نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا مؤمنین کی  
ارواح بنز رنگ کے پرندوں میں ہوں گی  
جو جنت کے درختوں میں چرتے تھے ہوں  
گے۔ فرمایا ہاں۔ حضرت ام بشر نے کہا  
تو وہ یہی ہے۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا اور بیہقی نے اسے  
کتاب البعث والنشور میں روایت کیا۔

(رواہ ابن ماجہ و البیہقی  
فی کتاب النعیم والنشور)

اسے حضرت عبدالرحمن بن کعب رضی اللہ عنہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک  
میں پیدا ہو چکے تھے۔

اسے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ مشاہیر صحابہ و شعراء اسلام میں سے ہیں۔ غزوہ تبوک سے ان  
کے پیچھے رہ جانے اور ان کی تہذیب کا قصہ مشہور و معروف اور نص قرآن میں مذکور ہے۔

اسے حضرت ام بشر حضرت برادر بن معمر (میم کی زبیر بن ساکن راول پریش) کی بیٹی ہیں۔ انصار میں سے ہیں۔  
جب مکہ مکرمہ سے پہلے بیت کرنے والے حضرت برادر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری  
سے قبل مدینہ میں فوت ہوئے دے آپ ہی ہیں۔ حضرت ام بشر کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

انہی سے روایت ہے وہ اپنے والد سے روایت  
کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی روح پرندہ ہے  
جو جنت کے درخت میں ٹھکایا جاتا ہے حتیٰ کہ  
جس دن اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا تو اس

سے ذلالت عن ابیہم آتے  
تک یشکون ان رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم قال انما  
نسمة المؤمن کلید تکلیفی فی  
شجر الجنة حتی یؤجف

اللَّهُ فِيْ جَسَدِيْهِ يَوْمَ يَبْعَثُهُ  
(رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتَّيْمِيُّ وَ  
الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَ  
النُّشُوْرِ)

جسم میں لٹائے گا۔  
(ماکد ثانی)  
بیہقی فی کتاب البعث  
والنشور۔

اس حدیث میں واقع لفظ نسمة (نہیں) ام تمیزوں پر زبر کا اطلاق کبھی انسان کے جسم اور کبھی اس کی روح پر ہوتا ہے۔ یہاں روح مراد ہے۔

اسے واضح ہو کہ اس حدیث کی روایات مختلف ہیں۔ ایک روایت میں لفظ طیر آیا ہے۔ ایک دوسری روایت میں فی حواصل طیر (پرنڈے کی پوٹوں میں) ایک اور روایت میں فی جوف طیر (بطن پرندوں کے پیٹ میں) اور ایک روایت میں کطیر (پرنڈے کی طرح) ایک روایت میں فی صودۃ طیر (پرنڈے کی صورت میں) اور ایک روایت میں طیر آیا ہے۔ یعنی مومن کی روح پرنڈہ ہے۔ ان سب روایات کو کسی ایک معنی پر تحمل کرنا ہوگا۔ اور اکثر روایات میں اخضر یا خضر آیا ہے۔ ایک روایت میں طیر ابقین آیا ہے یعنی سفید پرنڈہ۔ بہر صورت اس کے مرادی معنی کا ادراک قیاس عقلی سے بعید ہے۔ تاہم قدرت حق ہر چیز کو شامل ہے پھر روح کا پرنڈے سے تعلق روح کے بدن کے ساتھ تعلق کی طرح نہیں ہے۔ یعنی جس طرح روح بدن میں تصرف و تدبیر کرتی ہے۔ تاکہ قلب حقیقت لازم آئے۔ امدان کا مرتبہ حقیقت انسان سے اگر کرم صفت حیوانی سے موصوف ہو جائے۔ یہ بات اس بنا پر نہیں کہ بدن حیوانی روح انسانی کے تصرف و تعلق کی صلاحیت نہیں رکھتا بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ جو ہر روح کو اس پرنڈہ میں امانت کے طور پر رکھا جائے جس طرح صندوق میں جو اشیاء رکھے جاتے ہیں اور اس طرح ان کی حفاظت و نگہداشت کی جاتی ہے۔ یہ ان اشیاء کی تحریک اور انہیں نقصان سے محفوظ کرنے کی ایک شکل ہے۔

یہ بھی واضح ہو کہ بعض علماء اسے شہداء کی امداد سے غافل کر رہے ہیں۔ اور بعض تمام اہل ایمان کے لیے ماہر کہتے ہیں۔ حدیث کا ظاہر مفہوم بھی یہی ہے۔ ان احادیث میں اس مسئلہ کو دلیل ہے کہ امداد باقی رہتی ہیں۔ اسی میں نصیب یا عذاب میں رکھا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت محمد بن المنکدر سے روایت ہے فرماتے ہیں  
میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا  
جب کہ وہ حالت نزع میں تھے۔ تو میں نے انہیں  
عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس  
میں شہداء مرنے کرتا

۱۵۳۵ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدَرِ  
قَالَ دَخَلْتُ عَلَى جَابِرِ بْنِ  
عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ يَمُوتُ فَقُلْتُ  
أَقْرَأْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ.

(ابن ماجہ)

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

۱۔ منکر رمیم کی پیش ازین سال حال کے نیچے زیر۔ یہ حضرت محمد بن المنکدر تابعین میں سے ہیں۔

۲۔ حضرت بابون عبد اللہ شاہیر صحابہ میں سے ہیں۔

۳۔ یعنی میری طرف سے آپ کو سلام عرض کرنا۔

## بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَتَكْفِينِهِ

### غسل میت اور اس کی تکفین کا باب

یعنی میت کو غسل دینے اور کفن پہنانے کا باب۔ واضح ہو کہ غسل میت بالا جماع فرض ہے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اس غسل کا موجب میت کے ادائے حق کے لیے ہے۔ اسی بنا پر یہ فرض کفایہ ہے کہ اس کے ادائے حق میں کچھ مسلمانوں کا حق ہی کافی ہے۔ عمار کا اہل میں اختلاف ہے کہ وجوب غسل کا سبب کیا ہے۔ اکثر یہ کہتے ہیں کہ میت کو اس لیے غسل نہیں دیا جاتا کہ اس پر موت طاری ہونے کی وجہ سے اس کا جسم نجس و ناپاک ہو جاتا ہے۔ بلکہ بے وضو ہو جانے کا بنا ہے۔ کیونکہ موت کا وجہ سے جوڑ ٹھیسے پڑ جاتے ہیں اور عقل دائل ہو جاتی ہے کہ انسان اپنے شرف انسانی کی وجہ سے نجس و ناپاک نہیں ہوتا۔ مگر وہ جملہ میں جو موت لاحق ہونے کی صورت میں صرف چار اعضاء ہونے پر کفایت کی گئی ہے کیونکہ بار بار غسل کرنے میں حرج اور تکلیف ہے۔ ہر بار بار بدن دھونا مشقت کا باعث ہے۔ میت میں چونکہ یہ بات نہیں لگتا وہاں اس پر غسل کیا گیا اور وہ یہ کہ اسے نہ لایا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ نہ لانا میت کے نجس ہو جانے کی وجہ سے ہے کیونکہ اگر اہل گوی میں خون نہ کھنکھن دلا جاتا ہے۔ تو وہ موت طاری ہونے سے نجس ہو جاتا ہے۔ جس طرح دوسرے حیوانات۔ اسی بنا پر اگر کسی نے میت کو اس کے غسل دینے سے پہلے ہاتھوں سے اٹھایا تو وہ اٹھانے والا بھی ناپاک ہو جائے گا اور اس کی نماز درست نہ ہو گی۔ اگر میت نجس و ناپاک نہ ہوتا بلکہ صرف بے وضو ہونے والی عدم طہارت ہوتی تو میت کو اٹھانے والے کے بد وضو ہونے کی وجہ سے اس کی نماز درست ہوتی جس طرح بے وضو انسان کو اٹھانے سے وضو میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ غایت امر یہ ہے کہ مسلمان میت کا بابت جھوٹ سے لائق ہوتی ہے غسل سے دور ہو جاتا ہے۔ یہ مسلمان میت کی حکیم و تعلیم کی بنا پر ہے۔ اور یہ زوال نباست مسلمان کے ساتھ خاص ہے۔ بخلاف میت کافر کے کہ وہ غسل سے بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کسی مسلمان نے نہ لائی ہوئی کافر میت کو اٹھایا تو اس کی نماز درست نہ ہو گی۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ۔ المؤمن لا ینجس حیاً و میتاً۔ - - -

بے شک مومن زندہ ہو یا مردہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اس حدیث میں یہ نام لفظ سند کے لحاظ سے اگر درجہ صحت تک پہنچے



[illegible]

۴۷۔ گرد و ترحدیں ہر جیسا کہ روایات میں آیا ہے۔

۵۰ اسلاف سے گزرنے کو تا۔

سکھ اہل طرح کہ بیری کے پتوں کو پانی میں جوش دینا کہ ایسا کرنے سے تظافت اور لمبائت اچھی طرح حاصل

عہدِ ہادی کا شک ہے کہ حضور ﷺ نے کافر فرمایا یا شیطان کافر فرمایا۔ شیخ ابن حجر نے کہا  
 مراد ہے کہ پانی میں کافور گھول دینا۔ قہرِ علماء ایسا ہی کرنے قائل ہیں۔ کوئی علماء کہتے ہیں۔ کافر کو حنوط میں ملا لیں  
 پھر غسل سکید بجز میت خشک ہونے پر نہ دیں۔ ملائے یہ بھی کہا ہے کہ اگر کافر میرزا لائے تو کوئی کسی  
 خوشنود دیا کہ اس کے قائم مقام ہو جائے گا۔ ترمذی نے ایک حدیث بھی اس باب میں روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے صحابہ نے دریافت کیا کہ کیا میت کو خشک ملنا جائز ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا ہوا طیب طیبکم۔ کہ وہ  
 تمہاری سب سے اعلیٰ خوشبو ہے۔ امام ترمذی نے کہا کہ یقیناً اہل علم کا عمل اسکا یہ ہے۔ اور احمد و اسحاق کا قول ہے۔  
 انا سکرہ یکن یمن عیث کے یہ خشک کو گروہ قرار دیتے ہیں۔

مستند امر کیے۔ حدیث میں منقول ہے کہ ”حاکم الدین یازیر اور قاف ساکن“ بمعنی ازار اور ازار بند دونوں کے لیے

*Handwritten signature*

یہ سچا الہامی لفظ ہے۔ لفظ اشعری شعار ہے۔ شعار اس  
پیشہ کے گھنٹے ہیں جو ہم اسی کے بالوں سے لگا ہوتا ہے۔ اسی حدیث میں یہ مسئلہ مذکور ہوا ہے کہ صالحین کے  
لباس اشعری کے آثار و نشانات سے بلند مرتبہ میں برکت حاصل کرنا مستحب ہے، جس طرح قبل موت بھی  
اس کے آثار سے برکت حاصل کرنا مستحب ہے۔ اور رعایات میں آچکا ہے۔

میں نے گویا ایک سے زیادہ بارشیں نہ دیا جیسے کہ کردہ واسطے ہے۔

عقبتیہ کی یہ بھی اہمیت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم یا اذن سے کیا یا شرع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل و احوال کا معلوم تھا۔ واللہ اعلم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی

یہاں ہے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روٹی کے

تین کیڑوں میں کفن دیا گیا جن کا سنگ مفید تھا اور

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ

وَمَوْلَى اللَّهِ صَدَقَ اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ كَثُرَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ

میں میں ماتع سول بستی کے بنے ہوئے تھے  
ان میں تیس اور عامرہ نہ  
تھا۔

(بخاری و مسلم)

يَمَانِيَّةٌ بَيْضٌ سَحُولِيَّةٌ مِنْ  
كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَيْمِصٌ  
وَلَا عَمَامَةٌ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ یعنی انار چادر اور لفافہ

۲۔ یمانیہ مین کی طرف منسوب۔ بےض ابھین کی جمع بمعنی سفید۔

۳۔ سحرلیہ سین کی زبرد سول (مین کی ایک بستی کی طرف منسوب) بعض نے سول کا معنی دھوبی کیا ہے۔ اور سول بمعنی دھونا۔ یعنی وہ کپڑے دھوئے تھے۔ بعض نے کھولہ سین کی پیش سے پڑھا ہے۔ جمع سول۔ بمعنی سفید سوتی کپڑا پاک اور صاف ستھرا۔ گز جمع کی طرف نسبت شاذ ہے بعض نے کہا سولہ (پیش سے) بھی بستی کا نام ہے۔

۴۔ حدیث میں لفظ کرسف آیا ہے۔ کات اور سین کی پیش پر ساکن بمعنی روئی۔

۵۔ حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن ہلالک میں تیس اور عامرہ نہ تھا۔ بعض یہ تاویل کرتے ہیں کہ ان سے مراد یہ ہے کہ ان تین کپڑوں میں تیس اور عامرہ نہ تھا۔ بلکہ وہ ان کے علاوہ تھا اور آپ کے کفن کے مجموعہ کپڑے پانچ تھے۔ مگر ادل قول زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے صرف تین کپڑے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ نے اسی کو لیا ہے۔ ہم اختلاف کے نزدیک ہی سنت کفن تین کپڑے ہیں۔ لیکن ہائیر میں ان تین کپڑوں میں تیس کوشال کیا عامرہ کوشال نہ کیا۔ بعض متاخرین نے معزز و اشرف لوگوں کے لیے عامرہ و کفن قرار دیا ہے۔ اور کہا عامرہ کی دم اس کے ایک سپور میں شامل پشت کی جانب نہ ٹالیں۔ یہی طرز زندگی ہی پشت کی جانب ڈالتے ہیں۔ اور عامرہ سے مراد وہ کپڑا ہے جس کے تین ٹالے ہیں۔ امام احمد کے نزدیک کوشال کا کوشال کتب نقہ میں مذکور ہے۔

۱۵۳۸ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ  
أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ اچھے کفن سے مکمل، پاک و صاف، سفید، اسراف و فعل خرچی سے پاک کفن مراد ہے۔ نیا اور دھوا ہوا اور بے عیب برابر ہے اور وہ جو فضل خرچ کرے یا تکبر کے طور پر کرتے ہیں وہ سخت حرام و مذکورہ ہے۔

۱۵۴۹ وَهَذَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنْ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَّصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِهِ وَلَا تَكْشُوهُ بِطَيِّبٍ وَلَا تُخَيِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مُلْتَبِتًا.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَسَنَذَكُرُ حَدِيثَ خَبَّابٍ قَتَلَ مُضْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ فِي بَابِ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

۱۔ اور اس کی گردن کو توڑ دیا۔

۲۔ یعنی اس کے احرام کے دو کپڑوں میں۔

۳۔ کیونکہ وہ محرم کی طرح ہے۔

۴۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کو حالت احرام جیسا کفن ہی دیا جائے گا۔ امام احمد شافعی کا مذہب یہی ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک محرم دوسرے مردوں کی طرح ہے۔ حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے اس فوت ہونے والے کو دو کپڑوں میں جو کفن زیادہ ضرورت کے تحت تھا۔ کیونکہ اور کپڑا نہ تھا اور اسے خوشبو نہ لگانا اور سر نہ ڈھانکنا صرف اس کے ہاتھ خاص تھا۔ آپ نے یہ حکم سب احرام والوں کے لیے بطور تشریع نہ دیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۔ جناب غلام پھر با شدہ

۶۔ یعنی جس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے۔ کتاب کے آخر میں

مناب صحابہ میں ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(بخاری و مسلم)

اور ہم حضرت خبابؓ کی حدیث کہ حضرت مصعب بن عمیر قتل کیے گئے، انشاء اللہ باب جامع المناقب میں ذکر کریں گے۔



## الفصل الثانی

## دوسری فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے  
پٹروں میں سے سفید کپڑے پہنو کہ وہ تمہارے کپڑوں  
میں سب سے بہتر کپڑے ہیں اور سفید کپڑوں میں ہی  
اپنے مردوں کو کفن دو اور تمہارے بہترین مردوں  
میں اٹھ کر رکھو۔ کیونکہ وہ ہلکا آٹا اور نگاہ  
کو تیز کرتا ہے۔

۱۵۱ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَسُوا مِنْ  
ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ  
خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا  
مَوْتَاكُمْ وَمِنْ خَيْرِ أَلْحَايِكُمْ  
الْإِسْبَاطُ فَإِنَّهُ يُثَبِّتُ الشَّعْرَ  
وَيَجْلُو الْبَصَرَ.

ابن ماجہ، ترمذی، احمد بن حنبل، ابی داؤد، ابی یوسف  
مقام تک روایت کیا ہے

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ  
وَمَدَنِي ابْنُ مَاجَةَ إِلَى مَوْتَاكُمْ  
۱۔ اٹھ کر رکھو اور رسم کی زیر یعنی سرمہ کا پتھر  
۲۔ یعنی پلوں کے بال

۳۔ سرمے اور اٹھ کر انہوں نے ذکر نہ کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر  
قیمت ملے کہ کفن نہ خریدا تو کپڑے کفن سے  
بدھ چھین لیا جاتا ہے۔

۱۵۲ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَا تَغَالُوا فِي التَّكْفِينِ  
فَإِنَّهُ يُسَلَبُ سَلْبًا سَوِيْعًا.

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) ---

۱۔ یہ حدیث پاک میں واقع عربی لفظ لا تغالوا (ما اور سلام کی زبیر کا ترجمہ ہے۔  
۲۔ قبر میں بہت جلد برسیدہ ہو جاتا ہے۔ یعنی بوسیدہ اور خراب ہو جاتا ہے۔ لہذا قمیص اور گلابی کفن کی  
کی ضرورت ہے۔

مقدمہ حدیث یہ ہے کہ کفن میں اہل بیت اور فضول خیر فرمایا ہے۔  
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے وصیت کی تھی کہ انیس الی کپڑوں میں ہی کفن دے دیا جائے

و انہوں نے بقیہ منہ سے نکال دیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے لیے کوئی چیز نہیں چاہی اور میں نے اپنے لیے کوئی چیز نہیں چاہی۔  
 لوگوں کو یہ خبر ہوئی کہ آپ نے اپنے لیے کوئی چیز نہیں چاہی اور میں نے اپنے لیے کوئی چیز نہیں چاہی۔  
 یہ ہے۔

۱۵۵۰ وَ قَدْ رَأَى سَعِيدُ الْخُدْرِيِّ  
 ۱۵۵۱ لَمَّا مَضَى الْمَوْتُ دَعَا  
 ۱۵۵۲ بَنِيَّابَ جَدُّوهُ فَلَمَّسَهَا ثُمَّ  
 ۱۵۵۳ قَالَ سَعِيدٌ لَمَّا مَضَى الْمَوْتُ دَعَا  
 ۱۵۵۴ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
 ۱۵۵۵ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۵۶ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۵۷ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۵۸ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۵۹ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۶۰ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۶۱ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۶۲ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۶۳ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۶۴ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۶۵ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۶۶ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۶۷ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۶۸ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۶۹ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۷۰ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۷۱ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۷۲ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۷۳ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۷۴ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۷۵ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۷۶ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۷۷ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۷۸ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۷۹ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۸۰ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۸۱ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۸۲ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۸۳ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۸۴ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۸۵ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۸۶ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۸۷ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۸۸ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۸۹ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۹۰ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۹۱ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۹۲ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۹۳ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۹۴ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۹۵ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۹۶ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۹۷ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۹۸ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۵۹۹ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ  
 ۱۶۰۰ فِي كِتَابِهِ الْإِنشَاءُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحْذَرُ الْكُفْرَ  
الْحَلَّةَ وَتَحْذَرُ الْأُضْحِيَّةَ الْكُفْرَ  
الْأَكْثَرُونَ

یہ حدیث کہ کفر میں گھبراہٹ ہے اور کفر کی  
الہام ہے۔ اور کفر کی قرآن میں مذکور ہے اور کفر

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ تَرَوَاهُ  
التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ عَنْ  
أَبِي أُمَامَةَ)

یہ حدیث کہ کفر میں گھبراہٹ ہے اور کفر کی  
الہام ہے۔ اور کفر کی قرآن میں مذکور ہے اور کفر

اس حدیث کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ کفر میں ایک کپڑے پر کفایت دیکھ کر پاؤں نہ پڑے ہونے چاہئیں۔ اگر  
تین پڑے دیا کریں تو یہ سنت ہے اور کفر کا مرتبہ کمال ہے۔  
اس حدیث میں کفار بھی کہتے ہیں۔ کہ کفر یہ بہت فریب دہکام ہے۔ کفر یہ ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر  
کے فرزند اور کفر کے فریب میں ایسا ہی فریب دہکام ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر  
سزا کیا گیا ہو گا۔ اس لیے جواب میں آپ نے دونوں کو ایک جہت میں لیا۔ بیان فرمایا کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر  
نہایت کرنے کی کفر ضرورت نہیں۔ جیسا کہ یہاں بھی لکھا ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ  
أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِقَتْلِ الْأَعْرَابِ أَنْ يَخْلَوْا  
عَنْهُمْ التَّحْدِيدُ وَالْخُلُوعُ وَأَنْ  
يُنْفَكُوا بِدَمَائِهِمْ وَيُجَارَ قَتْلُهُمْ  
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ حِبَّانَ)

یہ حدیث کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر  
یہ حدیث کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر  
یہ حدیث کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر  
یہ حدیث کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر

### الفصل الثالث

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ  
عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُبَيْدَ بْنَ الرَّحْمَنِ  
ابْنَ عَوْفٍ أَيْ بِطْعَامٍ وَ  
كَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُبْنُ مُصْعَبٍ

یہ حدیث کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر  
یہ حدیث کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر  
یہ حدیث کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر  
یہ حدیث کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر ہے کہ کفر میں کفر

ابن عقیل دھو خنزیر مٹی  
 کفّی فی بؤدۃ ان عقیلی  
 نائمۃ بدت رجلاً و ان  
 عقیلی رجلاً بدا نائمۃ و  
 لواء قال وقتل حذافہ و هو  
 خنزیر مٹی ثم بیط لنا  
 من الدنیا ما بیط او  
 قال اعطینا من الدنیا ما  
 اعطینا ولقد خفینا ان  
 نكون حسنا منّا علیک لنا  
 ثم جعل یبکی حتی ترو  
 الکلام

سے بہتر ہے جب شہید ہوئے تو ایسی چادر  
 میں انہیں کفن دیا گیا کہ اگر ان کا سر ڈھکا جاتا  
 تھا تو ان کے پاؤں نگے ہو جاتے تھے  
 اور اگر ان کے پاؤں ڈھکے جاتے تھے تو  
 ان کا سر ٹکا ہو جاتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ آپ  
 نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت عمرؓ جو مجھ سے بہتر تھے وہ  
 بھی شہید ہوئے پھر ہم پر دنیا اتنی پھیلائی گئی تھی  
 پھیلائی گئی۔ یا فرمایا ہمیں دنیا اتنی ملی جو ملی ہمیں  
 خطوط ہے کہ ہماری نیکیوں کا ثواب جلد سے دیا  
 گیا ہو۔ پھر روئے گئے یہاں تک کہ  
 آپ نے کھانا چھوڑ دیا۔

(بخاری)

(رواہ البیہقی)

یعنی ابی بکر بن عبد الرحمن بن عوف سے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا

تھا جو غزوہ احد غریب میں شہید ہوئے  
 تھے کیونکہ وہ چھوٹی چادر تھی۔

یعنی حضرت عمرؓ جو مجھ سے بہتر تھے مگر ان کے کفن کا کپڑا بھی بدت چھوڑا تھا  
 چنانچہ آپ کے سر پر چادر سے ڈھکا گیا اور پاؤں پر گھاس ڈالی گئی۔ اس طرح ان کے پاؤں چپائے گئے۔ جیسا کہ  
 اب قسّی الرست کی نقل تالیف کی حدیث حاشیہ میں مضرب میں گزرا۔  
 یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تو نگری میں مشہور تھے۔

تھوڑے دنوں کا بیات یہاں تک ہے  
 کہ ان کے جیساں میں ہمارے لیے کچھ نہ ہو۔

تھے اور آپ نے کھانا چھوڑ دیا۔ حالانکہ آپ نے دن کر دیا دیکھا ہوا تھا۔ یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ بوقت  
 ضرورت جو کفن میرا جائے وہی بنت ہے حضرت معتب بن عیر رضی اللہ عنہ اجداد رضائے صحابہ میں دیکھ جانتا تھے







بَابُ الْمَشْيِ بِالْجَنَانَةِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهَا

جنازے کے ساتھ چلنے اور اس پر نماز پڑھنے کا باب

دائع ہو کر جنازے کے ساتھ پیادہ آمد ساری پر چٹا دو تکی طرح جائز ہے تاہم پیدل چلنا افضل ہے اور سوار کو چاہیے کہ جنازے کے آگے چلے۔ پیدل کے لیے جنازے کے آگے ہونے چھپے دونوں طرح چلنا جائز ہے۔ ۱۶  
 پیچھے پیچھے چلنا افضل ہے اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہے کیونکہ اس نماز کی غرض بوعیت میت کے حق کی اداگی ہے جو کچھ مسلمانوں کے پڑھ لینے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی چند قرینیں ہیں۔ میت کا سنا ہونا۔ اس کا پاک ہونا۔ اور اس کا نمازی کے آگے ہونا۔ ان شرائط کی رو سے غائب پر اور ساری پر سکے ہوئے اور نماز کے پیچھے چلے ہوئے جنازہ پر نماز درست نہ ہوگی۔ اور جب کسی میت کو غسل و کفن کر دیا گیا اور کھڑکھڑنے کے بعد اس کا باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو اس صحت میں طہارت کی شرط ساقط ہو جاتی ہے۔ اور قبر پر بے شکل نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اور اگر قبر کھڑکھڑنے کے بعد ریت کو نکالنا ممکن ہو تو پھر اسے نکال کر غسل دیں اور نماز جنازہ پڑھیں اور اگر ہر ایک سے بے غرضی میں نماز جنازہ پڑھنی ہو تو کھڑکھڑنے کے بغیر سے باہر نکال کر غسل دیا گیا تو اب اس کی نماز چنانچہ وہ بارہویوں کے خلاف حرام نہیں رہے۔ اور اگر میت غائب پر نماز جنازہ جائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نباشی کی نماز جنازہ پڑھنے کے بیان میں اس مسئلہ پر مزید گفتگو آ رہی ہے۔

## الفصل الأول

١٥٤ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ  
فَإِنْ تَلَّى صَلَاحَةً فَغَيْرُ  
تَعْدِمُوتِهَا إِلَيْهِ وَإِنْ تَلَّى  
يَسُورَى ذَلِكَ فَشَرُّ تَصْنُوعُونَ  
عَنْ رِقَابِكُمْ.

اس کے سوا کچھ اور ہے تو اسے بدریچنا تا رفع  
شرکا دریع ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار  
ڈالتے ہو۔

(تجاری و رسم)

(مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

لہذا اس سے یہ قسم نہیں آتا کہ میت کو دھو کر غسل دے جائیں۔ بعض نے کہا جلدی سے تمیز و تکفین میں جلدی کرنا مراد ہے مگر مرثیہ بیان کا رخ سنتی اول کی جانب ہے نہ عینا کہ فرمایا۔  
الی آخر۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو قبرستان  
لے جانے کے لیے رکھا جاتا ہے اور وہ اسے اپنی  
گونوں پر اٹھاتے ہیں۔ اگر میت نیک ہوتی ہے تو کتے  
ہے۔ مجھے آگے بٹھو اور اگر نیک نہیں ہوتا تو پٹھان  
سے کتا ہے اسے افسوس اے کہاں لے جاتے ہو  
انسان کے سوا اس کی آواز ہر چیز سنتی ہے  
اور اگر انسان سن لے تو ہلاک ہو  
جاسکے گا

۱۵۵۸ وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
الْجَنَازَةُ قَاسَتْهَا الرِّجَالُ  
فَلْيُحْمَلْ بِأُخْرَى فَلْيُنْزَلْ  
صَالِحَةً قَالَتْ قَدْ مُنِّي وَإِنْ  
كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ  
يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُونَ  
بِهَا يَسْتَمِعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ  
إِلَّا الرِّجَالَ فَكَيْفَ لَا تَسْمَعُ صَوْتَهُ

(بخاری)

(رواہ ابی یوسف)

! افسوس حال مالک کی طرف بھی آگے بھیج چکا ہوں اور میت کی طرف یعنی اس کے جسم کی طرف گفتگو کی نسبت  
جنان کی میت کی ایک کونے والی دھڑکی ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت روح کو بھی اس کے جسم کے ساتھ متصل کر دیا  
جاتا ہو وائے افسوس۔

۱۵۵۹ ظہر یہ ہے کہ وہ کتا ہے یا دیر لگے کہاں سے جاتے ہو۔ مگر جب کہ وہ اپنے آپ کو غیر صالح دیکھتا ہے  
تو اپنے آپ کو اپنے لئے نیک تصور کرتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ داری کا تصرف ہو۔ تاکہ ویل کی نسبت اس  
کا اپنی طرف نہ ہو ویل کا معنی ہے افسوس، سختی اور غم و غم میں ایک دھڑکا کا نام ہے۔

۱۵۶۰ میت جنازہ بناتے ہیں کہ جمادات تک سب اس کی آواز سنتے ہیں۔ کہ اس کے مکلف ہونے کی بنا پر یہ حاز  
اس سے پر غصہ ہو گا یا نہیں کہ ایسا کہ میت کی خاطر اس آواز کا اس سے پوشیدہ رکھنا مناسب ہے۔  
لکھنؤ کے مشہور اور مشہور کے بارے میں۔

انہی سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو  
تو کھڑے ہو جاؤ۔ اور جو جنازہ کے ساتھ

۱۵۵۹ وَ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
تَأَيَّنْتُمُ الْجَنَازَةَ فَاقْضُوا



فَمِنْهُمْ قَوْمٌ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِهِمْ وَيَقْتُلُونَ رُسُلَهُمْ فَهُمْ فِي أَوْسَرِ الْعَذَابِ  
تَوْصِيَةً

یہ میں سے ہیں جو اپنے آیتوں کو کفر سے پہنچاتے ہیں اور ان کے رسولوں کو قتل کرتے ہیں ان کے عذاب میں سختی ہے  
۱۵۵۱

لَهُمْ عَذَابٌ جَدِيدٌ جَاءَهُمْ مِنْ غَيْرِ مَكَانٍ فَهُمْ فِي أَوْسَرِ الْعَذَابِ  
مَنْ هُوَ بِرَأْيِ رَبِّكَ أَكْبَرُ فَهُمْ فِي أَوْسَرِ الْعَذَابِ

۱۵۶۰ وَهُمْ يَجْلِبُونَ وَقَالُوا قَوْلُكُمُ الزُّبُرُ  
جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُولٌ مِّنْهُ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قُمْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
مَا هَذَا

مَا هَذَا فَقَالَ هَذَا رَجُلٌ مِّنْكُمْ قَتَلَ رَجُلًا مِّنْكُمْ فَجَاءَهُ رُسُلُهُمْ فَيَكْفُرُونَ بِآيَاتِهِمْ وَيَقْتُلُونَ رُسُلَهُمْ فَهُمْ فِي أَوْسَرِ الْعَذَابِ

النُّونَ فَذَرُوهَا قَدْ رَأَيْتُمْ  
عَلَى جَنَانٍ فَهُمْ فِي أَوْسَرِ الْعَذَابِ

۱۵۶۱ جَوْشَنَ قَبْلَ يَشْتَكِي دَائِمًا أَنَا  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قُمْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ

مَا هَذَا فَقَالَ هَذَا رَجُلٌ مِّنْكُمْ قَتَلَ رَجُلًا مِّنْكُمْ فَجَاءَهُ رُسُلُهُمْ فَيَكْفُرُونَ بِآيَاتِهِمْ وَيَقْتُلُونَ رُسُلَهُمْ فَهُمْ فِي أَوْسَرِ الْعَذَابِ

۱۵۶۲ وَهُمْ يَجْلِبُونَ وَقَالُوا قَوْلُكُمُ الزُّبُرُ  
جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُولٌ مِّنْهُ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قُمْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
مَا هَذَا فَقَالَ هَذَا رَجُلٌ مِّنْكُمْ قَتَلَ رَجُلًا مِّنْكُمْ فَجَاءَهُ رُسُلُهُمْ فَيَكْفُرُونَ بِآيَاتِهِمْ وَيَقْتُلُونَ رُسُلَهُمْ فَهُمْ فِي أَوْسَرِ الْعَذَابِ



۱۵ یعنی اسے بہت اجر و ثواب ملے گا۔ دینار گنے بارہوی حصہ کو قیڑا کہتے ہیں اس کے مطابق ایک قیڑا دانیق کا نصف ہوگا کہ دانیق دینار کے چھٹے حصہ کو کہتے ہیں بعض نے قیڑا کو دینار کا چوتھوں حصہ کہلے ہے اس حساب سے ایک قیڑا دانیق کا چوتھا حصہ ہوگا۔

۱۶ یہ عظیم فضیلت و ثواب کی تصویر و تمثیل ہے۔

۱۷ یعنی اس کا ثواب اجر اول سے نصف ہوتا ہے۔

۱۵۶۳ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَعَ لِلنَّاسِ

النَّجَاشِيُّ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ

فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى النَّصْلَةِ

فَصَفَّ بِهِمْ وَكَتَبَ أَرْبَعَةَ

تَكْبِيرَاتٍ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے

کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو

نجاشی کی میت کے لئے نماز کی اور وہی اس کی

سے نماز پڑھا کہ اس کی طرف تشریف لے گئے

اور لوگوں کی صفیں بنائیں اور پھر

چھوڑ دیں۔

۱۵ یہ حدیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا دلیل ہے کہ نابانہ نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے

کہ نجاشی کی میت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت غائب نہ تھی بلکہ اس کا جنازہ پڑھا گیا اور اس کی میت

اور نجاشی کے درمیان واقع تمام پردے اٹھا دیے گئے اور وہ صوفیوں کی میت کی طرح پڑھا گیا

و سلم سے نجاشی کے علاوہ بعض دوسرے صحابہ کے نابانہ نماز جنازہ کی روایت بھی آئی ہے۔

اللہ رحمہ جو مرینہ میں فوت ہوئے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبرک میں تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ابوطالب رضی اللہ عنہما کو غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کے

اسناد میں کلام ہے اور اگر ان کی میت قسطنطنیہ کی جائے تو پھر نابانہ نماز جنازہ پڑھا جائے گا اور ان کی میت

مزار دی جائے گی۔ آج کل حرمین شریفین زیادہ ہمارے قریب ہے اور نابانہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

۱۵۶۲ وَصَّى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ  
أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ زَيْدُ  
بْنُ أَرْقَمَ يَكْبُرُ عَلَى جَنَائِزِنَا  
أَرْبَعًا وَارْتَهَ كَبْرًا عَلَى جَنَائِزِهِ  
خُصًّا فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَكْبُرُهَا.

(رواہ مسلم)

حضرت عبدالرحمن بن ابولیلی سے روایت ہے  
کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے  
جنائزوں پر پارتیکبیر پڑھتے تھے۔ اور انہوں  
نے ایک جنازہ پر پانچ تکبیریں پڑھیں۔  
تو ہم نے ان سے سوال کیا۔ آپ نے  
جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا  
یہی کرتے تھے۔

(مسلم)

اے آپ اکابر تابعین میں سے میں ایک شخص کرام کو دیکھا تھا آپ حضرت علی بن ابوطالب حضرت عثمان  
بن عفان وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ تابعین کو فہم میں سے تھے اپنے وقت کی بے نظیر  
شخصیت تھے۔

اے حضرت زید بن ارقم مشہور صحابی میں سے ہیں۔

اے کہ آپ ہمیشہ پارتیکبیریں کیا کرتے تھے۔ آج پانچ تکبیریں کیوں کہیں۔

اے جیسی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی پانچ تکبیریں ہی کیا کرتے تھے۔ آخر اربعہ کا پارتیکبیر نماز جنازہ پر اتفاق ہے  
تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس آپ کے صحابہ سے اس سے نام نہ بھی مروی اور منقول ہیں۔ عمار نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم سے سب سے آخر مروی اور منقول ہے وہ پارتیکبیریں ہیں اور اسی پر اتفاق ہے۔ شرع عربی میں یہاں اس سے  
نام لکھ کر لیا ہے۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے۔ کہ میں نے حضرت ابن عباس  
رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ایک جنازہ پڑھا۔ آپ نے  
سورۃ فاتحہ پڑھی اور فرمایا تاکہ تم لوگ جان لو کہ یہ  
سنت ہے۔

(بخاری)

۱۵۶۳ وَصَّى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ  
أَبِي لَيْلَى قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ  
أَبْنِ قَبَائِلٍ عَلَى جَنَائِزِهِ  
كَمَا أَتَانِيهِ الْكِتَابُ فَقَالَ  
يَتَعَلَّقُوا أَهْلُهَا سُنَّةٌ

(رواہ البخاری)

اے حضرت محمد بن عبدالرحمن بن عوف مشہور صحابی میں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے برابر زادہ ہیں۔  
اے یعنی میں نے سورۃ فاتحہ اس پر پڑھی ہے تاکہ تم جان لو کہ نماز جنازہ میں اس کا پڑھنا سنت ہے۔ مانع ہو کہ علماء

فقیر رحمہ اللہ نے کیا ہے کہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ نہیں ہے۔ اگر دعا اور شہادت کی سورتیں ہیں تو وہ بھی کلام میں ہیں مگر فقیر رحمہ اللہ علیہ  
دسم سے نماز جنازہ میں اس کا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ یہاں بیضا مالک اور بیضا مالک کا ذکر ہے۔ اس لیے کہ کلام میں کلام کا عمل  
مختلف آیا ہے۔ امام طحاوی نے کیا ہے کہ بعض ممالک کا نماز جنازہ میں اس سورت کا پڑھنا دعا اور شہادت کے طور پر نہ صرف  
کے طور پر نہ ہو بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نماز جنازہ میں سورت فاتحہ نہیں ہے۔ شیخ البیہقی کے الفاظ ہیں کہ  
کہ امام شافعی کی مراد یہ ہے کہ اس سورت کا پڑھنا جائز ہے واجب نہیں ہے کہ ایسا نہ کرے اور ایسا کرے  
کے کلام میں لفظ سنت سے مراد وہ طریقہ ہے جس پر دین میں چلا جاتا ہے۔ علامہ طبری رحمہ اللہ نے بھی ایسا ہی کہا  
ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت عارف الملک سے روایت ہے کہ

اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ!

تاریخ فرما اور اسے مافیت سے محفوظ رکھا اور اس سے

وہاں پہنچ کر اس نے اپنے دوستوں کو دیکھا تو ان کے ہاتھ پاؤں پر لکڑی کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے پر درد و غم کی لہر تھی۔ انہوں نے اسے دیکھ کر ہلکا سا ہنس کر کہا: "ابھی تو تو کہتا تھا کہ ہمیں یہاں سے بچا دے گا، اب تو خود اس کی گرفت میں آ گیا۔"

وہی ہے جس نے ان کو پکارتے ہوئے کہا کہ تم میرے بھائی ہو۔

سید کیرنے کو بل بل سے صاف کر کے

[illegible]

سید سید محمد علی علی قزوینی

اما چونکه در این کتاب

اور ایک بھاری بھاری کتاب ہے کہ اسے قلمی

اور غلاموں کو سزا دینا اور ان کو سزا دینا

بسم الله الرحمن الرحيم





تاکہ میں بھی اس پر نماز جہاد پڑھ سکوں۔

۲۔ کہ وہ مسجد میں اس پر نماز جہاد پڑھیں۔

۳۔ ان کے انکار کا تردید کے لیے۔

۴۔ ایک کا نام سہیل اور دوسرے کا اہل تھا۔ یہ دونوں صحابی ہیں۔ ماں کا نسبت سے مشہور ہیں۔ ان کے باپ

کا نام دہب بن ربیعہ ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے لوگوں کا اس عمل مبارک کو جلد فراموش کر دینے پر تعجب ہے۔

واضح ہو کہ مسجد میں نماز جہاد پڑھنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اخاف کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے خواہ میت

اس پر نماز پڑھنے والے دونوں مسجد میں ہوں یا نمازی مسجد میں ہوں اور میت کے گھر سے باہر ہو۔ یا امام یا بعض نمازی

مسجد سے باہر ہوں اور میت اور کچھ لوگ مسجد کے اندر ہوں یا میت مسجد میں ہو اور امام و قوم مسجد سے خارج ہوں

اس مطلق کراہت کی وجہ یہ ہے کہ مسجد نماز فرض ایسا ہی کے تعلقات داخل، ذکر امتہ پر کسی حکم کے بیانیاتی بات

ہے۔ یعنی نے کہا مکروہ نہیں جب کہ میت مسجد سے باہر ہو۔ اس قول کی بنا پر کہ کراہت اگر وہیں سے ہے کراہت

کے مسجد میں ہونے کی صورت میں مسجد کے آئندہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ قول اولیٰ الطلاق سے مسجد کے باہر ہونے کا

ہے۔ پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے یا تحویلی۔ اول زیادہ ظاہر ہے۔ اور امام شافعی نے کراہت

کے نزدیک نماز جہاد مسجد میں ہونا کراہت جہاد ہے۔ امام مالک کا مذہب اختلاف کے سوا کسی اور مذہب سے اس

بارے میں ہم نے کوئی نص نہیں پائی۔ ظاہر یہ ہے کہ وہ امام شافعی کے ساتھ ہیں۔ امام شافعی کی روایت سے جو

کتاب میں مذکور ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک حضرت ابیہریرہ کی روایت سے مسجد میں کراہت ہے۔ امام شافعی پر

مسجد میں نماز پڑھنا ہے اسے کوئی ثواب نہیں ملتا اور حضرت عائشہ کی حدیث ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنے

بہنو اور حضرت عائشہ کی حدیث سے صرف ایک حدیث برتا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے

جہاد ادا کی۔ جو کتاب ہے کسی ضرورت کے تحت آپ نے ایسا کیا ہو چاہے کہ وہ میں ہی کہ میں نے اپنے

حضرت علیؓ کو کلمہ متکلف تھے اس وجہ سے آپ نے مسجد میں نماز جہاد ادا کیا۔ امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اپنے

بہنو کہ جہاد مسجد سے باہر تھا۔ اس صورت میں خود ضعیف کے درمیان میں اختلاف ہے۔ علماء چاروں کی کتابیں مسجد

کا مسجد مسجد سے متصل ایک مکان میں تھا۔ لہذا یہ احتمال موجود ہے کہ مسجد میں نماز جہاد کا لفظ مسجد کے نزدیک

نسبت سے کہہ دیا گیا ہو۔ اور یہ جو قسم کی روایت میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جہاد جہاد طہارت

رضی اللہ عنہ کے قبر میں کے پاس دکھا گیا۔ یہ بھی قریب مسجد پر مبنی ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ اس روایت کا مبنی یہی ہے

کہ جو حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی مسجد نماز جہاد کے لیے تیار ہو تو اس کی بارگاہ





اس کے بعد کہ ایک نماز گزار بن چکے تھے۔

سُبْحَانَكَ يَا مَنْ لَا يَلْبَسُ ثِيَابًا

فلم يزل يروي الحديث إلى أن مات في سنة ١٢٠٠ هـ

يا ايها الذين آمنوا انزلوا من كل ثوب مما على الجاهل

مسى الله عليه وسلم بخلافه

نہایت کثرت سے لکھنے والے تھے۔

کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم  
موسمًا من موسمي القرآن الكريم

*[Illegible handwritten signature]*

وہی ہے جس نے ان کو اپنا

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

في الحنفية في بيان الحكم في

١١٦٦  
 ١١٦٧

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم  
موسمًا من موسمي الدنيا والآخرة

سَيِّئَةً هَذَا تِلْكَ

آیتہ الہیہ علیہ السلام

تو نے فقط نعمتِ دنیا کو نہ سچا کھانا کھا کر پریشان ہو کر

کے لئے

لکھ یہ روای کا شک ہے کہ جہاں روایت والی حدیث تھی یا مروی تھا۔  
 کہ بعض نسخوں میں حدیث کا لفظ فقہاً از فقہاء ہے۔

لکھ یہ روایت یعنی حضرت ابو ہریرہ کا قول ہے۔ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ نے اس حدیث  
 یا اس مرد کی شان معلوم کی اس سے حقیر خیال کیا۔ اور یہ خیال کیا کہ یہ حدیث یا مرد اس لائق نہیں کہ اس کے لیے حضور صلی  
 اللہ علیہ وسلم کی تکلیف دی جائے۔ اس میں بھی درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تکریم صحابہ کرام کے ملحوظ  
 خاطر تھی۔

۵۵ واضح ہو کہ قبر پر نماز جنازہ ادا کرنے میں علماء کا اختلاف ہے بعض علماء اس پر ہیں کہ جائز ہے اس سے پہلے  
 اس پر نماز پڑھی گئی ہو یا نہ پڑھی گئی ہو۔ ابراہیم رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ امام مالک اس پر ہیں اگر پہلے نہیں پڑھی گئی تو قبر پر پڑھنا  
 درست ہے۔ امام احمد سے بھی ایک روایت میں ایسا ہی آیا ہے۔ اور امام مالک سے ایک روایت ہے کہ جو شخص ایک بار  
 پڑھ چکا ہو وہ دوبارہ شامل نہ ہو اور جنہوں نے نہیں پڑھی وہ اس کی قبر پر پڑھ سکتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے یہ  
 بھی فرمایا ہے کہ قبر پر نماز جنازہ اس وقت تک پڑھنا جائز ہے جب تک کہ بھٹ گل نہ جائے اس کا اندازہ انہوں نے تین  
 دن تک کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سوال میں کہ اے نبی! کب دفن کیا گیا ہے۔ اسی سنی کی جانب اشارہ ہو سکتا ہے  
 امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں کہ عادیث میں قبر پر نماز کا جو ذکر آیا ہے وہ نماز کے طور  
 پر نہیں ہے بلکہ دعا کا استغفار کے طور پر ہے۔ اسی بنا پر بعض روایات میں تکبیرات کا ذکر نہیں ہے۔ اور جس روایت میں  
 تکبیرات کا ذکر آیا ہے وہ صحیح نہیں۔ اور یہاں کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سال کے  
 بعد شہداء اور پر نماز پڑھی۔ وہ آپ کی اُٹی پر اودامی دعا تھی نہ کہ نماز یا وہ نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے  
 تھی۔ لیکن بعض علماء اسی جانب لگے ہیں کہ قبر پر نماز پڑھنا حلقاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے جیسا کہ  
 صیغہ کے الفاظ کہ اللہ بنود عالم بصلوٰی علیہ (بے شک اللہ تعالیٰ میرے ان پر نماز پڑھنے سے ان کی  
 قبروں کو ان کے لیے روشن و نور کر دیتا ہے) سے ظہور ہوتا ہے۔

حضرت کریم مولا ابن عباس سے وہ عبد اللہ بن عباس  
 رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس  
 رضی اللہ عنہ کا ایک راک کا مقام قدیر یا غسان میں فوت  
 ہو گیا تو آپ نے فرمایا اے کرب و بیکہ کہ لوگ  
 اس کے لیے کئی مقدار میں اکٹھے ہو گئے ہیں جنت  
 کرب کہتے ہیں میں باہر نکلا تو دیکھا کہ لوگ جمع

بِصَلَاتٍ وَتَحَنُّنٍ مُّوَدَّةٍ رَّحْمَةٍ  
 عِبَادِ اللَّهِ أَوْ  
 عَبَّاسٍ أَوْ مَاتَ لَهُ ابْنٌ  
 مِّمَّنْ يَتِيمٌ أَوْ يَتِيمَانِ فَتَنَانِ  
 يَا كَرِيمُ انْظُرْ مَا اجْتَمَعَ  
 لَهُ مِنَ النَّاسِ قَالَ وَخَرَجْتُ

فَإِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوا لَهُ  
فَاخْبَرْتَهُ فَقَالَ تَقُولُ هُمْ  
أَرْبَعُونَ قَالَ نَعَمْ فَثَالِثُ  
أَخْرَجُوهُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ  
يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ  
أَرْبَعُونَ رَجُلًا يَشْرِكُونَ بِاللَّهِ  
شَيْئًا إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہر ایک کے پاس سے اس کی خبر لی جاسی کہ  
انہوں نے کہا کہ میں نے اس کو خبر دیا  
تو نے خیال میں چالیس آدمی ہوں گے۔ تیسرا  
کہا کہ میں نے سنی کیا کہ چالیس آدمی ہوں گے تو  
حضرت ابن عباس نے فرمایا جوازہ باہر لاؤ حضرت ابن  
عباس نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سے سنا ہے میں فوت ہوتا کوئی مسلمان ایسا کہ  
ایسے چالیس آدمی کھڑے ہوتے ہیں کہ اللہ کے  
ساتھ شریک نہیں کرتے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس میں نیکی

شہادت قبول کرتا ہے۔ (مسلم)

اے کرب کاٹ کی پیش را کی زبر، یا ساکن حضرت ابن عباس کے آقا و کردہ ہمیں یہ بات دینا چاہیے کہ  
غلط فہم قات کی پیش و مال کی زبر یا ساکن ایک جگہ کا نام ہے جو مسلمانین میں کثرت سے ملتا ہے جو  
جگہ کا نام ہے جو مقام تدفین کی نسبت کہ مقلد کے زیادہ قریب ہے  
اسے یعنی میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز جنازہ کے بعد ہر ایک  
جو چکے تھے۔

مے کھڑے ہونے کے نقطہ میں اس جانب اشارہ ہے کہ اس کے بعد اس کے بعد اس کے بعد اس کے بعد  
ہونا اس کے بعد اس کے بعد اس کے بعد اس کے بعد اس کے بعد اس کے بعد اس کے بعد اس کے بعد  
کہ وہ خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتے ہوں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
سُبِّحَ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ قَبِيحٍ فَعِيٍّ  
عَلَيْهِ أَهْلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَتْلُونَ  
وَأَنَّهُمْ يَشْفَعُونَ لَنَا إِلَّا  
شَفَعُوا فِيهِ.

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
کوئی ایسا نہیں ہے جو مسلمانین میں سے ہو کہ  
خدا پر پڑھتے ہیں۔ جب اس کی شہادت کرے  
میں۔ گناہ کی شہادت اس کے حق میں قبول کرتی  
کی بات ہے۔

(مسلم)

اسے گزشتہ روایت میں چالیس کا عدد ذکر کر دیا گیا ہے۔ ایک سے کم مقدار ہے جن کی شفاعت دُعا قبول ہوتا ہے اور اس کی تعداد اکثر مقدار ہے۔ علامہ کرشنی رحمہ اللہ نے فرمایا ظاہر یہ ہے کہ اقل عدد بیان میں متاخر ہونا چاہیے کہ اس میں اس کے بعد دل پر فعل و کرامت اور عزت افزائی کا اظہار ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ لوگ ایک جنازے کے پاس سے گزرے تو اس کی صفت دُنا کی اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر ایک اور جنازے کے پاس سے لوگ گزرے تو اس کی بُرائی بیان کی تو حضرت نے فرمایا واجب ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا چیز واجب ہو گئی فرمایا یہاں شخص وہ ہے جس کی تم نے اچھی صفت دُنا کی تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ اور اس دوسرے شخص کی تم نے بُرائی بیان کی تو اس کے لیے دوزخ واجب ہو گئی۔ تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو

بِأَنَّكَ دَعَا النَّبِيَّ قَالَ مَقْرُورًا  
بِحَسَابَةٍ فَأَمَّنُوا عَذِبَهَا خَيْرًا  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَجَبَتْ قَتْمٌ مَقْرُورًا  
بِأَخْوَى وَأَمَّنُوا عَذِبَهَا خَيْرًا  
فَقَالَ وَجَبَتْ قَتْلًا عَمْرًا  
مَا وَجَبَتْ فَقَالَ هَذَا أَتَيْنِيكُمْ  
عَلَيْهِ خَيْرًا قَدْ وَجَبَتْ لَهُ  
الْجَنَّةُ وَهَذَا أَتَيْنِيكُمْ عَلَيْهِ  
شَرًّا قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَتَيْنِيكُمْ  
شَهِدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے من زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔

لہٰذا تم لوگ جس کے بھائی ہونے کی گواہی دو گے وہ بھتی ہے اور جس کے دوزخی ہونے کی گواہی دو گے وہ دوزخی ہے۔

مصلحت یہ ہے کہ لوگوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو اہل خیر و صلاح اور صدق و تقویٰ ہیں۔ اور ان میں کسی نفسانی غرض کا دخل نہ ہو سکتا ہے۔ لوگوں کی گواہی ان مرد کے بھائی ہونے کی علامت ہے۔ ورنہ اگر بغض و فتنہ و فحشا کی غرض کے تحت کسی کا جس دُعا کی صفت دُنا کریں۔ یا کسی نیک انسان کی مذمت دُنا کریں تو ان کی گواہی کا کوئی اعتبار نہیں۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قطعی جنتی ہونے کا جو حکم صادر فرمایا وہ ان کی حقیقت حال پر مطلع ہونے کا بنا پر کیا واللہ اعلم۔

۱۵۷۱ وَ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ آيَتًا مُسْلِمًا شَرِيعًا  
لَهُ أَرْبَعَةٌ يَخْبِرُ أَدْخَلَهُ اللَّهُ  
الْجَنَّةَ قُلْنَا وَ ثَلَاثَةٌ قَالَ  
وَ ثَلَاثَةٌ قُلْنَا وَ اثْنَانِ قَالَ  
وَ اثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ  
عَنِ الْوَاحِدِ .  
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلم کے نیک  
ہونے کی گواہی چار آدمی ہیں اللہ اسے جنت میں داخل  
کرے گا ہم نے عرض کیا اگر تین آدمی گواہی دیں تو فرمایا  
اگر تین آدمی اس کے خیر اور نیک ہونے کی گواہی  
دیں (تو بھی اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا)  
ہم نے عرض کیا اگر دو آدمی اس کے نیک ہونے  
کی گواہی دیں فرمایا اگر دو آدمی گواہی دیں (تو بھی  
اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا) پھر ہم نے آپ  
سے ایک آدمی کے بارے میں سوال نہ کیا۔  
(بخاری)

اے اور ممکن ہے کہ اگر صحابہ کرام ایک آدمی کی گواہی کے بارے میں سوال کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی  
کی گواہی پر بھی اسے جنتی قرار دے دیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ خبر بشارت اللہ تعالیٰ کی کمال رحمت و کرم  
و امیدوار بندوں پر اس کے فضل و کرم کا بیان ہے۔ اور اس امر کا بیان ہے کہ بندوں کو اس کی درگاہ و رحمت سے توجہ اور  
امید وابستہ رکھنی چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ جب صحابہ کرام نے تین اور دو آدمیوں کی گواہی کا سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم نے بارگاہ خداوندی میں توبہ اور التماس کی ہو تو اللہ کی طرف سے وحی نازل ہو گئی ہو کہ ایسا ہی ہو گا جس طرح اسے  
میب تر کر رہا ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب خداوندی سے راضی اور خوشی اور اللہ تعالیٰ آپ سے راضی اور  
خوش ہے۔ اور آپ اس کی درگاہ میں محب و محبوب ہیں۔ آیہ کریمہ قَدْ أَفْضَلْنَا مَا  
اَسْتَبَارَہُ۔

۱۵۷۲ وَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُوا الْأَقْوَامَ  
فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَلُوا إِلَى مَا  
قَدْ مَوَّأَ .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
مردوں کو گالیاں نہ دو کیونکہ انہوں نے جو کچھ  
آگے بھیجا اس تک پہنچ گئے ہیں۔

(بخاری)

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۔ یعنی انہوں نے اپنے اعمال کی جزا لی ہے۔ اگر ان کے اعمال نیک اور خیر میں تو انہیں بدی سے یاد کرنا ٹھیک نہیں اور اگر ان کے اعمال بُرے ہیں تو انکی بخشش ہو چکی ہو اور اگر ان کی بخشش نہ ہوئی ہو تو تمہارا انہیں برائی سے یاد کرنا لایعنی کام میں مشغول ہونے کے مترادف ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کے دو آدمیوں کو ایک کپڑے (کفن) میں اکٹھا کرتے تھے پھر آپ صیافت کرتے تھے کہ ان دونوں میں قرآن زیادہ کس نے حاصل کیا ہے۔ جب آپ کو بتلایا جاتا تو آپ اسے قبر میں پیسے اتارتے۔ اور آپ نے فرمایا قیامت کے دن میں ان پر گواہ ہوں گا۔ اور آپ نے انہیں خون آلود حالت میں دفن کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اور ان پر نماز نہ پڑھی۔ اور نہ انہیں غسل دیا گیا۔

(بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أَحَدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ آيَهُمْ أَكْثَرُ أَخَذًا تَلْعَذَانِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَ فِي اللَّحْدِ وَ قَالَ أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هُوَذَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَ أَمَرَ بِثَوْبِهِمَا يَدْمَانِهِمَا وَ لَمْ يَغْسِلُوهُمَا وَ لَمْ يَغْسِلُوهُمَا

(بخاری)

۲۔ بعض نے کہا ایک کپڑے سے ایک قبر مراد ہے۔ کیونکہ انہیں برہنہ کرنا جائز نہیں۔ اس طرح کہ دونوں کے بدن ایک دوسرے کے ساتھ لگ جائیں۔ غلطی نے کہا ضرورت کے تحت ایسا کرنا جائز ہے۔ جس طرح ایک قبر میں دو مرد دفن کرنا۔

۳۔ کیا وہ دوسرے کا امام ہے۔ اکیسے اسے پہلے قبر میں قبلہ رخ رکھا جاتا دوسرے کو اس کے پیچھے۔ کیونکہ وہ دوسرے کی نسبت زیادہ قاری ہوتا تھا۔

۴۔ یہ لوگ راہِ خدا میں شہید ہوئے ہیں۔

۵۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید کے لیے غسل نہیں ہے۔ اور اس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے گی۔ غسل نہ دینا تو متفق علیہ مسئلہ ہے مگر نماز جنازہ نہ پڑھنے میں اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک شہید کی نماز جنازہ نہیں ہے۔ امام احمد سے اس بارے میں دو قول ہیں ان کا مشہور مذہب نماز نہ پڑھنا ہے۔ اور ایک قول میں دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ کیونکہ اس بارے میں دلائل

مخاض میں مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ شافعیہ میں آپس میں اختلاف ہے کہ شہید پر نماز پڑھنے کی عافیت یعنی عزت ہے یا یہ کہ واجب دضرر ہی نہیں۔ اور امام احمد کے کلام سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ نہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں اس باب میں ان آئمہ کی دلیل یہ حدیث ہے جو کہ کتاب میں مذکور ہے۔ اسی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی دلیل بیعت کی امارت میں جو شہید پر نماز پڑھنے کے بارے میں آئی ہیں۔ خصوصاً قصہ احمد میں علماء فرماتے ہیں کہ یہ امارت ایک مسئلہ کو ثابت کرتی ہیں اور حضرت جابر کی حدیث اس کی نفی کرتی ہے۔ اور ثابت کرنے والی دلیل نفی کرنے والی دلیل سے مقدم ہے۔ علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت جابر اس دن مصروف تھے۔ کیونکہ ان کے والد اور مامل دو دنوں قبل ہو چکے تھے۔ اس وجہ سے آپ مدینہ آپکے تھے۔ تاکہ ان کا تدفین کریں اور ان کا ٹھکانا آپ مدینہ طیبہ لے آئے تھے اور وہ حضرت صحابہ جو احادیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہی رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک کا مشاہدہ کیا اور احادیث کو ثابت کرتے ہیں کہ حضور نے شہداء اور نماز جنازہ پڑھی۔ علامہ شمس فرماتے ہیں کہ حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی اور اسے صحیح قرار دیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے نہ جانے تشریف لائے اور ان کا حال جردین کے دشمنوں نے کر رکھا تھا، دیکھا تو آپ نے آہ بکا دی اور پڑھے اور انھوں نے ایک شخص نے جو اس وقت حاضر خدمت تھا اپنا کپڑا ان کے چہرہ مبارک پر ڈالا۔ اور نماز پڑھی۔ صحیح ابی یوسف اس پر اتفاق فرماتا ہے کہ اس کے بعد آپ نے شہداء پر نماز جنازہ پڑھی پھر ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے رسول اللہ! اے اللہ! یہ نماز پڑھی گئی۔ پھر انہیں اٹھایا گیا اور حضرت حمزہ کو ان کی جگہ ہی رہنے دیا گیا۔ حتیٰ کہ آپ نے تمام شہداء اور چھوٹے بچے کو حاکم نے کہا کہ اس حدیث کو حضرت جابر نے روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث صحیح اسناد ہے۔ مختصر یہ کہ شہداء پر نماز پڑھنے کی امارت راجح تراور غالب ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۶۱  
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ  
قَالَ أَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَعْرِضُ مَقْرُورًا قَرِيْبَةً  
بَيْنَ الصُّرَفِ مِنْ جَنَازَةٍ  
ابْنِ الدَّخْدَخِ وَتَحْنُ نَمِيْقِي  
حَوْلَهُ.

(رواہ مسلم)

۱۔ آپ شاہیر صحابہ میں سے ہیں۔

۲۔ یعنی حضرت ثابت بن الدخداہ رضی اللہ عنہ کے جنازہ سے آپ صحابی ہیں۔ جنازہ لے جاتے وقت حضور



مسلمی اللہ علیہ وسلم ہیں مگھوڑ سپر سلطانہ ہو گئے۔ اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ ملائکہ پیادہ چل رہے ہیں۔ اس لیے سوار ہر نامناسب نہیں۔ حضرت جابر بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ولایتی کے وقت آپؐ سوار ہو گئے۔

## الفصل الثاني

## دوسری فصل

١٥٤٤- هـ. هِنَ الْمَغِيرَةُ بِنُ شُعْبَةَ  
 ٢٢  
 أَنَّ هَبِيجَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ قَالَ الرَّائِي يَسِيرُ  
 خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَ الْمَاشِي  
 يَتَّبِعُ خَلْفَهَا وَ آمَامَهَا وَ  
 عَنْ يَمِينِهَا وَ عَنْ قِسَارِهَا  
 قِمِيمًا مِمَّا وَ السَّقَطُ يُصَلِّي  
 عَلَيْهِ وَ يُلْغِي لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ  
 وَ الرَّحْمَةِ .

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سارے جنازے کے پیچھے پیچھے اور پیادہ جنازے کے پیچھے، آگے دائیں بائیں قریب قریب پلے، نامکمل بچہ جو پیٹ سے گر گیا۔ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اور اس کے والدین کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کی جائے۔

(ابوماؤد)

ابو راحمہ، عمر زیدی۔ نسائی اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیادہ جیسے چاہے چلے۔ اور بچہ پر جنازہ چڑھی جائے گی۔ اور مصابیح میں اس حدیث کو حضرت مغیرہ بن زیاد سے روایت کیا۔

وَفِي وَحَايَةِ أَحْمَدَ وَالْثَوْنِي  
وَالصَّالِحِ وَالْمِنْ مَكَّةَ قَالَ  
الزَّائِبُ خَلَفَ الْجَعْفَرِيُّ وَ  
الْمَنْعِيُّ كَثُرَ كَلَامُ وَتَمَّ  
وَالْمَنْعِيُّ يَحْيَى عَلَيْهِ وَفِي  
الْمَنْعِيُّ هِيَ الْعِزَّةُ وَفِي

۱۔ عربی متن میں لفظ سقط آیا ہے جو سقوط سے نکلا ہے۔ سقوط معنی گرنا اور بچہ کاپیٹ سے گر جانا۔ لفظ سقط سین کی زیر اورد پیش اور مذہر تینوں طرح پڑھا گیا ہے۔

۵۲ یعنی اس کے والدین کے لیے دما مغفرت و رحمت کی جائے ساحت اور شوافع کے نزدیک ساقط شود عمل پر اس وقت نماز جائزہ پڑھی جائے گی جب کہ وہ آغاز دے اور اس سے ایسی چیز ظاہر ہو جو اس کے زندہ



ہونے پر دلالت کرے جیسے حرکت یا آواز جیسا کہ باب کے آخر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آکر ہے۔ امام  
حمص کے نزدیک اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگرچہ اس سے کوئی آواز نہ نکلی ہو اور نہ کوئی ایسی علامت ظاہر ہو جو  
اس کی زندگی پر دلالت کرے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ اس میں مطلقاً نماز جنازہ کا ذکر آیا ہے اس کے زندہ ہونے  
کی کوئی قید اس میں مذکور نہیں۔ ان کی دوسری دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اس معنی میں آئی ہے اور  
کہا ہے کہ جب بچہ کو شکم میں چار ماہ گزر جائیں تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اگرچہ پیٹ سے باہر آنے کے وقت وہ  
زندہ نہ ہو کیونکہ اس میں روح داخل ہو چکی ہوتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس قدر ہے کہ وہ مردہ پیدا ہوا ہے۔ اور مردہ پر  
ہی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ دوسرے آئمہ فرماتے ہیں کہ عرف میں مردہ اسے کہتے ہیں جو زندہ پیدا ہوا ہو اور بعد  
میں مرے۔

سہ یعنی پیچھے یا آگے ہائیں یا بائیں۔

لکھ اس حدیث میں سقط کے بجائے لفظ طفل واقع ہوا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں طفل سے بھی سقط (ساقط شدہ جمل) ہی مراد ہے۔ ورنہ طفل پر نماز پڑھنے میں کیا اختلاف ہے (کوئی اختلاف نہیں) اور ہو سکتا ہے کہ طفل سے حقیقی طفل مراد ہو اور اس کی نماز جنازہ کا ذکر اس لیے کیا ہو تاکہ اس دہم کو دور کیا جائے کہ بچہ مرحوم و مغفور ہوتا ہے یا نہ کی نماز جنازہ کی کیا حاجت ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۷۲

حضرت علیؓ کی سزا سلام سے قبول کرنے پر  
 رخصت کرتے ہیں کہ سلام کیلئے حضرت علیؓ  
 نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا  
 صدیق حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ یہ جھگڑا  
 کے آگے آگے چلتے تھے۔

١٥٤٨  
٣٣ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ  
عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَأَيْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُونَ  
أَمَامَ الْجَنَائِزَةِ.

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ دَاوُدَ وَ  
الْإِسْمَاعِيلِيُّ وَالتَّسْلِيمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)  
وَقَالَ الْإِسْمَاعِيلِيُّ وَ أَهْلُ

امجد، ابو حادو، ترمذی، لسانی،  
ابن مایہ  
اور ترمذی نے کہا کہ محمد ثین کرام گویا خیال

التَّحْدِثُ كَأَنَّهُمْ يَتَوَفَّوْنَ مُرْسَلًا کرتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے۔  
اس کے بارے میں کہ اس کا امکان نہیں ہے۔ یا سلم بن عبد بن ہے یہ مگر فی الواقع یہ حدیث مرسل ہے۔ کہ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

۱۵۶۹ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَنَازَةُ مَنُوعَةٌ  
وَلَا تُتَبَعُ وَلَيْسَ مَعَهَا مَن  
تَقْدَمُ مَعَهَا۔  
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا جنازے کے پیچھے چلنا چاہیے جنازے کے  
پیچھے نہ کرنا چاہیئے۔ اور وہ شخص جو جنازے کے  
آگے چلتا ہے وہ اس کے ساتھ نہیں۔

ترمذی ابو داؤد

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ  
وَابْنُ مَاجَةَ۔

ترمذی نے کہا کہ ابو جہول آدمی  
ہے۔  
قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ  
وَالزَّيْلَوِيُّ رَجُلٌ قَبِيحٌ۔

اس کے بارے میں کہ پیچھے چلنے کی تاکید ہے۔ پھر دوبارہ تاکید فرمائی کہ وہ شخص جنازے کے ساتھ ہی نہیں جو جنازے  
کے آگے چلے گا۔ اس کے بارے میں جنازے کی مجلس کا شراب بھی نہیں ملتا  
اسے یعنی امام ترمذی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ اور کہا کہ ابو جہول آدمی ہے۔ اسی  
کا نہیں جاتا۔ پھر جہول دو قسم ہے۔ ایک جہول العین (جہول بھول الحال)۔ مقدمہ میں ان دونوں قسموں کی وضاحت کر دی  
گئی ہے۔ دوسری نے کہا کہ مکر الخریف ہے۔ بخاری نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔ اس کی حدیث جنازے کے ساتھ چلنے  
کے بارے میں الکی ہے۔

ماہر مکر الخریف کا جنازہ کے ساتھ چلنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی رحمہما اللہ تعالیٰ  
ان پر ایک حکم قرار دیا ہے کہ پیچھے چلنا صحیح ہے۔ امام ثوری اور ایک گروہ کہتا ہے کہ آگے پیچھے دونوں طرح چلنا  
برابر ہے۔ امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جنازے کے آگے چلنا افضل ہے  
جیسا کہ غشی نے کہا۔ جنازے کے پیچھے چلنے کا دلیل وہ متعدد احادیث ہیں جہاں باب میں آئی ہیں۔ اور اس بنا پر  
بھی کہ جنازے کے پیچھے چلنا برکت گیری اور عظمت و شہرت اور فکر و غم پر زیادہ ظاہر اور زیادہ خوش ہے۔ نیز مزارع  
سکونت مدینے کے علاوہ قریب ہے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر نے کہا میں ایک جنازے میں تھا  
اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما جنازے کے آگے اور حضرت علی جنازے کے پیچھے چل رہے تھے۔ میں نے حضرت

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ جنازے کے پیچھے چل رہے ہیں۔ اسیہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک بھائی اور حضرت ابی طالب نے اس کا حجاب دیا کہ یہ دونوں حضرات جانتے ہیں کہ جنازے کے پیچھے چلنا ایسا ہی افضل ہے جس طرح جنازہ اہل بیت ایکے نماز پڑھنے سے افضل ہے گراںہوں نے اس بات کو بستر مانا کہ لوگوں کے یہاں آسانی مہیا کریں اور راستہ تنگ نہ کریں۔ ابن ابی شیبہ کی روایت ختم ہوئی، دوسرے میں نائمہ کا وہیل صلح سے نہری کا روایت کر دیا ہے جو مذکور ہوئی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ قوم میت کی سفارش ہوتی ہے۔ اور سفارش کرنے والا معرفت و محبت میں آگاہ ہوتا ہے جس کے یہ سفارش ہوتی ہے وہ پیچھے رکھا جاتا ہے۔ اور جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے چلا جائے گا وہ میت کی برابر قرار دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دلائل متعارض میں لہذا دونوں طرح جائز ہے۔ حضرت خیر بن شیبہ کی مریف کا بیان چلنے والے کے لیے دونوں حالتوں کو برابر قرار دیتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول بھی ایسا ہی مرکی ہے۔ کتب فقہ میں حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا جنازہ کے آگے درشت چھو جائے یا نہ چھو جائے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۵۸۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۚ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَنْ تَبَعَ جَنَازَةً ۖ

حَمَلَهَا ثَلَاثَ مِوَازٍ فَقَدْ قَضَىٰ

مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا.

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

وَقَدْ رَوَىٰ فِي شَرْحِ شَيْخِ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ حَمَلَ جَنَازَةً اسْتَعْدَّ بَيْنَ

مُعَازٍ بَيْنَ تَعْمُودَيْنِ.

لے یعنی اگلی دو کڑیاں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جنازہ اٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں کڑیوں

کو دونوں کندھوں پر اٹھائے۔ اور جو کڑی چوڑائی میں ہے اسے اپنی گردن پر رکھے اور بائیں ہاتھ کے پچھلے حصے کو کندھ

آدھی اتھائیں۔ ایک دائیں جانب سے دوسری بائیں جانب سے لپٹی جانب کی چوڑائی میں داخل کر دے اور بائیں ہاتھ کی

نہیں۔ نیز جو پھر قدم رکھنے کی جگہ نظر آئے گی اور راستہ دکھائی نہ دے گا۔ لہذا جنازہ اٹھانے کے یہ تین بھی

چاہیں۔ امام نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر اگلے کا ایک آدمی صرف اگلا حصہ ہی اٹھانے کے لیے مستقل طور پر عین ہو تو وہ آدمی اس کے ساتھ اور بھی ہوئے چاہیں جو اس کی اجازت کریں۔ پس جنازہ پانچ آدمی اٹھائیں گے۔ کتاب ماہی اور اس کی شرح میں جہاں اٹھانے کے مذہب میں ہے، ایسا ہی مذکور ہے۔ ہایہ میں کہا کہ امام شافعی کا قول یہ ہے کہ جنازہ دو آدمی اٹھائیں اگلا آدمی ایسے گون پر رکھے اگلا آدمی اپنے پیٹے پر اٹھائے کیونکہ حضرت سعد بن معاذ کا جنازہ اسی طرح اٹھایا گیا تھا خلیفہ یا امام شافعی کا وہ سزا قول ہے۔ ہایہ کی بعض شروع میں کہا گیا ہے کہ یہ مودت زمین سے جنازہ اٹھانے کے وقت ہے اس کے بعد کوئی حرج نہیں کہ دوسرے بھی اسی کی عادت کریں ساخت کے نزدیک سنت یہ ہے کہ چار آدمی جنازہ اٹھائیں کیونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ جنازہ چار جانب سے اٹھایا جائے۔ اسے امام محمد نے آثار میں حضرت امام ابو حنیفہ سے ان کی سند سے ابن مسعود صحابی جبکہ روایت کیا ہے۔ یوں ہی ابو داؤد، ترمذی، ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے از شعبہ از منصور روایت کی ہے۔ اور شیخ ابن الہمام رضی اللہ عنہ نے دو مکملوں کے درمیان جنازہ اٹھانے کا ذکر آثار صحابہ سے کیا ہے۔ اور ایک مرتبہ حدیث بھی ذکر کی جسے ضعیف قرار دیا اللہ چار آدمیوں کے اٹھانے میں آثار و روایت صحیحہ مرفوعہ نقل کیں اور کہا وہ آثار مخصوص حالات پر مشتمل واقعات ہیں۔ جن کے بارے میں احتمال ہے کہ سنت ہر پاسی عام سے کی بنا پر ہو جو خاص حالات کی بنا پر اس کا متقاضی تھا جسے مکان کا تنگ ہونا یا اٹھانے والوں کا کم ہونا۔ واللہ اعلم۔

حضرت ترابان علی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم لوگ ایک جنازہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے آپ نے کچھ لوگوں کو سواری پر بٹھایا تو فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی کہ ماحمق و بے عقل چل رہے ہیں۔ اور تم سواریوں کی پشتوں پر سوار ہو۔

حضرت زکی، ابن مایہ اور ابوداؤد نے اس کی فضیلت روایت کیا۔

اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حضرت ثوبان سے  
موقوف روایت کی گئی ہے۔

١٥٨١  
٨٤  
وَعَنْ كُوثَانَ قَالَ سَمِعْتُ  
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي حَضْرَةِ فَوَايَ نَاسًا وَكُثَانًا  
فَقَالَ أَلَا تَسْتَحْيُونَ أَنْ يَخْلُقَ  
اللَّهُ عَلَيَّ أَقْدَامَهُمْ وَأَنْتُمْ عَلَى  
ظُهُورِ الدُّوَابِّ  
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ قَيَّحٍ  
وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ وَهَمْدَانُ)  
قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى عَنْ  
كُوثَانَ مُوَفَّقًا

ابہ حضرت زبان مٹا اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنا و کردہ علام ہیں۔ یہ فردِ حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرت اقدس میں عارض رہتے تھے۔

۱۷۔ حاشی میں مذکور ہے کہ آپ نے سواہل کو جنازے کے نزدیک دیکھا یعنی اگر سواہل جنازہ سے دور فاصلے پر  
چلیں تو کوئی حرج نہیں۔ فقہی روایات میں مذکور ہے کہ اگر سواہل پر چلنے کی ضرورت درپیش ہو تو پھر بلا کراہت جاؤ  
ہے۔

۱۸۔ یعنی یہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہیں۔ مگر حنفی مرفوع ہے  
کیونکہ مانکہ کے پیدل چلنے کی خبر و اطلاع حضرت زبیر علی صابہا الصدوقہ والسلام سے سنے کے بغیر ممکن نہیں۔

۱۵۸۶ ۲۷ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پر  
سورۃ فاتحہ پڑھی۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَرَأَ عَلَى الْجَنَائِزِ بِفَاتِحَةِ

الْكِتَابِ.

(ترمذی، ابوداؤد،)

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ

وَابْنُ مَاجَةَ)

(ابن ماجہ)

ابوداؤد ترمذی نے کہا کہ اس حدیث کا اسناد

قوی نہیں ہے۔

۱۹۔ ظاہر یہ ہے کہ آپ نے سورۃ فاتحہ نماز جنازہ میں پڑھی۔ جیسا کہ ضعیف حدیث ابن عباس میں گزرا۔  
اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے سورۃ فاتحہ بطور تبرک نماز سے پڑھی یا پھر پڑھی کہ جیسا کہ صحیح مسلم و  
مروج ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۰۔ اسبابہم بن عثمان جو اس حدیث کا راوی ہے۔ مگر ائمہ صحیحین نے اس حدیث میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔ مگر میں نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔  
مرفوع ہم نہیں مرفوع نہیں ہے۔ اور فیصل اول میں قدرے بحث کر چکی ہے۔

۱۵۸۷ ۲۸ وَعَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى

النَّبِيِّ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جب تم نبی پر نماز پڑھو تو اس کے لیے دعائیں

نہایت کثرت سے پڑھاؤ۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ)

۲۱۔ اعلیٰ کا معنی ہے فلک طاعت ہے۔ یادِ شہرت اور نفسانی خواہش کی علامت کے بغیر

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ہی نہایت ہے۔

۱۵۸۸ ۲۹ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ  
 اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَّتِنَا وَمَيِّتِنَا  
 وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا  
 وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَنَسْنَانَا  
 اللَّهُمَّ هُنَّ أَخِيَّتُنَا مِنَّا  
 فَاحْبِبْهُنَّ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَن  
 تَوَكَّلْنَهُنَّ مِنَّا فَتَوْفَهُ عَلَى الْإِيمَانِ  
 أَلَلَّهُمْ لَا نُحَرِّمُنَا أَجْرَهُ وَلَا  
 تَقْبَلِنَا بَعْدَهُ.

(تَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَ  
 التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ  
 النَّسَائِيُّ)

عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ الرَّشْقِيِّ  
 عَنْ أَبِيهِ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهُ عَنْهُ  
 قَوْلُهُ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهُ  
 أَبِي دَاوُدَ فَاحْبِبْهُ عَلَى الْإِيمَانِ  
 وَتَوَكَّلْنَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَفِي  
 آخِرِهِ وَلَا نُحَرِّمُنَا بَعْدَهُ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازے پر نماز  
 پڑھتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ بخش دے  
 ہمارے زندہ، ہمارے مردے، ہمارے موجود  
 انسان ہمارے غیر موجود انسان ہمارے چھوٹے  
 ہلکے بڑے ہمارے مردوں اور ہمارے عورتوں  
 کہ اے اللہ جیسے ترے ہمارے زندوں میں زندہ  
 رکھا ہے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جسے ترے  
 ہم میں سے وفات دے دیا ہے اسے ایمان پر  
 وفات عطا کر۔ اے اللہ ہمیں اس کے اجر و ثواب  
 سے محروم نہ کر۔ اور ہمیں اس کے بعد کسی شخصے میں مبتلا نہ کر۔

(احمد، ابوداؤد)

(محمدی)

(ابن ماجہ)

نسائی تھے اسے ابو ابراہیم الراشقی من امیر  
 سے روایت کیا۔ اور نسائی کی روایت دانتا پر  
 ختم ہو جاتی ہے اور ابیہم من احتیجہ من الی آخرہ  
 اس کی روایت میں نہیں۔ اور ابوداؤد کی روایت  
 میں فائز علی الایمان اور توفی علی الاسلام آیا ہے اور  
 اس کے آخر میں ولا تمننا بعدہ (میں اس کے بعد  
 مگر نہ کرنا) آیا ہے۔

یہ زندگی کے ساتھ اسم کا ذکر کیا۔ اور میت کے ساتھ ایمان کا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے  
 اور یہ زندگی میں ہوتے ہیں۔ مگر موت کے وقت تصدیق بھی کے سوا بندے کے ساتھ کچھ نہیں ہوتا۔

یہ یعنی وہ اجر و ثواب جہاں مرنے والے کی عزت کی مصیبت سے بچے ہیں ملنا چاہیے۔ اور عزت میں واقع  
 عقد کرنا کی ذریعہ اور پیش رو توں طرح مردی ہے۔ حرم اور حرام یعنی کسی چیز سے نا امید کرنا۔

اسے ابو ابراہیم الراشقی انصاری کہتے ہیں کہ یہ ذکر کیا ہے اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے



امام بخاری کا براہیم کے باپ کے حق پر چھاپا کہ وہ اس کو نہیں مانتے اور یہ عام ہے کہ وہ اس کا باپ دراصل مجہول شخص ہیں۔

۱۵۸۵  
۳۱  
وَعَنْ وَائِلَةَ ابْنِ الْأَسْقَمِ  
قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ  
مِّنَ النَّسْلِيِّينَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ  
اللَّهُمَّ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فِي  
ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَابِكَ فَقِهِ  
مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ  
النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَ  
الْحَقِّ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ  
إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

حضرت دائلہ ابن اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے  
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص پر میں نے نماز پڑھائی  
میں نے آپ کو یہ کہنے سنا کہ ایسی غلطی کا جیسا  
ظہار پڑھے ذمہ اس تیرے قرب کے بعد میں  
ہے تو اسے قبر کے فتنہ اور آگ کے  
عذاب سے بچا دے تو وہاں اس پر  
والہ ہے۔ اہل اسے بخش دے اور  
اس پر رحم کرے شک تو ہے نہ

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ قَيِّمٍ)  
۱۵۸۶  
۳۱  
وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۱۵۸۶  
۳۱  
وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۱۵۸۶  
۳۱  
وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ فَكَانَ  
وَكُنْزًا عَنْ مَسْأَلَتِهِ

خبریں بیان کرد اور ان کی برائیوں سے باز رہو۔

(ابو داؤد، ترمذی)

(رَدَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَالْتِمِيزُ)

اسے یہ حکم سنانوں، نیکو کردوگں اور ان لوگوں کے ساتھ عاص ہے جن کا حق ظلم آشکارہ اور ظاہر نہ ہو

۱۵۸۴ وَقَدْ قَاتِبَ ابْنُ حَالِبٍ

حضرت نافع ابی غالب سے روایت ہے اسے

قَالَ صَدَّقْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ

ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک کے ساتھ

عَالِبٍ عَلَى جَنَازَةٍ مَعَالِيقَ

ایک مرد کے جنازے پر نماز پڑھی تو آپ اُس کے

قَتَامَ جِئَانٍ دَانِيَةً مَعَ مَعَالِيقَ

سر کے مقابل کمرے ہوئے پھر لوگ ایک قرشی عورت

بِجَنَازَةِ امْرَأَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ قَالُوا

کہ جنازہ لائے ہوئے اسے ابو حزرہ اس پر نماز

يَا أَبَا حَزْرَةَ صَلِّ عَلَيْهَا فَقَامَ

پڑھتے تو آپ درمیانِ تحت کے مقابلہ کھڑے

جِئَانٍ فَسَطَّ الشَّوْبِرِيُّ فَقَالَ

ہوئے۔ ان سے علاء ابن زیاد نے عرض کیا کہ کیا

لَهُ الْعِلْمُ بْنُ زَيْدٍ هَكَذَا

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنازے پر

نَافَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ایکے ہی کھڑے ہوئے دیکھا جیسے آپ مرد اور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْجَنَازَةِ

حسرت کے جنازے پر کھڑے ہوئے فرمایا

مَقَامَكَ مِنْهَا وَمِنْ التَّحْلِجِ

ہاں۔

مَتَلَعَكَ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ

(ترمذی)

(رَدَاةُ ابْنِ أَبِي حَالِبٍ وَابْنِ مَالِكٍ)

اور ابو داؤد کی روایت میں اسی کی مثل ہے

وَقَدْ قَاتِبَ ابْنُ دَاوُدَ وَتَلَوَا

کچھ زیادتی کے ساتھ اساس میں یہ بھی

مَعَ زَيْدَادٍ وَفِيهِ مَقَامُ عِنْدَ

ہے کہ آپ حسرت کے سر کے مقابل کھڑے

عَلَى ابْنِ أَبِي حَالِبٍ وَابْنِ مَالِكٍ

ہوئے۔

ابو داؤد، ترمذی

اسے یہ بھی تاملین میں ہے۔

اسے یہ بھی تاملین میں ہے کہ وہ مرد کے جنازے پر سر کے مقابل کھڑے ہوئے

اسے یہ بھی تاملین میں ہے کہ وہ مرد کے جنازے پر سر کے مقابل کھڑے ہوئے



ہوں اور عورت کی چار پائی پر درمیان کے مقابل کھڑے ہوئے ہوں۔  
 کہ یہاں سڑی میں لفظ عینہ یعنی سرین آیا ہے۔ لفظ عین (عین کی درہیم کی پیش) یعنی سرین کا آخری حصہ۔  
 بارے میں گفتگو فصل اول میں حضرت عمر بن عبد بن جندب کی حدیث کے تحت ہو چکی ہے۔

## الفصل الثالث

### تیسری فصل

حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکر سے روایت ہے  
 فرماتے ہیں کہ حضرت اہل ابن حنیف اور تیس ابن  
 سیدہ قادشہ میں بیٹے ہوئے تھے کہ ان پر جنازہ  
 گزارا وہ دونوں صاحب کھڑے ہو گئے ان سے  
 کہا گیا کہ یہ جنازہ زمیندار یعنی ذمی کا ہے  
 تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم پر ایک جنازہ گزارا آپ کھڑے  
 ہو گئے۔ مرثیہ پڑھا گیا کہ یہ ترہودہ  
 جنازہ ہے۔ فرمایا اے یہ جاننے والے

۱۵۹۸ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ ابِي  
 اَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ سَمُؤِيلُ  
 ابْنُ حَنِيْفٍ وَقَلِيْسُ بْنُ سَعْدٍ  
 قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرَّ عَلَيْهِمَا  
 بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيلَ لَهُمَا إِنَّهَا  
 مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْ مِنْ  
 أَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا إِنْ دَسَّوْا  
 اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَتَامَ فَيَقِيلُ  
 لَهُ إِنَّهَا جَنَازَةٌ يَهُودِيٍّ فَقَالَ  
 أَلَيْسَتْ نَفْسًا

(متفق علیہ)

(متفق علیہ)

اے آپ اکابر تابعین اور کوفہ کے تابعین کے طبقہ اول میں سے ہیں اور قریب ستر اور ہجرت میں  
 حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عثمان بن عفان، حضرت ابویوب انصاری کو تیسرے طبقے میں سے ہے۔  
 یہ عبدالرحمن فرماتے ہیں۔ میں نے ایک سو بیس صحابہ کرام کو پایا ہے جو سب کے سب انصاری تھے۔ جب انھوں  
 حاضر فرماتے ہیں میں گمان نہیں کرتا کہ حد تو ہے اس میں کیا کوئی کچھ جہاں۔ ان کا ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے  
 زمانہ ولادت میں ہوئی جب کہ حضرت عمر کی خلافت کے چودہ سال باقی رہ گئے تھے۔ ان کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے  
 حدیث سننے میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عمر سے کوئی حدیث نہیں سنی۔

عبدالرحمن (ما کی پیش)

تہ تادسیہ (ق کی بڑی کوفہ سے پندہ میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔

کہ زمیندار سے دلی لگتے ہوئے زمیندار کے پاس کی عمارت اور مذاکرت پر کما گیا ہے کیونکہ یہ لوگ زمین کے کام کاج کی رغبت اور اس کی کاشت کرتے ہیں یا اس بنا پر انہیں اہل زمین کما گیا ہے۔ مسلمانوں نے ان پر زمین میں خراج پر مقرر کر رکھا تھا۔

۱۵۸۹ یعنی کیا یہ ہمارے چیز نہیں ہے۔ اہل کی موت سے ڈرنا اور ہجرت گیر ہونا چاہیے۔

حضرت عبادہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنازہ کے ساتھ جاتے تو دبیٹھتے حتیٰ کہ میت قبر میں سکھ دیا جاتی آپ کے سامنے ایک بیوی پادری آیا عرض کیا کہ اے محمد ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں فرمایا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنے لگے اور فرمایا کہ ان کی مخالفت کرو۔

۱۵۸۹ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَبِعَ جَنَازَةً لَمْ يَقْعُدْ حَتَّى تُوضَعَ فِي اللَّحْدِ فَعَرَضَ لَهُ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ لَهُ إِنَّا هَكَذَا نَكْنُسُ يَا مُحَمَّدٌ قَالَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خَالِفُوهُمْ.

ترمذی۔ ابوداؤد

(وَقَالَ الْتَرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ

وَابْنُ مَاجَهٗ)

ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ

ہے۔ اور بشیر بن سافع راوی قوی نہیں

غَرِيبٌ بِشَيْرِ بْنِ سَافِعٍ الرَّاهِطِيُّ

ہے۔

لَيْسَ بِالْقَوِي.

۱۵۹۰ اس کا سہوہ ہے کہ آپ کو دلی لگتے ہوئے زمیندار کے پاس کی عمارت اور مذاکرت پر کما گیا ہے جس میں آپ کو دلی لگتے ہوئے زمیندار کے پاس کی عمارت اور مذاکرت پر کما گیا ہے۔

۱۵۹۱ اس کا سہوہ ہے کہ آپ کو دلی لگتے ہوئے زمیندار کے پاس کی عمارت اور مذاکرت پر کما گیا ہے جس میں آپ کو دلی لگتے ہوئے زمیندار کے پاس کی عمارت اور مذاکرت پر کما گیا ہے۔

حضرت عی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جنازہ کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیا تھا اس کے بعد پھر آپ بیٹھنے لگے اس

۱۵۹۰ وَعَنْ عِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ

جَكَسَ بَعْدَ ذَلِكَ وَ أَمَرَنَا  
بِالنَّجْوَى.

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

١٥١ وَحَزَّ مُحَمَّدٌ ابْنُ سَيْرِينَ  
قَالَ إِنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ بِالْحَسَنِ  
ابْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَتَنَّمَ  
الْحَسَنُ وَلَمْ يَهُمَّ ابْنُ عَبَّاسٍ  
فَقَالَ الْحَسَنُ أَلَيْسَ قَدْ قَامَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ قَالَ نَعَمْ لَكُمْ  
جُلُوسٌ.

١٧٢

حضرت محمدؐ اپنی سیرت سے روایت ہے فرماتے ہیں  
کہ ایک جنازہ صحیح میں چالیس بار دعا پڑھا جائے  
اور جس کھڑے ہو گئے بتا دے دھڑکتے ہوئے  
ہام حسن سے فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم یہودی کے جنازے کے لیے نہ  
کھڑے ہوئے فرمایا ہاں، پھر بیٹھنے لگے

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

۱۵۔ آپ مشورۃ العین میں سے ہیں۔

۱۵ یعنی پہلے یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ دیکھتے ہی کھڑے ہو جاتے تھے، بعد میں کھڑا ہوتا تک کر دیا تو پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔ یہ نسخ جنازہ میں داخل ہے۔ یا مطلق ہے (اب کی طرح ہے) ظاہر و دہرا  
تھاں ہے۔ و اللہ اعلم۔

١٤٩٧ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ  
عَنْ أَبِيهِ نَ الْحَسَنِ بْنِ  
عَلِيٍّ كَانَ جَانِبًا فَمَرَّ عَلَيْهِ  
بِحَدَادَةٍ فَقَادَ مَنَاسَ حَقِّ  
جَاوَزَتْ مُحَدَّثَةً فَقَالَ أَحْسَنُ  
إِنَّمَا مَرَّ بِحَدَادَةٍ يَمْشِي فِيهَا وَ  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَرِيضَةٍ  
جَانِبًا وَكَرِهَ أَنْ يُفْعَلَ رَأْسُهُ

[illegible]

بِحَنَازَةٍ يَمْكُودِي قَتَامَ -  
(رَوَاهُ النَّسَائِي)

ہر گھوڑے

(نسائی)

لے اس سے نہ اٹھنا چاہیے۔

۱۵۹۱ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم یورپی کا جنازہ دیکھ کر جو کھڑے ہوئے تھے اس وجہ سے کھڑے ہوئے تھے یورپی کا جنازہ آپ کے سر مبارک سے بلند نہ ہو جائے۔ یہ حضرت امام حسن کے جنازہ کے یہ کھڑے ہوئے تھے جو کھڑے ہوئے کے حکم کے مندرجہ ہوجانے کے بعد ہے پھر اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے۔ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ امام محمد کی امام حسن رضی اللہ عنہم سے ملاقات نہیں ہوئی۔

۱۵۹۲ وَهَنْ آيُ مُوسَىٰ أَنْ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَّتَ بِحَنَازَةٍ  
يَمْكُودِي أَوْ تَصْرَانِي  
أَوْ مُسْلِمٍ فَقُومُوا لَهَا فَلَسْتُمْ  
لَهَا قُومُونَ إِنَّمَا قُومُونَ لِيَنَّ  
مَعَهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ  
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تیرے پاس سے یورپی یا نصرانی یا مسلمان کا جنازہ گزرے تو اس کیسے کھڑے ہو جاؤ۔ کیونکہ تم اس کے یہ کھڑے نہیں ہو سکتے بلکہ تم قرآن ملائکہ کے یہ کھڑے ہوتے ہو جو اس جنازے کے ساتھ ہوتے ہیں۔

(احمد)

۱۵۹۳ حدیث کی بعض روایات میں نَرَّتْ کہلایا ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک فقوموا لہا کے زیادہ مناسب ہے۔

۱۵۹۴ یہ ملائکہ یا ملائکہ رحمت ہوتے ہیں اگر میت مسلمان ہو یا ملائکہ غضاب ہوتے ہیں اگر میت کافر ہو تو جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کے اسباب مختلف ہیں۔ کبھی تو آپ گھبراہٹ اور جنازہ سے عبرت کے طور پر کھڑے ہوتے تھے۔ کبھی ملائکہ کے کلام و حرکت کا خاطر جنازہ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ کبھی اس امر کا براہت کے یہ کہ جنازہ آپ کے سر مبارک سے بلند نہ ہو جائے۔ کبھی آپ ان میں سے کسی بات کا اعتقاد نہ کرتے حالات و مقامات کے اختلاف کے باعث اس بارے میں اگر کوئی بات ثابت ہوتی ہے تو وہ یہ ہے کہ آخر کار آپ نے کھڑا ہونا چھوڑ دیا۔ بہر حال آپ کا جو فعل بھی چلا تھا وہ مندرجہ ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

۱۵۹۵ وَهَنْ قَتَامِكِ بَنِي هَبَيْرَةَ  
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ  
مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيُصَلِّيَ عَلَيْهِ  
ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ مِنْ الْمُسْلِمِينَ  
إِلَّا أَوْجَبَ فَكَانَ مَالِكٌ إِذَا  
اسْتَقَالَ أَهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَاءَهُمْ  
ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ لِهَذَا الْحَدِيثِ.  
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

کفر سے سنا۔ کوئی مسلمان نہیں جو مرے پھر اس  
پر مسلمانوں کی تین صفیں نازل ہو جی یں اگر اللہ تعالیٰ  
واجب ثابت کر دیتا ہے تو حضرت مالک نے یہ  
دستور بنالیا تھا کہ جب جنازہ پڑھنے والوں کی کمی  
محسوس کرے تو اس حدیث کی بنا پر تین صفیں  
بنائے۔

(الموداود)

اور ترمذی کا ایک روایت میں ہے کہ حضرت مالک  
بن مبیرہ رضی اللہ عنہ جب نماز جنازہ پڑھتے اور  
نازیلوں کی تعداد کم محسوس کرتے تو ان کے تین صفے  
بناتے پھر فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا ہے جس جنازہ پر تین صفوں نے نماز پڑھی  
اللہ تعالیٰ ہر صفہ اس پر واجب و ثابت کر دیا  
اور ابن ماجہ نے اس کا بھی روایت کیا۔

وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ  
كَانَ مَالِكٌ بْنُ هُبَيْرَةَ إِذَا  
صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَتَقَالَ النَّاسُ  
عَلَيْهَا جَزَاءَهُمْ ثَلَاثَةٌ أَجْزَاءُ ثُمَّ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ  
ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ أَوْجَبَ وَتَرَوَى  
ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ.

۱۔ مبیرہ عاکل پیش ہا کی زبیا ساکن۔ آپ مہالی میں حضرت امیر معاویہ کی طرف سے اسلامی افواج کے  
کمانڈر تھے مروان کے دور حکومت میں رحلت فرمائی رضی اللہ عنہ

۲۔ یعنی اس نفل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت اور عقیقہ واجب کر دی۔  
۳۔ جنازہ پڑھنے کے لیے موجود افراد تعداد میں کم پاتے تو انی آخرم۔

حضرت امیر مبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کرتے ہیں کہ آپ  
نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھتے تھے۔ اے اللہ تو ان کا  
رب ہے اور تو نے اسے پیدا کیا اور تو نے اسے  
دین اسلام کی ہدایت کی۔ اور تو ان کے  
پر مشیر اور ظالم اعمال کو بتر باناتا ہے۔

۱۵۹۵  
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي الْعَقِيلَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ اللَّهُمَّ  
أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَ  
أَنْتَ هَدَيْتَهَا إِلَى الْإِسْلَامِ وَ  
أَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا وَأَنْتَ

أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَقَلَّ نَبِيُّهَا جَنَّا  
شُقَقَاءَ فَأَغْفِرْ لَهُ

سحرشی بن کر آئے ہیں۔ تو اس کی مغفرت  
فرما

(ابوداؤد)

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

لہ تبصر کا اصل معنی پتہ ہے کسی چیز کو پڑنے کا آنا ہے۔

۲۷ یعنی ہم رگ یہ خواہش رکھتے ہوئے تیری بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں کہ تو اسے بخش دے۔

۲۹-۱ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ  
قَالَ صَلَّيْتُ وَرَأَيْتُ أَبِي هُرَيْرَةَ  
عَلَى صَبِيٍّ لَمْ يَفْعَلْ خَطِيئَةً  
قَطُّ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ  
اَعِزَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی  
آفتاد میں ایک بچے کی نماز جنازہ پڑھی جس نے  
کوئی گناہ نہ کیا تھا میں نے آپ کو سنا کہ آپ یہ  
دعا پڑھتے تھے اے اللہ اے عذاب قبر سے پناہ  
میں رکھ

(ماک)

(رَوَاهُ مَالِكُ)

وَعَنِ ابْنِ خَالِيٍّ تَعْلِيْقًا  
قَالَ يَقْرَأُ الْحَسَنُ عَنِ ابْنِ  
قَائِمَةَ الْكِتَابِ وَيَقُولُ اَللّٰهُمَّ  
اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَ ذَخْرًا وَ اَجْرًا

اور بخاری سے یہ روایت قیقا مرقی  
ہے۔ اور امام حسن بصری نے پر سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے  
اور دعا کرتے تھے کہ اے اللہ اے ہمارے لیے  
پیش رو بننا۔ اور اسے خط و در احد و آخر  
جائے

لہ کلمہ ایک غیر مکلف پڑھا۔

۳۰ اسی حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر نما بالغ بچوں سے بھی سوال ہو سکتا ہے ورنہ بھی عذاب میں مبتلا  
ہوتے ہیں۔ علامہ کا ہمارے بچوں کے سوال و جواب قبر میں اختلاف ہے۔ مگر غیر مکلف کے لیے عذاب قبر: حد شرع  
کے خلاف ہے۔ اس مسئلے کی توضیحات باب ایمان بالقدر میں گور چکی ہیں۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

۳۱ کہ بطریق تعین ترجمہ باب یہاں۔

۳۲ مکلف موت کے منہ میں پہن جانے والا۔ فرمودہ شخص جو قافلے میں سے آگے جائے تاکہ گھوڑوں کے  
پتے چارہ۔ ڈول رسی وغیرہ سامان تیار کرے۔ اور کنواں وغیرہ پاک و صاف کرے۔ ذخیرہ مال کی پیشکش کن کن یعنی وہ  
مال تو ذخیرہ کیا جاتا ہے اور وقت مرگت کے لیے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اجر یعنی اجرت و مزدوری۔

۳۳-۱ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفَطْلُ  
لَا يُصَلِّي عَلَيْهِ وَلَا يَرِثُ وَلَا  
يُورَثُ حَتَّى يَسْتَهْلِكَ.

(رَوَاهُ الْبُزْجِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ وَلَا يُورَثُ.

اسے یعنی جب تک اس سے زندگی کا نشان ظاہر نہ ہو۔

۱۵۹۶ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ  
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ الْقَوْمُ الْإِمَامُ  
فَوْقَ شَيْءٍ وَ النَّاسُ خَلْفَهُ يَعْنِي  
أَسْفَلَ مِنْهُ.

رَوَاهُ النَّدَائُ قُطَيْبِيُّ فِي الْمَجْتَبَى

فِي كِتَابِ الْجَنَائِزِ.

جیسے دارقطنی نے مجتبیٰ میں کتاب الجنائز

کے احمدی روایت کیا۔

اسے آپ مشہور صحابی ہیں بعض نے انہیں اصحاب بدر میں شمار کیا ہے مگر تحقیقی بات یہ ہے کہ بدر کی جانب ان کی نسبت اس بنا پر ہے کہ ان کی سکونت بدر میں تھی اس بنا پر نہیں کہ آپ غزوۃ بدر میں شامل تھے۔ واللہ اعلم۔  
اسے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ اکیلا امام کسی بلند چیز پر کھڑا اور مقتدی اس کے پیچھے کسی پشت سے پر کھڑے ہوں یہ حکم تمام نمازوں کیلئے ہے صرف نماز جنازہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ حدیث کے الفاظ بھی اس کے ساتھ خاص نہیں ہیں صرف نماز جنازہ کے ذکر کی انتہا حدیث سے اس باب میں ذکر کرنا کافی۔  
اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا یہ حدیث اسی باب میں وارد ہوئی ہے۔ ہر جگہ جہاں لوگوں نے فقہیہ عادت بنا رکھی ہو۔ نماز جنازہ اس طرح پڑھتے ہیں۔ قرآن نہیں ادا کرنے سے روکا گیا۔ واللہ اعلم۔

جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طفل پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی اور نہ وہ کسی کا وارث بنتا ہے اور نہ اس کا کوئی وارث بنتا ہے جب تک کہ پیچ نہ مارے۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ مگر ترمذی نے لفظ لایورث (اس کا کوئی وارث نہیں بنتا) ذکر نہ کیا۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ امام کسی بلند چیز پر کھڑا ہو اور لوگ اس کے پیچھے یعنی اس سے نشیب میں کھڑے ہوں۔

# بَابُ دَفْنِ الْمَيِّتِ

## دفن میت کا باب

دفن یعنی ستر اچھا، ہے پھر اس کا استعمال زیادہ تر میت کو زمین میں چھپانے میں ہونے لگا۔ لفظ قبر بھی دفن کے معنی میں ہے۔ چوں کہ غالب استعمال اس جگہ پر ہونے لگا جہاں میت کو چھپاتے ہیں۔ قبر انسان کے دفن کرنے کے ساتھ نام سے۔ مقبرہ دیر کی زرتات کے بعد ایم اور باکی زبر سے بھی آیا ہے، سب سے پہلا شخص جو زمین میں دفن ہوا عالمیں تھا۔ کیونکہ سب سے پہلے مرنے والا انسان نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ پھر قرآن و طرح کی ہوتی ہے ایک لحد دوسری شق دد دفن جائز میں۔ مگر لحد افضل اور سنت کے زیادہ مطابق ہے۔ جیسا کہ اس کا بیان احادیث کی شرح میں آ رہا ہے۔

## فصل اول

## الفصل الأول

حضرت طاہر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس بیماری میں فرمایا جس میں آپ فوت ہوئے، میرے لئے لحد کھودنا اور میرے اوپر کچی اینٹیں کھڑی کرنا۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ فِي مَوْتِهِ أَكِدْتُ هَلَقَ فِيهِ لَحْدًا لِي وَخَدًا قَانِصُورًا عَلَى اللَّيْلِ نَضْبًا كَمَا صَنَعَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(رواه مسلم)

(مسلم)

سے آپ شہر تائیں میں سے ہیں۔

لحد کا نام کنز برائے پیش درون کا طرح آیا ہے۔ بعد میں عساکن۔ لحد میں اس کا معنی ہے ایک طرف جھکنا۔ شرع میں لحد کا یہ کہ لحد میں جس کی جانب قبلہ رکھا کھودا جائے۔ حدیث میں وارد لفظ لحد کا جزو کی زیر عدا کی نہ براور ہمزہ کا زبر درحاک نہ درون لحد رہا ہیں۔

سے حدیث میں لفظ کنز آیا ہے۔ لام کی زبر یا کنز پر دفن کثرت اس کا واحد کثرت بردن کثرت ہے۔ کنز لام و با دونوں کا زبر سے بھی آیا ہے۔



لَهَا وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ  
جُعِلَ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصِيَّةٌ حَمْرَاءُ.  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ جسے میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر  
مبارک میں سرخ رنگ کا کپڑا رکھا گیا ہے۔

(مسلم)

اس حدیث میں لفظ تطیفہ آیا ہے۔ یعنی سرخ رنگ کا کپڑا یعنی سرخ دعائی دار۔ اسے خیمہ اور محل بھی کہتے ہیں۔  
یہ کپڑا خیریت آپ کی قبر انور میں ڈالنے کی وجہ سے یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شقران (شین کی پیش وفات ساکن) حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کے غلام نے صحابہ کرام کی اجازت اور رضا کے بغیر سے ڈالا تھا تاکہ آپ کے بعد اسے کوئی اور نہ پہنے۔ علماء  
نے میت کے نیچے کپڑا بچھانے کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اس میں تفسیح اور اسراف ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔ کیونکہ آپ اپنی قبر انور میں نہ نماز اور حیات میں نہ نماز کا علم۔

۱۶۲ وَعَنِ سُفْيَانَ الثَّمَالِيِّ أَنَّهُ  
رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مُسْتَشْمًا.

حضرت سفیان الثمالی رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ بے شک انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی قبر انور کو بھیجی کہ وہ کھان بڑھتی۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(بخاری)

اسے تمارہ تاکا نہ براؤ تھا آپ اکابر علماء میں سے ہیں۔ صحابہ کرام نے بھی ان میں سے کسی سے روایت نہیں کی۔  
اسے کتاب مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے کہ حضرت سفیان الثمالی نے کہا کہ میں اس کو جس میں داخل ہوا جس میں  
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبر مبارک میں۔ یہ حضرت سفیان کی قبر مبارک کی  
کمان کی شکل میں دیکھا۔ قبر میں سنت بھی یہ ہے کہ اوپر سے ان کی شکل کمان کی صورت میں ہے۔ حضرت سفیان الثمالی صحابہ کرام  
کے ثبوت میں وارد ہیں۔ پھر افضل یہ ہے کہ قبر انور کی بندی ایک بالشت کے بل پر ہو گا اسے کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کی قبر انور کی بندی ایک بالشت کی مقدار ہے۔ قبر میں اس قدر بندی کافی ہے۔

ہمارے ملک ہندوستان میں اگر چہ سطح زمین پر قبر کا نشان مرنے بنا سے ہی نہ لگایا جائے گا تاکہ انہیں نشان بھی  
بنائیتے ہیں تاکہ سنت کی رعایت بھی ہو جائے۔ امام شافعی کے نزدیک قبر کا نشان مرنے اور ان نشان (بنا یا جائے)۔ کتاب  
حاوی میں جبران کے مذہب میں لکھی گئی ہے کہ لگایا ہے جو اور بنا کر ان نما بنائے۔ خدا ولی ہے اس کی شہادت میں مذکور ہے  
کہ سطح نشان اس لیے ادلی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی قبر سطح بنائی تھی۔ حضرت عاکم  
بن محمد سے منقول ہے کہ انہوں نے ان قبور متبرکہ کو سطح شکل میں دیکھا۔ اللہ شیخ ابن ماجہ رحمہ اللہ نے تابعین و صحابہ کی  
ایک جماعت سے نقل کیا کہ یہ قبریں کوہان ناقص ہیں صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۶۳ وَعَنْ أَبِي الْهَتَّاجِ الْأَسَدِيِّ  
قَالَ قَالَ لِي هَلْ أَرَى أَحَدًا  
عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا  
قَدَمَ تَمْنَأُ إِلَّا طَسَّعَهُ وَلَا  
قَبْرًا مُشْرُوكًا إِلَّا تَوَيْمَتْهُ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو الہتاج الاسدی سے روایت ہے فرماتے  
میں مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھے  
اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا۔ وہ یہ ہے کہ  
کوئی تصویر باقی نہ چھوڑے گراں سے مٹا دے اور نہ  
کوئی بلند قبر گراں سے زمین سے ہموار کر دے۔

(مسلم)

۱۶۴ ابو الہتاج (صاحب زبر یا مخدوم خرمی جیم) الاسدی یعنی قبلہ بنی اسد سے۔ آپ تابعی بزرگ اور صحیح الحدیث  
ہیں۔

۱۶۵ یہ فقہ ثمال کا ترجمہ ہے طرح میں ہے کہ تراشی ہوئی موت کو شمال کہتے ہیں۔

۱۶۶ مینا سے پست کر دے۔ مینا تک کہ وہ زمین کے اس قدر نزدیک ہو جائے کہ اس سے قدرے نمایاں اور  
ظاہر دکھائی دے یعنی ایک پالشت بلند ہو جیسا کہ ملون ہے۔

۱۶۷ وَهَنْ بَجَائِزٍ قَالَ تَهْلِي رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَنْ يَحْطِصَّ الْقَبْرَ وَأَنْ يَبْنِي  
عَلَيْهِ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو چونا کچ  
کر لینے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا  
کہ اس پر کوئی چیز تعمیر کی جائے اور اس پر بیٹھنے سے  
بھی منع فرمایا۔ (مسلم)

۱۶۸ حلف اللہ کے نام پر ہے گواہ پر بھی کی پانی کی جائے تاکہ ویران نہ ہو تو یہ درست اور جائز ہے۔

۱۶۹ بعض نے کہا کہ پھر وغیرہ کی ممانعت منع ہے۔ بعض نے کہا کہ اس پر خیمہ وغیرہ لگانا ممنوع و مکروہ ہے  
۱۷۰ کہ قبر کو کبر پر بیٹھا قبر گیری اور عزت مومن کے منافی ہے۔ بعض نے کہا قفائے حاجت کے لیے بیٹھنا  
منع ہے بعض صف سے قبر پر سونا منقول ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۷۱ وَعَنْ أَبِي مَرْثَدَةَ الْغَنَوِيِّ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُوا عَلَى  
الْقُبُورِ وَلَا تَقْصُوا إِلَيْهَا

حضرت مرثدہ غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف منہ کر کے نماز  
پڑھو۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ مرثیہ (میم) کی زبردست اسکن شاکی زبردست غمخیز بنیں اور نون کی زبردست آپ اکابر صحابہ میں سے ہیں۔  
۲۔ اس بارے میں مفصل گفتگو اب الساجدہ دماغ العلویہ میں ہو چکی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کا اگ کے انگاسے پر بیٹھا جس سے اس کے کپڑے جل جائیں اور وہ اگ اس کے جسم تک پہنچ جائے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

۱۶۶۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ لَأَنْ تَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَذَرٍ فَيَحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلَصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ -

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ یہ حدیث کے سلف تفحص کا ترجمہ ہے تفحص غلوں سے بچنا ہے۔ یعنی کسی چیز تک پہنچنا ملام پریش ہے۔

## دوسری نفل

## الفصل الثانی

حضرت مروان بن الزہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مدینہ منورہ میں دو آدمی آئے۔ ایک لڑکا تھا اور دوسرا شہید تھا جس نے کہا میرے آباؤں نے دعا پڑھا کہ اگر گیارہ سال پہلے وہ شخص آگیا جو قبر تیار کیا کرتا تھا یا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر تیار کرتا تھا۔

۱۶۶۲ عَنْ عُذْوَةَ بِنِ الرَّبِيعِ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَلْعَدُ وَالْآخَرُ لَا يَلْعَدُ فَقَالُوا أَيُّهُمَا جَاءَ أَوَّلًا عَمِلَ فَبَجَاءَ الَّذِي يَلْعَدُ فَلَحَا لِيَسْئَلُوا اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَوَاهُ فِي شَرْحِ الشُّعْبَةِ)

۱۔ یعنی حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ۔

۲۔ یعنی حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ۔

۳۔ اس اختلاف کے بعد کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے لہر قبر تیار کی جائے یا نہیں۔

۴۔ حضرت ابو طلحہ انصاری اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہما دونوں صحابی ہیں۔ یہ حدیث اسی امر کی دلیل ہے کہ قبر (حق) جائز ہے اگر ناجائز ہو تو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ یہ قبر کیوں تیار کرتے

۱۶۸ وَ هِن ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ اللَّحْدُ لَنَا وَ الشَّقُّ  
لِغَيْرِنَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
جلد سے یہ اور شق دوسروں کے  
یہ ہے

ترمذی - ابو داؤد

نسائی - ابن ماجہ

امد احمد نے جریر بن عبد اللہ سے روایت کی۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ  
بْنُ مَاجَةَ وَ النَّسَائِيُّ وَ تَرَاوَاهُ  
أَحْمَدُ عَنْ جَوْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

۱۷۰ اس میں شک نہیں کہ لحد شق سے افضل نہ ہوگی بلکہ شق کردہ ہوگی۔ اور اگر دوسروں کے یہ ہے سے گزشتہ آیتیں مراد  
ہوں تو اس صورت میں لحد شق سے افضل ہوگی بہر صورت لحد واجب نہیں اور شق منوع نہیں۔ اگر منوع ہوتی حضرت  
ابو عبیدہ اسے تیار نہ کیا کرتے ظاہر یہ ہے کہ حضرت ابو عبیدہ کا شق قبر بنانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے یا آپ کا  
سے درست تسلیم کرنے کی بنا پر ہوگا۔ نیز صحابہ کرام کا اس پر اتفاق کرنا کہ جو صاحب پستے آئے وہ اپنی طرز کی قبر بنائے  
جی اس پر دلالت کرتا ہے کہ دونوں قسم کی قبر بنانا جائز و درست ہے۔ پس آپ کا یہ فرمانا کہ ”لحد عمار سے یہ ہے“  
اپنی پسند کا بیان ہے۔ سنت کا بیان نہیں۔ یعنی ہم لحد پسند کرتے ہیں۔ اور دوسرے شق جیسا کہ کہا گیا ہے۔ بعض نے  
ہاں کہ ”دوسروں کے یہ ہے“ غیر اہل مدینہ مراد میں کیونکہ مدینہ منورہ کی زمین محنت و مضبوط اور لحد کھودنے کے قابل ہے  
ان حالات دوسرے علاقوں کے انطباعی نے کہا کہ یہ حدیث ان اخبار میں سے ہے جن میں ائدہ ہونے والے واقعات  
کا خبر لی گئی ہے۔ صحیح میرے بعد لوگ شق قبر بنایا کریں گے تو یہ آپ کے معجزات میں سے ہے۔

۱۷۱ عَنْ يَسَّامِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ يَوْمَ أُحُدٍ إِذَا أَحْبَبْتُمْ  
أَوْ سَعَيْتُمْ وَأَطِيعُوا وَ أَحْسِنُوا  
وَ أَذِنُوا لِوَلَدَيْنِ وَ الثَّلَاثَةَ  
فِي قَبْرِ وَاحِدٍ وَفَكِّمُوا أَلْفَهُمْ  
قُرْآنًا - تَرَاوَاهُ

حضرت یسّام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امد کے دن فرمایا  
قبر میں کھودا انہیں کشادہ اور گہری بناؤ۔ اندر ایچھی  
بناؤ۔ اور دو امد تین آدمی ایک قبر میں دفن کرو۔  
اور جو قرآن زیادہ جانتا تھا اسے قبر میں پستے  
اٹارو۔

۱۷۲ (امد - ترمذی)

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ

أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ  
إِلَى قَوْلِهِمْ وَ أَحْسِنُوا.

ابو داؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے لفظاً احسنوا  
تک روایت کی۔

۱۷۔ حضرت ہشام اور ان کے باپ عامر دونوں کو حضور کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ ان کی حدیث بعروں میں شہور  
ہے۔ ان سے حضرت حسن بصری وغیرہ روایت کرتے ہیں۔  
۱۸۔ جب کہ صحابہ کرام کا ایک جماعت شہید ہو گئی۔

۱۹۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر گہری کرنا سنت ہے کہ اس میں میت کے جناح ہونے سے حفاظت ہے۔ امام محمد  
رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قبر کی گہرائی درمیانے قد کے آدمی کے سینے کے اوپر کے حصے تک ہونی چاہیے۔ اگر اس سے  
بھی گہری کریں تو نافع ہے۔ مادہ اگر آدمی کے قد کے برابر گہری کریں تو بہت بہتر ہے جیسا کہ کتاب مطالب المؤمنین  
میں محیط سے نقل کیا۔

۲۰۔ یعنی اسے اچھی طرح ہموار کرو اور خس و فاشاک سے خوب مٹا دیجئے کہ اس سے مراد  
یہ ہے کہ میت کو نہلانے و صلائے میں نرمی اور شفقت کرو۔ نیز تمیز و تکفین اسے اٹھانے اور قبر میں اتارنے میں لپٹکا  
احتیاط سے کام لو۔ جیسا کہ شیخ کی شرح (فتح الباری میں ہے)

۲۱۔ یہ ضرورت اور مجبوری کے تحت ہے۔ بلا ضرورت درست نہیں۔

۱۱۱. وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا كَانَ  
يَوْمُ أُحُدٍ جَاءَتْ عَنِّي بَابِي  
لِتَدْفِنَهُ فِي مَقَابِرِنَا فَتَنَادَى  
مُنَادِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوا الْقَتْلَى إِلَى  
مَضَاجِعِهِمْ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
جب کہ یوم اُحُد پر میری باریک دیکھ رہا تھا  
تاکہ اسے ہماری قبروں میں دفن کر دیتے  
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہذب سے ایک  
آواز مینے مینے ہونے لگا کہ لوگو! تم لوگو! تم لوگو!  
ان کی جھولوں کی طرف لو لوگو! تم لوگو! تم لوگو!

(اصحہ ترمذی) (ابو داؤد ابن ماجہ ابن حبان)

(ابو داؤد ابن ماجہ ابن حبان)

اور یہ لفظ ترمذی کے ہیں۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَ  
أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَ الدَّارِمِيُّ  
وَ لَفْظُهُ لِلتَّرمِذِيِّ)

۱۲۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مردہ جس جگہ مرا ہو وہاں سے دوسری جگہ منتقل نہ کیا جائے۔ حضرت جابر  
اصحاب کے باپ کے قصے خصوصاً یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا تو اسے اپنی جگہ  
واپس لایا جائے۔ مگر یہ کہ حضرت جابر کی چھوٹی کا حضرت جابر کے باپ کو دوسری جگہ لائے سے لائے کا مادہ مراد ہو۔

لیکن صحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس موقع کے چھ ماہ بعد اپنے باپ کو جنت البقیع میں لائے اور وہاں دفن کیا۔

علامہ بی رحمہ اللہ نے کما ظاہر یہ ہے کہ اگر کوئی ضرورت اور مجبوری درپیش ہو تو دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے بے ضرورت جائز نہیں۔ کتب فقہ میں اس مسئلہ کا کافی تفصیل ہے۔ شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے لکھا کہ اگر میت کو دفن سے پہلے اور اس پر ایٹھیں درست کرنے سے پہلے منتقل کریں تو کوئی حرج نہیں۔ جب کہ ایک دو میل کی مسافت پر بے جانا مطلوب ہو کیونکہ عموماً قبرستان بستے نامے پر واقع ہوتے ہیں۔ متنب یہ ہے کہ ہر شہر کے قبرستان اعلیٰ دفن ایما کے جہاں وہ مہر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب اپنے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی زیارت کو گئیں اور وہ کہ منظر سے ایک منزل کے فاصلے پر رہے تھے۔ پھر وہاں سے انہیں منتقل کر کے کہ لایا گیا تھا، تو فرمایا اگر تیری موت کے وقت میں تیرے پاس موجود ہوتی تو مجھے اس جگہ سے منتقل نہ کرتی بلکہ جس جگہ تو مرا تھا وہیں مجھے دفن کرتی اور دفن کرنے اور اس پر بٹھی بلور کرنے کے بعد منتقل کرنا درست نہیں ہے۔ کہ قبر کا اکھڑنا اگر چہ تھوڑے

یا زیادہ وقت کے بعد جانا جائز ہے، مگر کسی مجبوری اور عذر کے تحت اور عذر یہ ہے دفن کرنے کے بعد ظاہر ہوا کہ میت کو نصب شدہ زمین میں دفن کیا گیا ہے۔ یا اس زمین کو شفع کرنے والا لے جائے گا اور بہت سے صحابہ کرام حبشہ میں دفن کیے گئے۔ وہاں سے انہیں منتقل کر کے دوسری جگہ نہ لایا گیا۔ اور اگر مالک زمین، زمین کو ہموار کر کے اس میں کھیتی باڑی کرنا چاہے تو اسے ایسا کرنے کی اجازت ہے کیونکہ مردہ کا حق زمین کے اندر ہے ظاہر سطح زمین سے اس کا حق متعلق نہیں۔ عذر وہاں سے ایک عذر یہ بھی ہے کہ حد میں کسی کا مال یا کپڑا گر گیا ہو اور اسے نکالنا مقصود ہو۔ شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے لکھا کہ تمام شایخ اس بات پر متفق ہیں کہ اگر ایک عورت کا بچہ کسی دوسرے خرمیٰ دفن کر دیا گیا ہو اور وہ میت اس کے دفن کے وقت وہاں موجود نہ ہو پھر عورت آگاہ ہونے پر بے صبری کرنے کے بعد چاہے کہ وہاں سے منتقل کر کے کہ لایا جائے کی اجازت نہیں۔ لہذا بعض متاخرین کا اسے جائز قرار دینا غیر مقبول ہے۔ اگر کوئی میت بے محل یا بلا عذر جتانہ دفن کر دیا گیا تو اب سے قبرے نکالنا جائز نہیں اور جہاں مرا ہو اس مکان میں دفن کر دیا جائے کیونکہ جہاں موت واقع ہوئی وہاں ہی دفن کرنا انبیاء کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کا خاصہ ہے۔ دوسرے فقہان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے جس گھر میں مرا ہے وہاں دفن نہ کرنا چاہیے اور اگر وہاں ایک قبر مردہ دفن نہ کیا جائے۔ مگر ضرورت کے تحت ابن الہمام کا کلام ختم ہوا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرما۔  
یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر انور میں سر کی  
طرف سے داخل کیا گیا ہے

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ

(رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ)

(شافعی)

اس حدیث میں لفظ نل آیا ہے۔ لغت میں اس کا معنی ہے کسی چیز کو نرمی سے کھینچنا اور باہر نکالنا جیسے تھوار اور چھری وغیرہ کو نیام سے باہر نکالنا میت کو سر کی طرف سے کھینچنے کا مطلب یہ ہے کہ جنازہ قبر کی پائوں والی جانب رکھا جائے پھر اس کے سر کی جانب سے قبر میں لایا جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے۔ اخاف کے نزدیک خانہ قبر کی دائیں جانب رکھا جائے۔ چنانچہ میت کے پائوں قبر کے پائوں کی طرف ہوں اور میت کا سر قبر کے سر کی جانب اور میت کو اس طرح اٹھا کر قبر میں رکھا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرنے کے قبر میں اسی طرح رکھتے تھے۔ جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریف میں اس قدر سرعت و کشادگی نہ تھی کہ قبلہ کی جانب سے آپ کو قبر میں اتارا جائے۔ کیونکہ آپ کی قبر شریف دیوار کے بالکل ساتھ ہے۔

۶۱۲ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرًا لَيْلًا

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر میں رات کو داخل

فَأَسْبَحَ لَهُ بِسَرَّاجٍ فَأَسْفَدَ مِنْ

ہوئے اور آپ کے لیے چراغ بجایا گیا تو آپ نے

قَبْلِ الْقَبْلَةِ وَقَالَ رَحِمَكَ اللَّهُ

میت کو جانب قبلہ کی طرف سے پکڑا اور آپ نے کہا

إِنْ كُنْتُ رَوَّاهَا تَلَاءَ الْقَوَّانِ

اللہ تعالیٰ پر رحمت نازل کرے یہ شک نہ کہ

(رَوَّاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ فِي

خفت سے بہت انداز میں کہنے والا تھا اور میت

شَرْحُ الشُّعْبَةِ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ)

قرآن پڑھتے ہوئے تھا کہ اسے قبر میں رکھتے ہیں

۶۱۳ وَعَنْ ابْنِ عُثْمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ

اور فرما سننے میں کہ اس کا اسناد ضعیف ہے

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

میت کو قبر میں داخل کیا کرتے تھے تاکہ نبی کریم صلی اللہ

إِذَا أَدْخَلَ النَّبِيَّتِ الْقَبْرَ قَالَ

ہوئے کہ فرمایا کرتے ہیں اللہ ہا اللہ و اللہ رسول اللہ

بِسْمِ اللَّهِ بِأَنَّهُ وَ عَلَى مِلَّةِ

اور ایک روایت میں ہے وہی سنت رسول اللہ

رَسُولِ اللَّهِ وَفِي رِوَايَةٍ عَلَى

سنت رسول اللہ

سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ

سنت رسول اللہ

سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ

سنت رسول اللہ

سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ

سنت رسول اللہ

سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ

سنت رسول اللہ

سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ

سنت رسول اللہ

سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ

سنت رسول اللہ

سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ

سنت رسول اللہ

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ  
ابْنُ مَاجَةَ وَ مَرْوِيُّ أَبُو دَاوُدَ  
الثَّانِيَةَ)

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ  
اور ابو داؤد نے دوسری روایت  
کی

اسے لفظاً و معنی میں صحیح و معروف دونوں طرح میں لکھا ہے۔

ظہر لینی ان محدثین نے تو یہ حدیث اللفظاً و معنی کے ساتھ روایت کی۔ اور ابو داؤد نے صرف وہی سنی رسول اللہ  
کے الفاظ سے یہ حدیث روایت کی۔

۱۹۱۲ وَ هُنَّ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ  
عَنْ أَبِيهِ مُوسَى أَنَّ لَلْبَقِ عَصَا  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عَلَى التَّيْبِ  
ثَلَاثَ حَقَائِبَ يَمْلِكُهُ جَبِيحًا  
أَنَّهُ دَهَى عَلَى قَبْرِ أَبِيهِ  
إِبْرَاهِيمَ وَ دَخَمَ عَلَيْهِ حَضَبًا  
(نَدَاءٌ فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ وَ مَرْوِيُّ  
الْخَافِضُ مِنْ قَوِيهِ دَهَى)  
اسے یعنی حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ سے۔

حضرت جعفر بن محمد اپنے باپ سے اس روایت کرتے  
ہیں کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں  
دست مبارک سے تین لپ مٹی مٹی لی اور بیٹھ کر  
نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی  
قبر مبارک پر پانی چھڑکا۔ اور اس پر کھڑکیاں رکھیں۔  
اسے شرح سنن میں روایت کیا۔  
اور امام شافعی علیہ الرحمۃ نے اسے لفظ  
رش سے روایت کیا ہے۔

۲۰ حدیث میں لفظ دہی آیا ہے۔ یہ شے شتن ہے۔ یعنی کسی کے چہرہ پر خاک ڈالنا۔ حتیٰ بروزن رنی یعنی  
دونوں ہاتھ سے کیا جائے کسی چیز کو اٹھانا۔

۲۱ حدیث میں لفظ دہی آیا ہے۔ یہ شے شتن ہے۔ یعنی کسی کے چہرہ پر خاک ڈالنا۔ حتیٰ بروزن رنی یعنی  
دونوں ہاتھ سے کیا جائے کسی چیز کو اٹھانا۔

۲۲ حدیث میں لفظ دہی آیا ہے۔ یہ شے شتن ہے۔ یعنی کسی کے چہرہ پر خاک ڈالنا۔ حتیٰ بروزن رنی یعنی  
دونوں ہاتھ سے کیا جائے کسی چیز کو اٹھانا۔

۱۹۱۳ وَ هُنَّ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ  
عَنْ أَبِيهِ مُوسَى أَنَّ لَلْبَقِ عَصَا  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عَلَى التَّيْبِ  
ثَلَاثَ حَقَائِبَ يَمْلِكُهُ جَبِيحًا  
أَنَّهُ دَهَى عَلَى قَبْرِ أَبِيهِ  
إِبْرَاهِيمَ وَ دَخَمَ عَلَيْهِ حَضَبًا  
(نَدَاءٌ فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ وَ مَرْوِيُّ  
الْخَافِضُ مِنْ قَوِيهِ دَهَى)  
اسے یعنی حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ سے۔

حضرت جعفر بن محمد اپنے باپ سے اس روایت کرتے  
ہیں کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں  
دست مبارک سے تین لپ مٹی مٹی لی اور بیٹھ کر  
نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی  
قبر مبارک پر پانی چھڑکا۔ اور اس پر کھڑکیاں رکھیں۔  
اسے شرح سنن میں روایت کیا۔  
اور امام شافعی علیہ الرحمۃ نے اسے لفظ  
رش سے روایت کیا ہے۔



۱۷ کیونکہ اس میں تکلف اور آرائش ہے (جس کی ضرورت نہیں) اور امام حسن عسکری حنفی کی پہلی جہاں قرار دیا  
امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا مٹی سے پائی مستحب ہے۔ فقاری فانیہ میں کہا مٹی کی پائی میں کوئی خرچ نہیں مگر امام کرخی کی خلافت  
میں جیسا کہ کتاب مطالب المؤمنین میں ہے۔

۱۸ یعنی خدا و رسول پاک کا اہم گرامی رتا کہ لوگوں کے پاؤں کے نیچے نہائے اور اس پر کوئی حیوان ہل پھینک نہ  
کر دے بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا ہے جو پر تحریر شدہ تختیاں کھڑی کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ بے فائدہ فعل ہے۔ مگر جب کوئی  
غرض صحیح متعلق ہو تو پھر جائز و روا ہے۔

۱۹ اور یہ بھی مستحب ہے کہ قبروں میں ننگے پاؤں آئیں۔ جیسا کہ کتاب شریعت الاسلام میں ہے۔

۲۱۶ وَعَنْهُ قَالَ رُشَّ قَبْرِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الَّذِي  
رُشَّ الْمَاءِ عَلَى قَبْرِ يَلَالُ بْنُ  
رَبَاحٍ بِقَرْبَةِ بَدَا مِنْ قَبْلِ رَسُولِهِ  
حَتَّى اتَّعَى إِلَى رِجْلَيْهِ  
(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے۔ فرماتے  
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر مبارک پر پانی  
چھڑکا گیا اور صاحب نے آپ کی قبر پر پانی تھا  
وہ حضرت مال بن رباح سے۔ آپ نے ایک مشک سے  
پانی چھڑک کر آپ کے قبر مبارک کی طرف سے خرچ کیا  
یہاں تک کہ چھڑکتے چھڑکتے آپ کے پاؤں تک پہنچ  
پہنچ گئے۔ اسے بقی نے دلائل النبوۃ میں روایت  
کیا۔

۲۱۷ لَعَزَّ رَاحُ رَاكِي زَبْرَسَ

۲۱۸ وَعَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي قَدَاحَةَ  
قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ  
أُخْرِجَ بِجَنَاحِهِمْ فَدُفِنَ أَمَرَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا أَنْ  
يَأْتِيَهُ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمَلَهَا  
فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ وَحَسَرَهُ  
عَنْ ذِرَاعَيْهِ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ  
الَّذِي يُخْبِرُنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَارِي

حضرت مطلب بن الحجاج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات پر  
فرمایا کہ اس کا جنازہ نکالو اور اسے دفن کر دو  
قرنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم کیا کہ  
پتھر اٹھا کر اسے وہاں پتھر کی لکڑی کا تھلکا رکھ دے  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پتھر کو اٹھانے کے کمر بستہ رہے  
اور اپنے ہاتھوں سے اسے اوپر چڑھائیں اور حضرت  
مطلب فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے اس فعل کی لمحہ جبر دی تھی اس نے دیا تھا گریا

أَنْظُرْ إِلَى بَيَاضِ ذِي تَاجٍ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَعَلَى حَسْرَةِ عَنَّا ثُمَّ حَسَلَهَا  
فَوَضَعَهَا عِنْدَ نَاسِهِ وَ قَالَ  
أَعْلِمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَ  
أَخِيْنُ إِلَيْهِ مَنْ هَاتِ مِنْ  
أَهْلِيْ-

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں مبارک کی  
سفیدی دیکھ رہا ہوں۔ جب کہ آپ نے اپنی آستین باندھ  
چٹھائی آپ نے وہ چٹھا دیا اور اسے ان کے سر  
کے قریب رکھ دیا اور فرمایا میں اس کے ساتھ اپنے  
بھائی کی قبر کا نشان قائم کرتا ہوں۔ اور میں  
اس کے پاس دفن کروں گا اپنے اہل میں سے  
جو ذات ہوگا۔

(ابوداؤد)

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

۱۔ دو ائمہ واد کی زبرد آپ صحابی ہیں فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ یہ حدیث آپ ایک دوسرے صحابی سے روایت  
کرتے ہیں کیونکہ خود آپ اس وقت موجود نہ تھے۔

۲۔ معلق بن علقم کے ساتھ آپ مدینہ میں سے پہلے شخص ہیں جو مدینہ منورہ آکر فوت ہوئے اور آپ کا جنازہ باہر  
جنت البقیع کا طرف طایا گیا۔ اور وہاں دفن کیا گیا۔

۳۔ امیر واد کی دست مبارک باہر لائے۔ خسر ملاورین سے معنی برہنہ کرنا۔

۴۔ معنی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر انور کا۔ اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مروان بن  
الحکم نے یہ چٹھا اٹھا کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر رکھ دیا۔

۵۔ چنانچہ ان کے بعد سب سے پہلے جو صاحب ان کی قبر کے ساتھ دفن کیے گئے وہ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور جب حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
ہمارے اپنے سلف (حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جا کر مل جائے۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے فرماتے ہیں میں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں

حاضر ہوا اور عرض کیا اے عیسیٰ ماں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی قبر انور اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبر

سے پردہ ہٹائیں اور میرے لیے ان کا دروازہ

کھولیں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تین قبور

کے آگے سے پردہ ہٹایا جو نہ تو زمین کے ساتھ

۱۹۱۸ وَقَيْنَ الْقَائِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

قَالَ وَجَلَّتْ عَلَى عَائِشَةَ

فَقُلْتُ يَا أُمَّةَ الْكَرِيمِ إِلَى

مَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبِيهِ

فَكَشَفَتْ عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ لَا

مُشْرِقَةٍ وَلَا لَاطِئَةٍ مَطْبُوعَةٍ

بِطَهَّاءِ الْعَرَصَةِ الْخَمْرَاءِ۔

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

۱۔ یعنی حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم آپ اکابرہ اہل بیت افاضل زمانہ اور مدینہ منورہ کے سات مشور و فہمہ کرام میں سے تھے۔

۲۔ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما یہ تینوں قبور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں تھیں جب تک ان قبور مطہرہ منورہ تک پہنچنے کا راستہ موجود تھا ان کے آگے پردہ پڑا ہوا تھا جب زائرین ان کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتے تھے تو پردہ اٹھا دیا جاتا اور لوگ اندر آکر زیارت کرتے۔

۳۔ علماء فرماتے ہیں ان کی ہنسی ایک بالشت تھی۔

۴۔ بطحا کشادہ نامے کہتے ہیں جس میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں ہوں۔ یہاں بطحائے کنکریاں مراد ہیں۔

۵۔ دراصل حریمی کے جن کہتے ہیں اور ہر کشادہ جگہ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کے بعد عینہ مطہرہ کے اطراف میں واقع ایک محفوس جگہ کے لیے یہ زیادہ تر استعمال ہونے لگا۔

۱۶۱۹ وَقَيْنَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ

قَالَ نَحْنُ جَمَاعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

جَنَازَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ

فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يَلْحَقُنَا

بَعْدُ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلَ الْيَمِينِ

وَجَلَسْنَا مَعَهُ۔

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ

مَاجَةَ وَتَرَاوَدَ فِي أَنْحَاءِ كَأَنَّ

عَلَى رُؤُوسِنَا الظِّلَّ)

۱۔ ابراہیم بن عبد اللہ، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ

کیا اور ابن ماجہ نے اس کے آٹھ بیٹوں پر ظلال زیادہ سے

روایت کی ہے۔ گویا ہمارے سروں پر چھوٹے ہیں۔

۲۔ گویا کہ ہمارے سروں پر پردہ ہے۔ یعنی ہم پر انتہائی حضور و سکون طاری تھا۔ یہ مدنیغہ باب ۱۱۱۱۱۱  
من حضور المست کی تیسری نفس میں حضرت بلال بن حازب رضی اللہ عنہ نے اسٹاف کے ساتھ جو وہاں دیکھا ہے  
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر تک جنازے کے ساتھ چلنا اور اس کے دفن تک اس کی انتظار میں بیٹھنا مستحب ہے

۱۶۲۰ عَالِمَةً اَنْ نَسُوْلَ اللّٰهَ فَطَلَّ  
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَسُوْ  
عَظِمَ النَّمِيْتِ كَكْسِرِهِ حَيًّا.  
(رَوَاهُ مَالِكٌ وَابُو دَاوُدَ وَ  
ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت  
کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی  
توڑنا۔ (مالک، ابوداؤد)  
(ابن ماجہ)

۱۶۲۱ عَنِ اَنَسٍ قَالَ شَهِدْنَا  
بَدَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ تَدْفِنُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ  
عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدُمْعَانِ  
فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ أَحَدٍ ثُمَّ  
يَقَامِرُ اللَّيْلَةَ فَقَالَ نَحْنُ صَلَاحَةٌ  
أَنَا قَالَ فَكَثِرْتُ فِي قَبْرِ مَا فَتَرَنَ  
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

## تیسری فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں  
ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کی  
تدفین کے وقت موجود تھے و درانحالیکہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس تشریف فرما تھے میں نے  
دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی ایسا ہے جو  
آج رات اپنی بیوی کے پاس نہ جائے۔ حضرت ابو طلحہ  
نے عرض کیا میں (یا رسول اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا انس پر فرمایا تم اس کی قبر میں اترے۔ (بخاری)

۱۶۲۱ عَنِ اَنَسٍ قَالَ شَهِدْنَا  
بَدَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ تَدْفِنُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ  
عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدُمْعَانِ  
فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ أَحَدٍ ثُمَّ  
يَقَامِرُ اللَّيْلَةَ فَقَالَ نَحْنُ صَلَاحَةٌ  
أَنَا قَالَ فَكَثِرْتُ فِي قَبْرِ مَا فَتَرَنَ  
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۶۲۱ عَنِ اَنَسٍ قَالَ شَهِدْنَا  
بَدَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ تَدْفِنُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ  
عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدُمْعَانِ  
فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ أَحَدٍ ثُمَّ  
يَقَامِرُ اللَّيْلَةَ فَقَالَ نَحْنُ صَلَاحَةٌ  
أَنَا قَالَ فَكَثِرْتُ فِي قَبْرِ مَا فَتَرَنَ  
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اور آپ کے اس فعل کو ناپسند جانا۔ محدثین کرام نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس وجہ سے ایسا کیا اور آپ کا غدر یہ تھا کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بیاری طوالت اختیار کر چکی تھی۔ حضرت عثمان کا یہ لگان نہ تھا کہ وہ اس رات میں فوت ہو جائیں گی۔ تو بے بس ہو کر آپ نے لڑائی سے جماع کر لیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا تو حضرت ابو طلحہ نے عرض کیا۔ اے اللہ۔

۳۵ حضرت ابو طلحہ انصاری جو حضرت انس کی والدہ کے خاندان تھے۔ نے عرض کیا میں وہ شخص ہوں جس نے آج کی رات بروی سے جماع نہیں کیا۔

۳۶ شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی شرح میں فرمایا کہ اس حدیث سے یہاں تکال ملاحظہ فرمائیے کہ اس کام کے لیے خاندان مذکور رحمہ اللہ وار غیر رشتہ دار نیک لوگوں سے بہتر ہیں۔ کیونکہ ہر شخص کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان کے لیے قبر میں اترنے سے کوئی امر مانع ہو۔ امام فردی نے ایسا ہی کہا ہے۔ اور فرمایا کہ اس حدیث سے یہ ماخوذ ہوتا ہے کہ جسے بروی سے جماع کیے کافی وقت گزر چکا ہو وہ اس کام کے لیے زیادہ مناسب ہے۔ اسے خوب سمجھو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ سنا پٹے بیٹے سے فرمایا جب کہ آپ پر سکرانہ سے ملادیا ہو چکی تھی، جب میں فوت ہوا تو میرے ساتھ کوئی نہیں کرنے والی نہ باطنی اور نہ بیرونی۔ اگر ہاتھ نہ دے جب مجھے دفن کر چکو تو میرے اوپر مٹی چڑھ کر پتھر میری قبر کے ارد گرد اتنی دھڑکڑے رہو جتنی وہ بھارت ڈنکا کرنے والے سے قسیم کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ تاکہ میں تم سے کون ماضی کوئی اور یہ جان لوں کہ خلائق کے عرض ستادہ فرشتوں کا کیا جواب دیتا ہوں۔ (مسلم)

۳۷ وَ هُوَ عَمْرٍاءُ بْنُ الْعَاصِ قَالَ  
لَا بَيْنَهُ وَهُوَ فِي سَيِّاقِ الْعَمُوتِ  
إِذَا أَنَا مِثْ فَلَا تَصْحَفْنِي  
نَائِحَةً وَلَا تَأْمُرْ فَإِذَا دَهْنُومُونِي  
فَشْتَوْا عَلَى الثَّرَابِ شَتًّا شَدًّا  
أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدَرُ مَا  
يُنْخَرُ وَ يُقْسَمُ لَعْنَهَا حَقُّ  
أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَ أَعْلَمَ مَاذَا  
أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي  
(رواہ مسلم)

۳۸ آپ مشورہ صوابی میں رضی اللہ عنہ

۳۹ اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ میت کے ساتھ آگ لے کر جاتے تھے تاکہ مشک وغیرہ جلا گئے کے محکم آسکے۔

۴۰ یعنی مجھ پر تھوڑی تھوڑی کر کے مٹی ڈالنا اس میں اس جانبہ خارہ ہے کہ میت ہر ایسی چیز سے دور وغیرہ محفوظ رہے۔ پتھر، شیش کی بیش لون مشدود و دشمن دشمن اور لون شہ کے ساتھ یعنی پانی چھڑکنا۔ یہاں مٹی چھڑکنے کے لیے

استعمال ہوا ہے۔

کہ حدیث کے عربی الفاظ میں نقطہ چند (جیم کی زبر) آیا ہے یعنی اذنی فذکرنا۔

۵۵ اصل میں فقط استانس ہے جو انس سے مشتق ہے جس کا معنی ہے کسی چیز سے کھن اور آرام پانا۔

۵۶ جو قبر میں کاتے اور سرائے کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے  
سنا جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اسے روک  
نہ رکھو۔ جگہ سے قبر کی طرف جہی ہے جاؤ اور اس کے  
سر کی جانب سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات اور اس کی  
پانچویں کی جانب سورۃ بقرہ کی آخری آیت پڑھی  
جائیں۔

اسے یحییٰ نے شب الایمان میں روایت کیا اور  
کما معجم یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر پر  
موقوف ہے۔ (اور ان کا قول ہے)

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ  
قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا مَاتَ  
أَحَدُكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُ وَاسْتَرْعَوْا  
بِهِ عَلَى قَبْرِهِ وَلْيُغْرَضْ عِنْدَ  
رَأْسِهِ فَأَيُّهُ الْبَقَرَةُ وَهَذَا  
مِاجِلِيهِ بِخَاتَمَةِ الْبَقَرَةِ.  
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ  
وَقَالَ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ  
مَوْقُوفٌ عَلَيْهِ.

۵۷ یعنی اول حدیث سے ہم انھوں تک۔

۵۸ یعنی انھیں رسول سے تا آخر حدیث بقرہ۔ اور انہوں میں سورۃ فاتحہ معہ زین (سورۃ قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ  
برب الناس) اور سورۃ قل هو اللہ احد پڑھنے اور اہل قبور کے لیے ثواب گمانے کا ذکر آیا ہے۔ حدیث کے لیے قرآن کا  
ثواب گمانے اس لیے ثواب پہنچنے میں علامہ کا اختلاف ہے۔ قول صحیح یہ ہے کہ ثواب پہنچتا ہے۔ شیخ عبداللہ یاضی رحمہ اللہ  
نے رضی اللہ عنہ میں نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے دنیا میں  
یہ قریء دیا تھا کہ قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔ مگر اس عالم برزخ میں اس قریء کے غلط سامنے آیا ہے۔ اور وہ یہ کہ  
میت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ اس قریء پر قرآن پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ یہی صحیح ہے۔ جیسا کہ شیخ ابن الہمام رضی اللہ عنہ  
نے ذکر کیا۔

۵۹ یعنی بھرتی مرفوع حدیث روایت ہے۔

حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
ہیں۔ جب حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَلِيكَةَ قَالَ  
لَنَا قُوتِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ

بِالْحَبَشِيِّ وَهُوَ مُؤَصِّفٌ فَحِيلَ إِلَى  
مَكَّةَ فَدَفِنَ بِهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ  
عَائِشَةُ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ:

وَكُنَّا كُنَّا مَا فِي الْحَدِيثِ

حَبَشَةٍ مِنْ الدَّهْرِ حَقٌّ

قِيلَ لَنْ يَتَصَدَّقَا فَلَمَّا

تَفَقَّدْنَا كَانِي وَ مَا لِكَا

يَطُولُ اجْتِمَاعُ لَمْ

نَبْتَثْ لَيْلَةً مَعَنَا

ثُمَّ قَالَتْ وَاللَّهِ لَوْ حَضَرْتُكَ

مَا دُفِنْتُ إِلَّا حَيْثُ هُنَّ

وَلَوْ شَهِدْتُكَ مَا رُزْتُكَ.

(رَوَاهُ التَّوْمِيذِيُّ)

عشقی (ایم جگہ) ہے میں نے اسے اعلان کا جنازہ وہاں  
سے اٹھا کر شریف لایا گیا اور وہاں دفن کی گئی جب حضور عائشہ  
رضی اللہ عنہا شریف لائیں تو حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی  
اللہ عنہما کی قبر پر بھی آئیں۔ تو کہا ہے

ہم دونوں عرصہ دراز تک بڑھتی کے درمیان

کی طرح رہے حتیٰ کہ کہا جانے لگا یہ دونوں

بزرگ جہان ہوں گے پھر جب ہم میں بدلی مانع

ہو گئی تو اس کے بعد جو کہ ہم عرصہ دراز تک اکٹھے

ہوئے، ایسا محسوس ہوا کہ ہم نے کبھی ایک دوسرے

بھی اکٹھے نہیں بسر کی۔

پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگلے کا تم

اگر تیری موت کے وقت میں تیرے پاس ہوتی تو تو

وہیں دفن ہوتا جہاں خود ہوتا تھا اور کوئی برکت

مست تیرے پاس موجود ہوتی تو میری قبر کا ویرانہ ہو

جاتا۔ (بخاری)

۱۔ ایک نیکو یم کی پیش امام کی زب یا ساکن آپ شہید تھے ہیں حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے عہد  
میں کہ مغلہ کے قاضی تھے۔

۲۔ حبشی ماک پیش، با ساکن بعد میں شین بن فطرون غلام۔ انھیں یا شہید کہ مغلہ کے قریب ایک حبشی جگہ پر  
بعثت کے کہا کہ یہ جگہ کمرے سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے۔

۳۔ یعنی جنت اعلیٰ میں۔

۴۔ یعنی کہ مغلہ میں حج کے لیے شریف لائیں۔ تو حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی قبر کی دیوار کے نیچے  
بھی شریف لے گئیں۔ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی تھے۔ دونوں کی والدہ حضرت ام رومان ہیں۔

۵۔ اسی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے غزوات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قتل کیا تھا۔ کبریاں نے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی تھی۔

۱۔ جہیزہ (جیم) کا زہر مال نقطہ مالکی کی زیر (جیم) کا پڑھنے جانے والے نعروں میں اس کی تسبیح کی گئی ہے۔ اور جہیزہ (جیم) کی پیش ڈال کا زہر سے بھی پڑھا گیا ہے۔ چنانچہ لغت کی کتاب صحاح میں کیا جہیزہ عراق کے ایک بادشاہ کا نام تھا جس نے جہیزہ محبوب کو بھی اپنے قلم میں شال کر لیا تھا۔ اس بادشاہ کے دو ساتھی تھے۔ ایک کا نام ایک دوسرے کا قتل یہ دونوں مسلسل پالیس برس ایک دوسرے کے ساتھی اور بادشاہ کے ہمیشہ رہے۔ اور ان دونوں کو نعمان نے قتل کیا تھا ان کے قتل کا قصہ عجیب و غریب ہے جو کہ مقامات حریری کی شرح میں مذکور ہے۔ حقیقت (مالکی زیر قاف ساکن) بمعنی میت و ملاز مالکی پیش سے یعنی اتنی سال یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کہہ سکتے ہیں۔ اس کے لیے لفظ دہر بھی آتا ہے۔ لغت کی کتاب صحاح میں کہا جہیزہ مالکی زیر سے بمعنی سال یا سال۔ اور حقیقت و حقیقت بمعنی اتنی یا اس سے بھی زیادہ سال کا عرصہ صیغہ کہ خدائے تعالیٰ کے قول مبادک اذہم یعنی تمہارا دوسرا بھائی یا بیٹا ہے تو شاعر کہتا ہے ہم دونوں جہیزہ کے دو ساتھیوں کی طرح تھے جو مدت و ملازمت ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ یہاں تک کہ کہا گیا کہ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اور جب ہم ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو گریا میں اور مالک عرصہ ملازمت کا کٹھے رہنے کے بعد اس طرح ہو گئے کہ ایک ساتھی بھی اکٹھے نہیں رہے۔ شریح الملک کا لام بمعنی بعد یا مع ہے یہ دو شعر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پڑھے۔

شہد کبرکھو جائے میت سے میت کو دوسری جگہ منتقل نہ کرنا سنت اور انقل ہے۔

۲۔ شہ کیونکہ زیارت قبر کوئی لازم و ضروری کام نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ازواج مطہرات میت گزارنے والی عورتوں کی طرح ہیں جن کے یہ گھروں میں ہی رہنا لازم و ضروری ہوتا ہے۔ سوائے ضروری کام مانند حج و غیرہ باہر نکلنا جائز و درست نہیں۔ پھر ظاہر حدیث عورتوں کے قہر کی زیارت کو جانے کی ممانعت یہ ہے۔ اگر یہ بعض حضرات ممانعت کی حدیث کی تاویل کہتے اور اسے منسوخ قرار دیتے ہیں بلکہ کچھ تیری جائے میت سے دوسری جگہ دفن کے لیے لے جانا میرے نزدیک کرہ ہے جو چاہے تیری میت کے رقت کچھ سے ملاقات نہ کر سکی اس لیے تیری قبر کی زیارت کے لیے آئی ہوں تاکہ زیارت قبر تیری ملاقات کے قلم مقام ہو جائے۔ ورنہ ترک زیارت بہتر تھا۔ اسے کھ اور

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو قبر میں اتارا اور اس کی قبر پر پانی چھڑکا۔

(ابن ماجہ)

وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عَلَى قَبْرِ جَدِّهِ

(بخاری و ابن ماجہ)

اصحاب کے ائمہ حضرت ذکریم اور اس پر خصوصی مہربانی اور عنایت کے لیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت پر

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



عَلَى جَنَائِزِهِ لُحْدٌ آتَى الْقَبْرَ  
فَحَقَّقَ عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ تَأْسِيهِ  
ثَلَاثًا.

(ابن ماجہ)

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

لے یعنی اپنے دست مبارک سے۔

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
راستے میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک  
قبر سے ٹکڑے لگانے دیکھا تو فرمایا اس قبر کے کوکبیت  
نہ سے پکڑنا اسے تکلیف نہ دے۔ (احمد)

۹۱۳۷  
۲۸ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ  
رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مُتَّكِئًا عَلَى قَبْرٍ فَقَالَ لَا تُؤْذِهِ -  
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

جلد خزم (حاکم زبر ناساکن) حضرت عمرو بن حزم مہمالی ہیں۔ غزوہ خندق کے سال پندرہ برس کی عمر میں ایمان لائے  
اور تیرہ سال کے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن میں خبران کا مال مقرر فرما کر بھیجا۔  
۲۔ یہ راوی کا شک ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لاکھڑے صاحبِ هذا القبر فرمایا یا لا تہذہ فرمایا یعنی تعظما صاحب  
هذا القبر کے بجائے منیر سے بیان فرمایا۔ اور شاید اس سے مراد یہ ہے کہ یہ صاحب کی روح اسی قبر پر ملے ہوئے ہے۔ اور یہ لگاتے  
سے دینی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس میں میت کی اہانت اور اس کی محبت ہے۔ واللہ اعلم۔

## بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

### میت پر رونے کا باب

میت پر بے اوصاف آواز بلند کیے کر رونے میں حرج نہیں۔ مگر بلا دلیل اور کرنا اور میت کا حشر سے زیادہ اہم و اہم  
تقریب دستائیش کرنا جو حال و نا ممکن کے مشابہ ہو کر وہ اور منع ہے۔ تمام مہاجرین و مسلمانین و غیرہ کے لئے جو کچھ دیا  
کی شکل میں تہہ نہ کر وہ نہیں ہے۔ پھر مصائب پر تین دن سے زیادہ اور قبر پر جا کر رگ مٹانے کو وہ ہے۔ تاہم اگر کسی  
دفن سے پہلے اس کے بعد تین دن تک جائز ہے۔ تعزیت یعنی ماتم پر ہی کا مٹی ہے نصیبت زندہ کو مجبور و برداشت  
کی تعین کرنا عزائمیں صبر ہے۔ پھر ماتم واری کے لیے دروازے پر بیٹھنا کر وہ ہے۔ مگر بعض بشارت کے نزدیک کر وہ نہیں  
ہے۔ ماتم واری کے لیے تین دن تک بیٹھنا جائز ہے۔ اس سے زیادہ دن کر وہ ہے۔ بعض نے سات دن تک جائز  
قرار دیا ہے۔ عطا کے خواصاتی سے جو تاہیں میں سے ہیں و منقول ہے کہ انہوں نے کہا جب آدم علیہ السلام فوت ہوئے تو

ساری مخلوق سات سوڑ کھنڈوتی ہے۔ بعض سے متاخرین نے کہا ہے کہ اہل بیت کے گھر جمع ہونا کر وہ ہے اور یہ بھی کر وہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے دروازے سے نکلیں اور لوگ جمع ہو کر ان کی تعزیت کریں۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ جل ہی دفن سے فارغ ہوں اور طلبس کوئیں تو منتشر ہو جائیں۔ صاحب میت کو چاہیے کہ اپنے کام میں مشغول ہو جائے اور باقی لوگ بھی اپنے اپنے کام میں مصروف ہو جائیں۔ اور تعزیت ایک یا دو سے زیادہ دفعہ نہ کرنی چاہیے۔ بعض مشائخ بنی ہارنے کا میت حاضر کی تعزیت تین روز تک ہے اور میت نائب کی صرف ایک دن۔ بعض نے کہا نائب کے یہ تین دن تک تعزیت کے یہ بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔ گھوڑی بیٹھے یا مسجد میں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جعفر بن ابیطالب، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہ رواہ رضی اللہ عنہم کے قتل کی خبر سن کر مسجد میں بیٹھے اور لوگ تعزیت کے لیے آتے تھے۔ اور جو تکلفات لوگوں نے آج کل اختیار کر رکھے ہیں سب بدعت و تشنیع اور ناجائز ہیں۔ اور اگر تعزیت کندہ یوں کہے کہ تجھے بہت بڑی یا محنت مصیبت لاحق ہوئی ہے۔ بعض نے کہا کہ ایسا کتنا کفر ہے۔ بعض نے کہا کفر تو نہیں مگر گناہ بہت بڑا ہے۔ اور بعض نے اس کے جواز کا فتویٰ بھی دیا ہے۔ اور اگر یوں کہے کہ قیمتی زندگی اس کی کم ہوئی اتنی تجھے زیادہ مل جائے تو یہ کلمہ بھی کفر ہے۔ اور اگر اس طرح کے تیری عمر زیادہ ہو تو یہ بھی عطا اور جہالت ہے۔ یہ سب باتیں کتاب مطالب المومنین میں مذکور ہیں۔

## پہلی فصل

## الفصل الأول

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسفیان کے ہاں گئے۔ وہ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ کے شہر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کو کھڑا اور انہیں چڑھا اور ستر لگھا۔ اس کے بعد پھر ہم لوگ آپ کے ساتھ حضرت ابراہیم کے پاس گئے۔ اس وقت وہ اپنی جان آفرین کے سپرد کر رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنکھیں آنسوؤں سے بہنا شروع ہو گئیں۔ اس پر حضرت عمار بن جحش بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بھی؟ (دوسرے ہیں) فرمایا اے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ الْقَدِينِ وَكَانَ ظَنًّا لِأَبِي سَلَمَةَ قَالَ خَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنَيْهِ قَبْلَةَ وَخَسَّةً فَقَالَ سَمِعْنَا نَقْلَهُ بَعْدَ ذَلِكَ قَدْ أَلْزَمْنَاهُ بِجُودٍ بِتَقْسِيمِهِ فَجَعَلَتْ خَدَّيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذَرًا كَانَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

عَوِي وَ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
فَقَالَ يَا ابْنَ عَوِي اِنَّهَا رَحْمَةٌ  
لَّكَ اَتَّبَعَهَا بِاُخْذِي فَقَالَ اِنَّ  
الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ  
وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَوْضِي ذُنُبَنَا  
وَاِنَّا بِفِزَاقِكَ يَا اَبْرَاهِيْمَ  
لَمَخْزُوْنُوْنَ.

ابن عوی سے رحمت و رحمت کے انگریزی کے لیے کہہ رہے  
تھا آپ کے آنسو بہتے تھے۔ اسی آپ نے فرمایا اے محمد  
آنسو بہاتی ہے۔ دل غم میں ڈوبا ہوا ہے مگر چہ زبان سے  
نکالت کہیں گے جو ہمارے رب تعالیٰ کو پسند ہے  
اسد اسے ابراہیم سے شک ہم تیری جہانی  
اور فراق پر غناک ہیں۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(ہماری و سلم)

۱۰ یعنی حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی مایہ کے شہر تھے۔ ان کا نام جبار بن اوش تھا اس کا رد و  
کا نام خولہ بنت المنذر تھا۔ حدیث میں جو لفظ طرایا ہے لغت میں اس کا معنی ہے دوسرے کے پیچھے پہلوانی اور شہرت  
کرتے والا۔

۱۱ یعنی ان کی جان نکلنے کے قریب تھی حضرت ابراہیم اس وقت دو سال کے تھے۔ بعض نے کہا اس وقت آپ  
سولہ ماہ اور آٹھ دن کے تھے۔ اور ایک روایت کے مطابق ایک سال دو ماہ اور چھ دن کے تھے۔ ان میں آپ شیر غار کی  
کی طرح میں رطبتا کر گئے۔

۱۲ حدیث میں لفظ مذکور کیا ہے یہ لفظ صرف ذرا ان لفظوں میں ملتا ہے اور ان میں سے کسی کے معنی کا جو اس کا  
کہ یعنی اس معرفت اور جلالت شان کے باوجود آپ پر ہر جہت سے ابراہیم کا شک و شبہ تھا  
۱۳ یعنی یہ جان دینے والے پر رحمت و رحمت کے آنسو بہنے کے مشابہت سے کہنا چاہئے کہ وہ  
جسم کے ساتھ اس شدت تکلیف میں مبتلا تھے کہ وہ آنسو بہنے کے مشابہت سے کہنا چاہئے کہ وہ  
کیا ہے۔

۱۴ حدیث کے ان عربی الفاظ کا وہ مراد معنی ہے کہ آپ نے اس کو کہہ دیا کہ میں نے اس کو کہہ دیا  
۱۵ اس باب میں تحقیق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال کی بے شک ہے جو علم و حکمت و تدبیر و باطنی  
کوشاں ہے جیسا کہ بشر کے حال کے لائق و مناسب ہے کہ وہ روح القدس اور طہیث کا حامل و مضاف کا جامع و متکامل  
بخلاف مانگہ کے حال کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قدر مبارک تھا کہ آپ ہر چیز کی اس کا حق جفا کرتے تھے اور آپ  
سے تمام حواس و قوئی کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔ لہذا جو کچھ آپ کے ہتھ میں ہوتا وہ آپ سے قدرت و اقتدار سے صادر  
ہوتا تھا اور جو کچھ غیر مقدس ہوتا وہ بقا ضائع طبیعت اور غیر اختیاری طور پر ظاہر ہوتا تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو نقص

لازم آتا۔ اور یہ سب کچھ حق وحکمت کے میں موافق ہے۔ اور یہ آپ کے حواس و قویٰ کے سہ ماہ دور سے ہونے کی دلیل و علامت ہے۔ خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر مرتبہ تمام و کمال حاصل تھا۔ اور یہ بوقت نزع آپ کو تکلیف پہنچنے کی وجوہات میں سے ایک وجہ ہے۔ تحقیق معویہ فرماتے ہیں کہ اگر اباب تلکین و ولایت کے لیے ان کی طبیعت، نفس و روح، قلب و سر کے لطائف جدا جدا آپس میں غلط غلط کے بغیر اپنے اپنے محل اور کام میں مصروف رہتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کے اہم و نتائج ان پر مرتب انصاف و درجہ ہوتے رہتے ہیں۔ لطیفہ سر تو خدا تعالیٰ و تقدس کی ذات سے متعلق رہتا ہے۔ اور روح اس کی ثبت میں متفرق قلب اس کے ذکر میں مشغول، نفس اس کی خدمت میں لگا رہتا ہے اور لطیفہ طبیعت ان محفوظ و لذائذ میں مصروف رہتا ہے جو انسان کے تمام بدن کے لیے درکار ہیں۔ مگر سب کے سب لطائف حق تعالیٰ کے مطیع و منقاد ہوتے ہیں۔ اور ان عوامل میں مصروف رہتے ہیں۔ جن کے لیے انہیں پیدا کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۳۳۹ وَ عَنْ سَاعَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ  
أَرْسَلَتْ ابْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِلَيْهِ أَنَّ ابْنَ أَبِي قُبَيْصٍ  
فَانْتَابَ فَأَرْسَلَتْ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَ  
يَقُولُ إِنَّهُ يَدْعُو مَا أَحْمَدُ وَلَهُ  
عَمَّا أَضْعَى وَكُلُّ جَنَّةٍ بِأَجَلٍ  
مُسْتَشْ حَتَّى يَبْرُ وَتَحْبِثُ كَلَامَتُ  
بَيْنَهُمْ عَلَيْهِ لِيَأْتِيَتْهَا  
قَلَامٌ وَمَعَهُ سَعْدٌ مِنْ عِبَادَةٍ  
وَمَعَهُ ابْنُ جَبَلٍ وَابْنُ ابْنِ  
جَبَلٍ وَتَوْبَةُ بْنُ كَلْبٍ وَ  
بِسْمِ اللَّهِ قَرِيعَةً إِلَى كَلْبٍ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبْدِ  
وَلَفْسُهُ تَتَكَلَّمُ فَتَلْكُ مَنَاءً  
فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا  
هَذَا فَقَالَ هَذِهِ وَهَذِهِ جَنَّتَانِ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے آپ کی  
طرف سے کہا کہ میرا ایک بچہ حالت نزع میں ہے  
اس لیے آپ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ آپ نے  
اس کے جواب میں کسی کو ان کی طرف بھیجا کہ حضور صلی اللہ  
سلام کہتے اور فرماتے ہیں کہ اللہ ہی کے لیے ہے  
جو کچھ وہ لیتا ہے اس کا کلام جو وہ عطا کرتا ہے۔ ہر  
چیز کی اس کے ہاں ایک مدت مبین ہے۔ لہذا  
اے صبر کرنا اور طاب اجر و ثواب بتا پا ہیے۔ اس  
پر آپ کی صاحبزادی نے پھر کسی کو آپ کی طرف بھیجا۔  
اور عرض کیا کہ میں قسم دے کر کہتی ہوں کہ آپ فرمودہ  
اپنی صاحبزادی کے اہل تشریف لائیں۔ تو آپ  
کھڑے ہو گئے اور آپ کے ساتھ حضرت سعد بن  
عبادہ و معاذ بن جبل و ابی بن کعب و زید بن ثابت  
اور کچھ اور لوگ بھی آئے۔ تو وہ چہرہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی خدمت میں اٹھا کر بیٹھا۔ اس وقت اس کی

اللَّهُ فِي قُلُوبٍ عِبَادِهِ فَلَا تَمْنَا  
يُوحَمُّ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحَمَاءُ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہاں حرکت کونہی تھی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے  
حضرت شہر نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا ہے آپ نے  
فرمایا یہ دقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں  
میں رکھا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے  
ان پر رحم کرتا ہے جو رحیم اور مہربان ہوتے ہیں۔  
(بخاری و مسلم)

۱۵۔ یہ حضرت زینب زوجہ ابوالعاص بن الربیع ہیں۔  
۱۶۔ اور اس کی جان نکلنے کے قریب ہے۔  
۱۷۔ لہذا اس پنہ کی زندگی بھی اس مدت میں تک ہے۔

۱۸۔ حدیث میں لفظ متفقہ آیا ہے جو تحقق سے نکلا ہے اس کا معنی وہاں ہے جو تمہاریوں اور کھانے دقت  
دانت زور سے ایک دوسرے پر مارنے سے بلند ہوتی ہے۔ اسی طرح خشک پنیر کو زور سے مارنے سے جو آواز  
نکلتی ہے جیسا کہ تانوس میں ہے۔ ملحق میں ہے۔ یہ فقہ تمہاریوں کی آواز اور دین کے اندر گھسنے کا آواز۔  
۱۹۔ یعنی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے عرض کیا۔

۲۰۔ یعنی یہ کیا بات ہے کہ آپ جہاد تک حاصل ہونے کے بارے میں در رہے ہیں۔ اس کا شک بہا رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ روایت ہے  
ابن عمرؓ سے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی بیوی نے  
میں نے بیان کیا کہ میں نے آپ کے یہ حکم سنا کہ  
وہم انہما کہتے ہیں کہ وقت آپ کے ساتھ ہو  
عبداللہ بن عمرؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے  
حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے  
جس سے ان کے پاس پہنچے تو انہی نے وقت و مکان  
بیان کیا کہ ان کا زمانہ تھا کہ وہی پورے

۱۶۳۰  
وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُذْرٍ  
قَالَ أَشْتَكِي سَعْدًا بَنَ عَمِيَّةَ  
شَكْوَى لَهُ فَأَنَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُودُهُ مَعَهُ  
عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ  
ابْنُ أَبِي وَقَاصٍ وَعَبْدُ اللَّهِ  
ابْنُ مَسْعُودٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ  
وَجَدَهُ فِي عَائِشَةَ فَقَالَ قَدْ

۱۔ اشتراک اللمعات کے مجدد و مؤلف میں سعد بن ابی وقاصؓ ہی ہے۔ شاید شیخ رحمہ اللہ نے کسی روایت میں ایسا ہی پایا ہو۔  
در تذکرہ ہے کہ سعد سے حضرت سعد بن جواد قبیلہ خزرج کے سروا مراد ہیں۔ فاشکاء۔

فَقَبِي قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِي النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا  
 رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ  
 لَا تَسْجُدُوا إِنِّي اللَّهُ لَا  
 يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا  
 يَخْذِنُ الْقَلْبَ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ  
 بِهَذَا وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ  
 بِرُوحِهِ وَإِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ  
 بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

اے حدیث میں فقط ناشیہ آیا ہے جس کا معنی ہے ایسا حادثہ جس نے انہیں چھپایا اور ان کا احاطہ کر لیا ہے  
 یہ حدیث مرثیہ اور دم دوسرے کا یہ ہے۔ ناشیہ ایسے کام کو کہتے ہیں جو بہت سخت و دشوار ہو کہ انسان کا گھراؤ کرے یعنی  
 مرثیہ وغیرہ ایسی مٹی کے اعتبار سے قیامت کو ناشیہ کہا گیا ہے۔ صراح میں ہے ناشیہ بمعنی قیامت اور دار شکم  
 کا بیماری۔ بعض نے کہا حدیث میں ناشیہ سے مراد وہ جماعت ہے جن نے ان کا احاطہ کر رکھا تھا اور جہان کے ارد  
 گوشتی ہوئی تھی۔

اے انہیں سخت حالت میں دیکھ کر۔ یا آپ نے استفہام کے طور پر فرمایا۔

اے نبی پر موت طاری کر رہی تھی اہل ان کا زندگی کا کام ختم کر دیا گیا ہے۔ اور حدیث میں واقع لفظ (قنّی) بصیغہ  
 معلوم میں صلاحت کیا گیا ہے۔ جیسا کہ آریہ کریم و قنّی خبر میں۔ یعنی اس نے اپنی موت حیات پوری کر لی ہے۔

کہ حضرت محمد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت فاروقی یا صدیقی کے دور میں

رحلت فرمائی۔

شعائیں شریک احکام سنو کہ خدا تعالیٰ الخ

یعنی اس کے فضل پر عذاب دیتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اہل کی رحمت زبان کے من پر تیرا ہے۔ اگر زبان سے من اور لہو کیا۔

اور نامناسب الفاظ کے تو مذاہب کا متفق ہوتا ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے اور مانتا ہے تو اللہ و مانتا اللہ واجب و واجب پر متنا ہے تو رحمت و ثواب کا متفق قرار پاتا ہے۔

۱۶۳۱۔ اہل کی تحقیق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آ رہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے رخسار پر گریبان بچھا لیا ہے۔ اور درجہ جاہلیت کے دوسری کیسے

۱۶۳۱ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُّودَ وَشَقَّ الْجَبُوبَ وَدَعَا بِدَعْوِهِمُ الْجَاهِلِيَّةِ.

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۶۳۲۔ یعنی ہمارے طریقہ پر پھنے دالے رگوں میں سے نہیں۔

۱۶۳۲۔ میں نے ضروری اور وادیا وغیرہ۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ایسے ہی تھے جیسے کہ ان کی بیوی ام عبد اللہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پھر وہ پیش کیا کہ اسے اور نیز ایسے ہی تھے۔ اور وہ اپنی بیوی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدح بیان کیا کرتے تھے کہ یہ سب نے فرمایا اس شخص سے یہ نہ کہہ کر کہ اسے ایسے ہی تھے۔

۱۶۳۲ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ مُوسَى قَاتِلُ ابْنِ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ تَصِفُ بَرَّتْهُ شَمَّ أَثَقَ فَقَالَ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ يَحْدُثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا بَرٌّ يَمِينُ خَلْقٍ وَصَلَقٍ وَخَرَقٍ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَكَفَيْتُهُ وَسَلَامٌ)

۱۶۳۲۔ (ابا کی پیش راسا کن) آپ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔ تابعین سے یہ حدیث مدح میں لفظ آئی آیا ہے جو غمی سے شوق ہے (غ کی زبراء الف مقصورہ) یعنی بے ہوشی و غماہ یعنی یہ ہوش کرنا۔ غمی غمی علیہ وروں طرح سیغہ مجول استعمال ہوتا ہے۔

۱۶۳۲۔ یعنی ان کی کینت ام عبد اللہ ہے۔

۱۱۔ حدیث میں فقہانہ آیت ہے۔ (راکی زبرنون کا شہادہ دینے کے لئے آواز جو بلند اور پست کی جائے۔ یعنی جو آواز کے میں گمائی جائے۔

۱۲۔ یعنی مسجد کے وقت

حضرت ابوالکاکب اشعری سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں چار باتیں دور جاہلیت کی ہیں۔ جن میں لوگ نہ چھوڑیں گے اپنے حبیب پر غر۔ دوسروں کے نسب پر اعتراض۔ ذمہ دینی ستاروں سے بارش طلب کرنا۔ اور ماتم میں نومرکنا۔ اور آپ نے فرمایا نومرک کرنے والی جب موص سے پہلے توبہ نہ کر سکے تو اسے اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر شال کا لباس اور جوش کی قمیص ہوگی۔

(مسلم)

۱۳۔ وَهَنْ ابْنِي مَا لَكَ الْاَتْمَعِرِي  
قَالَ قَانَ دَسُونُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْبَعُ فِي اَمْتِي  
مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتَكُونُ هَنْ  
الْفَخْرُ فِي الْاَسْتَابِ وَالْقَطْعُ  
فِي الْاَسْتَابِ وَالْاِسْتِقَاءُ بِالْهَوْمِ  
وَالْيَمَاسَةُ فَقَالَ الْقَاضِي اِذَا لَمْ  
كُنْتُ قَبْلَ حَوِيَّتَا نَقْلَمَ يَوْمَ  
الْيَقِيْمَةِ وَحَوِيَّتَا سَوِيَّالٍ مِمَّنْ  
قَطِرَ اِنْ حَوِيَّتَا مِمَّنْ جَرِبَ

(دعاء مسنی)

۱۴۔ یعنی حبیب پر غر کرنا اور نفس کا اہل کدھج و ناکرنا۔ حسب اہل صفات خصال اور شرف و مجد سے عبارت ہے جو کسی انسان اور اہل کے باپ و امی یا کسی جلتے ہوں انسان ان میں گن کر بیان کرے۔

۱۵۔ دوسری چیز لوگوں کے حسب میں طعن کرنا انسان میں عیب نکالنا ہے۔ اپنے نسب پر غر اور اس کی مدح کرنا۔ دونوں باتوں کا غرض وہی ہے۔ اپنے نفس کی تعظیم اور دوسروں کی تمقیر ہر تباہ ہے۔ یہ دونوں چیزیں مذموم ہیں۔ اس میں غر اور تمقیر کے درجہ اور ٹیک ہے۔

۱۶۔ یعنی مسلمانوں کے اپنے خنزروں میں داخل ہونے پر بارش کا آنا کچھ جیسا کہ کہتے ہیں جب غلاں ستارہ اپنی خنزروں پہنچے گا تو بارش ہوگی جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ منظر ہوتا ہو گا یعنی غلاں ستارے کے اپنی ترانہ پہنچے گا تو بارش ہوگی ہے۔ اس جیسے میں وسائل قواعد نجوم اور اس کے احکام پر عقیدہ رکھنے سے مختلف اور غلط ہے۔

۱۷۔ یعنی اس دنیا سے توبہ کر کے نہ جائے۔ تو میدان حشر میں کھڑا کیا جائے گی۔

۱۸۔ حدیث میں فقہانہ آیت ہے۔ (تاکت کی زبر لاک نہ میرا اور سکون کے ساتھ ہی آیا ہے) یہ ایک مدح ہے





اور سلاطین کی طرح ہوں گے۔ اور اسے آپ کے پاس پہنچنے کی مجال نہ گنہائش اور اجازت نہ ہوگی تاکہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مل کر سکے۔

۳۵ یعنی اس حدیث نے معذرت کرتے ہوئے عرض کیا ”میں شناخت نہ کر سکی کہ آپ پیغمبر خدا ہیں تاکہ میں آپ کو حکم بجالاتی اور بے ادبی کی مرتکب نہ ہوں“

۳۶ یعنی صبر و برداشت مقبول پسندیدہ نہیں مگر صدمہ پہنچنے کے ابتداء میں ہی۔ مصیبت کی حالت میں کچھ وقت گزرنے کے بعد تجرباً صبر کرنا ہی پڑتا ہے۔ صدمہ کا معنی ہے کسی سخت چیز کو دوسری سخت چیز پر زور سے مارنا جیسا کہ یہاں مصیبت کو جو سخت چیز ہے دل پر ڈالنا کہ دل بھی شک و تکلیف کے سننے کے اعتبار سے ایک سخت شے ہے۔ مصیبت اپنی سختی کے ساتھ دل سے اگر نکلتی ہے اور اسے پاش پاش کرنا چاہتی ہے۔ صدمہ کا معنی کسی چیز کے پہنچنے کا بھی آتا ہے جیسے کسی بلا مصیبت کا پہنچنا۔ یہ دوسرا معنی زیادہ ظاہر ہے مگر پہلے معنی میں بلاغت زیادہ ہے۔

۱۶۳۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمُوتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ قَلْبِهِ النَّارُ إِلَّا تَجَلَّةَ الْقَسَمِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے تین بچے فوت نہیں ہوتے۔ پھر وہ دوزخ میں بھی جاتے۔ مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۷ یعنی جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو گئے وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔

۱۸ یعنی دوزخ میں موت قسم طاق اور پوری کرنے کے لیے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بندوں کے دوزخ میں جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۔ تم میں سے کوئی نہیں گمراہ دوزخ میں داخل ہو کر رہے گا یعنی اگرچہ موت ایک آن کے لیے ہو۔ جیسے پچھلے دالی بجلی اور چھنے دالی ہزار عرب کہتے ہیں میں نے یہ کام موت قسم پوری کرنے کے لیے کیا ہے۔ یعنی موت اتنی دیر کے لیے کیا ہے۔ جس سے میں اپنی قسم کی ذمہ داری پوری کر سکوں۔ اس کے لیے دالی فعل یعنی صرف ایک بار کر لینا کفایت کرتا ہے۔ پس جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو گئے وہ دوزخ میں داخل نہ ہو گا مگر اتنی دیر کے لیے کہ قسم پوری ہو جائے۔

۱۶۳۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَتْ مِنَ الْأَهْوَاءِ لَا يَمُوتُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی چند عورتوں کو فرمایا تم میں سے کسی کے تین بچے

وقت میں گئے۔ پھر وہ اس پر اجازت دے کر یہ مہر  
میں کرے مگر وہ عورت جنت میں داخل ہوگی۔ (یہ  
بات سن کر) ان میں سے ایک عورت نے عرض کیا  
یا رسول اللہ! میں یا رسول اللہ! فرمایا یا دوسری  
مرے ہیں بے

لَا تَحْدَنَنَّ ثَلَاثَةً مِّنَ الْوَلَدِ  
فَتَحْتَسِبُهُ إِلَّا دَخَلَتْ الْجَنَّةَ  
فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُمْ أَوْ  
اِثْنَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ  
أَوْ اِثْنَانِ.

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(مسلم شریف)

ارد بخاری و مسلم دونوں کی ایک روایت میں ہے  
تین بچے جو گناہ کی عمر کو نہ پہنچے ہیں۔

وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُمَا ثَلَاثَةٌ لَمْ  
يَبْلُغُوا الْبُحْثَ.

۱۔ یعنی یا رسول اللہ آپ اس طرح فرمائیں کہ تین بچے مرے ہیں یا دوسرے ہیں یا اس اجرو جزا کو تین کے  
ساتھ خاص نہ کریں۔

۲۔ آپ کا یہ فرمانا اس امر کا احتمال رکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درگاہِ محمدیت حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہونے  
سے اسی وقت یہ وحی ہوئی ہو۔ یا اس دوسری حدیث کے عرض کرنے پر آپ نے دعا کی کہ اس بچہ کی دعا قبول ہو گئی ہو۔  
۳۔ یعنی جو بزرگت کی عمر کو نہ پہنچے ہوں کہ اس عمر کو پہنچ کر کوئی فعل گناہ متصور ہوتا ہے۔ اور اس پر سزا مرتب ہوتی  
ہے۔ بلکہ وہ سب عمر میں ہی فوت ہو جائیں۔ یہ دستور ہے کہ مرد میں چھوٹے بچے پر زیادہ مہر و شفقت کرتی امداد کی مدت  
کا نصف از حد محسوس کرتی ہیں اور چھوٹے بچے زیادہ تر عورتوں کے تابع اور ان کے ساتھ ہی رہتے ہیں بخلاف بالغ افراد  
کے کہ وہ کام کاج کے لیے ان سے دور بھی پے جلتے ہیں)

۱۳۹۹ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ اللَّهُ مَا لِعَبْدِي الْمُسْلِمِ  
عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّةً  
مِّنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ اخْتَسَبَهُ  
إِلَّا الْجَنَّةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے  
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ مسلمان کے لیے جو  
میں چاہوں کہ میں اس کے اہل دنیا سے اس کے لیے  
خاص مدد کی دعا قبول کرتا ہوں پھر وہ اس پر  
اجرو جزا کے لیے مہر کرتا ہے مگر جنت

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۔ یعنی حدیث میں فرمایا۔

۲۔ خاص مدد وہ برتا ہے جس کی مدد میں تکلف و بناوٹ کا کارن شامل نہ ہو جیسے پھر وغیرہ جمال دنیا

میں سے ہو پر جائے کناہل اُلفت میرے ہو۔

## الفصل الثاني

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ  
قَالَ لَقِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ وَ  
الْمُسْتَمِعَةَ.

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔  
 فرماتے ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لومہ کرنے  
 والی اور اسے سننے والی پر لعنت کی  
 ہے ۔

(الجدوازو)

۱۔ یعنی جو مضاد غبت سے (مضاد و مین سے) لفظ مرث اس بنا پر آیا ہے کہ نوم گری زیادہ تر عورتوں کا کام ہے یا نوم گری کی جماعت مراد ہے۔ یا نوم کرنے والی ذات مراد ہے۔ اس معنی کے مطابق یہ لفظ مردوں کو بھی شامل ہو جاتا ہے۔ مگر معنی اہل زیادہ ظاہر ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبٌ لِلْمُؤْمِنِ  
إِنْ أَصَابَتْهُ خَيْرٌ فَحَمِدَ اللَّهَ  
وَشَكَرَ وَإِنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ  
فَحَمِدَ اللَّهَ وَصَبَرَ قَالَتِ الْمُؤْمِنُ  
يُوجَرُ فِي كُلِّ أَمْرٍ حَتَّى فِي  
الشَّقِيَّةِ يُوَفَّقُهَا إِلَى فِي أَمْرٍ آخِرٍ  
(رَوَاهُ الْإِسْلَامِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کا کام عجیب ہے اگر اسے خیر پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا اور اس کا شکر نکالتا ہے اور اگر اسے مصیبت پہنچتی ہے تو اس کی حمد کرتا اور صبر اختیار کرتا ہے تو مومن کو اس کے ہر کام میں اجر و ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ اس قصے میں بھی جو وہ اپنی عورت کے نزدیکی طرف اٹھاتا ہے یہ

اسے مہدی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

بلکہ غیر اپنی بھی کھنٹ مال و ممال آتہ رہتا ہو غیر۔

مصلحتیں یعنی سختی اور غم و صدمہ وغیرہ کیونکہ ممکن اللہ تعالیٰ کی صفات جمال و جلال اور اس کے لطف و کرم کا مشاہدہ کرتا ہے۔ بندے پر مختلف حوادث و معائب اور محال و نادر کرنے سے خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ بندہ اسے پہچانے اور جب اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوئی تو بندے پر اس نعمت کا شکر لازم ہو جاتا ہے۔

۳۔ یعنی مومن کو ہر کام اور ہر حال میں نصرت ہر یا مصیبت فکسک ہر یا صبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب ملتا ہے۔

کے یعنی دوجی اور رحمت کے تحت ایمانی نفع کی نیت سے۔ یہ فعل اگرچہ بظاہر شہوت اور حظ نفس کے طور پر ہوتا ہے مگر فی الحقیقت ادا کرنے پر ہے۔ اسی لیے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے  
یری بیری کا بھر پر حق ہے۔ بخاری شاذلیہ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ ایسے افعال سے مقصود حق کی موافقت ہے۔ نہ کہ نفس کی مخالفت۔ اس حدیث میں تمام مالا میں اجر و ثواب کی تاکید و تاکید ہے۔ حقوق ہوں یا عبادت نہ حظ نفس سے تنہا امور ہوں یا عبادت میں سے کیونکہ یہ نیک نیتی پر مبنی ہیں۔ اور مباح امور اگرچہ بظاہر قبیلہ شہوات نفسانی میں سے ہوں جب وہ نیت عبادت پر مشتمل ہوں تو مستحبات کے زمرہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور عبادات عبادت کی حیثیت اختیار کرتی ہیں

۱۲۴۲ وَحَبْنِ أَنْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا  
مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَلَهُ بَابَانِ  
بَابٌ يُصْعَدُ مِنْهُ عَمَلُهُ وَ  
بَابٌ يَنْزِلُ مِنْهُ رِزْقُهُ فَإِذَا  
مَاتَ بَكَيًا عَلَيْهِ فَذَلِكَ  
قَوْلُهُ تَعَالَى فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ  
السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھیں ہے کوئی  
مومن گواہ کے لیے دو دروازے ہیں۔ ایک دروازہ  
وہ ہے جس سے اس کے عمل اور چڑھتے ہیں مدخل  
وہ ہے جس سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب  
مومن فوت ہوتا ہے تو دونوں اس پر روتے ہیں  
قریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وہ قول جو فرمایا کہ توبہ  
ان پر آسمان اور زمین۔

(رواہ الترمذی)

لے کہ اس کے لئے اس کا عمل آسمان میں اس جگہ پہنچتا ہے جہاں کھانا ملتا ہے۔ اور یہ زمین میں کھنے کے بعد  
ہوتا ہے۔

۱۲۴۳ یعنی زمین میں جس جگہ لوگوں کے رزق کا مرکز و مستقر ہے وہاں اس کا رزق اترتا ہے۔  
۱۲۴۴ حقیقتہً روتے ہیں۔ یا یہ مراد ہے کہ آسمان والے (ملائکہ) زمین والے اس پر روتے ہیں۔ ایک حدیث  
معنی ادا میں ظاہر ہے۔ واللہ اعلم۔

جس دروازے سے اعمال اور چلتے ہیں۔ وہ تو اس لیے روتا ہے کہ وہ نیک اعمال سے مشرف ہوتا تھا۔ رزق طلال  
دروازہ اس لیے روتا ہے کہ رزق بندے کے عمل صالح میں مددگار ہوتا ہے تو دونوں دروازے اس پر روتے ہیں۔  
ہونے اور اس نعمت کے فقدان پر روتے ہیں۔

۱۲۴۵ کہ یعنی دروازہ صعود و دروازہ رزق۔ مومن کے لیے یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مراد ہے۔ جس کی نفی  
کفار سے کی ہے اور فرمایا ہے فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ فان پر آسمان زمین نہ روتے۔

ترقی کی طرف سے متعلق ہے۔ اس کے مقابلے میں مسلمانوں پر آسمان و زمین کا روزنا معلوم ہوتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اعمال اور پرچہ سے روزانہ اور رزق کا دروازہ و دروازہ آسمان میں ہیں تو پھر زمین کا روزنا کس بنا پر ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آسمان سے رزق آتا ہے۔ زمین پر رزق اتارنے کی جگہ روتی ہے۔ جیسا کہ ترجمہ میں ہم نے اس جانب اشارہ کیا ہے۔

۱۶۳۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے یہ

میری امت میں سے دو پیش رو ہوں گے اللہ تعالیٰ ان دونوں کے سبب اسے جنت میں داخل کرے گا۔

حضرت عائشہ نے عرض کیا آپ کی امت میں جس کیسیے ایک ہی پیش رو ہو۔ (کیا وہ بھی جنت میں داخل ہوگا)

آپ نے فرمایا۔ اسے توفیق یا نہ توفیق میں کے یہ ایک ہی فرط (پیش رو) ہوگا۔ (وہ بھی جنت

میں داخل ہوگا) اس پر حضرت عائشہ نے عرض کیا جس کے یہ کوئی فرط (پیش رو) نہ ہوگا (اس کا

کیا بنے گا) آپ نے فرمایا تم میں اپنی امت کا فرط (پیش رو) ہوگا۔ اور میری امت میں کوئی مصیبت

میری امت پر پیش نہ آئے گی یہ (ترجمہ) اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ قَرْطَانٌ مِنْ أُمَّتِي أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ كَانَ لَهُ قَرْطٌ مِنْ أُمَّتِكَ قَالَ وَمَنْ كَانَ لَهُ قَرْطٌ يَا مُوَفَّقَةُ فَقَالَتْ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ قَرْطٌ مِنْ أُمَّتِكَ قَالَ فَإِنَّا قَرْطٌ أُمَّتِي لَنْ يُصَابِلُوا يَمِينِي۔

(دَوَاۃُ التَّرْمِذِي)

وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

یعنی معانی کی بہت سی مصیبت اور ان کی شناخت سے بہت میں جائے گا۔ حدیث میں واقع لفظ قَرْط (فائدہ کی زبر) کا معنی ہے شکر و عبادت میں سے پانی کی طرف آگے ہانے والا۔ جو منزل پر پہلے پہنچ کر حوض اور ڈول وغیرہ درست کرے تاکہ پانی اندھا نہ نہلے اور جس میں چیز کا دہلیں عزت و حاجت ہمارے تیار کرے۔ یہاں حدیث میں فرط سے مراد بچہ ہے جو برتا ہے۔ گیارہ پھر ان باپ سے آخرت کی جانب پہنچاتا ہے تاکہ ان کے یہ بہشت میں جگہ بنائے۔

۱۷۳۳ میں کا ایک ہی بچہ مرا ہواں کا کیا مال ہوگا کیونکہ آپ نے تو یہ بشارت دو بچوں کی طرف پر دی ہے۔

۱۷۳۴ ہم نے پہلے دو کا ذکر اس لیے کیا کہ پہلے یہ حکم دے ہی متعلق تھا۔ پھر ہم نے بارگاہ الہی میں درخواست کی تو ان کی وسیع رحمت کے تحت ایک پر بھی یہ بشارت مل گئی۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے یہ لفظ یا موفقتہ فرمایا یعنی اسے وہ خاتون جسے نیکیوں، شرائع اور احکام کیلئے اور ان کے بارے میں سوال کرنے کی توفیق عطا

کی گئی ہے۔ یہ حضرت عائشہؓ کو ندا ہے۔ اور یہ نقیب عطا کر کے آپؐ نے ان کی بڑی ظاہر فرمائی، کہ یہ نقیب فضائل و کمالات کا جامع ہے۔ حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں یہ رسائی حاصل تھی کہ آپؐ علم و شریعت کے احکام کے بارے میں سوالات کرتی رہتی تھیں۔ یہ درجہ دوسری ازواج مطہرات کو حاصل نہ تھا۔ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صفت و شوق پر حضرت عائشہؓ کی مدح فرمائی اور دین سیکھنے کا انہیں ترغیب دی تو حضرت عائشہؓ نے (بعض لوگوں کے) اس نعمت سے سرفراز ہونے پر اظہار حسرت و انوس کے طور پر مزید اگلا سوال کر دیا۔ (کہ جس کا کوئی بچہ فوت نہ ہوا ہو)

یعنی کہ اُس جہاں میں میں ان کا کارساز ہوں گا۔ اور یہ جزا و ثواب انہیں بچے کی موت پر حاصل ہوگا لیکن اس طرح درد و مصیبت اور صدمہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور میری امت کے لیے میری موت جیسی کوئی مصیبت و صدمہ نہیں کیونکہ میں ان کے نزدیک ان کے ماں باپ، اولاد اور ہر چیز جس سے وہ تعلق رکھتی ہے اب سنبھنے بچھڑ کر رہ جاتی ہیں۔

۱۶۴۳  
وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ  
وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
يَتْلِيكِتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي  
فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ قَبَضْتُمْ  
كَمَوْتِ فَوَادِهِ فَيَقُولُونَ نَعَمْ  
فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ  
حَمْدَكَ وَاسْتَوْجَعْتُمْ فَيَقُولُ اللَّهُ  
ابْنُوا لِعَبْدِي نَيْلًا فِي الْجَنَّةِ  
وَسَمُوهُ نَيْلُ الْحَمْدِ

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب  
کسی بندے کا بچہ مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں  
سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کا روح قبض  
کیا ہے وہ عرض کرتے ہیں ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
تم نے اس کے دل کا بیل توڑ لیا۔ وہ عرض کرتے ہیں  
ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے کیا  
کہا عرض کرتے ہیں میں نے تیری حمد کی اور ستائش  
کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنواؤں  
میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنواؤں  
اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

(احمد حادی)

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ)

اے کبریا کہ وہ اس جہاں میں درد و مصیبت اور محنت و غم میں رہا ہے۔ اب اسے جنت میں نعمتوں میں دیکھانے سے  
شاد و مسرور ہونا چاہیے۔ اور جب کہ اس کا بچہ مرنے کے باعث اس کے کون و غوثی کا خانہ ویران ہو چکا ہے تو  
اس کے لیے بہشت میں اس سے بتر گھر بناؤ۔ درحقیقت یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی صفت جلال و جمال کا ظہور ہے کہ وہ

زندگی طاکر کتاب ہے پھر کتاب ہے اسد لانا ہے اور ہنسا تا ہے۔ بیت  
 گئے پھر غمنا خمد و درون گ  
 کبھی کتاب ہے تاکہ بندہ در و دالم محسوس کرے  
 گم بغلیم سے ناز و گم بازم یکشد  
 کبھی تو معانی لکھو سے مجھے ناز کتاب ہے۔ کبھی اپنے ناز سے مجھے قتل کرتا ہے۔ وہ شروع مجھے زندہ کرتا ہے  
 پھر مجھے قتل کرتا ہے۔

۲۰ کہ یہ اس کی حمد اور رضا اللہ تسلیم کی جاتی ہے جہاں نے مصیبت کے وقت کی۔  
 ۲۱ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ  
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزَى مَصَابِيًا  
 فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهَا۔

(ترمذی۔ ابن ماجہ)  
 اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اسے  
 مرفوع حدیث سے نہیں جانتے مگر علی بن عامر راجع  
 کی حدیث سے اور کہا کہ بعض نے اسے محمد بن سنان  
 سے اس اسناد کے ساتھ روایت کیا۔  
 (روایۃ الترمذی وابن ماجہ)  
 وَقَالَ الترمذی هَذَا حَدِيثٌ  
 لَا نَعْرِضُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ  
 حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ التَّوَاتُؤُ  
 وَفَالِ۔ وَتَوَاتُؤُا بَعْضُهُمْ عَنْ  
 مُعْتَمِدٍ فِي سُنَّةٍ يَهْدِي إِلَى اسناد  
 مَوْثُوقَةٍ۔

۲۲ یعنی میری تحقیق کی اور مصیبت زندہ انسان کو تسلی دی۔  
 ۲۳ کا شکیں ہیں کہ اگر تقدیر جبر علی سے نفع قرار دیا ہے۔  
 ۲۴ محمد بن سنان (یعنی مسلم کی پیشی کا واسطہ اور کاف) اسی اسناد سے "یعنی اس اسناد سے جو حضرت عبداللہ  
 بن مسعود پر موقوف ہے۔ اور محمد بن سنان پر تقدیر پسندیدہ ماری ہے۔

۲۵ وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزَى نَحْسًا  
 حضرت البربر زندہ یعنی اللہ منہ سے روایت ہے فرماتے  
 ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس  
 عورت کو تسلی دی جس کا بچہ فوت ہو گیا ہمارے جنت



كَيْتِي بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ.

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هَذَا

حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

میں دھاری دار (عمد) لباس پہنایا جائے گا۔  
اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث  
غریب ہے۔

۱۶۴۴  
۱۸  
وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ  
قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ اصْنَعُوا لِأَبِي جَعْفَرٍ  
طَعَامًا فَقَدْ آتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ  
(مَوَاهِجُ التِّرْمِذِيِّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
راستے میں جب حضرت جعفر کی موت کی خبر پہنچی  
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جعفر کے لیے کھانا  
تیار کرو۔ کہان کے پاس وہ چیز کافی ہے جس نے  
انہیں کھانے پینے سے مصروف کر رکھا ہے۔  
(ترمذی - ابوداؤد، ابن ماجہ)

۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
راستے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

۴۴۸  
۱۹  
عَنِ الْمَغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ  
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ - رِيئَةً  
عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا رِيئَهُ  
عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ -

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ چیز سے مراد وہ کلمات ہیں جو رومہ کرنے والی میت کے لیے استعمال کرتی ہے۔ اور جو استہزاء اور مسخر کے طور پر کہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عثمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آ رہا ہے۔ گویا کہ وہ مرنے والا ان صفات کے ساتھ متصف امدان پر بلا منہ اور خوش ہے۔ لہذا وہ رجا اور ڈانٹ کا مستحق قرار پاتا ہے۔

حضرت عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے بیشک  
انہوں نے کہیں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
سنا جب کہ حضرت عائشہ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ  
حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میت کو زندہ انسان  
کے اس پر رونے سے مذاب دیا جاتا ہے۔ فرماتی تھیں  
کہ اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن کی مغفرت کرے۔ آگاہ رہو  
کہ اس نے جھوٹ نہیں بولا بلکہ وہ بھول گئے یا ان  
سے خطا ہو گئی۔ اس کے سوا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم ایک مری ہوئی یودی عورت کے پاس  
سے گزرے جس پر لوگ رو رہے تھے تو آپ نے  
فرمایا کہ لوگ تو اس پر رو رہے ہیں۔ اور اسے قبر میں  
مذاب دیا جا رہا ہے۔

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۲۔ حضرت عمر بن سعد بن ولید رضی اللہ عنہما صحابہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
کا انارش میں پرورش پائی۔ آپ حضرت عائشہ کی بہت سی احادیث کی راوی ہیں۔

۳۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔ یہ کلمہ وہاں کہتے ہیں کہ کسی نے غلطی سے کوئی بات نکل گئی ہو۔  
چنانچہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اور اسے بخشے۔

۴۔ یعنی حضرت ابن عمر نے مانستہ جھوٹ نہیں بولا۔ اور وہ مانستہ جھوٹ بول بھی کہے سکتے ہیں۔ جب کہ ان کی

شان اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔

لکھ یعنی انہوں نے جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اسے بھل گئے اور انہوں نے سننے اور سمجھنے میں غلطی کی  
ہے اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی غلط بیان فرمائی۔

۵۷ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ خاص ایک یہودی عورت کے لیے فرمایا اور دوسرے کفار میں یہودی عورت  
کی طرح میں خاص اس کے لیے بھی نہیں فرمایا کہ وہ ان کے دھنسنے کی وجہ سے عذاب میں ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ  
وہ تو اپنے کفر کی وجہ سے عذاب میں ہے۔ جیسا کہ کفار کے لیے خدا تعالیٰ کا دستور ہے اور لوگ اس پر رو رہے ہیں۔  
اور اسے عزیز جانتے اور مرحوم خیال کرتے ہیں مالا نکہ وہ خوار اور ملعون ہے۔ یہاں سے حضرت ابن عمر نے بکھریا کہ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور کلیہ فرمایا ہے کہ میت کو قبر میں اس کے زندہ لا حین کے اس پھونکنے کی وجہ سے عذاب  
ہوتا ہے۔ اس کلام کی مکمل شرح آئندہ حدیث میں آ رہی ہے۔

۱۱ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي  
مُليْكَةَ قَالَ تَوَقَّيْتُ بِنْتَ  
لُعْثَمَانَ بْنِ عَقَّانٍ بِنْتَهُ فِجْحَتًا  
لِشَهَادَتِهَا وَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ  
وَإِبْنُ عَبَّاسٍ قَالِي لَجَائِسُ  
بَيْنَهُمَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ  
لِعُمَيْرِ بْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ مُوَاجِهَةٌ  
أَلَّا تَنْهَى عَنِ الْبُكَاءِ فَإِنْ دَسَّوْا  
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ إِنْ أَلَيْتَ لَيُعَذَّبَ بِبُكَاءِهِ  
أَهْلُهُ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ  
قَدْ حَانَ عُمَرُ يَقُولُ بَعْضُ ذَلِكَ  
لَمْ حَدَّثْ فَقَالَ صَدَرْتُ  
مَعَ عُمَرَ مِنْ مَشَقَّةٍ حَتَّى  
إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ فَإِذَا هُوَ  
يُوكِّبُ لَتَحْتَ فَلِئْسَ سَمَرًا فَقَالَ

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ  
کا کہ بطن میں ایک لڑکی تھی ہم لڑکی سے  
تا کہ لڑکی کے جانے میں شامل ہوں وہاں ابی  
عمر اس میں جاسا رضی اللہ عنہما ہی موجود تھے  
میں اللہ نے ان کے درمیان بیٹا بڑا کرنا حضرت  
عبداللہ بن عمر نے حضرت عمرو بن عثمان سے فرمایا  
جس کہ عثمان کے درمیان ابی ملیکہ سے  
کہیں تو اس نے کہیں نہ کیا کہ میں نے اللہ کے رسول  
علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ یہ لڑکی اس کی لڑکی  
پر رونے کی وجہ سے عذاب میں ہے اس پر حضرت  
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا  
بھی بعض ایسی باتیں کرتے تھے۔ پھر حضرت ابن عباس  
نے ایک حدیث بیان فرمائی۔ کہ میں حضرت عمر  
رضی اللہ عنہ کے ساتھ کہ سے حاجیہ آیا۔ یہاں تک  
کہ ہم مقام بیداء میں پہنچ آئے۔ تو اپنا تک حضرت عمر

اَذْهَبَ فَانْظُرْ مِنْ هَؤُلَاءِ الرَّكْبِ  
فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ صَهْبٌ كَانَ  
فَاخْبَرْتُهُ فَقَالَ اذْعُهَا فَوَجَّهْتُ  
إِلَى صَهْبٍ ثَقِيلٍ انْتَحَلَ فَالْحَقَّ  
أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا أَنْ أُصِيبَ  
عُمَرُ وَخَلَّ صَهْبٌ يَمِينِي يَقُولُ  
وَأَحْبَاءُ وَأَصْحَابَاءُ فَقَالَ عُمَرُ  
يَا صَهْبُ أَمَبِي عَلَى وَفَدَا  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ  
بِبَعْضِ مَكَاةٍ أَهْلِهِ عَلَيْهِ  
فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا مَاتَ  
عُمَرُ لَوَّحَتْ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ  
فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ عُمَرَ لَا وَاللَّهِ  
مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ  
بِبَعْضِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَلَكِنْ إِنْ اللَّهُ  
يُرِيدُ أَكَاثِرَ عَذَابًا مَكَاةٍ أَهْلِهِ  
عَلَيْهِ وَكَانَتْ عَائِشَةُ حَسْبَكُمْ  
الْقُرْآنُ وَلَا تَوْرَ وَانْزِلَا وَنَزَلَا  
بِحُجْرَيْنِ كَانَتَا ابْنِ عَبَّاسٍ رَحِمَهُمَا  
ذَلِكَ وَاللَّهُ أَصْحَقُّ وَأَكْبَى  
كَانَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ كَمَا كَانَ  
ابْنُ عُمَرَ هَيْمًا.

کی کائنات چند سواریوں سے لیکر کسے درخت کے نیچے  
ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ دیکھو یہ سار  
کون لگ ہی میں نے دیکھا تو وہ صہب رضی اللہ عنہ  
میں نے حضرت عمر کو اس کی خبر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
نے فرمایا اسے بکالائیں میں حضرت صہب کے پاس  
وٹ کر گیا۔ میں نے کہا پیٹھے اور امیر المؤمنین کی  
خدمت میں پہنچے پھر جب حضرت عمر صہب زندہ  
ہو گئے (آپ پر قاتلانہ حملہ ہو گیا) تو حضرت صہب  
اندر آئے۔ یہ کہتے ہوئے مدد میرے بھائی  
عائے میرے دوست حضرت عمر نے فرمایا اسے  
صہب تو مجھ پر روتا ہے۔ باوجودیکہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میت کو اس کے اہل  
کے کچھ ررنے سے عذاب ہوتا ہے۔ حضرت ابن  
عباس فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت  
ہوئے تو میں نے یہ گفتگو حضرت عائشہ سے ذکر کی  
حضرت عائشہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے غلک  
قسم ایسا میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں  
فرمایا کہ میت کو اس کے اہل دیوال کے اہل پروردگار  
سے عذاب ہوتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کے اہل  
کے اہل پروردگار سے اس کے عذاب میں اضافہ ہوتا ہے  
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تمہارے یہ قرآن  
پاک کافی ہے کہ کوئی جان و دردی جان کا بوجھ نہ اٹھائے  
گیساں نایت کے محزون پر حضرت ابن عباس نے قرآن کے پندر  
پڑھے واللہ اَصْحَقُّ وَأَكْبَى واللہ تعالیٰ ہر شے کو اور دلاتا ہے اس طرح  
(مُسْتَقْبَلِ عَلَيْهِ) ابی بن لیکر فرماتے ہیں کہ میری حضرت ابن عمر نے کوئی بات نہ کی۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۔ نیکویم کی پیش لام کی زیر یا ساکن آپ مشورۃ تابعین سے ہیں۔

۱۶۔ بعض نسخوں میں یہاں مشکوٰۃ میں دانی ماد کے ساتھ ہے۔ صحیح بخاری میں بھی ایسا ہی ہے۔ معنی کے اعتبار سے یہ روایت زیادہ ظاہر ہے۔

۱۷۔ یعنی عورتوں کو رونے سے کیوں نہیں روکتے۔

۱۸۔ یعنی جیسی بات ابن عمر کر رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بعض ایسی ہی باتیں کیا کرتے تھے۔ بعض کا لفظ اس دیمہ سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ عبادت میں کمی بیشی ہوگئی ہو۔ یا حضرت عمر اس طرح فرماتے ہوں: بعض بکاواہد میں طرح حضرت ابن عباس آگے چل کر یہی الفاظ کہیں گے۔

۱۹۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اور یہ اس سال کا واقعہ ہے جس میں حضرت عمر کی شہادت کا حادثہ پیش آنا تھا۔

۲۰۔ بیدار و روزن صحرا (باکی زیر یا ساکن) یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔

۲۱۔ یعنی ایک درخت کے سایہ میں جس کا نام سمرہ تھا۔ (سین کی دربریم کی پیش)

۲۲۔ اور ان کے ساتھ کچھ اور سوار بھی تھے۔

۲۳۔ یعنی جب وہ مدینہ منورہ پہنچ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قتل کا حکم ہو گیا تو صحابہ کرام میں واقعہ کے پیش آنے پر روتے ہوئے حضرت عمر کے پاس آئے۔

۲۴۔ یعنی ان کو رونے سے منع کرتے ہوئے فرمایا

۲۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ (بعض) کا لفظ اس سے لیا یا ہوگا کہ وہ رونا منع ہے اور یہ صحیح بخاری کی روایت میں ہو یا مراد یہ ہے کہ میت پر رونا اسے عذاب میں مبتلا کرنے کا موجب بن سکتا ہے۔ ان کے تعلق سے قوائے عذاب میں ڈال دے۔ اسے سمجھو۔

۲۶۔ یعنی حضرت عمر اور مصیب رضی اللہ عنہما کی گفتگو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ

الی آخر۔

۲۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یہ آپ نے یغفر اللہ فرمایا تھا۔ یہاں مغفرت کا ذکر کیا ہو سکتا ہے۔ یہ سنو کہ

یعنی ہوتا ہے نجات عمت کے کہ اس کا لفظ استعمال عام ہے۔

۲۸۔ یعنی اس معنی و مفہوم میں کوئی حدیث وارد نہیں۔ یہ تاویل اس سے گئی ہے کہ حدیث صحیح قرآن مجید عام ہے اختلاف تعین مراد میں ہے۔ حضرت عمر و ابن عمر رضی اللہ عنہما تو فرماتے ہیں۔ کہ مومن و کافر کس کے لائقین کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ صرف کافر کے لیے ہے۔ اور وہ عذاب میں مبتلا ہے۔ رونے والے

اس پر ہدئی یا نہ روئی۔ رونے کی صورت میں عذاب رونے کے ساتھ مل جائے گا۔ غلام یہ کہ عذاب رونے کے ساتھ ہو سکتا ہے رونے کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ یہ مضمون اگر عملی زبان میں ادا کیا جائے تو بات زیادہ واضح ہو جائے گی اور وہ یہ کہ کلمہ با حضرت ابن عمر کے نزدیک ترجیح کے لیے ہے۔ حضرت عائشہ کے نزدیک بالاحتساب کے لیے ہے۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ سلمان کو قبر میں عذاب ہوگا تو فرض اس صورت میں کہ اگر یہ عذاب کے ساتھ ملا ہوگا۔ اگر یہ عذاب کا سبب نہ ہوگا۔ اور اگر کچھ کا وجہ سے عذاب نہ ہوگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب و موقف یہ ہے کہ یہ حدیث کافر کے پاس میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کا معنی و مطلب یہی ہے جو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یزید الکافر عذاباً بکاملاً بطریقہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کافر کا عذاب زیادہ کر دیتا ہے جب کہ اس کے اہل و عیال اس پر روتے ہیں۔ مگر یہ بابت اس پر دلالت کرتی ہے کہ رونے سے کافر کے عذاب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہوگا کہ کافر اس بات پر راضی ہوتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرا اہل و عیال مجھ پر رونے اور گریہ کرے۔ بلکہ بعض کفار اپنے اوپر گریہ و نومہ اور دیگر خلاف شریعت کاموں کی وصیت کر کے مرتے تھے۔ تو گریہ کے سبب عذاب ہونا اہل وجہ سے تھا بعض علما گریہ کے سبب عذاب دیے جانے کی یہی وجہ بیان کرتے ہیں۔ جہاں میت رونے کی نصیحت کر گیا ہو۔ اور نومہ و گریہ پر راضی ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت کا رسم و عادت تھی۔ اس میں غور کرو۔

اس کے بعد حضرت عائشہ اہل و عیال کے گریہ کے سبب عذاب نہ ہونے پر استدلال کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔  
 (تمہارے لیے قرآن کافی ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں ہے۔ وَلَا تَقْرُؤُوا آيَاتِ الْكِتَابِ وَلَا تُزَكُّوهُنَّ لِتَكُونَ بِلَهُنَّ حُجْرًا ۚ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْفٰسِقِ ۙ یعنی کوئی جان و دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ یعنی ایک گناہ دوسرے پر نہ ڈالاجائے گا۔ اور جب کہ گریہ اور نومہ اہل میت کا فعل ہے تو اس کی ترمیم کو نہ ملے گی اس نے کیا گناہ کیا ہے کہ اسے ان کے فعل کی وجہ سے عذاب ہو۔ یہ مضمون و بیان سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت قرآنی پڑھی۔ **وَاللَّهُ أَصْفَحَ وَأَبْجَىٰ**۔ اللہ ہی سلاتا اور ہنساتا ہے۔ یہ تقریباً حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مذہب کی فتح میں ہے کہ میت کو اس کے اہل کے اس پر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے کہ ان کا دل اس کاظم اور اس کی خوشی سب خدا کی طرف سے ہے۔ جو وہ انسان میں پیدا اور ظاہر کرتا ہے۔ لہذا وہ کسی کے عذاب کا سبب نہیں بن سکتا۔ مگر یہ اس صورت میں ہے جب کہ ہنسنا اور رونے بے اختیار ہو اور تکلف و اختیار اور دوسرے حساب کا اہل میں داخل نہ ہو۔ مگر وہ۔ عائشہ رحمہا۔

**فَلَا يَنْبَغُ لِمَنْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ** نے حضرت عائشہ کی اس تقریر کے بعد کوئی بات نہ کی۔ بلکہ آپ کی بات کو تسلیم قبول کر لیا اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ مجتہد اپنی دلیل کا پابند ہوتا ہے اور اسے یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ دوسرے مجتہد کی دلیل کو غلط قرار دے اگرچہ وہ دوسرا مجتہد اس سے بزرگ تر اور زیادہ عالم اور بلند شان کا مالک ہو۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بلند مرتبہ تھے۔ اور جب حق ظاہر ہو جائے تو اسے قبول کرے اور خاموشی

استیاء کرے تاکہ نزع اور جلال زیادہ نہ ہو جائے۔

۱۶ وَهَذَا عَائِشَةُ قَالَتْ لَمَّا  
جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَتَحَّى ابْنُ حَارِثَةَ وَ جَعْفَرُ  
وَ ابْنُ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُعَوِّذُ  
فِيهِ الْخُثُونَ وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ  
صَبَائِرِ الْبَابِ تَعْفُو مَشَى الْبَابِ  
فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ بِنْتًا  
جَعْفَرٍ ذَكَرَ بُكَاءَ هُنَّ فَأَمَرَهُ  
أَنْ يَتَهَا هُنَّ فَذَاهَبَتْ ثُمَّ أَتَاهُ  
الْكَائِنَةُ لَمْ يُطِغْنَهُ فَقَالَ  
اَهْمُوتِ فَأَتَاهُ الْكَائِنَةُ قَالَتْ وَاللَّهِ  
عَلَيْكُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَرَعَمَتْ  
أَنَّهُ قَالَ فَاخْشِي فِي أَفْوَاهِهِنَّ  
الْغُرَابَ فَقُلْتُ أَرْضَعَهُ اللَّهُ  
أَنْفَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا أَمَرَكَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَلَمْ تَتُوكِ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْهَنَاءِ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ یہی  
جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن حارثہ، جعفر اور ابن  
رواحہ رضی اللہ عنہم کے قتل کی اطلاع پہنچی تو آپ  
بیٹھ گئے۔ اُس وقت آپ میں غم کا نشان نمایاں تھا  
اور میں بعد از اس کے شکاف سے دیکھ رہی تھی یاں  
دوران ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ جعفر  
کی عورتیں اور ماں کے رونے کا ذکر کیا۔ آپ نے  
اسے حکم دیا کہ انہیں منع کر دے وہ آدمی گیا پھر آپ کے  
پاس واپس آیا کہ عورتوں نے اس کی بات نہیں مانی۔  
آپ نے پھر فرمایا انہیں منع کر۔ وہ بدتر سہی مرتبہ  
آپ کے پاس آیا اور کہا اللہ کی قسم یا رسول اللہ!  
وہ عورتیں ہم پر غالب آگئی ہیں۔ حضرت عائشہ کا گمان  
ہو گیا کہ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد سے فرمایا  
کہ ان عورتوں کے ہونٹوں میں مٹی ڈال۔ حضرت عائشہ  
کتنی غم میں رہیں۔ اس نے واپس کہا اللہ تعالیٰ تیری  
ہر ایک نیک کردہ کرے۔ تو نے وہ کام کیا ہے جس کا  
جس کا کلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا  
تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو  
سے نفرت نہ دی۔

۱۷ یعنی حضرت زید بن حارثہ حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کا پروردگار  
اطلاع جو غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تھے ان حضرات کی شہادت کا واقعہ امام بیہقی و بیہقی کی کتابوں میں مذکور ہے۔

۱۸ یعنی مسجد میں ان کی تعزیت کے لیے۔

۱۹ حدیث میں واقع خطہ سائر کا معنی دروازے کا شکاف ہے۔ جیسا کہ راوی حدیث نے بتایا ہے کہ ابی ہاشم ابی طالب

ہے تفسیر کی ہے (و انما کما ہے کہ سائنس سے حضرت عائشہ کی مراد دروازے کا شگاف ہے)  
 کہ کہ بہت دور ہی ہیں۔

۳۵ یعنی تاکہ انہیں رونے سے منع کرے۔

۳۶ اس میں کہنے کے بارہ دور رونے سے باز نہیں آئیں۔

۳۷ جس میں کہیں یہ نہ تھکتے، فقط سکیم کی تفسیر کی گئی ہے۔ تو یہ حضرت عائشہ کا قول ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے

جان لیا۔

۳۸ یہ انہیں رونے سے روکنے میں بالعمدہ اور زور و یکر ممانعت کی گئی ہے۔

۳۹ میں نے اس مرد سے لاطب ہوتے ہوئے اپنے دل میں کہا۔

۴۰ یہ غزادی اور امانت سے کنایہ ہے۔

۴۱ یعنی کہ قتل کر دینے سے باز رکھنا۔

۴۲ میں بار بار منع کرنے کی شجقت سے نجات کیوں نہ دی۔ اور کرنے بار بار آکر یہی کہتا ہے کہ وہ عورتیں رونے سے

باز نہیں آئیں اس طرح کہ آپ کو تکلیف و شجقت میں ڈالا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی  
 ہیں جب حضرت ابوسلمہ فوت ہوئے تو میں نے کہا  
 ابوسلمہ غریب اور وطن سے دور زمین میں ہیں۔ میں اس پر  
 ایسا گریہ کر دیں گی کہ لوگ اس کا چرچا کریں گے میں اس پر  
 رونے کے لیے بالکل تیار تھی کہ اچانک ایک عورت  
 آنی جو میرے ساتھ رونے میں موافقت کرنا چاہتی تھی کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کے سامنے تشریف  
 لے آئے۔ اور فرمایا کیا تو یہ چاہتی ہے کہ شیطان  
 کو اس گم میں داخل کرے جس۔ اللہ تعالیٰ اسے  
 دوزخ میں باہر نکال چکے ہے۔ اور میں رونے سے  
 رک گئی اور ان پر گریہ نہ کیا۔

(مسلم)

وَقَدْ رَأَيْتُ امَّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا  
 مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ غَرِيبٌ  
 فِي أَرْضٍ غَرِيبَةٍ وَتُحِبُّكَ  
 بَنَاتُكَ يَتَمَتَّتْنَ عَنْهُ فَكُنْتُ قَدْ  
 تَهَيَّيْتُ لِيُصْغَلُوهُ عَلَيْهِ رَأَيْتُ  
 امَّ سَلَمَةَ امْرَأَةً شَرِيذَةً  
 تُسْعِفُونِي فَاسْتَقْبَلَكَا دَعَوْنِ اللَّهَ  
 عَلَى رَأْسِي فَقَالَ وَسَلَّمَ خَتَانُ  
 ابْنَتَيْهِ أَنْ تَدْخُلِيَ الشَّيْطَانُ  
 بَيْتَكَ أَخْرَجَهُ اللَّهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ  
 وَكَفَفْتُ عَنْ الْبُكَاءِ فَلَمْ أَبْكِي

(دَوَاةُ مُسْلِم)

۴۳ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوسلمہ کے بارے میں یہ لفظ اس لیے کہے کہ حضرت ابوسلمہ نے کب سے



جہشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ پھر جہشہ سے مدینہ منورہ کی جانب اور آپ صوبہ داہنہ تھے کہ کسی کے ساتھ گفتگو اور سرکار نہ رکھتے تھے۔

۱۷۔ کہ فلاں رحلت اپنے مرد پر بہت روئی ہے اور اس نے دوشے کی حد کر رکھی ہے۔

۱۸۔ ایک بار اسلام لانے کے وقت۔ دوسری بار مکہ سے جہشہ کی جانب ہجرت کے وقت۔ یا ایک بار مکہ سے جہشہ کی طرف ہجرت کے وقت دوسری بار جہشہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے وقت۔ یا ایک بار اسلام میں آنے کے وقت خود دوسری بار دنیا سے آخرت کی طرف رحلت کے وقت۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حدیث میں واقع لفظ ترمین قال کے متعلق ہو۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

۱۹۔ وَعَنِ الثَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ  
قَالَ أُغِيثَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
رَوَاحَةَ فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ عَمْرَةَ  
تَبْكِي وَاجْبَلَاةً وَكَذَا وَكَذَا  
تُعَدُّ عَلَيْهِ فَقَالَ حِينَ أَفَاقَ  
مَا قُلْتَ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِي كَذَلِكَ  
زَادَ فِي رَوَايَةٍ فَلَمَّا مَاتَ لَمْ  
تَبْكِ عَلَيْهِ۔

(رواہ البخاری)

حضرت الثعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر وحی  
طاری ہوئی تو ان کی بہن عمرو نے ان پر رونا شروع  
کر دیا۔ اور میں کہنا شروع کیا وا جبلاہ اسے پسند  
انسان سے ایسا سنا ہے اس کے اہل بیت کے  
ٹھکانے پر ہے۔ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ  
یہ آئے تو فرمایا کہ کئی گھنٹوں سے ادا کیا  
مجھ سے کہا گیا کہ تو دلہا ہی ہے پس کہ تیرے متعلق  
کہا گیا ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے اھاذا یوم  
پس جب حضرت ابن رواحہ فوت ہوئے تو عمر  
پر رونا لگی۔

۲۰۔ آپ مجاہد ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال شریف کے وقت اٹھ سال کے تھے۔  
۲۱۔ جب کہ آپ بیمار تھے اور قریب الموت ہو چکے تھے۔ اگر چہ آپ بیماری سے فوت نہ ہوئے بلکہ غزوہ بدر میں  
شہید ہوئے۔

۲۲۔ جس طرح عورتیں نومہ اور آہ و بکا کے وقت کرتی ہیں۔

۲۳۔ یعنی احضت عمرو سے فرمایا۔

۲۴۔ یعنی مجھ سے بطور تسکون و آسائش فرمایا۔

۲۵۔ یعنی اس پر نومہ نہ کیا گیا۔ یہ حضرت عمرو بن عمر رضی اللہ عنہما کے قول ان السیت لیعذب بکاء اھلہ علیہ۔

۲۶۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ لاکر نے یہ لفظ مذاق و ترمیم کے طور پر کہا۔ حرم غزوہ

دریت کس کے اہل کے اہل پر پڑنے سے غلاب دیا جاتا ہے) کا ایک ترجمہ ہے)

۱۹۸۷ وَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ  
مَيِّتٍ قِيَمَتْ قِيَمَتُهُ بِأَكْبَرِهِمْ  
فَقَبُولُ وَاجْبِلَاةٌ وَ سَيِّدَانَا وَ  
نَحْوُ ذَلِكَ إِلَّا وَكَلَّ اللَّهُ بِهِ  
مَلَائِكَيْنِ يَكْمُرَانِ بِهِ وَيَقُولَانِ أَهْلًا  
كُنْتَ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ  
آپ فرماتے تھے، ایسی کوئی میت نہیں جو مر جائے  
تو ان کا دعوت دالا آٹھ کر کے اسے میرے پہاڑ ہائے  
میرے سردار وغیرہ گرا لے اس پر دو فرشتے مقرر کرتے  
ہے جیسے جھنجھوڑتے کہتے ہیں کیا تو ایسا ہی  
تھا۔

(ترمذی)

(دَوَاہُ التَّوْمِذِي)

اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

۱۹۸۸ لے جہنم اور جہنم کے درت کے جاتے ہیں۔

۱۹۸۹ لے حدیث میں لفظ ترمذی ہے۔ جہنم سے نکلا ہے یعنی جھنجھوڑنا اور دھکیلنا اور سینے پر دھکا مارنا فتح۔ کفاح کے  
بے نام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں۔ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی میت  
فوت ہوئی تو عورتیں جمع ہو کر اس پر رونے لگیں حضرت  
عمرؓ سے ہو کر انہیں منع کرنے اور ڈانٹنے کے تو رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عمر  
انہیں چھوڑ دو۔ کیونکہ آنکھیں بتی ہیں دل  
معیبیت زدہ ہے اور واقعہ غم تازہ ہے

(احمد۔ نسائی)

۱۹۹۰ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ  
مَاتَ مَيِّتٌ مِنْ آلِ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ يَبْكِينَ عَلَيْهِ  
فَقَامَ عُمَرُ يَنْهَاهُنَّ وَ يَنْظُرُ دَهْنَ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَعُونِ  
عُمَرَ فَلَا تَتَيْنِ دَامَتُهُ وَ  
الْكُتُبُ مَحْصَاتُ وَالْعَهْدُ قَرِيبٌ  
(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ النَّسَائِيُّ)

۱۹۹۱ لے شاید وہ نور اور وادیا کے بغیر رو رہی تھیں۔ جیسا کہ سیاق حدیث اس پر دلالت کرتا ہے اور حضرت  
عمر رضی اللہ عنہ نے اسے روک دیا کہ عورتیں قیام نہ لے کر رو رہی تھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئیں عورتیں روئیں آنحضرت عمر انہیں اپنے کمرے سے مارنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے دست مبارک سے ہٹا دیا اور فرمایا اے عمر جھوڑو پھر فرمایا شیطان! آواز سے بچنا پھر فرمایا جو کچھ آنکھ اور دل سے ہو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور رحمت ہے۔ اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔

(اعلیٰ)

۱۶۵۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا نَزَلَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّتِ النِّسَاءُ فَجَعَلَ عُمَرُ يَضْرِبُهُنَّ بِسَوْطِهِ فَأَنزَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِدَاةٍ فَقَالَ مَهْلًا يَا عُمَرُ شُئْنٌ أَتَاكَتْ وَتَعَيَّتِ الشَّيْطَانُ شُئْنٌ قَالَ إِنَّهُ مَهْمًا كَانَ مِنَ الْغَيْبِ وَ مِنَ الْقَلْبِ فَمِنْ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَ مِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَ مِنَ اللِّسَانِ فَمِنْ الشَّيْطَانِ.

(رواه أحمد)

۱۶۵۵ آپ حضرت ابوالعاص بن ریح اموی کی دو مہر پاک تھیں۔

۱۶۵۶ یعنی عورتوں سے فرمایا۔

۱۶۵۷ یعنی نوم اور زہر سے۔ حدیث میں واقع لفظ نفیق کا اصل معنی گھوڑے اور گھوڑے کا آواز ہے۔

۱۶۵۸ کہ وہ اس سے ناراض نہیں ہوتا۔

۱۶۵۹ کہ وہ اس طرح انسان کو معصیت اور گناہ میں مبتلا کرتا ہے۔

۱۶۶۰ ہماری سے تحقیق حدیث ہے (راوی ہیں جب حضرت حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم فوت ہوئے لڑکی بیوی نے انکی قبر پر ایک سال تک قبر ڈالے رکھا۔ پھر اٹھایا تو کسی پکاسے مانے کو سنا جو کہتا تھا کیا انہوں نے جو کھریا تھا۔ وہ پایا۔ دوسرے نے جواب دیا بلکہ مایوس

۱۶۶۱ وَعَنِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ ابْنُ الْمُحَسِّنِ ابْنِ عَلِيٍّ ضَرَبَتْ امْرَأَتُهُ الْقَبْرَةَ عَلَى قَبْرِهِ سَنَةً ثُمَّ رَفَعَتْ فَسَمِعَتْ صَوْتًا يَقُولُ آلَا هَلْ وَجَدُوا مَا فَقَدُوا فَأَجَابَهُ

اَخْرَجُوا بَلَّ يَكْسُوْا فَاَنْقَلَبُوْا۔ ہرگز نہ چل دیے۔

۱۷۔ یعنی حسن بن امام حسن اور انیس حسن شنی بھی کہتے ہیں۔ اور تطبیق کا معنی مقدمہ میں بیان ہو چکا ہے۔

۱۸۔ قبر یعنی خیمہ۔ وہ اس خیمہ میں ایک سال بیٹھی رہیں۔ اور ہر روز درود و مصیبت اور سدا مر فراق کوتاہ کر تیں۔

۱۹۔ شرہ

و دعوت اجراء من فقید فلا تمکن فقیدک لایاتی و اجرک ذاہب

مجھے گم شدہ چیز (فوت ہو جانے والے انسان) پر اجر و ثواب ملے گا۔ اب ایسا نہ ہو کہ گم شدہ چیز تو واپس نہ آئے مگر تیرا اجر و ثواب برباد ہو جائے۔ (نومہ اور بے صبری کی وجہ سے۔)

حضرت عمران بن حصین دینی و برزہ سے روایت ہے  
دونوں صحابی فرماتے ہیں ہم رگ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں باہر نکلے تو آپ  
نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی چادریں  
پھینک ڈالی ہوئی ہیں۔ اور وہ قمیصوں میں چل  
رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم  
لوگ جاہلیت کا عمل و طریقہ اختیار کرتے ہو یا پیشہ  
جاہلیت کے ساتھ شاہت پیدا کرتے ہو؟ البتہ  
بیشک میں نے قسم کر لیا تھا کہ میں تم پر ایسی بد و عا  
کروں جس سے تمہاری صورتیں انسانی صورتیں نہ رہیں  
راہی کہتا ہے کہ لوگوں نے اپنی چادریں اوپر سے میں  
اور پھر کبھی اس رسم جاہلیت کو دوبارہ نہ کیا۔

(ابن ماجہ)

۳۵۸  
۲۹  
وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ  
وَ اَبِي بَرْزَةَ قَالََا خَرَجْنَا مَعَ  
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِيْ جَنَازَةٍ فَوَآى قَوْمًا وَتَدَا  
ظَرْحُوْا اَزْدِيَّتَهُمْ يَنْشَوْنَ فِيْ  
قَمِيْصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى  
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْعَلِ الْجَاهِلِيَّةُ  
تَاْخُذُوْنَ اَوْ بِصَنِيْعِ الْجَاهِلِيَّةِ  
تَشَبَّهُوْنَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَذْكُرُوْ  
عَلَيْكُمْ دَعْوَةً تَرْجِعُوْنَ فِيْ غَيْرِ  
صَوْبِكُمْ قَالََا فَاتَّخَذُوْا اَزْدِيَّتَهُمْ  
وَلَمْ يَخُوْذُوْا لِذٰلِكَ۔

(نومہ ابن ماجہ)

۱۹۔ یہ جاہلیت کی رسم تھی کہ جب جنازے کے ساتھ چلتے تو چادریں نہ پہنتے تھے سادہ پریشاں حالی اور بے مصلحتی  
کی طرف اشارہ ہوتا تھا۔

۲۰۔ یا تم لوگ اپنے آپ کو اہل جاہلیت جیسا بنا رہے ہو کہ بلا دوی کے شک کی وجہ سے ہے یا تشبیہ کی متعدد  
انواع بیان کرنے کے لیے۔ مرثیہ میں واقع لفظ تشبیہوں تا کی زبردست دیکھو کے ساتھ۔ یا تا کی پیش اور با کی زیر سے بھی  
ایک روایت ہے۔

۳۔ یعنی تمہاری انسانی صورتیں انسانی صورتیں نہ رہیں یعنی تم مسخ ہو جاؤ اور معاذ اللہ غریب و بندہ بن جاؤ۔ یا سخی یہ ہے کہ جب تم لگ اپنے گروں کو رو تو تمہاری یہ صورتیں نہ رہیں یعنی جب کہ تم نے اپنی وضع اور لباس کو حق کے مطابق تبدیل نہ کیا تو تمہاری صورتیں جو اسطرح کا لباس ہیں۔ ان میں بھی تبدیلی آ جائے گی۔

۱۴۵۹ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَتَّبَعَ جَنَازَةً مَعَهَا رَاثَةٌ۔  
(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے جنازے کے ساتھ پیٹنے سے منع فرمایا جس کے ساتھ زمرہ کرنے والی ہو۔ (احمد۔ ابن ماجہ)

۱۔ یعنی جنازہ کے ساتھ جانا سنت ہے۔ لیکن یہ سنت ترک کر دی جائے گی جب کہ اس کے ساتھ زمرہ کرنے والی عورت یا جماعت موجود ہو جس طرح دعوت طعام قبول کرنا سنت ہے۔ مگر لہو و لعب اور غیر شرع حرکت کی موجودگی میں اس سنت کو ترک کر دیا جائے گا۔

۱۴۶۰ وَعَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ ابْنُ أَبِي كَوْثَرٍ جَدُّتُ عَلَيْهِ هَلْ سَمِعْتُ مِنْ خَلِيلِكَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَامُهُ شَيْئًا يُطِيبُ بِأَنْفُسِنَا عَنْ مَوْتَانَا قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ صَفَّاهُمْ دَعَامِنْصُ الْجَنَّةِ يَلْقَى أَحَدَهُمْ آبَاؤُ قِيَامُهُمْ يَتَأَخَذُ بِتَاجِيَةٍ فَيُؤَيِّمُ فَلَا يُفَارِقُهُ حَتَّى يَدْخُلَهُ الْجَنَّةَ۔  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَاللَّفْظُ لَهُ)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ایک شخص نے کہا میرا ایک بیٹا فاسق ہو گیا ہے میں اب پر غمزدہ ہوں کیا کرنے ہے؟ حضرت ابی ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات سنی ہے جس سے تمہارا دل خوش ہو جائے۔ حضرت ابی ہریرہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ مسلمانوں کے چھوٹے بچے جنت میں ہوں گے ان کے نام کے نامور و غل میں سے دانے ہوں گے۔ پتے والے پتے کے پتے سے لاکھات کرے گا تو وہ ان کے چھوٹے کا کنارہ پکڑے گا اور ان کے ساتھ ہوں گے۔ میں نے کہا کہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (مسلم و احمد)

اور لفظ احمد کے ہیں۔

۱۔ یعنی جو جنس اولاد سے ہوں کہ وہ مرنے کے بعد میں نفع دیں گے۔  
۲۔ یہاں حدیث میں لفظ دعا میں آیا ہے۔ جمع و عروس (مال کی پیش) و حاصل یہ ایک کیڑے کا نام ہے جو

پانی میں غوطہ مارتا اور نکلتا ہے۔ اور یہ اس شخص کے سختی میں بھی آتا ہے جو ہر کام میں دخل دیتا ہے اور بادشاہوں اور امراء کے پاس آنے والے کو بھی کستریں۔ یہاں مطلب یہ ہے کہ چھوٹے بچے ہشت میں بے روک ٹوک باہر آدھر گھومیں پھریں گے اور جہاں چاہیں گے ہائیں گے۔ اور جس کام میں بھی چاہیں گے دخل دیں گے۔ جس طرح دنیا میں بچوں کی عادت ہوتی ہے۔  
 ۳۰ یعنی والد اور والدہ کا ذکر یا تو اس بنا پر کیا کہ وہ اصل خیر متبرع ہے۔ مال تابع اور ذریعہ ہے۔ یا اس وجہ سے کہ مرد زیادہ صابر ہوتے ہیں۔ نہ کہ عورتیں۔ لہذا صبر کرنے والے کی نجات بچے پہلے کرائے گا۔ بعض احادیث میں ماں کا ذکر ہے اور بعض میں ماں اور باپ دونوں کا ظاہر یا یہ اختلاف مقام و حرمت کے اعتبار سے ہے۔ یہ ظاہری مفہوم معنی کلام کے زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ مرد آپ کی احادیث سے گئے۔ اپنی ذات شریف سے ہمارے لیے بھی کوئی دن مقرر فرمائیں کہ ہم اس میں آپ کی خدمت میں آیا کریں کہ آپ ہمیں بھی اس میں سے سکھائیں جو اللہ نے آپ کو علم عطا فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ جمع ہو جایا کرو۔ عورتیں اس جگہ جمع ہو گئیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے انہیں بھی سکھایا۔ پھر آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی عورت نہیں چلائے آگے بن پیچے بھیجتی ہے مگر وہ اس کے لیے اتنی معذرت سے پردہ بن جائیں گے یا ایک عورت نے عرض کی یا رسول اللہ یاد دہانی کے لیے آگے بھیجے ہوں اس عورت نے یہ کلمہ دو مرتبہ دہرایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بھی دو بھی۔ دو بھی۔

(بخاری شریف)

۱۶۶۱  
 ۳۳  
 وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ  
 جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ  
 بِحَدِيثِكَ فَأَجْعَلْ لَنَا مِنْ  
 نَفْسِكَ يَوْمًا تَأْتِيكَ فِيهِ تَعْلِمُنَا  
 مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ فَقَالَ اجْتَمِعْنَ  
 فِي يَوْمٍ كَذَا وَ كَذَا فِي مَكَانٍ  
 كَذَا وَ كَذَا فَأَجْتَمِعْنَ فَأَتَاهُمُ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُنَّ وَمَا سَلَّمَهُ اللَّهُ  
 اللَّهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ امْرَأَةٌ  
 تَقْدُمُ ثَلَاثَ يَدَيْنِهَا مِنْ وَلَدِهَا  
 ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ كَانَ لَهَا جَنَابًا مِنَ  
 النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ أَوِ الثَّلَاثُ فَأَعَادَهَا  
 مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَ الثَّلَاثُ وَ  
 الثَّلَاثُ وَ الثَّلَاثُ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۔ اور آپ کے تمام مواظف و نفاع امتوں نے سیکھ لیے۔

۲۔ اور اس آتش و وزخ میں نہ گرنے دیں گے۔

۱۴۲۲  
۳۳  
وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ  
يَتَوَقَّى لَهَا قُلُوبَهُ إِلَّا أَدْخَلَهُمَا  
اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهَا  
فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوَأَشْأَنُ قَالَ  
وَأَشْأَنُ قَالُوا أَذْوَاجُ قُلُوبِهِمْ كَالَّذِي  
نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ السَّقَطَ لَيَجُرُّ  
أُمَّهُ بِسَرِّهَا إِلَى الْجَنَّةِ إِذَا  
اِحْتَسَبَتْهُ.

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ  
مِنْ قَوْلِهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس دو  
مسلمان (ماں اور باپ) جن کے تین بچے فوت ہو جاتے  
ہیں گے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل و رحمت سے جنت میں  
داخل کرے گا اور بعض نسوں میں بغضتہ و رحمۃ ایاہما آیا  
ہے بمعنی درقل کو اپنے فضل و رحمت سے جنت میں  
داخل کرے گا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یا وہ بچے  
فرمایا یا وہ بچے۔ لوگوں نے عرض کیا ایک ہی بچہ فرمایا  
یا ایک ہی بچہ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے  
قبضہ میں میری جان ہے۔ تا کہ تم پھر جو حکم سے گربانا  
ہے۔ بیشک وہ اپنی ماں کو اپنے ناروغ سے جنت کیلئے  
کھینچے گا جب کہ وہ ثواب کی لہجہ پر ہے۔

(احمد ابن ماجہ نے مالذی نفسی میدم سے

روایت کی ہے)

۱۔ یعنی جب کہ وہ نہ روئے، اور ثواب پر نگاہ رکھے۔ حدیث میں واقع لفظ تکرر میں دو بار اوقات اور  
جوانان سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ اس خطی کی طرف اشارہ ہے جو اس بچے اور ماں کے درمیان ہوتا ہے۔ گویا وہ نادر ایک  
سی کی طرح ہو جائے گا۔ جو اسے کھینچ کر بہشت میں لے جائے گی۔

۲۔ یعنی اس حدیث کو ابن ماجہ نے حضرت علیہ السلام کے قول مالذی نفسی میدم سے تا آخر روایت کیا ہے اور اصل حدیث  
ماہن مسلمین الی آخرہ روایت نہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
میں (مسلمان) نے تین نابالغ بچے آگے بھیجے وہ  
اس کے یہ آتش و وزخ سے مضبوط قعر ہوں گے

۱۴۲۳  
۳۳  
وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً  
مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْخِثَّةَ

كَانُوا لَهُ حَضَنًا حَصِيْنًا مِنْ  
النَّارِ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ قَدَمْتُ  
اُتَيْنِي قَالَ وَاتَّعَيْنِي قَالَ ابْنُ  
كَعْبٍ أَبُو الْمُنْذِرِ سَيِّدُ الْقُرَاءِ  
قَدَمْتُ وَاحِدًا قَالَ وَ وَاحِدًا  
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)  
وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ  
غَرِيبٌ

حضرت ابو ذر نے کہا میں نے تو دو ہی بچے آگے بھیجے  
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اور دو بچے ہی جھوٹ  
ابی بن کعب ابو المنذر سید القراء نے عرض کیا  
میں نے تو ایک ہی بچہ آگے بھیجا ہے  
فرمایا اور ایک بچہ بھیجئے۔

اسے ترمذی وابن ماجہ نے روایت کیا۔  
اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب

ہے۔

۱۷۲ حضرت ابی کانیت ابو المنذر ہے۔ اور ان کی شان میں سید القراء واقع ہوا ہے۔ یعنی سب سے بہتر قرآن پڑھنے  
والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سید الانصار فرمایا۔ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے انکو سید المسلمین کا  
لقب دیا۔

۱۷۳ اس کی توجیہ گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔ کہ یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ مبارک سے اسی وقت اس  
باسے میں وہی منزل ہوئی۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور آپ کی دعا قبول ہوئی۔

حضرت ثمرۃ المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔  
کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں  
آیا کرتا تھا اس کے ساتھ اس کا بچہ ہوتا تھا نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تجھے اس بچے  
سے محبت ہے۔ اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ آپ سے  
بھی ایسی محبت کرے جیسی مجھے اس بچے سے ہے  
پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو گم پایا۔  
اور نہ دیکھا۔ تو فرمایا غلاماں کے بچے کو کیا ہوا۔ لوگوں  
نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو مر گیا ہے۔ اس پر  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے یہ بات  
پسند نہیں کہ توحشت کے کسی دروازے پر دھپنے  
گرا سے تیری انتظار میں پائے۔ ایک شخص نے

۴۶۴  
۳۵  
وَعَنْ قُرَّةِ الْمَزْنِيِّ أَنَّهُ  
رَجُلًا كَانَ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ابْنٌ  
لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتِجِبْهُ فَقَالَ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَبَّكَ اللَّهُ كَمَا  
أُحِبُّهُ فَقَدَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا فَعَلَ  
ابْنُ فُلَانٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
مَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تُحِبُّ  
أَنْ لَا تَأْتِيَ أَبَاكَ مِنْ أَبْوَابِ



نے عرض کی یا رسول اللہ یہ بشارت خاص اسی شخص کے لیے ہے۔ یا ہم سب کے لیے فرمایا بلکہ تم سب کے لیے۔

(اسے احمد نے روایت کیا)

(کیا)

۱۷ قرۃ (فات کی پیش راشد) المزی (میم کی پیش ترا کی زیر اور فن) آپ صحابہ کرام میں سے ہیں۔

۱۸ یعنی مجھے اس سے سخت محبت ہے۔

۱۹ اور وہ کہاں چلا گیا ہے اور اس کا کیا حال ہے۔

۲۰ گویا وہ مرد بھی اس مجلس میں حاضر و موجود تھا۔ اسی لیے اس کی طرف رخ کر کے فرمایا لیکن اس کے شہید مہینت میں ہرنے کی وجہ سے اسے مخاطب نہ فرمایا اور اس سے دریافت نہ کیا اگر بشارت دینے میں اسے مخاطب فرمایا۔

۲۱ اور مجھے اپنے ساتھ بہشت میں لے کر جائے۔

۱۶۶۵ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ السَّقَطَ لِيُرَاعِمُ رَبَّةً إِذَا دَخَلَ أَبْوَابُ النَّارِ فَيَقَالُ أَيُّهَا السَّقَطُ الْبُرَاعِمُ رَبَّةً أَدْخِلْ أَبْوَابَكَ الْجَنَّةَ فَيَجُوهَا بِسَرِيرَةٍ حَتَّى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ.

(رقاة ابن ماجہ)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اس نے فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کچھو کچھو

جسے ناکل کر لے کر آئے گا اسے سب سے پہلے جہنم میں لے جائے گا

کہ اس کے دھڑکنے سے قہر قائم ہو جائے گا اور اس کے

قہر سے جہنم میں لے جائے گا اسے جہنم میں لے جائے گا

ماتے پہلے اپنے ماں باپ کو جہنم میں لے جائے گا

پھر وہ اپنے والد سے دو کھانسی کرے گا اور اسے جہنم میں لے جائے گا

اور جہنم میں داخل کرے گا۔ (ابن ماجہ)

۲۲ حدیث میں مرآئم آیا ہے جو مرآئم سے نکلا ہے۔ اس کا اس سے کوئی کفر نہیں ہے نہ ایمان نہ کفر نہ ایمان نہ کفر۔

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے

اگر پہلے صومرہ کے ساتھ قرآن پڑھ کر اور ثواب کا

۱۶۶۶ وَهَنَ آتَى أُمَامَةً عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْنُ آدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسِبْتَ

۱۶۶۷ وَهَنَ آتَى أُمَامَةً عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْنُ آدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسِبْتَ

۱۶۶۸ وَهَنَ آتَى أُمَامَةً عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْنُ آدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسِبْتَ

۱۶۶۹ وَهَنَ آتَى أُمَامَةً عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْنُ آدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسِبْتَ

عَنْ الْعَلَمَةِ الْأَوَّلَى لَمْ تَكُنْ  
لَكَ كَوْنًا دُونَ الْعَصَةِ  
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

۱۔ یعنی میں مجھے ضرورت میں داخل کروں گا۔

۲۳۸ عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَلَا مُسْلِمَةٍ  
يُصَابُ بِمُحِبَّةٍ فَيَدْكُرَهَا وَإِنْ  
طَالَ عَهْدُهَا فَيُحَدِّثُ لِذَلِكَ  
اسْتِزْجَاعًا إِلَّا جَدَّدَ اللَّهُ تَبَارَكَ  
وَتَعَالَى عِنْدَ ذَلِكَ فَاعْطَاهُ مِثْلَ  
تَجْرِفَا يَوْمٍ أُصِيبَ بِهَا  
(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ

دُرِّمَانِ)

۲۳۹ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْقَطَعَ مِنْكُمْ  
أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَرْجِعْ قَوْلَهُ مِنَ  
الْمَقَابِلِ

۱۔ ہرگز میں شش ایک ہے شین کی زیر اس میں ساکن جتے کا تسمہ

۲۴۰ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ  
سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ سَمِعْتُ  
أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى  
قَالَ لِيُعِيشِي نَارِي بَأَعِثْ مِنْ

قلب محمد بن ابی جے جنت سے کم کوئی ثواب دہلہ  
رینے پر سامنی نہ ہوں گا لے  
(ابن ماجہ)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔  
کہ آپ نے فرمایا نہیں کوئی مسلمان مرد و عورت جو مصیبت  
میں مبتلا ہوتا ہے پھر اس مصیبت کو یاد رکھتا ہے اگرچہ  
کتنا ہی زمانہ دراز گزر جائے اور ہر دفعہ اس مصیبت پر  
اللہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہے گرا اللہ تعالیٰ دنیا تک  
ہر ماہ اسے نیا ثواب دیتا ہے اور اسے اس کی شل  
اجر ملتا کرتا ہے جتنا مصیبت پہنچنے کے دن اسے  
ثواب عطا کیا تھا۔ (احمد اور بیہقی شعب الامایات  
میں)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے  
ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں  
کے کسی کے جتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اللہ رکالہ  
راجعون پڑے کہ تسمہ کا ٹوٹ جانا بھی مصیبتوں میں  
سے ایک مصیبت ہے۔

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی  
ہیں میں نے حضرت ابوالدرداء سے سنا کہ فرماتے تھے  
کہ میں نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے  
ہوئے سنا ہے کہ بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا  
اے عیسیٰ میں تیرے بعد ایک امت اٹھائے گا وہ

بَعْدَكَ أُمَّةٌ إِذَا أَصَابَهُمْ مَا  
يُحِبُّونَ حَمْدُوا اللَّهَ وَإِنْ أَصَابَهُمْ  
مَا يَكْرَهُونَ احْتَسَبُوا وَصَبَّوْا  
وَلَا حِلْمَ وَلَا عَقْلَ فَقَالَ يَا  
رَبِّ كَيْفَ يَكُونُ هَذَا لَهُمْ  
وَلَا حِلْمَ وَلَا عَقْلَ قَالَ أُعْطِيَهُمْ  
مِنْ حِلْمِي وَ عِلْمِي  
(دَوَاهِمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

جب انہیں وہ چیز ملے گی جسے وہ چاہتے ہیں گے اور  
اللہ کی حمد کریں گے اور اگر انہیں وہ چیز پیچھے لگے جسے  
وہ نہ چاہتے ہیں گے تو ثواب کے طلبگار نہیں گے  
اور صبر و تحمل سے کام لیں گے۔ حالانکہ ان میں بربادی  
اور عقل و تدبیر نہ ہوگی۔ اس پر حضرت عیسیٰ نے عرض کیا  
اے میرے رب یہ مقام انہیں کیسے حاصل ہوگا جبکہ  
ان میں صبر و تحمل نہ ہوگا؟ فرمایا میں انہیں اپنے صبر و عمل  
سے عطا کر دوں گا۔ ان دونوں احادیث کو بیوقوف نے  
شعب الایمان میں روایت کیا۔

۱۔ آپ حضرت ابوالدرداءؓ کی آپ نے مقررہ تھیں۔

۲۔ یہ حدیث کے الفاظ احتسبوا اور صبروا کے مفہوم کی تاکید ہے کیونکہ احتساب کا معنی و محاسب و مجذوبہ ہے جو  
اخلاص عمل اور رضا حق تعالیٰ کی طلب کا باعث بنے۔ نہ کہ صبر و تحمل اس کا باعث ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب  
ان میں صبر و تحمل نہ ہوگا وہ کسی طرح صبر و احتساب کریں گے۔ جیسا کہ فرمایا اے میرے رب انہیں عطا فرما۔  
۳۔ جیسا کہ کہا گیا ہے اور ممکن ہے کہ یہاں کہا جائے کہ صبر و تحمل نہ ہونے کا معنی یہ ہے کہ مصیبت و مصائب کی وجہ سے  
وہ مروت پر ہلکے ہوں گے۔ اس کے باوجود وہ صبر کریں گے اور ثواب کے طلبگار نہیں گے۔ اس حدیث کا ایک اور معنی  
بھی خیال میں آیا ہے جو شرح (طبری) میں مذکور ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔ واللہ اعلم

## بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُورِ

### زیارت قبور کا باب

۱۔ جامع ہو کر زیارت قبور بالاتفاق مستحب ہے کیونکہ یہ دل کی نرمی و محبت کی ایک بڑی بات ہے اور  
فنائتے دنیا و غیرہ فائدہ کا سبب و ذریعہ ہے۔ زیارت میں عمدہ چیز مردوں کے لیے استغفار ہے۔ اس کے بارے میں  
سنت و حدیث وارد ہو چکی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع شریف میں تشریف لے جاتے اور اہل بقیع کو سلام کہتے  
اور ان کے لیے استغفار کرتے باقی تمام اہل قبور غیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا غیر انبیاء علیہم السلام سے مدد طلب کرنا تو بہت  
سے فقہاء اس کے شکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ زیارت صرف مردوں کے لیے عباد استغفار اور

تلاوت قرآن کے ذریعے صلح پہنچانے کے لیے ہے۔ مگر مشائخ صوفیہ اور بعض فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اولیاء کرام سے مدد حاصل کرنے کو ثنات اور بجا قرار دیا ہے۔ اور یہ عقیدہ اہل کشف اور ان کے کاہن کے ہاں محقق اور طے شدہ عقیدہ ہے۔ یہاں تک کہ بہت سے حضرات کو ان کی ارماع سے فیوض و نفع حاصل ہوئے ہیں۔ اور اس گروہ صوفیہ کی اصطلاح میں انہیں ایسی کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ کاظم کی قبر اور قبولیت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے فرمایا جس سے اس کی زندگی میں مدد لینا جائز ہے۔ اس سے بعد وفات بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔ مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا ہے میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے۔ یا اس سے بھی بڑھ کر حضرت شیخ معروف کرخی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور واد بزرگ شمار کیسے مادیان چار میں حصر مقصود نہیں۔ جو کچھ اہل بزرگ نے خود دیکھا اور پایا اس کا بیان کر دیا۔

سیدی احمد بن رزوق رضی اللہ عنہ کہ اعظم فقہاء و علماء اور مشائخ زیاد مغرب میں سے ہیں لازماً تھے ہیں کہ ایک دن شیخ ابوالعباس حضری نے مجھ سے دریافت کیا کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی میں نے کہا ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد قوی تر ہے۔ شیخ نے فرمایا ہاں۔ کیونکہ وفات یافتہ بزرگ حق تعالیٰ کی درگاہ میں اس کے سامنے ہے۔ اس بارے میں اس گروہ صوفیہ سے اس قدر روایات منقول ہیں کہ عدد شمار سے باہر ہیں۔

پھر کتاب و سنت اور اقوال سلف صالحین میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس عقیدہ کے منافی اور مخالف ہو۔ اور اس کی تردید کرتی ہو۔ کئی آیات و احادیث سے تحقیقی طور پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور ان کے حالات کا علم و شہد ہوتا ہے اور یہ کہ ارجاع کاہن کو جناب حق تعالیٰ میں قرب و مرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انہیں حاصل تھا۔ انہیں اس سے بڑھ کر اور اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں اور انہیں کائنات میں تصرف کی قوت و طاقت حاصل ہے۔ سب کچھ ان کی امداد و حاجت کرتی ہیں۔ اور وہ باقی ہیں۔ اور تصرف حقیقی تھا۔ عز شانہ ہے۔ یہ سب کچھ حقیقت اسی کی قدرت کا اثر ہے۔ یہ منزلت اپنی زندگی میں اور بعد از مرگ جلال حق میں فانی و مستغرق ہیں۔ لہذا اگر کسی کو دوستانہ حق کی دراصلت سے کوئی چیز اور مرتبہ حاصل ہو جائے تو کوئی بعید نہیں (اور اس کا انکار درست نہیں) جیسا کہ ان کی ظاہری زندگی میں تھا اور حقیقت و حقیقت حق میں جلال و کمال کا ہر تاج ہے اور ایسی کوئی دلیل و وجہ موجود نہیں جو زندگی اور موت میں فرق کرنے۔

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مرثیہ پاک لکھی اللہ البیہود والناسی انکندوا قبری انبیاء ہم ساءلہ اللہ تعالیٰ نے بیرون دنیا کی پرستش کی ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے انبیاء و پیغمبر اسلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا، کی شرح

میں فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ ان کی تعظیم کا خاطر ان کی قبور کی طرف نہ کر کے غار پڑھے کہ ایسا کرنا ہا اتفاق حرام ہے لیکن کسی پتھر یا دل کے پڑوس میں مسجد بنانا اور اس کی تعظیم کے ارادہ اور قبر کی طرف توجہ کیے بغیر غار کا کرنا جائز ہے بلکہ حصول مدد کی نیت سے تاکہ اس کی قبر کی برکت سے عبادت کا ثواب کامل ملے اور اس کی روح پاک کا قرب و پڑوس نصیب ہو تو اس میں کوئی حرج و ممانعت نہیں۔ اس بارے میں مزید کلام اس باب کے آخر میں آ رہا ہے۔ اور یہ بحث انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الجہاد کے شمارہ بعد کے بیان میں مکمل ہوگی۔ واللہ اعلم۔

پھر آداب زیارت قبور میں سے ایک ادب یہ ہے کہ بوقت زیارت منہ قبر کی طرف اس کے بالمقابل ہو اور پشت قبلہ کی جانب اس طرح کھڑا ہو کہ صاحب قبر کو سلام عرض کرے مگر ہاتھ سے قبر کو نہ چھوئے اور نہ اسے بوسہ دے اور نہ جھکے اور چہرے پر قبر کی مٹی نہ لے۔ یہ نصائح کی عادت ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قبر کے پاس قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ سے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جو مشائخ حنفیہ میں سے ایک ہیں۔ امام محمد کے قول کو لیا ہے اور اس پر قوی ہے شیخ امام محمد بن الفضل رحمہ اللہ نے کہا کہ مکروہ ہند آداب سے قرآن پڑھنا ہے۔ آہستہ قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں مگر یہ سارا قرآن ختم کرے شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ قبر کے پاس سورۃ تبارک الملک پڑھے لینا آواز سے یا پست آواز سے کہ ہندو آہستہ پڑھنے سے کوئی فرق نہیں۔ یہ مسئلہ ظاہر روایت میں موجود ہے اور اس سے جواز میں اثر فارم ہو چکا ہے حضرت شیخ ابو بکر بن سعد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ زیارت قبور کے وقت سورۃ اعلیٰ سات مرتبہ پڑھے اور اس کا ثواب صاحب قبر کو بخشے۔ صحیح ترمذ میں بھی ہے کہ میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ قبر سے ہو کر گیارہ مرتبہ قل صمد الحمد پڑھے اس کے بعد بیٹھ جائے۔

جمعہ کے دن زیارت قبور بہت افضل ہے۔ دوسرے دنوں کی نسبت خصوصاً بعد جمعہ کے اول و ثانیہ میں حرمین شریفین زاد ہما اللہ تعالیٰ و کثر یغیا میں یہی تعارف و مروج ہے کہ جمعہ کے بعد اول وقت میں جنت البقیع اور جنت النبی کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ روایات میں آیا ہے کہ دوسرے دنوں اور اوقات کی نسبت جمعہ کے دن زیارت کو زیادہ علم و ادراک عطا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ میت دوسرے دنوں کی نسبت جمعہ کے دن نازک زیادہ پہنچاؤں گے۔ اور ہندوستان میں جو عاتقان اس میں مشہور ہو چکا ہے کہ جمعہ کے دن زیارت قبور بخیر ہے۔ اور صاحب ابی جہل اثر و روایت نقل کی جاتی ہے۔ اس کی کئی کاسل نہیں اور قبور پر بے ضرورت پائٹل رکھ کر چنا کوہ ہے۔ مستحب ہے کہ جمعہ کے اس دن سے جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ و خیرت کیا جائے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنا اسے فائدہ دیتا ہے اس مسئلہ میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور اس کے جواز میں خصوصاً احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ میت کو صرف صدقہ اور دعا کا ثواب پہنچتا ہے۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ میت

کار و شب جمعہ کو اپنے گھر آئی۔ پھر دیکھتا ہے کہ اس کا طرف سے کوئی صدقہ کرتا ہے یا نہیں۔ واللہ اعلم۔

الفصل الأول

پہلی فصل

١٤٤٠ عَنْ بُرَيْدَةَ <sup>رَضِيَ</sup> قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ تَهْلِكُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ  
فَزُورُوا مَا وَتَهْلِكُكُمْ عَنْ لَحُومِ  
الْأَفْطَحِ فَوَقَّ كُلَّيْ فَامْسِكُوا  
مَا بَدَأَ اللَّهُمَّ وَ تَهْلِكُكُمْ عَنْ  
الْمَيْيِدِ إِلَّا فِي سَعَاءٍ فَامْتَرُوا  
فِي الْأَسْبِغَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا  
مُسْتَكْرًا.

حضرت بزرگوار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب زیارت کو بایکروادو میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت (جمع رکھنے) سے بھی منع کیا تھا اگر اب تم اپنی حاجت کے مطابق رکھ سکتے ہو اور میں نے تمہیں غیرہ کھجور کو مشک کے علاوہ باقی سب برتنوں میں رکھنے سے منع کیا تھا اگر اب تمہیں تمام برتنوں میں رکھنے کی اجازت ہے۔ اور نشاء و کوئی چیز نہ پینا۔

(5)

۱۵۸

۱۔ تیرہ لاکھ بیس لاکھ زبیاں آپ مشور صحابی ہیں۔

یعنی اس سے پہلے میں نے زیارت قبور کی ممانعت کی تھی مگر اب میں نہیں اس کی اجازت دیتا ہوں تو پہلے حکم کو منور کیا۔ کچھ علماء نے کہا ہے کہ ممانعت کی وجہ ہندو جاہلیت کا قرب تھا اور اس امر کا اندیشہ تھا کہ لوگ وہ کچھ کہیں اور کیا کچھ بولیں جاہلیت میں کتے اند کرتے تھے۔ اب چونکہ دلوں میں قواعد اسلام اور اس کی تعلیمات مضبوط و مستحکم ہو چکی ہیں۔ لہذا یہ خطر باقی نہیں رہا۔ پھر عزتوں کے زیارت قبور کے لیے جانے میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا یہ اجازت صرف مومنوں کی ہے۔ عزتوں کے لیے اب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت قبور سے ممانعت باقی ہے۔ بعض نے کہا یہ اجازت دو محنت مومنوں و مومنوں کو شامل ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیارت قبور کے لیے جانے والی عزتوں پر رحمت فرماتا ہے۔ اور وہ محنت جو عزتوں کے لیے بھی زیارت کو جائز قرار دیتے ہیں۔ وہ اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں

۱۔ اہل مسئلہ کے جہل میں امام اہل سنت مجدد کائنات مہدی مرتضیٰ طابہ الرحمۃ حضرت جناب مولانا محمد احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ نے ایک مستقل مد جامع رسالہ کسبی بہ اتیان الامراح لدیارہم بعد الامراح تالیف فرمایا ہے۔ مزید اطمینان والیقان کے لیے اس کا مطالعہ کیا جائے۔ مترجم غفرلہ

کہ یہ حدیث اجابت سے پہلے دقت سے تعلق رکھتی ہے۔  
 لکھ یعنی جب تک تمہاری طبیعت چاہے اور بٹھنے دقت کے یہ تمہاری دل میں لگے پھر قربانی کے گوشت کو  
 تین دن سے زیادہ عرصہ ذخیرہ کرنے سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ان افراد مساکین کو گوشت کی ضرورت ہوتی تھی جو خود قربانی  
 کرنے کی استطاعت نہ رکھتے تھے اس کے بعد جب لوگوں کے مال و اموال اقتصادی حالات بہتر ہو گئے اور ایک دوسرے  
 سے لے کر کھانے کی ضرورت نہ رہی تو اس بات کا اجابت مل گئی کہ قربانی کا گوشت جب تک چاہیں ذخیرہ کر سکتے  
 ہیں۔

لکھ یعنی مشک اور غیر مشک ہر برتن میں شیرہ کجور ڈال سکتے ہو حدیث میں واقع لفظ آخرتہ سے برتن اور ظروف  
 مراد ہیں۔ مشک کے علاوہ دوسرے برتنوں میں ڈالنے سے ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ مشک میں پانی ٹھنڈا رہتا ہے گرم نہیں ہوتا  
 اور غیر سے میں تیزی نہیں آتی دوسرے برتنوں میں گرم ہو جاتا ہے اور سخت دینر ہو جاتا ہے اور اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ  
 شراب کی کیفیت اختیار کرے اور حرام ہو جائے اور لوگوں کے یہ شراب حرام ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ابھی  
 ان کے سروں میں شراب کی لذت اور خواہش باقی تھی تو اس بات کا امکان تھا کہ پھر شراب نوشی کے ترکیب ہو جائیں اور  
 جب شراب کو حرام ہوئے ایک عرصہ گزر گیا اور لوگ اس سے دور رہتے اور پرہیز کرنے کے فریاد واری ہو گئے تو  
 اس کے ارتکاب کا احتمال باقی نہ رہا۔ اس بنا پر ہر برتن میں شیرہ کجور ڈالنے کا اجابت مل گئی۔ جب کہ وہ تندرست نہ ہو جائے  
 اور نشا آور نہ ہو اور اگر نشہ آور ہو جائے تو پھر اس سے پرہیز ضروری ہے۔ جب کہ فریاد واری نہ ہو اور عجز نہ ہو۔  
 ۵۵۔ ابتدا میں شراب پینے کے برتن باقی تھے ان کے استعمال سے روک دیا گیا۔ سو شک و شبہ احتمال  
 کی اجابت دی گئی۔ پھر خود دقت میں ہر برتن استعمال کرنے کی اجابت دے دی گئی۔ یہ اجابت امام مالک اور امام احمد کے نزدیک  
 احمد کے نزدیک ہے۔ دوسرے آئمہ کے نزدیک شراب کچھ چیز کا استعمال اب حرام ہے۔ یہاں تک کہ شراب  
 میں مذکور مواد شیرہ کجور کا معنی ہے کہ کجور یا انگر کوڑہ میں کربالی میں کچھ دقت کے یہ حال دیا گیا ہے کہ  
 قدرے تیزی آجائے۔ پھر اسے پی لیں۔ یہ حلال رہتا ہے۔ اور اگر تیزی زیادہ ہو تو پھر اسے استعمال نہ کریں۔  
 حرام ہے۔ کتاب الاشرار میں اس کی مفصل تر معذرات فراہم کی جائیں گی۔

۱۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرُ أُمِّ قَتْلَى وَ أُنْكِ مِنْ حَوْلِهِ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ اسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کا  
 قبر اللہ کی زیارت کی تو مرد پڑھے اور اپنے ارد گرد  
 دائروں کو بھیار لایا۔ پھر فرمایا میں نے اپنے بہنہ سے  
 والدہ کے لیے استغفار کا اجابت چاہی مجھے انکی







إِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاجِقُونَ  
تَشَاءُ اللَّهُ لَنَا وَلكُمْ الْعَاقِبَةُ  
(رواهُ مُسْلِمٌ)

انشاء اللہ ہم بھی تم سے جڑ رہے ہوں گے میں ہم اللہ سے  
اپنے لیے اور تمہارے لیے غایت اور غلاب دنیا  
آخرت کا ملاتی مانگتے ہیں۔ (مسلم)

۱۔ عمار نے کہا ہے کہ یہاں سلام تسلیم و رضا کے معنی میں ہے۔ دیار دار کا جمع ہے۔ داراں جو ملی کر کہتے ہیں میں  
میں معن اور کھلی جگہ موجود ہو۔ اس کا استعمال زندہ لوگوں کے گھر وں اور قبر والوں کے لیے بھی ہوتا ہے۔

۲۔ یہاں انشاء اللہ کا استعمال تبرک و رغبت کے لیے ہے۔ جس طرح بیمار کو کہتے ہیں۔ کراث اللہ تو موت یاب  
پر ملے گا۔ یا ایمان پر مرنے میں شک کی وجہ سے ہے یا وقت موت قریب ہونے کی وجہ سے۔ بیت

گر نہ تقضا بود کہ یا جم ردیم  
یہ نہ آں وقت کہ یا جم ردیم  
ترجمہ۔ اگر تقضا و قدر میں یہ نہ تھا کہ ہم اس کے ہمیں تو وہ وقت ہی آ رہا ہے کہ ہم ہی میں پڑیں گے۔

## الفصل الثانی

### دوسری فصل

۴۱۱ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ  
مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِقُبُورٍ بِالْمَدِينَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ  
بَوَّحُهُمْ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْهِمْ يَا  
أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ  
وَأَنْتُمْ سَلِّمُوا وَنَحْنُ بِالْأَكْبَرِ  
(رواهُ التِّرْمِذِيُّ)

وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

## الفصل الثالث

۱۶۶۲ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَكَّةَ كَانَ لَيْلَتَهَا مِنْ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم  
جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا سامنا  
میرے پاس ہوتا تو بلا جھجکے اُترے می آپ بیچ  
کی طرف نکلتے اور اسے اسے عرضیں کے مکرر دیا

تم پر سلام تسلی سے پس وہ چیز اپنی ہے مگر  
تم سے وصال کیا گیا تھا۔ کس کی نہیں بہت دیکھا  
ہوئی ہے۔ انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے  
ہیں۔ خدایا یقین غرقہ کامل کو بخش دے

يَقُولُ مِنْ لَدُنِّي السَّلَامُ عَلَىكُمْ  
وَالْبَقِيَّةُ قَبُولُ السَّلَامِ عَلَيْكُمْ  
وَأَنَا قَوْمٌ مُسْلِمِينَ وَأَنَا كُمْ مَا  
وَعَدُونَ عَدَا مُوَحِّدُونَ وَإِنَّا  
إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَافْعُونَ  
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِرَافِلِ بَقِيَّةِ الْمُتَوَكِّلِينَ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(مسلم)

۱۔ یقین (ابا اور کاف سے) مدینہ منورہ کے قبرستان کا نام ہے۔  
۲۔ اس قبرستان کو یقین القومیں دوسرے کہتے ہیں۔ کہ یقین اس زمین کو کہتے ہیں جس میں مدینہ منورہ، غرقہ منین اور

حضرت عائشہ سے صحابہ کرام سے فرمائی ہیں یا رسول اللہ  
میں کیا کہا کروں کس طرح کہا کروں اور کیا پڑھا کروں یعنی  
یہ حدیث تہجد کے وقت یا آپ نے فرمایا کہ اللہ ہی  
اصل الیاد من المرثین والصلین ویرحم اللہ المتقین  
ثناء المتأخین واثنا انشاء اللہ کم لا یحقون۔ اے مومن  
اسکے سوا کسی کے گھروں والو تم کو سلام اللہ تعالیٰ ہمارے  
پہلوں امام و کھیلوں پر رحم فرمائے اور ہم بھی انشاء اللہ  
تعالیٰ تم سے آگے رہنے والے ہیں۔ (مسلم)

کاف ایک قسم کا درخت ہے جو یہاں قبرستان ہونے سے پہلے بہت تھا۔  
۱۹۴۲ وَعَنْهَا قَالَتْ كَيْفَ أَقُولُ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ تَعْنِي فِي زِيَارَةِ  
الْقُبُورِ قِيلَ قَوْلِي السَّلَامُ عَلَى  
أَهْلِ الدِّيَارِ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ  
وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُتَّقِينَ  
مِنَّا وَالْمُسْتَخِيرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ  
اللَّهُ بِكُمْ لَافْعُونَ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۔ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ محمد رسول اللہ کے لیے بجا نیت قبور جائز ہے اور اس امر پر بھی دلالت کرتا ہے

کہ نیت تہجد کرنے والی حدیث پر ہفت بابیت سے پہلے تھی۔

حضرت محمد بن النعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
وہ اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے  
ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے  
دو دنوں میں اللہ سے ایک کی قبر کا نہ کہ نیت  
کا تو اسے بخش دیا جاتا ہے دو دن کا تو خبردار کہہ دینا

قَالَ قَوْلِي السَّلَامُ عَلَى  
أَهْلِ الدِّيَارِ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ  
وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُتَّقِينَ  
مِنَّا وَالْمُسْتَخِيرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ  
اللَّهُ بِكُمْ لَافْعُونَ  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَتْمٍ فِي شُعَبٍ الْأَوَّلِ)

اسے بھی نے شعب الاول میں مرسلہ

مُؤْتَلَاً

مؤتلا

اسے حضرت محمد بن نعمان ثقفی میں سے ہیں۔

۱۶۴۸ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ رِيَاءِ الْقُبُورِ فَزُودُوهَا فَإِنَّمَا تُؤْتِي الدُّنْيَا تَذَكُّرُ الْآخِرَةِ (رَوَاهُ ابْنُ مَعْجَةٍ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فرمایا میں نے تمہیں

قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ رِيَاءِ الْقُبُورِ

کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فرمایا میں نے تمہیں

فَزُودُوهَا فَإِنَّمَا تُؤْتِي الدُّنْيَا

کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فرمایا میں نے تمہیں

تَذَكُّرُ الْآخِرَةِ (رَوَاهُ ابْنُ مَعْجَةٍ)

کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فرمایا میں نے تمہیں

تَذَكُّرُ الْآخِرَةِ (رَوَاهُ ابْنُ مَعْجَةٍ)

کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فرمایا میں نے تمہیں

تَذَكُّرُ الْآخِرَةِ (رَوَاهُ ابْنُ مَعْجَةٍ)

۱۶۴۹ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ رِيَاءِ الْقُبُورِ فَزُودُوهَا فَإِنَّمَا تُؤْتِي الدُّنْيَا تَذَكُّرُ الْآخِرَةِ (رَوَاهُ ابْنُ مَعْجَةٍ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فرمایا میں نے تمہیں

قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ رِيَاءِ الْقُبُورِ

کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فرمایا میں نے تمہیں

فَزُودُوهَا فَإِنَّمَا تُؤْتِي الدُّنْيَا

کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فرمایا میں نے تمہیں

تَذَكُّرُ الْآخِرَةِ (رَوَاهُ ابْنُ مَعْجَةٍ)

کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فرمایا میں نے تمہیں

تَذَكُّرُ الْآخِرَةِ (رَوَاهُ ابْنُ مَعْجَةٍ)

کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فرمایا میں نے تمہیں

تَذَكُّرُ الْآخِرَةِ (رَوَاهُ ابْنُ مَعْجَةٍ)

کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فرمایا میں نے تمہیں

تَذَكُّرُ الْآخِرَةِ (رَوَاهُ ابْنُ مَعْجَةٍ)

کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فرمایا میں نے تمہیں

تَذَكُّرُ الْآخِرَةِ (رَوَاهُ ابْنُ مَعْجَةٍ)

کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فرمایا میں نے تمہیں

تَذَكُّرُ الْآخِرَةِ (رَوَاهُ ابْنُ مَعْجَةٍ)

قبر کا جنت دیکھنے کے لیے کیا ہے۔ جب  
اپنے اہل بیت و اہل حق میں مزد و عیش دونوں  
داخل ہو گئے۔ اور بعض نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے مردوں کے لیے زیارت قبر کا ایسی یہی کردہ  
قرار دیا کہ وہ مبرا کم کرتی اور جزع فرح زیادہ کرتی  
ہیں۔ امام ترمذی کا کلام مکمل ہوا۔

بَقِيَتْ أَهْلِي الْعِلْمِ مِنْ هَذَا  
كَانَ قَبْلَ أَنْ يُوَضَّحَ الْقَبْرُ  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زِيَارَةِ الْقَبْرِ  
فَلَمَّا دَخَلَ دَخَلَ فِي رُحْصَتِهِ  
الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ  
إِنَّمَا صَدْرُهُ وَيَا نَبِيَّ الْقَبْرِ لِلنِّسَاءِ  
يُحَلِّقْنَ حَتَّى يَمُوتْنَ وَكَانَ جُلُوسُهُنَّ  
شَمَّ لَهَا

۱۴۹۹ یعنی ان مردوں پر جو زیارت کے وقت بزرع فرح کریں اور نومر اور آہ و بکا بہت کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں  
میں نے گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام  
فرماتے تھے اس میں داخل ہوتی تھی کہ میں نے چادر  
آٹاری ہوتی تھی  
کتنی تھی کہ وہ ترمیرے غاؤ اور میرے باپ تھے ہیں۔ پھر  
جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن ہوئے تو اللہ کی قسم  
میں اس گھر میں داخل نہ ہوتی تھی گراں مات میں کہ میرے  
پکڑے مجھ پر بندھے ہوتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
سے عیاذ شرم کی وجہ سے۔ (احمد)

۱۴۹۹ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ  
أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ  
إِنِّي وَاصِعٌ ثَوْبِي وَاقُولُ إِنَّمَا  
هُوَ زَوْجِي وَإِنِّي فَلَمَّا دُفِنَ عَمَرُ  
مَعَهُمْ قَوْلَهُ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَ  
أَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَى ثِيَابِي حَيًّا  
مِنْ عَمَرٍ  
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

۱۵۰۰ یعنی دفن میں۔ پھر یہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی دفن ہوئے۔

۱۵۰۰ یعنی میں اپنے دل میں کتنی تھی۔ یا اگر کوئی مجھے پوچھتا تو میں یہی جواب دیتی کہ یہاں ایک تو میرے شہر  
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دوسرے میرے باپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ۔  
۱۵۰۱ کیونکہ وہ بیگانہ تھے اس حریف میں اس امر پر واضح دلیل ہے کہ میت زندہ ہے اور اس کا علم موجود و  
قائم ہے۔ اور یہ کہ میت کی زیارت کے وقت اس کا احترام واجب و ضروری ہے۔ خصوصاً صالحین کی زیارت کے  
وقت اور ادب کی رعایت حسب مراتب ہے۔ جس طرح ان کی زندگی میں کیونکہ صالحین ان کی زیارت کرنے و دعا کے لیے  
کے مطابق ان کی زیارت و دعا کرتے ہیں۔ جیسا کہ شرع میں مذکور ہے۔



# فہرست مضامین کتاب مستطاب اشعۃ اللمعات اردو جلد دوم

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۱۰	دوسری فصل حضرت عبادۃ بن الصامت کے مختصر حالات	۱۲	۴	کتاب الصلوٰۃ	۱
۱۰	ترکب گناہ کبیرہ کے بارے میں بیست	۱۳	۴	صلوٰۃ کا لغوی اور اصطلاحی معنی	۲
۱۱	کاذب اور حدیث سے اس کی تائید	۱۴	۴	فصل اول - حدیث نمبر ۵۱۸	۳
۱۱	حدیث نمبر ۵۱۹ تا پانچ پچھن کو نماز کی تین رو	۱۵	۵	گناہ کبیرہ تو بہت سے مقام ہوتا ہے۔	۴
۱۱	تاکید کا بیان۔	۱۶	۵	سوال و جواب	۵
۱۱	حضرت سبرۃ بن محمد صہابی کے مختصر حالات	۱۷	۶	غیر مجرم عورت سے بوس و کنار گناہ اور اس	۶
۱۵	تیسری فصل - صحابہ کرام ترک نماز کو کفر	۱۸	۶	حرکت کی معافی کی صورت	۷
۱۵	ترامدیتے تھے۔	۱۹	۶	نظائر فی التماسارۃ لقاسم اللیل کی تفسیر	۸
۱۵	حضرت شفیق کے حالات	۲۰	۶	زفر مر جیہ کا خیال دعاس کی تردید	۹
۱۵	عزیمت پر عمل کرنے کی تاکید	۲۱	۷	ایک شبہ اور اس کا جواب	۱۰
۱۵	اوقات نماز کا بیان	۲۲	۸	مفسرین نے علیہ وسلم کی اقتدار میں نماز کا کرنے	۱۱
۱۵	دن ولادت کی پانچ نمازیں شکرانہ نعمت کے	۲۳	۸	سے گناہ کبیرہ میں معاف ہو جاتے ہیں۔ اس	۱۲
۱۵	طور پر فرض کی گئی ہیں۔	۲۴	۸	بدست یہ نوافل کتاب حضرت شیخ کی تحقیق	۱۳
۱۵	وقت ظہر کی ابتداء و انتہاء	۲۵	۸	فصل عمل کیا ہے اس کی تفسیر و تحقیق	۱۴
۱۵	وقت عصر کی ابتداء و انتہاء	۲۶	۸	حضرت علیہ السلام نے افضل اعمال کی تفسیر	۱۵
۱۵	مشہور روایات کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ	۲۷	۹	میں مختلف جواب دیے اور شاذ و نادر	۱۶
۱۵	کے نزدیک وقت ظہر کا بیان۔	۲۸	۹	تا تک نماز کو کفر کے قریب ہوتا ہے اور اس	۱۷
				دین کے نزدیک اس کی سزا	۱۸

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۳	وقت مغرب اور شفق کی تحقیق	۱۹۱۸	۴۱	امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک	۳۶
۲۴	نسائے عشاء کے وقت کا بیان	۱۹۱		وانسۃ تاک نماز کا فرض ہے۔	
۲۵	نسائے فجر کا وقت	۲۰	۴۲	حضرت طاہر بن قزح رحمہ اللہ کے	۳۶
۲۶	سورج کے شیطان کے دو سیگوں کے	۲۰		حالات	
	درمیان طلوع ہونے کا مطلب و معنی		۴۳	حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے حالات	۳۷
۲۷	سایہ امی کی تحقیق اور اس میں فرق	۲۳	۴۴	محمد کا معنی	۳۷
۲۸	ابن شہاب کے مختصر حالات	۲۴	۴۵	ادائیگی نماز فجر یا عصر کے بعد ان سورج	۳۹
	حضرت عروہ بن الزبیر کے حالات	۲۴		طلوع کر آیا یا غروب ہو گیا تو ای نمازوں	۴۱
۲۹	بشیر بن ابی محمد کے حالات	۲۵		کا حکم	
۳۰	نسائے جلدی اور اس کے بیان	۲۷	۴۶	حضرت ابو قتادہ کے حالات	۴۱
۳۱	اس بارے میں ائمہ دین کا اختلاف	۲۷	۴۷	حضرت ام فروہ کے حالات	۴۲
۳۲	امام ابو حنیفہ اور دیگر ائمہ کے نزدیک نماز	۲۷	۴۸	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے	۴۳
	کے مستحب اور قاصد کا بیان			سے زیادہ بار کی نماز اور وقت کے	
۳۳	فصل اول سے مختصر کتاب میں بنی بنی کے	۲۸		میں کیا ہے	
	کے حالات		۴۹	حضرت ابی ایوب رضی اللہ عنہ کے	۴۴
۳۴	لفظ حتمہ کی تحقیق	۲۹		کے حالات اور وقت	
۳۵	حضرت محمد بن عمر کے مختصر حالات	۳۰	۵۰	حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے	۴۵
۳۶	احناف کے نزدیک اول وقت میں نماز	۳۰	۵۱	حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے	۴۵
	پڑھنے کی وجہ			کے حالات اور وقت	
۳۷	علم ٹھنڈی کر کے پڑھنے کا بیان	۳۲	۵۲	فیخ ابن عمرو رضی اللہ عنہ کے	۴۵
۳۸	قوانین کے نماز ظہر کے اول وقت میں	۳۲	۵۳	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے	۴۵
	پڑھنے کے وسائل کا جواب		۵۴	اسد بن ہشام رضی اللہ عنہ کے	۴۶
۳۹	قرآن و حدیث کے مسائل میں سے	۳۳		ایک اس کی تحقیق و تشریح	
۴۰	عالم مدینہ کی تحقیق	۳۴	۵۵	وقت عصر کی تحقیق اور غائب آسمان	۴۸

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۴۵	حکامات اذان و اقامت کے بارے میں احناف کا مذہب امداس کی تحقیق و تائید	۷۱	۴۹	نادر شاہ پٹنہ میں حضور ﷺ کی عادت مہانکہ۔	۵۶
۴۵	حدیث میں دارالفاظ اذان	۷۲	۵۰	حضرت جابر بن عمرؓ کے حالات	۵۷
۴۶	حضرت ابو مخدوم کے حالات	۷۳		حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ	۵۸
۴۶	ترجیح کا معنی اور اس بارے میں ائمہ کا اختلاف۔	۷۴	۵۲	کے حالات	
۴۶	دوسری فصل۔	۷۵	۵۲	حضرت قیسہ بن دقام رضی اللہ عنہ کے حالات	۵۹
۴۷	اقامت کے کلمات بھی دو دو بارہ کہے جائیں گے۔	۷۶	۵۳	حضرت عبید اللہ بن عدی کے حالات	۶۰
۴۷	حدیث ۱۹۴۰ حضرت ابو مخدوم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کلمات اذان سیکھے ان کا بیان۔	۷۷	۵۴	فنائن نساز	
۴۸	ثوریہ کا معنی امداس کی تحقیق	۷۸	۵۵	فصل اول حضرت عمار کے حالات	۶۱
۴۹	نمازی اذان کے کن الفاظ پر جماعت کیلئے کھڑا ہونا۔	۷۹	۵۵	ایک شبہ امداس کا جواب	۶۲
۴۹	حضرت زید بن الحارث العدائی کے حالات تیسری فصل۔	۸۰	۵۶	رات دن سے افضل ہے۔	۶۳
۷۱	حضرت عبید اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے حالات	۸۱	۵۶	حضرت ہشیم بن قریب رضی اللہ عنہ	۶۴
۷۲	حضرت ابو بکر ثقیفی کے حالات	۸۲	۵۹	انقرضہ کی تحقیق	۶۵
۷۲	سورۃ ہود کے آغاز کے یہاں کیا ہے	۸۳	۵۹	جگہ و محل میں حضورؐ کے یہاں	۶۶
۷۳	اذان کے وقت کا انداز میں اذان پڑھانے کی وجہ	۸۴	۶۰	کی جنگ امداس بدو مانہ کی اذان کا یہاں	۶۷
۷۴	حضرت سعد قرظہ کے حالات	۸۵	۶۱	نورانی کنسی نماز سے اذان کی تحقیق	۶۸
			۶۱	انقرضہ کی تفسیر	۶۹
			۶۲	باب اذان	۷۰
			۶۳	اذان و اقامت اور دعائیہ معنی	۷۱
			۶۳	اذان کا آغاز کیسے ہوا	۷۲
			۶۳	اذان کے بارے میں تحقیقات	۷۳
			۶۳	فصل دوم۔	۷۴
			۶۴	تاؤس کیا پیر ہے	۷۵



نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۸۷	افان افضل ہے یا امامت	۷۴	۷۴
۸۸	کیا حضور علیہ السلام نے خود بھی افان	۷۵	۷۵
	کہی ہے یا نہیں اس کی تحقیق		
۸۹	مؤمن کی افان کا جواب دینا واجب ہر دلی	۷۶	۷۶
	ہے اس کی تحقیق		
۹۰	قیامت کے دن مؤمنوں کی شان و ہندگی	۷۷	۷۷
۹۱	بوقت افان شیطان کے گوز مارنے	۷۸	۷۸
	کا مطلب		
۹۲	سوال و جواب	۷۹	۷۹
۹۳	افان بن کر درود شریف بھی پڑھا جائے	۸۰	۸۰
۹۴	لفظ وسیلہ کا معنی اور حضور کے پیچھے وسیلہ	۸۱	۸۱
	طلب کرنے کی تحقیق		
۹۵	قیامت کے دن حضور علیہ السلام کی	۸۲	۸۲
	شان و مرتبہ		
۹۶	شعادت ایمان والوں کے ساتھ مال ہے	۸۳	۸۳
۹۷	مغرب کی افان اور مرقوں کے درمیان	۸۴	۸۴
	نفل پڑھنے منور ہیں۔		
۹۸	آئمہ صاحبزادہ مؤمنین کے لیے حضور علیہ السلام	۸۵	۸۵
	طیہ وسلم کی دعا		
۹۹	حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے حالات	۸۶	۸۶
۱۰۰	حضرت عثمان بن ابوالعاص کے حالات	۸۷	۸۷
۱۰۱	الافان امامت کے درمیان کی دعا	۸۸	۸۸
	نہیں ہوتی۔		
۱۰۲	حضرت سہل بن سعد کے حالات	۸۹	۸۹
	خاتم ہے		
۸۹	موضع اللہ کا مکان تحقیق	۱۰۳	۱۰۳
۹۰	سج مادق اور سج کاذب کا بیان	۱۰۴	۱۰۴
۹۱	حضرت ملک بن الحویرث کے حالات	۱۰۵	۱۰۵
۹۲	تقریس کا معنی	۱۰۶	۱۰۶
۹۳	تضامنا کے لیے افان امامت کی	۱۰۷	۱۰۷
	حالت یہ نہیں اس کی تحقیق		
۹۴	سوال و جواب	۱۰۸	۱۰۸
۹۵	سوال و جواب	۱۰۹	۱۰۹
۹۶	سوال و جواب	۱۱۰	۱۱۰
۹۷	جملہ صحابہ کے لیے حضور علیہ السلام پر	۱۱۱	۱۱۱
۹۸	قاریوں کو کھڑا ہو کر پڑھنا چاہیے اس بات کی	۱۱۲	۱۱۲
۹۹	اس حدیث پر بحث	۱۱۳	۱۱۳
۱۰۰	جماعت میں شمالی ہونے کے لیے وضو کرنا	۱۱۴	۱۱۴
۱۰۱	مستحب ہے۔	۱۱۵	۱۱۵
۱۰۲	جماعت میں شمالی ہونے کے لیے وضو کرنا	۱۱۶	۱۱۶
۱۰۳	کعبہ کا حجاز کا ہونا	۱۱۷	۱۱۷
۱۰۴	سورہ بقرہ کی آیت ۱۴۴ کی تفسیر	۱۱۸	۱۱۸
۱۰۵	کتاب	۱۱۹	۱۱۹
۱۰۶	مسماقی کا تعلق کعبہ کا ہونا	۱۲۰	۱۲۰
۱۰۷	حدیث لا تشدوا الی حال کا معنی	۱۲۱	۱۲۱
۱۰۸	امین یحییٰ و یحییٰ کا معنی اور تفسیر	۱۲۲	۱۲۲
۱۰۹	اللہ تعالیٰ کے لیے تہنیر کرنے کی نصیحت	۱۲۳	۱۲۳
۱۱۰	سجدہ زمین کے لیے اللہ تعالیٰ کا فیاض	۱۲۴	۱۲۴
۱۱۱	خاتم ہے	۱۲۵	۱۲۵

نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱۱۹	سجدہ کے کام کا عائد ضروریات میں دلچسپی لینے کا درجہ	۱۲۹	۱۰۵	جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت	۱۲۰
۱۲۰	اسلام میں رہبانیت کی اجازت نہیں	۱۳۰	۱۰۶	حج کی نماز عید کی پڑھنے کا راز	۱۲۱
۱۲۰	حریث پیشہ - وسعت علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۱	۱۰۷	ساتھ آوی قیامت کے دن سرکش کے	۱۲۲
۱۲۱	حضرت عبدالرحمن بن عائش کے حالات	۱۳۲	۱۰۸	سایہ یں ہوں گے	۱۲۳
۱۲۱	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تعالیٰ کو دیکھنا	۱۳۳	۱۰۹	نماز باجماعت کی فضیلت اور وجہ	۱۲۴
۱۲۱	فی حسن سیرۃ کی تفسیر	۱۳۴	۱۱۰	ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی انتظار	۱۲۵
۱۲۱	لفظ کھاؤ کی تفسیر	۱۳۵	۱۱۱	میں بیٹھنے کی فضیلت	۱۲۶
۱۲۲	ان اعمال مالک کا بیان جن سے گناہ جڑتے	۱۳۶	۱۱۲	سجدہ میں بے وضو بیٹھنا اور دنیا کی باتیں کرنا ٹھیک نہیں۔	۱۲۷
۱۲۲	اور درجات بلند ہوتے ہیں۔	۱۳۷	۱۱۳	حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کے حالات	۱۲۸
۱۲۲	اللہ تعالیٰ کے حضور کی پشت اور پردوں	۱۳۸	۱۱۴	حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے حالات	۱۲۹
۱۲۲	دست پاک رکھنے سے کیا مراد ہے۔	۱۳۹	۱۱۵	تیمم السجود کا بیان	۱۳۰
۱۲۲	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام ملی و عربی امور کو محیط ہے۔	۱۴۰	۱۱۶	حضرت حبیب بن ابی لیث کے حالات	۱۳۱
۱۲۲	حبیب و خلیل ی فرق	۱۴۱	۱۱۷	باب ۱۰۰ میں کیا سجدہ میں آنا چاہیے	۱۳۲
۱۲۲	تین آدمی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔	۱۴۲	۱۱۸	اچھا مال اور بڑا مال	۱۳۳
۱۲۲	اپنے گھر میں اسلام و حکیم کتبے ہوئے قابل ہونے کا فائدہ۔	۱۴۳	۱۱۹	انبیاء و پیغمبر اسلام کا تہجد کہ سجدہ گاہ بنانے کا مطلب	۱۳۴
۱۲۵	ارض نماں نماز چاشت ادا کرنے اور دو نمازوں کے درمیانی وقت میں ہر گناہ سے بچنے کی فضیلت	۱۴۴	۱۲۰	حضرت جناب کے حالات	۱۳۵
۱۲۵	سبھیں جنت کے باغات ہیں ان میں ذکر و تسبیح کرنا اس طرح ہے جیسے جنت کے میوے کھانا	۱۴۵	۱۲۱	نفل نماز گھر میں پڑھنے کا فائدہ	۱۳۶
۱۲۶		۱۴۶	۱۲۲	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آواز دینا	۱۳۷
		۱۴۷	۱۲۳	کلام بطور تبرک سے کہ جاتے تھے	۱۳۸
		۱۴۸	۱۲۴	گھروں اور محلوں میں مسجدیں بنانے کا حکم	۱۳۹
		۱۴۹	۱۲۵	مسجدوں کو نقش و نگار کرنا	۱۴۰
		۱۵۰	۱۲۶	قرآنی سورت یاد کرنے کے بعد جلا سینے کا گناہ	۱۴۱

نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱۵۴	سجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت کی دعا	۱۲۶	۱۵۸	سجد اقصیٰ مسجد نبوی اور مسجد کعبہ میں ایک غار کا ثواب	۱۲۸
۱۵۵	حضرت فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کے حالات	۱۲۷	۱۵۹	سجد اقصیٰ مسجد نبوی سے چالیس سال قبل تعمیر ہوئی اس کی تحقیق اور ایک اشکال کا جواب۔	۱۲۹
۱۵۶	حضرت حکیم بن خزام رضی اللہ عنہ کے حالات	۱۲۸	۱۶۰	حضرت عمر بن ابوالسمر کے حالات	۱۳۰
۱۵۷	حضرت معاویہ بن قرظہ کے حالات	۱۲۹	۱۶۱	قضا اشمال کا معنی	۱۳۱
۱۵۸	قبرستان اور حمام میں نماز نہ پڑھی جائے	۱۲۹	۱۶۲	حضرت بدر بن جم کے حالات	۱۳۲
۱۵۹	قبر کو سجدہ کرنا منع ہے قبر پر روشنی کرنا اور چراغ جلانا جائز ہے یا ناجائز اس مسئلہ کی وضاحت۔	۱۳۱	۱۶۳	حضرت عقبہ بن عامر کے حالات	۱۳۳
۱۶۰	خاق و حقوق کے درمیان حجابات کی تشریح۔	۱۳۲	۱۶۴	مردوں کے لیے بیوی کی بیانی میں سجدہ	۱۳۴
۱۶۱	مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے کی ممانعت و نذر	۱۳۲	۱۶۵	نمازی میں قیام و قیو کے ثمن و ثمر	۱۳۵
۱۶۲	طائف کا ذکر	۱۳۳	۱۶۶	نماز میں سجدہ	۱۳۶
۱۶۳	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر اور طائف میں ہے۔	۱۳۵	۱۶۷	حضرت سید علی بن ابی طالب کے حالات	۱۳۷
۱۶۴	مسجد خصوصاً مسجد نبوی شریف میں لڑکی آکر کرنا ادب کے خلاف ہے	۱۳۵	۱۶۸	ازدواجی سجدہ	۱۳۸
۱۶۵	دنیا کی بات کرنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی شریف کے پاس ایک جگہ مقرر کی ہوئی تھی۔	۱۳۶	۱۶۹	ایک اشکال اور اس کا جواب	۱۳۹
۱۶۶	شیطان سے محفوظ رہنے کی دعا	۱۳۶	۱۷۰	ایک طائر صحت کے لیے	۱۴۰
۱۶۷	حضرت عطاء بن یسار کے حالات	۱۳۷	۱۷۱	ایک طائر صحت کے لیے	۱۴۱
			۱۷۲	ایک طائر صحت کے لیے	۱۴۲
			۱۷۳	ایک طائر صحت کے لیے	۱۴۳
			۱۷۴	ایک طائر صحت کے لیے	۱۴۴
			۱۷۵	ایک طائر صحت کے لیے	۱۴۵
			۱۷۶	ایک طائر صحت کے لیے	۱۴۶
			۱۷۷	ایک طائر صحت کے لیے	۱۴۷
			۱۷۸	ایک طائر صحت کے لیے	۱۴۸
			۱۷۹	ایک طائر صحت کے لیے	۱۴۹
			۱۸۰	ایک طائر صحت کے لیے	۱۵۰
			۱۸۱	ایک طائر صحت کے لیے	۱۵۱
			۱۸۲	ایک طائر صحت کے لیے	۱۵۲
			۱۸۳	ایک طائر صحت کے لیے	۱۵۳
			۱۸۴	ایک طائر صحت کے لیے	۱۵۴
			۱۸۵	حضرت ابی بن کعب کے حالات	۱۵۵

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۱۸۶	سترہ کا باب	۱۵۳	حضرت تاج کے حالات	۲۰۳
۱۸۷	سترہ کا معنی	۱۵۴	رفع یرین کا مسئلہ	۲۰۵
۱۸۸	حضرت ابو نعیمہ رضی اللہ عنہ کے حالات	۱۵۵	رفع یرین کی احادیث کا مطلب	۲۰۶
۱۸۹	مقام النبی	۱۵۵	جسٹہ استراحت کے جلد و دم جواز کی تحقیق	۲۰۷
۱۹۰	خالص سرخ باں بینا نام کے لیے رفع ہے	۱۵۵	حضرت خالی بن عمر رضی اللہ عنہ کے حالات	۲۰۸
۱۹۱	غازی کے آگے سے گزرتا کھنت گناہ ہے	۱۵۷	غازی زبیر نان ہاتھ باندھنے کا مسئلہ	۲۰۹
۱۹۲	حضرت ابو نعیم کے حالات	۱۵۷	غلام میں قیام افضل ہے یا بعدہ اس کی تحقیق	۲۱۰
۱۹۳	غازی کے آگے سے گزرنے سے غنا	۱۵۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کا طریقہ نماز	۲۱۱
۱۹۴	غنا کی نیت ہے آگے خط کہنے کا اعتبار نہیں	۱۵۹	مجھ تک اور پیشانی دونوں پر ہونا چاہیے	۲۱۲
۱۹۵	حضرت بیل بن حمہ کے حالات	۱۶۰	اتقیات میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنے کا مسئلہ	۲۱۳
۱۹۶	حضرت فضیل بن عباس رضی اللہ عنہ کے حالات	۱۶۱	حضرت قیس بن صلب کے حالات	۲۱۴
۱۹۷	حضرت علی بن ابیہر کے حالات	۱۶۱	حضرت رفاعة بن رافع کے حالات	۲۱۵
۱۹۸	حضرت عقیقہ الکلبیہ	۱۶۳	حضرت فضل بن عباس کے حالات	۲۱۶
۱۹۹	غازی تبدیل ارکان کا اہمیت	۱۶۴	حضرت سعید بن مسدد بن علی کے حالات	۲۱۷
۲۰۰	تبدیل ارکان فرمائی ہے یا صاحب اس کی تحقیق	۱۶۴	حضرت عمر مہر کے حالات	۲۱۸
۲۰۱	اتقیات میں بیٹنے کی کیفیت میں آئینہ کا	۱۶۶	حضرت علقمہ کے حالات	۲۱۹
۲۰۲	حضرت ابو حمزہ ثمالی رضی اللہ عنہ کے حالات	۱۶۸	رفع یرین کی نفی میں حدیث	۲۲۰
۲۰۳	دکھ و بدھ میں اعضا کی حالت	۱۶۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم اپنے پس پشت بھی	۲۲۱
			ای طرح دیکھتے تھے جس طرح اپنے سامنے دیکھتے تھے۔	
			بہا کنگا لہم و نیزہ اذکار کا پڑھنا مستحب ہے۔	
			حضرت جبر بن مطعم کے حالات	۲۲۳

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۲۳	حضرت عمر بن خطاب کے حالات	۱۹۲	۲۲۳	حضرت عمر بن خطاب کے حالات	۱۹۲
۲۲۵	حضرت محمد بن مسلمہ کے حالات	۱۹۵	۲۲۵	حضرت محمد بن مسلمہ کے حالات	۱۹۵
۲۲۶	نماز کی کن رکعتوں میں قرات ضروری ہے	۱۹۵	۲۲۶	نماز کی کن رکعتوں میں قرات ضروری ہے	۱۹۵
	اس بارے میں آئمہ کا اختلاف			اس بارے میں آئمہ کا اختلاف	
۲۲۷	سورۃ فاتحہ کو ام القرآن کہنے کی وجہ	۱۹۶	۲۲۷	سورۃ فاتحہ کو ام القرآن کہنے کی وجہ	۱۹۶
۲۲۸	نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے	۱۹۶	۲۲۸	نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے	۱۹۶
	فرض نہیں			فرض نہیں	
۲۲۹	فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ اور اس کی تحقیق	۱۹۷	۲۲۹	فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ اور اس کی تحقیق	۱۹۷
۲۳۰	کیا ہر رکعت کے ابتدا میں بسم اللہ شریف	۱۹۸	۲۳۰	کیا ہر رکعت کے ابتدا میں بسم اللہ شریف	۱۹۸
	پڑھنی چاہیے یاں بارے میں آئمہ کا اختلاف			پڑھنی چاہیے یاں بارے میں آئمہ کا اختلاف	
	ایک سوال اور اس کا جواب			ایک سوال اور اس کا جواب	
۲۳۱	سورۃ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہی جائے کہ	۲۰۰	۲۳۱	سورۃ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہی جائے کہ	۲۰۰
	یہ گاہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے			یہ گاہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے	
۲۳۲	لفظ آمین کی تحقیق	۲۰۰	۲۳۲	لفظ آمین کی تحقیق	۲۰۰
۲۳۳	لفظ صف کا معنی	۲۰۱	۲۳۳	لفظ صف کا معنی	۲۰۱
۲۳۴	مقتدی امام کے پیچھے قرات نہ کریں	۲۰۲	۲۳۴	مقتدی امام کے پیچھے قرات نہ کریں	۲۰۲
	پاک سے الگ ثابت			پاک سے الگ ثابت	
۲۳۵	پہلی رکعت میں قرات لمبی کا جائز	۲۰۳	۲۳۵	پہلی رکعت میں قرات لمبی کا جائز	۲۰۳
۲۳۶	فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ	۲۰۴	۲۳۶	فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ	۲۰۴
	کا مسئلہ اور آئمہ کا اختلاف			کا مسئلہ اور آئمہ کا اختلاف	
۲۳۷	حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات	۲۰۴	۲۳۷	حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات	۲۰۴
۲۳۸	طوال مفصل پڑھنے کا تعلق پہلی رکعت	۲۰۵	۲۳۸	طوال مفصل پڑھنے کا تعلق پہلی رکعت	۲۰۵
	ہے			ہے	
۲۳۹	سوال وجواب	۲۰۶	۲۳۹	سوال وجواب	۲۰۶
۲۴۰	حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات	۲۰۶	۲۴۰	حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات	۲۰۶
۲۴۱	حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہما کے حالات	۲۰۷	۲۴۱	حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہما کے حالات	۲۰۷
۲۴۲	ایک سوال اور اس کا جواب	۲۰۸	۲۴۲	ایک سوال اور اس کا جواب	۲۰۸
۲۴۳	حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات	۲۰۸	۲۴۳	حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات	۲۰۸
۲۴۴	نماز میں قرات و دعا کرنے کا طرز	۲۰۹	۲۴۴	نماز میں قرات و دعا کرنے کا طرز	۲۰۹
۲۴۵	حضرت عمر بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات	۲۱۰	۲۴۵	حضرت عمر بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات	۲۱۰
۲۴۶	حضرت عبداللہ بن السائب کے حالات	۲۱۱	۲۴۶	حضرت عبداللہ بن السائب کے حالات	۲۱۱
۲۴۷	قاری میں تلاوت کے لیے سورتیں کر تھیں	۲۱۱	۲۴۷	قاری میں تلاوت کے لیے سورتیں کر تھیں	۲۱۱
	کون سے مسئلہ			کون سے مسئلہ	
۲۴۸	حضرت عبداللہ بن ابی رافع کے حالات	۲۱۲	۲۴۸	حضرت عبداللہ بن ابی رافع کے حالات	۲۱۲
۲۴۹	حضرت عثمان بن ابی شیبہ کے حالات	۲۱۲	۲۴۹	حضرت عثمان بن ابی شیبہ کے حالات	۲۱۲
۲۵۰	حضرت عبداللہ بن قتیبہ کے حالات	۲۱۳	۲۵۰	حضرت عبداللہ بن قتیبہ کے حالات	۲۱۳
۲۵۱	نماز میں کون سے سورتیں پڑھنی چاہیے	۲۱۳	۲۵۱	نماز میں کون سے سورتیں پڑھنی چاہیے	۲۱۳
۲۵۲	آمین پڑھنے کے بعد	۲۱۴	۲۵۲	آمین پڑھنے کے بعد	۲۱۴
۲۵۳	حضرت ابو زبیر غفری کے حالات	۲۱۴	۲۵۳	حضرت ابو زبیر غفری کے حالات	۲۱۴
۲۵۴	آمین بکارت کے بعد	۲۱۵	۲۵۴	آمین بکارت کے بعد	۲۱۵
۲۵۵	سورۃ الحمد برب الخلق اور الحمد برب الخلق	۲۱۵	۲۵۵	سورۃ الحمد برب الخلق اور الحمد برب الخلق	۲۱۵
۲۵۶	کاشیت	۲۱۶	۲۵۶	کاشیت	۲۱۶
۲۵۷	حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما کے حالات	۲۱۶	۲۵۷	حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما کے حالات	۲۱۶
۲۵۸	طوال مفصل اور دعا کے طرز	۲۱۷	۲۵۸	طوال مفصل اور دعا کے طرز	۲۱۷
۲۵۹	مقتدی امام کے پیچھے قرات نہ کریں	۲۱۸	۲۵۹	مقتدی امام کے پیچھے قرات نہ کریں	۲۱۸
۲۶۰	سوال وجواب	۲۱۹	۲۶۰	سوال وجواب	۲۱۹

نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۲۳۹	حضرت شفیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ	۲۸۲	۲۲۷	حضرت معاذ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	۲۲۷
۲۴۰	جو شخص رکوع و سجود صحیح نہ کرے اور بغیر	۲۸۳		کے حالات	
	قرینہ جلدے اس کا ایمان پر مرنے کا خطرے		۲۲۷	حضرت مرد بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حالات	۲۲۷
	میں ہے۔		۲۲۸	حضرت قزاعہ بن عیسٰی کے حالات	۲۲۸
۲۴۰	حضرت نعمان بن مرہ رضی اللہ عنہ	۲۸۴	۲۲۸	حضرت عامر بن رعیہ کے حالات	۲۲۸
۲۴۱	باب السجود۔ لفظ سجود و سجود کا معنی	۲۸۵	۲۲۹	لفظ اجل کی تحقیق	۲۲۹
۲۴۱	نفل اول	۲۸۶	۲۲۹	حضرت قتیبہ بن قیس	۲۲۹
۲۴۲	کتنے اعضا پر سجود کرنا چاہیے	۲۸۷	۲۲۹	باب الركوع	۲۲۹
۲۴۲	سجود کا صحیح طریقہ	۲۸۸	۲۲۹	لفظ رکوع کا معنی	۲۲۹
۲۴۲	لفظ نفل کی تحقیق	۲۸۹	۲۳۰	نگاہِ نبوت کا کمال	۲۳۰
۲۴۲	حضرت عبد اللہ بن مالک بن عیینہ کے حالات	۲۹۰	۲۳۱	آپ کثرت سے تسبیح و استغفار کرتے تھے	۲۳۱
۲۴۲	حضرت ربیع بن کعب رضی اللہ عنہ	۲۹۱	۲۳۱	لفظ سجود کا معنی	۲۳۱
۲۴۳	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۲۹۲	۲۳۲	سجود و سجود میں کثرت قرآن پاک منہج ہے	۲۳۲
۲۴۳	نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔		۲۳۲	حضرت عبد اللہ بن ابی بنی کے حالات	۲۳۲
۲۴۳	حضرت عبد اللہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ	۲۹۳	۲۳۵	حضرت صفوان بن یزید کے حالات	۲۳۵
۲۴۳	نفل دومری۔ سجود کے جاتے وقت	۲۹۳	۲۳۵	الفصل ثانی	۲۳۵
۲۴۳	پہلے کون سے اعضا زمین پر رکھے		۲۳۶	حضرت ابو سعید انصاری رضی اللہ عنہ	۲۳۶
۲۴۳	حضرت عبد الرحمن بن قیس رضی اللہ عنہ کے حالات	۲۹۵	۲۳۶	سجود کی کثرت و کمال و کمال	۲۳۶
۲۴۳	سجود میں اپنے لیے جگہ مختص کر لینا منع ہے	۲۹۶		سجود کی کثرت و کمال	
۲۴۳	لفظ انصاف کی تفسیر	۲۹۷	۲۳۷	حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	۲۳۷
۲۴۳	حضرت طلحہ بن عوف رضی اللہ عنہ	۲۹۸	۲۳۸	حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ	۲۳۸
۲۴۳	باب التَّشَهُُّد۔ لفظ تشہد کا معنی	۲۹۹	۲۳۸	تیسری فصل	۲۳۸
۲۴۳	اتقیات میں آگشت شہادت اٹھانے کا سن	۳۰۰	۲۳۸	حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ	۲۳۸
۲۴۳	لفظ اتقیات کا معنی	۳۰۱		حضرت ابن جبرین رضی اللہ عنہ	۲۳۸





صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۲۹۶	کلمات حضور صلی اللہ علیہ وسلم چوتھے حصے کے	۲۸۳	نقشہ حالت سے مراد
	ان کلمات	۲۸۳	رقی سے پناہ چاہیے
۲۹۷	حضرت شیخ عبدالحق قدس سرہ کا قریٰ کہ ذکر	۲۸۲	ایک دعا جو حضور نے حضرت صدیق اکبر کو
	جہر بلا مشہد با نرسہ ہے		سکھائی
۲۹۸	نمانہ کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار	۲۸۵	حضرت امام بن سدر رضی اللہ عنہ کے حالات
	الحمد اور ۳۳ بار اللہ اکبر پڑھنے کا درجہ	۲۸۵	اسم کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے
۳۰۰	تغیر صاحب نفیس ہے یا غنی شاہ		کی کیفیت
۳۰۱	رات کے آخری حصہ میں دعا زیادہ قبول	۲۸۶	بعض اوقات رخصت پر تل کر بھی خدا کو
	ہوتی ہے		پسند آتا ہے۔
۳۰۱	حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے حالات	۲۹۶	حضرت مطاخرسانی کے حالات
۳۰۲	غدا شراق کی نفیست اور اس کی تعداد	۲۹۱	امام سے پتے پتے کے جو شرف و شہادت انھوں کو
	رکھتا ہے		پڑھانا چاہیے۔
۳۰۵	ازرق بن قیس کے حالات	۲۹۱	حضرت شاد بن ابی اللہ رضی اللہ عنہ کے حالات
۳۰۷	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حالات	۲۹۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسم کی بہت سی داستانیں
۳۰۷	ہر غنائت کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کا ثواب	۲۹۱	تین سو تیس کے ہیں۔
	اور قائم ہے۔	۲۹۲	تار کے بعد جبکہ اس سے ذکر کیا جائے
۳۰۸	ایک سوال اور اس کا جواب	۲۹۲	ذکر و تہجد کے بعد پڑھنے کے بعد کیا کیا
۳۰۹	حضرت عبدالرحمن بن نعم رضی اللہ عنہ	۲۹۲	طریقہ کی دو قسموں میں بعد الحمد و قائل
۳۱۰	بنانہ کے بعد طریح آفتاب تک ذکر الہی	۲۹۲	وہی کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ
	کی نفیست		بائیں رخس نماز سے سلام پھیرنے کے بعد
۳۱۱	مل قیس و کثیر کا تشریح	۲۹۲	بعد بنانا چاہیے کہ کوئی حدیث اللہ تعالیٰ سے
۳۱۲	کارن کے پاس جانا نا ہے	۲۹۲	اسم کے بعد اذان میں تین مرتبہ
۳۱۲	حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ	۲۹۲	اور تعارف احمد
۳۱۵	گاہی کی تفسیر	۲۹۲	اسم پیرنے کے متصل بعد بنانا چاہیے جو



صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۳۱۵	۳۸۴	۳۱۵	۳۸۴	۳۱۵
۳۱۶	۳۸۵	۳۱۶	۳۸۵	۳۱۶
۳۱۷	۳۸۶	۳۱۷	۳۸۶	۳۱۷
۳۱۸	۳۸۷	۳۱۸	۳۸۷	۳۱۸
۳۱۹	۳۸۸	۳۱۹	۳۸۸	۳۱۹
۳۲۰	۳۸۹	۳۲۰	۳۸۹	۳۲۰
۳۲۱	۳۹۰	۳۲۱	۳۹۰	۳۲۱
۳۲۲	۳۹۱	۳۲۲	۳۹۱	۳۲۲
۳۲۳	۳۹۲	۳۲۳	۳۹۲	۳۲۳
۳۲۴	۳۹۳	۳۲۴	۳۹۳	۳۲۴
۳۲۵	۳۹۴	۳۲۵	۳۹۴	۳۲۵
۳۲۶	۳۹۵	۳۲۶	۳۹۵	۳۲۶
۳۲۷	۳۹۶	۳۲۷	۳۹۶	۳۲۷
۳۲۸	۳۹۷	۳۲۸	۳۹۷	۳۲۸
۳۲۹	۳۹۸	۳۲۹	۳۹۸	۳۲۹
۳۳۰	۳۹۹	۳۳۰	۳۹۹	۳۳۰
۳۳۱	۴۰۰	۳۳۱	۴۰۰	۳۳۱
۳۳۲	۴۰۱	۳۳۲	۴۰۱	۳۳۲
۳۳۳	۴۰۲	۳۳۳	۴۰۲	۳۳۳
۳۳۴	۴۰۳	۳۳۴	۴۰۳	۳۳۴
۳۳۵	۴۰۴	۳۳۵	۴۰۴	۳۳۵
۳۳۶	۴۰۵	۳۳۶	۴۰۵	۳۳۶
۳۳۷	۴۰۶	۳۳۷	۴۰۶	۳۳۷
۳۳۸	۴۰۷	۳۳۸	۴۰۷	۳۳۸
۳۳۹	۴۰۸	۳۳۹	۴۰۸	۳۳۹
۳۴۰	۴۰۹	۳۴۰	۴۰۹	۳۴۰
۳۴۱	۴۱۰	۳۴۱	۴۱۰	۳۴۱
۳۴۲	۴۱۱	۳۴۲	۴۱۱	۳۴۲
۳۴۳	۴۱۲	۳۴۳	۴۱۲	۳۴۳
۳۴۴	۴۱۳	۳۴۴	۴۱۳	۳۴۴
۳۴۵	۴۱۴	۳۴۵	۴۱۴	۳۴۵
۳۴۶	۴۱۵	۳۴۶	۴۱۵	۳۴۶
۳۴۷	۴۱۶	۳۴۷	۴۱۶	۳۴۷
۳۴۸	۴۱۷	۳۴۸	۴۱۷	۳۴۸
۳۴۹	۴۱۸	۳۴۹	۴۱۸	۳۴۹
۳۵۰	۴۱۹	۳۵۰	۴۱۹	۳۵۰
۳۵۱	۴۲۰	۳۵۱	۴۲۰	۳۵۱
۳۵۲	۴۲۱	۳۵۲	۴۲۱	۳۵۲
۳۵۳	۴۲۲	۳۵۳	۴۲۲	۳۵۳
۳۵۴	۴۲۳	۳۵۴	۴۲۳	۳۵۴
۳۵۵	۴۲۴	۳۵۵	۴۲۴	۳۵۵
۳۵۶	۴۲۵	۳۵۶	۴۲۵	۳۵۶
۳۵۷	۴۲۶	۳۵۷	۴۲۶	۳۵۷
۳۵۸	۴۲۷	۳۵۸	۴۲۷	۳۵۸
۳۵۹	۴۲۸	۳۵۹	۴۲۸	۳۵۹
۳۶۰	۴۲۹	۳۶۰	۴۲۹	۳۶۰
۳۶۱	۴۳۰	۳۶۱	۴۳۰	۳۶۱
۳۶۲	۴۳۱	۳۶۲	۴۳۱	۳۶۲
۳۶۳	۴۳۲	۳۶۳	۴۳۲	۳۶۳
۳۶۴	۴۳۳	۳۶۴	۴۳۳	۳۶۴
۳۶۵	۴۳۴	۳۶۵	۴۳۴	۳۶۵
۳۶۶	۴۳۵	۳۶۶	۴۳۵	۳۶۶
۳۶۷	۴۳۶	۳۶۷	۴۳۶	۳۶۷
۳۶۸	۴۳۷	۳۶۸	۴۳۷	۳۶۸
۳۶۹	۴۳۸	۳۶۹	۴۳۸	۳۶۹
۳۷۰	۴۳۹	۳۷۰	۴۳۹	۳۷۰
۳۷۱	۴۴۰	۳۷۱	۴۴۰	۳۷۱
۳۷۲	۴۴۱	۳۷۲	۴۴۱	۳۷۲
۳۷۳	۴۴۲	۳۷۳	۴۴۲	۳۷۳
۳۷۴	۴۴۳	۳۷۴	۴۴۳	۳۷۴
۳۷۵	۴۴۴	۳۷۵	۴۴۴	۳۷۵
۳۷۶	۴۴۵	۳۷۶	۴۴۵	۳۷۶
۳۷۷	۴۴۶	۳۷۷	۴۴۶	۳۷۷
۳۷۸	۴۴۷	۳۷۸	۴۴۷	۳۷۸
۳۷۹	۴۴۸	۳۷۹	۴۴۸	۳۷۹
۳۸۰	۴۴۹	۳۸۰	۴۴۹	۳۸۰
۳۸۱	۴۵۰	۳۸۱	۴۵۰	۳۸۱
۳۸۲	۴۵۱	۳۸۲	۴۵۱	۳۸۲
۳۸۳	۴۵۲	۳۸۳	۴۵۲	۳۸۳
۳۸۴	۴۵۳	۳۸۴	۴۵۳	۳۸۴
۳۸۵	۴۵۴	۳۸۵	۴۵۴	۳۸۵
۳۸۶	۴۵۵	۳۸۶	۴۵۵	۳۸۶
۳۸۷	۴۵۶	۳۸۷	۴۵۶	۳۸۷
۳۸۸	۴۵۷	۳۸۸	۴۵۷	۳۸۸
۳۸۹	۴۵۸	۳۸۹	۴۵۸	۳۸۹
۳۹۰	۴۵۹	۳۹۰	۴۵۹	۳۹۰
۳۹۱	۴۶۰	۳۹۱	۴۶۰	۳۹۱
۳۹۲	۴۶۱	۳۹۲	۴۶۱	۳۹۲
۳۹۳	۴۶۲	۳۹۳	۴۶۲	۳۹۳
۳۹۴	۴۶۳	۳۹۴	۴۶۳	۳۹۴
۳۹۵	۴۶۴	۳۹۵	۴۶۴	۳۹۵
۳۹۶	۴۶۵	۳۹۶	۴۶۵	۳۹۶
۳۹۷	۴۶۶	۳۹۷	۴۶۶	۳۹۷
۳۹۸	۴۶۷	۳۹۸	۴۶۷	۳۹۸
۳۹۹	۴۶۸	۳۹۹	۴۶۸	۳۹۹
۴۰۰	۴۶۹	۴۰۰	۴۶۹	۴۰۰

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر
۲۰۱	۲۲۵	۲۲۰	۲۴۵
۲۰۲	۲۲۶	۲۲۱	۲۴۶
۲۰۳	۲۲۷	۲۲۲	۲۴۷
۲۰۴	۲۲۸	۲۲۳	۲۴۸
۲۰۵	۲۲۹	۲۲۴	۲۴۹
۲۰۶	۲۳۰	۲۲۵	۲۵۰
۲۰۷	۲۳۱	۲۲۶	۲۵۱
۲۰۸	۲۳۲	۲۲۷	۲۵۲
۲۰۹	۲۳۳	۲۲۸	۲۵۳
۲۱۰	۲۳۴	۲۲۹	۲۵۴
۲۱۱	۲۳۵	۲۳۰	۲۵۵
۲۱۲	۲۳۶	۲۳۱	۲۵۶
۲۱۳	۲۳۷	۲۳۲	۲۵۷
۲۱۴	۲۳۸	۲۳۳	۲۵۸
۲۱۵	۲۳۹	۲۳۴	۲۵۹
۲۱۶	۲۴۰	۲۳۵	۲۶۰
۲۱۷	۲۴۱	۲۳۶	۲۶۱
۲۱۸	۲۴۲	۲۳۷	۲۶۲
۲۱۹	۲۴۳	۲۳۸	۲۶۳
۲۲۰	۲۴۴	۲۳۹	۲۶۴
۲۲۱	۲۴۵	۲۴۰	۲۶۵
۲۲۲	۲۴۶	۲۴۱	۲۶۶
۲۲۳	۲۴۷	۲۴۲	۲۶۷
۲۲۴	۲۴۸	۲۴۳	۲۶۸
۲۲۵	۲۴۹	۲۴۴	۲۶۹
۲۲۶	۲۵۰	۲۴۵	۲۷۰
۲۲۷	۲۵۱	۲۴۶	۲۷۱
۲۲۸	۲۵۲	۲۴۷	۲۷۲
۲۲۹	۲۵۳	۲۴۸	۲۷۳
۲۳۰	۲۵۴	۲۴۹	۲۷۴
۲۳۱	۲۵۵	۲۵۰	۲۷۵
۲۳۲	۲۵۶	۲۵۱	۲۷۶
۲۳۳	۲۵۷	۲۵۲	۲۷۷
۲۳۴	۲۵۸	۲۵۳	۲۷۸
۲۳۵	۲۵۹	۲۵۴	۲۷۹
۲۳۶	۲۶۰	۲۵۵	۲۸۰
۲۳۷	۲۶۱	۲۵۶	۲۸۱
۲۳۸	۲۶۲	۲۵۷	۲۸۲
۲۳۹	۲۶۳	۲۵۸	۲۸۳
۲۴۰	۲۶۴	۲۵۹	۲۸۴
۲۴۱	۲۶۵	۲۶۰	۲۸۵
۲۴۲	۲۶۶	۲۶۱	۲۸۶
۲۴۳	۲۶۷	۲۶۲	۲۸۷
۲۴۴	۲۶۸	۲۶۳	۲۸۸
۲۴۵	۲۶۹	۲۶۴	۲۸۹
۲۴۶	۲۷۰	۲۶۵	۲۹۰
۲۴۷	۲۷۱	۲۶۶	۲۹۱
۲۴۸	۲۷۲	۲۶۷	۲۹۲
۲۴۹	۲۷۳	۲۶۸	۲۹۳
۲۵۰	۲۷۴	۲۶۹	۲۹۴
۲۵۱	۲۷۵	۲۷۰	۲۹۵
۲۵۲	۲۷۶	۲۷۱	۲۹۶
۲۵۳	۲۷۷	۲۷۲	۲۹۷
۲۵۴	۲۷۸	۲۷۳	۲۹۸
۲۵۵	۲۷۹	۲۷۴	۲۹۹
۲۵۶	۲۸۰	۲۷۵	۳۰۰
۲۵۷	۲۸۱	۲۷۶	۳۰۱
۲۵۸	۲۸۲	۲۷۷	۳۰۲
۲۵۹	۲۸۳	۲۷۸	۳۰۳
۲۶۰	۲۸۴	۲۷۹	۳۰۴
۲۶۱	۲۸۵	۲۸۰	۳۰۵
۲۶۲	۲۸۶	۲۸۱	۳۰۶
۲۶۳	۲۸۷	۲۸۲	۳۰۷
۲۶۴	۲۸۸	۲۸۳	۳۰۸
۲۶۵	۲۸۹	۲۸۴	۳۰۹
۲۶۶	۲۹۰	۲۸۵	۳۱۰
۲۶۷	۲۹۱	۲۸۶	۳۱۱
۲۶۸	۲۹۲	۲۸۷	۳۱۲
۲۶۹	۲۹۳	۲۸۸	۳۱۳
۲۷۰	۲۹۴	۲۸۹	۳۱۴
۲۷۱	۲۹۵	۲۹۰	۳۱۵
۲۷۲	۲۹۶	۲۹۱	۳۱۶
۲۷۳	۲۹۷	۲۹۲	۳۱۷
۲۷۴	۲۹۸	۲۹۳	۳۱۸
۲۷۵	۲۹۹	۲۹۴	۳۱۹
۲۷۶	۳۰۰	۲۹۵	۳۲۰
۲۷۷	۳۰۱	۲۹۶	۳۲۱
۲۷۸	۳۰۲	۲۹۷	۳۲۲
۲۷۹	۳۰۳	۲۹۸	۳۲۳
۲۸۰	۳۰۴	۲۹۹	۳۲۴
۲۸۱	۳۰۵	۳۰۰	۳۲۵
۲۸۲	۳۰۶	۳۰۱	۳۲۶
۲۸۳	۳۰۷	۳۰۲	۳۲۷
۲۸۴	۳۰۸	۳۰۳	۳۲۸
۲۸۵	۳۰۹	۳۰۴	۳۲۹
۲۸۶	۳۱۰	۳۰۵	۳۳۰
۲۸۷	۳۱۱	۳۰۶	۳۳۱
۲۸۸	۳۱۲	۳۰۷	۳۳۲
۲۸۹	۳۱۳	۳۰۸	۳۳۳
۲۹۰	۳۱۴	۳۰۹	۳۳۴
۲۹۱	۳۱۵	۳۱۰	۳۳۵
۲۹۲	۳۱۶	۳۱۱	۳۳۶
۲۹۳	۳۱۷	۳۱۲	۳۳۷
۲۹۴	۳۱۸	۳۱۳	۳۳۸
۲۹۵	۳۱۹	۳۱۴	۳۳۹
۲۹۶	۳۲۰	۳۱۵	۳۴۰
۲۹۷	۳۲۱	۳۱۶	۳۴۱
۲۹۸	۳۲۲	۳۱۷	۳۴۲
۲۹۹	۳۲۳	۳۱۸	۳۴۳
۳۰۰	۳۲۴	۳۱۹	۳۴۴
۳۰۱	۳۲۵	۳۲۰	۳۴۵
۳۰۲	۳۲۶	۳۲۱	۳۴۶
۳۰۳	۳۲۷	۳۲۲	۳۴۷
۳۰۴	۳۲۸	۳۲۳	۳۴۸
۳۰۵	۳۲۹	۳۲۴	۳۴۹
۳۰۶	۳۳۰	۳۲۵	۳۵۰
۳۰۷	۳۳۱	۳۲۶	۳۵۱
۳۰۸	۳۳۲	۳۲۷	۳۵۲
۳۰۹	۳۳۳	۳۲۸	۳۵۳
۳۱۰	۳۳۴	۳۲۹	۳۵۴
۳۱۱	۳۳۵	۳۳۰	۳۵۵
۳۱۲	۳۳۶	۳۳۱	۳۵۶
۳۱۳	۳۳۷	۳۳۲	۳۵۷
۳۱۴	۳۳۸	۳۳۳	۳۵۸
۳۱۵	۳۳۹	۳۳۴	۳۵۹
۳۱۶	۳۴۰	۳۳۵	۳۶۰
۳۱۷	۳۴۱	۳۳۶	۳۶۱
۳۱۸	۳۴۲	۳۳۷	۳۶۲
۳۱۹	۳۴۳	۳۳۸	۳۶۳
۳۲۰	۳۴۴	۳۳۹	۳۶۴
۳۲۱	۳۴۵	۳۴۰	۳۶۵
۳۲۲	۳۴۶	۳۴۱	۳۶۶
۳۲۳	۳۴۷	۳۴۲	۳۶۷
۳۲۴	۳۴۸	۳۴۳	۳۶۸
۳۲۵	۳۴۹	۳۴۴	۳۶۹
۳۲۶	۳۵۰	۳۴۵	۳۷۰
۳۲۷	۳۵۱	۳۴۶	۳۷۱
۳۲۸	۳۵۲	۳۴۷	۳۷۲
۳۲۹	۳۵۳	۳۴۸	۳۷۳
۳۳۰	۳۵۴	۳۴۹	۳۷۴
۳۳۱	۳۵۵	۳۵۰	۳۷۵
۳۳۲	۳۵۶	۳۵۱	۳۷۶
۳۳۳	۳۵۷	۳۵۲	۳۷۷
۳۳۴	۳۵۸	۳۵۳	۳۷۸
۳۳۵	۳۵۹	۳۵۴	۳۷۹
۳۳۶	۳۶۰	۳۵۵	۳۸۰
۳۳۷	۳۶۱	۳۵۶	۳۸۱
۳۳۸	۳۶۲	۳۵۷	۳۸۲
۳۳۹	۳۶۳	۳۵۸	۳۸۳
۳۴۰	۳۶۴	۳۵۹	۳۸۴
۳۴۱	۳۶۵	۳۶۰	۳۸۵
۳۴۲	۳۶۶	۳۶۱	۳۸۶
۳۴۳	۳۶۷	۳۶۲	۳۸۷
۳۴۴	۳۶۸	۳۶۳	۳۸۸
۳۴۵	۳۶۹	۳۶۴	۳۸۹
۳۴۶	۳۷۰	۳۶۵	۳۹۰
۳۴۷	۳۷۱	۳۶۶	۳۹۱
۳۴۸	۳۷۲	۳۶۷	۳۹۲
۳۴۹	۳۷۳	۳۶۸	۳۹۳
۳۵۰	۳۷۴	۳۶۹	۳۹۴
۳۵۱	۳۷۵	۳۷۰	۳۹۵
۳۵۲	۳۷۶	۳۷۱	۳۹۶
۳۵۳	۳۷۷	۳۷۲	۳۹۷
۳۵۴	۳۷۸	۳۷۳	۳۹۸
۳۵۵	۳۷۹	۳۷۴	۳۹۹
۳۵۶	۳۸۰	۳۷۵	۴۰۰
۳۵۷	۳۸۱	۳۷۶	۴۰۱
۳۵۸	۳۸۲	۳۷۷	۴۰۲
۳۵۹	۳۸۳	۳۷۸	۴۰۳
۳۶۰	۳۸۴	۳۷۹	۴۰۴
۳۶۱	۳۸۵	۳۸۰	۴۰۵
۳۶۲	۳۸۶	۳۸۱	۴۰۶
۳۶۳	۳۸۷	۳۸۲	۴۰۷
۳۶۴	۳۸۸	۳۸۳	۴۰۸
۳۶۵	۳۸۹	۳۸۴	۴۰۹
۳۶۶	۳۹۰	۳۸۵	۴۱۰
۳۶۷	۳۹۱	۳۸۶	۴۱۱
۳۶۸	۳۹۲	۳۸۷	۴۱۲
۳۶۹	۳۹۳	۳۸۸	۴۱۳
۳۷۰	۳۹۴	۳۸۹	۴۱۴
۳۷۱	۳۹۵	۳۹۰	۴۱۵
۳۷۲	۳۹۶	۳۹۱	۴۱۶
۳۷۳	۳۹۷	۳۹۲	۴۱۷
۳۷۴	۳۹۸	۳۹۳	۴۱۸
۳۷۵	۳۹۹	۳۹۴	۴۱۹
۳۷۶	۴۰۰	۳۹۵	۴۲۰
۳۷۷	۴۰۱	۳۹۶	۴۲۱
۳۷۸	۴۰۲	۳۹۷	۴۲۲
۳۷۹	۴۰۳	۳۹۸	۴۲۳
۳۸۰	۴۰۴	۳۹۹	۴۲۴
۳۸۱	۴۰۵	۴۰۰	۴۲۵
۳۸۲	۴۰۶	۴۰۱	۴۲۶
۳۸۳	۴۰۷	۴۰۲	۴۲۷
۳۸۴	۴۰۸	۴۰۳	۴۲۸
۳۸۵	۴۰۹	۴۰۴	۴۲۹
۳۸۶	۴۱۰	۴۰۵	۴۳۰
۳۸۷	۴۱۱	۴۰۶	۴۳۱
۳۸۸	۴۱۲	۴۰۷	۴۳۲
۳۸۹	۴۱۳	۴۰۸	۴۳۳
۳۹۰	۴۱۴	۴۰۹	۴۳۴
۳۹۱	۴۱۵	۴۱۰	۴۳۵
۳۹۲	۴۱۶	۴۱۱	۴۳۶
۳۹۳	۴۱۷	۴۱۲	۴۳۷
۳۹۴	۴۱۸	۴۱۳	۴۳۸
۳۹۵	۴۱۹	۴۱۴	۴۳۹
۳۹۶	۴۲۰	۴۱۵	۴۴۰
۳۹۷	۴۲۱	۴۱۶	۴۴۱
۳۹۸	۴۲۲	۴۱۷	۴۴۲
۳۹۹	۴۲۳	۴۱۸	۴۴۳
۴۰۰	۴۲۴	۴۱۹	۴۴۴
۴۰۱	۴۲۵	۴۲۰	۴۴۵
۴۰۲	۴۲۶	۴۲۱	۴۴۶
۴۰۳	۴۲۷	۴۲۲	۴۴۷
۴۰۴	۴۲۸	۴۲۳	۴۴۸
۴۰۵	۴۲۹	۴۲۴	۴۴۹
۴۰۶	۴۳۰	۴۲۵	۴۵۰
۴۰۷	۴۳۱	۴۲۶	۴۵۱
۴۰۸	۴۳۲	۴۲۷	۴۵۲
۴۰۹	۴۳۳	۴۲۸	۴۵۳
۴۱۰	۴۳۴	۴۲۹	۴۵۴
۴۱۱	۴۳۵	۴۳۰	۴۵۵
۴۱۲	۴۳۶	۴۳۱	۴۵۶
۴۱۳	۴۳۷	۴۳۲	۴۵۷
۴۱۴	۴۳۸	۴۳۳	۴۵۸
۴۱۵	۴۳۹	۴۳۴	۴۵۹
۴۱۶	۴۴۰	۴۳۵	۴۶۰
۴۱۷	۴۴۱	۴۳۶	۴۶۱
۴۱۸	۴۴۲	۴۳۷	۴۶۲
۴۱۹	۴۴۳	۴۳۸	۴۶۳
۴۲۰	۴۴۴	۴۳۹	۴۶۴
۴۲۱	۴۴۵	۴۴۰	۴۶۵
۴۲۲	۴۴۶	۴۴۱	۴۶۶
۴۲۳	۴۴۷	۴۴۲	۴۶۷
۴۲۴	۴۴۸	۴۴۳	۴۶۸
۴۲۵	۴۴۹	۴۴۴	۴۶۹
۴۲۶	۴۵۰	۴۴۵	۴۷۰
۴۲۷	۴۵۱	۴۴۶	۴۷۱
۴۲۸	۴۵۲	۴۴۷	۴۷۲
۴۲۹	۴۵۳	۴۴۸	۴۷۳
۴۳۰	۴۵۴	۴۴۹	۴۷۴
۴۳۱	۴۵۵	۴۵۰	۴۷۵
۴۳۲	۴۵۶	۴۵۱	۴۷۶
۴۳۳	۴۵۷	۴۵۲	۴۷۷
۴۳۴	۴۵۸	۴۵۳	۴۷۸
۴۳۵	۴۵۹	۴۵۴	۴۷۹
۴۳۶	۴۶۰	۴۵۵	۴۸۰
۴۳۷	۴۶۱	۴۵۶	۴۸۱
۴۳۸	۴۶۲	۴۵۷	۴۸۲
۴۳۹	۴۶۳	۴۵۸	۴۸۳
۴۴۰	۴۶۴	۴۵۹	۴۸۴
۴۴۱	۴۶۵	۴۶۰	۴۸۵
۴۴۲	۴۶۶	۴۶۱	۴۸۶
۴۴۳	۴۶۷	۴۶۲	۴۸۷
۴۴۴	۴۶۸	۴۶۳	۴۸۸
۴۴۵	۴۶۹	۴۶۴	۴۸۹
۴۴۶	۴۷۰		

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۴۲۷	حضرت نعمان بن بشیر کے حالات	۳۹۶	۴۵۹	تلمیذی امامت سے متعلق شیخ عبدالحق رحمہ اللہ	۴۲۲
۴۲۸	صفین سیدی کرنے کی تاکید	۳۹۶		کا ایک واقعہ	
۴۲۹	صف سیدی کرنا اہل سنت نمازیں داخل ہے	۳۹۸	۴۶۰	افضل کے ہوتے ہوئے غیر افضل کی امامت	۴۲۳
۴۳۰	ترتیب صفوت کا بیان	۳۹۹		بھی جائز ہے	
۴۳۱	سیدی صفین کا ذکر کی صفوں کی طرح ہیں۔	۴۰۰	۴۶۱	آئینہ صفوں کی نماز مقبول نہیں ہوتی	۴۲۴
۴۳۲	اگلی صفوں کو مکمل کرنا	۴۰۳	۴۶۲	باب امام پر کیا لازم ہے	۴۲۵
۴۳۳	سجد نبوی شریف میں امام کی بائیں جانب	۴۰۴	۴۶۳	امام کے فرائض و تعذیب کی حقیقت یہ ہے	۴۲۶
	کھڑے ہونا افضل ہے۔		۴۶۴	حضرت علی علیہ السلام کی نماز کا بیان	۴۲۸
۴۳۴	نماز کی جگہ کا بیان	۴۰۸		بقی اور بھی ہیں	
۴۳۵	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	۴۱۰	۴۶۵	حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ	۴۲۹
۴۳۶	حضرت عمار کے حالات	۴۱۱	۴۶۶	حضرت علی علیہ السلام کی ایک بیعت	۴۳۰
۴۳۷	حضرت علی علیہ السلام کا منبر شریف کس چیز	۴۱۲	۴۶۷	حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی ایک بیعت	۴۳۱
	سے بنا ہوا تھا		۴۶۸	امام کا یہ ہے کہ نماز میں کھڑے ہو کر	۴۳۲
۴۳۸	آپ کا منبر شریف بنانے والے کا نام	۴۱۳	۴۶۹	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۴۳۳
۴۳۹	ایک شہداء درسی کا جواب	۴۱۴	۴۷۰	حضرت علی علیہ السلام کی ایک بیعت	۴۳۴
۴۴۰	حضرت ابوالفضل الاشرقی	۴۱۵	۴۷۱	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۴۳۵
۴۴۱	امامت کا باب	۴۱۶	۴۷۲	امامت کی حقیقت یہ ہے کہ	۴۳۶
۴۴۲	امامت مغربی امامت گبری	۴۱۷	۴۷۳	امامت کی حقیقت یہ ہے کہ	۴۳۷
۴۴۳	امامت نماز کے سب سے زیادہ کون دیتی ہے	۴۱۸	۴۷۴	امامت کی حقیقت یہ ہے کہ	۴۳۸
۴۴۴	رسال و جواب	۴۱۹	۴۷۵	امامت کی حقیقت یہ ہے کہ	۴۳۹
۴۴۵	دین میں اچھا آدمی ان دنوں	۴۲۰	۴۷۶	امامت کی حقیقت یہ ہے کہ	۴۴۰
۴۴۶	حضرت ابو علیہ رضی اللہ عنہ	۴۲۱	۴۷۷	امامت کی حقیقت یہ ہے کہ	۴۴۱
۴۴۷	حضرت ابن ام کثیم رضی اللہ عنہ	۴۲۲	۴۷۸	امامت کی حقیقت یہ ہے کہ	۴۴۲
۴۴۸	تلمیذی امامت کا مسئلہ	۴۲۳	۴۷۹	امامت کی حقیقت یہ ہے کہ	۴۴۳

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۴۷۸	حضرت عبداللہ بن مقبہ کے حالات	۴۴۲	۴۹۶	نفل ابد سنت نماز گھروں میں پڑھنی چاہیے	۴۷۷
۴۷۹	انبیاء علیہم السلام پر موت مرض کی باتیں جو مٹی	۴۴۳	۴۹۷	رات کی نماز کا بیان	۴۷۸
	طاری ہو سکتی ہے۔ دیرانگی کی باتیں جو مٹی		۴۹۸	حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کی تعداد رکعات	۴۷۹
	پر طاری نہیں ہو سکتی		۴۹۹	کیا نماز تہجد حضرت علی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی	۴۸۰
۴۸۰	حضرت علی اللہ علیہ وسلم مرض و فلت میں معجزہ ہون	۴۴۴	۵۰۰	سجدہ شکر کا وجود ثابت کیا نہیں	۴۸۱
	دیکھا رہے۔		۵۰۱	حضرت علی اللہ علیہ وسلم سنت فجر میں قل یا ایہا	۴۸۲
۴۸۱	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایک	۴۴۵		الکافرون اہل بیت کے ساتھ پڑھتے تھے۔	۴۸۳
	شبہ اور اس کا جواب		۵۰۲	سنت فجر پڑھ کر قرآن مانا کرنے سے پہلے	۴۸۴
۴۸۲	ایک نماز و دوم تر پڑھنے کا باب	۴۴۶		سوتا۔	۴۸۵
۴۸۳	حضرت بصر بن جبریل رضی اللہ عنہ	۴۴۷	۵۰۳	دائمی پہلو پر سونا حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی حالت	۴۸۶
۴۸۴	حضرت سلیمان موصیٰ مسمومہ رضی اللہ عنہا کے	۴۴۸		بیکار تھی۔	۴۸۷
۴۸۵	حضرت بلال کی تحقیق	۴۴۹	۵۰۴	عائشہ پہلو ہونے میں حکمت	۴۸۸
۴۸۶	حضرت عیسیٰ بن مریم رضی اللہ عنہ	۴۵۰	۵۰۵	حضرت سروق رضی اللہ عنہ	۴۸۹
۴۸۷	پانچویں نمازوں کے ساتھ سنت ترکہ پڑھنے	۴۵۱	۵۰۶	تہجد کے وقت کی ایک خاص دعا	۴۹۰
	کی کیفیت		۵۰۷	حضرت شیخ شہاب الدین ہروردی کے نزدیک	۴۹۱
۴۸۸	حضرت عبداللہ بن شعیب رضی اللہ عنہ	۴۵۲		اس دعا کی فضیلت	۴۹۲
۴۸۹	سنت فجر کی ایک	۴۵۳	۵۰۸	اس دعا کی تفسیر	۴۹۳
۴۹۰	سنت نمازوں کی ایک حدیث میں ترتیب	۴۵۴	۵۰۹	دو نماز تین رکعت ہے	۴۹۴
۴۹۱	حضرت عبداللہ بن شعیب رضی اللہ عنہ	۴۵۵	۵۱۰	حضرت زید بن الجہنی کے حالات	۴۹۵
۴۹۲	جس کے بعد قرآن کے بعد تہجد کی تعداد	۴۵۶	۵۱۱	سوئے ہوئے آدمی کو نماز کے لیے بیدار	۴۹۶
۴۹۳	حضرت عبداللہ بن شعیب رضی اللہ عنہ	۴۵۷		کرا چاہیے۔	۴۹۷
۴۹۴	آدمی را بنجزم واد بارانگہ سے مراد	۴۵۸	۵۱۲	داخل میں ایک ہی آیت کا تکرار جائز ہے	۴۹۸
۴۹۵	حضرت کے بعد دو رکعت سنت پڑھنا حضرت	۴۵۹	۵۱۳	حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی شب بیداری	۴۹۹
	علی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا		۵۱۴	باب جب رات کو اٹھے تو کیا پڑھے	۵۰۰

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	
۵۱۵	دو دعا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے وقت پڑھتے تھے۔	۴۹۲	۵۳۵	اسی و بیاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہلکے کو چھتے تھے۔
۵۱۶	بہت جلد قبول ہونے والی دعا	۴۹۴	۵۳۶	حضرت سالم بن ابراہیم رحمہ اللہ
۵۱۷	حضرت خرق ابو ذری رضی اللہ عنہ	۴۹۸	۵۳۷	غلام قرین کے لیے سلطان لاہور سے
۵۱۸	حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ	۴۹۹	۵۳۸	غلام قرین کا بیان
۵۱۹	شب بیداری کے فوائد و فضائل	۴۹۹	۵۳۹	دو نماز نہ سنت ہے یا واجب نیز یہ ایک
۵۲۰	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد	۵۰۱	۵۴۰	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۲۱	رب تعالیٰ کے آسمان دنیا پر نازل فرمانے سے مراد	۵۰۲	۵۴۱	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۲۲	لفظ دعا اور سوال کا معنی	۵۰۳	۵۴۲	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۲۳	ہر رات میں اہانت دعا کی ایک گھڑی ہے	۵۰۳	۵۴۳	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۲۴	اور وہ نصف رات کی گھڑی ہے	۵۰۳	۵۴۴	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۲۵	ایک اشکال اور اس کا مطلب	۵۰۳	۵۴۵	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۲۶	احیاء ایل کے دو معنی	۵۰۳	۵۴۶	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۲۷	نماز تہجد کی فضیلت	۵۰۳	۵۴۷	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۲۸	تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے	۵۰۳	۵۴۸	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۲۹	بنسے کے لیے قربانی کے احکام	۵۰۳	۵۴۹	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۳۰	حضرت عرب بن جبرہ رضی اللہ عنہ	۵۰۳	۵۵۰	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۳۱	جنت میں بالا خانوں میں رہنے والے لوگ	۵۰۳	۵۵۱	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۳۲	حضور علیہ السلام کی ایک قول	۵۰۳	۵۵۲	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۳۳	قل قیل جو پیغمبر جو پیغمبر ہے	۵۰۳	۵۵۳	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۳۴	حضور علیہ السلام کی ایک قول	۵۰۳	۵۵۴	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد
۵۳۵	حضور علیہ السلام کی ایک قول	۵۰۳	۵۵۵	نماز کے وقت سرے رہنے والے آدمی کے کان میں کان کے بڑی کرنے سے مراد



نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۵۹۳	بادنور ہونے کی فضیلت	۵۷۶	پیشی کے وقت جنت میں داخل ہونے اور
۵۹۴	حضرت عبداللہ بن ادنی کے حالات	۵۷۷	جہنم کے وقت جنت سے نکلنے کے لئے
۵۹۵	صلوۃ التبسیح کا بیان	۵۷۸	جمعہ کے دن حضرت آدم کے جنت میں ہجر
۵۹۶	نماز سفر کا بیان نماز قصر کے وجوب اور عدم	۵۸۲	کی فضیلت کی وجہ
۵۹۷	ذوالحلیفہ کی تحقیق	۵۸۳	جمعہ کے دن افضل گھڑی کا بیان
۵۹۸	حضرت عائشہ بن دحب خزاعی رضی اللہ عنہ	۵۸۴	اس گھڑی کی قمین میں مختلف اقسام
۵۹۹	حضرت علی بن امیر رضی اللہ عنہ کے حالات	۵۸۵	مکح تر قول یہ ہے کہ یہ گھڑی جہنم کے دن
۶۰۰	وجوب قصر پر اخلاف کی دلیل اور اس پر	۵۸۶	کی آخری گھڑی ہے
۶۰۱	سفر میں سنت نماز کا حکم	۵۸۷	حضرت کعب بن جابر رضی اللہ عنہ
۶۰۲	نفل اور سنت نماز ہماری پر جائز ہے	۵۸۸	حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ
۶۰۳	مقیم نمازی سفر کے پیچھے پڑھنا جائز ہے	۵۸۹	لفظاً و معنی کی تحقیق
۶۰۴	جمع بین صلاتین کی تحقیق اور احکامات	۵۹۰	انہما علیہم السلام کا یہ قول ہے کہ
۶۰۵	اس بارے میں قریب اختلاف کی تحقیق	۵۹۱	رہنا تحقیق علیہ مسئلہ ہے
۶۰۶	جمع بین صلاتین والی احادیث کا مطلب	۵۹۲	یم نور محمد اور صفاء و جلالہ کی
۶۰۷	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے منی میں ہونے	۵۹۳	تفسیر
۶۰۸	آخری دو رخصت میں قصر نہ کرنے کی وجہ	۵۹۴	مرسل بن عبیدہ کی جہاد و فتوح
۶۰۹	میل کتنی مسافت کے فاصلہ کو کہتے ہیں	۵۹۵	حضرت بابہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
۶۱۰	جمعہ کا بیان لفظ جمعہ کی تحقیق اور اس کے	۵۹۶	حکم
۶۱۱	جمعہ کو جمعہ کہنے کی وجہ	۵۹۷	جمعہ کے دن یا جمعہ کی راہیں
۶۱۲	معدومائیت میں جمعہ کا نام عربیہ تھا	۵۹۸	مرنے والا فقہہ قبر سے محفوظ رہتا
۶۱۳	حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کی صبح پیدا ہوئے	۵۹۹	جمعہ کے دن یا جمعہ کی راہیں
		۶۰۰	مرنے والا فقہہ قبر سے محفوظ رہتا
		۶۰۱	جمعہ کے دن یا جمعہ کی راہیں
		۶۰۲	مرنے والا فقہہ قبر سے محفوظ رہتا
		۶۰۳	جمعہ کے دن یا جمعہ کی راہیں
		۶۰۴	مرنے والا فقہہ قبر سے محفوظ رہتا
		۶۰۵	جمعہ کے دن یا جمعہ کی راہیں
		۶۰۶	مرنے والا فقہہ قبر سے محفوظ رہتا
		۶۰۷	جمعہ کے دن یا جمعہ کی راہیں
		۶۰۸	مرنے والا فقہہ قبر سے محفوظ رہتا
		۶۰۹	جمعہ کے دن یا جمعہ کی راہیں
		۶۱۰	مرنے والا فقہہ قبر سے محفوظ رہتا
		۶۱۱	جمعہ کے دن یا جمعہ کی راہیں
		۶۱۲	مرنے والا فقہہ قبر سے محفوظ رہتا



صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۶۲۷	لفظ بدینہ کا معنی	۶۱۷	جمع کے صاحبزادوں کے بیان	۶۲۷
۶۲۷	صحیح اور فصیح ترک جابجہ یا دو جابجہ ہے۔	۶۱۷	جمع کتاب و سنت اور اجتماع سے ثابت شرع	۶۲۸
۶۲۸	خطبہ کے دوران کلام منور ہونے کی تشریح	۶۱۹	ہے اہل کائنات کا فرض ہے۔	۶۲۸
۶۲۷	خطبہ کے دوران کلام کرنا منع ہے	۶۱۷	جمع نماز ظہر کا خفیہ ہے	۶۲۹
۶۲۸	حضرت عمار بن ابراہیم رضی اللہ عنہ	۶۱۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر شریف لکری کا تھا	۶۳۰
۶۳۱	جمع کے لیے اچھا لباس ہونا چاہیے	۶۱۸	حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۶۳۱
۶۳۵	خطبہ کے دوران بوسے پر وید	۶۱۹	حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے حالات و	۶۳۲
۶۳۷	خطبہ جمعہ اور نماز کا بیان	۶۲۰	فضائل۔	۶۳۲
۶۳۷	خطبہ جمعہ فرض ہے	۶۲۰	ایک شبہ لہذا اس کا جواب	۶۳۲
۶۳۷	الفاظ جمعہ کی مقدار	۶۲۰	جمع شریفی رہنے والے اور عظیم پڑھنے والے	۶۳۳
۶۳۹	حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہ	۶۲۱	حضرت عائشہ بن شہب رضی اللہ عنہ	۶۳۵
۶۳۹	حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ	۶۲۱	نماز جمعہ کے لیے جماعت فرض ہے	۶۳۶
۶۳۹	مقام زور واد کی تحقیق	۶۲۱	پارہ قسم کے افراد پر جمعہ فرض نہیں	۶۳۷
۶۴۰	جمعہ کی دوسری یعنی موجودہ پہلی افان کب	۶۲۲	ملک محمد کے لیے وجہ تہنیت	۶۳۸
۶۴۰	شروع ہونے کی باغ	۶۲۲	نکاح کے خلاف کھانا کھانا ہے	۶۳۹
۶۴۰	جو چیز خفا سے بلا شہین نے جاری کی وہ بھی	۶۲۳	جمع کے لیے کھانا کھانا کھانا	۶۴۰
۶۴۱	سنت ہے۔	۶۲۳	کامیاب	۶۴۱
۶۴۱	دو خطبوں کے درمیان بیٹھا سنت ہے	۶۲۳	پہلی نماز کے بیٹھا کھانا کھانا کھانا	۶۴۱
۶۴۵	حضرت عمر بن حریث رضی اللہ عنہ	۶۲۳	دو خطبہ کے درمیان حریث رضی اللہ عنہ	۶۴۲
۶۴۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جمعہ مدینہ منورہ	۶۲۳	جمعہ کی سنتیں	۶۴۳
۶۴۶	آکر پڑھا۔	۶۲۳	خطبہ کے دوران خاموشی ضروری ہے	۶۴۳
۶۴۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی	۶۲۳	نماز جمعہ کا ثواب فضیلت	۶۴۴
۶۴۹	میں باقاعدہ کے قریب مجھے پڑھے ہیں۔	۶۲۳	جمعہ کے لیے پلے آنے والے کا ثواب	۶۴۴
۶۴۹	حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ	۶۲۳	دور	۶۴۴



صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	پر شمار
۶۷۷	خطبہ جمعہ کھڑے ہو کر پڑھنا سنت ہے	۶۴۹	۶۸۸	۶۷۷
۶۷۸	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا طریقہ فرمانبرداری	۶۵۰	۶۸۹	۶۷۸
۶۷۹	نماز غرت کا بیان	۶۵۱	۶۹۰	۶۷۹
۶۸۰	حضرت سالم بن عبداللہ کے حالات	۶۵۲		۶۸۰
۶۸۱	حضرت صالح بن خوات رضی اللہ عنہ	۶۵۵	۶۹۱	۶۸۱
۶۸۲	غزوہ ذات الرقاع کا بیان	۶۵۵	۶۹۲	۶۸۲
۶۸۳	مقام بطون نخل	۶۵۹	۶۹۳	۶۸۳
۶۸۴	ضجنان و شفاں	۶۶۰	۶۹۴	۶۸۴
۶۸۵	عیدین کا بیان - لفظ عید کا معنی	۶۶۰	۶۹۵	۶۸۵
۶۸۶	نماز عید فرض کفایہ ہے	۶۶۱		۶۸۶
۶۸۷	کیا عید کے نماز عید سے پہلے یا بعد کوئی نماز	۶۶۲	۶۹۶	۶۸۷
	ہے اس کی تحقیق			
۶۸۸	حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا	۶۶۵	۶۹۷	۶۸۸
۶۸۹	ایم بعات	۶۶۶	۶۹۸	۶۸۹
۶۹۰	خوشی کے موقع پر دف و غیرہ بجانے	۶۶۶	۶۹۹	۶۹۰
۶۹۱	تراویح کے ساتھ نمازوں کی ایک سہیل اور	۶۶۷	۷۰۰	۶۹۱
	اس کا جواب			
۶۹۲	سماج کے خلق حضرت امام ابو حنیفہ کا مسلک	۶۶۸	۷۰۱	۶۹۲
۶۹۳	عید کی نماز کے لیے لاسر ہو کر آنے جانے	۶۶۹	۷۰۲	۶۹۳
	کی حکمتیں			
۶۹۴	غزوہ ج کا معنی	۶۷۱	۷۰۳	۶۹۴
۶۹۵	غیر رسول کے تہواروں کی شرکت کا منہ ہے	۶۷۲	۷۰۴	۶۹۵
۶۹۶	عید کے دن کھانے پینے کی حکمت	۶۷۳		۶۹۶
۶۹۷	بجیڑی عیدین کی تہواروں کی اختلاف آئمہ	۶۷۴	۷۰۵	۶۹۷
۶۹۸	ایک سوال اور اس کا جواب	۷۰۶		۶۹۸

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار
۷۰۷	حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کا دن	۷۰۷	۷۰۷	۷۰۷
۷۰۸	خمریوں کے ایک خیال کی تردید	۷۰۸	۷۰۸	۷۰۸
۷۰۹	حضرت عبدالرحمن بن عمر رضی اللہ عنہ	۷۰۹	۷۰۹	۷۰۹
۷۱۰	حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ	۷۱۰	۷۱۰	۷۱۰
۷۱۱	سجدہ شکر کا بیان	۷۱۱	۷۱۱	۷۱۱
۷۱۲	غزائے بغیر صرف سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں	۷۱۲	۷۱۲	۷۱۲
۷۱۳	اس مسئلے کی وضاحت	۷۱۳	۷۱۳	۷۱۳
۷۱۴	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ	۷۱۴	۷۱۴	۷۱۴
۷۱۵	اسعد کے لیے شفاعت کا سوال	۷۱۵	۷۱۵	۷۱۵
۷۱۶	موضع عز و زلزلہ کی تحقیق	۷۱۶	۷۱۶	۷۱۶
۷۱۷	ایک شبہ اور اس کا حل و جواب	۷۱۷	۷۱۷	۷۱۷
۷۱۸	غناز استسقاء کا بیان	۷۱۸	۷۱۸	۷۱۸
۷۱۹	حضرت عیسیٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۷۱۹	۷۱۹	۷۱۹
۷۲۰	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۷۲۰	۷۲۰	۷۲۰
۷۲۱	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۷۲۱	۷۲۱	۷۲۱
۷۲۲	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۷۲۲	۷۲۲	۷۲۲
۷۲۳	ہواؤں کا باب	۷۲۳	۷۲۳	۷۲۳
۷۲۴	باد صبا اور باد و جود کی تشریح	۷۲۴	۷۲۴	۷۲۴
۷۲۵	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۷۲۵	۷۲۵	۷۲۵
۷۲۶	حج	۷۲۶	۷۲۶	۷۲۶
۷۲۷	روح اور ریاح کے استعمال میں فرق	۷۲۷	۷۲۷	۷۲۷
۷۲۸	جائزہ کی کتاب	۷۲۸	۷۲۸	۷۲۸
۷۲۹	لفظ جائزہ کی تفسیر	۷۲۹	۷۲۹	۷۲۹
۷۳۰	عیادت کا معنی	۷۳۰	۷۳۰	۷۳۰
۷۳۱	بھر کے کوکھانا کھانا بعض صورتوں میں فرض ہے	۷۳۱	۷۳۱	۷۳۱
۷۳۲	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۷۳۲	۷۳۲	۷۳۲

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار
۴۴	سلام کا جواب حقوق اسلام میں سے ہے۔	۴۳۷	حضرت علیؓ علیہ السلام کی موت کی شہادت آپ کے ہندو مقام کی وجہ سے تھی۔	۴۵۱
۴۵	دعوت قبول کرنا ایک وقت سنت ہے جبکہ وہاں کوئی خلافت شرعاً کام نہ ہو۔	۴۳۷	سرخ دھاتی کی مثال	۴۵۲
۴۶	مسلمان کے مسلمان پر چھوٹی ہیں۔	۴۳۸	ہمارے لوگوں کو وہ کہہ رہے ہیں کہ کھانا ہے	۴۵۲
۴۷	بیادت برین کی فضیلت	۴۳۹	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۴۸	لفظ خرقہ کی تحقیق	۴۴۰	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۴۹	شان اولیاء کلام	۴۴۱	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۵۰	اللہ تعالیٰ کے بیمار ہونے کا مطلب	۴۴۲	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۵۱	بیماری میں صبر و تحمل چاہیے کہ بیماری ان کو لگا ہوں سے پاک کرتی ہے۔	۴۴۳	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۵۲	بیماری سے شفا یاب ہونے کی دعا	۴۴۴	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۵۳	عیالات کے اشراج کے اسرار و راز	۴۴۵	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۵۴	اہل فلسفہ کی تنقید	۴۴۶	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۵۵	ترتیب انہماک کی تحقیق و تفسیر	۴۴۷	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۵۶	معجزات کی تفسیر	۴۴۸	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۵۷	بیماری دو کرنے کا دم اور ذلیفہ	۴۴۹	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۵۸	لفظ شیطان احاطہ و اندازہ کی تفسیر	۴۵۰	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۵۹	مسیبت ہمیشہ خدا کے غضب کا نشان نہیں ہوتی بلکہ لطف و مہربانی کے طور پر لگائی ہوتی ہے	۴۵۱	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۶۰	لفظ مصیبت کا معنی	۴۵۲	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۶۱	مسمومیت میں فرق	۴۵۳	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۶۲	لفظ دھوکہ کا معنی	۴۵۴	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
۶۳	حضرت علیؓ علیہ السلام کے ہندو تکلیف میں مبتلا ہونے میں حکمت	۴۵۵	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۵۶	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۵۷	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۵۸	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۵۹	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۶۰	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۶۱	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۶۲	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۶۳	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۶۴	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۶۵	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۶۶	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۶۷	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۶۸	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۶۹	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳
		۴۷۰	مرض طاعون موموں کے لیے موت فسادات کا	۴۵۳

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۸۰۱	کے نام میں زندگی بترقی اب موت بترقی	۷۷۵	ایک مہنگی مہینہ موت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
۸۰۱	ایک سوال و جواب	۷۹۸	کا قدیم سید بنی اسرائیل و گناہ
۸۰۲	حضرت قباب رضی اللہ عنہ	۷۷۶	حضرت عطیہ بن ابی بداح رضی اللہ عنہ
۸۰۲	اؤغراگھاس کی تحقیق	۷۷۷	جیاری کا اجر و ثواب
۸۰۳	مرنے والے کے پاس کیا پڑھا جائے	۷۸۰	مومن کا بیماری میں مبتلا ہونا خدا کا خاص انعام
۸۰۳	دقت موت کی علامات	۷۸۰	ہے۔
۸۰۳	برکت موت تلقین کا طریقہ	۷۸۲	ایک سوال و جواب
۸۰۴	انا للہ وانا الیہ راجعون کا معنی	۷۸۳	رہین کی دعا کا ذکر کی دعا کی طرح ہے
۸۰۴	حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ	۷۸۴	بیماروں کو اللہ تعالیٰ کھانا پلاتا ہے
۸۰۴	مرنے والے کے پاس سورہ یسین شریف	۷۸۵	جنت میں ایک چائے کی مقدار کی بیماری دینا
	پڑھی جائے اور اس کی وجہ		ہے۔
۸۰۷	حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے حالات	۷۸۵	سازگی کی موت موت شہادت ہے
۸۰۸	حضرت حسین بن دحرج رضی اللہ عنہ	۷۸۸	موت کی آرزو بعد اس کی یاد کا بیان
۸۰۹	حضرت طلحہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ	۷۸۸	جیاری وغیرہ سے تنگ اگر موت کی آرزو کرنا
۸۰۹	حضرت طلحہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ	۷۸۹	نہیں چاہئے کہ لقمہ دینا
۸۱۰	حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۷۸۸	موت کے بعد کے شوق موت کا اندر کمال
۸۱۳	نقذ ریطہ کا معنی	۷۸۸	میں کی علامت ہے۔
۸۱۸	علامہ موت کی آمد اور جان کنوں کی کیفیت	۷۸۹	موت کا اندر کی علامت
۸۲۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں صحابہ کا ادب۔	۷۹۲	ان کا طریقہ ہے اور ان کا طریقہ
۸۲۲	مقام عیین	۷۹۶	موت کے بعد کے شوق موت کا اندر کمال
۸۲۳	سب سے ساقی زمین کے نیچے ایک جگہ ہے	۸۰۱	موت کی تحقیق اور درجات جنت کے پیر
۸۲۴	حدیث میں واقع نقطہ صاۃ صاۃ کا معنی	۸۱۵	موت کے بعد کے شوق موت کا اندر کمال
		۸۱۶	ایک حدیث کا بیان کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۸۱۷	مومن کی روح جنت کا پرندہ بن کر اٹھتی ہے	۸۲۶	جنازہ کے ساتھ پڑھنا افضل ہے
۸۱۸	لفظ شہید کا اطلاق و معنی	۸۲۷	غائبہ نماز جنازہ درپوشی جائز ہے
۸۱۹	ارواح باقی رہتی ہیں	۸۲۸	امام شافعی کے نزدیک غائبہ نماز جنازہ
۸۲۰	خل میت اور اس کی تکفین	۸۲۹	جائز ہے
۸۲۱	خل میت فرض ہے	۸۳۰	بادشاہ حبشہ کے حالات
۸۲۲	حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے حالات	۸۳۱	غائبہ نماز جنازہ کے چار مسئلوں کی
۸۲۳	سالمین کے لباس اور انار سے تبرک حال	۸۳۲	دولین کا جواب
۸۲۴	کرنا بعد موت قبر میں اور زندگی میں بھی خوب	۸۳۳	حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ
۸۲۵	حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کا کفن مبارک بغیر تہ	۸۳۴	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۸۲۶	کپڑے کا تھا اور صرف تین کپڑے پر مشتمل تھا	۸۳۵	مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنے میں التماس
۸۲۷	کفن سنت تین کپڑے ہیں	۸۳۶	اکثر سے ...
۸۲۸	بعض متاخرین فقہاء نے مغز و عروق و دماغ	۸۳۷	...
۸۲۹	کے لیے کفن میں عامہ کو بھی شامل کیا ہے	۸۳۸	...
۸۳۰	اپنے کفن کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ	۸۳۹	...
۸۳۱	رضی اللہ عنہ کی وصیت	۸۴۰	...
۸۳۲	ایک اشکال اور اس کا جواب	۸۴۱	...
۸۳۳	بہترین قرآنی ہینکروں والا دبر ہے	۸۴۲	...
۸۳۴	حضرت حمص بن عسیر رضی اللہ عنہ	۸۴۳	...
۸۳۵	عبداللہ بن ابی منافق کا حال	۸۴۴	...
۸۳۶	ایک سوال اور اس کا جواب	۸۴۵	...
۸۳۷	جنازہ کے ساتھ چلنے اور اس پر نماز	۸۴۶	...
۸۳۸	پڑھنے کا بیان	۸۴۷	...
۸۳۹	...	۸۴۸	...
۸۴۰	...	۸۴۹	...
۸۴۱	...	۸۵۰	...
۸۴۲	...	۸۵۱	...

نمبر	مضامین	نمبر	مضامین	نمبر	مضامین
۸۸۱	حضرت مطلب بن ابومرہ رضی اللہ عنہ	۸۶۳	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ	۸۵۲	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ
۸۸۲	صحابہ کے زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم	۸۶۴	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۵۳	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
	حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کی قبریں مکہ و مدینہ کے قریب ہیں۔	۸۶۵	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۵۴	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
	حضرت عائشہ اس پر دس کھانا تھے اور دس زیارت کرتے۔	۸۶۶	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۵۵	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
۸۸۳	برہنہ علی بن ابی طالب سے تکیف محسوس کرتا ہے جن سے زندہ کرتا ہے۔	۸۶۷	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۵۶	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
۸۸۸	قبر سے نکلتے لگانا ہے۔	۸۶۸	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۵۷	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
۸۸۸	میت پر رونے کا باب	۸۶۹	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۵۸	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
۸۸۸	میت پر زور ماری منع ہے	۸۷۰	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۵۹	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
۸۸۹	آدم علیہ السلام کی وفات پر صاری مخلوق	۸۷۱	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۶۰	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
	ساجدوں تک روتی رہی۔	۸۷۲	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۶۱	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
۸۸۹	تین دن سے زیادہ تعزیت نہ کی جائے	۸۷۳	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۶۲	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
۸۸۹	حضرت ابوسفیان کا نام	۸۷۴	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۶۳	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
۸۹۰	حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۸۷۵	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۶۴	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
۸۹۱	حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت پر حضور کے رونے میں حکمت	۸۷۶	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۶۵	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
۸۹۱	اس باب سے میں موفیہ کی تحقیق	۸۷۷	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۶۶	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
۸۹۲	لفظ متعقبات کی تفسیر و معنی	۸۷۸	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۶۷	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
۸۹۳	لفظ غاضب کا معنی	۸۷۹	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۶۸	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
۸۹۳	میت پر اسی کے اہل و عیال کے رونے	۸۸۰	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۶۹	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
	صحابہ خطاب ہوتا ہے	۸۸۱	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۷۰	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب
۸۹۵	پندرہ باتوں کی مذمت	۸۸۲	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب	۸۷۱	نکلت۔ غزوہ بدر کا سبب



نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۸۸۸	لفظ قطران و جرب کی تحقیق	۸۹۵	۹۰۳ حضرت حسن مثنوی کی پیری ان کی عمر پر ایک
۸۸۹	بادشاہوں کی طرح حضور و راہوں پر کوئی	۸۹۶	۹۰۴ مرنے تک غیر لگا کر بھی رہی۔
۸۹۰	دربان و ہر تاقھا	۸۹۷	۹۰۵ ایسے جلسے کے ساتھ چنانچہ ہے بھی
۸۹۱	جس سلطان کے تین بچے فوت ہوئے وہ	۸۹۸	۹۰۶ میں نومبر ہوا ہو۔
۸۹۲	دوزخ میں نہ جائے گا۔	۸۹۹	۹۰۷ تباہی پنے اپنے دلوں کو جنت میں راقی
۸۹۳	لفظ صغی کا معنی	۹۰۰	۹۰۸ مرنے کر جائیں گے۔
۸۹۴	بندہ مومن کو ہر حالت میں ابر و ثواب ملتا	۹۰۱	۹۰۹ لفظ دما میں کا معنی
۸۹۵	رہتا ہے۔	۹۰۲	۹۱۰ مرنے کے تباہی پیر ان کے لیے مقرر
۸۹۶	سراج امور جرب بہ نیت عبادت الہیہ کے	۹۰۳	۹۱۱ پر وہ بن جائیں گے۔
۸۹۷	جائیں تو مستحب قرار پاتے ہیں۔	۹۰۴	۹۱۲ حکم ہونے کا کھل کر نہ ہو پر بھی نہیں
۸۹۸	بندہ مومن کی موت پر آسمان و زمین بھی	۹۰۵	۹۱۳ اپنے ناروے کیج کر جنت میں رہا ہوگا
۸۹۹	روتے ہیں۔	۹۰۶	۹۱۴ حضرت خرقہ رضی اللہ عنہ
۹۰۰	ایک مرنال اور اس کا جواب	۹۰۷	۹۱۵ حضرت پر پنے ہی صبر کرنا عبادت شایع
۹۰۱	حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	۹۰۸	۹۱۶ ہے۔
۹۰۲	یعنی اللہ عز۔	۹۰۹	۹۱۷ لفظ عتاب کا معنی
۹۰۳	خویش و آفتاب کو چاہیے کہ اہل بیت کے	۹۱۰	۹۱۸ عبادت قبر کا یہ کہ
۹۰۴	لیے کھانے کا انتظام کریں۔	۹۱۱	۹۱۹ عبادت قبر کا یہ کہ
۹۰۵	بیت پر رونے سے بیت کو کس بچہ مراد	۹۱۲	۹۲۰ عبادت قبر کا یہ کہ
۹۰۶	ہوتا ہے۔	۹۱۳	۹۲۱ عبادت قبر کا یہ کہ
۹۰۷	حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا	۹۱۴	۹۲۲ عبادت قبر کا یہ کہ
۹۰۸	ماحقین کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا	۹۱۵	۹۲۳ عبادت قبر کا یہ کہ
۹۰۹	ہے اس کی تحقیق۔	۹۱۶	۹۲۴ عبادت قبر کا یہ کہ
۹۱۰	حضرت ابو سلمہ کے فضائل و مناقب	۹۱۷	۹۲۵ حضرت امام مری کا لم مری
۹۱۱	بیت پر بن اور وادیاہ کرنے کی ممانعت	۹۱۸	۹۲۶ بار سے یہ حضرت امام مری کا لم مری

